جدید تخریج شدہ
عربی آیات
ترجمہ کنز الایمان
عطار الجنان
ترجمہ
حیات الحیوان
جلد دوم
مصنف:
محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ
تصحیح:
حافظ محمد اختر حبیب اختر
پسند فرمودہ و مصدقہ
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
تحقیق و ترجمہ و تخریج
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

تخریج شدہ

قرآنی آیات ترجمہ کنز الایمان

عطّارُ الجُنان

ترجمہ

حیاتُ الحیوان

جلد دوم

مؤلف:

محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ و تخریج

ابوالزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)

نزد قبرستان پکی (کوٹلی) ڈسکہ روڈ سیالکوٹ

پسند فرمودہ و مصدقہ

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

تصحیح:

حافظ محمد اختر حبیب اختر

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلٰی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب .... عطار الجنان ترجمہ حیات الحیوان (جلد دوم)

مصنف .... محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم .... ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

تصحیح و پروفنگ .... حافظ محمد اختر حبیب اختر

پسند فرمودہ .... مفتی غلام حسن قادری

صفحات 816

تعداد 600

کمپوزنگ .... کاشف عباس، فیصل رشید، زاہد اقبال

اشاعت .... نومبر 2013ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت ....1500 روپے مکمل سیٹ ۲ جلد

قیمت .... -/2000 روپے مکمل سیٹ مجلد ڈائی دار

ضروری گزارش

اُن تمام احباب کا شکر گزار ہوں جو ہمارے ادارے کی کتب کو دل سے پسند کرتے ہیں۔اس کتاب ''عطار الجنان ترجمہ حیات الحیوان'' کو نئے ترجمہ سے آراستہ کیا گیا ہے۔اگر آپ کو اس میں کسی قسم کی کمی وبیشی و کمپوزنگ کی غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو مطلع کریں تاکہ ان اغلاط کی اگلے ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔آپ تعاون فرما کر ادارہ کی مزید ترقی کا سبب بنیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے اس تعاون کو قبول فرمائے۔آمین

آپ کا خادم
محمد اکبر قادری

فہرست مضامین

الخلد

"الخلد" چھچھوندر کو کہا جاتا ہے۔ (خاء پر پیش ہے) مگر "کفایہ" میں خلیل بن احمد کا کہنا ہے کہ خاء پر زبر وزیر ہے۔ امام جاحظ نے کہا ہے کہ چھچھوندر ایک حیوان ہے جو کہ نابینا' بہرہ اور بدن میں مختصر ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ "الخلد" اپنے آگے کی اشیاء کو سونگھ کر ہی شناخت کر لیا کرتی ہے جبکہ یہ نابینا ہوا کرتی ہے۔ جس وقت چھچھوندر اپنے بل سے باہر آیا کرتی ہے تو دہن کو کھول کر باہر ہی بیٹھتی ہے۔ سو مکھیاں آ کر "الخلد" کے دہن پر اس کے گردونواح میں بیٹھ جایا کرتی ہیں۔ تو یہ "الخلد" ان مکھیوں پر اس لمحے حملہ آور ہوا کرتی ہے جس وقت وہ بہت زیادہ اکٹھی ہو جائیں اور ان کو کھا جاتی ہے۔ اکثر علماء کرام کا کہنا ہے کہ "الخلد" نابینا چوہا کہلاتا ہے جو محض سونگھ لینے سے اشیاء کو شناخت کر لیا کرتا ہے۔ ارسطو نے اپنی تصنیف "کتاب النعوت" میں بیان کیا ہے کہ سارے جانوروں کی دو آنکھیں ہوا کرتی ہیں' مگر چھچھوندر کی آنکھیں نہیں ہوا کرتیں۔ سو اس کو نابینا پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ یہ زمینی حیوان ہے اور اللہ پاک نے جیسے آب کو مچھلی کے لئے تخلیق کیا ہے ایسے ہی ارض کو چھچھوندر کے لئے چین کا مقام بنایا ہے اور اس کی خوراک اللہ پاک نے ارض کے اندر رکھ دی ہے۔ اس بناء پر اسے ارض پر چلنے کی طاقت کا حصول نہیں ہے اور نہ ہی تفریح و عیاشی ہے۔ اللہ پاک نے بینائی کے عوض میں اس حیوان کو سماعت کرنے کی طاقت اور قوت شامہ سے نوازا ہے۔ یہ تھوڑی سی آواز کو دور ہی سے سماعت کر لیا کرتی ہے۔ جس وقت اس کو شکار کرنے والے کے پیروں کی آواز کا احساس ہوا کرتا ہے تو فوری طور پر اپنے بل میں چلی جاتی ہے۔

ارسطو کا کہنا ہے کہ چھچھوندر کو پکڑنے کا بہانہ یہ ہے کہ اس کے بل کے بیرونی طرف جوؤں کو رکھا جائے۔ جس وقت اس کو جوؤں کی بو کا احساس ہوگا تو اپنے بل سے باہر نکلے گی تاکہ جوؤں کو پکڑ پائے۔ کہتے ہیں کہ "الخلد" کی سننے کی قوت دوسرے حیوانات کی بنائی کی قوت کے مساوی ہے۔ چھچھوندر کے مزاج میں مہک سے ناپسندیدگی اور بدبو کے لئے پسندیدگی پائی جاتی ہے۔ سو وہ مہک دار اشیاء کی مہک کا احساس ہوتے ہی دوڑ جاتی ہے اور گندنا' پیاز وغیرہ کی مہک کو محبوب رکھتی ہے۔ اکثر اوقات انہیں دو اشیاء سے پکڑا جا سکتا ہے۔ جس وقت وہ ان دونوں اشیاء کی خوشبو کا احساس کرے گی تو اپنے بل سے باہر آ کر ان اشیاء کی جانب لپک پڑے گی۔ سو جس وقت چھچھوندر کو بھوک لگتی ہے تو یہ اپنا دہن کھول لیا کرتی ہے۔ پس اللہ عزوجل اس کے لئے مچھر کو بھیجتے ہیں۔ چھچھوندر مچھر پر حملہ کر کے اس کو اپنی غذا بنا لیا کرتی ہے۔ اکثر مفسرین نے تحریر کیا ہے کہ "سید مارب" کا شہر چھچھوندر نے تباہ کیا تھا۔ قوم سبا کے اردگرد دو گلشن تھے اور اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا تھا کہ تم اپنے خدا کی نوازی ہوئی روزی میں سے تناول کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ قوم سبا کا شہر بے حد صفائی والا تھا۔ حتیٰ کہ اس شہر میں مچھر' سانپ' پسو' بچھو اور دوسرے جان لیوا حیوانات نہیں پائے جاتے تھے۔ اگر کوئی فرد اس شہر میں آتا اور اس کے ملبوس میں جوئیں وغیرہ موجود ہوتیں تو اس شہر میں آتے ہی ان کا خاتمہ ہو جاتا۔ اگر کوئی بشر ملت سبا کے گلشن میں جاتا اور اس کے سر کے اوپر خالی ٹوکری ہوتی تو واپس لوٹتے ہوئے اس کی ٹوکری میں کئی طرز کے پھل بھر چکے ہوتے اور یہ وہ پھل ہوا کرتے جو پک جانے کی بناء پر اشجار سے نیچے گر جایا کرتے تھے۔ اللہ پاک نے ملت سبا کی جانب تیرہ پیغمبروں کو بعثت سے سرفراز کیا۔ سو پیغمبران علیہم السلام نے انہیں اللہ پاک پر

ایمان کی دعوت دی اور خدا کی نعمتوں کو ذہن نشین کروایا اور اللہ کے عذاب سے خوف دلایا۔ وہ قوم معترض ہوئی اور کہنے لگی کہ ہم کو علم نہیں کہ اللہ پاک نے ہم کسی انعام سے نوازا ہے۔ قوم سبا کے شہر میں ایک ڈیم ہوا کرتا تھا جسے ملکہ بلقیس نے اپنی حکومت کے زمانے میں بنوایا تھا اور اس ڈیم سے بارہ نہریں نکلا کرتی تھیں اور ان نہروں کی بدولت عوام تک پانی جاتا تھا۔

جس وقت ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی اور اس نے ایمان کی دولت سے فائدہ اٹھایا تو قوم سبا بہت لمبے عرصہ تک راہ ہدایت پر چلتی رہی اور پھر وہ باغی ہو کر کفر کے مرتکب ہو گئے۔ سو اللہ پاک نے اس قوم پر ایک نابینا چھچھوندر کا تسلط قائم کر دیا۔ چھچھوندر نے اس ڈیم میں جگہ جگہ نقب لگا کر نیچے سے کھودا اور اس میں چھید کر دیئے جس کی بناء پر ان کے گلشن بنجر ہو گئے اور ان کی اراضی بھی تباہ ہو گئی۔ سو ملت سبا کو اپنی معلومات کے ذرائع سے پتہ چل چکا تھا کہ ایک چوہا ان کے ڈیم کو بربادی سے ہمکنار کر دے گا۔ اس بناء پر ڈیم کو تعمیر کرتے ہوئے ان لوگوں نے ہر دو پتھروں کے وسط میں بلی کو جکڑنے کے لئے ایک چھید بنا رکھا تھا۔ جس وقت اس قوم نے کفر کا ارتکاب کیا تو اللہ پاک نے ان پر اپنا عذاب ایسے نازل فرمایا کہ ایک لال رنگ کا چوہا ظاہر ہوا اور وہ بلی پر حملہ آور ہوا پس وہ بلی چوہے کو گرفت میں لینے کے لئے اپنی جگہ سے تھوڑی دور گئی۔ تو وہ چوہا اس چھید میں جا کر جا بجا چھید کرنے لگا۔ حتیٰ کہ بند میں ہر جانب چھید ہی چھید ہو گئے۔ جس وقت ڈیم میں پانی کی مقدار زیادہ ہوئی تو اس چوہے کے نکالے ہوئے چھیدوں سے پانی خارج ہونے لگا حتیٰ کہ ڈیم قائم نہ رہا اور سیلاب کی بناء پر قوم سبا کی رہائش گاہیں نیست و نابود ہو گئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ ڈیم ملکہ بلقیس نے بنوایا تھا اس بناء پر کہ قوم سبا کے افراد پانی کے جھگڑے میں ایک دوسرے کو ہلاک کر دیا کرتے تھے۔ ملکہ بلقیس نے تمام وادیوں کے آبی بہاؤ کے ٹھہراؤ کے لئے دو پہاڑوں کے مابین بڑی بڑی چٹانوں کو تاروں سے جوڑ کر ایک دیوار تیار کر دی گئی اور اس کے تین دروازے ہوا کرتے تھے اور ان سے پانی نکالنے کے لئے بارہ نہریں نکالی گئی تھیں۔ جس وقت پانی کی حاجت ہوا کرتی تو نہریں کھول دی جاتی تھیں۔

حضرت امام ابوالفرج جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ قوم سبا میں سب سے قبل عمرو بن عامر ازدی کو ڈیم کی بربادی کا پتہ چلا سو اسے بوقت شب خواب میں دکھائی دیا کہ ڈیم میں ہر جانب چھید ہو گئے ہیں اور وہ ریزہ ریزہ ہو کر گر گیا ہے اور وادی سیلاب کی زد میں آ گئی ہے۔ سو جس وقت سویرا ہوا تو اسے اس خواب کی بناء پر بہت فکرمندی ہوئی اور عمرو بن عامر ازدی ڈیم کی جانب چلا گیا۔ اسے دکھائی دیا کہ ایک بڑا چوہا جو لوہے کی مانند مستحکم دانت کا مالک ہے وہ ڈیم کو کھودنے میں مگن ہے۔ عمرو بن عامر ازدی فوری طور پر اپنی رہائش میں آیا اور اپنی زوجہ سے یہ قصہ بیان کیا اور زوجہ اور فرزندان کو ڈیم کی صورت حال دیکھنے کے لئے بھیج دیا۔ جس وقت وہ ڈیم دیکھ کر آئے تو حکمران (سردار) کہنے لگا کہ جو کچھ مجھے دکھائی دیا کیا تم بھی ملاحظہ کر چکے ہو؟ تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ سردار کہنے لگا کہ اس طرح کا کام ہے جس کو ٹھیک کرنے پر ہم قدرت نہیں رکھتے اس لئے کہ یہ اللہ پاک کی جانب سے ہے اور اللہ پاک نے قوم سبا کو نیست و نابود کرنے کا عزم فرما لیا ہے۔ سردار نے ایک بلی کو گرفت میں لیا اور ڈیم کی کھدائی کرنے والے چوہے کے پیچھے لگا دیا مگر یہ بھی بےکار ہی ثابت ہوا۔ سردار نے اس بربادی سے

بچاؤ کے لئے اپنے صاحبزادوں سے مشورہ طلب کیا۔ وہ بولے کہ اے والد ہم کیا مشورہ دیں۔ سردار کہنے لگا کہ میں تم کو ایک رائے دیتا ہوں۔ سردار کے فرزند بولے کہ آپ فرمان دیں ہم اس پر عمل درآمد کریں گے۔ سردار نے اپنے سب سے چھوٹے فرزند کو طلب کر کے کہا کہ جس وقت میں دربار میں نشست سنبھال لوں اور افراد روز کی طرح اکٹھے ہو جائیں تو میں تم کو کسی فعل کا فرمان دوں گا مگر تم میرے فرمان پر دھیان نہ دینا جس پر میں تمہاری برائی کروں گا تو تم میرے روبرو آ کر مجھ کو ایک تھپڑ رسید کر دینا اور پھر سردار نے اپنے باقی صاحبزادوں سے یہ کہہ دیا کہ تم اپنے چھوٹے برادر کے اس عمل پر چپ رہنا اور اس کو ملامت نہ کرنا۔ جس وقت درباری یہ سلسلہ ملاحظہ کریں تو ان میں سے کسی کو اپنے برادر کے بارے میں بات کرنے پر رضامند نہ کرنا۔ پھر میں اس طرح کا حلف اٹھاؤں گا کہ جس کا کوئی کفارہ نہیں ہوگا اور پھر میں بولوں گا کہ میں اس طرح کی ملت میں کس طرح مقیم ہو سکتا ہوں جس کا ایک چھوٹا نوجوان اپنے ہی گناہ پر والد کے چہرے پر تھپڑ رسید کر دے اور عوام اور دوسرے فرزند اس بات پر غیور نہ ہوں۔ صاحبزادے کہنے لگے کہ ہم اسی طرح ہی کریں گے۔ جس وقت سردار نے اپنی نشست سنبھالی اور عوام اکٹھے ہو گئے تو سردار عمرو بن عامر ازدی نے اپنے فرزند کو کوئی فرمان دیا اور پھر طے شدہ پروگرام کے تحت ہی لڑکوں نے عمل کیا۔ عوام سردار کے فرزندان کی جرأت پر بہت حیران تھے۔ سو حلف اٹھانے کے بعد سردار نے اٹھ کر کہا کہ میرے صاحبزادے نے مجھ کو تھپڑ رسید کیا ہے اور تم سب چپ بیٹھے ہو۔ اب میں ایسی قوم کے ساتھ قطعی طور پر نہیں رہوں گا جس کا فرزند اپنے والد کو مارے مگر عوام اس نافرمان سے کوئی باز پرس نہ کریں۔ بہر حال قوم کے افراد اٹھے اور سردار سے معافی طلب کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگ نہیں جانتے تھے کہ آپ کی اولاد اتنی نا ہنجار ہو گئی ہے۔ آنے والے وقت میں ہم انہیں اس طرح نہیں کرنے دیں گے۔ مگر سردار نے کہا اب تو میں قطعی طور پر ادھر نہیں رہوں گا اس لئے کہ میں حلف اٹھا چکا ہوں۔ اس کے بعد سردار عمرو بن عامر ازدی نے اپنا ساز و سامان بیچ دیا۔ جو افراد اس سامان کی بناء پر سردار سے حسد میں مبتلا تھے انہوں نے یہ سامان خرید لیا۔ سردار عمرو بن عامر ازدی نے کچھ اشد ضروری سامان اور اہل و عیال کے ہمراہ اس وادی سے کوچ کر لیا۔ سردار کے جانے کے بعد ایک شب جس وقت عوام خواب خرگوش کا مزہ لے رہے تھے اچانک ڈیم ٹوٹا اور سیلاب کی وجہ سے قوم کا ساز و سامان نیست و نابود ہو گیا اور آبادی دیکھتے ہی دیکھتے بنجر اور برباد ہو گئی۔ فرمان الٰہی "فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ" (لہٰذا ہم نے ان پر بند کا سیلاب بھیج دیا) کا یہی مطلب ہے۔

لفظ عرم کی تفتیش: لفظ عرم کے متعلق مفسرین کے کئی بیانات ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ عرم ڈیم کو کہا جاتا ہے۔ حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ عرم اس آبادی کو کہا جاتا ہے جدھر ڈیم کی تعمیر کی گئی ہو۔ اکثر علماء کرام کے مطابق عرم وہ بستی ہے جس نے ڈیم تراشا تھا۔ اور اکثر علماء کرام کے خیال میں عرم سیلاب کہلاتا ہے۔

لفظ مارب کی تفتیش: لفظ مارب کے مفہوم میں مخالفت ہے کچھ علماء کرام کے مطابق مارب قوم سبا کے شاہی محل کو کہتے ہیں۔ حضرت امام مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ملت سبا کے ہر شہنشاہ کا لقب کہلاتا تھا۔ جس طرح کہ یمن کے ہر امیر کا بھی ایک ہی لقب ہوا کرتا تھا۔ حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ ڈیم سبا بن یشجب نے تعمیر کروایا تھا اور اس نے ستر

(70) بستیوں کا پانی اس ڈیم میں ڈال دیا تھا۔ مگر ڈیم بننے سے قبل ہی اس کی وفات ہو گئی تھی۔ پھر حمیر کے شہنشاہوں نے ڈیم کو پورا کروایا۔ سبا کا اسم عبدالشمس بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ ملت کا سب سے اوّل شخص ہے کہ جس نے ضرب لگانے کی سزا مقرر کر دی۔ اسی بناء پر اس کا اسم سبا مشہور ہو گیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یمن کے شہنشاہوں میں یہ اول شہنشاہ تھا جس نے سر پر تاج پہنا۔ حضرت امام مسعودی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ ڈیم لقمان بن عاد نے تعمیر کروایا تھا اور اس نے ہر میل کی زمین میں پانی کی نکاس کے لئے ایک نہر نکلوائی تھی اور ایسے ہی تیس میل کی ارض میں تیس نہریں نکلوائیں تھیں جن سے ساری بستیوں کو الگ الگ پانی پہنچایا جاتا تھا۔ سو اللہ پاک نے ڈیم کا سیلاب نازل فرمایا حتیٰ کہ ایک بستی دوسری بستی سے جدا ہو گئی سو اسی لمحے سے یہ ضرب المثل بولی جانے لگی: "تفرقوا ایدی الناس" مطلب ان میں جدائی ہو گئی۔ امام شعبی نے کہا ہے کہ سیلاب کی بناء پر جس وقت قوم سبا کے سارے شہر ڈوب گئے تو دیگر بچے ہوئے افراد مفرور ہو گئے۔ سو قبیلہ غسان والے ملک شام روانہ ہو گئے اور "ازدعمان" میں قیام کیا۔ اس کے علاوہ خزاعہ اور تہامہ عراق کی جانب کوچ کر گئے مگر قبیلہ اوس اور خزرج نے مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کر لی۔ قوم سبا کا اول شخص جو مدینہ منورہ میں مقیم ہوا وہ عمرو بن عامر تھا اور عمرو بن عامر قبیلہ اوس و خزرج کا پردادا تھا۔

ایک داستان: حضرت امام ابوسبرہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ فروہ بن مسیک قطیفی سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھ کو سبا کے بارے میں آگاہ کریں کہ وہ آدمی تھا یا خاتون یا سبا کسی ارض کا اسم ہے؟ حضور سراج السالکین، رحمۃ اللعالمین، سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ سبا ایک عربی شخص کا اسم تھا جس کے دس فرزند تھے۔ ان میں سے چھ خوش قسمت ہوئے اور چار بدقسمت ہوئے۔ خوش قسمت میں کندہ، اشعریون، ازدمذحج، انمار اور حمیر کے اسم ہیں۔ اس شخص نے پوچھا کہ انمار کون ہیں؟ حضور جان کائنات، فخر موجودات، صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ خثعم اور بجیلہ ہیں۔ وہ اولاد جو بدقسمت ہوئی ان میں لخم، جذام، عاملہ اور غسان کا شمار ہوتا ہے۔

آزمودہ فائدے: "خلد" کے مرض کے لئے اس تعویذ کو تحریر کر کے حیوان کے بائیں کان میں آویزاں کرنے سے حیوان صحت مند ہو جایا کرتا ہے۔ "خلد" وہ مرض ہے جو حیوانات کو لاحق ہوتا ہے اور بطور خاص گھوڑے اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تعویذ درج ذیل ہے:

"یا خلد سلیمان بن داؤد ذکر عزرایل علی وسطك وذكر جبرائيل على رأسك و ذكر اسرافيل على ظهرك وذكر ميكائيل على بطنك لاتدب ولا تسعى الاايس كمايبس لبن الدجنج وقرن الحمار بقدرة العزيز القهار هذا قول عزرائيل و جبرائيل و اسرافيل و ميكائيل و ملائكة الله المقربين الذين لاياكلون ولا يشربون الا بذكر الله هم يعيشون اصبا و تاآل شداى ايبس ايها الخلد من دابة فلان ابن فلانة او من هذه الدابة بقدرة من يرى ولا يرى ويسألونك عن الجبال فقل ينسفها ربى نسفا فيذرها قاعا صفصفاً لا ترى فيها عوجا ولا

أمتا الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم الله موتو الماتو کذالك یموت الخلد من دابةفلان ابن فلانة أ ومن ھذہ الدابة ۔"

(فلاں ابن فلانۃ کی بجائے حیوان کے مالک اور اس کی ماں کا اسم کا علم نہ ہو تو محض "ھذاالدابۃ" کے کلمات درج کر دیں) اور پھر یہ نقش لکھ دیں۔

ااا اا اا ا ۷ اا اا ۷ ا ل ط ط ۱۷ ۲۱۱ د ۱۲۱ ب رک ۱

"خلد" کے مرض میں مبتلا حیوان کے لئے یہ تعویذ بھی فائدہ مند ہے۔اس عمل کو تحریر کر کے حیوان کے گلے میں ڈال دیں۔

"طلعو استه و ستین ملکا الی جبال القدس لقوا ثلاث شجرات الواحدة قطعت و الثانیة یبست والثالث احترقت انقطع ایھا الخلد ببرکة سیھوم دیھوم دھوم بألف لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ج و ج وج وار تفع ارتفع ارتفع اہ اہ اہ ل ط اس ل ط اس ل ط اس ل ط اس ل ط اس اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ حم خم خم حم حم حم حم حم حم حم حم توکلت ل ا د ھی ع ل اا علی اللہ اللّٰھم احفظ حامله ودابة بحرمة الرب العظیم والقرآن العظیم و لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ۔"

شرعی حکم: چھچھوندر کا گوشت حرام کہلاتا ہے کیونکہ یہ چوہے کی ایک طرز ہے مگر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق چھچھوندر اور سانپ کا گوشت تناول کرنے میں کوئی حرج نہیں جس وقت کہ اس کو اچھے طریقے سے نحر کیا گیا ہو یہ تصنیف الذبائح کا اول مسئلہ ہے۔

ضرب الامثال: عربی لوگ کہا کرتے ہیں کہ: "اسمع من خلدو أ فسد من خلد" (فلاں شخص چھچھوندر سے زیادہ سماعت کرنے والا اور فسادی ہے)۔

خواص: چھچھوندر کے لہو کا سرمہ آنکھوں کے لئے نفع بخش ہے اور اگر اس کے لہو کو (پونچھ کے لہو) کنٹھ مالا پر لگا دیں تو صحت یابی ملے گی۔اگر "الخلد" کا بالائی ہونٹ موسمی بخار میں مبتلا شخص کی گردن میں آویزاں کر دیں تو اس کو بخار سے چھٹکارا ملے گا۔چھچھوندر کے گوشت کو اگر آفتاب طلوع ہونے سے قبل بھون کر تناول کر لیں تو یہ گوشت تناول کرنے والے کی قوت حس

میں کثرت ہوگی۔ اگر چھچھوندر کا گوشت گلاب کے تیل میں ڈال کر داد خارش اور جلدی بیماریوں پر لگائیں تو بے حد فائدہ مند ہے۔ امام جاحظ کا کہنا ہے کہ بعض افراد کا گمان ہے کہ وہ خاک جسے چھچھوندر اپنے سوراخ سے نکالا کرتی ہے اس کو نقرس پر لگائیں تو اس مرض میں مبتلا شخص کو صحت یابی ملے گی۔ ارسطو کا کہنا ہے کہ اگر "الخلد" کو تین رطل آب میں ڈبوئیں اس کے بعد یہ آب کوئی بشر نوش کرلے تو وہ چالیس روز تک دیوانوں کی مانند بات چیت کرتا رہے گا۔

یحییٰ بن زکریا کا کہنا ہے کہ اگر چھچھوندر کو تین رطل پانی میں ڈبوئیں حتیٰ کہ وہ پھول کر پھٹ پڑے اس کے بعد یہ آب نکال کر اسے تانبے کے برتن میں پکایا جائے اور اس میں چار درہم اور ان کے وزن جتنا افیون، گندھک، نوشادر اور چار رطل شہد ڈال لیں اس کے بعد اسے اتنا زیادہ پکائیں کہ طلاء کی مانند ہو جائے اس کے بعد اس کو کسی برتن میں ڈال دیں اور جس وقت آفتاب برج حمل میں ہو اور برج حمل سے برج اسد میں جانے تک اگر کوئی فرد اس ترکیب کو استعمال کرے اور اس کے ہمراہ کوئی شے تناول نہ کرے مطلب ظاہری طور پر روزہ دار لگے تو اس کی بناء پر اللہ پاک اپنی طاقت سے اسے کافی سارا علم نواز دیں گے۔

خواب کی تعبیر: چھچھوندر کا خواب میں دکھائی دینا نابینا پن، تعجب، فکرمندی، پوشیدگی اور راہ کی تنگی کی نشانی ہے اگر کوئی شخص جسے کان کی بیماری لاحق ہو اسے چھچھوندر خواب میں دکھائی دے تو یہ سننے کی قوت میں کثرت کی علامت ہے۔ اس کے علاوہ اگر خواب میں چھچھوندر میت کے ہمراہ دکھائی دے تو اس میت کے دوزخی ہونے کی علامت ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○

اس کے علاوہ میت کے بہشتی ہونے کی علامت بھی ہوسکتی ہے اس لئے کہ "جنۃ الخلد" کے کلمات بھی قرآن پاک میں بیان ہیں۔ واللہ اعلم۔

الخلفة

"الخلفة" گابھن اونٹنی کہلاتی ہے۔ "خلفات" اس کی جمع ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں "خلفہ" کا ذکر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کیا تم میں سے کسی کو یہ اچھا لگتا ہے کہ جس وقت وہ اپنی رہائش گاہ میں واپس جائے تو تین بڑی بڑی اور فربہ حاملہ اونٹنیاں اس کی رہائش گاہ میں بندھی ہوئی ہوں؟ ہم نے جواب میں ہاں بولا۔ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ جو شخص قرآن پاک کی تین آیتیں نماز میں تلاوت کرتا ہے وہ اس کے لئے تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے برتر ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شافع محشر، سراج منیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔ پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کا عزم کیا، ان کا اسم مبارک "یوشع بن نون علیہ السلام" تھا۔ سو انہوں نے اپنی

امت سے فرمایا کہ وہ فرد میرے ہمراہ جہاد میں شرکت نہ کرے جو کسی خاتون کی فرج کی ملکیت رکھتا ہو اور اس سے صحبت کا خواہاں ہو اور جو کہ اب تک کر نہ پایا ہو۔ دوئم وہ فرد جو کوئی عمارت تعمیر کر رہا ہو اور ابھی اس کی چھت مکمل نہ کی ہوئی ہو اور سوئم وہ فرد جس نے حاملہ بکریوں کو اور اونٹنیوں کو خرید لیا اور وہ ان سے اولاد کی ولادت کا انتظار کر رہا ہو۔ حضور سرور عالم رحمت عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے جہاد کے لئے چلے گئے جس وقت جہاد کرنے کے مقام پر گئے تو نماز کا وقت (نماز عصر) ہو گیا یا نزدیک آ گیا۔ سو اللہ کے پیغمبر حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے آفتاب سے فرمایا کہ تم بھی اللہ عزوجل کی جانب سے متعین ہو اور میں بھی متعین ہوں اے اللہ پاک اس آفتاب کو میرے لئے غروب ہونے سے منع فرما دے۔ سو وہ آفتاب رکا رہا حتیٰ کہ پیغمبر الٰہی نے اس شہر میں فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

فوائد: حضور سرور عالم رحمت عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی دو دفعہ آفتاب کو غروب ہونے سے روکا گیا۔ ایک بار غزوہ خندق میں جس وقت جہاد میں مصروفیت کی بناء پر نماز عصر میں دیر ہوگئی۔ حتیٰ کہ آفتاب کے غروب ہونے کا لمحہ نزدیک آ گیا تھا۔ (یہ روایت طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کی ہے) اور دوئم دفعہ معراج کی سویر کو آفتاب غروب ہونے سے روکا گیا جس وقت کہ معراج سے لوٹنے کے بعد حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو آفتاب طلوع ہوتے ہی ایک لشکر کے مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے آگاہ کیا تھا اور وہ لشکر اس لمحے تک مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ سو اللہ عزوجل نے آفتاب کو روک دیا تھا۔ (رواہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین رحمۃ اللعالمین سید المرسلین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ اگر سات موٹی حاملہ اونٹنیاں جہنم میں ڈالی جائیں تو انہیں جہنم کی گہرائی تک جانے میں ستر برس کا وقت چاہیے ہوگا۔ (رواہ مستدرک)

حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہ حدیث درست ہے اور اس میں سات اونٹنیوں سے مثال دینے کی تدبیر یہ ہے کہ جہنم کے سات در ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جس آدمی کو کوتاہی سے ہلاک کر دیا گیا ہو کوڑے مار کر یا چھڑی سے مار کر تو اس کا جرمانہ سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس اونٹنیاں اس طرح کی ہوں کہ وہ حاملہ ہوں۔ (رواہ النسائی وابن ماجہ)

اس حدیث کی سند غریب ہے۔

شیخ الاسلام حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث پاک میں ایک خصوصی بات یہ ہے کہ جس وقت ''خلفہ'' حاملہ اونٹنی کہلاتی ہے تو پھر حضور شہنشاہ مدینہ قرار قلب وسینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''ان کے شکم میں طفل ہوں'' کی کیا تدبیر ہے۔ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب چار کیفیات میں دیا ہے۔

1۔ اس کا مقصد محض اصرار کی تشریح ہے۔

2۔حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان درحقیقت لفظ "خلفہ" کی تفسیر ہے۔

3۔حضور شافع محشر، سراج منیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اس شک کا انکار مراد ہے کہ جرمانہ میں محض اس طرح کی اونٹنی ادا کرنا بہت ہے جو کبھی گابھن ہوئی ہے۔

4۔حضور سرور عالم، رحمت عالم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں یہ مصلحت ہے کہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ اونٹنی کا گابھن ہونے کے ساتھ مشروط ہے اور اونٹنی کے گابھن ہونے میں کسی طرز کا شک نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "خلفہ" وہ اونٹنی کہلاتی ہے جس نے طفل کو جنم دیا ہو اور وہ اس کے تعاقب میں دوڑ رہا ہو۔

نفع: "خطا محض" کے مفہوم یہ ہیں کہ قتل کرنے کا عزم کسی دوسری شے کا ہو مگر اس کی بجائے کسی بشر کی ہلاکت ہو جائے تو اس پر قصاص واجب نہیں جبکہ ہلکا جرمانہ ہلاک کرنے والے کے قرابت داروں پر واجب ہے جسے تین برس میں دے دیا جائے گا اور اس کی دولت کی ساری قسموں میں کفارہ واجب ہوا کرتا ہے۔

شک عزم: ہلاکت کی یہ طرز اس طرح کی ہے کہ کسی شخص نے کسی اس طرح کی شے سے مارنے کا عزم کیا جس سے عام طور پر بشر نہ مرتے ہوں جس طرح کہ کسی چھڑی سے ہلکی سی چھوٹ لگانا یا مختصر سے پتھر سے مارنا اور اگر اس سے بشر کی وفات ہو گئی تو اس میں بھی قصاص واجب نہیں ہے بلکہ قتل کرنے والوں کے اقرباء پر بھاری جرمانہ واجب ہے جسے تین برس کے عرصے میں دینا لازم ہے۔

ہلاکت عمد محض: یہ ہلاکت کی وہ طرز ہے کہ بشر کو ہلاک کرنے کا عزم کسی اس طرح کی شے سے کیا جائے جس سے بشر کی وفات ہو جائے مثلاً شمشیر، چاقو وغیرہ۔اس میں کفو کے موجود ہونے کی شکل میں قصاص کی ادائیگی واجب ہو گی یا جرمانہ واجب ہو گا جو کہ قتل کرنے والے کی دولت سے فوراً لیا جائے گا۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ہلاکت عمد میں کفارہ نہیں ہے اس بناء پر کہ ہلاک کرنا گناہ کبیرہ ہے اور کبیرہ گناہوں میں کفارہ واجب نہیں ہوا کرتا۔رہا مومن کا جرمانہ سو وہ اونٹ ہوا کرتا ہے۔اگر جرمانہ ہلاکت عمد محض میں ہو یا شک عمد میں تو وہ برسوں سے مغلظہ کہلائے گا۔تیس حقہ (چار برس کا اونٹ) اور تیس جزعہ (پانچ برس کا اونٹ) اور چالیس خلفہ (جو اونٹنیاں حاملہ ہوں) جرمانہ کے طور پر دینا پڑے گا۔یہ بات حضرت عمرو بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔عطاء کا کہنا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی پہلی حدیث کی وجہ سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی بات کو اپنایا ہے۔اس کے علاوہ علماء کرام کے ایک گروہ کے مطابق جرمانہ مغلظہ چار حصوں پر ہو گا۔

1۔پچیس بنت مخاض (دو برس کی اونٹنی)، 2۔پچیس بنت لبون (تین برس کی اونٹنی)، 3۔پچیس حقہ (چار برس کا اونٹ)، 4۔پچیس جذعہ (پانچ برس کا اونٹ)

حضرت امام زہری اور حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہما کا یہی بیان ہے۔اس کے علاوہ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد

اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اسی بیان کو اپنایا ہے۔ سارے علماء کرام کے مطابق قتل خطا کا جرمانہ جو کہ ہلکی دیت ہے پانچ حصوں پر مبتلا ہو گی۔

1۔ بیس دو برس کی اونٹنیاں' 2۔ بیس تین برس کی اونٹنیاں' 3۔ بیس تین برس کے اونٹ۔ 4 بیس چار برس کے اونٹ' 5۔ بیس پانچ برس کے اونٹ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز' سلیمان بن یسار اور ربیعہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہی بیان ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے تین برس کے اونٹ کی جگہ ابن مخاض کا ذکر کیا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ ہلاکت کوتاہ اور شک عمد میں جرمانہ قتل کرنے والے کے عزیز و اقارب پر واجب ہو گا اس لئے کہ حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جرمانہ (دیت) اقرباء پر واجب ہے۔ اگر اونٹ موجود نہ ہوں تو دراہم یا دینار سے جرمانہ کی ادائیگی کرنی ہو گی۔ اس کے علاوہ ایک اور بیان کے مطابق ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار دراہم کی ادئیگی لازم ہو گی۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کندن والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار دراہم (جرمانہ کے طور پر) لازم کئے تھے۔ حضرت امام مالک اور عروہ بن زبیر اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی بیان ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جرمانہ سو اونٹ ہیں یا پھر ایک ہزار دینار یا دس ہزار دراہم۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

مسئلہ: خاتون کا جرمانہ آدمی کے جرمانے کا آدھا ہے۔ ایسے ہی ذمی اور وعدے والے کا جرمانہ مومنوں کے جرمانے کا ایک تہائی حصہ ہے۔ اگر ذمی یا وعدے والے اہل کتاب یا مجوسی ہوں تو پھر ثلث کا پانچواں حصہ جرمانہ ادا کرنا ہو گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ یہود و نصاریٰ کا جرمانہ چار ہزار دراہم اور مجوسی کا جرمانہ آٹھ ہزار دراہم ہوا کرتا ہے۔ ابن میسب اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بیان اپنایا ہے۔ علماء کرام کے ایک گروہ کے مطابق ذمی اور وعدے والے کا جرمانہ مومن کے تاوان کے مساوی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی بیان ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ذمی کا جرمانہ مومن کے جرمانے کا نصف حصہ ہوا کرتا ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کا بھی یہی کہنا ہے۔ اس کے علاوہ تصنیفات فقہ میں دیت کے معاملوں کی مزید تفصیل موجود ہے۔

تذنیب: قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا" (اور جو ہلاک کر دے کسی ایمان والے کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ سدا مقیم رہے گا)۔

مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ یہ آیت مبارک مقیس بن صبابہ کے بارے میں اتری تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس وقت مقیس بن صبابہ کا برادر ہشام بن صبابہ کی بنی نجار میں ہلاکت ہو گئی تو اس کی ہلاکت کا کھوج نہ لگ سکا تو بنی نجار نے مقیس کو اس کے

برادر کے دیت میں سو اونٹوں کی ادائیگی کر دی۔ جرمانہ لے لینے کے بعد مقیس اور خاندان نجار کا فہری نام کا آدمی حضور سراج السالکین، رحمۃ اللعالمین، سید المرسلین نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش ہوا۔ شیطان کی مقیس کے پاس آمد ہوئی اور شیطان نے اس کے قلب میں شبہ ڈالا اور کہنے لگا کہ تم نے اپنے برادر کا تاوان وصول کر کے خود کو عیب دار اور بدنام کر لیا ہے۔ تم اس شخص کو ہلاک کر دو جو تمہارے ہمراہ ہے۔ ایسے تم ایک بندے کے بدلے میں دوسرے بندے کو قتل کرو گے اور تم کو تاوان بھی مل جائے گا۔ جس وقت فہری بے دھیان ہوا تو فوراً مقیس نے ایک پتھر سے اس کے سر پر زوردار وار کیا۔ فہری کا سر ٹکڑوں میں بٹ گیا اور پھر مقیس جرمانہ کے اونٹوں کو دوڑاتا ہو مکہ معظمہ روانہ ہو گیا اور مقیس کفر کا ارتکاب کر چکا تھا۔ اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ (اوپر بیان کی ہوئی) کا نزول فرمایا۔ مقیس وہ فرد ہے جس کو حضور جان کائنات، فخر موجودات، صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز امن دینے والوں سے الگ قرار دے دیا تھا۔ مقیس بن صبابہ کو اس کیفیت میں ہلاک کیا گیا کہ اس کی گرفت میں خانہ کعبہ کا غلاف تھا۔ بلاشبہ اس آیت مبارکہ کے فرمان کے بارے میں علماء کرام میں مخالفت پائی جاتی ہے۔ حضرت امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ ایمان والے کو جان بوجھ کر ہلاک کرنے والے کے لئے توبہ کا وجود نہیں ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس وقت سورۂ فرقان کی یہ آیت مبارکہ "وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا آخَرَ" کا نزول ہوا تو ہمیں اس آیت مبارکہ کی نرمی پر حیرانگی ہوئی۔ ابھی سات ماہ ہی گزر پائے تھے کہ شدید احکام والی آیت مبارکہ کا نزول ہوا۔ شدید احکام والی آیت مبارکہ نے نرم احکام والی آیت مبارکہ کو روک دیا۔ بہر حال شدید حکم والی آیت مبارکہ سورۃ النساء میں ہے اور نرم حکم والی آیت پاک سورۃ فرقان میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ سورۃ فرقان کی آیت مبارکہ مکی اور سورہ النساء کی آیت مبارکہ مدنی ہے اور اسے کسی آیت نے نہیں روکا۔ جمہور مفسرین اور اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ مومن کو جانتے بوجھتے ہوئے ہلاک کرنے والی کی توبہ کو قبولیت بخش دی جاتی ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ"

(بلاشبہ اللہ پاک نہیں بخشتا اسے جو اس کے ہمراہ کسی کو شریک مانے اور بخش دیا کرتا ہے اس کے سوا جس کو وہ چاہے)۔

اس کے علاوہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں جو روایت کیا گیا ہے وہ ہلاکت سے زجر و تنبیہ پر شدت و مبالغہ ہے جس طرح کہ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ مسلمان جس وقت تک ہلاک نہ کر دے تو اس سے بولا جائے کہ تمہارے لئے استغفار نہیں ہے اور گر مسلمان ہلاک کر دے تو اس سے یہ بولا جائے گا کہ تیری استغفار کو قبولیت مل سکتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس روایت کی مثل نقل کی گئی ہے۔ یہ آیت مبارکہ ان افراد کے لئے مدلل نہیں ہو سکتی جو مسلمان کے قتل عمد پر دوزخ میں سدا رہنے کا فرمان لگایا کرتے ہیں کیونکہ اس آیت مبارکہ کا نزول مقیس بن صبابہ کے بارے

میں ہوا تھا جو کفر کا مرتکب ہو چکا تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کا نزول اس فرد کے بارے میں بطور وعید ہوا ہے جو مسلمان کی ہلاکت کو اس کے ایمان کی وجہ سے جائز سمجھے۔ اس طرح کا فرد کافر ہے اور وہ سدا دوزخ میں ہی رہا کرے گا۔

سو عمرو بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو عمرو بن علاء سے فرمایا کہ اللہ عزوجل اپنے عہد کے برخلاف سلسلہ فرمائیں گے؟ سو ابو عمرو نے جواب دیا کہ نہیں۔ عمرو بن عبید کہنے لگے کہ کیا یہ ارشاد باری تعالیٰ نہیں کہ:

"وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا۔"

ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن عبید سے فرمایا کہ کیا تم عجمی ہو؟ اے ابو عثمان کیا تم کو علم نہیں کہ عربی وعید میں خلاف کو خلاف اور بد نہیں گنتے۔ مگر عہدہ خلافی کو برا گردانتے ہیں اور ابو عمر نے یہ شعر کہا:

وانی وان اوعدتہ أو وعدتہ لمخلف ایعادی و منجز موعدی

"اور میں نے اس کے ساتھ عہد کیا اور اس سے بھی وعدہ لیا تو اس نے میرے سے لیا ہوا عہدہ تو ایفاء کرایا مگر اپنا وعدہ ایفاء نہ کر پایا۔"

اور اس بات کا استدلال کہ شرک کے سوا کوئی کوتاہی جہنم میں سدا رہنے کو واجب نہیں کرتی، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے جو کہ غزوۂ بدر میں شرکت کر چکے تھے اور عقبہ کی شب سرداروں میں سے ایک سردار تھے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گرد و نواح میں اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرمایا کہ میرے سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ پاک کی ذات کے ہمراہ کسی کو شریک نہ کرو گے، زناء کا ارتکاب نہ کرو گے، چوری کے مرتکب نہیں ہو گے، اولاد کو ہلاک نہ کرو گے، غلط الزام نہیں لگاؤ گے اور نہ ہی کسی نیک عمل میں نافرمانی کرو گے۔ تم میں سے جس نے اس وعدے کو ایفاء کیا تو اس کا صلہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے اور جو ان اعمال میں سے کوئی عمل کر بیٹھا تو وہ اس دنیا کی سزا مل گئی اور یہ سزا اس کے لئے جرمانہ ہے اور جو ان اعمال کو سرانجام دے گیا اور اللہ عزوجل نے اس کے گناہوں کو پوشیدہ کر دیا تو اللہ عزوجل کی مرضی ہے کہ چاہے تو اپنے بندگی کرنے والے کو بخش دے اور اگر چاہے تو اس کو آفت میں ڈال دے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ان اعمال پر حضور شافع محشر، سراج منیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی۔ (رواہ البخاری)

ایسے ہی ایک اور صحیح حدیث میں بیان ہے کہ حضور سرور عالم، رحمت عالم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جس فرد کی وفات اس کیفیت میں ہوئی کہ اس نے اللہ عزوجل کے ہمراہ کسی کو بھی شریک نہیں کیا تو اس کا داخلہ بہشت میں ہو گا۔

الخمل

"الخمل" ابن سیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ ایک طرز کی مچھلی کہلاتی ہے۔"

الخنتعه

"الخنتعه" حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ "الخنتعہ" مؤنث لومڑی کو کہا جاتا ہے۔

الخندع

"الخندع" یہ چھوٹی ٹڈی کو کہتے ہیں اور اکثر فرہنگ میں "الخندع" چمگادڑ کو بھی بولا گیا ہے۔ "الخندع" (جندب کے وزن پر ہے)۔

الخنزیر البری

"الخنزیر البری" (خاء کے نیچے زیر ہے) یہ زمین کا سور خنزیر ہے "خنازیر" کے کلمات کا اطلاق اس کی جمع کے لئے ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ لغت دانوں کے مطابق یہ رباعی ہے۔ ابن سیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر لغت دانوں سے نقل کیا ہے کہ "الخنزیر البری" "خزرالعین" سے بنایا گیا ہے جس کے مفہوم کنکھیوں سے دیکھنے کے ہیں۔ خنزیر کے لئے اس تشبیہ کی تدبیر یہ ہے کہ خنزیر بھی اسی طریقہ سے دیکھا کرتا ہے۔ اس بات کے لحاظ سے یہ ثلاثی کہلائے گا۔ کہتے ہیں کہ "تخازر الرجل" مطلب جس وقت انسان پلکوں کو سکوڑتا ہے تاکہ قوت بینائی میں زیادتی ہو جس طرح کہ کلمہ "تعامی" اور کلمہ "تجاھل" ہیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے روز فرمایا تھا کہ: "اذا تخازرت و ما بی من خزر ثم کسرت الطرف من غیر خور"۔ (جس وقت جنگ ہوئی تو میں نے ریشم زیب تن نہیں کیا ہوا تھا اس کے بعد میں نے بنا کسی مشقت کے حریفوں کے لوہے کی ٹوپیوں کو توڑ ڈالا)۔

الفیتنی الوی بعید المستمر　　　کالحیة الصماء فی اصل الشجر

"تم نے مجھ کو اس عالم میں چھوڑ دیا کہ میں محبت میں بے قرار تھا جس طرح کہ سانپ شجر کی جڑ میں بل کھایا کرتا ہے۔"

احمل ماحملت من خیر و شر

"اور اب میں اس پیار میں خیر و شر کا وزن اٹھا رہا ہوں۔"

ابوجہم، ابوزرعہ، ابودلف، ابوعتبہ، ابوعلیہ اور ابوقادم کے کلمات کا اطلاق خنزیر کی کنیت کے لئے ہوا کرتا ہے۔ خنزیر جنگلی اور مویشی دونوں شامل ہوتا ہے۔ مویشی میں خنزیر کا شمول اس لئے ہوا کرتا ہے کہ مویشی کی مانند اس کے پیروں میں کھریاں ہوا کرتی ہیں اور یہ گھاس بھی تناول کرتا ہے۔ جنگلی جانوروں میں یہ اس بناء پر شامل ہوتا ہے کہ اس کے دہن میں جنگلی درندوں کی مانند دو دانت ہوا کرتے ہیں جن سے وہ اپنے شکار کی چیر پھاڑ کیا کرتا ہے۔ زمین کے خنزیر میں شہوت غالب ہوتی ہیں اسی بناء پر چرنے کی کیفیت میں اپنی مؤنث پر چڑھتا ہے اور اکثر اس طرح بھی دیکھا گیا ہے کہ مؤنث خنزیر چرتے ہوئے کئی میل کی مسافت طے کر لیا کرتی ہے مگر مذکر اس سے جفتی کرنے میں مشغول رہا کرتا ہے۔ سو دور سے اس طرح نظر آتا ہے کہ یہ مذکر اور مؤنث چھ پیروں کا ہی ایک حیوان ہے۔ خنزیر کی یہ خاصیت ہوا کرتی ہے کہ وہ اپنے سوا کسی دوسرے کو اپنی مؤنث کے نزدیک

نہیں آنے دیا کرتا حتیٰ کہ ایک مذکر خنزیر دوسرے کو اس لئے قتل کر دیتا ہے کہ اس نے اس کی مؤنث کے ہمراہ جفتی کی کاوش کی تھی۔ اکثر اوقات اس طرح ہوا کرتا ہے کہ سارے خنزیر باہم جھگڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو ہلاک کر دیا کرتے ہیں۔ جس وقت خنزیر میں شہوت غالب ہوتی ہے تو یہ اپنے سر نیچے کر کے اپنی پونچھ کو زور زور سے ہلایا کرتا ہے اور اس کی آواز بھی بدل جایا کرتی ہے۔

مذکر خنزیر آٹھ مہینے میں جفتی کے لائق ہو جایا کرتا ہے جس وقت کہ مؤنث خنزیر چھ مہینے سے قبل جوان نہیں ہوا کرتی۔ اکثر ملکوں میں مذکر خنزیر جس وقت چار مہینے کی عمر کو پہنچ جائے تو وہ جفتی کے لائق ہو جایا کرتا ہے' اور مؤنث خنزیر چھ یا سات برس کی حیات سے قبل حاملہ نہیں ہو سکتی۔ سو جس وقت مؤنث خنزیر پندرہ برس کی حیات میں آ جاتی ہے۔ تو اس کے اولاد ہونا ختم ہو جاتا ہے۔

جانوروں میں یہ جنس بے حد نسل میں اضافہ کرنے والی ہوا کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ دانتوں اور پونچھ والے حیوانات میں سے کوئی حیوان اس طرح کا نہیں ہے کہ اس کے دانتوں کی طاقت خنزیر کے دانتوں کی طاقت سے زیادہ ہو' حتیٰ کہ خنزیر اپنے آگے والے دانتوں سے تلوار اور نیزہ بازی کرنے والے کو بھی ہلاک کر دیا کرتا ہے۔ خنزیر کے دانت اتنے زیادہ مستحکم ہوا کرتے ہیں کہ وہ اپنے حریف کے بدن کی ہڈیاں اور گوشت وغیرہ کو بھی کاٹ دیا کرتے ہیں۔ اکثر اوقات خنزیر کے آگے والے دونوں دانت آگے ہو کر باہم مل جایا کرتے ہیں جس کی بناء پر خنزیر کوئی بھی شے تناول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا اور اس بناء پر اس کا انتقال ہو جایا کرتا ہے۔ اگر خنزیر کسی کتے کے جسم میں اپنے دانت گاڑھ دے (کاٹ لے) تو کتے کے سارے بال وغیرہ گر جایا کرتے ہیں اور اگر درندے خنزیر کو رہائش گاہ میں لائیں اور اس کو سکھانے کی کاوش کریں تو یہ تنبیہ کو ترک کر دیتا ہے اور اپنی حقیقی کیفیت میں موجود رہا کرتا ہے۔ خنزیر سانپ کو تناول کرتا ہے مگر سانپ کا زہر اس پر اثر نہیں کیا کرتا۔ اس کے علاوہ خنزیر' لومڑی سے بھی زیادہ مکاری کیا کرتا ہے۔ سو جس وقت خنزیر کو تین روز تک کچھ نہ کھلائیں اور اس کے بعد اس کو تناول کرائیں تو یہ دو ہی روز میں موٹا ہو جایا کرتا ہے۔ اہل روم نصاریٰ' خنزیر کے ساتھ اس طرح ہی کرتے کہ اس کو تین روز تک بھوکا رکھتے اور اس کے بعد اسے خوراک تناول کراتے تو یہ دو ہی روز میں موٹا ہو جاتا تو نصاریٰ اس کو ہلاک کرنے کے بعد اپنی غذا بنا لیتے۔ جس وقت خنزیر کو کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے تو یہ کیکڑے کو پکڑ کر تناول کر لیا کرتا ہے جس کی بناء پر خنزیر کو صحت یابی ملتی ہے۔ سو جس وقت خنزیر کو گدھے کے ہمراہ باندھ دیں اس کے بعد گدھا پیشاب کر دے تو خنزیر اسی لمحے مر جاتا ہے۔

انوکھا قول: اگر خنزیر کی آنکھ بے کار ہو جائے یا پھوڑ دی جائے تو یہ مر جاتا ہے۔ خنزیر اور بشر میں مشابہ یہ بات ہے کہ انسان کی مانند خنزیر کی کھال بھی گوشت سے جدا نہیں ہوا کرتی۔

حدیث پاک میں خنزیر کا ذکر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ' راحت قلب و سینہ' فیض گنجینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ہستی اقدس کی قسم جس کے قبضہ' قدرت میں میری روح ہے بہت جلد تم لوگوں کے مابین ابن مریم علیہما السلام کا عدل کرنے والے حکمران کی صورت نزول ہوگا۔ وہ صلیب کو ٹکڑوں میں بانٹ دیں گے

اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جزیہ طلب کریں گے اور دولت اتنی عام ہو جائے گی کہ صدقات کو لینے کے لئے کوئی بھی راضی نہ ہوگا۔ (رواہ البخاری ومسلم)

ایک اور روایت میں بیان ہے کہ ابن مریم علیہا السلام کے زمانہ مبارک میں سارے مذاہب کا خاتمہ ہو جائے گا اور محض دین اسلام ہی بچے گا۔ جس وقت دجال قتل ہو جائے گا تو ابن مریم علیہا السلام پھر چالیس برس تک حیات رہیں گے اور پھر اللہ عزوجل آپ علیہ السلام کو وفات دیں گے پس مومن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور سراج السالکین رحمۃ اللعالمین سید المرسلین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو ہلاک کر دیں گے سے یہ دلیل ملتی ہے کہ خنزیر کو ہلاک کرنا واجب ہوتا ہے اور خنزیر ''نجس العین'' ہے۔ حضرت امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری دور میں اتریں گے اور اس دور میں مذہب اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں ہوگا۔

حضرت امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ لیا کریں گے'' کا مفہوم یہ ہے کہ آپ علیہ السلام یہودیوں اور نصاریٰ کے خراج کو متروک کر دیں گے اور انہیں اسلام کی دعوت دیں گے۔ سو اس دور میں مذہب اسلام کے سوا کسی دین پر ایمان نہیں لایا جائے گا۔ موطا کے اختتام میں حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام راہ میں ایک خنزیر سے ملے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امن کے ساتھ لوٹ جاؤ۔ آپ علیہ السلام سے بولا گیا کہ کیا آپ خنزیر سے بات کر رہے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ کہیں میری زبان غلط بات چیت کی عادی نہ ہو جائے۔ (رواہ الموطا)

فوائد: مفسرین اور مؤرخین نے تحریر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر یہودیوں کی ایک قوم کے پاس سے ہوا جس وقت یہودیوں کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑی تو وہ بولے کہ جادوگرنی کا صاحبزادہ آیا ہے اور ایسے ہی یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام والدہ محترمہ پر بہتان باندھنے لگے۔ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی باتیں سماعت ہوئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کر کے ان یہودیوں پر لعنت فرما دی۔ اللہ عزوجل نے یہودیوں کی شکل کو خنزیر سے مشابہ کر دیا۔ جس وقت یہودیوں کے حکمران یہودا نے یہ کیفیت ملاحظہ کی تو وہ ڈر گیا اور اسے خیال آیا کہ کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے بھی بددعا نہ دے دیں۔ سو اس نے یہودیوں کو اکٹھا کر کے اس بارے میں ان سے مشاورت کی۔

پس سارے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہلاک کرنے پر راضی ہو گئے۔ سو یہودی افراد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جان سے مارنے کے لئے پوشیدہ طور پر ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا اور آپ علیہ السلام کے لئے صلیب گاڑھ دی۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیں۔ پھر زمین پر ہر سو تاریکی ہی تاریکی چھا گئی اور اللہ عزوجل نے ملائکہ کو بھیج دیا۔ وہ ملائکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہودیوں کے مابین آڑ بن گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شب اپنے ساتھی افراد کو اکٹھا

کیا اور انہیں وصیت دی اس کے بعد فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص مرغ کی اذان سے قبل میرے ہمراہ کفر کا ارتکاب کرے گا اور کچھ دراہم کے بدلے مجھے بیچ دے گا' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی واپس لوٹ گئے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک فرد اس راہ کی جانب چلا گیا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جان سے مارنے کے لئے ڈھونڈ رہے تھے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اگر میں تم لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آگاہ کردوں تو تم مجھے اس کے عوض کیا دو گے؟ یہودیوں نے اس فرد کو تیس دراہم کی رقم دی تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پناہ گاہ کے بارے میں آگاہ کر دیا۔ جس وقت وہ فرد (جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے غداری کا مرتکب ہوا) رہائش گاہ میں آیا تو اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فلک پر اٹھالیا۔ جس وقت یہود کی آمد آپ علیہ السلام کی رہائش گاہ میں ہوئی تو ان یہودیوں نے اس غداری کرنے والے فرد کو حراست میں لے لیا۔ اس لئے کہ ان کی سوچ کے مطابق یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ وہ فرد یہودی افراد سے کہنے لگا کہ میں تو وہ انسان ہوں جس نے تم لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اطلاع دی تھی' مجھ کو رہا کر دو مگر یہودیوں کو اس کی باتوں پر یقین نہ آیا اور انہوں نے اس کو ہلاک کر دیا اور سولی پر لٹکا دیا اور وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ اکثر علماء کرام کے مطابق جس فرد کو یہودیوں نے قتل کر دیا تھا وہ بھی یہودی تھا اور اس کا اسم تطبانوس ہوا کرتا تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی افراد سے فرمایا تھا کہ تم سب میں سے کون میری خاطر اپنی جان قربان کرے گا؟ ان ساتھیوں میں سے ایک فرد بولا کہ اے اللہ کے پیغمبر میں اس قربانی کے لئے خود کو حاضر کرتا ہوں۔ اس فرد کو ہی ہلاک کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ پاک نے فلک پر اٹھالیا اس کے علاوہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پر لگا کر نورانی ملبوس زیب تن کروا دیا اور نوش و طعام کی خواہشات کو آپ علیہ السلام سے ختم کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاص ملائکہ کے ہمراہ عرش کے گرد و نواح میں پرواز کیا کرتے تھے مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام جس وقت حاملہ ہوگئیں تو اس لمحے ان کی حیات بارہ برس تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بیت اللحم میں بابل کے مقابل پر سکندر کے حملہ آور ہونے سے پینسٹھ برس بعد ہوئی اور اللہ عزوجل نے جس وقت وحی کا سلسلہ شروع کیا تو اس لمحے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیس برس کے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماہ رمضان میں لیلۃ القدر میں بیت المقدس سے فلک پر اٹھالیا گیا تھا تو اس لمحے آپ علیہ السلام کی عمر تینتیس برس تھی۔ حضرت مریم علیہا السلام کا انتقال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فلک پر اٹھائے جانے کے چھ برس بعد ہوا۔

ابن ابی الدین نے تذکرہ کیا ہے کہ سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ اسید فزاری سے کسی نے سوال کیا کہ آپ روزی کا حصول کدھر سے کرتے ہیں؟ اسید فزاری نے حمد باری تعالیٰ بیان کی اور اللہ پاک کی عظمت بیان کرتے ہوئے جواب دیا کہ خداوند کریم کتے اور خنزیر کو روزی دیتا ہے تو کیا اس کی ذات پاک اسید کو روزی نہیں عطا کرے گی۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین' رحمۃ اللعالمین' سید المرسلین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ علم کا حصول ہر مومن پر فرض ہے اور علم کو ان افراد کے حوالے کرنا جو اس کے لائق نہ ہوں خنزیر کو لعل و جواہر اور کندن پہنانے کی مانند ہے۔ (رواہ ابن ماجہ)

''کتاب الاحیا'' میں تذکرہ ہے کہ ایک آدمی حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بولا کہ مجھے خواب دکھائی دیا ہے کہ میں خنزیروں کو موتیوں کی مالا پہنا رہا ہوں۔ حضرت امام ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ تم اس طرح کے فرد کو علم دے رہے ہو جو اس کے قابل نہیں ہے۔

ایسے ہی تصنیف الاحیاء کے چھٹے باب میں یہ قصہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ملازم تھا۔ وہ باقی افراد سے کہا کرتا کہ: ''حدثنی موسیٰ صفی اللہ''۔ (کہ مجھ کو موسیٰ صفی اللہ علیہ السلام نے اطلاع دی)۔ یوں ہی کہا کرتا کہ میرے سے موسیٰ نجی اللہ علیہ السلام نے یہ کہا اس کے علاوہ یہ بھی بولتا کہ مجھ کو موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے یہ اطلاع دی اور اس کا عزم یہ تھا کہ وہ اس کے وسیلے سے دولت کا حصول کرے۔ وہ آدمی دولت مند ہو گیا اور یکا یک غائب ہو گیا۔ جس وقت وہ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پیش نہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو ڈھونڈنا شروع کر دیا اور لوگوں سے اس کے بارے میں جانچ پڑتال کی مگر اس کے بارے میں کچھ علم نہ ہو پایا حتیٰ کہ ایک روز ایک بندہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا جس کی گرفت میں ایک خنزیر موجود تھا اور خنزیر کے گلے میں ایک کالی رسی تھی بہر حال وہ بندہ کہنے لگا کہ اے موسیٰ کیا آپ فلاں آدمی کی شناخت رکھتے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ہاں۔ وہ بندہ بولا کہ یہ خنزیر وہی آدمی ہے جس کو آپ ڈھونڈ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے اے میرے اللہ پاک میں تیری ذات اقدس سے سوالی ہوں کہ تو اس آدمی کو اول کیفیت میں لوٹا دے حتیٰ کہ میں اس سے پوچھوں کہ اس کی یہ کیفیت کس طرح ہوئی؟۔ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی کا نزول کیا کہ ہم آپ کی اس دعا کو قبولیت نہیں بخش سکتے مگر آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اس آدمی کی شکل اس بناء پر بدلی ہے کہ یہ دین کی بدولت دنیا کے حصول کا خواہاں ہے۔ (کتاب الاحیاء)

حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ حضور جان کائنات' فخر موجودات' صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ اس امت میں ایک گروہ اس طرح کا ہوگا جس کی شب خوراک تناول کرنے' شراب اور لہو ولعب میں بسر ہوگی۔ مگر جس وقت اس امت کے افراد سویر کو جاگ جائیں گے تو ان کی شکلیں خنزیر کی شکلوں میں بدل گئی ہوں گی' اور اللہ عزوجل اس امت کے چند قبیلوں کو اور چند رہائش گاہوں کو زمین بوس کر دیں گے حتیٰ کہ افراد جس وقت سویر کو جاگیں گے تو بولیں گے کہ شب میں فلاں آدمی کی رہائش گاہ زمین بوس ہوگی اور اللہ عزوجل ان پر سنگ باری کریں گے جس طرح کہ حضرت لوط علیہ السلام کی امت پر سنگ باری ہوئی تھی اور اللہ پاک ان پر ان کی شراب نوشی' سودخوری اور گیت سنگیت کرنے والی خواتین کو رکھنے اور رحم نہ کرنے کی وجہ سے ایک بے حد تیز طوفان بھیج دیں گے۔ (رواہ حضرت امام ابوطالب فی قوت القلوب' رواہ المستدرک)

شریعت کا حکم: خنزیر حرام کہلاتا ہے اور اس کی بیع بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ' قرارِ قلب وسینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ اللہ پاک نے شراب اور اس کی قیمت کی حرمت بیان فرمائی ہے ایسے ہی مردار اور اس کی قیمت اور خنزیر اور اس کی قیمت کی بھی حرمت بیان فرمائی ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

خنزیر سے فائدہ حاصل کرنے کے بارے میں علماء کرام کے مابین مخالفت پائی جاتی ہے اس لئے کہ علماء کرام کا ایک گروہ

خنزیر سے فائدہ حاصل کرنے میں کراہیت بیان کرتا ہے' حضرت امام ابن سیرین' حکم' حماد' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد اور حضرت امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی بیان ہے۔ علماء کرام کے ایک گروہ نے خنزیر سے فائدہ حاصل کرنے کی چھوٹ دی ہے' حضرت امام حسن' حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما اور احناف کا یہی بیان ہے۔

خنزیر کتے کی مانند نجس العین ہے۔ اس بناء پر اس شے کو جو خنزیر کے ساتھ لگ جائے وہ پلید ہو جانے کی وجہ سے سات دفعہ دھو کر پاک کی جائے گی اور ان سات دفعہ دھونے میں ایک بار مٹی سے دھونا بھی شمار ہوا کرتا ہے۔

خنزیر کا تناول کرنا حرام ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ (سورة الانعام ۔ آیت145)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے فرما دیجئے کہ جس وحی کا نزول مجھ پر ہوا ہے اس میں تو میں کوئی شے اس طرح کی نہیں پاتا جو کسی تناول کرنے والے پر حرام ہو لیکن یہ کہ وہ مردار ہو' یا بہایا ہوا لہو ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کہ وہ نجس ہے۔

حضرت امام الماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد "فَاِنَّهٗ رِجْسٌ" میں ضمیر خنزیر کی جانب آ رہی ہے اس لئے کہ وہ اقرب ہے اور اس کی مثال یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ"۔ مگر شیخ ابو حیان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "فَاِنَّهٗ رِجْسٌ" میں ضمیر "لحم" مطلب گوشت کی جانب آ رہی ہے کیونکہ جس وقت گفتگو میں مضاف اور مضاف الیہ دونوں موجود ہوں تو ضمیر مضاف الیہ کی جگہ مضاف کی جانب آئی ہے۔ مضاف وہ ہے جس کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے اور مضاف الیہ کا ذکر عرض کے طور پر ہوا کرتا ہے اور یہ اس بناء پر ہوا کرتا ہے تا کہ مضاف معروف ہو کر اس کی تخصیص ہو جائے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ "السبکی رحمۃ اللہ علیہ" کا فرمان ہے کہ حضرت امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی بات مفہوم کے لحاظ سے برتر ہے اس لئے کہ گوشت کے حرام ہونے کے متعلق تو اللہ پاک کے فرمان "أو لحم خنزیر" سے وضاحت ہو رہی ہے۔ اگر ضمیر کو گوشت کی جانب لوٹا دیا جائے تو یہ بات ضروری آئے گی کہ گفتگو بنیادی طور پر غیر مقید ہے۔ ضمیر کا خنزیر کی جانب لوٹا دینا واجب ہے اور اس سے گوشت' جگر' تلی اور اس کے سارے اعضاء کے حرام ہونے کا علم ہوتا ہے۔ حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ البقرہ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس قول میں علماء کرام کے مابین کوئی مخالفت نہیں ہے کہ خنزیر اپنی زلفوں کے سوا مکمل حرام ہے۔ زلفوں کو حلال مقرر کرنے کا سبب یہ ہے کہ بالوں سے چمڑے وغیرہ کا سلائی کرنا درست ہے۔ ابن منذر نے خنزیر کی ناپاکی پر علماء کرام کے اجماع کو بیان کیا ہے مگر ابن منذر کے دعویٰ میں دشواری ہے کیونکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس میں مخالفت ہے۔ مگر خنزیر کتے سے براترین ہے اس لئے کہ اس کو ہلاک کرنا ثواب کا باعث ہے اور سور سے کسی بھی طرز سے نفع حاصل کرنا کسی بھی حالت میں حلال نہیں ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم لوگوں کے پاس خنزیر کے ناپاک ہونے کی کوئی برہان نہیں ہے بلکہ ہمارا مذہب اس کی پاکیزگی کا متقاضی ہے جس طرح کہ شیر' بھیڑیا اور چوہا وغیرہ۔ روایت ہے کہ ''کسی شخص نے حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خنزیر کے بالوں سے چمڑا وغیرہ سلامی کرنے کے بارے میں پوچھا؟ تو حضور شافع محشر' سراج منیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ اس میں کوئی ضرر نہیں۔'' (رواہ ابن خویز منداد رحمۃ اللہ علیہ) ابن خویز منداد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خنزیر کی زلفوں سے چمڑا اسلائی کرنے کا دستور حضور سرور عالم' رحمت عالم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں تھا اور حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہ دستور رہا ہوگا مگر اس متعلق ہم کو کوئی آگاہی نہیں کہ کیا حضور سراج السالکین' رحمۃ اللعالمین' سید المرسلین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی تھی کہ نہیں اور نہ ہی حضور جان کائنات' فخر موجودات' صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی امام سے اس پر نکیر کا ثبوت ہے۔ شیخ نصر المقدسی نے کہا ہے کہ اس طرح کے موزہ پر مسح کرنا درست نہیں ہے جس کو خنزیر کی زلفوں سے سیا گیا ہو اور اس موزہ کو سات دفعہ ایسے دھولیا گیا ہو کہ اس میں ایک دفعہ خاک سے بھی دھویا گیا ہو۔ اس کے علاوہ اس طرح کا موزہ زیب تن کر کے نماز ادا کرنا بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ خاک اور آب ادھر تک نہیں جاسکتی جدھر خنزیر کے نجس بالوں سے موزے کو سیا گیا ہو۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کا ذکر شیخ ابوالفتح نصر سے بھی ہوا تھا۔ قفال نے ''شرح تلخیص'' میں بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ ابوزید رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ جس وقت سلسلہ تنگ ہو جائے تو اس کے جائز ہونے کی سہولت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ افراد کی اشد حاجت کی وجہ سے ان موزوں میں نماز کی ادائیگی درست ہے جنہیں خنزیر کے بالوں سے سلائی کیا گیا ہو۔ ایسا ہی بیان ''الشرح والروضۃ'' میں بھی تحریر ہے۔

خنزیر کو ذخیرہ کرنا حلال نہیں ہے چاہے انسانوں پر حملہ کرے یا نہ کرے۔ اگر خنزیر نے انسانوں پر حملہ کیا تو اس کو ہلاک کرنا قطعی واجب کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر دلالت اس کے برخلاف ہو تو اس کی یہ شکلیں ہیں۔ اول یہ کہ خنزیر کا ہلاک کرنا واجب ہے اور دوئم یہ کہ سور کو ہلاک کرنا بھی درست ہے اور ہلاک نہ کرنا بھی درست ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی یہی وضاحت بیان فرمائی ہے۔ سور کے ہلاک کرنے کے واجب ہونے کی دو حالتیں ہیں اور خنزیر کا ذخیرہ کرنا تو ہر صورت حرام ہے جس طرح کہ ''شرح المہذب'' وغیرہ میں بیان ہے۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ' قرار قلب وسینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جس وقت تم میں سے کوئی بنا سترہ کے نماز ادا کرتا ہے تو اس نماز کو کتا' گدھا' سور' یہودی' مجوسی اور حیض والی توڑ دیا کرتی ہے اور (اس کی نماز ٹوٹنے کے لئے) کافی ہوگا کہ اگر وہ نمازی کے آگے سے ایک پتھر کے کونے سے گزرا کریں۔

(رواہ ابوداؤد)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جو شخص شراب کی بیع میں مبتلا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ خنزیر کا گوشت کاٹ کر بانٹے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خنزیر کا گوشت کاٹ کر بانٹنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سور کے گوشت کو بھی حلال جانے۔ ''نہایہ'' میں اس قول کا مطلب یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس آدمی کو چاہئے کہ وہ سور کے گوشت کو کاٹ کر اس کے جسمانی اعضاء کو جدا جدا کر کے جس طرح کہ بکری کے گوشت کو فروخت کرنے کے لئے اس کے حصوں کو نحر کر کے جدا جدا کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فرد شراب کی بیع کو حلال گردانتا ہے تو اس کو خنزیر کی بیع کو بھی جائز قرار دینا چاہئے اس لئے کہ شراب اور سور دونوں کی بیع حرام کہلاتی ہے۔ اس حدیث میں کلمہ ''تو'' امر کا اطلاق ہوا ہے مگر اس کا مطلب نہی کا ہے مطلب جس نے شراب کی بیع کی تو اس کو خنزیر کے گوشت کی بیع بھی کرنی چاہئے۔ امام زمخشری نے امام شعبی کے قول کے ذیل میں اس کی تفصیل کا تذکرہ کیا ہے۔

ضرب الامثال: عربی عوام ضرب المثال کے طور پر کہا کرتے ہیں کہ "اطیش من عفو" (وہ خنزیر کی اولاد سے زیادہ احمق ہے) ''عفر'' کا مفہوم خنزیر کی اولاد ہے اور اس کا اطلاق شیطان کے معنی میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ بچھو کو بھی کہتے ہیں۔ ایسے ہی عربی لوگ کہا کرتے ہیں کہ: "اقبح من خنزیر" (سور سے زیادہ برا) اور یہ بھی عرب کہا کرتے ہیں کہ ''اکرھہ کراھة الخنازیر الماء الموغر'' (سور کے لئے گرم کئے ہوئے آب سے بھی زیادہ کراہیت والا) اس ضرب المثل کی حقیقت یہ ہے کہ نصرانی جس وقت سور کا گوشت تناول کرنے کا عزم کرتے ہیں تو آب کو پکا کر اس میں زندہ سور کو ڈال کر بھونا کرتے ہیں۔ اسے ''ایغار'' بھی کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے اور شاعر کا بھی کہنا ہے کہ:

ولقد رأیت مکانھم فکرھتھم　　　ککراھة الخنزیر للایغار

''اور بلاشبہ میں نے ان کی رہائش گاہ ملاحظہ کی تو مجھ کو کراہیت کا احساس ہوا جس طرح کہ سور کو ابلتے ہوئے آب سے نفرت کا احساس ہوا کرتا ہے جس میں اس کو زندہ ہی ڈالا جاتا ہے۔''

ابن درید کا کہنا ہے کہ ''ایغار'' وہ کھولتا ہوا آب ہوا کرتا ہے جس میں خنزیر کو بھونا جاتا ہے۔

ابن درید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تفصیل: ابن درید کا مکمل اسم محمد بن حسن بن درید ابوبکر ازدی بصری کہلاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے زبان، ادب و شاعری کے امام ہوا کرتے تھے۔ ان کا سب سے اعلیٰ شعر مقصورہ ہے جس کی تعریف میں شاہ بن میکال کے فرزند نے گفتگو کی تھی اور اس مقصورہ کی شرح کئی علماء کرام نے بھی کی تھی۔ اکثر علماء کرام کے مطابق ابن درید رحمۃ اللہ علیہ ''اعلم الشعراء'' اور ''اشعر العلماء'' ہوا کرتے تھے۔ حیات کے اختتامی دور میں انہیں فالج کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ سو جس وقت کوئی ان کی مزاج پرسی کے لئے آیا کرتا تو یہ آنے والے کا نظارہ کر کے شور مچا دیتے اور غمزدہ ہو جایا کرتے تھے۔ ابن درید رحمۃ اللہ علیہ کو تریاق نوش کروایا گیا تو آپ تندرست ہو گئے اور دوبارہ اپنے طالب علموں کو تعلیم دینے لگے۔ سو ایک برس بعد دوبارہ آپ فالج میں مبتلا ہو گئے جس کی بناء پر آپ کا تمام بدن مفلوج ہو گیا۔ محض ہاتھوں میں کچھ حرکت بچی رہی۔ ابن درید رحمۃ اللہ علیہ کے طالب علم ابوعلی نے کہا ہے کہ میں اپنے معلم کی کیفیت ملاحظہ کر کے اپنے قلب میں کہا کرتا

تھا کہ اللہ پاک نے میرے معلم کے کلام کی بناء پر ان کو اس سزا سے دوچار کیا ہے، جس کا تذکرہ انہوں نے اپنے مقصورہ شعر میں دور کے بارے میں کیا تھا۔

مارست من لوھوت الافلاك من　　　　جوانب الجو علیه ماشکا

"میں نے اتنی جدوجہد کی کہ فلک جھکنے کے باوجود اس جدوجہد کے مساوی نہیں ہوسکا۔"

ابن درید کا اختتامی شعر درج ذیل ہے۔

فواحزنی ان لاحیاۃ لذیذۃ　　　　ولا عمل یرضی بہ اللہ صالح

"لہٰذا دکھ ہے کہ مجھ پر میری حیات میں مزا نہیں ہے اور میرے پاس کوئی نیک کام نہیں ہے کہ جس سے رضائے الٰہی حاصل ہوجائے۔"

اس شعر کی ادائیگی کے بعد ابن درید وفات پاگئے۔ ابن درید نے کہا ہے کہ ایک شب مجھ کو خواب میں دکھائی دیا کہ ایک شخص میرے کمرے کے در کے دونوں تختوں کو گرفت میں نلئے ہوئے کھڑا ہے اور مجھ سے بول رہا ہے کہ ابن درید شراب کے بارے میں اپنا اعلیٰ شعر مجھ کو سماعت کراؤ' لہٰذا میں کہنے لگا کہ ابونواس نے سارا کچھ نمایاں کردیا ہے۔ مطلب ابونواس نے شراب کے لئے بہترین شعر بیان کیا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ میں ابونواس سے بھی بڑا شاعری کرنے والا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں ابوناجیہ ہوں اور شام کا رہائشی ہوں اس کے بعد اس نے مجھ کو یہ شاعری پڑھ کر سنائی۔

وحمراء قبل المزج صفراء بعده　　　　اتت بین ثوبی نرجس و شقائق

"شراب کی رنگت ملاوٹ سے قبل سرخ مائل تھی اور جس وقت ملاوٹ کردی گئی تو شراب کی رنگت پیلی ہوگئی وہ میرے پاس اس عالم میں آئی کہ اس نے پیلے اور لال رنگ کے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے۔"

حکمت و جنة المعشوق صرفا فسلطوا　　　　علیها مزاجا فاکتست لون عاشق

"محبوب کے گال کا تذکرہ ہوا تو اس میں عشق کرنے والے کے غموں کی ملاوٹ بھی تھی' سو محبوب کے گال جو انگارے کی مانند لال تھے اچانک عشق کرنے والے کی رنگت میں بدل گئے۔"

سو میں نے یہ شعر سماعت کر کے اس شخص سے بولا کہ تم نے غلطی کردی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے کیا بولا ہے؟ ابن درید نے کہا ہے کہ میں نے جواب دیا کہ تو نے "حمراء" کا لفظ بول کر لالی کو مقدم کردیا ہے اور پھر "بین ثوبی نرجس وشقائق" کے کلمات کا اطلاق کر کے پیلاہٹ کو مقدم کر ڈالا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اے کینہ توز! یہ لحجہ تمکل جدوجہد کرنے کا نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ابن درید شراب نوشی کیا کرتا تھا حتیٰ کہ وہ نوے برس کا ہوچکا تھا۔ جس وقت ابن درید کو فالج کی بیماری لاحق ہوئی تو اس کے دانائی اور اس کا دفاع بالکل درست تھا۔ وہ پوچھنے والے کو بالکل درست جواب دیا کرتے تھے۔ ابن درید کی وفات 321ھ شعبان کے مہینے میں بغداد میں ہوئی۔ کلمہ "درید" ادرد کی تصغیر ہے اور ادرد وہ شخص کہلاتا ہے جس کے دانت نہ موجود ہوں۔ ابن خلکان اور باقی علماء کرام کا یہی بیان ہے۔

خوائص: اگر سور کی کلیجی کو کسی شخص کو تناول کرا دیا جائے یا نوش کروا دیا جائے تو وہ بندہ زمینی کیڑوں بطور خاص سانپ اور اژدھا وغیرہ سے حفاظت میں رہے گا اور جو اس کلیجی کو سکھا کر کو لنج یا فالج میں مبتلا شخص کو نوش کروائیں تو وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ اگر کسی انسان کے دونوں نتھنے بند ہو جائیں تو سور کے پتے کی تین تین بوندیں اپنے نتھنوں میں ڈالے تو فوری طور پر آرام کا احساس ہو گا۔ اگر کسی سور کی ہڈی کو جلا کر پیس لیں اور بواسیر میں مبتلا فرد کو نوش کروا دیں تو وہ تندرست ہو جائے گا۔ اگر کسی چوتھیا کے مرض میں مبتلا فرد کے بدن پر سور کی ہڈی آویزاں کر دیں تو وہ صحت مند ہو جائے گا اور جو ہڈی کی راکھ کو کسی ناسور میں بھریں تو فوری طور پر ناسور ٹھیک ہو جائے گا۔

یوحنا نے کہا ہے کہ پرانے طبیبوں کا بیان ہے کہ ہڈی کو (سور کی ہڈی کو) کپڑے میں ڈال کر آویزاں کرنا چاہیے۔ اگر خنزیر کے پتے کو سکھا کر بواسیر کے مقام پر لگائیں تو بواسر جاتی رہے گی۔ اگر سور کا فضلہ اس طرح انار کے شجر کی جڑ میں لگا دیں جس کے پھل کھٹے ہوں تو پھلوں کا مزہ بہترین ہو جائے گا۔ وہ شخص جو ہچکی کے مسئلے میں مبتلا ہو تو وہ سور کا فضلہ اپنے پاس رکھ لے گا تو یہ اس کے لئے بہت نفع بخش ہو گا۔ اگر سور کا فضلہ ایک مثقال کے بقدر نوش کر لیں تو مثانہ کی پتھری ٹوٹ جائے گی اور جو ایک مثقال شہد کے ہمراہ نوش کرے تو اس کا نوش کرنا پیچش، مروڑ اور درد سدہ کے لئے نفع بخش ہے۔

خواب کی تعبیر: خنزیر کا خواب میں دکھائی دینا برائی، غریبی و مفلسی اور حرام دولت کی نشانی ہے۔ سور کی مؤنث کا خواب میں دکھائی دینا نسل میں کثرت کا اشارہ ہے۔ اگر کسی کو خواب میں دکھائی دیا کہ اس کو سور نے ضرر دیا ہے تو خواب دیکھنے والے کو کسی نصرانی سے ضرر ملے گا۔ کہتے ہیں کہ سور کا خواب میں نظر آنا قوت مند حریف اور غداری کرنے والے دوست کا اشارہ ہے۔ اگر کسی کو خواب میں دکھائی دیا کہ وہ سور پر بیٹھا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہو گا کہ اس کو مال ملے گا اور حریف پر غالب ہو گا۔ اگر کسی کو خواب میں دکھائی دیا کہ وہ سور کا گوشت تناول کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ دی جائے گی کہ خواب دیکھنے والے فرد کو حرام دولت ملے گی۔

اگر کسی کو خواب میں نظر آئے کہ اس کی شکل سور کی مانند ہو گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ دی جائے گی کہ اس کو ذلالت کے ساتھ مال ملے گا اور اس کے ایمان میں کمی بیشی ہو جائے گی۔ اگر کوئی خود کو خواب میں سور کی مانند چلتا ہوا نظر آئے تو اس کو مسرت سے تعبیر کیا جائے گا۔ اگر اس طرح کے فرد کو خواب نظر آیا جو سور کے اطفال کی ملکیت رکھتا ہے تو اس کو خواب دیکھنے والے کے لئے دکھ اور آفت سے تعبیر دیا جائے گا۔ پالتو سور کا خواب میں نظر آنا اچھے حالات کی نشانی ہے اس شرط پر کہ دیکھنے والے نے اس کو اپنی رہائش گاہ میں دیکھا ہو۔ ہر وہ جانور جو جلدی بالغ اور خوگر ہو جایا کرتا ہے اس کا خواب میں نظر آنا خوشحالی اور ضرورت پوری ہونے کی نشانی ہے۔ جنگلی سور کے خواب میں دکھائی دینے کو سفر کرنے والوں کے لئے برسات یا اولوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر کسی کو خواب میں دکھائی دیا کہ اس کی زوجہ کا چہرہ سور کی مانند ہو گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ دی جائے گی کہ خواب دیکھنے والا اپنی زوجہ کو طلاق دے گا۔ اس لئے کہ سور حرام ہے اور سور کے گوشت کا خواب میں نظر آنا سارے افراد کے لئے فائدہ مند ہے اس لئے کہ سور کا فائدہ اس کے ہلاک ہونے کے بعد ہی ہوا کرتا ہے اور یہ حرام ہے۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ''۔اس آیت پاک میں سور کے حرام ہونے کا اشارہ موجود ہے۔(واللہ اعلم)

الخنزیر البحری

''الخنزیر البحری'' یہ بحری سور کہلاتا ہے۔حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تم سور بھی کسی حیوان کا اسم بولتے ہو اس لئے کہ عرب لوگوں کے مطابق سور نام کا کوئی بحری حیوان نہیں ہے۔مگر عرب لوگوں کے مطابق ''دلفین'' نام کا بحری حیوان ہے جس کا تذکرہ ''باب الدال'' میں ہوگا۔انشاء اللہ۔ربیع کا کہنا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے آبی سور کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس کا گوشت تناول کیا جاتا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عراق میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے آبی سور کے بارے میں حلت کا فتویٰ صادر کیا۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے۔ابن ابی لیلیٰ کے مطابق آبی سور حلال کہلاتا ہے۔اس کے علاوہ حضرت عمر' حضرت عثمان غنی' حضرت ابن عباس' حضرت ابوایوب انصاری' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔حضرت حسن بصری' حضرت امام اوزاعی' لیث اور حضرت امام ابو مالک رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ بحری سور کے شرعی احکامات میں کلام ہے مگر ان حضرات کا دوئم قول یہ ہے کہ اس سے بھی پرہیز ہی رکھا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابن خیران سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ اکار نے آبی سور کا شکار کیا اور پھر اس کو پکا کر تناول کیا اور فرمایا کہ اس کا مزہ مچھلی کی مانند ہے۔ابن وہب کا کہنا ہے کہ میں نے لیث بن سعد سے اس بارے میں دریافت کیا۔انہوں نے بتلایا کہ لوگ جس حیوان کو سور کے اسم سے بلاتے ہیں اس کا گوشت تناول نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ اللہ پاک نے خنزیر کو حرام مقرر کیا ہے۔

الخنفساء

''الخنفساء'' یہ گبریلا کہلاتا ہے۔یہ معروف حیوان ہے۔درست تو یہ تھا کہ اس حیوان کا تذکرہ اول بیان ہوتا اس لئے کہ اس میں نون اضافی ہے اور ''فاء'' میں زبر ہے اور اس کے مادہ کے لئے ''خنفساءة'' کے الفاظ کا اطلاق ہے۔ابن سیدہ کا کہنا ہے کہ ''خنفساء'' کا مطلب ایک کالی رنگت والا بدبودار کیڑا ہے جو ''جعل'' سے مختصر ہوا کرتا ہے اور اس کی ولادت ارض کی غلاظت سے ہوا کرتی ہے۔اس کے علاوہ اس کی مادہ کے لئے ''خنفسہ'' اور ''خنفساءة'' کے کلمات کا اطلاق ہوا کرتا ہے اور ایک فرہنگ میں ''فاء'' میں پیش ہے۔''الخنفس'' نام ہے اور جمع کے لئے ''الخنافس'' کے لفظ کا اطلاق ہوا کرتا ہے۔امام اصمعی کا کہنا ہے کہ ''خنفساءة'' کو ''ہاء'' کے ہمراہ استعمال نہیں کیا جاتا۔اس کی کنیت کے لئے ''ام الفسو' ام الاسود' ام مخرج' ام اللجاج اور ام النتن کے کلمات کا اطلاق ہوا کرتا ہے۔

''خنفساء'' کی یہ خوبی ہے کہ ارض کی غلاظت سے وجود میں آتا ہے اور یہ آب نوش کیے بغیر لمبی مدت تک حیات رہ سکتا

ہے۔اس حیوان میں اور بچھو میں دوستی ہے اسی بناء پر مدینہ والے اس کو' جاریۃ العقرب' (بچھو کا ہمسایہ) کہا کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ''الخطب'' (خنافس) کا نر ہے اور گبریلا گندگی کی زیادتی کی بناء پر مقبول ہے۔جس طرح کہ ''ظربان'' (بلی کی مانند ایک حیوان) غلیظ حیوان ہے۔اسی بناء پر عربی لوگ کہا کرتے ہیں کہ "اذا تحرکت الخنفساء فست" (جس وقت گبریلا ہلتا جلتا ہے تو بدبو پھیل جاتی ہے۔)

حنین بن اسحٰق طریق کا کہنا ہے کہ گبریلا اس طرح کے مقام سے فرار ہو جاتا ہے جدھر اجوائن موجود ہو۔حدیث پاک میں بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم' رحمت عالم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ جہالت میں غرور کرنا چھوڑ دیں نہیں تو وہ اللہ عزوجل کے قریب گبریلا حیوان سے بھی زیادہ مبغوض ہوں گے۔(رواہ بن عدی فی کاملہ)

ایک انوکھا واقعہ: حضرت امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو گبریلا دکھائی دیا۔اس شخص نے یہ بولا کہ اللہ عزوجل نے اسے کس لئے تخلیق کیا ہے۔کیا اس کا حسن یا اس کی مہک اس کو وجود میں لانے کا سبب ہے؟ سو اللہ عزوجل نے اس بندے کو ایک زخم لگا دیا جو اتنا زیادہ شدید تھا کہ طبیب اس زخم کے معالجے سے مجبور ہو گئے حتیٰ کہ اس بندے نے اس زخم کا معالجہ ترک کر دیا۔ایک روز اس بندے نے ایک معالج کی آواز سماعت کی جو گلی' کوچوں میں بولی لگا کر انسانوں کا معالجہ کیا کرتا تھا۔

اس بندے نے اپنے اہل وعیال کو فرمان دیا کہ اس معالج کو لے کر آؤ اور میرے زخم کا معائنہ کرواؤ۔اس کے اہل وعیال والے کہنے لگے کہ تم نے ہر بڑے سے بڑے معالج سے علاج کروایا مگر تم صحت یاب نہیں ہوئے۔اب یہ گلی کوچوں میں بولی لگانے والا تمہارے لئے کس طرح فائدہ مند ہوگا۔

وہ شخص کہنے لگا کہ اگر معالج مجھ کو دیکھ کر معائنہ کر لے تو اس میں تم لوگوں کا کیا حرج ہے؟ اہل وعیال نے معالج کو بلا کر اس شخص کے زخم کا معائنہ کروایا۔جس وقت معالج نے معائنہ کیا تو اس نے اہل وعیال سے کہا کہ ایک گبریلا لے آؤ۔معالج کی اس بات پر سارے اہل وعیال والے ہنسنے لگے اور بولے کہ ہم تو پہلے ہی بول رہے تھے کہ یہ معالج اس زخم کا علاج نہیں کر پائے گا۔بیمار شخص کو گبریلا کا نام سماعت کرتے ہی اپنی بات ذہن نشین ہوئی جو کہ اس نے گبریلے کے بارے میں کہی تھی۔اس نے اپنے اہل وعیال کو فرمان دیا کہ ڈاکٹر صاحب جو بھی مانگیں وہ لازمی لا کر دی جائے۔اہل وعیال والے گبریلا لے آئے اور ڈاکٹر کی خدمت میں پیش کیا۔

معالج نے گبریلا کو جلا کر اس کی راکھ کو بیمار شخص کے زخم پر ڈالا۔سو حکم الٰہی سے بیمار شخص صحت یاب ہو گیا۔بیمار شخص نے تب سے کہا کہ اللہ پاک اس امتحان کے ذریعے سے مجھ کو آگاہ کرنے کا خواہاں ہے کہ کم تر سے کم تر مخلوق بھی بڑے سے بڑے علاج کے طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔

ایک واقعہ: مؤرخ ابن خلکان نے جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک البرمکی کے سوانح حیات میں تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ

جعفر کے قریب ابوعبیدہ ثقفی نشست فرماتے تھے کہ ایک گبریلا آ گیا۔ جعفر نے فرمان دیا کہ اسے ادھر سے اٹھا دیا جائے۔ ابوعبیدہ کہنے لگے کہ اسے چھوڑ دو ممکن ہے کہ یہ بھلائی کا سبب ہو اس لئے کہ عرب افراد گبریلا کے آنے کو بھلائی کی نشانی سمجھتے ہیں۔ جعفر نے ابوعبیدہ کو ایک ہزار دینار دینے کا فرمان دیا۔ گبریلا ابوعبیدہ کی جانب آنے لگا۔ جعفر نے ابوعبیدہ کے انعام میں ایک ہزار دینار کا مزید اضافہ کر دیا۔

شرعی حکم: گبریلا کے بارے میں شریعت کا فرمان ہے کہ غلاظت کی بناء پر گبریلا حرام کہلاتا ہے۔ اکثر اصحاب کا کہنا ہے کہ وہ حیوان جن میں فائدہ وضرر نمایاں نہ ہوں جس طرح کہ گبریلا' حشرات' جعلان' کیکڑے' بغاث' گدھ اور ان کی مثل باقی حیوان تو ان کو ہلاک کرنا احرام باندھنے والے کے لئے اور بغیر احرام والے کے لئے کراہیت والا ہے۔

حضرت امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک انوکھا فرمان یہ بھی ہے کہ پرندوں اور زمینی کیڑے مکوڑوں کو ہلاک کرنا بھی احرام کی حالت میں مکروہ ہے اور مکروہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ان حیوانات کو ہلاک کرنا بنا کسی ضرورت کے ایک بے کار عمل ہوگا۔ صحیح مسلم میں مسلم بن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع محشر' سراج منیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے ہر شے پر نیکی کو فرض کیا ہے۔ جس وقت تم کسی کو ہلاک کرو تو اسے اچھی طرح ہلاک کرو اور یہ نیکی نہیں ہے کہ کسی شے کو ضرورت کے بغیر ہلاک کر دو۔ (رواہ مسلم)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی قطبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ضرر نہ دینے والے حیوانات کو ہلاک کرنے میں کراہیت سمجھا کرتے تھے۔

ضرب الامثال: عربی لوگ ضرب المثال دیتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ: "افسی من الخنفساء" مطلب وہ گبریلا سے بھی زیادہ ریح خارج کرنے والا ہے۔ ایسے ہی عربی لوگ کہا کرتے ہیں: "الخنفسا اذا مست نتنت" مطلب گبریلا جس وقت بھی آئے تو اپنے ہمراہ غلاظت ہی لایا کرتا ہے۔ اس مثل کا استعمال اس وقت ہوا کرتا ہے جس وقت کوئی شخص کسی برے شخص کا ذکر کرنے کا خواہاں ہو۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بد افراد کا ذکر نہ کرو اس لئے کہ ان کے ذکر میں شر کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ احمر النحوی نے عتبی کی برائی بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

لنا صاحب مولع بالخلاف   کثیر الخطاء قلیل الصواب

"ہمارے ادھر ایک اس طرح کا شخص ہے جو مخالفت کا مشتاق ہے جبکہ زیادہ تر لغزشیں سرانجام دیتا رہتا ہے اور بہت تھوڑا لغزشوں کو ٹھیک کرنے کی کاوش کیا کرتا ہے۔"

الج لجاجا من الخنفساء   وأدهى اذا مامشى من غراب

"وہ گبریلا سے بھی زیادہ ضد کرنے والا ہے اور چلتے کوے سے بھی زیادہ اکڑ رکھتا ہے۔"

خوائص: گبریلا کے طبی فوائد درج ذیل ہیں۔

1۔ اگر گبریلا کے پیٹ کی تری (نمی) کو سرمہ کے طور پر استعمال کریں تو نظر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور آنکھوں کی سفیدی

دور ہو جایا کرتی ہے اور آشوب چشم کا بھی خاتمہ ہو جایا کرتا ہے۔

2۔ اگر گبریلا کے سر کو کاٹ کر کسی برج میں رکھیں تو ادھر کبوتر اکٹھے ہو جائیں گے۔

3۔ اگر کسی مکان میں کافی زیادہ گبریلے اکٹھے ہو جائیں تو ادھر چنار کے پتوں کا دھواں دیا جائے تو سارے گبریلے ہلاک ہو جائیں گے۔

4۔ اگر کان کے پردوں میں تکلیف ہو تو گبریلے کو تل کے تیل میں پکا کر پھر اس تیل کو صاف کر کے کان میں ڈالیں تو افاقہ ہوگا اور جو اسے جلا کر اس کی راکھ کو زخموں میں بھریں تو زخم جلد چھوٹ جائے گا۔

5۔ اگر کوئی فرد علم نہ ہونے کے باعث اسے زندہ نگل لے تو وہ فوری طور پر مر جائے گا۔

خواب کی تعبیر: گبریلے کا خواب میں دکھائی دینا نفاس والی خاتون کی وفات کی نشانی ہے اور گبریلا کے نر کا خواب میں دکھائی دینا اس طرح کے فرد کی علامت ہے جو شرارتی افراد کا ملازم ہو۔ گبریلا کو خواب میں دیکھنے کو زیادہ تر مبغوض حریف سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

الخنوص

"الخنوص" (خاء کے کسرہ اور نون مشدد کے ہمراہ) یہ سور کا طفل کہلاتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "خنانیص" کے الفاظ کا اطلاق ہوا کرتا ہے۔ اخطل نے بشر بن مروان کو پکارتے ہوئے کہا ہے کہ:

اکلت الدجاج فا فنیتھا   فھل فی الخنانیص مغمز

"تم نے مرغی کا گوشت تناول کر لیا اور کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ تو کیا اب سور کے اطفال کو بھی نگل لے گا۔"

خنوص کے متعلق شرعی حکم اور تعبیر: خنوص کا شرعی فرمان اور خوابوں کی تعبیر سور کی مانند ہی ہے۔

خواص: اس کے خواص حسب ذیل ہیں:

1۔ سور کے طفل کا پتہ اور ام یابسہ (خشک زخم) کو حل کرتا ہے اور اس کو شہد میں ڈال کر احلیل پر لگائیں تو قوت باہ میں کثرت ہوتی ہے۔

2۔ اگر سور کے طفل کی چربی کو کسی کھٹے انار کے شجر کی جڑ میں لیپ کریں تو انار کے پھلوں کا کھٹا پن دور ہو جائے گا۔

الخیتعور

"الخیتعور" یہ بھیڑیا کہلاتا ہے اور اس کا مفہوم بھوت بھی لیا جاتا ہے۔ اس میں "یاء" اضافی ہے۔ حدیث پاک میں "ذالك أزب العقبة يقال له الخيتعور" کا مفہوم شیطان کا شک ہے اس سے علم ہوا ہے کہ شیطان کو "خیتعور" بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر وہ شے جو لاغر ہو اور ایک حالت پر نہ رہے اس کو "الخیتعور" کہتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ:

كل أنثى وان بدالك منها   آية الحب حبها خيتعور

''ہر خاتون جس کی محبت کو تم پرکھو گے تو اس کی محبت کا اظہار بھیڑیئے کی مانند فریب ہے۔''

کہتے ہیں کہ ''الخیتعور'' ایک مختصر سا حیوان ہے جو آب کے اوپر مقیم ہوتا ہے اور کسی ایک مقام پر رہائش نہیں رکھتا۔ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ''الخیتعور'' وہ شے ہوا کرتی ہے جو دھاگے کی مانند سفید ہے اور ہوا میں پرواز کرتی رہتی ہے یا یہ مکڑی کے جالے کی مانند ایک شے ہوا کرتی ہے اس کے علاوہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ''الخیتعور'' کا مطلب فانی دنیا ہے۔

الخیدع

''الخیدع'' یہ بلی کہلاتی ہے۔ اس کا تذکرہ بہت جلد ''باب السین'' میں ہوگا۔ انشاء اللہ۔

الاخیل

''الاخیل'' یہ ایک ہرے رنگ کا پرندہ ہے جس کے بازوؤں پر اس رنگت کے سوا اور بھی رنگ دکھائی دیتا ہے جو کہ بہت خوبصورت لگتا ہے مگر جو نزدیک سے دیکھیں تو اس کے بازوؤں کی رنگت بھی ہری ہوا کرتی ہے۔ اس پرندہ کو ''الاخیل'' بولنے کا سبب یہ ہے کہ ''اخیل'' اس طرح کے شخص کو کہتے ہیں جس کے بدن پر تل پائے جاتے ہوں اور اس پرندہ کی چمک بھی تل کی مانند ہی ہوا کرتی ہے۔ اسی بناء پر اس کا اسم ''الاخیل'' تجویز کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ''الاخیل'' ایک نحوست والا پرندہ ہے جس کی نحوست کبھی نہ کبھی لازمی عیاں ہوا کرتی ہے۔ اگر کلمہ ''الاخیل'' کیفیت نکرہ میں کسی کا اسم تجویز کیا گیا تو اس کو منصرف پڑھیں گے مگر اکثر لغت دان عام و خاص دونوں کیفیات میں غیر منصرف پڑھا کرتے ہیں' اس لئے کہ یہ ''الاخیل'' کو ''التخیل'' کی خوبی مقرر کرتے ہیں اور بطور استدلال حضرت حسان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر بیان کرتے ہیں۔

ذرینی و علمی بالامور و شیمتی فما طائری فیها علیك بأخیلا

''مجھ کو اور میرے علم کو چھوڑ و اور میری خصلت کو بھی اس لئے کہ کوئی اس طرح کا پرندہ نہیں ہے جو مختلف رنگت کی ملکیت رکھتا ہو''۔

الخیل

''الخیل'' یہ گھوڑا کہلاتا ہے۔ اس کا بطور لفظ کوئی واحد نہیں ہے جس طرح کہ لفظ قوم اور ''الرھط'' کا کوئی واحد نہیں ہوا کرتا ہے بیان ہوا ہے کہ ''خائل'' اس کا غیر مرکب ہے۔ ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''الخیل'' مادہ ہے اور ''خیول'' کے کلمات کا اطلاق اس کی جمع کے لئے ہوا کرتا ہے۔ بجستانی کا کہنا ہے کہ اس کی تصغیر ''خییل'' آیا کرتی ہے اور ''الخیل'' کے معنی اکڑ والی چال کے ہیں۔ گھوڑے کے چلنے میں بھی اکڑاہٹ پائی جاتی ہے اس بنا پر گھوڑے کا اسم ''الخیل'' تجویز کیا گیا ہے۔ حضرت امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ''الخیل'' نام جمع ہے اور ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ''الخیل'' جمع ہے۔

<u>گھوڑوں کی شان</u>: گھوڑوں کی شان کے لئے محض یہ ہی ثبوت بہت ہے کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اس کا حلف اٹھایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ: ''وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا'' (قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پھنکارتے ہوئے بھاگتے ہیں)۔ اس کا مفہوم وہ گھوڑے ہیں جو میدان جنگ میں پھنکارتے ہوئے بھاگتے ہیں۔

حدیث پاک میں گھوڑے کا ذکر: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک بار ہمیں دکھائی دیا کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک انگلیاں گھوڑے کے ماتھے کی زلفوں میں پھیرے جا رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے کہ اللہ عزوجل نے گھوڑوں کے ماتھے میں بھلائی کو گرہ لگا کر بروز قیامت تک جکڑ رکھا ہے۔ (رواہ البخاری)

''الناصیة'' وہ زلفیں کہلاتی ہیں جو کہ گھوڑے کے ماتھے پر ڈھلکی ہوئی ہوتی ہیں۔ حضرت امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ''الناصیة'' کا مطلب گھوڑے کی مکمل ہستی ہے جس طرح کہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص مبارک ماتھے والا ہے مطلب اس کی ذات بابرکت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین رحمۃ اللعالمین سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف آور ہوئے۔ حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ''

(تم پر سلامتی ہوائے مومنو اور ہم بھی اللہ کے حکم سے تم سے ملاقات کرنے والے ہیں)۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ مدینہ قرار قلب وسینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ ہم اپنے برادران کو ملاحظہ کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گزارش کی یارسول اللہ! کیا ہم آپ کے برادر نہیں ہیں؟ حضور شافع محشر سراج منیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم لوگ تو میرے اصحاب ہو ہمارے برادران وہ افراد ہیں جن کی آمد ابھی تک نہیں ہوئی۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے گزارش کی یارسول اللہ! ان افراد کو جو ابھی تک اس عالم میں نہیں کس طرح شناخت کریں گے کہ یہ آپ کے امت والے ہیں؟ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو نظر نہیں آتا کہ ایک شخص کے پاس گھوڑے ہوں اور ان پر سفیدی کی کوئی علامت بھی نہ ہو اور وہ کافی سارے گھوڑوں میں موجود ہوں تو کیا گھوڑوں کا مالک اپنے گھوڑوں کو شناخت نہیں کرے گا۔ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ! وہ لازماً ان کو شناخت کرلے گا۔ اس کے بعد حضور جان کائنات فخر موجودات صاحب معجزات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت میری امت کے افراد کے آمد ہوگی اور ان کے ماتھے وضو اور سجدہ کے اثرات سے روشن ہوں گی اور میں حوض کوثر پر ان کے آگے آگے ہوں گا۔ (رواہ المسلم)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات کچھ اس طرح ہیں۔ حضور شاہ مدینہ قرار قلب وسینہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ میری امت کی آمد بروز قیامت اس کیفیت میں ہوگی کہ ان کے سجدے کے اعضاء سفید ہوں گے اور وضو کے اعضاء روشن ہوں گے اور یہ عالم کسی دوسری امت کا نہیں ہوگا۔ (رواہ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار سرکار ابد قرار بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑوں میں شکال گھوڑا اچھا نہیں لگتا تھا۔ (مسلم نسائی ابن ماجہ ابوداؤد)

شکال کا مفہوم گھوڑے کے سیدھے پیچھے والے پیر کی سفیدی اور آگے والے پیروں کے بائیں میں موجود سفیدی ہے یا

پھر سیدھے آگے والے پیر میں اور بائیں پیچھے والے پیر میں سفیدی ہے۔ شکال کے بارے میں علماء کرام کے کئی بیانات ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور لغت دانوں کا یہ بیان ہے کہ شکال یہ کہلاتا ہے کہ گھوڑے کے تین پاؤں میں سفیدی پائی جاتی ہو اور چوتھا پاؤں سفید رنگ کا نہ ہو۔ حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ شکال کا مفہوم یہ ہے کہ گھوڑے کے تین پیر ایک جیسے ہوں اور ایک پیر میں سفیدی پائی جاتی ہو۔ ابن درید کے مطابق اگر گھوڑے کے ایک ہاتھ اور ایک پیر میں سفیدی پائی جائے گی اور دوسرا ہاتھ اور پیر اس کے الٹ ہوں گے تو یہ شکال کے مخالف کہلائے گا۔ اکثر علماء کرام کے مطابق شکال دونوں آگے والے پیروں کی سفید رنگت والا ہوتا ہے اور دیگر علماء کرام کے مطابق شکال دونوں پیروں کی سفیدی کہلاتی ہے۔ اکثر علماء کرام کا کہنا ہے کہ اگر گھوڑے کے آگے اور پیچھے والے پاؤں کی سفیدی کے ہمراہ ماتھے پر بھی سفیدی پائی جائے تو اس صورت میں کراہت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ حضور شافع محشر، سراج منیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو محض شکال کے لئے اپنی ناپسندیدگی ظاہر فرمائی ہے اور شکال ہاتھ یا پاؤں کی سفیدی کہلاتی ہے۔

ابن رشیق نے اپنی تصنیف عمدہ میں باب ''منافع الشعر و مضارہ'' میں تحریر کیا ہے کہ ابوطیب متنبی جس وقت بلاد فارس کی جانب گیا اور اس نے عضد الدولہ بن بویہ دیلمی کی مدح میں قصیدہ گوئی کی تو عضد الدولہ سے کافی سارا انعام پا کر بغداد کی جانب چلا گیا۔ اس سفر کے دوران اس کے ہمراہ افراد کا ایک گروہ بھی تھا۔ سو یہ لشکر جس وقت بغداد کے نزدیک پہنچا تو ڈاکوان پر حملہ آور ہو گئے، جس وقت متنبی کو دکھائی دیا کہ ڈاکو غالب ہو رہے ہیں تو وہ مفرور ہو گیا۔ متنبی کے خادم نے پوچھا کہ آپ اس طرح مفرور کیوں ہو گئے لوگ تو سدا کے لئے آپ کو ڈرپوک کا لقب دے دیں گے اور آپ کا بھاگ کر آ جانا آپ کی اس بات کے برخلاف ہوگا جس میں آپ نے خود کو دلیر کہا ہے۔

''الخيل و الليل و البيداء تعرضني و الحرب و الضرب و القرطاس و القلم''

''گھوڑے شب کے اندھیرے اور ویران وشت مجھے جانتے ہیں اور لڑائی، تلوار اور نیزہ اور کاغذ و قلم بھی بخوبی میرے سے واقفیت رکھتے ہیں۔''

متنبی نے خادم کی بات سماعت کی تو واپس لوٹ گئے اور ڈاکوؤں کے ہمراہ جنگ کی حتیٰ کہ ہلاک کر دیئے گئے۔ متنبی کی ہلاکت کا باعث یہ شعر ٹھہرا۔ متنبی کو ماہ رمضان 345ھ میں ہلاک کیا گیا تھا۔ ابوسلیمان خطابی نے گوشہ نشینی کی تعریف میں کیا عمدہ کلام کیا ہے جبکہ ابوسلیمان خطابی کو ان کمالات سے دور کی بھی مطابقت نہیں تھی۔

''انست بوحدتي و لزمت بيتي فدام الانس لي و نما السرور''

''مجھے انسیت ہو گئی اکیلے پن سے اور میں نے ضرور گرفت میں لے لیا اپنی رہائش گاہ کو لہٰذا میں سدا کے لئے انس کا مائل ہو گیا اور میرے اندر مدہوشی عیاں ہونے لگی''۔

وادبني الزمان فلا ابالي هجرت فلما ازار و لا ازور

''اور میرے لئے دور زبردست استاد ثابت ہوا لہٰذا مجھ کو کوئی فکر نہیں کہ کوئی میرے سے ملے یا میں کسی کا دیدار کروں۔''

ولست بسائل مادمت حیا　　　　أسار الخیل أم رکب الامیر

''اور میں کسی سے نہیں پوچھوں گا' جس وقت تک کہ میری حیات ہے چاہے میرے آگے آفتوں کے قافلے کا گزر ہو یا حکمران سواری کرتے ہوئے ہی کیوں نہ باہر آئے۔''

فوائد: مؤرخ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے متنبی سے اس شعر کے بارے میں پوچھا:

"بادر ھواك صبرت أم لم تصبرا"

''تم اپنی آرزو کی جلدی سے تکمیل کرو چاہے تم صابر رہو یا صابر نہ رہو''

شعر کے اس مصرعہ میں لفظ "تصبرا" میں الف کس لئے بچا رہا جبکہ اس سے قبل ''لم'' جازمہ پایا جاتا ہے درست تو یہ تھا کہ آپ اس طرح کہتے "لم تصبر" ۔ ابوطیب متنبی نے بتلایا کہ اگر ابوالفتح بن جنی ادھر حاضر ہوتا تو وہ تم کو اس بات کا جواب دیتا مگر اب میں ہی اس کا جواب دیئے دیتا ہوں کہ "تصبرا" میں جو الف موجود ہے وہ نون ساکن کے عوض ہے اس لئے کہ "لم تصبرا" درحقیقت ''لم تصبرن'' تھا اور اصول یہ ہے کہ اگر کوئی بشر نون تاکید خفیفہ کو وقف دینے کا خواہاں ہو تو اسے الف سے بدل دے۔ اعشیٰ کا کہنا ہے کہ:

"ولا تعبد الشیطان واللہ فاعبدوا" (تم شیطان کی بندگی نہ کرو بلکہ اللہ ہی معبود برحق ہے)۔

اعشیٰ کے اس فرمان میں "فاعبدا" درحقیقت "فاعبدن" تھا مگر وقف کی بنا پر ن کو الف سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ابوالفتح متنبی کا مفہوم عثمان بن جنی موصلی ہے جو کہ علم النحو کے شہرت یافتہ امام ہیں۔ ابن جنی نے ابوعلی فارسی سے تعلیم حاصل کی تھی اور پھر موصل میں تشریف آور ہوئے اور تدریس کا آغاز کیا۔ ایک روز ابن جنی درس دے رہے تھے کہ یکایک ان کے معلم ابوعلی فارسی ادھر سے گزرے۔ ابوعلی نے ابن جنی کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ تیری داڑھی طویل ہوگئی ہے اور تم کنجوس ہوگئے ہو مطلب تم بڑے ہوگئے ہو اور تم نے ہم سے ملاقات کرنا چھوڑ دیا۔ سو ابن جنی نے پڑھانا چھوڑا اور اپنے معلم کے تعاقب میں چل پڑے اور پھر سدا ابوعلی فارسی کی تدریس میں حاضر ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ علم نحو میں کمال حاصل کرلیا۔ ابن جنی کے باپ ایک رومی خادم تھے۔ ابن جنی کی ساری شاعری بہت اعلیٰ ہے' ابن جنی کی ایک آنکھ کا نور ختم ہوگیا تھا' اسی کے بارے میں ابن جنی کے شعر حسب ذیل ہیں:

صدودك عنی ولا ذنب لی　　　　یدل علی نیة فاسدة

''تمہارا میرے سے علیحدہ ہو جانا جبکہ میری کوئی کوتاہی بھی نہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ تیری نیت میں فتور آ گیا ہے''۔

فقد وحیاتك مما بکیت　　　　خشیت علیٰ عینی الواحدہ

''لہٰذا بلاشبہ تیری حیات کی قسم تیری جدائی میں اشک بہانے کی بناء پر مجھ کو خوف ہے کہ میری ایک آنکھ کا نور ختم نہ ہو جائے۔''

ولولما مخافة أن لا أراك　　　　لما کان فی ترکھا فائدة

''اور اگر میں تیرا دیدار کرنے کا متمنی نہ ہوتا تو مجھ کو اس ایک آنکھ کے رہنے کی بھی کوئی آرزو نہیں تھی۔''

ابن جنی نے کئی تصنیفات تحریر کی ہیں جن میں دیوان متنبی کی شرح بھی موجود ہے اسی بناء پر متنبی نے نکتہ چینی کرنے والے کو ابن جنی کی نسبت دی تھی۔ ابن جنی کی وفات صفر کے مہینے 362ھ میں بغداد میں ہوئی۔

سنن نسائی میں سلمہ بن نفیل اسکونی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت بیان ہے کہ حضور سرورِ عالم' رحمت عالم' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ازالۃ الخیل'' کی ممانعت فرمائی ہے۔ ''ازالۃ الخیل'' کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑوں سے بوجھ اٹھوانے کا کام لیا جائے اور یہ گھوڑوں کی تذلیل کرنا ہے۔ سو ابو عمر بن عبدالبر نے کچھ شعر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دیباچہ میں کہے ہیں۔

أحبوا الخيل واصطبروا عليها فان العز فيها والجمالا

''تم گھوڑوں سے پیار رکھو اور اس پیار پر قائم رہو اس لئے کہ گھوڑوں کو پالنے میں عزت اور جمال ہے۔''

اذا ما الخيل ضيعها اناس ربطناها فأشركت العيالا

''جس وقت افراد نے گھوڑوں کو (بوجھ اٹھوانے میں استعمال کر کے) بے کار کر دیا تو ہم نے انہیں جکڑ کر کھڑا کر دیا اور ان کی اپنے بچوں کی مانند حفاظت کی۔''

نقاسمها المعيشة كل يوم ونكسرها البراقع والجلالا

''ہم ان کو ہر دن گھاس وغیرہ تناول کرواتے ہیں اور انہیں دہن کی جالی اور جھولیں بھی پہنایا کرتے ہیں۔''

نفع: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم ابو عبداللہ کی تاریخ نیشاپور میں ابو جعفر حسن بن محمد بن جعفر کے سوانح حیات میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ' راحت قلب و سینہ' فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ جس وقت اللہ پاک نے گھوڑے کو تخلیق کرنے کا عزم فرمایا تو اللہ عزوجل نے جنوبی فضا کو فرمان دیا کہ میں تیرے سے اس طرح کی مخلوق تخلیق کرنے والا ہوں جو میرے احباب کے لئے معزز اور میرے حریفوں کے لئے ذلالت کی دلیل ہو اور میرے اطاعت گزار کے لئے جمال کا باعث ہو۔ فضا نے عرض کی اے خالق! آپ لازمی اس طرح کی مخلوق کو تخلیق کریں۔ سو اللہ عزوجل نے فضا میں ایک مٹھی لی اور اس سے گھوڑے کو تخلیق فرمایا۔ اللہ جل شانہ' نے گھوڑے سے فرمایا کہ میں نے تم کو عربی نسل تخلیق کیا اور خیر کو تیرے ماتھے میں رکھا ہے۔ انسان تیری کمر پر مال غنیمت رکھ کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کریں گے اور میں تم کو کھلی روزی سے نوازوں گا اور ارض پر چلنے والے باقی حیوانات کے مقابلے میں تیری فتح کروں گا۔ تیرے آقا کو اپنی ضرورت پوری کرنے اور حریفوں سے جنگ کرنے کے لئے تیری حاجت درپیش ہوگی اور میں بہت جلد تیری کمر پر اس طرح کے افراد کو بٹھاؤں گا جو میری بندگی' تمجید اور تہلیل و تکبیر کرتے ہوں گے اور پھر حضور سراج السالکین' رحمۃ اللعالمین' سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ جو شخص اللہ پاک کی حمد و ثناء' تہلیل و تکبیر کیا کرتا ہے تو ملائکہ اس کو سماعت کر کے اس کی مانند اس کا جواب دیا کرتے ہیں اور حضور جان کائنات' فخر موجودات' صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس

وقت ملائکہ نے سماعت کیا کہ اللہ عزوجل نے گھوڑے کو تخلیق فرمایا ہے تو انہوں نے عرض کی: اے پروردگار! ہم تیرے ملائکہ تیری حمد وثناء بندگی اور تہلیل وتکبیر میں مشغول رہتے ہیں۔ ہم لوگوں کے لئے کیا (انعام وکرام) ہے؟ اللہ پاک نے ملائکہ سے اس طرح کے گھوڑوں کو تخلیق کیا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند تھیں اور ان کی بدولت اللہ عزوجل اپنے پیغمبروں اور رسولوں میں جس کی مرضی مدد فرمائے گا۔ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت گھوڑے کے پاؤں ارض پر جم چکے تو خداوند کریم نے فرمایا کہ میں تیرے ہنہنانے سے مشرک افراد کو ذلت سے دو چار کروں گا اور ان کے کان اس سے بھر دوں گا اور اس کی بدولت ان کی گردنیں نیچی کروں گا اور ان کے قلوب کو رعب میں لاؤں گا۔ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ جس وقت اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے اپنی وہ خلقت جو حیوانات کی شکل میں ہے کو حاضر کرنے کا فرمان دیا تو حضرت آدم علیہ السلام کو فرمان دیا کہ میری اس خلقت میں سے جسے چاہو منتخب کرلو۔ سو حضرت آدم علیہ السلام نے گھوڑے کو منتخب کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ آپ نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے سدا کے لئے عزت کو منتخب کیا ہے اور جس وقت تک وہ حیات رہیں گے سدا معزز رہیں گے۔ (تاریخ نیشاپور)

یہ والی حدیث ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسرے کلمات کے ہمراہ روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم، رحمت عالم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ پاک نے گھوڑے کو تخلیق کرنے کا عزم فرمایا تو جنوبی فضا پر وحی کا نزول فرمایا کہ میں تیرے سے ایک خلقت تخلیق کرنے والا ہوں، اس کے لئے مجتمع ہو جا۔ فضا اکٹھی ہوگئی، اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی۔ انہوں نے فضا میں سے ایک مٹھی بھری، اس کے بعد اللہ کریم نے اس سے فرمایا کہ میری مٹھی ہے اور پھر اس سے ایک کمیت گھوڑا تخلیق کیا۔ اس کے بعد اللہ پاک نے فرمایا کہ میں نے تم کو گھوڑا تخلیق کیا ہے اور عربی نسل تخلیق کیا ہے اور تجھ کو سب مویشیوں پر روزی کی وسعت میں افضل کیا ہے۔

تیری کمر پر غنیمت کا سامان رکھا جائے گا اور تیرے ماتھے میں خیر ہوگی اور پھر خداوند کریم نے اس کو بھیج دیا۔ سو گھوڑا ہنہنانے لگا۔ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا اے کمیت میں تیرے ہنہنانے سے مشرک افراد کو ڈراؤں گا۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے اس کے ماتھے اور پاؤں کو سفید بنایا۔ جس وقت اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو فرمایا اے آدم! ان مویشیوں میں سے تمہیں جو اچھا لگے اس کو خود کے لئے منتخب کرلو۔ مطلب گھوڑے اور براق میں سے، براق کی صورت خچر سے مشابہت رکھتی ہے نہ وہ نر ہے اور نہ ہی مادہ، لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام کہنے لگے اے جبرائیل! میں نے ان میں سے خوبصورت مکھڑے والے کا اپنے لئے انتخاب کیا ہے اور وہ گھوڑا تھا۔ اللہ پاک نے فرمایا: اے آدم! تم نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے عزت کا انتخاب کیا ہے اور وہ جس وقت تک حیات رہیں گے ان میں عزت موجود رہے گی۔ (شفاء الصدور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ بلا شبہ بہشت میں ایک شجر ہے جس کے اوپر اور نیچے کے مقام سے گھوڑوں کا اخراج ہوا کرتا ہے اور ان کے

گھوڑوں کے لگام یاقوت و مروارید کے ہوا کریں گے اور وہ لید اور پیشاب نہیں کیا کریں گے۔ ان کے بازو بھی ہوں گے اور جہاں تک نظر جاتی ہے وہاں تک ان کے پاؤں پڑیں گے۔ بہشت والے ان پر سواری کریں گے اور جدھر خواہش کریں گے پرواز کرتے پھریں گے۔ بہشتیوں کی یہ حالت ملاحظہ کر کے انکے نیچے والے طبقہ کے افراد بولیں گے اے ہمارے اللہ پاک تیرے یہ بندگی کرنے والے اس مرتبے تک کس طرح آئے؟ خدائے بزرگ و برتر فرمائیں گے کہ یہ بندے شب بھر قیام کیا کرتے تھے اور تم سویا کرتے تھے۔ یہ افراد دن میں روزہ دار ہوا کرتے تھے اور تم خوراک تناول کیا کرتے تھے۔ یہ افراد اللہ کی راہ میں دولت کا اسراف کرتے تھے اور تم کنجوسی کرتے تھے۔ یہ سب اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور تم ڈرپوک بن جاتے تھے۔ اس کے بعد اللہ پاک ان کے (مطلب بہشتیوں سے) قلوب میں اپنی آمادگی ڈالیں گے۔ وہ آمادہ ہو جائیں گے اور ان کی آنکھوں کو راحت مل جائے گی۔ (شفاء الصدور)

نفع: گھوڑے پر سب سے قبل سواری کرنے والے فرد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اسی بناء پر گھوڑے کو "عراب" بھی کہتے ہیں۔ اس سے پہلے گھوڑا دیگر حیوانات کی مانند جنگلی تھا۔ جس وقت اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کی بنیادیں اٹھانے کا فرمان دیا تو یہ بھی فرمایا کہ بلاشبہ میں تم کو اس طرح کا خزینہ نوازدوں گا جسے میں نے تم لوگوں کے لئے بطور خاص کیا ہوا ہے اور پھر خداوند کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وحی کی بدولت فرمان دیا کہ باہر نکال کر اس خزینہ کے ملنے کے لئے دعا گو ہو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام "اجیاد" (مکہ معظمہ کا ایک جبل) پر تشریف فرما ہوئے اور آپ علیہ السلام کو یہ علم نہیں تھا کہ کیا دعا کریں اور اس خزینہ کے بارے میں بھی علم نہیں تھا جس کے نوازنے کا اللہ عزوجل نے عہد فرمایا تھا۔ اللہ پاک نے الہام کی بدولت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دعا کی تعلیم دی۔ جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا کی تو عرب کے علاقہ کے سارے جنگلی گھوڑے آپ علیہ السلام کے قریب اکٹھے ہو گئے۔ ان سب نے اپنی گردنوں کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے آگے جھکا دیا۔ اسی بناء پر ہمارے پیغمبر حضور سراج السالکین، رحمۃ اللعالمین، سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا کہ تم گھوڑے پر سواری کیا کرو اس لئے کہ یہ تمہارے والد اسماعیل علیہ السلام کی وراثت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور جان کائنات، فخر موجودات، صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیاری ازواج کے بعد سب سے زیادہ انسیت گھوڑوں سے ہوا کرتی تھی۔ (رواہ النسائی)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند خالص ہے۔ حضرت امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ہمراہ حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کو روایت کیا ہے کہ کوئی گھوڑا اس طرح کا نہیں ہے جسے ہر سویر یہ دعا کرنے کی منظوری نہ دی گئی ہو کہ اے پروردگار عالم! بنی آدم میں سے جسے تیری ذات پاک نے میری ملکیت دی ہے اور مجھ کو اس کا خادم بنایا ہے۔ لہٰذا تو مجھ کو اس کے قریب اس کے مال و دولت سے زیادہ عزیز بنا دے۔ حضور کی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ (اجر کے لحاظ سے) گھوڑوں کی تین قسمیں

ہیں اول وہ گھوڑا جو رحمٰن کے لئے ہے' دوئم وہ جو بشر کے لئے ہے اور سوئم وہ گھوڑا جو شیطان کے لئے ہے۔ رحمٰن کے لئے وہ گھوڑا ہوا کرتا ہے جو اللہ عزوجل کے لئے اس کے عداوت رکھنے والوں سے جنگ کے لئے پالا جائے۔ بشر کے لئے وہ گھوڑا ہے جس پر سوار ہوں اور شیطان کے لئے وہ گھوڑا ہوا کرتا ہے جس پر شرطیں لگائیں۔

طبقات ابن سعد میں عریب الملیکی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت منقول ہے کہ حضور شافع محشر' سراج منیر' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ پاک کے اس فرمان کے بارے میں: "اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○"

(وہ افراد جو خرچ کرتے ہیں اپنی دولت روز و شب چھپا کر اور ظاہر کر کے' سوان کے لئے ان کے خدا پاک کے پاس صلہ ہے اور نہ ان پر ڈر ہوگا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے) پوچھا گیا کہ وہ کون افراد ہیں جن کا تذکرہ اس آیت مبارکہ میں ہوا ہے۔ تو حضور سرور عالم' رحمت عالم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا یہ افراد خیل مطلب گھوڑے والے ہیں۔ اس کے بعد حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس آدمی کی مانند ہے جس کے ہاتھ صدقہ کے لئے ہر لمحہ کھلے رہا کریں۔ ایک پل کے لئے بھی بند نہ ہوں اور بروز قیامت گھوڑوں کے فضلہ اور پیشاب سے مشک کی مانند مہک آئے گی۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین' رحمۃ اللعالمین' سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اول کمزور جسم والے گھوڑوں کی دوڑیں لگوائیں اور ان کو حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا اور پھر فربہ گھوڑوں کو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا اور اس دوڑ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الحافظ" میں اپنے شیخ حضرت امام شرف الدین دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ حضور جان کائنات' فخر موجودات' صاحب معجزات' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ ملائکہ کسی کھیل میں شرکت نہیں کیا کرتے سوائے تین کھیلوں کے (ان میں شرکت کرتے ہیں)۔ ایک آدمی کا اپنی زوجہ کے ہمراہ کھیلنا دوسرا گھوڑے کی دوڑ لگوانا اور سوئم تیر بازی کیا کرنا۔ (طبقات الحافظ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ علیہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی فرد نے حضور شہنشاہِ مدینہ' قرارِ قلب وسینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور عرض کی کہ مجھ کو گھوڑوں سے انسیت ہے سو کیا بہشت میں بھی گھوڑے پائے جائیں گے؟ حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ اگر تم بہشت میں جاؤ گے تو ادھر تم کو دار یاقوت کے گھوڑے نظر آئیں گے۔ تو ان پر بیٹھ کر بہشت میں جدھر خواہش کرے گا پرواز کرتا پھرے گا۔ (رواہ الترمذی فی صفۃ اہل الجنۃ باسناد ضعیف)

معجم ابن قانع میں تذکرہ ہے کہ اس اعرابی فرد کا اسم عبدالرحمٰن بن ساعدۃ الانصاری ہے۔ حضرت امام دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تصنیف المجالسۃ" کے آغاز میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اسناد غریب کے ہمراہ بیان کیا ہے

کہ حضور سرورِ عالم، رحمت عالم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ بہشت والے سفید اور نیک نسل اونٹنیوں پر جو یاقوت کی مانند ہوں گی سواری کر کے ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جایا کریں گے اور بہشت میں اونٹوں اور پرندوں کے سوا اور کوئی حیوان نہیں ہوگا۔

نفع: ''خیل السباق'' وہ گھوڑے جو گھوڑوں کی دوڑ کے لئے استعمال ہوں وہ تعداد میں دس ہیں۔ حضرت امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہی دس قسموں کا تذکرہ کیا ہے۔ ''خیل السباق'' (گھڑ دوڑ والے گھوڑے) درج ذیل ہیں۔

1۔ مجلی، 2۔ مصلی، 3۔ تالی، 4۔ بارع، 5۔ مرتاح، 6۔ خطی، 7۔ عاطف، 8۔ مؤمل، 9۔ سکیت، 10۔ فسکل۔

یہ شعر گھوڑوں کی انہی قسموں کی جانب اشارہ کر رہے ہیں:

مهمة خيل السباق عشرة فى الشرح دون الروضة المعتبرة

وهى مجل و مصلى تالى والبارع المرتاح بالتوالى

ثم خطى عاطف مؤمل ثم السكيت والا خير الفسكل

نفع: حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التعریف والاعلام'' میں حضور شافع محشر، سراج منیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کے درج ذیل اسماء بیان کیے ہیں۔

1۔ السکب:

اس نام کے ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ گھوڑا آب کی مانند تیزی سے بھاگتا ہے اور ''السکب'' گل لالہ کو بھی کہتے ہیں۔

2۔ المرتجز

حضور سرکار مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گھوڑے کا اسم ''المرتجز'' اس کے خوش آواز ہونے کی بناء پر تجویز کیا گیا تھا۔

3۔ اللحیف

اس کے مفہوم لپیٹنے اور ڈھانک دینے کے ہیں۔ حضور سراج السالکین، رحمۃ اللعالمین، سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گھوڑا اتنا تیز رفتار ہوا کرتا تھا کہ یہ اپنی تندی کی بناء پر مسافت کو لپیٹتا جاتا تھا۔ اکثر علماء کرام کے مطابق اسے اللحیف کی جگہ اللخیف خائے معجمہ کے ہمراہ بیان کیا ہے۔

4۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں حضور جان کائنات، فخر موجودات، صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا اسم ''اللزاز'' بیان کیا ہے۔

5۔ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا اسم ''ملاح'' ہوا کرتا تھا۔

6۔ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گھوڑے کا اسم ''الضرس''

کہلاتا تھا۔

7۔''الورد'' حضور سرور عالم' رحمت عالم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گھوڑا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جہاد کرتے ہوئے اس پر سواری کیا کرتے تھے اور اس گھوڑے کو بہت کم داموں میں خریدا گیا تھا۔

فوائد: ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن ابی عیاشی سے اور مستغرق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ عبدالملک بن مروان نے اپنے عامل عراق حجاج بن یوسف کو تحریر کیا کہ حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گار حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نگہداشت کیا کرو اور ان کے ہمراہ اچھا برتاؤ روا رکھو اور ان کی محفل میں حاضری دے کر ان پر سلامتی بھیجا کرو اور ان کو انعام و اکرام بھی نواز دیا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں حجاج کے پاس گیا تو حجاج میرے سے کہنے لگا۔ اے ابو حمزہ میں اپنا گھوڑا آپ کے آگے پیش کرنے کا خواہاں ہوں۔ آپ مجھ کو آگاہی دیں کہ میرا گھوڑا حضور سراج السالکین' رحمۃ اللعالمین' سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے سے کتنی مشابہت رکھتا ہے۔ سو میں نے گھوڑے کو دیکھ کر جواب دیا کہ اس گھوڑے اور حضور جان کائنات' فخر موجودات' صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے میں ذرا بھی مماثلت نہیں ہے اس لئے کہ حضور شاہ مدینہ' قرار قلب وسینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی خوراک' فضلہ' پیشاب تک صلہ کا ذریعہ ہوا کرتا تھا اور تیرا گھوڑا تو محض مکاری اور دکھاوے کے لئے ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ بات سماعت کر کے حجاج کہنے لگا کہ اگر خلیفہ کی تحریر آپ کے بارے میں میرے پاس نہ ہوتی تو میں آپ کے مکھڑے پر ایسے تھپڑ لگاتا کہ آپ کی آنکھیں پھوٹ پڑتیں۔ سو میں نے جواب دیا کہ تم اس طرح کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے ہو۔ حجاج بولا وہ کیوں؟ میں نے جواب دیا کہ وہ اس بناء پر کہ مجھ کو حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی دعا کی تعلیم دی ہے کہ جس وقت میں اس کا ورد کر لیتا ہوں تو میں شیطان' بادشاہ اور ہر طرز کے جنگلی سے بے ڈر ہو جایا کرتا ہوں۔ حجاج کہنے لگا اے ابو حمزہ! آپ اس دعا کی تدریس اپنے نسبتی بھائی مطلب میرے فرزند محمد بن حجاج کو کر دیں۔ میں نے منع کر دیا' حجاج نے اپنے فرزند کو فرمان دیا کہ تم بعد میں اپنے چچا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر اس دعا کی تعلیم حاصل کر لینا۔ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے انتقال کا لمحہ نزدیک آیا تو انہوں نے مجھے طلب۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اے ابو احمر! آج کے روز تیرا میری خدمت میں حاضر ہونا آخری بار ہے اور بلاشبہ تیری حرمت مجھ پر واجب ہے اور میں تم کو یہ دعا سکھا رہا ہوں جس کی تدریس حضور سرور عالم' رحمت عالم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی تھی۔ تو یہ دعا کسی طرح کے فرد کو نہ سکھا دینا جس کے قلب میں خوف خداوند کریم نہ ہو۔ وہ پاک وبابرکت دعا درج ذیل ہے:

”اللہ اکبر اللہ اکبر بسم اللہ علیٰ نفسی و دینی بسم اللہ علیٰ اھلی و مالی بسم اللہ علی کل شیء اعطانیہ ربی بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ داء بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھوا السمیع العلیم بسم اللہ افتتحن و علی اللہ توکلت اللہ ربی لا اشرک بہ شیأ أسالک اللّٰھم بخیرک من شرک الذی لایعطیہ احد غیرک عزجارک وجل ثناء ک ولا الہ غیرک اجعلنی فی عبادک واحفظنی من شر کل ذی شر خلقتہ وأحترز بک من الشطین الرجیم اللّٰھم انی أحترس بک من شر کل ذی شر خلقتہ وأحترز بک منھم واقدم بین یدی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ومن خلقی مثل ذلک و عن یمینی مثل ذلک و عن یساری مثل ذلک و من فوقی مثل ذلک و من تحتی مثل ذلک ۔“

مشکل: حضرت امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کے بارے میں کچھ سوالات اٹھ سکتے ہیں۔

1۔ اللہ عزوجل نے سب سے قبل حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا یا گھوڑے کو؟

2۔ اللہ عزوجل نے اول گھوڑے کو تخلیق کیا یا اس کی مؤنث (گھوڑی) کو پہلے تخلیق کیا۔

3۔ اللہ عزوجل نے اول عربی النسل گھوڑوں کو تخلیق کیا یا پھر غیر عربی النسل گھوڑوں کو۔

کیا ان مشکلات کے بارے میں بطور نص کوئی حدیث یا اثر پایا جاتا ہے یا پھر صرف سیر اور اخبار کو بطور استدلال پیش کیا جاتا ہے۔

حل: 1۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے دو روز قبل گھوڑے کو تخلیق کیا۔

2۔ اللہ عزوجل نے گھوڑے کو اس کی مؤنث (گھوڑی) سے قبل تخلیق کیا۔

3۔ اللہ عزوجل نے غیر عربی النسل گھوڑوں سے قبل عربی النسل گھوڑوں کو تخلیق کیا۔

لہٰذا ہمارا یہ ماننا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت آدم علیہ السلام سے قبل گھوڑے کو تخلیق کیا۔ ہم اس کے استدلال کے لئے قرآنی آیات اور عقلی دلائل بیان کرتے ہیں۔

عقلی دلائل: 1۔ عموماً یہ اصول ہے کہ جس وقت کوئی عزت دار شخص کسی کی طرف جانے کا خواہاں ہوتا ہے یا اس کو دعوت دی جاتی ہے تو اس کے آنے سے پہلے اس کی حاجت کی اشیاء کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی آمد (اس دنیا میں) سے قبل بھی یہی بندوبست فرمایا جس کا علم اس آیت مبارکہ سے ہو جاتا ہے۔ ”خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا“ (اور وہی تو ہے جس نے ارض کی ساری اشیاء کو تمہارے ہی لئے تخلیق کیا ہے)۔ ارض اور ارض کی ساری چیزیں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لئے خداوند کریم نے کرامات کے طور پر تخلیق کی تھیں اور کمال کرامات کا اقتضاء یہی تھا کہ جس کا اکرام ہو رہا ہے اس کی حاجات کی مکمل اشیاء کا پہلے سے ہی بندوبست ہو۔

2۔ حضرت آدم علیہ السلام اوران کی اولاد کی عظمت کی بناء پر حضرت آدم علیہ السلام کا ظہور ساری خلقت (مطلب ارض اور جو کچھ بھی ارض میں ہے) کے بعد میں ہوا جس طرح کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے نبیوں کے سردار ہیں کی اس دنیا میں تشریف آوری سب سے آخر میں ہوئی۔

3۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کی بناء پر ارض اور ارض میں جو بھی کچھ تخلیق ہوا اور اس میں جانور پرندے پودے اور بے جان اشیاء وغیرہ سب کا شمار ہے۔ پودوں اور بے جان اشیاء سے برتر جانور ہیں اور حیوانات میں بشر کے سوا سب سے بلند و برتر گھوڑا ہے۔ خداوند کریم نے برتر مہمان کے لئے برتر شے کو سب سے قبل تخلیق کیا سو اس سے علم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی گھوڑے کو تخلیق کیا گیا تھا۔

آیات قرآنی سے استدلال: ہمارا یہ کہنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے دو روز پہلے اللہ پاک نے گھوڑے کو تخلیق کیا۔ سو حدیث پاک میں ذکر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بروز جمعہ تخلیق کیا گیا۔ ہم آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہیں۔

1۔ اول برہان ارشاد ربانی ہے کہ:

"هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ"

(وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے ارض کی تمام اشیاء تخلیق کیں اس کے بعد بالائی جانب توجہ مبذول کی اور سات فلک تخلیق کئے۔ (سورۃ البقرۃ 29)

قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اللہ رحمٰن الرحیم نے فلک کو تخلیق کرنے سے پہلے ارض کی تمام چیزوں کو تخلیق کیا اور ارضی چیزوں میں سے ہی ایک گھوڑا بھی کہلاتا ہے۔ گھوڑے کو فلک کی تخلیق سے پہلے ہی تخلیق کر لیا گیا اور پھر "تسویۃ السماء" (فلک کی تخلیق) کا مرحلہ سرانجام ہوا اور اس کے بعد اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت فرمائی۔ کیونکہ "تسویۃ السماء" کا معاملہ چھٹے روز میں تکمیل کو پہنچا۔ جس طرح کہ اس آیت مبارکہ سے اس بات سے وضاحت ہو جاتی ہے: "رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا" (اس کی چھت بہت بلند اٹھائی اس کے بعد اس کا تسلسل قائم فرمایا سورۃ النازعات۔ آیت: 28) اور ارشاد ربانی ہے کہ

"وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا" (اور پھر ارض کو اس نے بچھا دیا۔ سورۃ النازعات۔ آیت: 30)

حدیث پاک میں تذکرہ ہے کہ "حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت بروز جمعہ ساری مخلوقات کے پیدا ہونے کے بعد ہوئی"۔ ہفتے کے سات ایام میں سے جمعہ آخری یوم ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ خلقت کا آغاز اتوار کے روز ہوا جس طرح کہ تاریخ دان اور کتاب والوں نے بیان کیا ہے اور بعض افراد میں اسی بات کو شہرت حاصل ہے تو یہی بات درست مقرر ہوگی۔ اس بات کا ثبوت ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے اللہ پاک نے گھوڑے کی تخلیق کی اور حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ان چھ روز کے سوا کسی اور روز میں ہوئی۔

دوئم برہان: ارشاد ربانی ہے کہ: "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○" (سورۃ البقرۃ۔آیت: 31-32-33)

اور اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے اسماء سکھا دیئے اس کے بعد ان کو ملائکہ کے آگے پیش کیا اور فرمایا تمہارا گمان درست ہے تو ذرا ان اشیاء کے اسم بتلاؤ' انہوں نے عرض کی عیب سے پاکیزہ تو آپ کی ذات اقدس ہی ہے۔ ہم کو تو محض اتنا ہی معلوم ہے' جتنا آپ نے ہم کو علم دیا ہے' اصل میں آپ کی ذات اقدس کے سوا سب کچھ کا علم رکھنے والا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اس کے بعد خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمان دیا: تم ان سب کو ان اشیاء کے اسماء بتاؤ جس وقت اس نے انہیں ان ساری اشیاء کے اسماء سے آگاہ کر دیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں نے تم سے یہ نہ کہہ رکھا تھا کہ مجھ کو افلاک اور ارض کی ان سب اصلیتوں کا علم ہے جو تم سے پوشیدہ ہیں جو کچھ تم نمایاں کرتے ہو وہ بھی مجھ کو علم ہے اور جو کچھ تم پوشیدہ رکھتے ہو اس کا بھی مجھ کو علم ہے۔

اس آیت مبارکہ سے اس بات کا علم ہوا کہ "الاسماء" کا مفہوم یا تو نفس اسماء ہے یا سمیات کی خوبیاں اور ان کے فوائد ہیں۔ دونوں حالتوں میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مسمیات کی موجودگی اس لیے لازم تھی۔ کیونکہ اللہ پاک نے "ھؤلاء" سے اس کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور تمام مسمیات میں سے ایک گھوڑا بھی موجود ہے تو وہ بھی اس لیے لازمی موجود ہوگا اور "الاسماء" الف اور لام کے ہمراہ نکرہ ہے اور اس کے معنی سارے نام ہیں اور اس کے بعد اللہ پاک کے قول "کلھا" سے بھی عام ہونے کا مفہوم علم میں آتا ہے اور اللہ پاک کے فرمان "عَرَضَهُمْ" اور "بِاَسْمَآئِهِمْ" بھی عمومیت سے گھوڑے کا شامل ہونا عیاں ہوتا ہے۔

سوئم برہان: ارشاد ربانی ہے کہ:

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ

(وہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے افلاک اور ارض کو اور ان تمام اشیاء کو جو ان کے مابین ہیں چھٹے روز میں تخلیق فرمایا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا۔ سورۃ السجدۃ۔ آیت: 4)

اس آیت مبارکہ سے اس قول کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ ارض و فلک کے مابین جو کچھ ہے وہ سب خدائے بزرگ و برتر نے چھٹے روز میں تخلیق کیا ہے اور بلاشبہ اس بات کا تذکرہ اس سے قبل بھی ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت یا تو چھٹے روز سے باہر ہو مطلب چھ روز کے بعد یا چھ روز کے اختتام میں ہو۔

برہان سوئم: ارشاد ربانی ہے کہ: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ○

(اور بلاشبہ ہم نے ارض وفلک اوران کے مابین سب اشیاء کو چھ روز میں تخلیق کر دیا اور ہم کسی تکان میں مبتلا نہیں ہوئے۔ سورۃ ق۔ آیت:38)

یہ آیت مبارکہ اور اس سے پہلے تین آیات مبارکہ مطلب ٹوٹل چار آیات قرآنی کو ہم نے نقلی دلائل کے طور پر بیان کر دیا ہے اوران چار آیات مبارکہ سے اس بات کا ثبوت ہو جاتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے قبل گھوڑے کو تخلیق فرمایا۔

وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت کو نقل کیا ہے (جو اسرائیلیات میں شمار ہے) کہ جس وقت گھوڑا جنوبی فضا سے تخلیق کیا گیا تو حضرت وہب بن منبہ کی یہ روایت بھی ہماری بات کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہم پر اس روایت کی صحت کا التزام ہے اس لئے کہ ہم اسی قول کو درست کہیں گے جسے اللہ پاک اور اس کے رسول حضور سراج السالکین، رحمۃ اللعالمین، سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درست مقرر کیا ہو۔ بلاشبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گھوڑے جنگلی تھے اور اللہ پاک نے انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے مفتوح فرما دیا تھا۔ یہ روایت بھی ہماری بات کے برخلاف نہیں ہے۔ بلاشبہ گھوڑے کو حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے تخلیق کیا گیا تھا اور پھر گھوڑا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دور تک جنگلی رہا ہوگا یا کسی لمحے اس کو سواری کے لئے استعمال کیا گیا ہوگا اور اس کے بعد میں وحشی ہو گیا ہوگا اور اس کے بعد اللہ پاک نے گھوڑے کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے مفتوح کر دیا ہوگا۔ یہ قوم حضور جان کائنات، فخر موجودات، صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ہمراہ ثابت نہیں ہے پس یہ ہمارے لئے معتمد نہیں ہے۔ جو کچھ اور پر مذکور ہو چکا ہے وہ معتمد ہے اس لئے کہ اس کے لئے قرآن پاک کی آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ سب سے قبل گھوڑے پر بیٹھنے کا اعزاز حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حاصل ہے۔ یہ قول بے حد مقبول ہے مگر اس کی اسناد صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی ہم پر اس کی صحت کا التزام ہے۔ بلاشبہ ہمارے لئے تو وہی قول قابل بھروسہ ہوگا جو اللہ پاک اور اس کے رسول حضور سرکار مدینہ، قرار قلب وسینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے درست قرار دیا ہو۔

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں اس روایت کا ذکر ہوا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کو تعمیر کرنے کا فرمان دیا تو فرمایا کہ بلاشبہ میں تم کو اس طرح کا خزانہ نواز دوں گا جسے میں نے محض تم لوگوں کے لئے خاص فرمایا ہے اور پھر خداوند کریم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام پر وحی کا نزول کیا کہ اجیاد (مکہ معظمہ کا ایک جبل) کی جانب جاؤ اور دعا کرو تو خزانہ آپ کو عطا ہو جائے گا۔ پس حضرت اسماعیل علیہ السلام اجیاد کی جانب روانہ ہوئے مگر دعائیہ کلمات اور خزانے کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں رکھتے تھے۔ اللہ پاک نے الہام کے ذریعے انہیں دعا سکھائی۔ جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا کر لی تو عربی سرزمین کے سارے جنگلی گھوڑے آپ علیہ السلام کے پاس آ کر اکٹھے ہو گئے اور ساروں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اللہ پاک نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے گھوڑوں کو مفتوح کر دیا۔ بلاشبہ اس روایت کا بیان گھوڑے کے خصائص کے

تحت بھی ہو چکا ہے۔ ہماری یہ بات کہ اللہ پاک نے نر گھوڑے کو اس کی مؤنث گھوڑی سے قبل تخلیق کیا ہے۔ گھوڑے کو گھوڑی سے پہلے کیوں تخلیق کیا گیا اس کا ایک سبب یہ ہے کہ نر کو شرافت و بڑائی کے تحت مادہ پر غلبہ حاصل ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ نر کی گرمی مادہ سے زیادہ ہے اس لئے کہ اگر دو اشیاء ایک ہی جنس اور واحد طبیعت سے ہوں تو ان میں سے ایک کی گرمی دوسرے سے زیادہ ہوگی۔ اللہ عزوجل کا قانون یہ ہے کہ زیادہ گرمی والے کی تخلیق پہلے ہوتی ہے۔ نر کی گرمی مادہ سے زیادہ ہے یہ بہتر تھا کہ اس کی تخلیق اول ہو اسی بناء پر حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت حضرت حوا علیہا السلام سے قبل ہوئی اور گھوڑے کی تخلیق پہلے کرنے کا مقصود یہ بھی ہے کہ گھوڑا اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور نر گھوڑا جنگ میں مادہ (گھوڑی) سے برتر ہے اس لئے کہ گھوڑا زیادہ قوت مند اور تیز رفتار ہوا کرتا ہے اور اس میں گھوڑی سے زیادہ دلیری پائی جاتی ہے اور اپنے سوار کے ہمراہ گھوڑی کی نسبت زیادہ جنگ کرنے کی قوت رکھتا ہے جبکہ مادہ ہر نسبت سے گھوڑے کے مقابلے میں کم تر ہوا کرتی ہے۔

ہمارا یہ کہنا کہ عربی گھوڑوں کی تخلیق غیر عربی گھوڑوں سے قبل ہوئی۔ اس کا استدلال یہ ہے کہ عربی گھوڑا غیر عربی گھوڑے سے برتر اور اعلیٰ ہے اس لئے کہ گھوڑے کا عربی النسل نہ ہونا کسی نقص یا بیماری کی بناء پر ہوا کرتا ہے۔ وہ نقص یا تو اس گھوڑے کے والد میں ہوتا ہے یا اس کی والدہ میں یا پھر بذات خود اس گھوڑے میں موجود ہوتا ہے اور عربی گھوڑے کے برتر ہونے کی ایک برہان یہ بھی ہے کہ پہلے دور میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعات میں کسی جگہ پر بھی غیر عربی گھوڑوں کا ذکر نہیں ہے۔ غیر عربی گھوڑے درحقیقت گھوڑوں کی نقص والی نسل ہے۔ حتیٰ کہ اہل علم کے مابین غیر عربی گھوڑوں کے حصہ کو مقرر کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک مرسل حدیث پاک میں بیان ہے کہ عربی گھوڑے کے لئے دو حصے مقرر ہیں اور غیر عربی گھوڑے کا (غنیمت کے مال میں) ایک حصہ متعین ہے۔ یہ روایت اس قول کا تقاضا کرتی ہے کہ غیر عربی گھوڑوں کی نسبت نقص والی نسل سے ہے اور مشیت الٰہی یہ نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ نسل سے نقص والی نسل کی تخلیق کرے۔ حضور شہنشاہ مدینہ قرار قلب وسینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور آثار صحیحہ میں گھوڑوں کے فضائل، گھر دوڑ کا تذکرہ، گھوڑوں کو پالنے کے فضائل، برکتیں، گھوڑوں پر مال صرف کرنے کے فضائل اور ان کی خدمت گاری گھوڑوں کے ماتھے پر پیار و شفقت سے ہاتھ پھیرنا، اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی کھوج، اعلیٰ نسل کی نگہبانی وغیرہ کی نصیحتیں بہت زیادہ ملتی ہیں اور حدیث پاک میں گھوڑوں کو خصی کرنے اور ان کے ماتھے اور پونچھ کے بالوں کو کاٹنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ گھوڑے اور ان کے مالک افراد کو غنیمت کے مال میں کتنا حصہ حاصل ہوگا اس کے بارے میں اہل علم میں مخالفت ہے۔ علاوہ ازیں گھوڑوں پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہے یا نہیں اس طرز کی بحث کے بارے میں بھی احادیث میں اشارے ملتے ہیں مگر اختصار کی بناء پر ہم نے انہیں بیان کرنے سے اجتناب کیا ہے۔ یہ تھوڑے سے قول ہیں جو گھوڑوں کے بارے میں جلدی میں تحریر کیے گیے ہیں ورنہ گھوڑوں کے موضوع پر ایک تصنیف تحریر کی جا سکتی ہے۔

شرعی حکم: گھوڑے کے بارے میں شریعت کا فرمان ''فرس'' کے موضوع میں بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔ الصمیری رحمۃ اللہ

علیہ نے شرح کفایہ میں تحریر کیا ہے کہ گھوڑوں کو اسلام کے حریف کو فروخت کرنا ناجائز ہے۔ (اس لئے کہ ان کا استعمال جنگ میں ہتھیار کے طور پر ہوا کرتا ہے)۔ جس طرح اسلام سے عداوت رکھنے والوں کو ہتھیار بیچنا ناجائز ہے اور گھوڑوں کی گردن میں کمان ڈالنے میں کراہیت ہے۔ بخاری و مسلم اور ابوداؤد میں ابی بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی گردن میں کمان ڈالنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ حضرت امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ گھوڑوں کی گردن میں اگر قلادہ پایا جاتا ہو تو اس کو کاٹنے کا فرمان دیا گیا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور سرور عالم' رحمت عالم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی گردن میں موجود قلادہ کو کاٹ دینے کا فرمان اس بناء پر دیا ہے کہ ان قلادوں میں گھنٹیاں آویزاں کی جاتی تھیں۔ اکثر علماء کرام کے مطابق قلادہ کو اس لئے منع کیا گیا ہے کہ کہیں تیز تیز بھاگتے ہوئے یہ قلادے دم گھٹنے کی وجہ سے گھوڑے کی وفات کا موجب نہ بن جائیں۔ اکثر علمائے کرام کا یہ کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے حضرت سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقررہ طور پر قلادوں سے منع فرمایا ہے اور اس کے سوا خوبصورتی کے لئے گھوڑے کی گردن میں دیگر چیزیں آویزاں کرنے سے منع فرمایا ہو اکثر علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ دور جہالت میں عربی افراد کا یہ لائحہ عمل تھا کہ اکثر لڑائیوں کی شکل میں گھوڑوں پر کمانیں لی جایا کرتی تھیں اور حضور سراج السالکین' رحمۃ اللعالمین' سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ گھوڑوں کی دوڑ میں کسی گھوڑے کے جیت جانے کا فیصلہ اس کی گردن کے آگے ہونے سے ہوا کرتا ہے اور اونٹوں میں جیت اور ہار کا فیصلہ گردن پر منحصر نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ اونٹ بھاگتے ہوئے گردن کو بند رکھا کرتا ہے۔ اس کی گردن کا کوئی بھروسہ نہیں ہوگا اور اس کے برخلاف گھوڑوں کی دوڑ میں گھوڑے کی گردن آگے ہونے کا مفہوم گردن کی اونچائی کی نسبت طوالت میں آگے ہونا ہے مگر اس طرح کی کیفیت میں یہ لازم ہے کہ مقابلے کی غرض سے بھاگنے والوں (گھوڑوں) کی گردنوں کی طوالت' چوڑائی اور ران کی بلندی وغیرہ مساوی مساوی ہو۔ سو حضور جان کائنات' فخر موجودات' صاحب معجزات' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ میں اور قیامت دونوں ایسے نزدیک ہیں جس طرح بھاگتے ہوئے گھوڑے کہ ان میں فیصلہ نہیں ہوا کرتا کہ ان میں کون جیتے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ' قرار قلب وسینہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے ایک گھوڑا دو گھوڑوں کے مابین داخل کر دیا جبکہ وہ اس بات سے پرسکون نہیں ہے کہ وہ دوڑ میں آگے نکل جائے گا تو یہ جوا نہیں ہے اور جس نے گھوڑوں کے وسط میں ایک گھوڑا داخل کیا اور اس کو اس بات کا اطمینان بھی ہے کہ وہ بازی جیت جائے گا تو یہ جوا ہے۔ (مستدرک' ابن ماجہ' ابی داؤد' مسند احمد)

درست قول یہ ہے کہ ذمی افراد کو گھوڑوں پر سوار ہونے سے روکا جائے گا اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

(اور تیار باندھے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے فراہم رکھو اس لئے کہ اس کی بدولت اللہ عزوجل اور اپنے حریفوں کو اور دوسرے مخالفوں کو ڈراؤ۔ سورۃ الانفال۔ آیت: 60)

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے اپنے احباب کو اپنے حریفوں سے جنگ کے لئے گھوڑوں کی تیاری کا فرمان دیا ہے اور ذمی اللہ پاک سے عداوت رکھتے ہیں۔ ذمی افراد کے گھڑسواری کرنے کی ممانعت کا دوسرا سبب یہ ہے کہ گھوڑوں کی کمران کی شان ہے اور ذمی افراد پر اللہ عزوجل کی طرف سے رسوائی کا تسلط قائم کیا گیا ہے۔ اس بناء پر اگر ذمی افراد کو گھڑسواری کی منظوری دی گئی تو گویا کہ ان کو معزز کیا گیا اور جو ذلالت کا تسلط ان پر قائم تھا اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بیان یہ ہے کہ ذمی افراد کو گھوڑوں کی سواری سے منع نہ کیا جائے۔ شیخ ابومحمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ذمی لوگوں کو اعلیٰ گھوڑوں کی سواری نہ کرنے دی جائے گی اور نقص والی نسل پر سوار ہونے دیا جائے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اعلیٰ گھوڑوں میں اعلیٰ خچر کا شمار بھی ہوتا ہے۔

ائمہ جمہور کے مطابق گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ مومن' اس کے خادم اور اس کے گھوڑے پر صدقہ (مطلب زکوٰۃ) نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑوں پر زکوٰۃ کا واجب ہونا متعین کرتے ہیں اور ان گھوڑیوں پر بھی زکوٰۃ کو واجب متعین کیا ہے جن کے ہمراہ گھوڑے ہوں اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مالک کو یہ مرضی حاصل ہے کہ چاہے وہ گھوڑے کی جانب سے ایک دینار زکوٰۃ میں دے یا گھوڑے کی قیمت منتخب کر کے ہر دوسو دراہم پر پانچ دراہم زکوٰۃ کی ادائیگی کرے۔ اگر کسی کی ملکیت میں محض گھوڑے ہی ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

ضرب الامثال: عربی لوگ کہا کرتے ہیں "الخیل میامین" (گھوڑے برکت والے ہیں) ایسے ہی عربی افراد کہا کرتے ہیں۔ "الخیل اعلم بفرسانھا" (گھوڑا اپنی سواری کرنے والے کی خوب شناخت رکھتا ہے)۔

اس مثل کا اطلاق اس طرح کے شخص کے لئے ہوا کرتا ہے جس کو افراد دولت مند سمجھتے ہوں مگر اصل میں وہ دولت مند نہ ہو۔

حضور سرور عالم' رحمت عالم' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے وقت ارشاد فرمایا تھا:

"یاخیل اللہ ارکبی" (اے اللہ پاک کے گھوڑ وسوار ہو جاؤ)۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کو مسلم شریف میں بیان کیا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں مضاف محذوف تسلیم کیا جائے گا اس لئے کہ گھوڑے تو سوار نہیں ہوا کرتے حالانکہ حضور سراج السالکین' رحمۃ اللعالمین' سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عزم یہی تھا کہ "یافرسان خیل اللہ ارکبی" (اے سواری کرنے والو اللہ کے گھوڑوں پر سواری کرو)۔

مطلب حقیقی مخاطب گھوڑوں پر سواری کرنے والے افراد تھے اور عربی زبان میں حذف مضاف اکثر ہوا کرتا ہے مگر امام جاحظ نے "تصنیف البیان والتبیین" میں اس حدیث کو کلامی لغزش کی بناء پر ترک کر دیا ہے اور اس حدیث کو حدیث ماننے کی نفی کر دی ہے مگر یہ قول بھی مدنظر رہے کہ حضور جان کائنات' فخر موجودات' صاحب معجزات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو ساروں سے

زیادہ خوش بیان ہیں اور حضور شہنشاہِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ہی سب سے افضل ہے۔

خواص: گھوڑا اگر لال ہڑتال (زرنیخ احمر) کو نوش کر لے تو اس کی وفات ہو جایا کرتی ہے۔ گھوڑے کے طبی فوائد کا تذکرہ "باب الفاء" میں "الفرس" کے زیر موضوع ہوگا۔ انشاء اللہ

خواب کی تعبیر: خواب میں گھوڑے کا دکھائی دینا طاقت عزت اور زینت کا اشارہ ہے۔ کیونکہ یہ تمام سواریوں میں سب سے اعلیٰ سواری ہے۔ جسے خواب میں جتنا گھوڑا دکھائی دیا اسے اسی کے جتنی عزت وطاقت کا حصول ہوگا۔ بعض اوقات گھوڑے کے خواب میں دکھائی دینے کو مال وروزی کی فراخی اور حریف پر غالب ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ (آل عمران: ۱۴)

لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)،

اور اکثر اوقات گھوڑے کو حریف کے مقابلے میں فلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے جس طرح کہ ارشاد ربانی ہے کہ:

وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

اور تیار بندھے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لئے فراہم رکھو اس لئے کہ اس کی بدولت اللہ عزوجل اور اپنے حریفوں کو اور دوسرے مخالفوں کو ڈراؤ۔ (سورۃ الانفال۔ آیت 60)

اگر کسی کو خواب میں دکھائی دیا کہ گھوڑا فضا میں پرواز کر رہا ہے تو اس کو فتنہ سے تعبیر کیا جائے گا اور اگر کسی کو خواب میں گھوڑے کی سواری غیر محل میں نظر آئی جس طرح کہ چھت یا کسی دیوار وغیرہ پر اپنے گھوڑے کو سواری کرتے دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس خواب کی تعبیر میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اگر کسی کو خواب میں نظر آیا کہ وہ ڈاک کے گھوڑے پر سواری کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ دی جائے گی کہ گھوڑے پر سواری کرنے والے کا انتقال ہو جائے گا۔ بہت جلد تعبیر کے بارے میں مفصل بیان "باب الفاء" میں "فرس" کے زیر موضوع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

آزمودہ نسخے: گھوڑے اور دوسرے حیوانات کے پیٹ میں درد کے لئے ان کے چاروں کھروں پر نیچے لکھے ہوئے الفاظ تحریر کر دیں۔ انشاء اللہ تکلیف کا خاتمہ ہو جائے گا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فاصا بھا اعصار فیه نار فاحترقت عجفون عجفون عجفون شاشیك شاشیك شاسیك"

گھوڑے کی سرخی (ایک بیماری) اور دوسرے حیوانات کی بیماری کے لئے یہ الفاظ تحریر کر کے ان کی گردن میں آویزاں کر دیں۔ یہ دونوں نسخے مجرب ہیں۔

"ولا طلهه هو هو هو رهست هر هر هر هر هر هر و هو هوهوهو هو هو ۱۰۰۰۰۰ مها مهالو لوس در رو برو حضرب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

اُم خنور

"اخنور" تنور کے وزن پر ہے۔ یہ بجو کہلاتا ہے۔ اس کا مفصل تذکرہ بہت جلد "باب الضاد" میں بیان ہوگا۔ انشاء اللہ

باب الدال

الدابۃ

زمین پر چلنے والے تمام جانداروں کے لئے عربی زبان میں "الـــــدابۃ" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ حضرات نے پرندے والے جانوروں کو "الدابۃ" کے لفظ سے نکال دیا ہے اور اس کے ثبوت کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت واضح کی ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔ (پارہ 7 الانعام آیت 38)

اس آیت السبارکہ کا رد قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے ہوتا ہے کہ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ط كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ○

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔ (پارہ 12 سورۂ ہود، آیت 6)

حضرت امام شیخ الدین بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رزق دینے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے۔ اور اس کے ذریعے مومنوں کے دلوں میں پیدا ہونے والے برے خیالات اور ہر قسم کا ڈر دور ہو جاتے ہیں اور اگر کسی وقت بھی مومنین کے دل میں کسی بھی قسم کے برے خیالات اور کسی قسم کا ڈر پیدا ہو بھی جائے تو وہ جو اس کا اللہ پر ایمان ہے اس کے جذبہ سے دور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہوا میں اڑنے والا پرندہ بھی اکثر حالات میں اپنے پاؤں کی مدد سے زمین پر چلتا ہے سوا عشی شاعر نے کہا ہے کہ۔

بَنَاتٌ كَغُصْنِ الْبَانِ تَرْتَجُ اِنْ مَشَتْ دَبِيْبُ قَطَا الْبَطْحَاءِ فِيْ كُلِّ مَنْهَلٍ

"اور جس طرح کہ لڑکیاں ہیں کہ جب ہوا چلتی ہے تو درخت کی شاخیں حرکت کرتی ہوئی ہلتی ہیں اور سمندر کے پانی پر اس طرح محسوس ہوتی ہیں جس طرح کہ وہ سنگلاخ علاقوں کے قطاء جانور ہوں"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○

اور زمین پر کتنے لہر چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں اور وہی سنتا جانتا

ہے۔(پارہ 21،سورہ العنکبوت،آیت 60)

اور ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ○(پارہ9،الانفال،آیت 22)

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں۔

حضرت امام ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ کافروں کا یہ گروہ جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ سرکش ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برے لوگ ہیں اور ان کو گھٹیا گروہ میں گنا جاتا ہے نیز کفار کو ''دواب'' جانوروں سے ملانے کا مقصد ان کافروں کی برائی کو ثابت کرنا ہے۔اور کافروں کو کتے' خنزیر اور سانپ' بچھو' کوے وغیرہ جیسے جانوروں جیسا ثابت کرنا ہے''الدواب'' کا مطلب تمام جاندار ہیں۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ سو حضور مکی مدنی سرکار' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''آرام حاصل کرنے والا ہے اور اپنے سے دوسروں کو راحت دینے والا ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!''المتریح والمتراح'' سے کیا مراد ہے؟ حضور پرنور' سید دوعالم' مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن بندہ اس دنیا کی مصیبتوں سے نجات حاصل کر کے اللہ رب العزت کے جوار رحمت میں پہنچ جاتا ہے تو وہ متریح (یعنی اکرام وسکون حاصل کرنے والا ہے) اور برے بندوں کی موت کے بعد دوسرے لوگوں' شہروں' درختوں اور جانوروں کو سکون حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ ''مستراح منہ'' (یعنی اپنے سے دوسروں کو راحت دینے والا) ہے۔(صحیح بخاری' صحیح مسلم)

(بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث 6147' مسلم شریف' رقم الحدیث 950' نسائی شریف' رقم الحدیث 1930' مسند امام احمد' رقم الحدیث 573' صحیح ابن حبان' رقم الحدیث 22589)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم' شفیع معظم' آمنہ کے لال' سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ جمعہ کے دن خاموش طریقے سے دھیان رکھتا ہے اس ڈر سے کہ کہیں قیامت برپا نہ ہو جائے۔(راوہ ابوداؤد والترمذی)

(مسند امام شافعی' کتاب الجمعہ' رقم الحدیث 465' مسند امام احمد' رقم الحدیث 486' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 1046' نسائی' رقم الحدیث 113' ابن خزیمہ رقم الحدیث 1783)

الحلیۃ میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ جو اصحاب صفہ میں سے تھے ان کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ حضور صاحب کمال' صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے اور اس کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی بہت اونچا ہے اس واسطے کوئی مقرب فرشتہ' آسمان' زمین' پہاڑ' ہوا' دریا میں ایسا نہیں ہے کہ جسے اس بات کا ڈر نہ ہو کہ قیامت برپا ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور جان کائنات' صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور اس میں سے پہاڑ کو اتوار کے دن پیدا کیا اور درخت کو سوموار کے دن منگل کے دن ناپسندیدہ اشیاء کو بدھ کے دن نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس میں جانداروں کو جمعرات کے دن پھیلایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعتوں میں عصر اور مغرب کے درمیان والے وقت میں پیدا کیا۔ (رواہ مسلم)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس بات کا علم رکھو کہ اللہ رب العزت بغیر محنت و مشقت جو چاہتا ہے تخلیق کر دیتا ہے اور جس کو بھی چاہتا ہے بغیر کسی وجہ اور رتبے کے منتخب فرما دیتا ہے اور اپنی ربانیت کا علم دینے کے لئے جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور اپنے ایک ہونے کو ثابت کرنے کے لئے جو چاہتا ہے حاضر فرما لیتا ہے اللہ رب العزت اونچے مرتبے والا اور پاک وصاف ہے اور جو ظلم کرنے والے لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں ''کامل ابن اثیر'' میں درج کیا ہے کہ کسریٰ والوں کے پاس پچاس ہزار جاندار اور تین ہزار عورتیں تھیں۔

ایک عجیب وغریب واقعہ: تاریخ ابن خلکان میں رکن الدولہ بن بویہ کے زندگی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ رکن الدولہ کی کسی دشمن سے جنگ ہوئی تو دونوں جماعتوں میں کھانے پینے کی اشیاء کی کمی اس حد تک ہوگئی کہ دونوں جماعتوں نے اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کرنا شروع کر دیا اور ان حالات میں اس بات کا اندیشہ تھا کہ رکن الدولہ اپنی ہار کو قبول کر لے گا۔ سو رکن الدولہ نے اپنے سے بڑے سربراہ ابوالفضل بن عمیر سے مشورہ کیا۔ سو اس کے سردار نے کہا کہ آپ کے لئے صرف اللہ رب العزت کی ذات کے سوا اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ سو آپ مسلمانوں سے بھلائی کرنے کا ارادہ رکھیں اور اچھی سیرت اور احسان کرنے کا پختہ ارادہ کرلیں اس لئے کہ انسان کے قبضہ میں جتنی بھی کامیاب ہونے کی سوچیں موثر ثابت ہوسکتی تھیں وہ ختم ہوگئی ہیں۔ اگر ہم لڑائی کرنے کے بجائے بھاگ جائیں تو دشمن ہمارا پیچھا کر کے ہمیں ہلاک کر دیں گے اس لئے کہ ہم سے ان کے گروہ کی تعداد زیادہ ہے سو بادشاہ نے کہا کہ اے ابوالفضل! میں تو حقیقت میں تمہارے مشورہ سے پہلے ہی یہ فیصلہ اختیار کر چکا تھا۔ ابوالفضل کہتے ہیں کہ جب رات کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا تو رکن الدولہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں نے خواب میں ابھی دیکھا ہے کہ میں ایک جانور (یعنی گھوڑے) پر سوار بیٹھا ہوں جس کا نام فیروز ہے اور اصل میں ہمارا دشمن بھاگ چکا ہے اور تم میرے پیچھے چل رہے ہو اور حقیقت میں ہمیں ایک ایسی جگہ سے وسعت ملی کہ جہاں ہمارا خیال تک نہ تھا۔ تو میں نے نظریں نیچے کر کے زمین کی طرف دیکھا تو ایک انگشتری دکھائی دی۔ میں نے اسے اٹھالیا اور میں نے دیکھا کہ اس میں ایک فیروزہ کا چمکدار نگینہ لگا ہوا تھا۔ میں نے اسے تبرک کے طور پر اپنی انگلی میں پہن لیا۔ سو میرا خواب ختم ہوگیا اور میں جاگ اٹھا۔ اصل میں میرا یقین یہی ہے کہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے اس واسطے کہ فیروزہ اور کامیابی دونوں الفاظ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اور میری سواری کے جانور کا نام بھی فیروزہ ہے۔ ابوالفضل بن عمیر کہتے ہیں کہ ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ ہمیں خوشی کی خبر پہنچی کہ دشمن اپنے رہنے کی جگہ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ سو لگاتار خبریں آنے سے ہمیں دشمن کی ناکامی کی سچائی مل گئی۔ سو ہمیں دشمنوں کی ناکامی کی وجہ تو معلوم نہ تھی اس واسطے ہم ان حالات کو سمجھنے کے لئے آگے گئے کہ کہیں ہم سے کسی نے جھوٹ نہ بولا ہو۔ اس واسطے ہم دھیان کے ساتھ جاتے رہے۔ اور میں بادشاہ کے ایک طرف کو ہو کر چلنے لگا۔ سو ابھی ہم کچھ قدم ہی آگے ہوئے کہ

بادشاہ نے چلاتے ہوئے اپنے غلام کو حکم دیا یہ انگوٹھی اٹھا کر مجھے دو۔ سو غلام نے انگوٹھی زمین سے اٹھا کر بادشاہ کو دے دی۔ اس انگوٹھی میں ایک نگ لگا ہوا تھا سو بادشاہ نے اس انگوٹھی کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور کہنے لگا کہ یہ میرے خواب کی حقیقت ہے اور یہ انگوٹھی بھی وہی ہے جسے میں نے اپنے خواب میں دیکھا تھا۔

رکن الدولہ کا نام حسن ابوعلی تھا اور وہ ایک بڑا اور ہمت والا بادشاہ تھا اور جہاں اس کی حکومت تھی اس ملک میں اصفہان' رے' ہمدان اور عراق و عجم کے سب علاقے بھی شامل تھے اور اس نے بہت سے ملکوں کو فتح کر کے ان کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا اور ان ملکوں میں اس نے اپنے حکم اور اصول بھی جاری کر دیئے تھے اس بڑے بادشاہ کی حکومت 44 سال تک قائم رہی اور اس نے 99 سال کی عمر کے بعد محرم کے مہینے 366ھ میں اس دنیا سے رحلت فرمائی۔

چوپاؤں کے چہروں پر مارنے کی ممانعت: حضرت ابن سبع سبتی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "شفاء الصدور" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضور سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جانوروں کے چہروں پر نہ مارا کرو اس واسطے کہ ہر شے اللہ رب العزت کی تعریف اور تسبیح کرتی ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ انہوں نے اسی طرح کے معنی کی ایک حدیث "البھیمۃ" کے مضمون کے تحت نقل کی ہے۔

کتاب الاحیاء کے باب "کسر الشھو تین" میں ذکر کیا ہے کہ روٹی بنا کر اس وقت تک تجھے نہیں دی جاتی جب تک کہ اس روٹی کو بنانے والے تین سو ساٹھ کاریگر کام نہ کرلیں۔ ان بنانے والوں میں سب سے پہلے حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں جو اللہ رب العزت کے عطا کردہ خزانوں میں سے پانی کو ماپنے کا کام پورا کررہے ہیں۔ اور ان کے بعد دوسرے فرشتے ہیں جو بادلوں کو ہلاتے ہیں اور پھر ان کے بعد سورج' چاند' افلاک' ہوا کے فرشتے اور زمین کے جاندار ہیں اور سب کے آخر میں روٹی پکانے والے ہیں اور اگر اللہ رب العزت کی عطا کردہ نعمتوں کو گننا چاہو تو تم ایسا نہیں کرسکو گے۔

حکایت: حضرت امام احمد علیہ الرحمہ اور حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے ایک قول کو مروی کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک "جانور" ظاہر ہوا جو لوگوں کو جان سے مار دیتا تھا سو جو بھی اس جانور کے قریب جاتا وہ جانور اسے مار دیتا۔ سو ایک دن ایک آدمی جو کہ اندھا تھا آیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ اس جانور کو میرے حوالے کردو میں اس کو دیکھ لوں گا۔ وہ اندھا آدمی اس جانور کے پاس گیا تو اس جانور نے اس اندھے آدمی کو کسی بھی طرح کا کوئی نقصان نہیں دیا۔ بجائے اس کے اس جانور نے اپنی گردن کو اس اندھے آدمی کے سامنے جھکا دیا اور اس آدمی نے اس جانور کو قتل کردیا۔ سو لوگوں نے اس آدمی سے جو کہ اندھا تھا پوچھا کہ آپ ہمیں اپنے اس تمام واقعہ کے بارے میں بتائیں۔ سو اس آدمی نے کہا کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایک گناہ کے سوا اور کوئی گناہ نہیں کیا اور وہ ایک گناہ بھی میری اس آنکھ کے سبب ہوا' میں نے اپنی اس گناہ کرنے والی آنکھ کو تیر کی نوک سے نکال کر پھینک دیا اور اسی وجہ سے آج میری ایسی حالت ہے کہ میں ایک آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا (یعنی اندھا ہوں)

حضرت امام احمد علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ بنی اسرائیل کی شریعت یا ہم سے پہلے کسی اور مذہب میں توبہ کرنے کا ایسا طریقہ شاید ہی مباح ہوگا لیکن ہمارے دین میں اگر کسی نامحرم عورت پر کسی ارادے سے نظر کرلی جائے تو اس دیکھنے والی آنکھ کا نکال دینا مباح نہیں بلکہ اپنے اس گناہ پر اللہ رب العزت سے توبہ و استغفار و معافی مانگنا ہے اور پھر آئندہ کے لئے ایسے کئے ہوئے گناہ سے باز رہنا۔ ابن خلکان نے ربیع الجیزی کی زندگی کے حالات میں بیان کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر مصر کے کسی راستے سے گزر رہے تھے کہ یکایک کسی نے ایک گھر کی چھت سے مٹی کی راکھ سے بھرا ہوا ٹوکرا ان پر الٹ دیا۔ سو آپ اپنی سواری سے نیچے اتر کر اپنے راکھ سے بھرے کپڑوں کو صاف کرنے لگے۔ سو وہاں لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ اس گھر والے کو جس نے آپ پر راکھ پھینکی غصہ کیوں نہیں ہوتے؟ پس ربیع نے کہا کہ جس آدمی کو آگ کے سپرد کر دیا ہو اس کے سر پر راکھ ڈالنے سے اگر اسے اس آگ سے نجات حاصل ہو جائے تو اس کے لئے پھر غصہ کرنا مباح نہیں۔ ربیع بن سلیمان شافعی مسلک کے تھے۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے بہت سے فرمانوں کو مروی کرنے والے تھے۔ ان کا وصال 605 ہجری میں ہوا۔ ربیع جیزی اس سبب سے کہلایا کہ وہ جیزہ میں رہتے تھے اور جیزہ قاہرہ سے کچھ میلوں کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس علاقے یعنی جیزہ کے بادشاہوں کے مقبرے بہت مشہور ہیں اور ان مقبروں کو دنیا بھر کے عجائبات میں شامل کیا جاتا ہے۔ اہرام اصل میں مصر میں رہنے والے سرداروں (یعنی بادشاہوں) کے مقبرے ہیں اور مصر کے بادشاہوں نے ان محلوں کو اس لئے بنوایا تھا کہ جس طرح ہم اس دنیا میں دوسرے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اونچے مقام پر ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی ہم سب لوگوں سے اونچے رہیں اور ہمارے اس مقام میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آئے اسی لئے جب خلیفہ مامون الرشید مصر میں آیا تو اس نے حکم دیا کہ دو مقبروں میں سے ایک کو گرا دیا جائے۔ سو ایک مقبرے کو توڑنے کے لئے بہت ہی محنت درکار ہوئی اور بہت سارا سامان بھی استعمال ہوا۔ جب مقبرے کو گرا دینے کے بعد مامون الرشید اس مقبرے کے اندر گیا تو اس نے وہاں کچھ خراب چیزیں جو کہ استعمال کی نہ تھیں اور قالین کے ٹکڑے اور خراب رسیاں دیکھیں۔ مقبرے کے اندر والی زمین اس حد تک سیراب تھی کہ وہاں پر قدم رکھنا بھی مشکل تھا اور مقبرے کے اوپر والے حصے میں ایک چوکور کی طرح کا ایک حجرہ تھا۔ اس چوکور کی چاروں طرف کی لمبائی آٹھ ہاتھ جتنی تھی اور اس چوکور کے درمیان میں ایک پانی کا حوض بھی تھا۔ سو مامون الرشید نے اس مقبرے کی ساری چیزوں کو اور حالات کو غور سے دیکھنے کے بعد دوسرے مقبروں کو گرانے سے منع کرنے کا حکم دے دیا اور یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ ہرمس اول مطلب کہ اخنوع (حضرت ادریس علیہ السلام) نے ستاروں کا مشاہدہ کرنے کے بعد ایک طوفان کی خبر دی تھی اور اس طوفان سے بچنے کے لئے مقبروں کو بنانے میں چھ ماہ لگے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام نے ان مقبروں پر یہ عبارت لکھوائی تھی کہ ''جو بھی شخص ہمارے جانے کے بعد یہاں آئے اس کو کہہ دیا جائے کہ ان مقبروں کو گرانے کے لئے چھ سال کا وقت لگے گا البتہ کسی بھی گھر، مکان یا عمارت کو توڑنا اس کے بنانے کی نسبت زیادہ آسان ہوتا ہے اور ہم نے ان مقبروں کو دیباج بنایا ہے لباس کے طور پر، سو اگر وہ چاہے تو اس کو ٹاٹ کا لباس پہنا دے کیونکہ ٹاٹ کا لباس دیباج کے لباس پہنانے سے بہت آسان ہے''۔ حضرت امام ابوالفرج جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ان مقبروں کے بارے میں لکھا

ہے کہ ان مقبروں میں یہ بات بہت ہی حیرت کی ہے کہ ہر مقبرے کی اونچائی چار سوز راع ہے اور ان مقبروں کی سختی و مضبوطی رخام اور سنگ مرمر کی ہے اور ان پتھروں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ میں نے اپنی اچھی سوچ سے ان عمارات کو بنایا ہے سو اگر کسی بھی آدمی کے پاس اتنی زیادہ طاقت ہے تو وہ ان کو توڑ دے کیونکہ عمارت کو توڑنا اس عمارت کے بنانے سے زیادہ آسان ہوتا ہے''۔ ابن المنادی کا قول یہ ہے کہ انہوں نے اس اوپر والی عبارت کا مطلب یہ لیا ہے کہ اگر کوئی بھی شخص پوری دنیا کا پیسہ لے لے اور اس سارے پیسے کو اس عمارت کے توڑنے پر خرچ کر دے تو بھی وہ اس عمارت کو گرا نہیں سکتا۔ (واللہ اعلم)

صحیح مسلم میں حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ اس روایت کو بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک بادشاہ تھا اور اس کے پاس ایک نجومی بھی تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جادوگر تھا سو جادوگر ایک روز بادشاہ سے کہنے لگا کہ میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میں مر گیا تو میرے ساتھ میرا علم بھی ختم ہو جائے گا۔ سو آپ میرے واسطے ایک عقلمند اور سمجھدار لڑکا تلاش کریں تاکہ میں اسے اپنا علم سکھا دوں۔ سو بادشاہ نے جادوگر کے کہنے پر ایک لڑکا تلاش کیا جس میں وہ تمام باتیں موجود تھیں جن کے لئے جادوگر نے کہا تھا۔ سو بادشاہ نے اس لڑکے کو حکم دیا کہ وہ روزانہ جادوگر کے پاس جایا کرے سو اس لڑکے نے بادشاہ کے کہنے پر اس جادوگر کے پاس جا کر علم سیکھنے کے لئے اس کے پاس آنا جانا شروع کر دیا۔ سو لڑکا جس راہ سے گزر کر اس جادوگر کے پاس جاتا تھا اسی راستے میں کسی راہب کا بھی گھر تھا (معمر نے کہا ہے کہ میرے خیال میں یہ ہے کہ نصاریٰ اس وقت تک دین اسلام پر قائم تھے)' جب لڑکا جادوگر کے پاس جاتا تو راستے میں اس راہب کے پاس بھی ٹھہرتا اور اس سے سوال کرتا تو راہب اس کے سوالوں کے جواب دیتا۔ سو اس راہب نے لڑکے کو کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ لڑکا اس راہب کے پاس بات چیت کرنے کے لئے ٹھہرتا تو اسے جادوگر کے پاس پہنچنے میں دیر ہو جاتی۔ سو جادوگر نے اس لڑکے کے گھر والوں کو اس کے دیر سے آنے کی شکایت کی کہ اس نے میرے پاس آنا کم کر دیا ہے۔ لڑکے نے جادوگر کی اس کی شکایت کرنے کی بات اس راہب کو بھی بتا دی کہ جادوگر نے میرے گھر والوں سے میرے نہ آنے کی شکایت کی ہے۔ سو راہب نے اس لڑکے سے کہا کہ جب بھی تمہیں اس جادوگر سے خوف محسوس ہو تو تم اس سے کہہ دیا کرو کہ مجھے گھر والوں نے منع کر دیا تھا اور جب تجھے گھر والوں سے ڈر محسوس ہو تو ان سے کہنا کہ مجھے جادوگر نے روک رکھا تھا۔ سو لڑکے نے کافی عرصہ اسی طرح گزار دیا۔ چنانچہ ایک دن جب لڑکا جادوگر کے پاس جا رہا تھا تو اس نے ایک بہت بڑا جانور دیکھا جس کے ڈر کی وجہ سے راستے میں چلنے والے بہت سے لوگ رک گئے تھے۔ سو لڑکے نے اپنے دل میں سوچا کہ آج راہب اور جادوگر کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا کہ ان میں سے کون سچا ہے؟ لڑکے نے راستے سے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! اگر راہب کا عمل تیرے نزدیک اس جادوگر کے عمل سے زیادہ مقبول ہے تو اس جانور کو ہلاک کر دے۔ پھر لڑکے نے اس پتھر کو جانور کی طرف پھینکا' وہ جانور مر گیا۔ سو لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ اس جانور کو کس نے قتل کیا ہے؟ کچھ لوگ بہت حیران ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ حقیقت میں اس لڑکے کے پاس لازماً ایسا علم ہے جو کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ راوی کا قول ہے کہ لوگوں کی باتوں کو ایک اندھے شخص نے سنا وہ اندھا شخص بادشاہ کا

نوکر تھا۔ سو اس نابینا آدمی نے اس لڑکے کو کہا کہ اگر تم میری آنکھوں کی روشنی کو واپس لوٹا دو تو میں تمہیں انعام دوں گا سو لڑکے نے اس نابینا شخص کو کہا کہ مجھے کسی بھی چیز کا لالچ نہیں ہے البتہ میری ایک شرط ہے کہ اگر تمہاری آنکھوں کی روشنی آ گئی تو تم اس ذات اقدس پر ایمان لے آؤ گے جس نے تمہاری آنکھوں کی روشنی واپس کی ہو گی؟ اس اندھے شخص نے اس کی شرط مان لی۔ سو لڑکے نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی۔ اور اس اندھے شخص کی آنکھوں کی روشنی واپس آ گئی' وہ نابینا شخص لڑکے کی شرط کے مطابق اللہ پر ایمان لے آیا۔

سو وہ شخص بادشاہ کے ہاں حاضر ہوا اور روزانہ کی طرح مجلس میں بیٹھ گیا۔ سو بادشاہ نے اس شخص سے پوچھا کہ تمہاری آنکھوں کی روشنی کس نے لوٹا دی؟ اس آدمی نے جواب میں کہا میرے رب نے۔ سو بادشاہ نے کہا میرے علاوہ تمہارا اور کوئی بھی پروردگار ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا اللہ میرا اور تمہارا رب ہے۔ سو بادشاہ نے حکم دیا کہ آرا لیا جائے۔ آرے کو بادشاہ نے اس آدمی کے سر پر رکھا یہاں تک کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے جو روایت بیان کی ہے اس کے مطابق وہ ''دابۃ'' (جس کو لڑکے نے قتل کیا تھا) اور اس لڑکے نے جب راہب کو اس بڑے جانور کے قتل کی خود دی (یعنی شیر کی) تو راہب نے کہا بے شک تیری ایک شان ہے اور اس میں شک نہیں کہ تجھے ایک امتحان میں مبتلا کیا جائے گا سو تم میرے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہ بتانا۔ جب بادشاہ کو ان تینوں آدمیوں کے بارے میں جب پتا چلا تو اس بادشاہ نے ان تینوں کو اپنے دربار میں بلا لیا' جب وہ تینوں آدمی آئے تو بادشاہ نے کہا کہ میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔ پھر بادشاہ نے اس راہب اور اندھے آدمی کو آرے کے ذریعے مار دیا۔ پھر بادشاہ نے اس لڑکے کے لئے حکم دیا کہ اس لڑکے کو اونچے پہاڑ پر لے جاؤ اور سر کے بل نیچے گرا دو۔ سو بادشاہ کے غلاموں نے اس لڑکے کو پہاڑ سے نیچے گرانے کا سوچا تو اس لڑکے نے دعا کی ''اے اللہ جس طرح تو چاہتا ہے ان سے بدلہ لے لے''۔ سو بادشاہ کے غلام اس پہاڑ سے ہلنے لگے اور ہلاک ہو گئے اور صرف وہ لڑکا باقی رہ گیا۔ راوی نے کہا ہے کہ وہ لڑکا واپس بادشاہ کے پاس آ گیا۔ سو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو نے میرے غلاموں کے ساتھ کیا کیا؟ لڑکے نے کہا کہ جیسے میرے اللہ نے چاہا ان سے بدلہ لے لیا۔ بادشاہ نے پھر لڑکے کو سمندر میں ڈالنے کا حکم دیا۔ بادشاہ کے غلام اس لڑکے کو سمندر میں ڈالنے کے لئے سمندر کی طرف لے گئے۔ لڑکے نے پھر دعا مانگی اے میرے رب! تو جیسے چاہے ان سے بدلہ لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کے آدمیوں کو سمندر میں غرق کر دیا۔ اور لڑکے کو بچا لیا۔ لڑکا سمندر کے پانی پر چلتا ہوا باہر آ گیا اور پھر واپس بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ سو بادشاہ لڑکے کو زندہ دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ لڑکے نے بادشاہ سے پوچھا کہ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ بادشاہ نے کہا ہاں! لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تم تب تک مجھے نہیں مار سکتے جب تک کہ تم مجھے ایک تختہ سے باندھ نہ دو اور مجھ پر تیر نہ چلاؤ اور تیر چلاتے وقت یہ کہو ''بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ'' مگر مجھے تیر سے مارنے سے پہلے سب لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کر لینا۔ راوی کا قول ہے کہ اس بادشاہ نے سب لوگوں کو حکم دیا کہ ایک میدان میں جمع ہو جائیں۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو لڑکے کو ایک تختے کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ بادشاہ نے لڑکے کو مارنے کے لئے تیر نکالا اور ''بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ'' کہہ کر اس لڑکے کو تیر مار دیا۔ سو تیر سیدھا لڑکے کی کنپٹی پر جا لگا اس طرح اس بادشاہ نے لڑکے کو

قتل کر دیا۔ سولڑکے نے شہادت کے وقت اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر رکھ لیا تھا۔ یہ سب دیکھ کر کر وہاں جمع شدہ لوگوں نے کہا کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لے آئے ہیں۔ بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ خندقیں کھودی جائیں اور اس میں لکڑیوں کو جلایا جائے اور جب آگ جل جائے تو ان لوگوں کو اس آگ میں ڈال دیا جائے۔ بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کہا کہ ان میں سے جو لوگ اس لڑکے کے دین کو چھوڑ دیں تم ان کو چھوڑ دو اور جو لوگ اس لڑکے کے دین کو نہ چھوڑیں ان کو آگ میں ڈال دو۔ سو جو لوگ اس لڑکے کے دین پر ایمان لائے ان کو اس آگ میں ڈال دیا گیا جو بھڑکائی گئی تھی۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے فرمایا:

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ٥ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ٥ (البروج' آیت 21)

''سو مار دیا گیا ان کو جو گڑھے میں تھے اور اس گڑھے کی آگ خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی''۔

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنے روایت کئے ہوئے الفاظ میں یہ اضافہ کیا ہے کہ خندقیں کھود کر اور ان خندقوں میں آگ جلا کر جو اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے ان لوگوں کو ڈالا جا رہا تھا تو بادشاہ کے آدمی ایک عورت کو اس آگ میں ڈالنے کے لئے لائے۔ اس عورت کی گود میں ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا۔ وہ عورت اپنے بچے کی وجہ سے ڈر گئی۔ اس دودھ پیتے بچے نے اپنی ماں سے کہا: اے اماں جان! آپ نہ ڈریں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ حضرت امام ابن قتیبہ رضی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ جو بچہ اس عورت کی گود میں تھا اس کی عمر صرف سات مہینے تھی۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ وہ لڑکا جس کو بادشاہ نے تیر مار کر شہید کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبر سے برآمد ہوا تھا اور اس کا ہاتھ اسی طرح اس کی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا جیسے کہ اس نے شہید ہوتے وقت رکھا تھا۔

حضرت محمد بن اسحٰق علیہ الرحمہ صاحب سیرت نے لکھا ہے کہ اس شہید ہونے والے لڑکے کا نام عبداللہ بن التامر تھا اور نجران کے رہنے والے کسی شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں اپنی کسی ضرورت کے سبب ایک ویران جگہ کو کھودا تو اس نے کھودنے کی جگہ سے اس لڑکے کی لاش کو پایا اس طرح کہ اس کا ہاتھ اس کی کنپٹی پر رکھا ہوا تھا اور اس لڑکے کی انگلی میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔ اس انگوٹھی پر ''ربی اللہ'' کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر اس تمام واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ اس لڑکے کی لاش کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق اس لڑکے کی لاش کو اس کے حال پر رہنے دیا۔

حضرت امام سہیلی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اس لڑکے کی لاش ٹھیک حالت میں رہنے کا ثبوت اللہ رب العزت کے اس فرمان سے ہوتا ہے کہ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا۔ (پارہ 4، سورہ آل عمران، آیت 169)

نیز اس بات کی تصدیق حضور سرور دو عالم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی شان سے ہوتی ہے

''اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے''۔

(ابوداؤد شریف' کتاب الصلاۃ' رقم الحدیث 1047' نسائی شریف' کتاب الجمعۃ' رقم الحدیث 1374' ابن ماجہ شریف' کتاب اقامۃ الصلاۃ' رقم الحدیث 1085' مصنف ابن ابی شیبہ' رقم الحدیث 8697)

اس حدیث کو حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سنن ابوداؤد میں لکھا ہے اور حضرت امام ابوجعفر داؤدی سے بھی یہ حدیث شریف مروی ہے لیکن اس کی روایت میں شہداء' علماء اور مؤذنین کے الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے (یعنی یہ کہ ان تمام حضرات کے جسموں کو بھی زمین کوئی نقصان نہیں پہنچاتی)

"علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ الداؤدی کی طرف سے شہداء' علماء اور موذنین کے الفاظ کا کم اضافہ ہے لیکن اس کے باوجود حضرت ابوداؤدی ثقہ اور بہت بڑے عالم ہیں"۔

ابن بشکوال نے لکھا ہے کہ جس بادشاہ کے زمانے میں "واقعہ اخدود النار" ہوا تھا اس بادشاہ کا نام یوسف ذانواس ہے اور یہ نجران میں رہتا تھا اس کی حکومت اور قبضے میں حمیر شہر اور اس کے اردگرد کے علاقے بھی شامل تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بادشاہ کا نام زرعۃ ذونواس تھا اور یہ یہودی تھا۔ حضرت سمرقندی علیہ الرحمہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ "واقعہ اخدود النار" حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' شہنشاہِ بنی آدم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں آنے سے ستر سال پہلے ظاہر ہوا تھا اور اس واقعہ میں جس راہب کا ذکر ہے اس کا نام قیتمون تھا۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ترمذی شریف میں لکھی ہے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں فرمایا ہے کہ اشعریین کی ایک جماعت نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابومالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور حضور اکرم شفیع المذنبین' راحت اللعالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے کا ارادہ فرمایا۔ تو ان افراد کا سامان ختم ہو گیا تو انہوں نے حضور نبی کریم' رؤف رحیم' صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنا ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ آپ سے کھانے وغیرہ کا سوال کرے۔ جب وہ آدمی نبی کریم' صاحب شریعت' صاحب کائنات' جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو اس آدمی نے حضور شہنشاہِ مدینہ' قرارِ قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

"اس زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کو رزق دینے کا ذمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد نہ ہو"

سو اس آدمی نے اپنے دل ہی دل میں کہا کہ کیا ہم اشعریون اللہ رب العزت کے نزدیک جانوروں سے بھی کم تر ہیں؟ وہ آدمی واپس چلا گیا اور نبی کریم' سراج السالکین' راحت العاشقین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں (کھانا مانگنے) کے لئے نہ گیا۔ سو اس آدمی نے جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ اصل میں تمہارے پاس مدد آ رہی ہے سو اس آدمی کے ساتھیوں نے سمجھا کہ حقیقت میں ہمارے اس حال کی خبر حضور شہنشاہ ابرار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی ہے اور وہ اسی حالت میں تھے کہ دو آدمی ان کے پاس آئے جن کے ہاتھوں میں ایک پیالہ تھا جو روٹی اور گوشت کے سالن سے بھرا ہوا

تھا۔ سو جتنا اللہ نے چاہا انہوں نے اس کھانے میں سے کھایا اس کھانا کھانے کے بعد ان میں سے کچھ لوگوں نے دوسرے ساتھیوں سے کہا کہ یہ جو کھانا بچ گیا ہے اسے واپس حضور صاحب کمال' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں لوٹا دیں۔ تو انہوں نے باقی کھانے کو واپس بھیج دیا۔ پھر خود حضور پاک' جان کائنات' صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے جو کھانا ہمارے لئے بھیجا تھا اس کھانے سے زیادہ مزیدار اور بہت زیادہ کھانا ہم نے نہیں دیکھا۔ سو حضور مکی مدنی سرکار' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہاری طرف کچھ نہیں بھیجا سو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے ایک آدمی کو کھانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ حضورِ اکرم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھیجے ہوئے آدمی سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا تو اس آدمی نے اپنے آنے اور واپس جانے کا پورا واقعہ بیان کر دیا۔ حضور شہنشاہ ابرار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھانا جو تم نے کھایا یہ اللہ کا رزق تھا جو کہ اس نے تمہارے لئے بھیجا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ اسکندری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ ''وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا'' یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ رب العزت نے تمام مخلوقات کو رزق عطا کرنے کی ضمانت عطا کی ہے اور اس ضمانت کے ذریعہ سے مومنین کے دلوں میں جو برے خیالات اور ڈر پیدا ہوتے ہیں وہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اس قسم کا ڈر ان کے دلوں میں پیدا ہونے کی کوشش بھی کرے تو اللہ عزوجل پر ان کا ایمان ان کے سارے ڈر اور برے خیالات کو ختم کر دیتا ہے۔

حضرت ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید السالکین' راحت العاشقین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا بھی کوئی جانور کھل کر کسی ویران جگہ میں پہنچ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ ان الفاظ میں پکارے ''یا عباد اللہ احبسوا'' (اے اللہ کے بندو اس کو روک لو) سو اللہ عزوجل کا کوئی نہ کوئی بندہ روکنے والا اس کھلے ہوئے جانور کو روک دیتا ہے۔

(طبرانی کبیر' رقم الحدیث 290' مسند ابو یعلیٰ' رقم الحدیث 5269' مسند الفردوس' رقم الحدیث 1311' مجمع الزوائد' رقم الحدیث 132)

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مجھے کچھ راسخ علم رکھنے والے شیخوں میں سے کسی شیخ سے اس حکایت کے بارے میں پتا چلا کہ ان کا ایک ''دابة'' (غالباً خچر) کہیں بھاگ گیا تھا اور میرے شیخ کو یہ حدیث یاد تھی۔ تو انہوں نے حدیث میں ذکر کی گئی دعا پڑھی ''یا عباد اللہ احبسوا'' سو اللہ رب العزت کے حکم سے وہ جانور اسی وقت رک گیا۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ کسی قافلہ کے ساتھ سفر میں تھا کہ ان قافلہ والوں میں سے کسی آدمی کا جانور کہیں بھاگ گیا۔ پس سب لوگ اس جانور کو تلاش کرتے رہے مگر وہ جانور کسی کو بھی نہ ملا۔ تو میں نے حدیث شریف میں جو دعا ذکر کی تھی وہ پڑھی تو وہ جانور تھوڑی دیر کے بعد خود بخود اپنی جگہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ سو اس جانور کی واپسی صرف اور صرف اسی دعا کی وجہ سے ہوئی تھی۔

حضرت امام ابن سنی علیہ الرحمہ نے امام ابوعبداللہ یونس بن عبید بن دینار مصری تابعی علیہ الرحمہ جو بہت بڑے عالم اور متقی تھے، سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی آدمی ایسے کسی جانور پر سوار ہو جو ٹھہرتا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس جانور کے کان میں یہ آیت مبارکہ پڑھے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ○

تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں؟ اور اسی کے حضور گردن رکھتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں، خوشی سے اور مجبوری سے۔ (پارہ 3، سورہ آل عمران، آیت 83)

سو اللہ عزوجل کے حکم سے وہ جانور رک گیا۔

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کسی شخص کا کوئی جانور یا غلام یا کوئی لڑکا بداخلاق ہو تو اس کے کان میں یہ آیت کریمہ پڑھے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ○

علامہ دمیری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ "باب الباء" میں "ابغلة" (یعنی خچر) کے مضمون سے اس بات کا ذکر ہو چکا ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار ہوئے۔ وہ خچر اچھلنے لگا تو حضور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو روک لیا اور ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس خچر کے کان میں "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" پڑھے۔ تو اس خچر کا اچھلنا کودنا بند ہو گیا۔

مسئلہ: حنابلہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ کسی جانور سے ایسا کام کروانا جس کام کے لئے اس جانور کو پیدا نہ کیا گیا ہو تو ایسا کرنا جائز ہے جس طرح کہ گائے پر سواری کرنا اور اس سے بوجھ وغیرہ اٹھانے کا کام لینا اور اسی طرح اونٹ اور گدھے سے کھیتوں کا کام لینا جائز ہے۔ حضور نبی مکرم، شفیع معظم، آمنہ کے لال، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ایک شخص گائے کو مارتے ہوئے لے جا رہا تھا۔ پھر اس آدمی نے اس گائے پر سواری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو گائے بولنے لگی کہ ہم سواری کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ (بخاری ومسلم)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ گائے دودھ دینے کی فائدہ مند چیز ہے یہ اس کام کے لئے نہیں ہے کہ گائے سے کوئی اور کام لیا جائے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جو آدمی کسی جانور کو گالی دیتا ہے تو اس آدمی کی گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا جیسے کہ اس حدیث مبارکہ میں وعید آئی ہے۔

جس میں ایک عورت نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی تھی۔

گواہی کے قبول نہ ہونے کا دوسرا ثبوت مسلم شریف کی یہ حدیث ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زیادہ لعنت کرنے والے لوگ روز قیامت نہ کسی کی سفارش کر سکیں گے اور نہ ہی گواہ بن سکیں گے۔

مسئلہ: جو شخص کسی جانور کا مالک ہو اس آدمی پر اس جانور کی دیکھ بھال کرنا' اس کو کھانا کھلانا' اور اس جانور کو پانی پلانا واجب ہے۔ حدیث صحیح میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک عورت کو عذاب میں صرف اس وجہ سے مبتلا کیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو روک رکھا تھا' اس نے بلی کو نہ کچھ کھانے کو دیا نہ پینے کو' تو وہ بلی بھوک کی وجہ سے مرگئی۔ سو جانور اس حال میں غلام کی طرح ہو گیا۔

سو اگر جانور کا مالک اس جانور کو جنگل میں کھانا نہ کھلائے تو اس آدمی پر واجب ہے کہ اس جانور کو گھر میں اتنا کھانا دے اور پانی پلائے کہ اس کا پیٹ بھر جائے اور وہ پانی سے سیراب ہو جائے۔ اگر کسی جانور کو جنگل میں کھانا کھانے کے لئے چھوڑا جائے تو اس جانور کو اس وقت تک واپس نہ لایا جائے جب تک کہ اس کا پیٹ کھانے سے بھر نہ جائے اور وہ پانی بھی خوب پیٹ بھر کر پی نہ لے لیکن جانور کو جنگل میں کھانے کے لئے چھوڑنے کی ایک شرط ہے کہ اس جنگل میں کوئی برا جانور نہ ہو اور وہاں پانی بھی موجود ہونا چاہیے سو اگر جانور کے لئے مالک کے گھر پر ہی کھانے کا سامان موجود ہے اور جنگل بھی پاس ہے تو اس حال میں جانور کے مالک کو چاہیے کہ اپنی مرضی سے کوئی بھی طریقہ استعمال کرلے۔ اگر جانور کے لئے گھر میں کھانا کھانا اور جنگل میں کھانا دونوں ہی ضروری ہوں تو پھر جانور کے مالک پر ان دونوں کا ہی انتظام کرنا واجب ہے اگر جانور کو پیاس لگی ہے اور جانور کے مالک کے پاس اتنا پانی ہے کہ یا تو وہ جانور کو پلا دے یا اس پانی سے پاکی حاصل کرے تو ایسی حالت میں جانور کے مالک کو ضروری ہے کہ وہ پانی جانور کو پلا دے اور خود مٹی سے تیمم کرے سو اگر جانور کا مالک اپنے جانور پر سختی کرے' اسے پانی نہ دے یا کھانا وغیرہ نہ دے تو مالک کو چاہیے کہ وہ یہ یا اس جانور کو بیچ دے یا اسے ذبح کرلے۔ اس واسطے کہ جانور کو ہلاک ہونے سے محفوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر جانور کے مالک نے جانور کو کھانا نہ دیا تو اس پر حکم کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ جو بہتر سمجھے وہ کرے اور اگر جانور کے مالک کے پاس جمع کیا ہوا مال وغیرہ ہو تو فروخت کردے۔ ورنہ بیت المال سے جانور کے لئے کھانے وغیرہ کا انتظام کرے۔

فائدہ: کسی جانور پر سوار ہوتے وقت وہ دعا پڑھی جائے جس کو حاکم و ترمذی نے لکھا ہے اس دعا کے پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے جانور لایا گیا تا کہ آپ اس جانور پر سوار ہوں۔ سو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جانور کی رکاب پر پاؤں رکھا تو ''بِسْمِ اللّٰہِ'' پڑھا تو جب آپ جانور کے اوپر بیٹھ گئے تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' پڑھا پھر یہ کلمات پڑھے:

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ○

پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (بس میں) نہ تھی اور بیشک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔ (پارہ 25، سورۃ الزخرف، آیت 13)

پھر اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' اور تین مرتبہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہا اور پھر اس کے بعد یہ کلمات کہے:

''سبحانك اللهم انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانهٗ لایغفر الذنوب الا انت''

پھر اس کے بعد آپ مسکرائے' سولوگوں نے پوچھا اے امیر المومنین آپ کس بات پر مسکرائے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح کہ میں نے کیا ہے۔ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کیوں مسکرائے؟ تو حضور نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل کو وہ بندہ پسند ہے جو یہ کہتا ہے'' رب اغفرلی ذنوبی '' اور وہ بندہ یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔

حضرت ابوالقاسم طبرانی علیہ الرحمہ نے کتاب الدعوات میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور سید السالکین' سراج السالکین' راحت العاشقین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی جانور (گھوڑے وغیرہ) پر سوار ہوا اور اس نے اللہ عزوجل کا نام نہ لیا تو شیطان اس کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے سو شیطان اس سے کہتا ہے کہ گانا گاؤ سو اگر سواری کرنے والے کو گانا اچھی طرح نہیں آتا تو وہ شیطان اس سوار کے دل میں طرح طرح کی خواہشات ڈالتا رہتا ہے آخر کار کہ سوار اپنی سواری سے نیچے اتر جاتا ہے''۔

کتاب الدعوات میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جو حدیث روایت کی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور سید الانبیاء' سراج الانبیاء' سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی سواری پر سوار ہوتے وقت یہ الفاظ کہتا ہے:

''بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء سبحانہ لیس لہ سمی سبحان الذی سخرلنا ھذا وماکنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیہ السلام''

تو جانور کہتا ہے کہ اے ایمان والے! اللہ عزوجل تجھے برکت دے تو نے میرے اوپر کا بوجھ کم کر دیا اور تو نے اپنے رب کی فرمانبرداری کی اور اپنے لئے اچھائی کی' اللہ عزوجل تیرے سفر میں برکت دے اور تیری مرادوں کو پورا فرمائے''۔

ابن ابی الدنیا نے محمد بن ادریس علیہ الرحمہ سے انہوں نے حضرت ابوالنضر دمشقی علیہ الرحمہ سے انہوں نے حضرت اسمٰعیل بن عیاش سے اور انہوں نے عمرو بن قیس ملائی علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی دابۃ (یعنی جانور) پر سوار ہوتا ہے تو وہ جانور کہتا ہے کہ اے اللہ عزوجل! تو اس سوار ہونے والے کو میرا دوست اور مجھ پر رحم کرنے والا بنا دے۔ جب آدمی اس جانور پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ جانور کہتا ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو جو ہم میں سے اللہ عزوجل کا نافرمان ہو۔

کامل ابن عدی میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پاک' صاحب قرآن' صاحب معراج' صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم جانوروں کو ان کے اچھلنے کودنے پر مارو لیکن جانور جب پھسلے تب ان کو نہ

مارو“۔

مسئلہ: کسی بھی جانور پر کسی دوسرے شخص کو اس جانور پر پیچھے بٹھانا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جانور دو سواریوں کا بوجھ اٹھا سکے اگر جانور کمزور ہے تو پھر دوسرے کو بٹھانا جائز نہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سواری کے وقت اپنے پیچھے بٹھایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ تشریف لائے پھر مزدلفہ سے منیٰ تک حضرت فضیل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سواری پر پیچھے بٹھایا اور حضورِ اکرم، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کے وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ سوار کیا۔ حضورِ اکرم، شہنشاہِ ابرار، شفیع روزِ شمار، جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس خچر پر سوار کیا جس کو عفیر کہا جاتا تھا اور حضور سید الابرار، خاتم المرسلین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم لے جا کر عمرہ کرا لائیں سو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کرانے کے لئے لے جانے کے لئے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور حضور رحمت اللعالمین، راحب العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھایا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے خیبر کے مقام پر ہوا تھا۔

(بخاری شریف، ابواب الصلوٰۃ، رقم الحدیث 364، کتاب الاذان، رقم الحدیث 585، کتاب البیوع، رقم الحدیث 2115، نسائی شریف، رقم الحدیث 3380، مسند امام احمد، رقم الحدیث 12011، نسائی سنن الکبریٰ رقم الحدیث 5576، بیہقی سنن الکبریٰ، رقم الحدیث 3055)

جب کسی جانور کا مالک سواری کے وقت کسی دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھائے تو سواری کے مالک کا حق ہے کہ وہ آگے بیٹھے اور سواری کا مالک اپنے ساتھ سوار کرنے والے کو اپنے پیچھے یا بائیں طرف بٹھائے۔ اگر سواری کا مالک عزت کی وجہ سے اپنے ساتھ سوار کو اپنے آگے یا دائیں طرف بٹھائے تو یہ بھی درست ہے۔

حضرت حافظ بن مندہ علیہ الرحمہ کی تحقیق کے مطابق جن افراد کو حضورِ اکرم، جانِ کائنات، آمنہ کے لال، سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کے وقت اپنے ساتھ پیچھے بٹھایا تھا ان کی تعداد 33 ہے لیکن حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ان افراد میں شامل نہیں ہیں اور نہ ہی علماء نے اور نہ ہی کسی حدیث کی کتاب میں اس بات کا ذکر آیا ہے کہ نبی کریم، شفیع معظم، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا ہے۔

طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ تین آدمی ایک جانور پر سوار ہوں۔

زمین کا وہ دابۃ (یعنی کیڑا) جس کا ذکر اللہ عزوجل نے قرآن مجید کی سورۂ سباء میں کیا ہے اس کا مطلب وہ کیڑا ہے جو لکڑی کو کھا جاتا ہے اور ایسے کیڑے کو گھن بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ

جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے، کہ اس کا عصا (لاٹھی) کھاتی تھی۔ (پارہ22، سورہ سبا، آیت 14)

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک محل بنائیں۔ جب وہ محل تیار ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام آرام کرنے کے لئے اس محل میں چھپ کر داخل ہوئے۔ سو ایک نوجوان آپ کے محل میں داخل ہو کر آپ علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا' حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم اجازت کے بغیر اس محل میں کیسے آ گئے؟ تو اس نوجوان نے کہا کہ میں اجازت لے کر اس محل میں داخل ہوا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تمہیں کس نے اجازت دی ہے؟ اس نوجوان نے جواب دیا کہ مجھے اس محل کے مالک نے اندر آنے کی اجازت دی ہے۔ سو حضرت سلیمان علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ نوجوان ملک الموت (یعنی جان نکالنے والا فرشتہ ہے) اور یہ اس واسطے آیا ہے کہ میری روح نکال سکے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے عصا (یعنی اپنی لکڑی کی لاٹھی) پر ٹیک لگائی اور بیت المقدس کی تعمیر کا کام جاری تھا اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس پاک گھر کی تعمیر کو جنوں اور انسانوں کے ہاتھوں سے مکمل فرما۔ اس کے بعد ملک الموت نے آپ کی روح قبض کر لی۔ جب بیت المقدس کی تعمیر کا کام پورا ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے عصا میں گھن (یعنی کیڑا) پیدا ہو گیا اور اس کیڑے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھا کھا کر کھوکھلا کر دیا۔ وہ عصا ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام بھی گر پڑے۔ اس وقت جنوں کو علم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال تو پہلے کا ہی ہو چکا تھا سو جن ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر ہمیں غیب کا علم ہوتا تو اس وقت ہمیں افسوس نہ کرنا پڑتا۔ مطلب یہ کہ بیت المقدس کی تعمیر کا کام نہ کرتے جنات اس سے پہلے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ان کے پاس غیب کا علم ہے۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ ملک الموت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس بات کی خبر دے دی تھی کہ آپ کی موت آنے میں ایک گھڑی باقی ہے سو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ محل کو مکمل کریں۔ جب محل مکمل ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے عصا کے سہارے نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ سو آپ کی وفات ہو گئی اسی حالت میں کہ آپ اپنے عصا کے سہارے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اسی طرح جنات کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ کے ارد گرد جمع ہو جاتے لیکن ان میں سے کسی کی بھی ہمت نہ تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھ سکے۔ جب بھی کوئی جن آپ کو نماز کی حالت میں دیکھتا تو وہ جل جاتا۔ ایک جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب سے گزرا تو اسے کسی طرح کی آواز سنائی نہ دی' وہ چلا گیا اور جاتے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلام کیا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے سلام کا جواب نہ سن کر جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو غور سے دیکھا تو اسے علم ہوا کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔

سو لوگوں کو اس بات کا پتا چل گیا کہ اگر جنوں کے پاس غیب کا علم ہوتا تو وہ ایک سال تک ذلت کے عذاب میں کیوں مبتلا

رہتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک 53 سال کی تھی اور آپ علیہ السلام کی لاٹھی کو گھن نے کھا کھا کر کھوکھلا کر دیا تھا اور آپ عصا کے ٹوٹنے کی وجہ سے گر پڑے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا عصاء خروب کی لکڑی کا تھا اس لکڑی کے بارے میں تفصیل یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں عبادت کر رہے تھے ہر سال آپ کے عبادت کرنے کی جگہ پر ایک درخت اگتا تھا۔ سو آپ اس درخت سے سوال کرتے تیرا نام کیا ہے؟ وہ درخت جواب دیتا کہ میرا فلاں نام ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے پوچھتے تو کس چیز کے لئے فائدہ مند ہے؟ وہ درخت کہتا کہ میں فلاں کام کے لئے فائدہ مند ہوں۔ اگر وہ درخت پھل دینے کے قابل ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس درخت کو اکھاڑ دیتے' حضرت سلیمان علیہ السلام روزانہ کی طرح عبادت کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ علیہ السلام کو اپنے سامنے ایک درخت نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ علیہ السلام نے اس درخت سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس درخت نے جواب دیا کہ میرا نام ''خــــروبۃ'' ہے اور مجھے آپ کی حکومت خراب کرنے کے لئے اگایا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سمجھ آ گئی کہ اصل میں میری موت کا وقت نزدیک آ گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے لئے راضی ہو گئے اور اس درخت کا عصاء بنوا لیا اور ایک سال تک کے کھانے پینے کا سامان جمع کر لیا۔ جنوں نے یہ سمجھا کہ شاید حضرت سلیمان علیہ السلام رات کے وقت کھانا کھاتے ہوں گے لیکن آخر کار جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا وہ ہو کر ہی رہا۔

<u>بیت المقدس کی تعمیر</u>: بیت المقدس کو بنانے کا کام سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے شروع کیا تھا سو حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس کو صرف ایک آدمی کے قد کے برابر بنا سکے کہ اس کے بعد آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد آپ علیہ السلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے پسندیدہ ہوئے تو انہوں نے بیت المقدس کو بنانے کا کام مکمل کرنے کو پسند کیا۔ سو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں اور شیطانوں کو جمع کیا اور ان کے درمیان کام بانٹ دیا۔ ہر جماعت کو وہی کام دیا گیا جس کو وہ اچھی طرح سے کر سکتے تھے۔ جنوں اور شیطانوں کو سنگ رخام اور سنگ مرمر جمع کرنے کے لئے بھیجا اور شہر کے بارے میں حکم دیا کہ اسے سنگ رخام اور بڑے بڑے پتھروں سے بنایا جائے اور اس میں بارہ آبادیاں رکھی جائیں اور ہر آبادی میں ایک ایک خاندان رہے جب شہر کو بنانے کا کام ختم ہوا تو بیت المقدس کو بنانے کا کام شروع کرنے کا حکم دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کام کرنے کا بھی شیاطین کی جماعت کو حکم دیا۔ سو آپ علیہ السلام نے شیطانوں اور جنوں کی جماعتوں کو پتھروں کی کانوں سے سونا' چاندی اور یاقوت نکالنے اور شیطان کی ایک جماعت کو سمندر سے موتی نکالنے اور ایک جماعت کو سنگ مرمر لانے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد ایک جماعت کو مشک و عنبر اور دوسری بہت سی خوشبودار چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے بھیجا' جب یہ ساری چیزیں جمع ہو گئیں ان چیزوں کی مکمل مقدار کو اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے' پھر اس کے بعد کام کرنے والوں کو بلایا گیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ بڑے پتھروں کو تراش کر تختیاں بنائیں۔ یاقوت اور موتیوں میں سوراخ کریں اور جواہرات (زیورات) درست کریں۔ سو اس کے بعد مسجد بنانے کا کام شروع کیا گیا۔ مسجد کی دیواریں سفید' زرد اور

سبز سنگ مرمر کی بنائی گئیں اور اس کے ستون بلور کے بنائے گئے اور اس کی چھت قیمتی جواہرات کی تختیوں سے سجائی گئی۔ چھتوں دیواروں اور ستونوں میں مروارید یا قوت اور دوسرے قسم کے یاقوت (ہیرے) جڑ دیئے گئے۔ مسجد کے ہال میں فیروزہ کی تختیاں لگا دی گئیں۔ جب مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی تو زمین پر اس مسجد جیسی کوئی اور مسجد نہیں بنائی گئی اور یہ مسجد رات کے وقت چودھویں کے چاند کی طرح چمکتی تھی، جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں سے علماء کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ میں نے بیت المقدس کو صرف اور صرف اللہ عزوجل کے لئے بنایا ہے اور ''مسجد بیت المقدس'' کو جس دن بنایا گیا اس دن کو عید کا دن قرار دیا۔

فائدہ: بہت سے علم جاننے والے کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں کو مسخر کر رکھا تھا اور ان جنوں کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری کریں اور جنوں کے لیے اس حکم کی پابندی کے لئے ان پر ایک فرشتہ مقرر کیا تھا اس فرشتے کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا ہوتا تھا سو جنوں میں سے اگر کوئی جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی کرتا تو وہ فرشتہ اس جن کو کوڑے مارتا جس سے وہ جن جل جاتا۔

مفسرین کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک تانبے کی نہر کو چلایا تھا جو تین دن اور تین رات تک اس طرح بہتا تھا جس طرح کہ پانی بہتا ہے اور یہ تانبے کی نہر یمن کے ملک میں ہے سو لوگ آج تک اس تانبے کی نہر سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور یہ اسی نہر کی بدولت ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جاری کی تھی۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس روایت کو نقل کیا ہے کہ حضور سید الانبیاء، سید السالکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام جب نماز کے لئے نماز کی جگہ پر کھڑے ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک درخت اگا ہوا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ درخت نے جواب دیا کہ میرا نام فلاں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس درخت سے پوچھا کہ تو کس چیز کے لئے اگا ہے تو دخت نے جواب دیا کہ میں فلاں کام کے لئے اگا ہوں۔ اگر وہ درخت کسی بیماری کو دور کرنے کے لئے فائدہ مند ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو محفوظ کر لیتے اور اگر اس درخت پر کوئی پھل وغیرہ اگتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس درخت کو کسی دوسری جگہ لگوا دیتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام روزانہ کی طرح جب ایک دن اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے ایک درخت دیکھا آپ علیہ السلام نے اس درخت سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس درخت نے جواب دیا میرا نام خروب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس درخت سے پوچھا تو کس چیز کے لئے اگا ہے؟ اس درخت نے جواب میں کہا اس گھر کو تباہ و برباد کرنے کے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: اے اللہ عزوجل میری موت کو جنوں پر چھپا دے اس لئے کہ انسانوں کو اس بات کا پتا چل جائے کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔

سو اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم دیا کہ ''اے سلیمان (علیہ السلام) اگر تمہاری خواہش یہ ہے کہ تمہاری موت کو جنوں پر چھپا دیا جائے (یعنی انہیں پتا نہ چلے تو) تم خروب کے درخت کا ایک عصاء بناؤ اور اس عصاء پر ٹیک لگا کر

کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ گھن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھا کھا کر کھوکھلا کر دیا اور آپ علیہ السلام عصاء کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے گر پڑے۔ اس وقت جنوں کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔

پس انسانوں کو پتا چل گیا کہ اگر جنوں کے پاس غیب کا علم ہوتا تو ان کو ایک سال تک اس عذاب میں نہ رہنا پڑتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جنات ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر ہمیں علم غیب ہوتا تو ہمیں ایک سال تک اس عذاب کو برداشت نہ کرنا پڑتا بلکہ جس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات ہوئی اسی وقت ہم بیت المقدس کو بنانے کے کام کو چھوڑ دیتے۔

قربِ قیامت کی ایک نشانی: وہ "دابۃ" جو قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور جس کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (پارہ 20، سورہ النمل، آیت 82)

اور جب بات ان پر آپڑے گی ہم زمین سے ان کے لئے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "دابۃ" (یعنی جانور) اس وقت نکلے گا جب لوگ اچھے کام کا حکم کرنا اور برائی سے روکنے کا کام ختم کر دیں گے۔ یہ "دابۃ" (جانور) ساٹھ ہاتھ تک لمبا ہوگا۔ اس کے پاؤں بھی ہوں گے اور اس کے بدن پر بال بھی ہوں گے اور یہ جانور بہت سارے دوسرے جانوروں سے ملتا جلتا ہوگا سو کوہ صفا کے پھٹنے سے یہ جانور اس میں سے نکلے گا۔ یہ جانور جمعہ کی رات کو نکلے گا اس وقت جب کہ لوگ منیٰ میں جانے کے لئے جمع ہوں گے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جانور طائف کے علاقے سے نکلے گا۔ کچھ علم جاننے والوں نے کہا کہ یہ جانور پتھر سے نکلے گا۔ اور کچھ اہلِ علم نے یہ کہا ہے کہ اس جانور کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ اگر کوئی آدمی کوشش کرے کہ اس جانور کو پکڑے تو وہ نہیں پکڑ سکے گا۔ اور اگر کوئی یہ چاہے کہ اس جانور سے بھاگ جائے تو بھاگ بھی نہیں سکے گا۔ سو یہ جانور عصاء سے مومن کو مارے گا اور اس کے ماتھے پر مومن لکھ دے گا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے کافر کو مارے گا اور اس کے ماتھے پر کافر لکھ دے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں تین دفعہ جانور نکلے گا پہلی مرتبہ جانور اقصائے یمن سے نکلے گا۔ سو اس کے نکلنے کی خبر جنگل میں پھیل جائے گی لیکن اس کا ذکر مکہ مکرمہ میں نہیں ہوگا۔ لمبے عرصے کے بعد یہ جانور دوسری دفعہ مکہ مکرمہ کے قریب ظاہر ہوگا سو اس کے نکلنے کا ذکر مکہ مکرمہ میں بھی ہوگا اور جنگل میں بھی پھر ایک مدت کے گزر جانے کے بعد ایک دن جب لوگ بڑی مسجد میں ہوں گے جو اللہ کو بہت پسند ہے اور اللہ کی پسندیدہ مسجد مسجد حرام ہے وہ جانور اس مسجد میں داخل نہیں ہو سکے گا بلکہ وہ مسجد کے ایک کونے میں حجر اسود اور باب بنی مخزوم کے درمیان میں ہوگا۔ جب لوگ مسجد سے نکل کر الگ الگ ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے

پاس رکے گی اور جان لیں گے کہ یہاں سے بھاگنے سے اللہ عزوجل کو عاجز نہیں کر سکتے وہ مسلمانوں کی جماعت جب اپنے چہروں سے مٹی صاف کریں گے تو ان کے چہرے ایسے چمکدار ہو جائیں گے جیسے کہ ستارے چمکتے ہیں اس کے بعد وہ جانور زمین پر اس طرح چلے گا کہ اگر کوئی اسے پکڑنا چاہے تو نہ پکڑ سکے گا اور بھاگنا بھی چاہے تو بھاگ نہ سکے گا' یہاں تک کہ جب ایک آدمی اس جانور سے نماز کے ذریعہ پناہ مانگے گا تو یہ جانور اس نماز پڑھنے والے کے پاس اس کے پیچھے سے آ کر کہے گا کہ اے فلاں تو اب نماز پڑھتا ہے' جب وہ آدمی اس کی طرف دیکھے گا تو وہ جانور اس کے چہرے پر بھی داغ لگا دے گا۔ پھر وہ جانور چلا جائے گا۔ لوگ اپنے شہروں میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے اور سفر میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنے مالوں میں ایک دوسرے کے ساتھ برابر ہوں گے۔ مومن کافر سے زیادہ درجہ کا ہوگا یہاں تک کہ کافر مومن سے کہے گا: اے مومن میرا فیصلہ کر اور مومن کہے گا کہ اے کافر تو میرا فیصلہ کر۔ (رواہ حاکم فی المستدرک)

حضرت امام سہیلی علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے سوال کیا کہ اے اللہ مجھے وہ جانور دکھا دے جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔ تو اللہ عزوجل نے اس جانور کو زمین سے نکالا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خوفناک جانور دیکھا تو عرض کیا اے میرے اللہ عزوجل! اس کو واپس کر دے۔ اللہ عزوجل نے اس کو واپس کر دیا۔

وہ جانور جو قیامت کے آنے سے پہلے ظاہر ہوگا اس کا نام ''رقصد'' ہے۔ جس طرح کہ حضرت محمد بن حسن المقری علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس جانور کے بارے میں مروی ہے کہ یہ جانور اس وقت نکلے گا جب اچھائی ختم ہو جائے گی اور لوگ نہ نیکی کا حکم دیں گے اور نہ برے کام سے کسی کو منع کریں گے۔ اور نہ کوئی ساتھی اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جانور کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے نکلنا قیامت کے آنے کی شرطوں میں سے پہلی شرط ہے لیکن اس بات کا یقین نہیں ہے کہ جانور پہلے نکلے گا یا سورج مغرب سے پہلے نکلے گا۔ اور اسی طرح دجال کے بارے میں بھی یہی بات ہے۔

حدیث شریف کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نکلنا آخر میں ہے اور وہ جانور جو قیامت کے آنے سے پہلے نکلے گا وہ ایک ہوگا اور یہ بھی مروی ہے کہ وہ جانور ہر شہر میں ظاہر ہوگا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جانور کی قسمیں ہیں جو دنیا کی زمین میں پھیلی ہوئی ہیں۔ سو اس تمام وضاحت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جانور کا نام اسی کی جنس سے ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس جانور کا مطلب وہ سانپ ہے جو خانہ کعبہ کے اندر تھا اور جب قریش والوں نے فیصلہ کیا کہ خانہ کعبہ کو بنایا جائے تو عقاب نے اس سانپ کو خانہ کعبہ سے اٹھا لیا اور خانہ کعبہ سے اٹھا کر حجون کے اندر ڈال دیا سو وہاں کی زمین نے اس سانپ کو اپنے اندر لے لیا۔ یہی ''دابۃ'' (جانور) زمین سے نکلے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا اور یہ جانور صفا کے مقام کے پاس سے نکلے گا۔ حضرت محمد بن المقری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ روایت بڑی پرانی ہے اور بہت سے دوسرے اہلِ علم کا بھی یہی فرمان ہے۔

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے آنے سے پہلے زمین سے نکلنے والا جو جانور ہے اس کا مطلب حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا بچہ ہے۔ اس واسطے کہ حدیث شریف میں ذکر ہے کہ وہ جانور جو نکلے گا اس کے واسطے رغا

(بلبلانا) ہے اور لفظ رغا صرف اونٹ کے لئے خاص ہے یہ قول بھی بڑا ہے۔

حضرت امام ذہبی کی کتاب میں ذکر ہوا ہے کہ جابر جعفر سے مروی ہے کہ "دابۃ الارض" کا مطلب۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جابر جعفی شیعہ تھا اور وہ رجعت کا قائل تھا اور اس کا یہ خیال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا میں دوبارہ آئیں گے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ سے زیادہ افضل اور کسی کو نہ دیکھا۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ مجھے سفیان بن عیینہ نے خبر دی ہے کہ ہم جابر جعفی کے گھر میں تھے کہ جابر جعفی نے مجھ سے کچھ ایسی بات کہی کہ ہم وہاں سے ڈر کر اس لئے واپس آ گئے کہ ہم پر گھر کی چھت نہ گر پڑے۔

علم کے جاننے والوں کے درمیان جانور کی شکل وصورت اور اس کے حالات کے بارے میں سخت اختلاف ہے۔ کچھ علم رکھنے والوں کے نزدیک وہ جانور انسان کی شکل میں ہوگا اور کچھ اہلِ علم کے نزدیک اس جانور میں ساری انسانوں والی صفات موجود ہوں گی۔

فائدہ: مفسرین نے اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے

اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (پارہ 20، سورہ النمل، آیت 82)

اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے۔

سو وہ جانور انسانوں سے کیا باتیں کرے گا؟ حضرت سدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس جانور کی یہ بات ہوگی کہ وہ دین اسلام کے سوا تمام دینوں کو جھوٹا کہے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جانور یہ بات کرے گا کہ وہ ایک آدمی کو مومن کہے گا اور دوسرے کو کافر کہے گا۔ کچھ علم رکھنے والوں نے کہا ہے کہ یہ جانور وہ بات کہے گا جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اور وہ یہ ہے کہ "بے شک لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے"۔

وہ جانور عربی زبان میں لوگوں سے بات کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جانور نہیں ہوگا لیکن اس کی دم ہوگی سانپ کی طرح کی۔

سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کی طرف اشارہ کروایا ہے کہ وہ جانور انسان کی صورت میں زمین سے نکلے گا۔

لیکن کچھ علم جاننے والوں نے یہی کہا ہے کہ وہ جانور کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

دابۃ کی شکل وصورت: حضرت ابن سریج علیہ الرحمہ نے حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے دابۃ کے وصف کو بیان کیا ہے۔ سو انہوں نے کہا کہ اس جانور کا سر بیل کا اور آنکھیں خنزیر کی اور کان ہاتھی کے کانوں کی طرح کے ہوں گے اور اس کے سینگ بارہ سنگھے کے سینگوں کی طرح اور اس کا سینہ شیر کے سینے کی طرح' اس کا رنگ چیتے کی طرح اور اس کی آواز بلی کی آواز کی طرح ہوگی اور اس کی دم مینڈھے کی دم کی طرح اور اس کے پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح ہوں گی اور

اس جانور کے ہر جوڑ کے درمیان کا فاصلہ بارہ ہاتھ کا ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دابۃ صفا کے پھٹنے کے بعد صفا سے نکلے گا اور وہ گھوڑے کی طرح تیز دوڑے گا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور سید الانبیاء، راحت العاشقین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک "دابۃ" اس مسجد کے قریب سے نکلے گا جو مسجد اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے سب مسجدوں سے"۔ سو جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوں گے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ ہوں گے تو زمین ان کے نیچے سے حرکت کرے گی اور مسعی کے قریب سے پہاڑ صفا پھٹ جائے گا اور صفا کا پہاڑ چمکدار دو پروں والا ہوگا اور نہ تو کوئی ڈھونڈنے والا شخص اس جانور کو ڈھونڈ سکے گا اور نہ ہی کوئی اس جانور سے بھاگنے والا اس سے بچ کر بھاگ سکے گا۔ وہ جانور لوگوں کے ماتھوں پر مومن اور کافر ہونے کی نشانی لگائے گا۔ وہ مومن کے چہرہ کو ایسا کرے گا کہ مومن کا چہرہ ایسا چمکے گا جیسے ستارے چمکتے ہیں اور مومن کی دونوں آنکھوں کے درمیان ماتھے پر مومن لکھ دے گا۔ اسی طرح وہ جانور کافر کے چہرے کو سیاہ کر کے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ماتھے پر کافر لکھ دے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے عصاء سے صفا کے پہاڑ کو کھٹکھٹایا اس وقت آپ احرام کی حالت میں تھے اور فرمایا کہ بے شک جانور میرے عصاء کی آواز کو سن رہا ہے (جس سے میں پہاڑ کو کھٹکھٹا رہا ہوں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دابۃ (جانور) ابوقبیس کی گھاٹی سے نکلے گا اور اس کا سر بادلوں میں ہوگا اور اس کے پاؤں زمین میں ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید الانبیاء، راحت العاشقین، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا سب سے بری گھاٹی اجیاد کی گھاٹی ہے۔ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کی وجہ کیا ہے؟ حضور اکرم، شفیع معظم، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھاٹی سے جانور نکلے گا۔ وہ جانور تین بار ایسی چیخ مارے گا کہ مشرق و مغرب کا ہر ایک آدم اس کی چیخ کو سن لے گا۔

بہت سے اہلِ علم نے کہا ہے کہ اس جانور کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح کا ہوگا اور باقی سارا جسم پرندے کی طرح کا ہو گا۔ وہ جانور ہر آدمی سے بات کرے گا اور جو بھی اس کو دیکھے گا وہ کہے گا کہ مکہ والے حضور شہنشاہِ ابرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

مسئلہ: اگر کسی آدمی نے کسی کے لئے جانور کی وصیت کی تو اس جانور سے مراد گھوڑا، گدھا یا خچر ہوگا اس لئے کہ دابۃ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو زمین پر چلتی ہے لیکن عام طور پر پہچان کے لئے یہ لفظ صرف چوپاؤں (جانوروں) کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس لئے پہچان کر کے ہی وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر ایک شہر میں پہچان ثابت ہوگئی تو یہی پہچان دوسرے شہروں میں بھی قابل قبول ہوگی۔ جس طرح کہ کسی نے قسم کھائی کہ وہ شخص دابۃ پر سواری نہیں کرے گا تو اگر وہ شخص کسی کافر پر سوار ہو تو وہ جھوٹا نہیں ہوگا کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں کافر کے لئے بھی دابۃ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ روٹی نہیں کھائے گا لیکن اس نے چاول کی روٹی کھالی تو وہ حانث (جھوٹا) ہو جائے

گا۔ حضرت ابن سریج علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس کو مصر والوں کی پہچان پر شامل کیا ہے کہ اگر سواری سے ان کا مطلب سب جانور ہیں تو لفظ دابّۃ سے بھی وہی مطلب ہوگا لیکن اگر عام پہچان میں دابّۃ کا مطلب گھوڑا ہو تو پھر جس کے لئے وصیت کی گئی اسے گھوڑا ہی دیا جائے گا۔ جس طرح کہ شہر عراق میں رہنے والے لوگوں کا طریقہ ہے لفظ ''دابّۃ'' کے مطلب میں چھوٹا' بڑا' مذکر و مؤنث' اچھا و خراب' ہر قسم کا جانور شامل ہوگا۔

مسئلہ: سواری پر ضرورت کے علاوہ دیر تک ٹھہرنا اور اس سے کسی ضرورت کے لئے بھی نیچے نہ اترنا مکروہ ہے۔

سنن ابی داؤد اور بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور' سید دو عالم' نور مجسم' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر (بیٹھنے کی جگہ) مت بناؤ۔ اللہ عزوجل نے ان جانوروں کو تمہارے لئے پھیلا دیا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے اپنی ان جگہوں تک جا سکو جہاں جانے میں تمہیں بہت محنت کرنی پڑتی ہے اور تمہارے لئے زمین میں رہنے کی جگہ بنائی سو تم انہی جانوروں سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرو۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جانوروں کے اوپر ضرورت کے لئے بیٹھنا جائز ہے اور اس کا ثبوت مسلم و ابوداؤد کی یہ روایت ہے:

حضرت ام حصین احمیسہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور شہنشاہِ مدینہ' صاحب معطر پسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور یہ حج حجۃ الوداع تھا' میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان دونوں میں سے ایک نے حضور سید الانبیاء' صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹ کی نکیل پکڑی ہوئی تھی اور دوسرا کپڑے کو بلند کر کے آپ سرکار مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرمی سے حفاظت کر رہا تھا' یہاں تک کہ حضور پرنور' سید دو عالم' مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام علیہ الرحمہ نے فتاویٰ موصلیہ میں بیان کیا ہے کہ جانوروں پر سواری کرنا اس وقت منع ہے جب تک سواری تفریح کے طور پر ہو لیکن جانور پر لمبے وقت کے لئے سواری کرنا صحیح مقصد کے لئے مستحب ہے۔ جیسا کہ وقوف عرفات میں سواری کو روک کر وقوف کرنا۔

اسی طرح کچھ صورتوں میں جانور پر لمبی سواری کرنا واجب ہوگا جس طرح کہ مشرکوں کے ساتھ جنگ کرتے وقت اپنی سواری پر سوار رہنا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے سواری پر زیادہ دیر تک سوار رہنا واجب ہے۔ اور ان مسئلوں میں علم جاننے والوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا کی حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ آدمی کے لئے جائز ہے کہ وہ سواری پر سوار ہو یا سواری سے اترے تو وہ سایہ والی جگہ پر اتر سکتا ہے۔

اور اکثر اہلِ علم نے اس کی اجازت بھی دی ہے لیکن حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور حضرت امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں: آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ سواری پر سوار ہونے کی حالت میں سایہ میں ہو۔ اس کا ثبوت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنے کجاوے پر ایسی لکڑی رکھی تھی جس کی دو شاخیں تھیں اور اس نے اس لکڑی کے اوپر ایک کپڑا ڈال رکھا تھا اس واسطے کہ وہ اس کے ذریعے سایہ حاصل کر سکے اور وہ آدمی احرام کی حالت میں تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا اس کی حرمت اسی طرح واضح ہے جس طرح کہ سورج کی روشنی ظاہر ہوتی ہے۔

اسی طرح حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "جانوروں کی پیٹھوں کو بیٹھنے کی جگہ نہ بناؤ"۔ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں کی پشت کو ضرورت کے سوا اپنی بیٹھے رہنے کی جگہ نہ بناؤ۔

ریاشی نے کہا ہے کہ میں نے حضرت احمد بن معدل رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ گرمی میں کھڑے ہوئے دیکھا اور اس وقت سورج کی تپش بھی بہت زیادہ تھی۔ تو میں نے ان سے کہا: اے ابوالفضل! آپ نے جانور پر سواری کرتے وقت سائے میں کھڑے ہونے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اگر آپ وسعت سے کام لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اس بات پر ابوالفضل نے یہ اشعار پڑھے:

ضَحَیْتُ لَہٗ کَیْ اسْتَظِلَّ بِظِلِّہٖ   اَذَا الظِّلُّ اَضْحٰی فِی الْقِیَامَۃِ قَالِصًا
فَوَا اَسَفَا اِنْ کَانَ سَعْیُکَ بَاطِلًا   وَیَا حَسْرَتَا اِنْ کَانَ حَجُّکَ نَاقِصًا

"میں دھوپ میں اس لئے کھڑا ہوں تا کہ قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کا) سایہ حاصل کروں جبکہ اس دن سایہ کا نام ونشان بھی نہ ہوگا"۔

"افسوس ہے کہ اس کے باوجود کوششیں چھوٹی ہوگئیں اور اگر حج چھوٹ جائے تو کیا ہی افسوس ہوگا"۔

حضرت احمد بن معدل رضی اللہ عنہ بصرہ کے رہنے والے تھے اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے عقیدوں کی پیروی کرنے والے تھے۔ حضرت احمد بن معدل علیہ الرحمہ کو بصرہ کے رہنے والے زاہدوں میں شامل کیا جاتا تھا۔ حضرت احمد بن معدل علیہ الرحمہ کے بھائی حضرت عبدالصمد بن معدل علیہ الرحمہ بھی بہت بڑے شاعر تھے۔

الداجن

"الداجن" اس کا مطلب بکری کا وہ بچہ ہے جس کو لوگ گھروں میں پالتے ہیں۔ اسی طرح اونٹنی اور گھروں میں رکھے جانے والے کبوتروں (Pigen) کے لئے بھی "الداجن" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اردو بولنے والوں نے کہا ہے کہ "دواجن البیوت" کا مطلب وہ بکریاں اور پرندے ہیں جو مانوس ہو جائیں اور وہ گھر میں رہتے ہوں۔ ابن السکیت نے کہا ہے "شاۃ داجن" یا "شاۃ راجن" کا مطلب بکری ہے جو گھر میں مانوس ہو جائے۔ کچھ عربی لوگ "داجن" کی بجائے "ہا" کے ساتھ "داجنۃ" بولتے ہیں اسی طرح بکری کے علاوہ دوسرے جانوروں پر جیسا کہ شکار کیا ہوا کتا اس پر بھی "الداجن" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جوہری نے حضرت سید رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ اشعار کہے ہیں ان اشعار کا ذکر انشاء اللہ بہت جلد "قنفذ" کے تحت آئے گا اور ابودجانہ جس کا لقب سماک بن خرشہ ہے اس کا ذکر بھی اسی عنوان کے تحت آئے گا۔

حدیث میں "داجنة" کا ذکر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ حضور جان کائنات، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بیویوں کے پاس گھر میں ایک بکری تھی۔ سو اس بکری کی موت آ گئی۔ سو رسول صاحب کمال، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے بکری کی کھال کیوں نہیں اتار لی کہ تم اس کی کھال سے فائدہ حاصل کرتے۔ (رواہ مسلم)

سنن اربعہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رجم اور رضاعۃ الکبیر کے بارے میں قرآن مجید میں دس آیتیں نازل ہوئی تھیں اور وہ ایک صفحہ میں لکھی ہوئی میرے بستر کے نیچے رکھی تھیں، جب حضور کی مدنی سرکار، آمنہ کے لال، رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم وفات ہوئی تو ایک بکری جو گھر میں تھی وہ کمرے میں آ گئی اور ان صفحوں کو کھا گئی۔

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ ہمارے پاس گھر میں پالی ہوئی ایک بکری تھی، جب حضور سید الانبیاء، سراج السالکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لاتے تو وہ بکری بھی وہاں بیٹھی رہتی اور جب حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو وہ بکری بھی باہر چلی جاتی۔

(احمد، رقم الحدیث 150، ابویعلی، رقم الحدیث 4660، زوائد، رقم الحدیث 3)

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "دواجن" (یعنی گھر میں پالے جانے والے جانور) کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عضباء ایک گھر میں رہنے والی اونٹنی تھی۔ سو اس اونٹنی کو نہ پانی پینے سے روکا جاتا اور نہ کسی کے گھر میں جانے سے روکا جاتا اور یہ حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی۔

حدیث کے واقعہ میں ذکر ہے کہ الداجن (یعنی گھر میں رہنے والی بکری) جب گھر میں داخل ہوتی تو وہ آٹے کو کھا جاتی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے گوندھا ہوتا تھا۔

اختتامیہ: دجین بن ثابت ابوالغصن یربوعی نے عمرو بن ہشام بن عمرو بن زبیر کے غلام اسلم سے روایت کی ہے کہ ان کے بارے میں محدثین نے جو کہا درج ذیل ہے۔

حضرت ابن معین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ان کی حدیث کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت ابوحاتم علیہ الرحمہ اور ابوزرعہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ بڑی ہے۔ حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ حضرت دارقطنی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ قوی الحدیث نہیں ہے۔ حضرت ابن عدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمیں حضرت ابن معین رضی اللہ عنہ سے یہ

روایت ملی ہے کہ دجین کا مطلب جحا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دجین کا مطلب دجین بن ثابت العفن ہیں جن کو حضرت سلمہ علیہ الرحمہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سننے کا موقع ملا۔ اور ان سے حضرت وکیع علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ دجین (یعنی جحا) نے ہم سے کہا ''حدثنی مولی لعمر بن عبدالعزیز'' سوہم نے دجین سے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے غلام نے حضور دافع رنج وملال' صاحب جودونوال' آمنہ کے لال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔ سودجین نے جواب دیا کہ میری مراد حضرت اسلم رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ' حضور نبی کریم' رؤف رورحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کیوں نہیں کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور رسول اکرم' شفیع معظم' فخر بنی آدم' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا سو اسے چاہئے کہ وہ جہنم میں اپنی جگہ بنالے۔

(بخاری شریف' کتاب العلم' رقم الحدیث 107' مسند امام احمد' رقم الحدیث 12823' مسند ابویعلی' رقم الحدیث 667' سنن الکبریٰ' رقم الحدیث 6961' مصنف عبدالرزاق' رقم الحدیث 19210' سنن الکبریٰ' رقم الحدیث 5912' مصنف ابن ابی شیبہ' رقم الحدیث 26250' مسند شہاب' رقم الحدیث 549)

حمزہ اور میدانی نے ''الامثال'' میں لکھا ہے کہ جحا کا تعلق بنی فزارہ سے تھا اور اس کا لقب ابوالعفن تھا اور یہ لوگوں میں سب سے زیادہ بیوقوف تھا سوجحا کی بیوقوفی کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

موسیٰ بن عیسیٰ علیہ الرحمہ ہاشمی کہتے ہیں کہ میں ایک دن جحا کے پاس سے گزرا تو وہ زمین کھودرہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اے ابوالعفن تجھے کیا ہوا کہ تو زمین کھودرہا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس جگہ کچھ درہم دفن کئے تھے لیکن میں بھول گیا ہوں کس جگہ دفن کئے تھے' میں نے جحا سے کہا کہ جہاں درہم دفن کئے تھے وہاں کوئی نشان وغیرہ لگا دیتا۔ تو اس نے کہا اصل میں میں نے نشان ہی لگایا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کیا نشان تھا۔ جحا نے جواب دیا کہ اس وقت جب میں نے درہم دفن کئے اس جگہ پر ایک بادل کا سایہ تھا لیکن اب وہ مجھے دکھائی نہیں دے رہا۔

جحا کی بیوقوف کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ جحا رات کے وقت اپنے گھر سے باہر نکلا۔ اتفاق سے اس کے دروازے کے قریب کسی کی لاش پڑی تھی لیکن اندھیرے کی وجہ سے وہ لاش جحا کو نظر نہیں آئی اور وہ اس لاش سے ٹکرایا اور گر پڑا۔ جحا نے لاش کو اٹھا کر کنویں میں ڈال دیا۔ جب جحا کے باپ کو جحا کی اس حرکت کا پتا چلا تو اس نے کنویں سے لاش نکال کر کہیں دفن کردی اور ایک مینڈھے کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور اسے کنویں میں ڈال دیا۔

سوجس کی لاش جحا کو ملی تھی اس کے گھر والے اس کی تلاش میں کوفہ کی گلیوں میں اسے ڈھونڈ رہے تھے کہ جحا نے ان سے ملاقات کی اور کہا کہ ہمارے گھر کے پاس ایک کنویں میں ایک لاش پڑی ہے سوتم اسے دیکھ لو شاید وہ تمہارے ساتھی کی ہی لاش

ہو۔ وہ لوگ حجا کے ساتھ گئے انہوں نے حجا کو لاش نکالنے کے لئے کنویں میں اتارا۔ جب وہ کنویں میں گیا تو اس نے وہاں ایک سینگوں والا مینڈھا پایا۔ حجا بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ کیا تمہارے ساتھی کے سینگ بھی تھے۔ وہ لوگ ہنسنے لگے اور وہاں سے واپس لوٹ گئے۔

حجا کی بیوقوفی کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت ابو مسلم خراسانی صاحب الدعوۃ جب کوفہ پہنچے تو لوگ اس کا استقبال کرنے کے لئے جمع ہو گئے سو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اگر تم میں سے کوئی حجا کو جانتا ہے تو اسے میرے پاس لائے۔ یقطین نے کہا کہ میں حجا کو جانتا ہوں۔ وہ حجا کو بلانے کے لئے گیا۔ جب حجا ابو مسلم علیہ الرحمہ کے پاس آ گیا تو وہاں ابو مسلم علیہ الرحمہ اور یقطین کے سوا کوئی بھی نہیں تھا۔ حجا نے کہا: اے یقطین تم میں سے ابو مسلم کون ہے؟

''حجا نام'' غیر منصرف ہے کیونکہ یہ ''جاح'' سے بنا ہے جس طرح کہ ''عمر'' عامر سے بنا ہے۔ جب تیر پھینکا جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے ''جحا یجحو جحوا''۔

الدارم

''الدارم'' اس کا مطلب سیہی ہے۔ ابن سیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس کا مکمل ذکر انشاء اللہ قاف کے باب میں القنفذ میں آئے گا۔

الدبیٰ

''الدبیٰ'' (دال کے زبر کے ساتھ) اس کا مطلب ٹڈی ہے۔ ٹڈی کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''الدبیٰ'' کا مطلب وہ ٹڈی ہے جو اڑنے کے قابل نہ ہوئی ہو اس کے واحد کے واسطے ''دباۃ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ راجز شاعر نے کہا ہے کہ

کان خوف قرطها المعقوب ... علی دباۃ او علی یعسوب

''جس طرح کہ ہدہد ہے اس کے بازو تیر چلانے والے نے توڑ دیئے ہیں اور اب وہ راستہ میں ادھر ادھر پھرتا ہے مگر اڑ نہیں سکتا''۔

''ارض مدبیۃ'' وہ زمین ہے جہاں بہت زیادہ ٹڈیاں ہوں عرب کے رہنے والے لوگ مثال کے طور پر کہتے ہیں ''اکثر من الدبیٰ'' (وہ ٹڈی سے بھی زیادہ ہیں)۔

''حدیث میں ''الدبیٰ'' کا تذکرہ'': حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ حضور سید المبارکین، خاتم المرسلین، رحمت للعالمین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹڈی کی طرح طاقتور کمزور کو کھائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حقیقت میں ''الجراد'' کے عنوان میں ٹڈی کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔

الدب

''الدب'' اس کا مطلب ریچھ ہے اور یہ ایک مشہور درندہ ہے اس کے مؤنث کے واسطے ''دبۃ'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے
اور اس کا لقب ابوجہینہ' ابوالجلاح' ابوسلمہ' ابوحمید' ابوقتادہ اور ابواللماس ہیں۔ ''ارض مدبۃ'' اس زمین کو کہا جاتا ہے جہاں بہت
زیادہ ریچھ ہوں۔

ریچھ کی عادات وخصوصیات: ریچھ اکیلا رہنے والا ہوتا ہے۔ جب سرد موسم آتا ہے تو اپنی رہنے کی جگہ میں داخل ہو
جاتا ہے جو اس نے پہاڑی علاقوں میں بنائی ہوتی ہے اور پھر وہاں سے باہر نہیں نکلتا۔ اس وقت تک جب تک ہوا درمیانی نہ ہو
جائے۔ جب اسے بھوک محسوس ہوتی ہے تو وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں چاٹ لیتا ہے' اس کی بھوک ختم ہو جاتی ہے۔ ریچھ ربیع کے
موسم میں اپنی رہنے کی جگہ سے باہر آتا ہے تو اس وقت وہ بہت موٹا ہوتا ہے۔ ریچھ بہت سی حالتیں رکھنے والا درندہ ہے۔ اس
واسطے کہ اس کی خوراک میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو درندے کھاتے ہیں اور وہ چیزیں بھی جو چوپائے کھاتے ہیں اور وہ
چیزیں بھی کھاتا ہے جو انسان کھاتے ہیں۔ ریچھ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جب اس پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ اپنی ریچھنی کو
لے کر کسی ویران جگہ پہنچ جاتا ہے اور مادہ کو نیچے لٹا کر جماع کرتا ہے۔ جب مادہ بچے جنتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گوشت کا
لوتھڑا ہے اور ان کے بچوں کے ہاتھ' پاؤں اور دم وغیرہ نظر نہیں آتے۔ ریچھنی اپنے بچوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جاتی
رہتی ہے۔ اسے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں کیڑیاں اسے نقصان نہ دیں اور ریچھنی اپنے بچوں کو چاٹتی رہتی ہیں' یہاں تک کہ ان کے
ہاتھ پاؤں اور دم نظر آنے لگتے ہیں اور وہ سانس بھی لینے لگتے ہیں۔ ریچھنی کو بچوں کی پیدائش کے وقت بہت زیادہ تکلیف
برداشت کرنا پڑتی ہے یہاں تک کہ کبھی کبھی ان کے مرجانے کا ڈر بھی ہوتا ہے۔

کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ ریچھنی منہ کی طرف سے بچے جنتی ہے اور ریچھنی اپنے بچوں کو آدھا جنتی ہے اس شوق سے کہ وہ
ان بچوں کو دیکھ سکے اور کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ریچھنی وطی کی حریص (لالچی) ہوتی ہے اس لئے وقت سے پہلے بچوں کو جنتی ہے
سو بعض اوقات ریچھنی کو اس حد تک شہوت کی شدت ہوتی ہے کہ وہ انسان کی طلب گار ہوتی ہے۔

ریچھ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ سردیوں کے موسم میں بہت زیادہ موٹا ہو جاتا ہے اور موٹا ہونے کی وجہ سے حرکت
کرنے میں بوجھ محسوس کرتا ہے اور اس دوران ریچھنی بچے جنتی ہے۔ جب ریچھ موٹا ہو جاتا ہے تو ایک جگہ بیٹھا رہتا ہے تو یہ
چودہ دن تک اس جگہ سے نہیں ہلتا۔ اس کے علاوہ حرکت کرتا ہے اور ریچھنی بچے جننے کے بعد انہیں اپنے سامنے رکھ کر اپنا دل
بہلاتی ہے۔ جب ریچھنی کو اگر کسی طرح کا ڈر ہو تو وہ اپنے بچوں کو لے کر درخت پر چڑھ جاتی ہے۔ ریچھ میں ادب سیکھنے کی بھی
صلاحیت ہوتی ہے لیکن یہ اپنے سکھانے والے کی پیروی سختی کے سوا قبول نہیں کرتا۔

ریچھ کا شرعی حکم: ریچھ کو کھانا حرام ہے اس واسطے کہ یہ ''ناب'' (یعنی اپنے سامنے کے چار دانتوں کے برابر والے دو
دانتوں) سے خوراک حاصل کرنے والا درندہ ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس کے ''ناب'' (سامنے
والے چار دانت) نہ ہوتے تو پھر اس کا گوشت کھایا جا سکتا تھا اس واسطے کہ اباحت کی اصل ہے اور حرمت کا وجود نہیں ہے۔

فائدہ: ت امام ابوالفرج بن جوزی علیہ الرحمہ ''کتاب الاولیاء'' کے آخر میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص شیر سے ڈر کر بھاگ گیا۔ سواس شخص نے کنویں میں چھلانگ لگادی۔ سوشیر بھی اس آدمی کا پیچھا کرتے کرتے کنویں میں کود پڑا۔ سو کنویں میں ایک ریچھ بھی موجود تھا شیر نے ریچھ سے کہا تم اس کنویں میں کتنی دیر سے ہو؟ ریچھ نے کہا کہ مجھے اس کنویں میں کئی دن ہو گئے ہیں اور حقیقت میں بھوک مجھے مار دے گی؟

سوشیر نے ریچھ سے کہا کہ میں اور تم مل کر اس انسان کا گوشت کھاتے ہیں۔ سو ریچھ نے کہا کہ اگر ہم نے آج اپنی بھوک انسان کو کھا کر مٹا بھی لی تو کل کیا کریں گے؟ میری رائے یہ ہے کہ ہم انسان سے وعدہ کرلیں کہ ہم اسے نقصان نہیں دیں گے اور پھر اس سے کہیں کہ وہ ہمیں کنویں سے نکالنے کے لئے کچھ کرے اس واسطے کہ وہ ہم سے زیادہ عقلمند ہے۔ شیر اور ریچھ نے قسمیں کھا کر آدمی کو مطمئن کرلیا۔ اس آدمی نے اس کنویں کو دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس میں ایک سوراخ دکھائی دیا۔ وہ اس سوراخ تک گیا اور اس سوراخ کو چوڑا کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ سوراخ چوڑا ہو گیا تو اس میں سے سر نکال کر باہر آ گیا اور پھر اس کے شیر اور ریچھ کو بھی کنویں سے خلاصی مل گئی۔ اس حکایت کا مطلب یہ ہے کہ عقلمند کے واسطے ضروری ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر کام لے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے سے پرہیز کرے۔

قزوینی نے ''عجائب المخلوقات'' میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک شیر نے کسی آدمی پر حملہ کیا۔ وہ آدمی بھاگ کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس درخت کی ایک شاخ پر ایک ریچھ بیٹھا ہوا تھا وہ اس درخت کے پھل توڑ کر کھا رہا تھا۔ جب شیر نے دیکھا کہ آدمی درخت پر چڑھ گیا ہے تو وہ بھی اس درخت کے نیچے آ کر بیٹھ گیا اور اس شخص کے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔ حضرت قزوینی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب اس شخص نے ریچھ کو دیکھا تو وہ انگلی کے اشارے سے کہہ رہا تھا کہ شیر کو میری موجودگی کا پتا نہ چلے۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ میں شیر اور ریچھ سے جان بچانے کے واسطے تیار تھا۔ میرے پاس ایک چھوٹا چاقو تھا۔ میں نے وہ چاقو نکالا اور اس چاقو سے درخت کی اس ٹہنی کو کاٹنا شروع کر دیا جس ٹہنی پر ریچھ بیٹھا ہوا تھا' یہاں تک کہ جب شاخ تھوڑی سی باقی رہ گئی تو وہ ریچھ کے وزن سے ٹوٹ گئی اور ریچھ نیچے گر گیا۔ شیر نے ریچھ پر حملہ کیا' سو تھوڑی دیر حملہ کرنے کے بعد شیر نے ریچھ کو چیر پھاڑ کر اپنا کھانا بنالیا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

امثال: اس سے پہلے تفصیل بیان ہو چکی ہے کہ عرب والے کہتے ہیں کہ ''احمق من جھبر'' (وہ جھبر سے بھی زیادہ بیوقوف ہے) جھبر مادہ ریچھ کو کہا جاتا ہے اسی طرح عرب والے کہتے ہیں کہ ''الوط من دب'' (ریچھ سے زیادہ لواطت کرنے والا)

اس مثال کو اس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو لواطت کا عادی ہو۔ اسی طرح عرب والے کہتے ہیں کہ ''الوط من ثفر'' (ریچھ سے زیادہ لواطت کرنے والا) اور یہ مثال اس لئے دی جاتی ہے کہ ریچھ لواطت کا اتنا لالچی ہوتا ہے کہ وہ مفعول (کام کرانے والا) ریچھ کی دبر سے الگ نہیں ہوتا۔

اسی طرح عرب والے کہتے ہیں الوط من راھب (راہب سے زیادہ لواطت کرنے والا) یہ بات شاعر کے اس شعر سے

نکلی ہے:

وَالُوطٌ مِنْ رَاهِبٍ يُدعي بِاَنَّ النِّسَاءَ عَلَيْهِ حَرَامٌ

''اوراس راہب سے بھی زیادہ طوالت کا عادی جو اس بات کا دعویدار ہو کہ عورتیں اس پر حرام ہیں (یعنی عورتوں سے محبت کرنا اس کے لئے حرام ہے)''

خواص: اگر ریچھ کے سامنے کے چار دانتوں کے برابر والے دو دانت عورت اپنے دودھ میں ڈال کر بچے کو پلا دے تو بچہ کے دانت نکلنے میں آسانی رہے گی۔ ریچھ کے جسم کی چربی برص (منہ یا جسم پر سفید دھبے) کو ختم کر دیتی ہے۔ اگر ریچھ کی داہنی آنکھ اس مریض کے بدن پر لٹکا دی جائے جسے ہر وقت بخار رہتا ہو تو اس مریض کو بخار سے شفا مل جائے گی۔ اگر ریچھ کا پتا شہد اور سونف کے عرق میں ملا کر آنکھوں میں سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو آنکھ کی دھند ختم ہو جائے گی اور اگر کسی کو بال جھڑنے کی بیماری ہو تو اسے استعمال کرے تو بال اگنے لگیں گے۔ ریچھ کے پتا کو ایک درہم کے چھٹے حصہ کے برابر گرم پانی اور شہد میں حل کر کے پینے سے بواسیر اور ریح کی بیماری کے لئے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر ریچھ کے پتا کو داہنی ران پر باندھ کر انسان وطی کرے تو وہ انسان اپنی خواہش کے مطابق وطی کر سکتا ہے اور اسے نقصان نہیں ہوگا۔ ریچھ کی چربی کی مالش اگر کسی بچے پر کی جائے تو وہ بچہ ہر برائی سے محفوظ رہے گا۔ ریچھ کی چربی کو اگر کسی دانے یا پھوڑے وغیرہ میں بھرا جائے تو وہ پھوڑا ختم ہو جائے گا اور اگر ریچھ کی چربی کی مالش کسی کتے پر کی جائے تو وہ کتا پاگل ہو جائے گا۔ اگر کوئی بچہ بدتمیز ہو تو ریچھ کی کھال کا ٹکڑا اس بچے کے گلے میں (تعویذ کے طور پر) لٹکا دیا جائے تو اس بچے کی بدتمیزی ختم ہو جائے گی۔ اگر کوئی بچہ سونے میں ڈرتا ہو تو ریچھ کی داہنی آنکھ کو خشک کر کے اس بچے کے گلے میں ڈال دیا جائے تو وہ کبھی نہیں ڈرے گا۔

تعبیر: ریچھ کو خواب میں دیکھنا برائی' سختی اور فتنہ کی نشانی ہے۔ اور بعض اوقات مکر وفریب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور ریچھ کا خواب میں دیکھنا فربہ عورت (موٹی صحت مند عورت) کی طرف اشارہ ہے جس کو دیکھنے سے ڈر پیدا ہوا اور یہ عورت گانا بجاتی ہو۔ اسی طرح کچھ وقت ریچھ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر قید اور قید خانہ سے دی جاتی ہے یا کسی ایسے دشمن سے دی جاتی ہے جو مکار چور ہونے کے ساتھ ساتھ چھوٹا بھی ہو۔ اگر کسی آدمی نے دیکھا کہ وہ خواب میں ریچھ پر سوار ہے تو اس کے خواب کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے ولایت (حکومت) حاصل ہوگی لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اس کے گھر والے بھی موجود ہوں لیکن بہت سی صورتوں میں اس کی تعبیر غم و ڈر سے دی جائے گی جس سے بعد میں نجات مل جاتی ہے اور اکثر وقت اس کی تعبیر سفر اور سفر سے گھر کی طرف واپسی سے دی جاتی ہے۔

الدبدب

''الدبدب'' اس کا مطلب زیبرا ہے۔ اصل میں اس کی پوری تفصیل کا ذکر ''باب الحا'' میں ہو چکا ہے۔

الدبر

''الدبر'' اس کا مطلب شہد کی مکھیوں کی جماعت ہے۔حضرت سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ''الدبر'' بھڑوں کو کہا جاتا ہے اور''الدبر'' دال کی زیر کے ساتھ چھوٹی ٹڈیوں کو کہا جاتا ہے۔حضرت اصمعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ''الدبر'' کا کوئی واحد نہیں ہے لیکن واحد کے واسطے''خشرمۃ'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی جمع ''الدبور'' آتی ہے۔ہذلی شاعر نے عسال (یعنی شہد) کے وصف میں کہا ہے کہ۔

اِذَا لِسَعَتَهُ الدَّبْرُ لَمْ یَرْجُ لَسْعُهَا

''جب شہد کی مکھیاں شہد کو جمع کر لیتی ہیں تو پھر بھڑوں کے کاٹنے سے بے ڈر ہو جاتی ہیں۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ کے نزدیک اس شعر میں''لم یرج ''،''لم یخف ''کے معنی میں استعمال ہوا ہے کہ وہ شہد کی مکھیوں کے کاٹنے سے خوفزدہ نہیں ہوتا چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ''فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّه ''(سو جو کوئی اپنے اللہ عزوجل سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے)۔(سورۂ مریم آیت 110)

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ (پارہ20، سورہ العنکبوت، آیت5)

جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو تو بیشک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:ان دونوں آیتوں میں لفظ''یرجوا''ڈر کے لئے استعمال ہوا ہے۔

نحاس نے کہا ہے کہ سب مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ ان دونوں آیتوں میں''یرجوا''ڈر کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔''یعنی جسے اللہ سے ملنے کا شوق اور اس کے سامنے حاضر ہونے کا ڈر ہو''۔

شہد کی مکھیوں کی نسبت سے حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو''حمی الدبر ''کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو مشرکوں نے آپ کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے چاہے سو اللہ عزوجل نے شہد کی مکھیوں کے ذریعے مشرکوں کے گندے ارادے سے آپ رضی اللہ عنہ کو بچا لیا۔سو کفار شہد کی مکھیوں سے ڈر کر آپ رضی اللہ عنہ کی لاش کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل سے سوال کیا تھا کہ نہ میں کسی شرک کو چھوؤں اور نہ کوئی مشرک میرے جسم کو ہاتھ لگائے۔سو اللہ عزوجل نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مشرکوں سے شہد کی مکھیوں کے ذریعہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کی حفاظت فرمائی۔(بخاری شریف' کتاب الجہاد' رقم الحدیث 2880' کتاب المغازی' رقم الحدیث 3767' ابوداؤد شریف' رقم الحدیث 2660)۔

تاریخ نیشاپور میں حضرت ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ذکر کی گئی ہے جو انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ حضرت ثمامہ وہ شخصیت ہیں جن سے ایک جماعت نے روایت کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ایک مرتبہ ہم خراسان سے آ رہے تھے اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا سو ہم نے اس کو منع کیا لیکن وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا۔سو ایک دن صبح ناشتہ کرنے کے بعد وہ

شخص قضاء حاجت کے لئے گیا لیکن واپس نہیں آیا۔ کچھ دیر بعد وہ شخص آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے ساتھی کی حالت تو دیکھو؟ ہم اس کی طرف گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک سوراخ پر قضاء حاجت کے لئے بیٹھا ہوا ہے اور اسے شہد کی مکھیوں کا ایک پورا چھتہ چمٹا ہوا ہے اور شہد کی مکھیوں نے اس کے جسم کو کاٹ کاٹ کر اس کے جسم کا ہر حصہ الگ کر دیا ہے سو ہم نے اس کے بدن کی ساری ہڈیاں اکٹھی کیں لیکن مکھیوں نے ہمیں کوئی تکلیف نہ دی بلکہ وہ اس شخص کے جسم کے ساتھ چمٹی رہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ تم ضرور ان لوگوں کی راہ پر چلو گے جو تم سے پہلے تھے یہاں تک کہ اگر وہ شہد کی مکھیوں کے چھتوں پر بھی پہنچ جائیں گے تو تم بھی وہیں پہنچو گے۔

فائق میں لکھا ہے کہ حضرت سکینہ بنت سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اپنی والدہ محترمہ کے پاس روتی ہوئی آئیں اور اس وقت حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کمسن تھیں۔ حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا نے کہا امی جان مجھے شہد کی مکھی نے کاٹ لیا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کے قول "مسرت بی دبیرۃ ملسعتنی بابیرۃ" میں لفظ "ابیرۃ" اور "دبیرۃ" تصغیر کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

الدبسی

"الدبسی" دال پر زبر اور سین کے نیچے زیر کے ساتھ اور ایک قول کے مطابق دال پر پیش کے ساتھ ہے یہ ایک چھوٹا پرندہ ہے جس کو جنگلی کبوتر کی طرح کا کہا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ مائل بہ سرخی ہوتا ہے اس کی بہت سی قسمیں ہیں جو مصری حجازی اور عراقی کہلاتی ہیں۔ جاحظ نے کہا ہے کہ منطق الطیر کا کہنا ہے کہ "الدبسی" جنگلی کبوتر، قمری اور فاختہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، جب یہ آواز نکالتا ہے تو اس کو "هدل یهدل هدیلا" سے نکلا ہے اور جب گاتا ہے تو "عزدیف دتفرید او التفرید" سے بنتا ہے۔ کچھ اہل علم کے نزدیک "ہدیل" کبوتر کا نام ہے راجز نے کہا ہے:

كهد هد كسر الرماة جناحه يدعوا بقارعة الطريق هديلا

"تیر چلانے والوں نے بازو کاٹ دیئے ہیں جس کی وجہ سے پھڑپھڑاہٹ پیدا ہوتی ہے اس لئے راستے کے غاروں کو ہدیل کہا جاتا ہے"۔

انشاء اللہ بہت جلد "ھاء" کے باب میں الھدیل کا ذکر آئے گا۔

حدیث میں "الدبسی" کا تذکرہ: حضرت یحییٰ بن عمارہ رضی اللہ عنہ اپنے دادا حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اسواف (یعنی سخت اور ریت والی زمین کے درمیانی حصے) میں داخل ہوا تو میں نے دو جنگلی کبوتر پکڑے اور ان کبوتروں کی ماں (ان کے پکڑے جانے کی وجہ سے) پھڑ پھڑا رہی تھی اور میں نے ان کو ذبح کرنے کا سوچا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے پاس ابوحنش رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ وہ کھجور کی جڑ لے کر مجھے مارنے لگے اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ حضور شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار، رسول انور، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ان دو سنگلاخوں کے درمیان رہنے والے جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔ (مسلم شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث 1362، مسند امام احمد رقم الحدیث 184، فتح الباری، رقم الحدیث 84، زرقانی شرح

"المتیغة" کا مطلب کھجور کے درخت کی جڑ ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک جنگلی کبوتر اڑا۔ وہ آپ کو اچھا معلوم ہوا اور وہ کبوتر درخت میں اڑتا ہوا باہر جانے کا راستہ تلاش کر رہا تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اس دوران ان کی نظریں ایک لحہ کے لئے اس پر پڑیں۔ سو آپ کو یاد نہ رہا کہ آپ نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کا ذکر نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا پھر حضرت ابوطلحہ نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ باغ صدقہ ہے سو آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کر لیں۔ (موطا امام مالک)

(موطا امام مالک' رقم الحدیث 283)

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک انصاری جس کا باغ قف کی وادی میں تھا وہ اس میں نماز پڑھ رہا تھا اور ان دنوں کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا اور کھجور کے گچھے لٹک رہے تھے۔ اس نے جنگلی کبوتر دیکھا جو پھلوں پر بیٹھا ہوا تھا سو اس کو یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا پھر اس کے بعد وہ اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوا لیکن اسے یاد نہ رہا کہ کتنی نماز پڑھی ہے سو اس نے کہا کہ اصل میں مجھے اس مال نے فتنہ میں ڈال دیا تھا۔ وہ آدمی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا (حضرت عثان رضی اللہ عنہ اس وقت امیر المومنین تھے) اس آدمی نے سارا واقعہ سنایا اور کہنے لگا کہ یہ باغ صدقہ ہے سو آپ اس کو بھلائی کے راستے میں لگا دیں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو پچاس ہزار میں بیچ دیا۔ اس باغ کا نام خمسون (پچاس والا) پڑ گیا۔ (موطا امام مالک)

"القف" مدینہ منورہ کی ایک وادی کا نام ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے مال میں سے کوئی چیز اچھی لگتی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ اس چیز کو اللہ عزوجل کی راہ میں صدقہ کر دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے غلام آپ کی اس نیک عادت کو جانتے تھے۔ اگر ان غلاموں میں سے کسی غلام کو آزاد ہونے کی خواہش ہوتی تو وہ مسجد میں حاضر ہونے والوں کے ساتھ مسجد میں جاتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلام کی اس نیک عادت کو دیکھتے تو اسے آزاد کر دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے کہ یہ غلام آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو کوئی ہمیں اللہ تعالیٰ کے معاملے میں دھوکا دے ہم اس کے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک غلام کو تین ہزار درہم دے کر خریدنے کا ارادہ کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ درہم مجھے فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ سو آپ رضی اللہ عنہ نے غلام سے فرمایا کہ جاؤ تم اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کو دنیا نے اپنی طرف مائل نہ کیا ہو سوائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے' سو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی وفات سے پہلے ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ

غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی خواہشوں کو جڑ سے ختم کرنے اور نمازوں میں کمی پوری کرنے کے لئے اس طرح کے نیک کام کرتے تھے اور کسی علت کے مادہ کو ختم کرنے کے واسطے صرف یہی دوا ہے اس کے سوا کوئی دوا فائدہ دینے والی نہیں ہو سکتی۔

دبسی کی خصوصیات: اس پرندے کی خاص بات یہ ہے کہ آج تک اس کو زمین پر مردہ کی حالت میں نہیں دیکھا گیا اور یہ پرندہ سردیوں اور گرمیوں میں رہنے کے لئے الگ الگ جگہ تلاش کرتا ہے اور اس پرندے کی یہ بھی خاص بات ہے کہ آج تک کسی نے اس کا گھونسلا بھی نہیں دیکھا۔

دبسی کا شرعی حکم: اس پرندے کا گوشت بالاتفاق حلال ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر کوئی آدمی خضری، دبسی، قمری (کبوتر کی قسم کا ایک پرندہ) قطاء (یہ بھی کبوتر کی طرح کا پرندہ ہے) اور چکور وغیرہ کو قتل کر دے تو اس پر ضمانت کے طور پر ایک بکری دینا واجب ہوگی۔ (سنن بیہقی)

خواص: دبسی (جنگلی کبوتر) کی طبی خصوصیت کے بارے میں صاحب المنہاج نے کہا ہے کہ جنگلی پرندوں میں سب سے افضل واعلیٰ پرندہ دبسی ہے پھر شحرور (ایک سیاہ رنگ کا پرندہ) پھر چکور اور درشان اور اس کے بعد کبوتر کے بچے ہیں۔ دبسی کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے۔

تعبیر: دبسی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بٹیر کی تعبیر کی طرح ہے۔ بٹیر کا پورا ذکر انشاء اللہ آگے ''سین کے باب'' میں آئے گا۔

الدجاج

''الدجاج'' (دال پر زبر، زیر، پیش تینوں اعراب پڑھ سکتے ہیں) اس کا مطلب مرغی ہے۔ اس کے واحد کے واسطے ''دجاجۃ'' لفظ استعمال کیا جاتا ہے کہ یہ آہستہ چلتی ہے مرغی کا لقب ام الولید (ولید کی ماں)، ام حفصہ (حفصہ کی ماں)، ام جعفر (جعفر کی ماں)، ام غقبہ، ام احدی وعشرین، ام قوب، ام نافع وغیرہ آتی ہیں۔ جب مرغی بوڑھی ہو جاتی ہے تو اس کے انڈوں سے بچے نکلنا ختم ہو جاتے ہیں اور اس کے انڈوں سے بچے پیدا نہیں ہو سکتے۔ مرغی کی ایک عجیب وغریب عادت یہ ہے کہ اگر اس کے پاس سے کوئی درندہ گزرے تو یہ اس سے نہیں ڈرتی لیکن اگر کسی کے پاس سے گیدڑ گزرے تو یہ ڈر جاتی ہے اور چاہے وہ کسی مکان کی چھت، کسی دیوار پر ہی کیوں نہ بیٹھی ہو فوراً گیدڑ کے سامنے گر جاتی ہے۔ مرغی کی ایک اور خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ بہت کم سوتی ہے اور اگر اسے نیند آ بھی جاتی ہے تو بہت جلد اٹھ جاتی ہے۔ مرغی کا سونا اور جاگنا صرف اتنے وقت پر ہے جتنے وقت پر سانس کا آنا اور جانا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مرغی اس لئے کم سوتی ہے کہ اسے اپنی جان کا ڈر ہوتا ہے۔ سو یہ اپنی حفاظت کرنے کے لئے یہ بہانہ کرتی ہے کہ یہ زمین پر نہیں سوتی بلکہ کسی اونچے گھر یا دیوار یا کسی بھی اونچی جگہ پر بیٹھ جاتی ہے اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو اپنی عادت کے مطابق مرغی خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ مرغی کے بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں تو اس کے

بال اور پر پہلے سے ہی ہوتے ہیں اس لئے وہ جلد ہی چلنے پھرنے لگتے ہیں۔ شروع شروع میں وہ بہت خوبصورت اور اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جب انہیں بلایا جائے تو ڈرتے ہوئے آجاتے ہیں لیکن جب جب وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں ان کی خوشنمائی میں کمی آجاتی ہے یہاں تک کہ ان کو ذبح کرنا اور ان سے انڈے حاصل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں لیا جاسکتا۔ مرغی کی فطرت یہ ہے کہ اس کی ایک جیسی طبیعت ہوتی ہے کیونکہ یہ گوشت مکھیاں اور روٹی وغیرہ بھی کھاتی ہیں۔

''انڈے کے اندر بچے کی جنس معلوم کرنے کا طریقہ'': انڈے کے اندر مرغی ہے یا مرغ یہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو غور سے دیکھا جائے۔ اگر انڈا مستطیل اور محدود اطراف ہے یعنی اس کی لمبائی چوڑائی سے زیادہ ہے اور کناروں سے دبا ہوا ہے تو اس کے اندر مرغی ہے اور اگر انڈا گول ہے اور کناروں سے ابھرا ہوا ہے تو اس کے اندر مرغ ہے۔

انڈے سے بچے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرغی خود انڈوں پر بیٹھے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انڈوں کو گھاس یا کوڑے جیسی کسی چیز میں دبا دیا جائے۔ مرغی دس مہینے انڈے دیتی ہے اور سردیوں کے دو مہینے انڈے نہیں دیتی۔ انڈے کو مکمل ہونے میں دس دن لگ جاتے ہیں۔

مرغی کے پیٹ سے نکلتے وقت انڈہ بہت نرم ہوتا ہے' جب اس کو ہوا لگتی ہے تو وہ سخت ہو جاتا ہے۔ انڈا میں سفیدی اور زردی (رنگ) ہوتی ہے اور سفیدی پر ایک باریک جھلی ہوتی ہے اور زردی پر نرم رطوبت ہوتی ہے جو جمے ہوئے خون سے ملتی ہے۔ اس کے ذریعے انڈے کے اندر موجود بچے کو غذا ملتی ہے جبکہ سفیدی سے بچے کے آنکھ' دماغ اور سر بنتے ہیں باقی سفیدی بچے کی کھال میں بدل جاتی ہے۔ اسی طرح زردی سکڑ کر اور جھلی بن کر بچہ کی ناف ہو جاتی ہے۔ اس کے ذریعے بچے کو خوراک ملتی ہے۔ جس طرح کہ انسانی بچے کو ماں کے پیٹ میں حیض کے خون سے ناک کے ذریعے غذا ملتی ہے۔ بعض اوقات ایک انڈے میں دو زردیاں ہوتی ہیں' جب مرغی اس انڈے پر بیٹھتی ہے تو اس سے دو بچے نکلتے ہیں۔ حقیقت میں اس کا مشاہدہ بھی ہوا ہے کہ انڈوں میں سب سے زیادہ مزیدار اور غذائیت سے بھرپور انڈا وہ ہوتا ہے جس میں بہت زردیاں ہوں جو انڈا مرغ کی جفتی کے بغیر پیدا ہوتا ہے اس میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے اور ایسے انڈے سے بچہ نہیں ہوتا۔ عام طور پر بچہ اس انڈے سے پیدا ہوتا ہے جس کو مرغی چاند کے گھٹنے کے وقت میں دیتی ہے اس کے برعکس جو انڈا پہلے مہینے میں دیا گیا ہو وہ رطوبت سے بھرا ہوتا ہے اس واسطے اس میں بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

نر اور مادہ کی شناخت کا طریقہ: بچہ کے پیدا ہونے کے دس دن بعد یہ پتا کیا جاسکتا ہے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث (یعنی مرغی ہے یا مرغ)' جب بچہ دس دن کا ہو جائے تو اس کی چونچ پکڑ اس کو لٹکایا جائے اگر وہ حرکت کرے تو مرغ ہوگا اور اگر حرکت نہ کرے تو پھر مرغی ہے۔

حدیث میں مرغی کا ذکر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رسول اکرم' شہنشاہِ بنی آدم' نورِ مجسم' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر لوگوں کو بکریاں اور غریب لوگوں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب امیر لوگ مرغیاں پالنے لگتے ہیں تو اللہ عزوجل وہاں رہنے والوں کی ہلاکت کا حکم فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو ظاہر کرنے والے علی بن عروہ دمشقی ہیں۔ ابن حبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ احادیث وضع (ظاہر) کرتے تھے۔ عبداللطیف بغدادی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ امیر لوگوں کو بکریاں پالنے اور غریب لوگوں کو مرغیاں پالنے کا حکم دینے کی حکمت یہ ہے کہ ہر قوم کا حساب اس کے کمانے کے مطابق ہے اور اسی کے مطابق اس کی روزی ہے اور یہ حکم دینے کا مقصد یہ تھا کہ کہیں لوگ کام کرنا روک نہ دیں اور تدبیر سے ہٹ نہ جائیں اس واسطے کہ کمانا پاکبازی اور شکر ادا کرنے کا سبب ہے اور کچھ وقت اس سے آدمی غنی ہو جاتا ہے اور کمانے کو روک دینا بھیک مانگنے پر مجبور کر دیتا ہے اور لوگوں سے سوال کرنے سے شریعت میں منع ہے۔ اور حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ "جب امیر آدمی مرغیاں پالنے لگتے ہیں تو اللہ عزوجل آبادی کی ہلاکت کا حکم فرما دیتا ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب امیر آدمی وہ کام کریں گے جو غریب لوگوں کے ہیں تو غریبوں کے روزی کمانے کے اسباب ختم ہو جائیں اور اس طرح ان کی ہلاکت کا ڈر ہے اور غریبوں کی ہلاکت عام ہلاکت ہے جو آبادیوں کے ہلاک ہونے کا سبب ہے۔

علامہ ابوالفرج بن جوزی علیہ الرحمہ نے کتاب الاولیاء میں احمد بن طولون جو مصر کا بادشاہ تھا اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک دن وہ کسی ویران جگہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا سو انہوں نے ایک مانگنے والے کو دیکھا جس کے کپڑے میلے اور گندے تھے۔ بادشاہ نے ایک روٹی' ایک تلی ہوئی مرغی' ایک گوشت کا ٹکڑا اور فالودہ اپنے ایک غلام کو دیا کہ یہ کھانا اس مانگنے والے کو دے آئے سو غلام نے کھانا لیا اور مانگنے والے کو دے دیا۔ جب غلام واپس آیا تو بادشاہ سے کہنے لگا کہ مانگنے والا کھانا اور دوسری چیزیں لے کر خوش نہیں ہوا۔

سو ابن طولون نے غلام سے کہا کہ سائل (مانگنے والا) کو میرے پاس لے کر آؤ۔ سو مانگنے والے کو غلام لے آیا۔ بادشاہ نے مانگنے والے فقیر سے کچھ سوالات کیے۔ فقیر نے بہت اچھے طریقے سے ان سوالوں کے جوابات دیئے اور فقیر بادشاہ کے ڈر سے پریشان نہیں ہوا۔ بادشاہ نے مانگنے والے سے کہا کہ جو کاغذات تمہارے پاس ہیں وہ مجھے دے دو اور ٹھیک ٹھیک بتاؤ تمہیں یہاں کس نے بھیجا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم جاسوس ہو۔ بادشاہ نے کوڑے مارنے والے کو بلایا۔ جب کوڑے مارنے والا آیا تو فقیر نے گھبرا کر کہا کہ ہاں میں جاسوس ہوں۔ جتنے لوگ وہاں موجود تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ نے تو واقعی جادو کر دیا۔ احمد طولون نے کہا کوئی جادو نہیں ہے بلکہ قیاس اور سمجھداری ہے کیونکہ جب میں نے اس کی بری حالت دیکھی تو میں نے اس کے پاس ایسا اچھا کھانا بھیجا جس کو دیکھ کر وہ بھی خوش ہو جاتا جس کا پہلے ہی پیٹ بھرا ہو لیکن اس نے بالکل بھی خوشی ظاہر نہیں کی اور نہ ہی اس نے کھانے کی طرف دھیان دیا۔ میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس سے بات کی۔ اس نے بہت ہمت سے میرے سوالوں کے جوابات دیئے اور میرے خوف کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں نے مانگنے والے کی حالت اس کے جواب دینے کا انداز اور ہمت سے اس بات کا اندازہ لگایا کہ یہ آدمی فقیر نہیں بلکہ جاسوس ہے۔

ابن خلکان نے ابوالعباس احمد بن طولون کی زندگی کے حالات کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مصر' شام اور اس کے سرحدی

علاقوں کا حکمران تھا اور یہ عدل کرنے والا' بہادر' تواضع کرنے والا' اچھے اخلاق والا' علم دوست اور سخی بادشاہ تھا۔ خاص وعام لوگ اس کے دستر خوان پر کھانا کھانے کے واسطے حاضر ہوتے تھے اور یہ بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والا تھا۔ ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اس کے وکیل نے اس سے پوچھا کہ بعض اوقات ایک ایسی عورت صدقہ وخیرات لیتی ہے کہ وہ بڑے پائنچے کا پاجامہ اور سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہوتی ہے تو کیا میں ایسی عورت کو آپ کے مال میں سے صدقہ وخیرات دوں؟ تو ابن طولون نے کہا کہ جو بھی تیری طرف ہاتھ پھیلائے اسے ضرور کچھ نہ کچھ مال دو۔

ابن طولون حافظ قرآن تھا اور اس کی آواز بھی بہت اچھی تھی لیکن اس کے باوجود ابن طولون بہت ظالم بادشاہ تھا۔ اس کی تلوار خون ریزی کے واسطے ہمیشہ میان سے باہر رہتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جو لوگ ابن طولون کے ہاتھوں قتل ہوئے اور جن لوگوں کو اس نے قید میں رکھا تھا ان لوگوں کی تعداد اٹھارہ ہزار کے قریب تھی۔ طولون کی کوئی اولاد نہ تھی اس واسطے اس نے ابن طولون کو گود لے لیا تھا۔ ابن طولون کا انتقال 270ھ میں ہوا۔

مروی ہے کہ ابن طولون کی قبر پر ایک آدمی روزانہ تلاوت کرتا تھا۔ سو ایک دن اس آدمی نے ابن طولون کو خواب میں دیکھا کہ ابن طولون اس آدمی سے کہہ رہا ہے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تم میری قبر پر قرآن کریم کی تلاوت نہ کیا کرو۔ اس نے پوچھا کیوں؟ کہا کہ کوئی آیت ایسی نہیں گزرتی کہ جس پر میرا سر ٹھوک کر مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی یا یہ تجھ تک پہنچی ہی نہیں۔

حضرت حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ حضرت سلمان بن عبدالملک علیہ الرحمہ کو کھانے کا بہت شوق تھا۔ اصل میں اس کے بارے میں بہت سے عجیب وغریب واقعات مشہور ہیں سوان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

1:- حضرت سلمان بن عبدالملک علیہ الرحمہ بعض دفعہ صبح ناشتہ میں چالیس تلی ہوئی مرغیاں' چالیس انڈے' چوراسی کلیجیاں اور ان کی چربی سمیت اسی (80) گردے تناول کرتا تھا اور پھر اس کے بعد عام دستر خوان پر لوگوں کے ساتھ بھی کھاتا تھا۔

2:- سلمان بن عبدالملک کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ وہ باغ میں داخل ہوا اور جو باغ کی حفاظت کرتا تھا اسے حکم دیا کہ وہ عمدہ قسم کے پھل توڑ کر لائے۔ وہ آدمی پھل توڑ کر خلیفہ کی خدمت میں لایا۔ سو خلیفہ اور اس کے ساتھی پھل کھانے لگے' یہاں تک کہ خوب سیر ہو گئے۔ لیکن خلیفہ سلمان بن عبدالملک علیہ الرحمہ پھل کھاتا رہا۔ پھر اس کے بعد خلیفہ نے ایک تلی ہوئی بکری لانے کا حکم دیا۔ وہ اس بکری کو اکیلا ہی کھا گیا اور پھر اس کے بعد اور پھل منگوائے اور کھانے شروع کر دیئے۔ جب خلیفہ نے پھل کھا کر ختم کر دیئے تو اس کے سامنے ایک قصب لائی گئی جو اتنی بڑی تھی کہ اس کے اندر ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا۔ اور یہ قصب گھی اور ستو سے بھری ہوئی تھی۔ خلیفہ اکیلا ہی پوری قصب کھا گیا پھر اس کے بعد دارالخلافہ کی طرف چل پڑا۔ جب خلیفہ دارالخلافہ پہنچا تو اس کے سامنے دستر خوان بچھا دیا گیا اور خلیفہ نے یہاں بھی بہت کچھ کھایا۔

3:- خلیفہ عبدالملک کے بارے میں اسی طرح کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ سلمان بن عبدالملک علیہ الرحمہ حج

کے لئے گیا۔ جب وہ طائف پہنچا تو اس نے سات سو انار، مرغی کے چوزے اور ایک ٹوکرا کشمش کا تناول کیا۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ عبدالملک کا ایک باغ تھا۔ سو ایک آدمی اس کے پاس آیا کہ اس باغ کو خرید لے۔ اس نے باغ کی خریداری کے لئے کچھ رقم خلیفہ کو دے دی۔ خلیفہ باغ میں داخل ہوا تا کہ وہ اس کا جائزہ لے۔ خلیفہ نے پھل کھانا شروع کر دیئے پھر اس کے بعد خریدار کو بلایا اور اس سے اور رقم لینے کو کہا۔ خریدار نے کہا: اے امیر المومنین آپ کی مرضی کے مطابق رقم آپ کو باغ میں داخل ہونے سے پہلے ہی مل سکتی تھی اب تو باغ میں پھل ہی موجود نہیں ہے تو میں آپ کو مزید رقم کیسے ادا کروں۔

کہا جاتا ہے کہ خلیفہ سلمان بن عبدالملک کی موت کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک دن اس نے چار سو انڈے اور آٹھ سو دانے انجیر اور چار سو کلیجیاں چربی کے ساتھ ہی اور بیس مرغیاں کھالی تھیں۔ سو زیادہ کھانے کی وجہ سے اسے ہیضہ ہو گیا اور اس مرض کی وجہ سے مرج دابق کے مقام میں اس کی موت واقع ہوئی۔

فائدہ: علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بعض علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے زیادہ کھانا کھالیا ہو اور اسے اس بات کا ڈر ہو کہ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ "اَللَّيْلَةُ لَيْلَةُ عِيْدِيْ يَا كَرِشِيْ وَرَضِيَ اللّٰهُ كَثِيْرًا" کلمات پڑھتا رہے تو ان کلمات کے پڑھنے کی وجہ سے اس کے لئے زیادہ کھانا مضر نہیں (نقصان والا) ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی کرامت: علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مستند اور مختلف طریقوں سے یہ روایت ملی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اپنے بیٹے کے دل کو آپ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے دیکھتی ہوں اور اصل میں میں نے اس کو اپنے حق سے اللہ عزوجل کے لئے نکال دیا ہے سو آپ اسے قبول کرلیں۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اسے قبول کرلیا اور اس لڑکے کو مجاہدہ اور سلوک وطریقت کا حکم دیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس لڑکے کی ماں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے پاس آئی۔ اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ بہت کمزور ہو گیا ہے اور بھوکا رہنے کی وجہ سے اس کا رنگ پیلا ہو گیا ہے اور اس عورت نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے بیٹے کے لئے جو کھانا لایا گیا اس میں صرف جو کی ایک روٹی تھی۔ وہ عورت حضرت شیخ عبدلقادر علیہ الرحمہ کے پاس گئی تو اس نے دیکھا کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ کے پاس ایک برتن پڑا ہوا ہے جس میں ایک تلی ہوئی مرغی کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں۔ حقیقت میں شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے مرغی کا گوشت کھایا تھا۔ اس عورت نے کہا کہ حضور آپ مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے ان ہڈیوں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا

قومی باذن اللہ تعالٰی الذی یحیی العظام وھی رمیم

"اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑی ہو جا جو کھوکھلی ہڈیوں کو زندگی عطا فرماتا ہے"

تو مرغی صحیح وسالم کھڑی ہوئی اور چلانے لگی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اس عورت سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ولایت کے اس مقام پر پہنچ جائے گا تو یہ اپنی چاہت کے مطابق کھائے گا۔

ابن خلکان نے ھیثم بن عدی کے حالات میں نقل کیا ہے کہ پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے ایک تلی ہوئی مرغی رکھی ہوئی تھی۔ ایک فقیر اس آدمی کے پاس آیا۔ اس آدمی نے فقیر کو خالی ہاتھ لوٹا دیا حالانکہ وہ آدمی بہت مالدار تھا۔ اچانک اس آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ہوگئی اور اس آدمی کا مال بھی ضائع ہوگیا اور اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا۔ ایک دن اس عورت کا دوسرا شوہر کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے ایک تلی ہوئی مرغی رکھی ہوئی تھی۔ سو ایک فقیر آیا تو اس آدمی نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ یہ مرغی اس فقیر کو دے دو۔ عورت نے مرغی فقیر کو دے دی اور جب عورت نے غور سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ سوال کرنے والا فقیر تو اس کا پہلا شوہر ہے۔ سو اس عورت نے اپنے دوسرے شوہر کو یہ بتا سنائی۔ اس عورت کے دوسرے خاوند نے کہا کہ اللہ کی قسم میں بھی تو وہی مسکین ہوں جس کو تمہارے پہلے شوہر نے دروازے سے خالی ہاتھ لوٹا دیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس کی نعمتیں (یعنی اس کا مال اور اس کی بیوی) مجھے عطا فرما دیں اور میں اس کے لائق اس وجہ سے ہوا کہ پہلا شخص اللہ عزوجل کا شکر ادا نہیں کرتا تھا۔

حکایت: ھیثم بن عدی نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سفر کے واسطے نکلا۔ سفر کے دوران مجھے ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس شام ہوگئی۔ میں وہاں اترا اور خیمہ میں داخل ہوگیا۔ سو خیمہ کے مالک کی بیوی نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا مہمان ہوں۔ اس عورت نے کہا کہ ہمارے پاس مہمان کا کیا کام ہے۔ صحرا تو بہت بڑا ہے تم کسی اور جگہ ٹھہر جاتے۔ پھر اس عورت نے گیہوں پیسے اور آٹا گوندھ کر روٹی پکائی اور پھر روٹی کھانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر گزری کہ اس کا شوہر آیا اور وہ اپنے ساتھ دودھ بھی لایا تھا۔ اس نے سلام کیا پھر کہا کہ یہ آدمی کون ہے؟ تو ھیثم بن عدی نے کہا کہ مہمان ہوں۔ اس نے کہا خوش آمدید اللہ عزوجل آپ کی زندگی دراز فرمائے۔ پھر اس آدمی نے ایک بڑا پیالہ دودھ کا مجھے پلایا پھر کہا کہ اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ نے کچھ نہیں کھایا اور نہ ہی اس عورت نے آپ کو کچھ کھلایا ہوگا تو میں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں نے کچھ نہیں کھایا' وہ آدمی غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور بیوی سے کہا تیرا برا ہو تو نے خود تو کھانا کھا لیا اور مہمان کو بھوکا رہنے دیا۔ سو عورت نے جواب دیا کہ میں اپنا کھانا مہمان کو کھلاتی؟ پس میاں بیوی کے درمیان لڑائی ہوئی یہاں تک کہ خاوند نے اپنی بیوی کو زخمی کر دیا پھر اس کے بعد اس آدمی نے چھری لی اور میری اونٹنی کو ذبح کر دیا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے تم نے یہ کیا کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم میرا مہمان بھوک کی حالت میں رات نہیں گزار سکتا پھر اس کے بعد اس آدمی نے لکڑیاں جمع کر کے آگ جلائی اور گوشت پکایا پھر اس نے میرے ساتھ بیٹھ کر گوشت کھایا اور اپنی بیوی کو بھی دیا اور کہا کھاؤ اللہ تعالیٰ تجھے نہ کھلائے۔ جب صبح ہوئی تو وہ آدمی گھر میں مجھے اکیلا چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ میں اکیلا بیٹھا رہا۔ جب دوپہر ہوئی تو وہ واپس آیا اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت اونٹنی بھی تھی۔ اس نے مجھے وہ اونٹنی دے دی اور کہا کہ "یہ تمہاری اونٹنی کے بدلے میں ہے پھر اس نے وہ گوشت بھی دے دیا جو باقی بچا تھا تاکہ میں اس گوشت کو سفر کے دوران کھا سکوں۔ میں وہاں سے نکلا اور اپنی منزل کی طرف چل پڑا اور پھر سفر کرتے کرتے مجھے ایک دوسرے اعرابی کے خیمہ کے پاس شام ہوگئی۔ میں وہاں اترا اور اعرابی کے خیمہ کی طرف گیا۔ میں نے سلام کیا۔ خیمہ کے مالک کی بیوی نے مجھے جواب دیا اور کہا تم کون ہو؟ میں نے کہا مہمان ہوں۔ اس

عورت نے مجھے خوش آمدید کہا اور اس کے بعد آٹا پیسا اور گوندھ کر روٹی تیار کی اور مجھے کھانے کو دی اور ایک پلیٹ میں تلی ہوئی مرغی بھی دی۔ اس عورت نے کہا آپ کھانا کھائیے اور ہمیں معذور سمجھئے کہ ہم آپ کی خاطر خواہ مہمان نوازی نہیں کر سکے۔ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک اعرابی آیا جو بدشکل دکھائی دیتا تھا۔ اس اعرابی نے مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا سو اس اعرابی نے کہا تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا مہمان ہوں۔ اس اعرابی نے کہا مہمان کا ہمارے ہاں کیا کام۔ پھر وہ اعرابی اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا کھانا کہاں ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے کھانا مہمان کو کھلا دیا۔ سو اس آدمی نے کہا تم میرا کھانا مہمان کو کھلاؤ اور میں بھوکا رہوں۔ پھر اس کے بعد میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور خاوند نے بیوی کو مارا۔ ھیثم بن عدی کہتے ہیں کہ میں اس منظر کو دیکھ کر ہنسنے لگا۔ وہ اعرابی میری طرف آیا اور کہنے لگا کہ تم کیوں ہنس رہے ہو؟ میں نے اس کو پہلے خاوند اور بیوی کا قصہ سنایا جس کے پاس میں پہلی رات کو ٹھہرا تھا۔ سو اس اعرابی نے بات سن کر کہا میری بیوی اس اعرابی کی بہن ہے جس کے پاس آپ نے پہلی رات گزاری اور اس کی بیوی میری بہن ہے۔ ھیثم بن عدی کہتے ہیں کہ میں نے بڑی حیرانی میں رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو وہاں سے اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔

حکم: مرغی حلال ہے۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ اور حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے مرغی کے گوشت کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے۔

(بخاری شریف' کتاب مرض الخمس' رقم الحدیث 3133' مسلم شریف' کتاب الایمان' رقم الحدیث 9' ترمذی شریف' کتاب الاطعمہ' رقم الحدیث 1749)

حضرت زید بن مغرب جری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے پس آپ نے کھانا کھانے کے لئے دستر خوان لگایا جس پر مرغی کا گوشت بھی تھا۔ تو بنی تیم اللہ کے قبیلے کا ایک آدمی جو شکل وصورت سے غلام لگتا تھا' آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی دستر خوان پر کھانے کے لئے بلایا۔ وہ کترانے کی کوشش کرنے لگا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغیر ڈر کے آؤ اس لئے کہ میں نے حضور سید المبارکین' خاتم المرسلین' رحمت للعالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم مرغی کا گوشت کھاتے تھے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس شخص کے کترانے کی وجہ یہ ہوگی کہ مرغیاں عام طور پر گندی جگہوں پر پھرتی ہیں یا مرغی کے گوشت کو کھانے کا حکم اسے معلوم نہیں ہوگا اس لئے وہ دور ہوا کہ شاید مرغی کا گوشت حلال ہے یا حرام ہے۔

اصل میں حضور شہنشاہِ مدینہ' قرارِ قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ کے دودھ' گوشت اور انڈے سے منع فرمایا ہے۔

(ترمذی شریف' کتاب الاطعمہ' رقم الحدیث 1747' ابوداؤد شریف' کتاب الاطعمہ' رقم الحدیث 3785' ابن ماجہ شریف' کتاب الذبائح' رقم الحدیث 3189)

جلالہ کا مطلب وہ جانور ہے جو گندگی میں چلتا پھرتا ہو اور اس کی خوراک بھی گندگی ہی ہو۔ کامل والمیز ان میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی مرغی کا گوشت کھائے تو اسے چاہئے کہ وہ مرغی کو کچھ دن محبوس رکھے (گھر میں روک کر دانہ وغیرہ ڈالے) پھر اس کے بعد مرغی کا گوشت کھائے۔

فقہی مسائل: 1:- فتاویٰ قاضی حسین میں لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اگر تو نے یہ مرغیاں نہ بیچیں تو تجھے طلاق ہے۔ اگر عورت نے ان مرغیوں میں سے ایک مرغی ذبح کر دی تو اس پر طلاق پڑ جائے گی اور اگر اس عورت نے مرغی کو زخمی کیا پھر فروخت کر دیا تو پھر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اور اگر اس عورت نے مرغی کو شدید زخمی کر دیا کہ اسے ذبح کرنے کی گنجائش نہ رہی تو اس کو بیچنا ٹھیک نہیں ہوگا اور طلاق واقع ہو جائے گی۔

2:- ایسی مرغی جس کے پیٹ میں انڈے ہوں تو اس مرغی کو انڈوں کے بدلے بیچنا جائز نہیں جیسا کہ کسی ایسی بکری کو جس کے تھنوں میں دودھ ہو، دودھ کے بدلے دینا جائز نہیں ہے۔

3:- وہ انڈا جو مرے ہوئے پرندے کے پیٹ میں ہے اس کے بارے میں فقہاء کرام کے تین مذاہب ہیں۔ پہلا مذہب جس کو الماوردی، رویانی، ابو القطان اور ابو الفیاض وغیرہ نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ اگر وہ انڈا سخت ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ وہ انڈا پاک ہے کیونکہ وہ پیٹ سے جدا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ انڈا مطلقاً ناپاک ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ پرندے کے پیٹ سے خارج ہونے سے پہلے انڈا ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے۔

صاحب حاوی نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے مرغی کے انڈے کو کسی پرندے کے نیچے رکھا جس کی وجہ سے بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچہ پاک ہوگا جس طرح کہ سارے حیوانات کے بچے پاک ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس کا اوپر والا حصہ ناپاک ہوتا ہے اور پھر وہ انڈا جو مرغی کے پیٹ سے نکلا ہو اس کا بھی اوپر والا حصہ ناپاک ہوتا ہے سو کیا اس پر حکم لگایا جائے گا کہ وہ ناپاک ہے۔ سو اس کے بارے میں دو صورتیں ہیں۔ الماوردی، الرویانی، بغوی وغیرہ نے مرغی کے پیٹ سے نکلنے والے انڈے پر گندگی کے حکم کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی گندگی کا حکم عورت کی شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت کی طرح ہے۔ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت کو اکثر اہل علم نے پاک کہا ہے۔ الماوردی نے کہا ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کچھ کتابوں میں عورت کی شرمگاہ کی رطوبت کو پاک قرار دیا ہے۔

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ شرمگاہ کی رطوبت مطلقاً پاک ہے چاہے رطوبت کسی چوپائے کی ہو یا کسی عورت کی اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح المذہب میں لکھا ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد بالا جماع غسل دینا واجب نہیں ہے۔ نیز حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے ہی "شرح مھذب" کے "باب الآنیہ" میں لکھا ہے کہ اگر پانی میں رطوبت گر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہے سو ممکن ہے کہ پانی کے ناپاک نہ ہونے کی وجہ یہ ہو کہ پانی میں جو رطوبت گری ہے وہ

تھوڑی ہے جو کہ معاف ہے۔ جو شرمگاہ کے اندر والے حصہ سے نکلے وہ ناپاک ہے جیسا کہ پہلے اس کے بارے میں ذکر ہو چکا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کفایہ میں ذکر ہوا ہے کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت اور مرد کے آلہ تناسل کی اندرونی رطوبت میں فرق یہ ہے کہ مرد کی اندرونی رطوبت میں چکناہٹ ہوتی ہے اس واسطے وہ بدن کی رطوبت سے نہیں ملتی۔ سو اس کو اس حکم میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ نیز عورت کی شرمگاہ کی رطوبت مذی اور پسینہ کے درمیان کے سفید پانی کی طرح ہوتی ہے۔ جس طرح کہ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الشرح المھذب'' میں لکھا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عنقریب انشاءاللہ ''جلالہ'' (گندگیوں میں پھرنے والی مرغیوں) کا ذکر ''سین'' کے باب میں آئے گا۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ

''اعطف من ام احدیٰ و عشرین'' (فلاں آدمی ''احدیٰ و عشرین'' یعنی مرغی سے بھی زیادہ رحیم ہے)

مرغی کے طبی خواص: مرغی کے طبی خواص درج ذیل ہیں:

1:- مرغی کا گوشت معتدل (درمیانہ) ہے اور بہت زیادہ عمدہ ہے۔

2:- مرغی کا گوشت کھانے سے نوجوانوں کی عقل اور منی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے آواز بھی صاف ہو جاتی ہے مگر یہ گوشت معدے کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے اور خاص طور پر ریاضت کے عادی افراد کے واسطے نقصان والا ہے۔ سو اس سے ہونے والے نقصان سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے گوشت کو کھانے کے بعد شہد کا شربت پی لیا جائے۔ اس سے غذا میں اعتدال پیدا ہوتا ہے جو کہ درمیانے مزاج والے لوگوں کے واسطے فائدہ مند ہے۔ سو نوجوان افراد کے واسطے مرغی کا گوشت ربیع کے موسم میں موافق ہوتا ہے۔

3:- اس بات کو جان لے کہ مرغی کا گوشت درمیانہ ہوتا ہے نہ ہی یہ اتنا گرم ہوتا ہے کہ صفراء پیدا کرے اور نہ ہی اتنا سرد کہ بلغم پیدا کرے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے لئے یہ بات حیرت کی ہے کہ لوگوں نے اس بات پر اجماع کر لیا کہ مرغی کا گوشت کھانے سے نقرس پیدا ہوتا ہے۔

4:- لوگ مرغی کی خاصیت کے بارے میں نہیں جانتے حالانکہ مرغی کا گوشت کھانے سے انسان کے رنگ میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور مرغی کا گوشت کھانے سے دماغ اور عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ اصل میں مرغی آسودہ حال افراد کی غذا ہے خاص طور پر جبکہ اس کا گوشت انڈے دینے سے پہلے کھایا جائے۔

5:- مرغی کے انڈے گرم اور رطوبت سے بھرے ہوتے ہیں۔ بیاروق نے کہا ہے کہ مرغی کا انڈا بہت زیادہ ٹھنڈا اور اس کی زردی گرم ہوتی ہے لیکن زیادہ طاقت والوں کے واسطے بہت فائدہ مند ہے۔

6:- اگر مرغی کا انڈا ہر روز کھایا جائے تو چہرے پر داغ پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیز انڈا دیر سے ہضم ہوتا ہے اس لئے اس کے

نقصان کو دور کرنے کے لئے صرف زردی کھائی جائے۔

7:- جان لو کہ انسان کے لئے سب سے بہترین انڈا مرغی اور تیتر کا انڈا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ انڈا تازہ اور نرم ہو نیز سخت انڈا ابخار کا باعث ہوتا ہے سو اگر انڈا ہضم ہو جائے تو بہت زیادہ غذائیت دیتا ہے۔

8:- مرغی کا سادہ انڈا معدے اور مثانہ کی گرمی اور خون کی گردش کے واسطے بہت فائدہ مند ہے اور آواز بھی صاف کرتا ہے۔

9:- سب سے زیادہ فائدہ والا انڈا وہ ہے جسے سو مرتبہ ابال کر نکالا جائے اور پھر کھایا جائے۔

شہوت کو کھولنے کا عمل: 1:- یہ عمل اس شخص کے واسطے بہت فائدہ مند ہے جس کی شہوت بند کر دی گئی ہو یا خود بخود بند ہو گئی ہو۔ سو جس کی شہوت بند کر دی گئی ہو وہ شخص تلوار کی دونوں طرف یہ کلمات "بکصم لا لا وم ما ما لا لا لاہ ہ ہ" لکھے اور اس تلوار سے کالی مرغی کا انڈا ابال کر اور صاف کر کے انڈے کو دو حصوں میں کاٹے۔ سو ایک حصہ آدمی خود کھائے اور انڈے کا دوسرا حصہ اپنی بیوی کو کھلا دے۔ یہ عمل مجرب ہے۔ انشاء اللہ اس عمل سے شہوت میں اضافہ ہوگا۔

2:- "فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ٥ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ٥ وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ٥ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ٥"

3:- یہ عمل بھی شہوت کو کھولنے کے واسطے بہت فائدے والا ہے جس شخص کی شہوت بند کر دی گئی ہو یا خود بخود ہو گئی ہو اسے چاہئے کہ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص، سورہ فلق، سورہ الناس اور یہ آیات "وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ٥ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ٥ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ٥ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ يَلْتَقِيٰنِ ٥ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ٥ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ٥ وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ٥ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ٥ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا" کاغذ پر لکھ کر آخر میں مرد اور عورت (میاں اور بیوی کا نام لکھے) اور نیچے لکھی ہوئی دعا پڑھ کر لکھے ہوئے کاغذ پر دم کرے اور (مریض اپنے گلے میں ڈال لے۔ دعا یہ ہے "اللھم الی اسئلك ان تجمع بین فلاں بن فلانۃ وبین فلانۃ بنت فلانۃ بحق ھذہ الاسماء والایات انك علی كل شی ء قدیر یا ھیا شراھیا اھیاوت ال اشدی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم فی فی فی فی ثم و كمل" اس دعا میں فلاں بن فلانۃ کی جگہ مرد اپنا اور اپنی ماں کا نام پڑھے اور فلاں بنت فلانۃ پر عورت اور اس کی ماں کا نام پڑھے۔

مرغی کے متعلق ابن وحشیہ کی تحقیق: ابن وحشیہ نے کہا ہے کہ اگر مرغی کا دماغ سانپ کے کاٹے ہوئے پر رکھ دیا جائے تو

زہر ختم ہو جائے گا۔

مرغی کے متعلق علامہ قزوینی علیہ الرحمہ کی تحقیق: علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر مرغی کو دس عدد پیاز ڈال کر پکایا جائے اور اس میں ایک مٹھی چھلے ہوئے تل بھی ڈال دیئے جائیں اور اسے اس قدر پکایا جائے کہ پتیلی آواز دینے لگے۔ اس گوشت کو کھایا جائے اور اس کا شوربہ پیا جائے تو اس گوشت کے کھانے سے قوت والے میں اور قوت کا اضافہ ہوگا۔

علامہ قزوینی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں: بہت سے حضرات کا یہ قول ہے کہ مرغی کا گوشت کھانے سے بواسیر اور نقرس پیدا ہوتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ بے وقوف اور جاہل لوگوں کی باتیں ہیں۔

حضرت امام قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرغی کے پیٹ میں ایک پتھری ہوتی ہے سو اگر اس پتھری کو اس شخص کے بدن پر ملا جائے جسے مرگی کی بیماری ہو اور پھر ملنے کے بعد وہ پتھری اس کے گلے میں پہنا دی جائے تو مرگی کی بیماری سے شفایاب ہو جائے گا اور اگر یہ پتھری کسی تندرست آدمی کے گلے میں پہنا دی جائے تو اس کی قوت میں زبردست اضافہ ہوگا اور وہ بری نظر سے محفوظ رہے گا اور اگر یہ پتھری کسی بچے کے سر کے نیچے رکھ دی جائے تو وہ بچہ سوتے ہوئے نہیں ڈرے گا سو اگر کسی کالی مرغی کی بیٹ کو کسی کے دروازے پر مل دیا جائے تو اس مکان والوں کے درمیان لڑائی جھگڑا شروع ہو جائے گا۔ اگر کوئی آدمی کالی مرغی کا پتا اپنے عضو تناسل پر مل کر کسی عورت سے جماع کرے تو وہ عورت اس کے علاوہ کسی اور مرد کو جماع کے واسطے پسند نہیں کرے گی۔

اگر کالی مرغی کا سر کسی نئے برتن میں رکھ کر کسی مرد کے پلنگ کے نیچے دفن کر دیا جائے جو اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑا کرتا ہو تو وہ اپنی بیوی سے اسی وقت صلح کر لے گا۔ اور اگر کوئی آدمی کسی کالی مرغی کی چربی جو چار درہم کے برابر ہو لے کر اپنے پاس رکھے تو اس کی قوت باہ میں اضافہ ہوگا۔ اگر کالی مرغی اور کالی بلی کی آنکھیں لے کر خشک کر لی جائیں اور پھر ان کو سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو جو شخص بھی اس سرمہ کو استعمال کرے گا روحانیین کو دیکھنے لگے گا اور وہ ان سے جو بھی سوال پوچھے گا وہ اس کو اس کے بارے میں جوب دیں گے۔ (واللہ اعلم)

تعبیر: مرغیوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ذلیل وخوار عورتوں سے دی جاتی ہے اور مرغیوں کے بچوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر زنا والی اولاد سے دی جاتی ہے۔ بعض اوقات خواب میں مرغی کو دیکھنا کسی ایسی عورت کی طرف اشارہ ہے جو زیادہ اولاد والی ہو۔ اگر مریض خواب میں مرغی کو دیکھے تو اس کے ٹھیک ہونے کی تعبیر ہے اور کبھی مصائب وغم سے نجات کی علامت ہوتی ہے۔ کبھی مرغی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر حسین وجمیل بے وقوف عورت سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ مرغیوں کو ادھر ادھر بھگایا جا رہا ہے تو اس کی تعبیر قیدیوں سے دی جائے گی اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے گھر میں مرغ کرا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص فاسق وفاجر ہے۔

مرغ کے پر کو خواب میں دیکھنا مال کی علامت ہے اور مرغی کے انڈوں کو خواب میں دیکھنا عورت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کے ارشاد "كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ" میں عورتوں کو انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ کچا انڈا کھا رہا ہے تو یہ حرام مال کی طرف اشارہ ہے۔ اگر حاملہ عورت نے خواب میں دیکھا کہ اسے صاف کیا ہوا انڈا دیا گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوگی اور اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ وہ انڈا چھیل کر سفیدی کھا رہا ہے اور زردی کو پھینک رہا ہے تو اس کے کفن چور ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح کہ حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں انڈا چھیل کر اس کی سفیدی کھا رہا ہوں اور زردی پھینک رہا ہوں۔

حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ آدمی قبر والوں کے کفن چراتا ہے تو آپ علیہ الرحمہ سے کہا گیا کہ آپ نے یہ تعبیر کیسے اخذ کی۔ تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ انڈا قبر ہے اور اس کی زردی جسم ہے اور اس کی سفیدی کفن پر دلالت کرتی ہے سو یہ شخص مردہ کو پھینک دیتا ہے اور اس کے کفن کو بیچ کر قیمت لیتا ہے۔ سفیدی سے مراد کفن ہے۔

یہ حکایت بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک عورت حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس آئی۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں لکڑیوں کے نیچے انڈے رکھتی ہوں پھر ان انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں سو حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے۔ اللہ سے ڈر تو ایسی عورت ہے جو ایسے کام (یعنی زنا) میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت نہیں رکھتا۔ حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کے ساتھیوں نے کہا کہ اے محمد بن سیرین آپ اس عورت پر الزام لگا رہے ہیں۔ آپ نے یہ تعبیر کہاں سے لی ہے۔ حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے یہ تعبیر اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے لی ہے جس میں عورتوں کو "بیض" سے تشبیہ دی گئی ہے کہ "کانھن بیض مکنون" اور دوسری جگہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے "كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ" سو انڈوں سے مراد عورتیں اور "خشب" (لکڑیوں کا مطلب) فساد کرنے والے اور بچوں سے مراد اولاد زنا ہے۔ (واللہ اعلم)

الدجاجة الحبشية

"الدجاجة الحبشية" حبشی مرغی۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ احرام باندھنے والے آدمی کے لئے اس مرغی کا شکار کرنا حرام ہے کیونکہ یہ وحشی ہے لیکن بہت دفعہ یہ گھروں سے مانوس بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت امام قاضی حسین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ "الدجاجة الحبشية" تیتر کے مشابہ ہے اور اہل عراق اس کو "الدجاجة السندية" کے نام سے پکارتے ہیں۔ اگر احرام باندھنے والا شخص اس کو ہلاک کر دے تو اسے اس کی جزا دینی پڑے گی۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "الدجاجة الحبشيه" کو ہلاک کرنے کی وجہ سے محرم پر کوئی جزا نہیں ہے کیونکہ یہ آبادی سے مانوس ہو جاتی ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک ہر اس جانور کو ہلاک کرنے کے بدلے محرم پر ضمان واجب ہے جو اصلاً وحشی ہو لیکن اتفاقیہ طور پر مانوس ہو جائے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک حبشی مرغی پالتو مرغی کی طرح ہے اور یہ اکثر ساحلی علاقوں میں اور بلاد مغرب میں زیادہ تعداد میں پائی جاتی ہے۔ اس کے بچے بھی پالتو مرغی کے بچوں کی طرح دانہ وغیرہ چگتے ہیں

اور انڈے دیتے ہیں۔ اس لئے اس کو ہلاک کرنے کی وجہ سے محرم پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
اس پر مزید تفصیل عنقریب انشاء اللہ غین کے باب میں آئے گی۔

الدج

''الدج'' اس کا مطلب کبوتر کے برابر ایک چھوٹا بری پرندہ ہے جس کا گوشت بہت عمدہ اور مزیدار ہوتا ہے اور یہ اسکندریہ اور اس جیسے ساحلی علاقوں میں پایا جاتا ہے ابن سیدہ کا بھی یہی قول ہے۔

الدحرج

''الدحرج'' (دال پر پیش کے ساتھ) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ ایک چھوٹا جانور ہے۔

الدخاس

''الدخاس'' (خاص کے وزن پر) یہ ایک چھوٹا جانور ہے جو مٹی میں چھپ جاتا ہے اور اس کی جمع کے واسطے ''الدخاخیس'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

الدخس

''الدخس'' (دال پر پیش اور خاء کی تشدید کے ساتھ) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ مچھلی کی طرح کا ایک بحری جانور ہے جس کو ''دلفین'' بھی کہا جاتا ہے۔ جوہری نے کہا ہے کہ اس کو ''العرد'' بھی کہا جاتا ہے اور یہ جانور سمندر میں ڈوبنے والوں کو اپنی پشت پر سہارا دے کر تیرنے میں ان کی مدد کرتا ہے۔ اس کا ذکر تفصیل سے انشاء اللہ آگے آئے گا۔

الدخل

''الدخّل'' (خاء کی شد کے ساتھ) یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کا رنگ خاکستری ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے واسطے ''الدخاخیل'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ پرندہ خاص طور پر کھجور کے درختوں پر رہتا ہے۔

الدراج

''الدراج'' (دال پر پیش اور راء پر زبر ہے) اس کا مطلب تیتر ہے۔ اس کے لقب کے واسطے ''ابوالحجاج'' اور ''خطار'' اور ''ابو ضبۃ'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عنقریب انشاء اللہ ضاد کے باب میں اس کا ذکر تفصیل سے آئے گا۔ اس کے واحد کے لئے ''دراجۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایک بابرکت پرندہ ہے جو زیادہ بچے دیتا ہے اور بہار کے موسم کی خوشخبری دیتا ہے۔ سو یہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا ہے ''بِالشُّکْرِ تَدُوْمُ النِّعَمِ'' (اللہ عزوجل کا شکر نعمتوں کے دوام کا باعث ہے) یہ الفاظ پرندے کی آواز سے معلوم ہوتے ہیں۔ صاف اور شمالی ہوا تیتر کو بہت پسند ہے مگر جنوبی ہوا اسے بدحال کر دیتی ہے یہاں تک کہ وہ اڑ بھی نہیں سکتا۔ یہ ایسا پرندہ ہے جس کے پروں کا اندر والا حصہ کالا اور باہر والا حصہ قطا (ایک پرندہ ہے) کی طرح پیلا

ہوتا ہے لیکن تیتر کا گوشت قطا پرندے سے زیادہ مزیدار ہوتا ہے۔

لفظ "الدراج" نام ہے اور اس کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ہم "الحیقطان" کہتے ہیں تو اس کا مطلب تیتر ہی ہوتا ہے اور ایسی زمین جس میں تیتر بہت زیادہ رہتے ہوں اسے "ارض مدرجة" کہتے ہیں۔ سیبویہ نے کہا ہے کہ "الدراج" کا واحد درجوج آتا ہے اور تیتر کے لئے "الدیلم" کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ "دراج" تیتر کی طرح کا ایک پرندہ ہے جو عراق میں پایا جاتا ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ "دراج" کبوتر کی اقسام سے ہے کیونکہ جس طرح کبوتر اپنے پروں کے نیچے انڈے سیتا ہے اسی طرح "دراج" بھی اپنے پروں کے نیچے انڈے سیتا ہے۔ تیتر "دراج" کی عادت یہ ہے کہ یہ اپنے انڈوں کو ایک جگہ نہیں رکھتا بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتا ہے تاکہ کوئی اس کے رہنے کی جگہ کو پہچان نہ سکے اور "دراج" کی یہ بھی عادت ہے کہ یہ اپنی مادہ کے ساتھ اپنے رہنے کی جگہ میں جفتی (نر و مادہ کا جنسی ملاپ) نہیں کرتا بلکہ باغات میں اس کام کو کرتا ہے۔ ابوطیب مالونی نے تیتر کی تعریف میں یہ اشعار کہے ہیں:

قَدْ بَعَثْنَا بِذَاتِ حُسْنٍ بَدِيْعٍ — كَنَبَاتِ الرَّبِيْعِ بَلْ هِيَ اَحْسَنُ

فِيْ رِدَاءٍ مِنْ جُلَّنَارٍ وَآس — وَقَمِيْصٍ مِنْ يَاسَمِيْنٍ وَسَوْسَن

"اصل میں ہمیں ایک انوکھے حسن کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جس طرح کہ بہار کا سبزہ بلکہ اس سے بھی زیادہ حسین"۔
"اور آبنوس کی چادروں میں چنبیلی اور سوسن کی قمیص پہنے ہوئے"۔

حکم: تیتر کا شرعی حکم یہ ہے کہ یہ حلال ہے کیونکہ یہ کبوتر کی نسل سے ہے اور یہ دونوں پرندے حلال ہیں۔

الامثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ "فُلَانٌ يَطْلُبُ الدُّرَّاجَ مِنْ خَيْسِ الْاَسَدِ" (فلاں آدمی شیر کی جھاڑی سے تیتر تلاش کرتا ہے) اہل عرب یہ مثال اس شخص کے لئے بولتے ہیں جو ناممکن چیز کا مطالبہ کرے۔

خواص: تیتر کے طبی خواص درج ذیل ہیں:

1۔ تیتر کی چربی لے کر کیوڑہ (ایک درخت ہے اور اس کے پھول کا نام جس کی خوشبو بہت عمدہ ہوتی ہے) میں پگھلا لیا جائے اور جس کے کان میں درد ہو اس میں تین قطرے ڈالے جائیں تو انشاء اللہ کان کا درد ختم ہو جائے گا۔

ابن سینا نے کہا ہے کہ تیتر کا گوشت بہت عمدہ اور مزیدار اور درمیانہ (نہ گرم نہ سرد) ہوتا ہے۔ اور اس کا گوشت کھانے سے عقل اور قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

تعبیر: خواب میں تیتر کو دیکھنے کی تعبیر مال، عورت اور غلام سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ تیتر کا مالک بن گیا ہے یا اس نے تیتر کو اپنے قریب دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے مال حاصل ہوگا یا وہ کسی جنگ میں کامیاب ہوگا یا وہ کسی عورت سے شادی کرے گا۔ (واللہ اعلم)

الدراج

"الدراج" (دال اور را پر زبر ہے) اس کا مطلب سیّی ہے۔ ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ "دراج کو دراج اس لئے کہا جاتا

ہے کہ یہ پوری رات چلتی رہتی ہے۔
فائدہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے استدراج (یعنی چھوٹ مل جانا) یہ ہے کہ آدمی جب بھی کوئی غلطی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے اپنی نعمتوں میں اضافہ کر دیتا ہے اور اس کو توبہ واستغفار کی توفیق نہیں دیتا اور پھر اللہ عزوجل اس کو اچانک پکڑنے کی بجائے آہستہ آہستہ اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، مختارکل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب تم دیکھو کہ اللہ عزوجل کسی بندہ کو اس کی نافرمانی کے باوجود دنیا کی وہ نعمتیں عطا فرماتا ہے جو اسے پیاری ہوں تو یہ استدراج (چھوٹ ملنا) کے سوا کچھ نہیں پھر حضور تاجدار انبیاء، فخر موجودات، نبی بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۝ (پارہ 7، سورۃ الانعام، آیت 44)

پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں۔ ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا۔ تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا۔ اب وہ آس ٹوٹے (بے سہارا) رہ گئے۔
حضرت ابن عطیہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ علماء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اس آیت پر غور کرے "حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۝"
حضرت محمد بن نضر حارثی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بیس سال تک مہلت عطا فرمائی تھی۔
حضرت حسن علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر کسی انسان کو اللہ عزوجل نے دنیا کی نعمتوں سے نوازا۔ اور وہ انسان یہ نہ سوچے کہ دنیا کی نعمتیں حقیقت میں میرے لئے مکروفریب کا حال ہے۔ تو اس انسان کا عمل ناقص (ادھورا) اور اس کی رائے غلط ہے اور وہ شخص جس سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتیں روک لی ہوں اور وہ یہ گمان کرے کہ یہ اس کے حق میں بہتر ہے تو اس کی رائے اور اس کا عمل دونوں عمدہ ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ جب تم فقر (محتاجی) کو اپنی طرف بڑھتا دیکھو تو تم کہو "مَرْحَبًا بِشِعَارِ الصَّالِحِیْنَ" اور جب تم مال و دولت کو اپنی طرف بڑھتا دیکھو تو کہو "ذَنْبٌ عَجِلَتْ عُقُوْبَتُهٗ" کہ کسی گناہ کی وجہ سے سزا دی جارہی ہے۔

الدرباب

"الدرباب" باز کو کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا پرندہ ہے جو شقراق اور کوے کی طرح کی نسل کا ہوتا ہے اور اس کا رنگ بھی انہی کی طرح ہوتا ہے۔ ارسطاطالیس نے "النعوت" میں لکھا ہے کہ یہ ایسا پرندہ ہے جو انسانوں کی طرح جانا پہچانا ہوتا ہے اور ادب و تربیت کو قبول کرتا ہے۔ اس کی آواز عجیب و غریب ہوتی ہے۔ یہ پرندہ اکثر قمری کی طرح آواز نکالتا ہے اور کبھی گھوڑے کی طرح ہنہناتا ہے اور کبھی بلبل کی طرح آواز نکالتا ہے۔ اس پرندے کی غذا نباتات، پھل اور گوشت ہیں۔ یہ پرندہ اکثر

جھاڑیوں اور چھوٹے درختوں میں رہتا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لوگوں کے نزدیک اوپر لکھی ہوئی صفتیں ''ابوزریق'' نامی پرندے میں پائی جاتی ہیں اور یہ صفات جس پرندے میں ہوں اس کو ''القیق'' بھی کہا جاتا ہے۔ عنقریب ان شاء اللہ اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ قاف کے باب میں آئے گا۔

الدرحرج

''الدرحرج'' یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس پرندے کے پر سرخ اور سیاہ ہوتے ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ پرندہ بہت زہریلا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا گوشت کھالے تو اس کا مثانہ پھٹ جاتا ہے اور اس کا پاخانہ بند ہوجاتا ہے اور اس کی آنکھوں کی روشنی ختم ہوجاتی ہے اور اس کی عقل ختم ہوجاتی ہے۔

حکم شرعی: اس پرندے کا گوشت کھانا حرام ہے کیونکہ اس سے جسم اور عقل کو نقصان ہوتا ہے۔

الدرص

''الدرص'' (دال کے زیر کے ساتھ) اس کا مطلب بلی، بھیڑیے کا بچہ، خرگوش، چوہا اور جنگلی چوہا ہے۔ اس کی جمع کے واسطے ''ادراص'' اور ''درصۃ'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ حضرت امام سہیلی علیہ الرحمہ نے ''التعریف والاعلام'' میں لکھا ہے کہ اہل عرب احمق (بیوقوف) آدمی کو ابودراص کہتے ہیں۔ اصمعی نے کہا ہے کہ ''بیوقوف آدمی نے اپنا نفقہ (یعنی خرچ) گم کردیا ہے' یہ مثال ایسے آدمی کے لئے استعمال ہوتی ہے جسے اپنے معاملات کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ طفیل نے کہا ہے:

فما ام ادراص بارض مضلة باغدر من قیس اذا اللیل اظلما

سو ''ام دراص'' تاریک زمین میں قیس کے حال سے بھی زیادہ مفلوک الحال تھی جبکہ رات اندھیری ہوئی۔

الدرۃ

''الدرۃ'' (دال پر پیش) اس کا ذکر تفصیل سے باء کے باب میں گزر چکا ہے۔ حضرت شیخ کمال الدین جعفر ادفوی نے اپنی کتاب ''الطالع السعید'' میں الفاضل المحدث محمد بن نصیبی قوصی کے حالات میں یہ نقل کیا ہے کہ محمد بن محمد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عزالدین بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے پاس بہت سے امیر، علماء اور ادیب بھی موجود تھے۔ حضرت شیخ علی حریری علیہ الرحمہ تشریف لائے۔ انہوں نے حکایت بیان کی کہ میں نے ایک طوطا دیکھا ہے جو سورۂ یٰسین پڑھ رہا تھا۔ سو نصیبی نے کہا کہ کو اسورۂ سجدہ پڑھتا ہے۔ جب سجدہ والی آیت آتی ہے تو وہ سجدہ بھی کرتا ہے اور سجدہ میں یہ الفاظ بھی پڑھتا ہے: سَجَدَ لَكَ سَوَادِیْ وَاطْمَانَّ بِكَ فُؤَادِی ''میری پیشانی نے تیرے لئے سجدہ کیا اور تیری وجہ سے میرا دل مطمئن ہو گیا ہے''۔

الدساسۃ

''الدساسۃ'' (دال پر زبر ہے) اس کا مطلب سانپ ہے۔ یہ سانپ زمین میں چھپا رہتا ہے۔ بعض عرب والوں کے

نزدیک "الدساسة" کا مطلب پھوا ہے۔ عنقریب انشاء اللہ اس کا ذکر "شین" کے باب میں آئے گا۔

الدعسوقة

"الدعسوقة" (دال پر زبر ہے) بھونرے کی طرح پھردار کالا کیڑا کریلا کی طرح کا ایک جانور ہے۔ بعض اوقات بچی اور چھوٹے قد والی عورت کو اس سے تشبیہ دیتے ہوئے الدعسوقة کہا جاتا ہے۔

الدعموص

"الدعموص" پانی میں رہنے والا جانور اس کی جمع دعامیص آتی ہے جیسے برغوث کی جمع براغیث آتی ہے۔ حضرت سہیلی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "دعموص" کا مطلب چھوٹی مچھلی ہے جو پانی کے سانپ کی طرح کی ہوتی ہے۔ نیز "دعمص" ایک آدمی کا نام بھی ہے جو بہت مکار۔ اس کا ذکر مثالوں میں آئے گا۔ کہا جاتا ہے کہ (یہ اس کام میں مہارت رکھتا ہے)

حدیث میں "الدعموص" کا تذکرہ: حضرت ابوحسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے دو بیٹوں کا انتقال ہو گیا ہے سو کیا آپ مجھے حضور شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیں گے جو ان کی موت کے بارے میں ہمارے دلوں کے لئے سکون کا باعث ہو؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں تمہارے چھوٹے بچے "دعامیص الجنة" ہیں مطلب یہ کہ ان کو کسی بھی جگہ آنے جانے سے نہیں روکا جائے گا۔ سو ان میں سے کوئی اپنے باپ یا فرمایا اپنے والدین سے ملے گا اور ان کا ہاتھ یا کپڑا پکڑے گا جس طرح میں نے تمہارے کپڑے کا کچھ حصہ پکڑا ہے اور وہ بچہ کہے گا یہ فلاں ہے اور وہ نہیں رکے گا، یہاں تک کہ وہ بچہ اور اس کا والد (دونوں) جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

دوسری حدیث میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے زنا کیا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس کی شکل وصورت "دعموص" کی شکل وصورت میں تبدیل کر دی۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بعض اہلِ علم کے نزدیک "دعموص" کا مطلب بادشاہوں کے دربان ہیں۔ امیہ بن ابی صلت نے کہا ہے کہ

دُعْمُوص اَبْوَابُ الْمُلُوْكِ   وَحَاجِبٌ لِلْخَلْقِ فَاتِحٌ

"دربان بادشاہوں کے دروازوں کے اور مخلوق کے لئے روکنے والے اور کھولنے والے"۔

حضرت حافظ منذری علیہ الرحمہ نے "الترغیب والترھیب" میں اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے کہ "الدعامیص" دال کے فتحہ کے ساتھ "دعموص" کی جمع ہے اور "الدعموص" دال کے پیش کے ساتھ ایک چھوٹا سا جانور ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور حدیث میں جنت میں چھوٹے بچوں کو اس جانور سے تشبیہ دینے کا مقصد اس کے چھوٹے اور تیز رفتار ہونے کی وجہ سے ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "دعموص" ایک آدمی کا نام ہے جو بادشاہوں کو دیکھنے کے لئے بہت زیادہ آیا جایا کرتا تھا اور اسے کسی کی

اجازت کی ضرورت نہیں تھی اور وہ بغیر کسی ڈر کے بادشاہوں کے محلات میں جہاں چاہتا چلا جاتا تھا۔ سو حدیث میں چھوٹے بچوں کو ''دعامیص الجنۃ'' کہنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ چھوٹے بچے جنت میں جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں ان کے واسطے کسی بھی قسم کی رکاوٹ اور ممانعت نہیں ہے۔

علامہ جاحظ نے کہا ہے کہ جب ''دعموص'' بڑا ہوتا ہے تو وہ ''دعامیص'' بن جاتا ہے اور یہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیدا ہوتا ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو چلنے پھرنے لگتا ہے اور یہ بحری ٹڈی سے عمدہ ہوتا ہے۔ نیز ''الدعموص'' اس مخلوق سے تعلق رکھتا ہے جو شروع سے ہی پانی میں زندگی گزارتے ہیں۔

فائدہ: فتاویٰ قاضی حسین میں لکھا ہے کہ اگر پانی کے کیڑے پھٹ جائیں یا دب جائیں اور ان سے پانی نکل پڑے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پانی کے کیڑے حیوان نہیں ہیں بلکہ پانی کے بخارات جمنے کے بعد کیڑوں کی شکل بنا لیتے ہیں سو اس سے یہ بات بھی وضاحت سے پتا چلتی ہے کہ دعامیص زمین کے کیڑے مکوڑوں میں سے ہیں اس لئے یہ حرام ہیں۔

امثال: عرب والے کہتے ہیں کہ ''اھدی من دعمیص الرمل'' (ریگ زار کے دعمیص سے بھی زیادہ دینے والا) اس مثال کی وجہ یہ ہے کہ ایک حبشی غلام تھا جس کی دہشت بہت تھی۔

وہ شہر کی آبادی میں کبھی داخل نہیں ہوتا تھا' وہ موسم بہار میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

فمن یعطنی تسعا وتسعین بقرۃ مجانا وادما اھدھا لوبارَ

''کون مجھے ایسی ننانوے (99) گائیں عطا کرے گا جو کالے رنگ کی ہوں اور ان کا کوئی معاوضہ بھی نہ ہو۔

الدغفل

''الدغفل'' (جعفر کے وزن پر) اس کا مطلب ہاتھی کا بچہ ہے۔ بعض اہلِ علم اس کا مطلب لومڑی کا بچہ لیتے ہیں اور دغفل بن حنظلہ جن کا تعلق بنی شیبان سے تھا اس کا نام بھی اسی ''دغفل'' سے ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے دغفل بن حنظلہ سے حضور اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اقوال روایت کئے ہیں لیکن اس کے بارے میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا اعتراض کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دغفل بن حنظلہ کو حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' مختار کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے اور حضرت احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بھی اس کے بارے میں نہیں جانتے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے دغفل سے روایت کی ہے کہ دغفل کہتے ہیں کہ نصاریٰ پر ایک مہینے کے روزے فرض تھے۔ ایک مرتبہ ان کا بادشاہ بیمار ہو گیا سو اس نے منت مانی کہ اللہ عزوجل نے مجھے شفاء عطا فرمائی تو میں دس روزوں کا اضافہ کروں گا۔

پھر نصاریٰ کا دوسرا بادشاہ جس کو گوشت بہت پسند تھا بیمار ہو گیا۔ اس نے کہا اگر اللہ عزوجل نے مجھے شفا عطا فرمائی تو میں گوشت نہیں پکاؤں گا اور آٹھ روزے اور رکھوں گا۔ پھر اس کے بعد نصاریٰ کا تیسرا بادشاہ بیمار ہوا سو اس نے کہا کہ اگر میں ٹھیک

ہو جاؤں تو پچاس روزے مکمل رکھوں گا۔ سو ہم یہ روزے بہار کے موسم میں رکھیں گے۔ سو اس طرح نصاریٰ پر پچاس روزے فرض ہو گئے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دغفل کی روایت قبول کرنے کے قابل نہیں ہے اور حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا ان سے سننا بھی ظاہر نہیں ہے۔

حضرت ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دغفل ایک عالم آدمی بھی تھا لیکن وہ عورتوں کا شوقین بھی تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دغفل سے عرب کے لوگوں، نجوم، عربیت اور قریش کے انساب کے بارے میں سوال کیا۔ سو دغفل نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں جواب دیا کیونکہ وہ عالم آدمی تھا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اے دغفل تم نے یہ کہاں سے یاد کر لیا۔ دغفل نے جواب دیا سوال کرنے والی زبان اور ہوشیار دل سے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دغفل کو حکم دیا کہ وہ ان کے بیٹے یزید کو بھی یہ علم سکھائے۔

الدغناش

''الدغناش'' یہ چھوٹا سا پرندہ ہے جو چڑیا کی طرح کا ہوتا ہے۔ اس کی پشت پر سرخ دھاریاں اور گردن میں سیاہ و سفید دھاریاں ہوتی ہیں۔ یہ بہت شوخ پرندہ ہے اور اس کی چونچ بہت سخت ہوتی ہے۔ یہ پرندہ ساحلی علاقوں میں بہت ہوتا ہے۔

حکم: یہ پرندہ حلال ہے کیونکہ یہ چڑیوں کی اقسام سے ہے اور چڑیاں حلال ہیں۔

الدقیش

''الدقیش'' (دال پر پیش اور ق پر زبر ہے) یہ ایک چھوٹا سر پرندہ ہے۔ عام لوگ اسے ''الدقاس'' بھی کہتے ہیں۔

حکم: اس کا شریعت میں حکم یہ ہے کہ یہ الدغناش کی طرح کا ہوتا ہے۔ سو شاید یہ الدغناش ہی کا دوسرا نام ہے۔ کبھی اس کو الدغناش اور کبھی ''الدغیش'' کہا جاتا ہے۔ صحاح میں لکھا ہے کہ ابی الدقیش شاعر سے کہا گیا ہے کہ ''الدقیش'' کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ سو یہ ایک نام ہے جو میں نے لوگوں سے سنا ہے اسی لئے ہم نے اس کو (الدقیش) کہا ہے۔

الدلدل

''الدلدل'' اس کا مطلب سیہہ ہے۔ نیز ''الدلدل'' بے چینی کو کہتے ہیں۔ اور اصل میں بادل کو بھی ''دلدل'' کہتے ہیں جبکہ وہ مسلسل حرکت کر رہے ہوں۔ حضور سید الانبیاء، سراج السالکین، راحت العاشقین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کو بھی ''دلدل'' کہا جاتا ہے جو مقوقس نے حضور شہنشاہ ابرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کے طور پر دی تھی۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ حدیث ابو مرثد ''باب العین'' میں آئے گی۔

عناق نے کہا: اے اہل خیمہ یہ دلدل ہے جس نے تمہارے سردار کو اپنے اوپر سوار کر رکھا ہے۔ اس جانور کو ''قنفذ'' (سیہی)

سے اس واسطے ملایا جاتا ہے کہ یہ اکثر رات میں نمودار ہوتا ہے اور اپنے سر کو اپنے بالوں سے چھپا لیتا ہے۔

حضرت جاحظ نے فرمایا ہے کہ دلدل اور قنفذ کے درمیان ویسا ہی فرق ہے جیسا کہ بقر (گائے) اور جوامیس (بیل) کے درمیان فرق ہے۔ یہ جانور عراق' شام اور مغرب کے ملکوں میں بہت زیادہ موجود ہوتا ہے۔

حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دلدل ایک ایسا جانور ہے جو بکری کے بچہ کے برابر ہوتا ہے۔ جس کی عادت یہ ہے کہ یہ کھڑے ہو کر مؤنث سے جفتی کرتا ہے اور یہ اپنی پشت کو مادہ کی پشت سے ملا دیتا ہے۔ اس کی مادہ پانچ انڈے دیتی ہے اور اس کے انڈے اصل میں انڈے نہیں ہوتے بلکہ انڈے کی شکل میں گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے۔ اس جانور کی یہ عادت بھی ہے کہ یہ اپنے گھر میں دو دروازے بناتا ہے۔ ایک جنوب اور دوسرا شمال کی جانب۔ سو جس طرف سے تیز ہوا چلتی ہے تو یہ اس طرف کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ اس کی یہ بھی عادت ہے کہ جب یہ ناپسندیدہ بات دیکھتا ہے تو اس کی پیٹھ پر ایک کانٹا ظاہر ہوتا ہے جس کو یہ کانٹا لگ جاتا ہے تو اس کو زخمی کر دیتا ہے۔ اس کانٹے کی لمبائی ایک ہاتھ کے برابر ہوتی ہے۔ بعض حیوانات کے ماہروں کا خیال ہے کہ یہ کانٹا جو اس جانور کی پیٹھ پر ظاہر ہوتا ہے یہ اصل میں بال ہے جو تیز بخار کی وجہ سے مسام سے نکلتے وقت خشکی سے مغلوب ہو کر کانٹے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

حکم: حضرت ابن ماجہ علیہ الرحمہ وغیرہا نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا ایک قول نقل کیا ہے جو اس جانور کے حلال ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ جانور حرام ہے۔

حضرت شیخ ابو محمد کا بھی یہی قول ہے۔ ''الوسیط'' میں لکھا ہے کہ حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ اس کو ناپاک شمار کرتے ہیں۔
ابن صلاح نے حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ کے قول کو غیر صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ دراصل حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے دلدل کی حقیقت کو نہیں پہچانا اور صرف شیخ احمد کے اس قول پر اعتماد کر لیا کہ ''دلدل'' کا مطلب بڑا کچھوا ہے اور پھر اس کی عزت کا فتویٰ دے دیا اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ''دلدل'' کا مطلب مذکر سیہی ہے۔ الماوردی الرویانی وغیرہ نے بھی اس کو حرام قرار دیا ہے۔

الامثال: اہل عرب کہتے ہیں (وہ سیہی سے بھی زیادہ سننے والا ہے) یہ مثال اس وقت بولی جاتی ہے جب کسی کی سننے کی قوت کی تیزی کو ظاہر کرنا مقصود ہو۔

خواص اور تعبیر: ''دلدل'' کے طبی خواص اور تعبیر ''قنفذ'' (سیہی) ہی کی طرح ہیں اور سیہی کے طبی خواص اور تعبیر کا ذکر انشاء اللہ عنقریب ''قاف'' کے باب میں آئے گا۔

الدلفین

''الدلفین'' یہ مچھلی کی طرح کا ایک دریائی جانور ہے جو سمندر میں ڈوبنے والے کو بچاتی ہے۔ اور اس کو اپنی کمر پر اٹھا کر تیرنے میں مدد دیتی ہے اسی لئے اسے ''الدلفین'' کہا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ دریائی خنزیر ہے اور یہ ڈوبنے والے کو بچاتا ہے۔ یہ مچھلی مصر کے دریا' دریائے نیل کے اس حصہ میں جہاں سمندر ہے بہت زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ جب دریا

کا بہاؤ زیادہ ہوتا ہے تو یہ مچھلی پانی کے سہارے دریائے نیل میں آجاتی ہے اس کی ہیئت اس مشک کی طرح کی ہوتی ہے جو ہوا کے ذریعہ پھیلا دی گئی ہو۔ اس مچھلی کا سر بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ بحری جانوروں میں سے کوئی ایسا جانور نہیں جس کے پھیپھڑے ہوں۔ سوا اس واسطے اس کے اندر تنفس کی آواز سنی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی ڈوبنے والا خوش قسمت آدمی اس مچھلی کو مل جائے تو ڈوبنے والے کو بچانے کے لئے اس مچھلی سے زیادہ طاقتور اور کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ یہ مچھلی اس کو خشکی تک پہنچا دیتی ہے اور یہ ڈوبنے والے کو بچا لیتی ہے۔ یہ مچھلی کسی کو بھی تکلیف نہیں دیتی اور یہ صرف مچھلیاں کھاتی ہے۔ بعض اوقات یہ پانی کے اوپر اس حالت میں آتی ہیں کہ جیسے وہ مردہ ہے یہ مچھلی بچے دیتی ہے اس مچھلی کو انسان اور اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے۔ جب کوئی شکاری اس مچھلی کو پکڑ لیتا ہے تو اس جیسی اور مچھلیاں شکاری سے لڑنے کے لئے آجاتی ہیں۔ اگر یہ مچھلی پانی کے نیچے کچھ دیر تک کھڑی رہے تو اس کا سانس رک جاتا ہے۔ سو یہ سانس لینے کے لئے تیزی سے اوپر آجاتی ہے اور اگر اس دوران اس کے سامنے کوئی کشتی آ جائے تو یہ اس زور سے اچھلتی ہے کہ کشتی کے اوپر آجاتی ہے۔ اس مچھلی کا نر ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

حکم: یہ مچھلی عام مچھلیوں کی طرح حلال ہے۔

خواص: دلفین کے بہت سے خواص ہیں۔ اگر اس کی چربی کو لوہے میں پگھلا کر کان میں ڈالا جائے تو یہ بہرے پن کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس کا گوشت ٹھنڈا ہوتا ہے اور دیر سے ہضم ہوتا ہے۔ اگر اس کے دانت کو بچوں کے گلے میں ڈال دیا جائے تو وہ نہیں ڈرتے۔

اس کی چربی جوڑوں کے درد کے لئے بہت مفید ہے۔ اگر اس کی چربی اور پارہ کو آگ میں پگھلا کر کسی عورت کے چہرے پر لیپ کر دیا جائے تو اس کا شوہر اس سے محبت کرنے لگے گا اور اس کی خواہشات کو پورا کرے گا۔ اگر اس کے داہنے کلے کو سات دن تک عرق گلاب میں ڈال کر کسی آدمی کے چہرے پر لیپ کر دیا جائے تو تمام لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور اس کے بائیں کلے کی تاثیر اس کے برعکس ہے۔

تعبیر: ''الدلفین'' کو خواب میں دیکھنے کی وہی تعبیر ہے جو مگرمچھ کی ہے۔ بعض اوقات اس مچھلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر زیادہ تر بارش سے دی جاتی ہے اور بعض اوقات اس مچھلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مکر و فریب، چوری اور غیبت وغیرہ سے دی جاتی ہے۔ مقدسی نے کہا ہے کہ جو شخص ڈرتا ہو اگر وہ اس مچھلی کو خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس شخص کا ڈر دور ہو جائے گا اور یہ تعبیر اس واسطے دی جاتی ہے کہ یہ مچھلی ڈوبنے والے کو بچاتی ہے۔ ہر وہ حیوان جس کو جاگتے ہوئے دیکھنے سے ڈر لگتا ہو جس طرح کہ مگرمچھ اور اس قسم کے دوسرے حیوان تو اگر کسی نے خواب میں ایسے جانور کو پانی سے باہر دیکھا تو دشمن کی طرف اشارہ ہے جس سے نقصان نہ ہو کیونکہ اس کی قوت اور گرفت پانی کے اندر ہے اور جب وہ پانی سے باہر آ گیا تو اس کی قوت اور گرفت ختم ہو گئی۔ (واللہ اعلم)

الدلق

''الدلق'' یہ لفظ فارسی سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ایک جانور ہے جو نیولے کی طرح کا ہوتا ہے۔ عبداللطیف بغدادی

نے کہا ہے کہ یہ جانور کو چیر پھاڑ کر اس کا خون چوس لیتا ہے۔ ابن فارس نے ''المجمل'' میں نقل کیا ہے کہ الدلق کا مطلب ''النمس'' ہے اور ''النمس'' بلی کی طرح کا ایک جانور ہے جس کی ٹانگیں چھوٹی اور دم لمبی ہوتی ہے۔ نیز یہ چوہے اور سانپ کا شکار کرتا ہے۔

حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ''الدلق'' ابن مقرض کو کہا جاتا ہے جو ایک وحشی جانور ہے۔

علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ''الدلق'' یہ وحشی جانور ہے جو کبوتروں کا دشمن ہے۔ سو یہ جب کسی کبوتر کے رہنے کی جگہ میں داخل ہوتا ہے تو تمام کبوتروں کو کھا جاتا ہے اور سانپ بھی اس کی آواز سے ڈر جاتے ہیں۔ عنقریب انشاء اللہ میم کے باب میں مقرض اور اس کے بارے میں حضرت امام نووی علیہ الرحمہ اور حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ کے اختلاف کا ذکر بھی آئے گا۔

ابن صلاح نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ فنک' سجاب' دلق اور حوصل کا گوشت حلال ہے۔ سو ابن صلاح نے جو کچھ بھی لکھا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابن صلاح کے نزدیک ''الدلق'' کا کھانا حلال ہے۔

خواص: اس جانور کی داہنی آنکھ جس کسی کو روز بخار آتا ہو اس شخص کے گلے میں ڈال دی جائے تو اس کو شفا ہوگی۔ اگر اس کی داہنی آنکھ کسی تندرست آدمی کے گلے میں ڈال دی جائے تو اسے بخار ہو جائے گا۔

اگر اس کی چربی کو سلگا کر اس کا دھواں ایسی جگہ دیا جائے جہاں کبوتر رہتے ہوں تو تمام کبوتر بھاگ جائیں گے نیز اس کی چربی کی دھونی انسان کے کوڑھ کو ختم کر دیتی ہے۔ اس جانور کا خون دانق کے بقدر مرگی کے مریض کی ناک میں ٹپکانے سے مریض شفایاب ہوگا اس جانور کی کھال پر قولنج اور بواسیر کے مریض کا بیٹھنا بہت فائدہ دیتا ہے۔

الدلم

اس کا مطلب چیچڑوں کی ایک قسم ہے۔

امثال: عرب والے کہتے ہیں: فَلَانٌ اَشَدُّ مِنَ الدَّلَم (فلاں آدمی چیچڑی سے بھی زیادہ سخت ہے) اس مثال کو کسی آدمی کی سختی کے واسطے بولا جاتا ہے کہ جس طرح چیچڑی جسم سے چمٹ جاتی ہے تو اسے دور کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایسے آدمی سے جو سخت ہو پیچھا چھڑانا مشکل ہوتا ہے۔

الدلهاما

''الدلہاما'' علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ ایسا جانور ہے جو سمندری جزیرہ (خشکی کا وہ بڑا قطعہ جو چاروں طرف دریا یا سمندر کے پانی سے گھرا ہو) میں ہوتا ہے۔ اور یہ شتر مرغ پر سوار انسان کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک انسانوں کا گوشت ہے جو سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ سمندر میں ایک کشتی (Boat) کے سامنے آ گیا۔ اس نے کشتی والوں سے لڑائی کی اور کشتی والوں نے اس سے جنگ کی۔ تو اس نے بہت زبردست چیخ ماری جس سے کشتی والے بے ہوش ہو گئے تو اس نے ان بے ہوش انسانوں کو پکڑ لیا۔

الدم

"الدم" (دال کے زیر کے ساتھ) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب سنور ہے نفر نے "کتاب الوحوش" میں یہی لکھا ہے۔

الدنة

"الدنہ" (نون کی تشدید کے ساتھ) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ چیونٹی (Ant) کی طرح کا ایک جانور ہے۔

الدنیلس

"الدنیلس" اس کا مطلب سیپی میں رہنے والا ایک جانور ہے۔ جبریل بن بختیشوع نے کہا ہے کہ رطوبت معدہ اور استقاء کی بیماری کے واسطے "الدنیلس" کا استعمال بے حد فائدہ دیتا ہے۔

حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ بحری جانور کھاتا ہے اور یہ سمندر میں ہی زندگی گزارتا ہے اور اس کے حرام ہونے پر بھی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ حضرت شیخ شمس الدین بن عدلان اور ان کے ہم عصر علماء نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس کے بارے میں حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سمندر میں رہنے والے سب جانور جو پانی پر زندگی گزارتے ہیں سب حلال ہیں۔ قرآن کریم کی آیت کے عموم اور رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم، مختارکل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی بناء پر کہ "هُوَ الطُّهُوْرُ مَاؤُهٗ الحل میتة" (سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے)۔ (موطا امام مالک رقم الحدیث 1074)

اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے جانوروں میں سے خاص طور پر مچھلی (Fish) کو حلال قرار دیا ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ جن سمندری جانوروں کی طرح خشکی کا جانور حلال ہے جس طرح بکری، گائے وغیرہ ان کا کھانا حلال ہے اور جن سمندری جانوروں کی طرح حرام ہے جس طرح خنزیر (Pig) وغیرہ تو ان کا کھانا حرام ہے اسی طرح پانی کا کتا اور گدھا حرام ہے۔ اگرچہ اس کی طرح خشکی کا جانور "الحمار الوحشی" گورخر حلال ہے۔

حضرت شیخ عمادالدین اقفسی نے اپنی کتاب "البتیان فیما یحل ویحرم من الحیوان" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عزالدین ابن عبدالسلام علیہ الرحمہ نے "الدنیلس" کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ سو یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں عقل مند آدمی اختلاف نہیں کر سکتا۔ میں (یعنی امام دمیری علیہ الرحمۃ کہتا ہوں کہ اصل میں ارسطاطالیس نے اپنی کتاب "نعوت الحیوان" میں لکھا ہے کہ کیکڑا (Grab) تولید کے ذریعے پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ سپی میں پیدا ہوتا ہے اور پھر مکمل ہونے کے بعد یہ سپی سے باہر نکل آتا ہے جس طرح مچھر پانی کے میل سے پیدا ہوتا ہے۔ سو ہم نے ارسطاطالیس کے کلام سے فائدہ حاصل کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو کچھ "الدنیلس" اور دوسری سپیوں میں ہوتا ہے اور کیکڑے کی شکل کا ہو جاتا ہے سو جن جانوروں کا کھانا حرام ہے اس کی

جڑ کا کھانا بھی حرام ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ بہت سے علمائے دین نے ''دنیلس'' کے حلال ہونے کا بھی فتویٰ دیا ہے سوانہوں نے بہت سے اہلِ علم کے اس قول سے بحث کی ہے کہ خشکی کا جانور حلال ہو تو اس کی طرح سمندر کا جانور بھی حلال ہوگا سوان حضرات نے کہا ہے کہ ''دنیلس'' کی طرح خشکی کا جانور ''الفستق'' حقیر ہے۔

لیکن یہ بحث ان کے بے وقوف ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ قول کہ اگر بحری جانور کی طرح خشکی کا جانور ہو اور اس کا گوشت کھانا حلال ہو تو بحری جانور کا گوشت بھی حلال ہوگا۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ کیا ان بحری جانوروں میں سے ہر ایک کو ذبح کرنا بھی واجب ہے یا نہیں۔ سو اس کی دو صورتیں ہیں جن حضرات نے بحری جانوروں کے خشکی کے جانوروں کی طرح ''الدنیلس'' کو حلال قرار دیا ہے انہوں نے ناپاک کو پاک پر رائے دی ہے۔ اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ تمام سیپیاں حلال ہیں کیونکہ ''دنیلس'' چھوٹی سیپی ہوتی ہے اور پھر بڑی ہو جاتی ہے۔ سو ضروری ہے کہ ''دنیلس'' کو حرام قرار دیا جائے کیونکہ یہ اصداف کی ایک قسم ہے اور اصداف (پاک) طیب نہیں ہے بلکہ ناپاک ہے جس طرح کچھوا' سنگھ وغیرہ۔ جاحظ نے کہا ہے کہ ملاح (کشتی چلانے والے) سیپی میں پائے جانے والے جانور کو کھاتے ہیں سو جاحظ کا یہ قول دنیلس کے حلال ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جاحظ نے اسے کشتی چلانے والوں کے ساتھ خاص کیا ہے کہ وہ ہی اسے کھاتے ہیں۔ مصر والوں نے سرطان (ایک آبی کیڑا) کھانے کی وجہ سے اہل شام کو برا بھلا کہا ہے اور شام والے ''دنیلس'' کھانے سے مصر والوں کو برا کہتے ہیں سو دونوں گروہ غلط راستے کو اختیار کیے ہوئے ہیں ان کی مثال شاعر کے اس قول کی طرح ہے:

ومن العجائب والعجائب جمة ان یلهج الاعمٰی بعیب الاعمش

''اور عجیب وغریب باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ اندھا آدمی ایسے آدمی کی برائی سے حیران ہے جس کی آنکھوں کی روشنی صحیح وسلامت ہو''۔

الدهانج

''الدهانج'' اس کا مطلب وہ اونٹ ہے جس کے دو کوہے ہوں۔ عنقریب انشاء اللہ فاء کے باب میں اس کا تفصیل سے ذکر ہوگا۔

الدوبل

''الدوبل'' اس کا مطلب چھوٹا گدھا ہے جو متکبر نہیں ہوتا۔ اخطل کا لقب بھی اسی سے ہے۔ حضرت جریر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ۔

بکی دوبل لا یرقی اللہ دمعه الا انما یبکی من الذل دوبل

''چھوٹا گدھا رویا اور مسلسل روتا ہے اس لئے کہ یہ اپنی حقارت کی وجہ سے روتا ہے''۔

الدود

''الدود'' کیڑوں کی بہت ساری قسمیں ہیں ان میں سے زیادہ معروف' کیچوا' سرکہ کا کیڑا' پھول کا کیڑا' ریشم کا کیڑا' صنوبر کے درخت کا کیڑا اور انسان کے پیٹ میں پیدا ہونے والے کیڑے ہیں۔

حدیث شریف میں کیڑے کا تذکرہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' شہنشاہِ بنی آدم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہار منہ کھجور کھایا کرو کیونکہ یہ پیٹ کے کیڑوں کو قتل کر دیتی ہے۔(ابن عدی)

حکماء نے کہا ہے کہ ''الوخشیرق'' کے پینے سے پیٹ کے کیڑے ختم ہو جاتے ہیں اور اسی طرح ''ورق الخوخ'' (شفتالو) کے پتوں کا اگر ناف پر لیپ کیا جائے تو پیٹ کے کیڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ بیہقی میں یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ حضرت صدقہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن اپنے عبادت کرنے کی جگہ پر داخل ہوئے تو انہیں وہاں ایک چھوٹا کیڑا نظر آیا۔ سو آپ علیہ السلام نے اس کی تخلیق کے بارے میں غور وفکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیڑے کو کس لئے پیدا فرمایا ہے؟ تو اللہ عزوجل نے اس کیڑے کو بولنے کی قوت عطا فرمائی تو اس کیڑے نے کہا: اے داؤد (علیہ السلام) کیا آپ اپنی جان کو محبوب سمجھتے ہیں حالانکہ میں کمزور ہونے کے باوجود آپ سے زیادہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد مبارک ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

''اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی تسبیح وتحمید کرتی ہے''۔

پھلوں کے کیڑے: علامہ زمخشری نے اللہ عزوجل کے اس قول ''وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ'' (اور میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیجنے والا ہوں) کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ بلقیس ملکہ سباء نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پانچ سو غلام جو کنیزوں کے لباس وزیورات سے آراستہ تھے۔ پانچ سو لونڈیاں جو غلاموں کے لباس میں تھیں اور شریف نسلوں کے گھوڑوں پر سوار تھیں جن کے زین سونے کے تھے۔ ایک ہزار سونے اور چاندی کی اینٹیں' ایک تاج جس میں موتی اور قیمتی پتھر جڑے ہوئے تھے۔ مشک وعنبر اور ایک ڈبہ جس میں ایک در یتیم اور ایک مہرہ تھا جس کو ٹیڑھا باندھا گیا تھا ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ ملکہ سباء نے یہ تحفے اپنی قوم کے معزز آدمیوں کے ذریعے بھیجے تھے۔ ان میں پہلا شخص منذر بن عمرو تھا اور دوسرا ایک عقلمند اور رائے دینے والا شخص تھا۔ سو ملکہ سباء نے ان دو آدمیوں کی روانگی کے وقت ان سے کہا تھا کہ اگر وہ نبی ہوئے تو وہ غلاموں اور لونڈیوں کے درمیان تمیز کریں گے اور یتیم کے دروازہ میں سیدھا سوراخ کریں گے اور مہرہ میں دھاگہ پرو دیں گے پھر ملکہ سباء نے منذر سے کہا کہ اگر وہ (یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام) تیری طرف غصہ کی نظروں سے دیکھیں تو وہ بادشاہ ہوں گے۔ ان سے نہ ڈرنا اور اگر تو ان میں لطف وکرم دیکھے تو وہ نبی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی (Revelation) کے ذریعے ان باتوں سے آگاہ فرما دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو حکم (Order) دیا تو انہوں نے ایک میدان میں جس کی لمبائی سات میل تھی اس پر سونے اور چاندی کے کنگرے بنائے اور چاندی کی اینٹوں کی سڑک بنائی اور اس میدان

کے چاروں طرف ایک دیوار بنائی اور اس دیوار پر سونے اور چاندی کے کنگرے بنائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو خشکی اور سمندر کے عمدہ جانور اکٹھے کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے ان کو جمع کر کے اس میدان کے دائیں اور بائیں سونے اور چاندی کی اینٹوں کے ساتھ باندھ دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کی اولاد جس کی بہت زیادہ تعداد تھی کو لانے کا حکم دیا تو جنوں نے اس سڑک کے دائیں اور بائیں طرف اپنی اولاد کو کھڑا کر دیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور آپ علیہ السلام کے دائیں' بائیں اور کرسیاں بھی موجود تھیں اور شیاطین' جنات اور انسان میلوں تک صفوں کی شکل میں کھڑے ہو گئے تھے۔ اسی طرح جانور' درندے' پرندے بھی صفوں کی شکل میں وہاں موجود تھے۔ جب قوم سباء کا وفد قریب پہنچا تو انہوں نے جانوروں کو سونے اور چاندی کی اینٹوں پر گوبر و لید کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے سونے اور چاندی کی اینٹیں جو وہ تحفہ میں لائے تھے پھینک دیں۔ جب وفد کے افراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپ علیہ السلام نے انہیں محبت بھری نظروں سے دیکھا پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہاں ہے وہ ڈبہ جس میں فلاں فلاں چیزیں ہیں۔ سو وفد نے وہ ڈبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے زمین کے کیڑے کو حکم دیا۔ اس کیڑے نے ایک بال لیا اور اس ڈبہ میں سوراخ کر دیا۔ پھر اس کے بعد سفید کیڑے نے اپنے منہ میں دھاگہ لیا اور اس نے مہرہ میں ڈال دیا جو ٹیڑھا بندھا ہوا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پانی منگوایا۔ پانی لایا گیا۔ لونڈی نے ایک ہاتھ میں پانی لیا اور پھر دوسرے ہاتھ میں پانی ڈال کر اپنے منہ پر ڈالا تا کہ اپنا منہ دھوئے اور غلام نے جس ہاتھ میں پانی لیا اسی ہاتھ سے منہ بھی دھویا۔ اس طریقہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لونڈی اور غلام میں تمیز کی۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدیہ واپس کر دیا اور منذر سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ۔ جب وہ وفد واپس پہنچا تو اس نے تمام حالات ملکہ سباء کو بتائے تو اس نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ اور ہم میں طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کے بعد ملکہ سباء بارہ ہزار سرداروں کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئی اور ہر سردار کی نگرانی میں بارہ ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا۔

ریشم کا کیڑا: اس کا مطلب ہندی کیڑا ہے اور یہ عجیب و غریب کیڑا ہے۔ اپنی پیدائش کے شروع میں یہ دانہ کے برابر ہوتا ہے اور پھر جب فصل ربیع میں کیڑے کے پیٹ سے نکلتا ہے تو سرخ چیونٹی سے چھوٹا ہوتا ہے اور اس کا رنگ سرخ چیونٹی کی طرح ہوتا ہے۔ یہ کیڑا گرم غلافوں میں اپنی ماں کے پیٹ کے بجائے ایک گٹھلی سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات اس کے نکلنے میں دیر ہو جاتی ہے تو عورتیں اس گٹھلی کو اٹھا کر اپنی چھاتیوں کے نیچے رکھ کر حرارت فراہم کرتی ہیں جس کی وجہ سے یہ جلدی نکل آتا ہے۔ جب یہ گٹھلی سے نکل آتا ہے تو اسے سفید توت کے پتے کھلائے جاتے ہیں' یہاں تک کہ یہ بڑھتے بڑھتے ایک انگلی کے برابر ہو جاتا ہے۔ شروع میں اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے لیکن بعد میں اس کا رنگ سفید ہو جاتا ہے۔ اس کا رنگ آٹھ دنوں میں اپنی اصلی حالت میں آ جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ کیڑا اپنے منہ سے نکلنے والے مادہ سے اپنے اوپر جالا بننا شروع کر دیتا ہے اور سارا مادہ اپنے پیٹ سے باہر نکال دیتا ہے اور جب اس کا جال مکمل ہو جاتا ہے تو اس کی شکل اخروٹ کی طرح ہو جاتی ہے اور یہ کیڑا دس دنوں تک اس جالا میں قید ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں سوراخ کر کے باہر نکل آتا ہے سو اس کے بعد اس کی شکل ایک سفید دانہ

کی طرح ہوتی ہے اور اس کے دو بازو ہوتے ہیں۔

یہ کیڑا جب اپنے جالے سے باہر نکلتا ہے تو اس پر مستی غالب ہو جاتی ہے۔ سو مذکر اپنی مؤنث کی دم سے اپنی دم جوڑ دیتا ہے اور ایک مدت تک اسی طرح ایک دوسرے کے ساتھ لپٹے رہتے ہیں پھر اس کے بعد دونوں علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور مؤنث کے پیٹ سے بیج نکلتا ہے (جس کا ذکر آغاز میں کر دیا گیا ہے) اگر اس کیڑے سے صرف بیج لینا ہو تو اس کے نیچے ایک کپڑا اچھا دیا جاتا ہے تاکہ سارے بیج نکل آئیں۔ پھر اس کے بعد دونوں (یعنی نر و مادہ) کی موت واقع ہو جاتی ہے سو اگر اس کیڑے سے ریشم حاصل کرنا ہو تو جب وہ اپنے اوپر جال بن لیتا ہے تو اسے دس دن تک دھوپ میں رکھتے ہیں پھر وہ مر جاتے ہیں اس کیڑے کی عجیب و غریب طبیعت ہے کہ یہ بجلی کی کڑک، طشت بجانے، اوکھلی (لکڑی یا پتھر کی بنی اور زمین کی گڑی ہوئی کونڈی جس میں غلہ وغیرہ موصلوں سے کوٹتے ہیں) کی آواز، سرکہ کی بو اور حائضہ و جنبی کے چھونے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ نیز چوہے، چڑیا، چیونٹی، چھپکلی اور سخت گرمی و سخت سردی سے بھی اسے جان کا خطرہ رہتا ہے۔

اصل میں بعض شاعروں نے اس کے بارے میں مشکل اشعار کہے ہیں ۔

وبیضة تحضن فی یومین حتی اذا دبت علی رجلین واستبدلت بلونها لونین

حاکت لها خیسا بلا نیرین بلا سماء وبلا بابین ونقبته بعد لیلتین

"اور وہ اپنے انڈوں کو دو دن لیتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنے پاؤں پر چلنے لگتی ہے تو اس کا ایک رنگ دوسرے رنگ میں بدل جاتا ہے"۔

"اس کے واسطے ایک اچکن بنی جاتی ہے جس پر نہ تو آسمان ہوتا ہے اور نہ ہی دروازے اور پھر وہ دو راتوں کے بعد اس میں سوراخ کر لیتی ہے"۔

فخرجت مکولة العینین قد صبغت بالنقش حاجبین قصیرة ضیئلة الجنبین

"وہ سرمگین آنکھوں کے ساتھ اپنے خول سے باہر نکلتی ہے۔ اصل میں اس کے بھنوؤں کا نقش بہت کم اور غیر کشادہ ہوتا ہے"۔

کانها قد قطعت نصفین لها جناح سابغ البردین مانبتا الا لقرب الحین

"گویا کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہو اس کے پر بھی ہوتے ہیں جو نیچے تک پہنچ جاتے ہیں"۔

ان الردی کحل لکل عین

"یہ کیڑا کم وقت کے واسطے پیدا ہوتا ہے لیکن اس نے ہر آنکھ میں کثافت کو پہنچا دیا"۔

مثال: حضرت امام ابو طالب مکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "قوت القلوب" میں لکھا ہے کہ بعض حکماء ابن آدم کی مثال ریشم کے کیڑے سے دیتے ہیں سو جس طرح ریشم کا کیڑا جہالت کی وجہ سے اوپر جال بنتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس جال سے نجات حاصل نہیں کر سکتا اور اپنے بنے ہوئے جال میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیتا ہے اور اس طرح دوسروں کے لئے ریشم بن

جاتا ہے۔ سو یہی صورت اس جاہل آدمی کی ہے جسے اس کے مال اور گھر والوں کی فکر ہلاک کر دیتی ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کو مالدار کر جاتا ہے۔ اگر اس کے گھر والے اس مال کو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں خرچ کریں تو اس نافرمانی میں وہ بھی برابر کا حصہ دار ہے کیونکہ اسی نے مال کما کر ان کے لئے چھوڑا ہے۔

سو اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے کہ کون سی حسرت اس کے لئے زیادہ مشکل ہوگی۔ اپنی عمر کو دوسروں کے لئے ضائع کرنا یا اپنا مال دوسروں کے میزان میں دیکھنا۔ حقیقت میں ابوالفتح بستی نے اپنے شعروں میں اسی جانب اشارہ کیا ہے۔

الم تر ان المرء طول حیاته	معنی بامر لایزال یعالجه
کدود کدود القزینسج دائما	ویهلك غما وسط ما هو ناسجه
لایغرنك اللنی لین اللمس	فعزمی اذا انتضیت حسام
انا کالورد فیه راحة قوم	ثم فیه الأخرین زکام
یفنی الحریص یجمع المال مدته	وللحوادث ما یبقی وما یدع
کدودة القز ما تبنیه یهلکها	وغیرها بالذی تبنیه ینتفع

''کیا تونے دیکھا کہ آدمی اپنی لمبی زندگی میں کوششیں کرتا رہتا ہے''۔

''جس طرح کہ ریشم کا کیڑا ہمیشہ کے لئے اوپر جال بنتا ہے اور آخرکار اپنے ہی تیار کئے ہوئے جال میں مرجاتا ہے''۔

''تجھے یہ بات دھوکے میں نہ رکھے کہ میں نرم جسم والا ہوں کیونکہ جب میں کسی کام کی تیاری کرتا ہوں تو میرا عزم تلوار کی سی کاٹ دکھاتا ہے''۔

''میں گلاب کے اس پھول کی طرح نہیں ہوں جس میں ایک قوم کے واسطے پھول ہے اور دوسروں کے لئے زکام۔

''لالچی آدمی مال جمع کرنے میں اپنی زندگی فنا کر دیتا ہے اور اس کا بقیہ مال حوادث کی نظر ہو جاتا ہے''۔

''ریشم کے کیڑے کی طرح وہ جس چیز کو بناتا ہے وہ اس کو ہلاک کر ڈالتی ہے اور اس کے علاوہ دوسرے اس کی بنائی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھاتے ہیں''۔

ریشم کے کیڑے اور مکڑی کا مکالمہ: ایک دفعہ مکڑی نے اپنے آپ کو ریشم کے کیڑے سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا میں بھی جال بنتی ہوں اور تو بھی اپنے جسم پر خول بنتا ہے۔ سو ریشم کے کیڑے نے کہا کہ میں بادشاہوں کا لباس بنتا ہوں اور تو مکھیوں کا لباس بنتی ہے سو اسی ایک فرق سے میرے اور تیرے درمیان فرق کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ

اذا اشتبکت دموع فی خدود	تبین من بکی ممن تباکی

''جب آنسوؤں کا بہاؤ رخسار پر ہوتا ہے تو بناوٹی رونے والے اور اصلی رونے والے میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے''۔

اختتامیہ: صنوبر کا درخت ہر تیس سال کے بعد ایک مرتبہ پھلتا ہے لیکن کدو کا درخت دو ہی ہفتے میں بہت اونچا ہو جاتا

ہے۔ سوکدو کے درخت نے صنوبر کے درخت سے کہا کہ تو جو مسافت تیس سالوں میں طے کرتا ہے وہ مسافت میں دو ہفتہ میں طے کرتا ہوں۔ سو کیا تو درخت کہلانے کا حق دار ہے یا میں درخت کہلانے کا حق دار ہوں؟ تو صنوبر کے درخت نے جواب دیا کہ جب خزاں کی تیز ہوا چلے گی تو تیرا غرور ختم ہو جائے گا اور تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون درخت کہلانے کا حق دار ہے۔

مسعودی نے الراضی کے حالات میں لکھا ہے کہ طبرستان میں ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے کا وزن) سے تین مثقال کے وزن کا ایک کیڑا ہوتا ہے جو رات کو چمکتا ہے جس طرح چراغ چمکتا ہے۔ اس کا سبز رنگ ہوتا ہے اور اس کے پَر کھائی دیتے ہیں لیکن جب اسے چھوا جائے تو پھر پتا چلتا ہے کہ اس کے پَر نہیں ہیں۔ اس کی غذا مٹی ہے لیکن کبھی بھی پیٹ بھر کر مٹی نہیں کھاتا۔ اسے ڈر ہوتا ہے کہ اگر زمین کی مٹی ختم ہو گئی تو بھوک کی وجہ سے اس کی موت واقع نہ ہو جائے۔

حکم: ماکولات (یعنی پھل وغیرہ) میں پیدا ہونے والے کیڑوں کے سوا تمام اقسام کے کیڑے حرام ہیں۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہمارے (شافعیوں کے) نزدیک ماکولات میں پیدا ہونے والے کیڑوں کے بارے میں تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت اس کے جواز کی ہے کہ اسے اس چیز کے ساتھ کھایا جا سکتا ہے جس میں وہ پیدا ہوا ہے لیکن تنہا کھانا صحیح نہیں ہے اور یہ صحیح ترین صورت ہے۔

دوسری صورت اس کے عدم جواز کی ہے کہ انہیں کسی بھی صورت میں نہیں کھایا جا سکتا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اسے اس چیز کے ساتھ بھی کھایا جا سکتا ہے جس میں یہ پیدا ہوا ہے اور علیحدہ بھی کھانا جائز ہے نیز کیڑوں کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے سوائے سرخ رنگ کے کیڑے کے۔ اور بعض ملکوں میں بلوط (اس کی چھال دباغت کے لئے استعمال کی جاتی ہے) کے درخت میں پایا جاتا ہے سو ریشم کے کیڑے کی خرید و فروخت جائز ہے اور اسے شہتوت کے پتے کھلانا بھی واجب ہے اور اس کیڑے کو دھوپ میں ڈالنا بھی جائز ہے۔ اگرچہ اس کی موت واقع ہو جائے کیونکہ اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

خواص: اگر ریشم کے کیڑے کو زیتون میں حل کر کے ایسے شخص کے جسم پر مالش کی جائے جسے کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا ہو تو یہ اس کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر ریشم کا کیڑا مرغی کھا لے تو وہ بہت فربہ ہو جائے گی۔ اگر زبل اصفر کا کیڑا پرانے زیتون کے تیل میں ملایا جائے اور پھر اس تیل سے گنجے سر کی مالش کی جائے تو گنجا پن زائل ہو جائے گا۔ اگر اس نسخہ پر مداومت اختیار کی جائے تو بہت فائدہ مند ہے۔

تعبیر: کیڑوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر آپس کی دشمنی سے کی جاتی ہے۔ ریشم کے کیڑے کو خواب میں دیکھنا تاجر کے لئے گاہکوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور بادشاہ کے لئے رعیت کی طرف اشارہ ہے سو اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے ریشم کا کیڑا پکڑ لیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ اسے نفع حاصل ہو گا۔ بعض اوقات کیڑوں کو خواب میں دیکھنا مال حرام کی طرف اشارہ ہو گا یا کسی ضرر کی علامت ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ سے کیڑا فرار ہو گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ اسے

کسی تکلیف سے نجات ملے گی۔ اور بعض اوقات کیڑوں کو خواب میں دیکھنا موت کے قریب ہونے اور عمر کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ (واللہ اعلم)

دوالۃ

''دوالۃ'' (نخالۃ کے وزن پر) اس کا مطلب لومڑی ہے اور لومڑی کو ''دوالۃ'' خوشی کی وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ ''الدألان'' خوشی والی چال کو کہتے ہیں۔

الدومس

''الدومس'' سانپ کی قسم ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس قسم کا سانپ بہت زیادہ زہریلا ہوتا ہے سو جہاں تک اس کی پھنکار پہنچتی ہے وہ تمام جگہ جل جاتی ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''دومسات'' اور دوامیس کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

الدوسر

''الدوسر'' اس کا مطلب وہ اونٹ ہے جو موٹا ہو۔ اس کی مؤنث کو ''دوسرۃ'' کہتے ہیں۔

الديسم

''الدیسم'' ریچھ کے بچے کو کہا جاتا ہے۔ جوہری نے کہا ہے کہ میرے نزدیک ''الدیسم'' کا مطلب لومڑی کا بچہ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک بھیڑیے اور کتے کی طرح کے بچے کو ''الدیسم'' کہا جاتا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صحیح بات یہی ہے کہ ''الدیسم'' کا مطلب ریچھ کا بچہ ہے۔

حکم: ''الدیسم'' کا مطلب چاہے ریچھ کا بچہ ہو یا کسی درندے کا' اس کا کھانا حرام ہے۔

الديك

''الدیك'' اس کا مطلب مرغ ہے۔ اس کی جمع کے واسطے ''دیوك'' اور ''دیکۃ'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی تصغیر ''دویک'' آتی ہے۔ اس کے لقب کے لئے ابوحسان' ابوحماد' ابوسلیمان' ابوعقبہ' ابومدلج' ابوالمنذر' ابونبہان' ابویقظان' ابوبرائل کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

مرغ کی خصوصیات: کہا جاتا ہے کہ مرغ کی خاصیت یہ ہے کہ اسے نہ اپنے بچے سے محبت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اپنی کسی بیوی سے محبت کرتا ہے بلکہ یہ طبعی طور پر احمق ہوتا ہے اسی لئے جب یہ کسی دیوار سے گر جاتا ہے تو یہ اپنے گھر کا راستہ بھول جاتا ہے۔ نیز مرغ کے بیوقوف ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے اچھے خصائل بھی پائے جاتے ہیں۔ مرغ کی یہ خاصیت ہے کہ یہ اپنی ساری مرغیوں کے درمیان برابری رکھتا ہے اور کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتا۔ مرغ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ رات کے وقت کو اچھی طرح جانتا ہے' جب اس کے بولنے کا وقت آتا ہے تو یہ اسی وقت بولتا ہے اور اپنے بولنے کے وقت میں کمی

بیشی نہیں کرتا۔ نیز یہ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے اور فجر کے طلوع ہو جانے کے بعد مسلسل بولتا رہتا ہے۔ سو پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو یہ خاصیت عطا فرمائی۔ مرغ کی اسی خوبی کی وجہ سے حضرت امام قاضی حسینؒ حضرت امام متولی علیہ الرحمۃ حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ وغیرہ نے تجربہ کار مرغ کی آواز پر اعتماد کیا ہے اور اس کی آواز پر اعتماد کرتے ہوئے نماز کے اوقات کے متعین کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ مرغ کی ایک عجیب و غریب خاصیت یہ ہے کہ جب کسی جگہ پر مرغیاں ہوں اور یہ وہاں چلا جائے تو یہ تمام مرغیوں سے (بلاتفریق) جفتی کرتا ہے۔ اصل میں حضرت ابوبکر صنوبری علیہ الرحمہ نے مرغ کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ

مغرد الليل ما يالوك تغريدا	مل الكرى فهو يدعوا الصبح مجهودًا
لما تطرب هزا العطف من طرب	و مد الصوت لما مده الجيدا
كلابس مطر فامرخ ذوائبه	تضاحكم البيض من اطرافه السودا
حالي المقلد لو قيست قلائده	بالورد قصر عنها الورد توريدا

"رات کو بولنے (یعنی بانگ دینے) والا جو کبھی اپنے بولنے میں کوتاہی نہیں کرتا حالانکہ نینداس پر غالب ہوتی ہے لیکن وہ ٹھیک وقت پر بانگ دیتا ہے"۔

"جب اس پر سرور غالب ہوتا ہے تو یہ حرکت کرتا ہے اور بانگ دیتے وقت اپنی آواز کو خوب کھینچتا ہے"۔

"اس نے ایسا عباء پہنا ہے جس کی گھنڈیاں لٹکی ہوئی ہیں اور اس کے سیاہ بالوں کے ساتھ دو سفید حصے دکھائی دیتے ہیں"۔

"اس کے گلے میں ایسا ہار ہے جسے پھول کے ہار پر قیاس نہیں کیا جا سکتا"۔

تاریخ ابن خلکان میں محمد بن معن بن محمد بن صمادح معتصم کے حالات میں ابوالقاسم اسعد بن بلیط کے قصیدے کے اشعار (جو اس نے اس کی تعریف میں کہے تھے میں) مرغ کی صفات میں مذکور ہیں۔

"نوشیروان نے اپنا تاج عطا کیا ہے اور ماریہ نے اس کے (یعنی مرغ کے) کانوں میں بالیاں پہنائی ہیں"۔

"گویا اس نے مور کی پوشاک حاصل کر لی اور مور کی پوشاک کے نقص سے اپنے آپ کو بچالیا"۔

جاحظ نے کہا ہے کہ جلاسی، نبطی، سندھی اور حبشی مرغ بھی ہندوستانی مرغ کے حکم میں داخل ہیں۔ تجربہ کار لوگوں کا خیال ہے کہ سفید مرغ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جس گھر میں رہتا ہے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ نیز تجربہ کار لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی آدمی سفید مرغ کو ذبح کرے تو اس کا گھر برکت سے خالی ہو جاتا ہے۔

حدیث میں مرغ کا تذکرہ: عبدالحق بن قانع نے جابر بن اثوب کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضور سید الانبیاء شہنشاہِ ابرار شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید مرغ میرا خلیل (دوست) ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کی سند درست نہیں ہے بلکہ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ سفید مرغ میرا

دوست ہے۔ شیطان اسے ناپسند کرتا ہے کیونکہ یہ اپنے مالک کو وقت پر جگاتا ہے اور اس کے گھر کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور سید الانبیاء' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اور گھر میں مرغ پالنے کا حکم دیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' مختار کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کہر دار مرغ میرا دوست ہے اور میرے دوست جبرائیل علیہ السلام کا دوست ہے۔ یہ اپنے گھر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے پڑوس کے سولہ گھروں کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ (الحدیث)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ روایت کتاب التہذیب سے نقل کی گئی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

حضرت شیخ محب الدین طبری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرغ تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نمازوں کے وقت کی پہچان کے لئے سفر کے دوران مرغ بھی لے جاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم' صاحب کائنات' صاحب معجزات' صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ عزوجل سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ مرغ نے فرشتہ کو دیکھا ہے' جب تم گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو کیونکہ گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے۔

(ترمذی شریف' کتاب الدعوات' رقم الحدیث 3381' بخاری شریف' کتاب بدء الخلق' رقم الحدیث 3303' مسلم شریف' کتاب الذکر والدعاء' رقم الحدیث 2729' ابوداؤد شریف' کتاب الادب' رقم الحدیث 5102' الادب المفرد' رقم الحدیث 1241' مسند امام احمد بن حنبل' رقم الحدیث 364)

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "کہ مرغ کی آواز سنو تو اللہ عزوجل سے اس کا فضل مانگو" کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ فرشتے بندہ مومن کی اس دعا پر آمین کہتے ہیں اور اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور اس کے اخلاص کی گواہی دیتے ہیں اور یہ وقت دعا کے قبول ہونے کا ہے۔ نیز گدھا شیطان کو دیکھنے پر آواز نکالتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گدھا' شیطان کو دیکھ کر ڈر جاتا ہے سو ضروری ہے کہ مومن بندہ تعوذ کے ذریعے اللہ عزوجل کے سایہ رحمت میں آجائے۔

معجم طبرانی اور تاریخ اصفہان میں یہ روایت مذکور ہے کہ حضور شہنشاہ خوش خصال' دافع رنج وملال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ایک سفید مرغ ہے جس کے دونوں بازو زبرجد یاقوت اور موتیوں کے ہیں۔ اس کا ایک بازو مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے اور اس کا سر عرش کے نیچے ہے اور اس کی ٹانگیں ہوا میں ہیں۔ یہ مرغ روزانہ صبح کے وقت اذان دیتا ہے۔ سو اس کی آواز جن وانس کے علاوہ زمین وآسمان کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ سو زمین کے مرغ اس آواز کا جواب دیتے ہیں۔ جب قیامت کا دن قریب آئے گا تو اللہ عزوجل اس مرغ سے فرمائے گا اپنے بازو آپس میں ملائے اور اپنی آواز کو پست کرلے۔ سو انسان وجن کے علاوہ تمام مخلوق اس کو جان لے گی کہ قیامت قریب آگئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

کریم صاحب جود ونوال بی آمنہ کے لال مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل کا ایک مرغ ہے جس کے پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرتا ہے تو ایک پکارنے والا "سبوح قدوس" پکارتا ہے تو وہ مرغ بھی اذان دیتا ہے۔ (معجم الطبرانی بیہقی)

کامل ابن عدی میں علی بن ابی الہی کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ وہ منکر روایات نقل کرتے ہیں۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی انہوں نے ہی روایت کی ہے۔

کتاب فضل ذکر میں علامہ جعفر بن محمد بن حسن فریابی علیہ الرحمہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو حضور مکی مدنی سرکار سرکار ابد قرار شافع روز شمار دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم رؤف الرحیم سراج السالکین انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل کا ایک مرغ ہے جس کے پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے پہنچتی ہے اور اس کے دونوں بازو ہوا میں ہیں۔ وہ ان دونوں بازوؤں کو ہر رات سحری کے وقت پھڑپھڑاتا ہے اور کہتا ہے "سُبْحَانَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ رَبَّنَا الْمَلِكِ الرَّحْمٰنِ لَآ اِلٰهَ غَيْـرُهٗ" ثعلبی سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہ مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ تین آوازیں ایسی ہیں جو اللہ عزوجل کو بہت پسند ہیں۔ مرغ کی آواز قرآن پاک پڑھنے والے کی آواز اور صبح کے وقت استغفار کرنے والوں کی آواز۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صاحب شریعت مختار کل کائنات مخزن جود وسخا تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ یہ تمہیں نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند جید ہے۔ حضرت امام حلیمی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مرغ تمہیں نماز کے لئے جگاتا ہے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ جس چیز سے بھلائی حاصل ہو اس کو گالی نہ دی جائے اور نہ ہی اس کی بے عزتی کی جائے بلکہ وہ چیز عزت کرنے کے قابل ہے اور اس کے احسان پر اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مرغ کا نماز کے واسطے جگانا اس کا مطلب یہ نہیں کہ مرغ کی آواز اصل میں نماز کا ہی وقت ہو گیا ہے بلکہ اللہ عزوجل نے مرغ کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ طلوع فجر کے وقت بار بار آواز دیتا ہے جس کی وجہ سے لوگ نماز کے لئے اٹھ جاتے ہیں۔ سو مرغ نماز کے لئے جگانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس کو مجازی طور پر "دعـاء الـديك الى الـصلوة" (مرغ نماز کے لئے بلاتا ہے) سے تعبیر کیا گیا ہے سو اگر مرغ فجر کی نماز کے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں اذان دینے لگے (حالانکہ ابھی فجر کا وقت بھی نہ ہوا ہو) تو اس کی آواز پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر تجربات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ بعض مرغ انسانوں کی آہٹ کو سن کر صبح صادق سے پہلے ہی بانگ دینا شروع کر دیتے ہیں۔ (یعنی چیخنے لگتے ہیں)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار، رسولِ بے مثال، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عز وجل نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں اس مرغ کا تذکرہ کروں جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہے اور وہ کہتا ہے:

''سُبْحَانَکَ مَا اَعْظَمُ شَانُکَ'' (پاک ہے تو اللہ اور تیری شان بلند ہے)

حضرت ابو طالب مکی اور حجۃ الاسلام امام غزالی علیہما الرحمہ نے میمون بن مہران سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت میمون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ بے شک عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے جس کی شکل وصورت مرغ کی طرح ہے۔ اس کے پنجے موتیوں کے ہیں اور اس کا صیغہ زبرجد کا ہے جو سبزی مائل ہے۔ جب تہائی رات کا پہلا حصہ گزرتا ہے تو یہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے اور کہتا ہے ''لیقم القائمون'' (رات کو قیام کرنے والوں کو کھڑے مطلب بیدار ہو جانا چاہئے۔) جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو یہ اپنے پروں کو حرکت دیتے ہوئے کہتا ہے ''لیقم المصلون'' (نمازیوں کو جاگ جانا چاہئے) جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو یہ اپنے پروں کو حرکت دیتے ہوئے کہتا ہے ''لیقم الغافلون وعلیھم اوزارھم'' (غافلوں کو بیدار ہو جانا چاہئے اور ان پر ان کے گناہوں کا بوجھ ہے)۔

نکتہ: سہل بن ہارون بن راہویہ خلیفہ مامون الرشید کی خدمت پر مامور تھا۔ نیز سہل بن ہارون حکیم شاعر اور فارسی الاصل فصیح شاعر تھا۔ اس نے شیعہ مذہب اختیار کیا ہوا تھا اس لئے یہ عربوں سے شدید تعصب (حقیقت ظاہر ہو جانے کے بعد بھی حق کی بات سے انکار کرنا) رکھتا تھا۔ اس نے ادب وغیرہ میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جاحظ نے اس کی حکمت وشجاعت کو پسند کیا ہے لیکن ان ساری خوبیوں کے باوجود یہ بے حد کنجوس تھا۔ اس کی کنجوسی کے بارے میں بہت سی عجیب وغریب حکایات مشہور ہیں۔ سو ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ دعبل نے کہا ہے کہ ایک دن ہم سہل بن ہارون کی مجلس میں موجود تھے۔ باتوں باتوں میں ہماری مجلس لمبی ہوگئی یہاں تک کہ سہل بن ہارون کو سخت بھوک لگی اور قریب تھا کہ شاید بھوک کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جائے۔ سو سہل بن ہارون نے کہا: اے غلام تو ہلاک ہو جائے۔ ہمارے لئے کھانا لے آ۔ تو غلام ایک پیالہ لے آیا جس میں پکا ہوا مرغ تھا۔ سہل نے اسے غور سے دیکھا اور کہا کہ اے غلام اس کا سر کہاں ہے؟ غلام نے کہا کہ میں نے اس کا سر پھینک دیا ہے۔ سہل نے کہا اللہ کی قسم سر تو بہت اعلیٰ چیز ہے۔ میں تو مرغ کی ٹانگ کو بھی پھینکنا پسند نہیں کرتا۔ سو کیا تجھے اس بات کا علم نہیں کہ سر تو تمام اعضاء کا سردار ہے اور مرغ اس سے اذان دیتا ہے۔ اور اگر اس کا سر نہ ہو تو مرغ اذان کیسے دے اور مرغ کے سر پر ایک ایسی چیز ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگ اسے تکبر کرنے والا سمجھتے ہیں اور اس کے سر ہی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جو صفائی میں ضرب المثل ہے۔ سو صاف وشفاف شراب کو مرغ کی آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ مرغ کا دماغ گردہ کے درد کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر تو یہ سمجھتا تھا کہ میں اسے نہیں کھاؤں گا تو اس کو کھانے کے لئے میرے گھر والے موجود تھے۔ سو جا اور اسے تلاش کر کے لا۔ غلام کہنے لگا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میں نے اسے کہاں پھینکا ہے۔ سو سہل بن ہارون بن راہویہ نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے تو نے اسے اپنے پیٹ میں ڈال لیا ہے۔

حکم: مرغ کا کھانا حلال ہے اور اس کو گالی دینا ناجائز ہے۔ جس طرح کہ اوپر حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کا ذکر ہو چکا ہے۔ نیز مرغ کی آواز پر نماز کے وقت کو جاننا بھی جائز ہے۔ جس طرح کہ پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت زید واسطی سے مروی ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا ایک مرغ تھا۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اس کی آواز سن کر (نماز کے لئے) جاگتے تھے۔ سو ایک رات اس مرغ نے اذان نہیں دی یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے نماز بھی نہیں پڑھی (یعنی نماز قضا ہوگئی) سو حضرت سعید رضی اللہ عنہ پر یہ بات گراں گزری۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل نے اس کی آواز کو قطع کر دیا ہے سو اس کے بعد حضرت سعید رضی اللہ عنہ مرغ کی آواز نہیں سنتے تھے (یعنی مرغ کی آواز پر بھروسہ نہیں کرتے تھے)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی خوبیوں میں ذکر ہے کہ ایک آدمی نے آپ علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ میرے مرغ کو کسی آدمی نے خصی کر دیا ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ قتل کرنے والے پر جنایت (جرمانہ وغیرہ) واجب ہے۔
کامل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت عبداللہ بن نافع رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابدقرار، شافع روز شمار، دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ، بکروں اور گھوڑوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قتل کرنے سے ان کی نشو ونما رک جاتی ہے اور مرغوں کو آپس میں لڑانا بھی حرام ہے۔ اس پر تفصیل کے ساتھ بحث عنقریب انشاء اللہ کاف کے باب میں آئے گی۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں ''اَشْجَعَ مِنْ دِیْكٍ'' (فلاں مرغ سے زیادہ بہادر ہے)۔
حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ اور دیگر محدثین سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا۔ آپ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ وہ خواب یہ ہے کہ ایک مرغ مجھے تین ٹھونگیں مار رہا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ ہے جس نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماریں۔ میں نے یہ خواب حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مجھے بتلایا کہ ایک عجمی شخص آپ کو قتل کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ جمعہ کے دن ارشاد فرمایا۔ اگلے ہی بدھ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہو گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

حاکم نے سالم بن ابی جعد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے معدان بن ابی طلحہ سے روایت کی ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ مجھے ٹھونگیں مار رہا ہے۔ میں اس کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ ایک عجمی شخص مجھے قتل کرے گا۔ میں اپنا معاملہ ان چھ افراد کے سپرد کرتا ہوں جن سے حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ راضی رہے۔ وہ چھ افراد یہ ہیں۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت

طلحٰ‘ حضرت عبداللہ‘ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف‘ حضرت سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ان میں سے ہر ایک فرد خلافت کے مقام پر فائز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چھ افراد کو خلافت کے معاملات نبٹانے کے لئے منتخب فرمایا (ان کے ناموں کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان میں موجود نہ تھے۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف مشورہ دینے کا اختیار دیا تھا اور اپنے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہما نے مسور بن مخرمہ اور انصار کے تین افراد کو حکم دیا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے آپ کو خلافت کے مقام کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے لئے پیش کر دیا تو ٹھیک ہے ورنہ تم ان سب کی گردنیں اڑا دینا کیونکہ اس کے بعد مسلمانوں کو ان سے بھلائی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ اگر ان کے درمیان جدائی کی صورت میں دو گروہ ہو گئے تو جس گروہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ ان کی رائے قبول کرنے کے قابل ہو گی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ لوگوں کو تین دن تک نماز پڑھائیں سو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خود کو خلافت کے مقام سے آزاد کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام پیش کر دیا اور ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ سو دوسرے لوگوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت اس وقت کی گئی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔ ان کا ذکر تفصیل کے ساتھ ھمزہ کے باب میں ہوگا۔

ابولؤلؤ فارسی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور مجوسی تھا۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ نصرانی تھا۔ ابولؤلؤ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تین وار کئے اور ان میں سے ایک وار ناف کے نیچے کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک کتا مجھ پر حملہ آور ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ محراب سے نکل گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ محراب میں داخل ہو گئے اور امامت کرائی اور نماز مکمل کی۔ ابولؤلؤ نے حملہ کیا اور بھاگ گیا اور اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا جس کو وہ اپنے دائیں بائیں گھمارہا تھا۔ سو ابولؤلؤ کی اس مکار حرکت پر ایک انصاری نے اپنی چادر ڈال کر اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ جب ابولؤلؤ کو معلوم ہو گیا کہ وہ اس چادر سے نکل نہیں سکے گا تو اس نے اپنے ہی خنجر سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا۔ جو حضرات مسجد میں تھے ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کا پتا نہ چل سکا کیونکہ وہ نماز میں مشغول تھے۔ جب نمازیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز نہ آئی تو انہیں احساس ہوا لیکن وہ یہ نہ جان سکے کہ آواز نہ آنے کی کیا وجہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی تھے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبیذ۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلائی گئی۔ وہ زخم کے راستے باہر نکل آئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ نبیذ ہے اور کچھ نے کہا کہ زخم سے خون نکل رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا گیا تو وہ بھی زخم کے راستے باہر نکل آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اے امیر المومنین وصیت فرما دیجئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے لئے شوریٰ کی وصیت کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر 27 ذی الحجہ 23 ھ کو حملہ کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی وفات 28 ذی الحجہ 23 ھ کو ہوئی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہرمزان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھ ایک نصرانی کو بھی قتل کر دیا جو اہل نجران کا مشہور آدمی تھا۔ ان دونوں نے ابولؤلؤ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ نیز حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابولؤلؤ کی ایک بچی کو بھی قتل کر دیا تھا۔ اس کی دیت (مقتول کے وارثوں کو دی جانے والی رقم) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بچی کے خاندان والوں کو ادا کی تھی۔ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے الحاق کر لیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی مسلمانوں کو بہت بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے جنگوں کی تقسیم گرمی و سردی کے لحاظ سے کی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہی سال کو ہجری کے اعتبار سے متعین کیا تھا۔ آپ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کو امیر المومنین کے نام سے پکارا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے خط پر مہر لگانے کا آغاز کیا لیکن یہ بات ٹھیک معلوم نہیں ہوتی کیونکہ حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جود وسخا' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں بھی خطوط پر مہر لگائی جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے درے سے پٹائی کا آغاز کیا اور آپ اپنے ساتھ ایک درہ (کوڑا) رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے فردِ کامل ہیں جنہوں نے یہ دعا فرمائی: ''اَلْخَالُ اللّٰہُ بَقَائَکَ'' (اللہ تعالیٰ تمہاری عمر کو بڑھائے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کی تھی۔ مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو پیچھے ہٹانے کا آغاز بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے ورنہ پہلے یہ بیت اللہ سے جڑا ہوا تھا۔ (یعنی بہت قریب تھا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے تراویح پڑھنے والوں کو ایک امام کی پیروی میں جمع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دس سال تک حج کے امیر رہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے آخری حج 23 ھ میں کیا جس میں حضور سید المبارکین' خاتم المرسلین' رحمت للعالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا (جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے بھی نکاح کیا تھا اور ان کا مہر چالیس ہزار درہم مقرر کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے کی بناء پر اپنے بیٹے عبید اللہ پر حد لگائی تھی۔ جب عبید اللہ پر حد جاری ہو رہی تھی تو وہ چیختے ہوئے کہہ رہا تھا اے ابا جان کیا آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اے بیٹے جب تو اپنے رب سے ملاقات کرے تو ان سے عرض کرنا کہ میرے والد نے مجھ پر حد قائم کی ہے۔ بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ شراب نوشی کی بناء پر ابوشحمہ'' (جن کا نام عبد الرحمٰن تھا) پر حد جاری کی گئی تھی۔ ابوشحمہ کی والدہ ام ولد تھیں اور ان کو ہیبت کہا جاتا تھا۔ بعض اہل علم نے کہا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دو آدمیوں اور ابولؤلؤ کی بچی کو قتل کر دیا تھا۔

کچھ قابل اعتبار علماء نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

نکاح میں تھیں ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اسے عبداللہ کہا جاتا تھا اور اسی بچہ کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابو عبداللہ کہا جانے لگا۔ جب یہ بچہ سات سال کا ہوا تو ایک (قاتل) مرغ نے اس کے چہرے پر ٹھونگیں ماریں۔ یہ بچہ اسی وجہ سے انتقال کر گیا اور اس کی والدہ محترمہ کی وفات اس بچہ کے انتقال سے پہلے ہو چکی تھی۔ اس بچہ کی وفات کا حادثہ 4ھ میں پیش آیا۔ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اس بچہ کے علاوہ کسی اور بچہ کی پیدائش نہ ہوئی۔ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے حبشہ پہنچیں تو حبشہ کے نوجوان آپ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران ہو جاتے اور آپ کو نوجوانوں کے اس طرز عمل سے تکلیف محسوس ہوتی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان کے حق میں بددعا کی' وہ ہلاک ہو گئے۔ ان لڑکوں کا کلام حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ تھا کہ رقیہ (رضی اللہ عنہا) کا زخم مرغ کی ٹھونگوں کی طرح لگتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ ۔

و یوما کحسو الدیك قد بات صحبتی ینالونه فوق القلاص العیاهل

''اور ایک دن مرغ کی ٹھونگوں کی طرح وہ مجھے اپنی صحبت میں محو (فنا کرنا) کئے ہوئے تھی اور کس قدر جلد اس نے مجھے اپنی صحبت (ہم نشینی کرنا) میں لگا لیا''۔

مرغ کی آنکھ کی سفیدی بہت مشہور ہے اور اسے ضرب المثل کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ سو اہل عرب کہتے ہیں ''اصفی من عین الدیك'' (فلاں کی آنکھ مرغ سے بھی زیادہ صاف ہے)۔

بکر العاذلون فی وضح الصبح یقولون لی اما تستفیق

ویلومون فیك یا ابنة عبداللہ

والقلب عندکم موهوق لست ادری اذ اکثر والعذل فیها

اعدوّ یلومنی ام صدیق

''برا بھلا کہنے والیوں نے صبح سویرے ہی مجھ سے کہا کیا تو ہوش میں نہیں آئے گا اور اے عبداللہ کی بیٹی یہ مجھے برا بھلا کرتی ہے''۔

''اور میرا دل ان کے پاس قید ہے میں نہیں جانتا جب وہ برا بھلا کہتی ہیں تو دشمنی کی وجہ سے ایسا کرتی ہیں یا دوستی کی وجہ سے''۔

ودعوا بالصبوح یوما فجاءت قینة فی یمینها ابریق

قدمته علی عقار کعین الدیك صفی سلافها الرواوق

''اور میں نے صبح سویرے شراب مانگی تو ایک باندی آئی جس کے ہاتھ میں شراب تھی''۔

''وہ آ رہی تھی کہ اس کی آنکھیں مرغی کی آنکھوں سے زیادہ شفاف تھیں''۔

خواص: مرغ کا گوشت گرم خشک ہونے کے ساتھ ساتھ معتدل بھی ہوتا ہے اس مرغ کا گوشت بہت مزیدار ہوگا جس کی

آواز نہ زیادہ پست اور نہ زیادہ اونچی ہوگی۔ مرغ کا گوشت قولنج کے مریض کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

مرغ کا گوشت کھانے سے جسم کو عمدہ غذا ملتی ہے۔ اس کا گوشت سرد مزاج والوں اور بوڑھے لوگوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ نیز موسم سرما میں اس کے گوشت کا استعمال بہت فائدہ مند ہے۔ بوڑھے مرغ کو پکانے سے اس کی قوت ضائع ہو جاتی ہے۔ جوان مرغ کا گوشت پیٹ کے لئے فائدہ مند ہے اور قبض کو دور کرتا ہے۔ نیز اس کا گوشت جوڑوں کے درد، رعشہ، پرانے بخار کے لئے بھی بہت فائدہ مند ہے۔ خاص اس وقت جب اس میں ماء کرنب، اسفاناخ اور زیادہ نمک ڈال کر پکایا جائے۔

مرغی کے بچوں کا گوشت سب انسانوں کے لئے نفع مند ہے۔ بشرطیکہ انہوں نے ابھی آواز (یعنی بانگ) شروع نہ کی ہو۔ مرغی کا گوشت انڈے دینے سے پہلے تک بے حد فائدے والا ہے۔ اگر مرغ کا گوشت کھانے پر مداومت اختیار کی جائے تو یہ صحت کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ مرغوں کا خون اوران کا دماغ اگر کیڑے کے کاٹنے کی جگہ پر ملا جائے تو بہت فائدہ مند ہو گا۔ مرغ کا خون سرمہ کے طور پر آنکھ میں لگانا آنکھ کی سفیدی کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر مرغ کی کسیر (کلغی) جلا کر بستر پر پیشاب کرنے والے کو پلا دی جائے تو اس کا مرض ختم ہو جائے گا۔ اگر مرغ کے سر اور کسیر پر تیل لگا دیا جائے تو وہ اذان دینے سے رک جائے گا۔ مرغ کے دونوں کندھوں کے کناروں پر مرغیاں ہوتی ہیں سو اگر مرغ کے داہنے بازو کی ہڈی کو بخار میں مبتلا شخص کے گلے میں ڈال دیا جائے تو اس کا بخار ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا نیز اگر اس کے بائیں بازو کی ہڈی چوتھیا بخار (بار بار آنے والا بخار) والے کے گلے میں ڈال دی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر مرغ کے خصیہ کو ایسی عورت جس کا حمل نہ ٹھہرتا ہو کھلایا جائے تو اس کا حمل ٹھہر جائے گا۔ پانی میں ابال کر کھائے لیکن عورت اس خصیہ کو پاک ہونے سے پہلے حیض کی ہی حالت میں تین دن لگاتار کھائے اور پھر اسی دوران اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو انشاء اللہ حمل ٹھہر جائے گا۔

سو اگر کوئی شخص بہت زیادہ جماع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ مرغ کے خصیہ کو کسی کاغذ میں لپیٹ کر اپنے دائیں بازو میں باندھے تو جب تک یہ خصیہ اس کے بندھا رہے گا اسے انزال نہیں ہوگا اور عضو تناسل (Pains) میں عجیب و غریب سختی پیدا ہو جائے گی۔ اگر سفید یا سرخ مرغ کی کسیر (مرغ کے سر پر گوشت کا سرخ ٹکڑا) کی دھونی کسی پاگل شخص کو دی جائے تو عجیب و غریب فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر مرغ کے پتا کو بکرے کے شوربہ میں ملا کر نہار منہ پی لیا جائے تو نسیان (بھولنے کا مرض) ختم ہو جائے گا اور بھولی ہوئی چیزیں یاد آ جائیں گی۔ اگر مرغ کے خون کو شہد میں حل کرے آگ پر پکایا جائے اور پھر عضو مخصوص پر اس کی مالش کی جائے تو عضو مخصوص اور قوت باہ کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر مرغ کا خصیہ کسی ایسے مرغ پر لگا دیا جائے جو دوسرے مرغوں سے لڑنے والا ہو تو اس مرغ کو غلبہ حاصل ہوگا۔

تعبیر: مرغ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مؤذن، خطیب اور ایسے قاری سے دی جاتی ہے جو گانے کے انداز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ بعض اوقات مرغ کو خواب میں دیکھنا ایسے مرد کی طرف اشارہ ہے جو نیکی کا حکم دیتا ہے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا یہ تعبیر اس لئے دی جاتی ہے کہ مرغ اس کو اپنی آواز کے ذریعے نماز کے لئے جگاتا ہے لیکن مرغ خود نماز نہیں پڑھتا۔ بعض اوقات مرغ کو خواب میں دیکھنا ایسے مرد پر دلالت کرتا ہے جو بہت زیادہ نکاح کرنے والا ہو نیز اس کی تعبیر ایسے شخص سے دی

جاتی ہے جو بہت زیادہ بانسری بجانے والا ہو اور عورتوں کے پاس آنے جانے والا ہو اور مرغ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر چوکیدار سے بھی دی جاتی ہے اور مرغ کو خواب میں دیکھنا ایسے سخی آدمی پر دلالت کرتا ہے جو خود نہیں کھاتا بلکہ دوسروں کو کھلاتا ہے۔ سو مرغ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر گھر کے مالک یا مملوک سے دی جاتی ہے اور کبھی مرغ کو خواب میں دیکھنا علماء و حکماء کی صحبت کی علامت ہوتی ہے۔

مرغ کی تعبیر کے متعلق ایک حکایت: بیان کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی حضرت امام محمد ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ میرے گھر میں داخل ہوا" اس نے جو کے دانے چگ لئے تو حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے اس شخص سے فرمایا اگر تمہارے گھر سے کوئی چیز چوری ہو جائے تو مجھے اس کے بارے میں بتانا۔ سو کچھ دنوں بعد وہ شخص حضرت ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ میرے گھر کی چھت سے کسی نے ایک چٹائی چرالی ہے۔ حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تمہاری چٹائی (Mat) موذن نے چرائی ہے۔ جب تحقیق ہوئی تو حضرت امام ابن سیرین کی تعبیر صحیح ثابت ہوئی۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے دروازے پر ایک مرغ کو یہ شعر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے:

قَدْ كَانَ مِنْ رَّبِّ هٰذَا الْبَيْتِ مَا كَانَا ۔۔۔ هَيُّوا لِصَاحِبِهٖ يَا قَوْمِ اَكْفَانَا

"حقیقت میں اس گھر کے مالک کو ایک حادثہ پیش آیا تو حادثہ کے وقت اس کے ساتھی نے چیخ و پکار کرتے ہوئے کہا کہ اے قوم اپنے کفن کا انتظام کرلو (کیونکہ سخت وقت آگیا ہے)"۔

حضرت امام ابن سیرین نے کہا کہ گھر کے مالک کا چونتیس دن کے بعد انتقال ہو جائے گا سو ایسا ہی ہو۔ "الدیك" کے اعداد کی تعداد بھی چونتیس ہی ہے۔

ایک اور شخص نے حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرغ "اللہ اللہ اللہ" کہہ رہا ہے۔ حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تیری زندگی کے صرف تین دن باقی ہیں پھر تیرا انتقال ہو جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا۔

دیك الجن

"دیک الجن" ایک جانور ہے جو باغوں میں پایا جاتا ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس جانور کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اسے پرانی شراب میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ یہ اس میں ہلاک ہو جائے پھر اس شراب کو کسی برتن وغیرہ میں ڈال کر گھر کے صحن میں دفن کر دیا جائے تو اس گھر میں کبھی دیمک نظر نہیں آئے گی۔

"دیک الجن" دولت عباسیہ کے مشہور شاعر ابو محمد ابن عبد السلام حمصی کا لقب تھا۔ یہ شیعہ تھا اور اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کئی مرثیے لکھے ہیں۔ یہ شاعر انتہائی بے حیا' بے ادب اور کھیل کود کا شوقین تھا۔ اس کی ولادت 161ھ

میں ہوئی اور اس کی عمر ستر سال ہوئی اور اس کا انتقال 236ھ میں متوکل کے دور خلافت میں ہوا۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ بات مشہور ہے کہ جب ابونواس شاعر مصر میں خصیب کی تعریف کرنے کے لئے گیا تو جب وہ ابونواس گھر کے قریب پہنچا تو "دیک الجن" شاعر اسے دیکھ کر چھپ گیا۔ سو ابونواس نے اس کی لونڈی سے کہا کہ اپنے آقا سے جا کر کہو کہ (میرے مقابلے کے لئے) باہر آئے کیونکہ تو نے اپنے شعر سے اہل اعراق کو فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

موردة من كف ظبي كانما　　　تناوها من خده فادارها

"ایک ہرن کے ہاتھوں سے اس طرح حاصل کیا گویا کہ ہرن کے رخسار گھما دیئے گئے"۔

سو جب "دیک الجن" نے ابونواس کا پیغام سنا تو باہر آ گیا اور ابونواس سے ملاقات کی اور اس کی خاطر تواضع کی۔ تاریخ ابن خلکان میں یہ واقعہ اس طرح ذکر ہے کہ دعبل خزاعی جب مصر پہنچا تو "دیک الجن" اس کی آمد کی اطلاع سن کر چھپ گیا سو "دعبل" اس کے گھر پہنچا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ "دیک الجن" کی لونڈی نے کہا کہ وہ یہاں نہیں ہے تو "دعبل" سمجھ گیا کہ "دیک الجن" کی مرضی کیا ہے تو اس نے "دیک الجن" کی لونڈی سے کہا کہ اس سے کہو کہ باہر آ جائے کیونکہ وہ ان اشعار کی وجہ سے جنوں اور انسانوں میں سب سے بڑا شاعر بن گیا ہے۔ اشعار یہ ہیں:

فقام تكاد الكاس تحرق كفه　　　من الشمس او من وجنتيه استعارها

موردة من كف ظبي كانما　　　تناولها من خده فادارها

"وہ کھڑا ہوا کہ لوگوں کی ہتھیلیوں کو جلاتا تھا اس کا یہ جلانا سورج کی حرارت کی وجہ سے تھا یا اس حرارت کی وجہ سے جو اس کی گالوں سے ادھار لی گئی تھی"۔

"جب "دیک الجن" نے دعبل کا پیغام سنا تو وہ گھر سے باہر نکل کر دعبل کی طرف آیا اور اس کی ضیافت کی"۔

الديلم

"الدیلم" اس کا مطلب تیتر ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

ابن داية

"ابن دایۃ" اس کا مطلب سیاہ سفید داغدار کوا ہے۔ اس کو "ابن دایۃ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب اسے اونٹ کی پشت (Back) یا اس کی گردن (Neck) پر کوئی نشان نظر آتا ہے تو یہ اسے (اپنی چونچ سے) کرید کرید کر ہڈیوں تک پہنچا دیتا ہے۔

فائدہ: "الدیات" کا مطلب گردن اور ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ابن اعرابی نے اپنی کتاب "النوادر" میں لکھا ہے کہ اونٹ کی کمر کے مہرے کم از کم اٹھارہ اور زیادہ سے زیادہ اکیس ہوتے ہیں جبکہ انسان کی کمر کے سترہ مہرے ہوتے ہیں۔ جالینوس نے

کہا ہے کہ انسان کی پشت میں اس کے دماغ کی جڑ سے لے کر اس کی سرین تک چوبیس گرہیں (منکے) ہیں۔ سات اس کی گرون میں اور سترہ اس کی کمر میں اس کے علاوہ بارہ پشت میں اور پانچ اس کے پیٹ میں۔ سو صلب اور پیٹ کو سرین میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔ جالینوس نے کہا ہے کہ انسان کی پسلیوں کی تعداد چوبیس ہے۔ یعنی دائیں طرف بارہ پسلیاں ہیں اور اس طرح بائیں جانب بھی بارہ پسلیاں ہیں۔ سو انسان کی دو سو اڑتالیس ہڈیاں ہیں لیکن دل کی ہڈی ان میں شامل نہیں ہے۔ انسان کے جسم میں بارہ سوراخ' دو آنکھیں' دو کان' دو نتھنے' ایک منہ' دو پستان' دو فرج اور ایک ناف ہے۔ سو انسان کے جسم کے وہ سوراخ جو مسامات کی صورت میں ہوتے ہیں ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

ایک قصہ: عتبہ بن ابی سفیان نے اپنے گھر والوں میں سے کسی آدمی کو طائف کا امیر مقرر کیا۔ اس نے ازدقبیلہ کے کسی آدمی پر ظلم کیا۔ ازدقبیلہ کا وہ آدمی عتبہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح کرے۔ کیا آپ نے یہ حکم دے رکھا ہے کہ جو مظلوم ہو وہ آپ کے پاس آئے۔ میں مظلوم ہوں اور آپ کے پاس آیا ہوں پھر اس شخص نے اونچی آواز سے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی شکایت کی۔ عتبہ نے کہا کہ اللہ کی قسم تم مجھے بے ادب اعرابی لگتے ہو جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رات' دن میں کتنی رکعتیں فرض کی ہیں۔ اس ازدی نے کہا کہ اگر میں آپ کو فرض نمازوں کی تفصیل بتا دوں تو کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں گے کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ سکوں۔ عتبہ نے کہا ہاں' سو اس ازدی نے کہا:

اِنَّ الصَّلَاۃَ اَرْبَعٌ وَ اَرْبَعٌ ثُمَّ ثَلَاثٌ بَعْدَهُنَّ اَرْبَعٌ ثُمَّ صَلَاۃُ الْفَجْرِ لَا تُضِيْعُ

"بے شک نماز چار (یعنی ظہر) چار (یعنی عصر) پھر تین (یعنی مغرب) اس کے بعد چار (یعنی عشاء) پھر نماز فجر جو ضائع نہیں ہوسکتی"۔

عتبہ نے کہا تو نے سچ کہا۔ سو تو کیا مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے؟ ازدی نے کہا کہ آپ کی کمر کی ہڈیوں کی تعداد کتنی ہے؟ عتبہ نے کہا کہ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ تو ازدی نے کہا کہ کیا آپ لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں حالانکہ آپ اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ عتبہ نے کہا کہ اس کو میرے پاس سے نکال دو اور اسے اس کا مال واپس کردو۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اونٹ کوّے کو اچھی طرح پہچانتا ہے کیونکہ وہ اسے تکلیف دیتا ہے اس لئے اونٹ کوّے سے ڈرتا رہتا ہے۔ اہل عرب اس کوّے کو "اعور" کے نام سے پکارتے ہیں اور اسے منحوس کہتے ہیں۔

الدئل

"الدئل" اس کا مطلب نیولے کی طرح کا ایک جانور ہے۔ حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ

جاؤا بجیش لو قیس معرسہ ما کان الا کمعرس الدئل

"وہ آئے ایسے لشکر کے ساتھ کہ اگر اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو ناپا جائے تو وہ نیولے کے بل کے برابر ہوگی"۔

حضرت احمد بن یحییٰ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہم "الدئل" کے علاوہ کوئی ایسا کام نہیں جانتے جو فعل کے وزن پر آتا ہے۔

اخفش نے کہا ہے کہ بصرہ کے قاضی ابوالاسود الاتکی کو اسی جانور کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ابوالاسود کا نام ظالم بن عمرو بن سلیمان بن عمرو تھا لیکن آپ کے نام ونسب کے بارے میں اہل سیر کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ معزز تابعین میں سے تھے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحبت کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور آپ صفین کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ بصری ہیں۔ آپ کامل الرائے اور سلیم الطبع افراد میں شمار کئے جاتے ہیں۔ نیز آپ کو محدثین' نحویین اور شعراء میں بھی شامل کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کو بخل' گندہ ذہنی اور مفلوجی میں بھی شہرت حاصل ہے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے علم نحو کو واضح کیا تھا۔ سو کہا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کلام جس میں اسم' فعل اور حرف کا ذکر تھا ظاہر کر کے ابوالاسود کو دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان تینوں پر کلام کو مکمل کرو۔

علم نحو کی وجہ تسمیہ: علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: علم نحو کو نحو کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ابوالاسود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی کہ کیا میں آپ کے کلام کی طرح کا کلام ظاہر کرلوں۔ سو اس طرح اس علم کا نام علم نحو پڑ گیا کیونکہ عربی لغت میں نحو کا مطلب مثل' مانند آتا ہے۔

1:- ابوالاسود نے ایک دفعہ ایک مانگنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ کون ہے جو رات کے وقت بھوکے کو کھانا کھلا دے؟ ابوالاسود نے اسے بلایا اور کھانا کھلایا۔ جب سائل جانے لگا تو ابوالاسود نے کہا کہ میں نے تجھے اس لئے کھانا کھلایا ہے تاکہ تو رات کے وقت اپنے سوال کے ذریعے لوگوں کو پریشان نہ کرے۔ پھر اس کے پاؤں میں بیڑی ڈال کر اسے قید کرلیا' یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

2:- ایک مرتبہ کسی آدمی نے ابوالاسود سے کہا کہ آپ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بردبار بھی ہیں لیکن آپ میں جو نقص پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ بخیل ہیں۔ سو ابوالاسود نے کہا اس برتن میں بھلائی نہیں جو اپنے اندر اس چیز کو سمانہ سکے جو اس میں بھری جائے۔

3:- ایک مرتبہ ابوالاسود نے ایک گھوڑا نو دینار میں خریدا اور اسے لے کر ایک بھینگے شخص کے قریب سے گزرے تو اس نے کہا کہ آپ نے یہ گھوڑا کتنے (دینار) میں خریدا۔ ابوالاسود بولا آپ کی نظر میں اس کی کیا قیمت ہوگی۔ تو اس بھینگے آدمی نے جواب دیا کہ اس کی قیمت ساڑھے چار دینار ہوگی ابوالاسود نے کہا کہ تو اس کی قیمت لگانے میں معذور ہے کیونکہ تو نے اسے ایک آنکھ سے دیکھا ہے اس لئے تو نے اس کی آدھی قیمت لگائی ہے اگر تو دوسری آنکھ سے بھی اسے دیکھتا تو اس کی صحیح قیمت لگاتا۔ سو اسے اپنے گھر کی طرف چل پڑے۔ جب گھر گئے تو گھوڑے کو باندھ کر سو گئے۔ صبح جب اٹھے تو گھوڑے کے چبانے کی آواز سنی۔ کہا یہ کیا ہے؟ گھر والوں نے کہا گھوڑا جَو کھا رہا ہے۔ ابوالاسود نے کہا کہ میں اتنا مال ایسے لوگوں کے پاس نہیں چھوڑ سکتا جو اسے برباد کریں۔ میں اسے ایسے افراد کے سپرد کروں گا جو اس میں اضافہ کرے۔ سو اس نے گھوڑا فروخت کر دیا اور اس کی

قیمت سے کھیتی باڑی کے لئے زمین خرید لی۔

ابوجہم عدوی کا قصہ :4:- علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اباالاسود کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ درہم میں اپنا مکان بیچ دیا اور پھر مکان خریدنے والوں سے کہا کہ تم کتنی رقم میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا پڑوس خرید سکتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کیا پڑوس بھی فروخت ہوتا ہے۔ سو ابوجہم نے کہا کہ میرا گھر مجھے واپس لوٹا دو اور اپنے دراہم مجھ سے لے لو۔ اللہ کی قسم میں ایسے آدمی کا پڑوس ہرگز نہیں چھوڑ سکتا جس کی شان یہ ہے کہ اگر میں کہیں لاپتا ہو جاؤں تو مجھے تلاش کرتا ہے اور مجھے دیکھ لے تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر میں کہیں باہر چلا جاؤں تو میرے گھر کی حفاظت کرتا ہے اور اگر میں گھر میں موجود ہوں تو میرا حق ادا کرتا ہے اور اگر اس سے کسی چیز کا سوال کر دوں تو وہ مجھے عطا کرتا ہے۔ جب حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے ابوجہم کی طرف ایک لاکھ درہم بھیج دیئے۔

5:- ایک مرتبہ ابوالاسود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گفتگو جاری تھی کہ ابوالاسود کی ریح خارج ہوگئی تو اس کی آواز سنائی دی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ ہنس پڑے۔ ابوالاسود نے کہا: اے امیر المومنین اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ دیجئے گا۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے ابوالاسود اٹھ کر چلے گئے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود کا قصہ ان کو سنایا۔ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود کو دیکھا تو فرمایا اے ابوالاسود تو نے امیر المومنین کے سامنے ایسی حرکت کیوں کی؟ جب دوبارہ ابوالاسود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے تو ان سے کہا: اے امیر المومنین کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ آپ اس واقعہ کے بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے سامنے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ ابوالاسود نے کہا کہ مجھے اسی بات کا ڈر تھا کہ آپ خلافت کے اہل نہیں ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیسے؟ ابوالاسود نے کہا کہ جب آپ نے خروج ریح کے بارے میں امانت داری کا ثبوت نہیں دیا تو آپ مسلمانوں کے جان و مال کے بارے میں کیسے امانت داری کا مظاہرہ کریں گے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسکرائے اور ابوالاسود کو انعام دیا۔

6:- ابوالاسود سے کہا گیا کہ امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابوالاسود نے جواب دیا ہاں مگر اس جانب سے (یعنی خلیفہ کی حیثیت سے)۔

7:- ابوالاسود عراق کے گورنر زیاد بن ابیہ کے بچوں کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک دن ابوالاسود کی بیوی نے زیاد کی عدالت میں اپنے بچوں کی تولیت کا مقدمہ دائر کر دیا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ ابوالاسود مجھ سے میرا بچہ چھیننا چاہتا ہے حالانکہ وہ میرے پیٹ میں رہا ہے اور میں نے اسے دودھ پلایا ہے اور میری گود اس کی سواری رہی ہے۔ ابوالاسود نے کہا کیا تو اس طریقہ سے مجھ پر غلبہ چاہتی ہے حالانکہ تیرے حاملہ ہونے سے پہلے اس لڑکے کو تیرے شکم میں رکھا اور تیرے وضع حمل سے پہلے میں نے اسے نطفہ کی حالت میں ظاہر کیا تھا۔ اس عورت نے کہا کہ میں اور تو اس سلسلے میں برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ جب یہ تیرے شکم میں تھا تو

بہت ہلکا تھا اور جب میرے پیٹ میں منتقل ہوا تو بوجھل ہو گیا۔ سو تو نے اسے شہوت کے ذریعے ظاہر کیا اور میں نے اسے تکلیف کے ساتھ ظاہر کیا۔

زیاد نے ابوالاسود سے کہا کہ مجھے یہ عورت عقلمند لگتی ہے سو آپ اسے اس کا لڑکا واپس کر دیں کیونکہ یہ صحیح طریقے سے بچے کی پرورش کرے گی۔ ابوالاسود کی وفات بصرہ میں طاعون کی بیماری کی وجہ سے ہوئی۔ ابوالاسود نے اسی سال کی عمر پائی۔ بصرہ میں طاعون کی بیماری کی وجہ سے بڑی بڑی اہم شخصیات ہلاک ہو گئی تھیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے تیس بیٹے بھی اسی بیماری کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔

"باب ذوالة"

"ذؤالة" اس کا مطلب بھیڑیا ہے اور اسے "ذؤالة" اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دبی ہوئی چال چلتا ہے اور ذؤالہ کا مطلب بھی ہلکی چال چلنے والا ہے۔

حدیث میں بھیڑیے کا تذکرہ: حدیث شریف میں ہے کہ حضور شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار، رسول انور، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم ایک سیاہ لومڑی کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے کو اچھال رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی (ذوال یا ابن القرم یا ذوال) سو حضور شہنشاہِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم "ذؤالة" نہ کہو کیونکہ یہ شوخ ترین درندہ ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ذوال ذوالة کی ترخیم (دم کاٹنے کو کہتے ہیں) اور "قرم" سردار کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

الذباب

"الذباب" اس کا مطلب مکھی ہے۔ یہ ایک مشہور جانور ہے۔ اس کا واحد "ذبابة" ہے اور جمع قلت "اذبة" اور جمع کثرت "ذبان" ہے۔ نابغہ نے کہا ہے کہ

یا واهب الناس بعيرا صلبه ضرابة بالمشفر الاذبه

"اے لوگوں کو سواری کے لئے اونٹ دینے والے جو بہت چلتے ہیں اور مسلسل چلنے کی بناء پر ان کے ہونٹوں پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں"۔

راجز نے کہا ہے کہ

او يقضى الله ذبابات الديون

"کیا اللہ عزوجل قرضوں کی مکھیوں کا خاتمہ کردے گا"۔

"ارض مذبة" ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ مکھیاں ہوں۔ فراء نے کہا ہے کہ ایسی جگہ کو جہاں بہت زیادہ مکھیاں ہوں "ارض مذبة" جس طرح "ارض موحوسة" ایسی جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں جنگلی جانور بہت زیادہ ہوں۔

مکھی کو "ذباب" اس کے زیادہ ہونے اور اس کی بے چینی کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اس کے لقب کے لئے ابوحفص، ابوحکیم، ابوالحدرس کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مکھی مخلوقات میں سب سے زیادہ جاہل ہے کیونکہ یہ اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں

ڈالتی ہے۔ جوہری نے کہا ہے کہ اڑنے والے جانوروں میں سے کوئی ایسا جانور نہیں ہے جو کھانے پینے کی چیزوں میں منہ ڈالتا ہو مگر مکھی ایسا کرتی ہے۔

عنقریب انشاء اللہ عین کے باب میں ''العنکبوت'' کے تحت افلاطون کے اس قول کہ مکھی مخلوقات میں سے حریص ترین جانور ہے میں اس کا تفصیل سے ذکر آئے گا۔

مکھی کی آنکھوں کا حلقہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کی پلکیں نہیں ہوتیں۔ پلکیں آنکھوں کی پتلی کو گردوغبار سے دور رکھتی ہیں۔ سو اللہ عزوجل نے مکھی کو پلکوں کے بدلے دو ہاتھ عطا فرمائے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی آنکھوں کی پتلی کو صاف کرتی رہتی ہے۔ اکثر آپ نے دیکھا ہوگا کہ مکھی اپنے ہاتھوں کو ہمیشہ اپنی آنکھوں پر پھیرتی رہتی ہے۔ مکھی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان کی پیدائش گندگی سے ہوتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ اہل عرب کے نزدیک ''الذباب'' کا مطلب بھڑ، شہد کی مکھی، مچھلی کی ساری اقسام، جوئیں، کتے کی مکھی وغیرہ ہیں۔ مکھیوں کا بھی مچھروں کی طرح ایک ڈنگ ہوتا ہے جس کے ذریعے یہ ڈستی ہیں۔ وہ مکھیاں جو انسانوں کے قریب رہتی ہیں کبھی نر اور مادہ کی جفتی سے پیدا ہوتی ہیں اور کبھی یہ جسموں سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ سو کہا جاتا ہے کہ اگر باقلا کو کسی جگہ لٹکا دیا جائے تو اس کے بیج سے مکھیاں بن کر اڑ جائیں گی اور اس جگہ چھلکا ہی باقی رہ جائے گا۔

حدیث شریف میں مکھی کا تذکرہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں نے حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خبردار دنیا نہیں باقی رہی مگر مکھی کے برابر جو فضا میں پرواز کرتی ہے سو تم اپنے ان بھائیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو جن کو تم نے قبروں میں پہنچا دیا ہے۔ تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں۔ (رواہ حاکم)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''تمور'' کا مطلب مکھی کا ہوا میں آنا جانا ہے کیوں کہ مکھی ہوا میں زمین و آسمان کے درمیان اڑتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکھی کی عمر چالیس راتیں ہے اور شہد کی مکھی کے سوا ساری مکھیاں آگ میں داخل ہوں گی۔ (مسند ابو یعلی)

کامل میں عمرو بن شقیق کے حالات میں لکھا ہے کہ مجاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہد کی مکھی کے علاوہ تمام مکھیاں آگ میں جائیں گی۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ محدثین نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ مکھیوں کا آگ میں داخل ہونا عذاب کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان کو دوزخ والوں کے لئے عذاب بنا کر ڈالا جائے گا تاکہ یہ ان کو تکلیف پہنچائیں۔

ابو ملیح اپنے والد اسامہ بن عمیر بن عامر الاقیش ہزلی بصری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں حضور شہنشاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف (وہ شخص جو ایک گھوڑے پر کسی سوار کے پیچھے بیٹھے) تھا۔ سو ہمارے اونٹ نے ٹھوکر کھائی۔ میں نے کہا کہ شیطان ٹھوکر کھائے۔

حضور صاحب شریعت، مختار کل کائنات، مخزن جود و سخا، تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم "تعس الشیطان" (یعنی شیطان ٹھوکر کھائے) کے الفاظ نہ کہو کہ وہ بھول کر گھر کی طرح ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے اندر اتنی قوت ہے بلکہ تم یہ الفاظ کہا کرو "بسم اللہ" سو یہ لفظ کہنے سے شیطان چھوٹا سا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔ (رواہ النسائی والحاکم)

حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے کہ ابوالملیح ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا۔ سو ہماری سواری نے ٹھوکر کھائی۔ تو میں نے یہ الفاظ کہے۔ باقی روایت اسی طرح ہے۔ آخر تک جو ابن سنی نسائی اور حاکم نے روایت کی ہے لیکن ابن سنی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ابوالملیح اپنے والد اسامہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں (جبکہ نسائی کی روایت میں ابوالملیح کے والد کا نام اسامہ بن عمیر نقل کیا گیا ہے) یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں کیونکہ ابوداؤد علیہ الرحمہ میں ابوالملیح نے نقل کی ہوئی وہ حدیث جس آدمی سے روایت کی گئی ہے وہ صحابی ہیں اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان عادل ہیں۔

علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس نامعلوم آدمی کا نام ابوعزہ ہے اور اس سے خالد الحذاء نے روایت کی۔ انہوں نے ابوتمیمہ ہجی سے انہوں نے اپنے باپ خالد سے۔ وہ فرماتے ہیں: میں حضور صاحب کائنات، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا۔ سو ہماری اونٹنی نے ٹھوکر کھائی۔ اس کے بعد روایت آخر تک اسی طرح ہے جس طرح اوپر نقل کی گئی ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "تعس" کے بارے میں محدثین کے بہت سے اقوال ہیں۔ بعض محدثین کے نزدیک "تعس"، "ھلک" (ہلاکت) کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک "تعس" "سقط" گرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

بعض محدثین نے "تعس" سے "عثر" پھسلنے کا مطلب لیا ہے۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ "تعس" کا مطلب "لزمہ الشر" (اسے شر پکڑے) ہے۔ لفظ "تعس" عین پر زبر اور زیر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے البتہ عین کی زبر کے ساتھ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ علامہ جوہری نے "لفظ" "تعس" عین کی پیش کے علاوہ بھی نقل نہیں کیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید السالکین، سراج السالکین، راحت العاشقین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو ایک سو ساٹھ فرشتوں کی نگرانی میں دیا گیا ہے وہ اس کی اپنی طاقت کے مطابق حفاظت کرتے ہیں۔ سو ان میں سے سات فرشتے مومن کی حفاظت کے لئے اس پر اس طرح چکر لگاتے ہیں جس طرح مکھی شہد کے پیالے پر چکر لگاتی ہے۔ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کر دیئے جائیں تو تم انہیں ہر پہاڑ اور ہموار زمین پر دیکھو گے کہ ہر فرشتہ اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے اور منہ کو کھولے ہوئے ہے۔ اگر بندے کو ایک لحہ کے لئے بھی اس کے نفس کے سپرد کر دیا جائے تو شیطان اسے اچک لیں گے۔ (رواہ الطبرانی وابن ابی الدنیا)

عربوں کے نزدیک "الذباب" کا اطلاق کتے کی مکھی، شہد کی مکھی اور دوسری مکھیوں پر ہوتا ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جالینوس کہتے ہیں کہ یہ مختلف رنگوں میں ہوتی ہے جس طرح اونٹ کی مکھیاں' بکریوں کی مکھیاں اور اس کی اصل یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو اونٹ اور بکریوں کے جسم سے نکلتا ہے اور مکھی کی شکل کا ہو جاتا ہے۔

انسانوں کے قریب رہنے والی مکھیاں نر و مادہ کی جفتی سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب جنوب کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو اسی وقت مکھیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان کی تعداد بڑھ جاتی ہے لیکن جب شمال کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو مکھیاں کم ہو جاتی ہیں۔

مکھی کی ایک عجیب و غریب عادت ہے کہ یہ سفید چیز پر سفید پاخانہ کرتی ہے اور یہ کدو کے درخت پر کبھی نہیں بیٹھتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل لگائی تھی کیونکہ اس وقت آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تھے۔ اگر مکھیاں آپ پر بیٹھتیں تو آپ کو تکلیف محسوس ہوتی۔ سو اللہ عز و جل نے مکھیوں کو وہاں سے منع فرما دیا تھا۔

اور اکثر مکھیاں گندے مقامات پر ہوتی ہیں اور یہ پیدا بھی گندگی سے ہی ہوتی ہیں اور بعض اوقات نر و مادہ کی جفتی سے بھی مکھیوں کی پیدائش ہوتی ہے۔ مکھی حیوانات شمسیہ میں سے ہے کیونکہ یہ سرد موسم میں اس وقت تک غائب رہتی ہیں جب تک درج کی روشنی میں حرارت پیدا نہ ہو جائے۔ اس کے برعکس گرم موسم اور خاص طور پر برسات کے موسم میں یہ بہت زیادہ ہو جاتی ہیں۔ مکھی کی باقی قسمیں ناموس' فراش' لغر' قمع وغیرہ کا ذکر اپنے اپنے باب میں انشاء اللہ آئے گا۔ ابو العلاء المصری شاعر نے کیا خوب اشعار کہے ہیں۔ ابو العلاء کی وفات 449ھ میں ہوئی۔

يَا طَالِبُ الرِّزْقِ الْهَنِيِّ بِقُوَّةٍ ۔۔۔ هَيْهَاتَ أَنْتَ بِبَاطِلٍ مَشْغُوْفٌ

رَعَتْ لَاَسْوَدُ بِقُوَّةٍ جِيَفَ الْفَلَاءِ ۔۔۔ وَرَعَى الذُّبَابُ الشهد وَهُوَ ضَعِيْفٌ

''اے اس رزق کو قوت سے حاصل کرنے کی طالب جو آسانی سے حاصل ہوتا ہے دور ہو جا کیونکہ تو جھوٹے کام میں مصروف ہے۔

''اسود طاقتور ہونے کے باوجود مرے ہوئے گدھے کو کھاتا ہے اور مکھی کمزور ہونے کے باوجود شہد کھاتی ہے''۔

محمد اندلیسی کے شعر بھی اسی معنی میں ہیں۔

مِثْلُ الرِّزْقِ الَّذِيْ تَطْلُبُهُ ۔۔۔ مِثْلَ الظِّلِّ الَّذِيْ يَمْشِيْ مَعَكَ

أَنْتَ لَا تُدْرِكُهُ مُتَّبِعًا ۔۔۔ وَإِذَا وَلَّيْتَ عَنْهُ تَبِعَكَ

''اس رزق کی مثال جسے تو طلب کر رہا ہے اس سایہ کی طرح ہے جو تیرے ساتھ چل رہا ہے''۔

''تو اس کے پیچھے چل کر اسے نہیں پا سکتا اور جب تو اس سے پیٹھ پھیرے گا تو وہ تیرے پیچھے چلے گا''۔

ابو الخیر واسطی نے بھی اسی معنی میں یہ اشعار کہے ہیں:

جَرىٰ قَلَمُ الْقَضَاءِ بِمَا يَكُوْنُ ۔۔۔ فَسِيَّانِ التَّحَرُّكِ وَالسُّكُوْنِ

جُنُوْنٌ مِنْكَ اَنْ تَسْعٰى لِرِزْقٍ ۔۔۔ وَيَرْزُقُ فِيْ غِشَاوَتِهِ الْجَنِيْنُ

''تقدیر کا قلم چل چکا ہے اس چیز پر جو ہونے والی ہے' سو حرکت کرنا یا ایک جگہ ٹھہرے رہنا برابر ہیں''۔

''تیرا پاگل پن ہے کہ تو رزق کے واسطے دوڑ دھوپ کرے اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) تو جنین کو اس کی جھلی میں رزق دیتا ہے''

اصل میں حضرت امیر سیف الدین علی بن فلیح ظاہری علیہ الرحمہ نے اپنے دشمن کو کمزور نہ سمجھنے کے بارے میں کیا خوب شعر کہے ہیں۔

لَا تَحْقِرَنَّ عَدُوًّا لَانَ جَانِبُهُ	وَإِنْ تَرَاهُ ضَعِيفُ الْبَطْشِ وَالْجِلْدِ
فَلِلذُّبَابَةِ فِي الْجَرْحِ الْمَدِيْدِ	تَنَالُ مَا قَصُرَتْ عَنْهُ يَدُ الْأَسَدِ

''تو اپنے جسم کو کمزور نہ سمجھ اگر چہ وہ ایک جانب سے تجھے کمزور جلد اور کمزور پکڑ کا محسوس ہوتا ہے''۔

''مکھی اپنے پنجوں سے پرانے زخم میں اس چیز کو پا لیتی ہے جس چیز تک شیر کا ہاتھ پہنچنے سے قاصر ہے''۔

امام یوسف بن ایوب بن زہرہ ہمدانی کا واقعہ: تاریخ ابن خلکان میں امام یوسف بن زہرہ ہمدانی جو صحب کشف وکرامات تھے' کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ وعظ کے لئے تشریف فرما ہوئے تو لوگ وعظ سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ اس مجمع میں ابن سقاء نامی ایک فقیہ بھی موجود تھے۔ وہ کھڑا ہوا اور شیخ کو تکلیف دینے کے لئے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال شروع کیا۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اس سے فرمایا بیٹھ جا۔ مجھے تیری بات سے کفر کی بو آ رہی ہے۔ شاید تو دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مرے۔ سو ایسا ہی ہوا کہ روم کے بادشاہ کا ایک قافلہ اس زمانے کے خلیفہ کے پاس آیا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو ابن سقاء بھی اس کے ساتھ قسطنطنیہ چلا گیا۔ وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اس کی موت اس حال میں آئی کہ وہ نصرانی تھا۔

ابن سقاء قرآن مجید بہت غلط طریقے سے پڑھتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ قسطنطنیہ جانے کے بعد ایک شخص ابن سقاء سے ملا تو دیکھا کہ وہ بیمار ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک پنکھا جس کے ذریعے وہ اپنے چہرے سے مکھیوں کو بھگا رہا ہے۔ سو اس آدمی نے ابن سقاء سے پوچھا کہ تمہیں اب بھی قرآن مجید یاد ہے؟ ابن سقاء نے کہا کہ مجھے صرف یہ آیت یاد ہے ''رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ''۔ ''دور نہیں کہ ایک وہ وقت آ جائے جب وہی لوگ جنہوں نے آج (دعوت اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے) پچھتائیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہو جائیں''۔ یاد ہے اور باقی سارا قرآن بھول گیا ہوں۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس کے غصے اور اس کی پکڑ سے اور ہم اس سے اچھے خاتمے کا سوال کرتے ہیں۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اے میرے بھائی دیکھ لے کہ اس آدمی نے اعتقاد کو چھوڑا اور انتقاد کی وجہ سے کس طرح ذلیل ہو کر مرا۔ ہم اللہ عزوجل سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ سو اے میرے بھائی تیرے لئے ضروری ہے کہ تو مشائخ العارفین' علماء العالمین اور نیک مومنوں کے بارے میں اچھا خیال رکھے اور ان کا امتحان نہ لے۔ اگر ان سے جھگڑا کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ تو امام العارفین آس الصدیقین علامتہ العلماء العاملین شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمہ کی پیروی کر

جب شیخ عبد القادر گیلانی علیہ الرحمہ نے مکہ معظمہ میں قطب الغوث کی زیارت کا عزم فرمایا تو آپ کے دو ساتھیوں سے چند الفاظ ایسے نکلے جو ان کی مرضی کے خلاف تھے۔ سو شیخ نے فرمایا کہ میں ان کی زیارت کی غرض سے اور برکت حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ میں ان کے امتحان اور انکار کی وجہ سے نہیں جا رہا ہوں۔ سو اس اچھے گمان کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ بلند مرتبہ پر فائز ہو گئے۔ آپ نے فرمایا "قَدَمِیْ هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیٍّ" (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) اور آپ کے دو ساتھی جو آپ کے ساتھ تھے ان کا انجام یہ ہوا کہ ایک کو کفر کی حالت میں موت آئی اور دوسرا دنیا کے کاموں میں مشغول ہو گیا اور آقا کی خدمت کو بھول بیٹھا۔ ان کا یہ انجام انقاد اور اعتقاد کو چھوڑنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک کام کرنے کی توفیق نہ ملنے کی وجہ سے ہوا۔ سو ہم اللہ عزوجل سے نیک کام کرنے کی توفیق اور ہدایت اور ایمان پر خاتمہ کا سوال کرتے ہیں۔

ابو جعفر منصور کا قصہ: حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور بیٹھا ہوا تھا۔ ایک مکھی اس کے منہ پر بیٹھ گئی یہاں تک کہ اس کو پریشان کر دیا۔ سو خلیفہ نے حکم دیا کہ دیکھو دروازے پر کوئی ہے؟ خدام نے کہا کہ مقاتل بن سلیمان ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ جب مقاتل خلیفہ کے دربار میں داخل ہوا تو خلیفہ نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کو کس لئے پیدا فرمایا ہے؟ مقاتل نے جواب دیا کہ اللہ عزوجل نے مکھیوں کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ وہ ان کے ذریعے ظالموں اور جابروں کو ذلیل و رسوا کریں تو منصور خاموش ہو گیا۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مقاتل بن سلیمان کی شہرت قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کی وجہ سے ہوئی۔ نیز مقاتل نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے حدیث سنی۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ تمام اشخاص تین شخصیات کے کنبہ ہیں۔ تفسیر قرآن میں مقاتل بن سلیمان کے شعر پڑھنے میں زبیر بن ابو سلمہ کے اور فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے۔

کہتے ہیں کہ مقاتل بن سلیمان علیہ الرحمہ ایک دن تشریف فرما تھے کہ آپ نے فرمایا کہ عرش الٰہی کے علاوہ مجھ سے جو پوچھنا چاہو پوچھ لو۔ سو ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کہ کیا آدم علیہ السلام نے جب پہلی مرتبہ حج کیا تو سر منڈوایا تھا؟ مقاتل نے کہا کہ میں اس سوال کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے عیب کی وجہ سے اپنے آپ کو آزمائش میں ڈال لیا ہے۔

ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ سرخ چیونٹی کی آنتیں اس کے اگلے حصے میں ہوتی ہیں یا پچھلے حصہ میں۔ تو یہ ایک قسم کی سزا تھی جو مقاتل بن سلیمان کو دی گئی۔ ابو عمرو بن علاء نے اسی سلسلہ میں کہا ہے کہ

مَنْ تَحَلّٰی بِغَیْرِ مَا هُوَ فِیْهِ   فَضَحَتْهُ شَوَاهِدُ الْاِمْتِحَانِ

"جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس میں موجود نہ ہو تو امتحان کے وقت اسے رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے"۔

"مقاتل بن سلیمان کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک وہ ثقہ راوی تھے جبکہ بعض اہلِ علم نے ان کی تکذیب کی تھی اور ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو ترک کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ مقاتل بن سلیمان علم قرآن کے بارے

میں یہود و نصاریٰ کی روایتیں جو ان کی کتابوں میں ہیں اخذ کیا کرتے تھے لیکن ابن خلکان اور دوسرے مؤرخین نے کہا ہے کہ مقاتل بن سلیمان کے بارے میں یہ اعتقاد صحیح نہیں ہے۔ مقاتل بن سلیمان کی وفات 155ھ میں ہوئی۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے متعلق ایک قصہ: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے مناقب میں مذکور ہے خلیفہ مامون الرشید نے آپ سے پوچھا کہ اللہ عزوجل نے مکھیوں کو کس طرح پیدا فرمایا ہے۔ تو حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بادشاہوں کو ذلیل کرنے کے لئے۔ سو مامون ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ مکھی میرے جسم پر بیٹھی ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا جی ہاں جب آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ مکھی آپ کے جسم کے اس حصہ پر بیٹھی ہے جہاں کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا تو اللہ عزوجل نے میرے لئے اس کے سوال کا جواب ظاہر فرمادیا۔ سو خلیفہ مامون الرشید نے کہا کہ اللہ کی قسم آپ نے اچھا جواب دیا۔

شفاء الصدور اور تاریخ ابن نجار میں ذکر ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک اور لباس مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔

حکم: مکھی کا شرعی حکم یہ ہے کہ مکھیوں کی تمام اقسام کا کھانا حرام ہے۔ حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے اس کی حلت کا قول نقل کیا ہے۔ ماوردی نے کہا کہ فقہاء سے مکھی کی اجازت شرعی طور پر منقول ہے کیونکہ یہ کھانے والی چیزوں سے پیدا ہوتی ہے اور شاید مکھی کو مباح اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ پھلوں سے پیدا ہوتی ہے۔

مزح

الاحیاء میں "کتاب الحلال والحرام" میں ذکر ہے کہ اگر مکھی یا چیونٹی سالن وغیرہ میں گر جائے اور اس کے اجزاء سالن میں حل ہو جائیں تو اس سالن کو استعمال کرنا حرام نہیں ہے کیونکہ مکھی اور چیونٹی وغیرہ کے کھانے سے منع کرنا اس کی گندگی کی وجہ سے ہے لیکن سالن میں مکھی یا چیونٹی کے گر جانے کی وجہ سے گندگی اور گھن نہیں آتی۔ اگر آدمی کے گوشت کا ٹکڑا سالن وغیرہ میں گر جائے تو سالن کو کھانا حرام ہے۔ اگرچہ اس کی مقدار ایک دانق کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ سو یہ حرمت نجاست کی وجہ سے نہیں بلکہ آدمی کے محترم ہونے کی وجہ سے ہے۔ یہ تفصیل حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم میں نقل کی ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "شرح مہذب" میں ذکر ہے کہ صحیح منقول یہ ہے کہ آدمی کے گوشت کا ٹکڑا سالن میں گر جانے سے سالن کا کھانا حرام نہیں ہے کیونکہ انسان کے گوشت کا معمولی ٹکڑا سالن میں گر کر معدوم ہو گیا ہے۔ جس طرح دو مٹکے پانی میں پیشاب گر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوگا کیونکہ پیشاب پانی میں معدوم ہو گیا ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت ابوداؤد علیہ الرحمہ، حضرت ابونسائی علیہ الرحمہ، حضرت ابن ماجہ علیہ الرحمہ اور حضرت ابن حبان علیہ الرحمہ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مکھی تمہارے برتن میں گر جائے تو تم اسے ڈبو دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔ سو مکھی پہلے اس کو ڈبوتی ہے جس میں بیماری ہے۔

(بخاری رقم الحدیث 3142 ' ابوداؤد رقم الحدیث 3844 ' نسائی رقم الحدیث 4262 ' ابن ماجہ شریف رقم الحدیث 3505 ' داری رقم الحدیث 2039 ' مسند احمد رقم الحدیث 7141)

نسائی اور ابن ماجہ میں یہ روایت مختلف الفاظ سے ذکر ہے لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ اصل میں بے ادب افراد نے اس حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ مکھی کے پروں میں بیماری اور شفاء کیسے جمع ہو سکتی ہے اور مکھی کو کیسے پتا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ بیماری والے پر کو پہلے ڈبوتی ہے اور شفاء والے پر کو آخر میں ڈبوتی ہے۔ سو یہ سوال جہالت والا ہے کیونکہ وہ ذات جس نے سارے حیوانات میں حرارت' برودت' رطوبت اور یبوست کو جمع کیا ہے حالانکہ یہ سب متضاد چیزیں ہیں پھر وہ دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے الفت اور غصہ کو جانوروں میں جمع کیا ہے اور جانوروں کی بقاء وحفاظت کا ذریعہ بنایا۔ سو ایک جانور میں دو اجزاء بیماری اور شفاء ہونے کا انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ ذات جس نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ وہ عجیب وغریب گھر بنائے اور اس میں شہد جمع کرے اور جس نے چیونٹی (Ant) کو اپنی روزی کمانے اور جمع کرنے کا حکم دیا۔ اسی ذات نے مکھی کو پیدا کیا اور اسے اس بات کی عقل بخشی کہ وہ ایک پر کو مقدم کرنے اور دوسرے کو موخر کرے۔ سو اس کی پیدا کردہ ہر چیز میں حکمت ہے اور اس کا عنوان یہ ہے (اور نہیں نصیحت حاصل کرتے مگر عقلمند لوگ) اصل میں مکھی اپنے بائیں پر کو پہلے ڈالتی ہے اور اس مناسبت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری کے لئے موزوں ہے اور دائیں پر کو بعد میں ڈالتی ہے تو یہ شفاء کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سو حدیث سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ جب مکھی پانی میں گر کر مر جائے تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا کیونکہ اس کا خون نہیں بہتا۔ یہ مشہور قول ہے لیکن ایک قول یہ ہے کہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے جس طرح مردہ وغیرہ کے گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر عام جانور جس طرح مکھی اور مچھلی وغیرہ تو پانی ناپاک نہیں ہوگا اور اگر ایسا جانور جو پانی میں گر جائے جو عام نہ ہو جس طرح خنفس اور بچھو وغیرہ تو پانی ناپاک ہو جائے گا سوا گر پھلوں کے کیڑے وغیرہ پانی میں گر کر مر جائیں تو بالاتفاق پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

فرع

اگر بھڑ' فراش' شہد کی مکھی وغیرہ کسی کھانے والی چیز یعنی سالن وغیرہ میں گر جائے تو کیا ان کو سارا حدیث کی وجہ سے سالن وغیرہ میں ڈبونے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ ان تمام چیزوں پر مکھی کا اطلاق ہوتا ہے جس طرح جاحظ نے کہا ہے۔ اصل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہد کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ مکھی کا رس ہے اور حدیث میں ہے کہ شہد کی مکھی کے علاوہ سب مکھیاں جہنم میں جائیں گی۔ سو دی گئی عبارت سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ شہد کی مکھی کے علاوہ سب مکھیاں ڈبونے کے حکم میں داخل ہیں لیکن بعض اوقات کسی چیز کے ڈبونے سے اس کی موت بھی ہو سکتی ہے اور جو جانور فائدہ دینے والا ہو اسے بلا وجہ قتل کرنا حرام ہے۔

الامثال: قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

''يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ

اجْتَمَعُوْا لَهٗ ''(پارہ17،سورہ الحج،آیت73)

اے لوگو! کہاوت (مثال) فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو۔ وہ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگر چہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں۔

ضرب کے معانی ''اثبت و الزم'' (ثابت کرنا اور لازم کرنا) کے آتے ہیں۔ جس طرح ''ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ'' (مسلط کر دی گئی ان پر ذلت) اور ''ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الْجِزْيَةُ'' (ان پر جزیہ مسلط کر دیا گیا) کہا گیا ہے اور بیان کی جانے والی چیز وہ مثال ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ قریش کی جہالت اور ان کی عقل کا حال بیان کر رہے ہیں اور یہ اس بات کی گواہی ہے کہ شیطان ان کو دھوکہ دے رہا ہے اور وہ حقیقی معبود کے بارے میں طرح طرح کی صفات بناتے ہیں اور قرآن کریم کی یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ جھوٹے معبود مکھی جو ذلیل ترین مخلوق ہے کو بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر مشرکین اور ان کے معبود جمع بھی ہو جائیں تب بھی ان میں طاقت نہیں کہ وہ مکھی کو پیدا کر سکیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے' سو کفار ان پر طرح طرح کی خوشبو لگانے کے ساتھ ساتھ ان کے سروں پر شہد بھی لگاتے سو مکھی آ کر ان پر بیٹھ جاتی۔ اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے یہ مثال بیان کی ہے۔

اہل عرب کہتے ہیں ''اجرأ من ذبابة و أهون من ذبابة'' (مکھی سے زیادہ جری اور مکھی سے زیادہ حقیر) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں ''واطيش من ذبابة و اخطأ من الذباب'' (مکھی سے زیادہ جلد باز اور مکھی سے زیادہ خطا کار) یہ مثال اس لئے بیان کی جاتی ہے کہ بعض اوقات مکھی کسی گرم یا خوشبودار چیز میں گر جائے تو اسے موت کے علاوہ خلاصی نہیں ہوتی۔

اسی طرح عرب والے کہتے ہیں کہ

''اوغل من ذباب'' (مکھی سے زیادہ بن بلایا مہمان)

شاعر نے کہا ہے کہ

اَوْ غَلُ فِی التَّطْفِیْلِ مِنْ ذُبَابٍ عَلٰی طَعَامٍ وَ عَلٰی شَرَابٍ

لَوْ اَبْصَرَ الرُّغْفَانَ فِی السَّحَابِ لَطَارَ فِی الْجَوِّ بِلَا حِجَابٍ

''مکھی سے زیادہ کھانے اور پینے کی چیزوں پر جانے والا بن بلایا مہمان''۔

''اگر وہ بادلوں میں روٹیاں دیکھ لے تو ہوا میں پرواز کرتا ہوا بلا حجاب وہاں پہنچ جاتا ہے''۔

حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی رہتا تھا جسے طفیل بن دلال کہا جاتا تھا۔ اس کا تعلق بنی عبداللہ بن عظفان سے تھا۔ یہ ولیمہ میں حاضر ہو جاتا۔ اگر چہ اسے اس میں جانے کی دعوت نہ دی گئی ہو۔ اسی وجہ سے اسے ''طفیل الاعراس ، شادیوں کا طفیلی) کہا جانے لگا اور یہ پہلا آدمی تھا جس نے یہ طرز عمل اختیار کیا تھا۔ سو اس کے بعد جو بھی اس کی پیروی کرتا اس کو اسی نام (یعنی طفیلی) سے پکارا جانے لگا۔ اہل عرب کہتے ہیں ''اضابة ذباب لادغ'' یہ مثال اس آدمی کے

لئے استعمال ہوتی ہے جس کو بڑا حادثہ پیش آ جائے جس کو سن کر یہ آدمی غمگین ہو جائے۔ اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں ''مایساوی متك ذباب '' یہ مثال کسی حقیر چیز کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔''المتك'' انسان کے آلہ تناسل کی باریک سی رگ کو کہتے ہیں جو دھاگے کی طرح ہوتی ہے۔

ابن ظفر نے ''کتاب النصائح'' میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کو اس کے وزیر نے مال جمع کرنے اور اسے محفوظ کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اگر لوگ آپ سے علیحدگی اختیار کرلیں تو آپ اس مال و دولت کے ذریعے انہیں اپنے گرد جمع کر سکتے ہیں۔ سو بادشاہ نے کہا کہ کیا تیرے پاس اس کی کوئی دلیل ہے۔ وزیر نے کہا جی ہاں' وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ اس وقت ہمارے پاس کوئی مکھی موجود ہے۔ بادشاہ نے کہا نہیں۔ سو وزیر نے ایک پیالہ منگوایا جس میں شہد تھا۔ مکھیاں اس پیالے پر جمع ہو گئیں اور زیادہ ہونے کی وجہ سے پیالے کے اندر گرنے لگیں۔ وزیر نے کہا یہ ہے میرے مشورے کا ثبوت۔ بادشاہ نے اپنے بعض خاص ساتھیوں سے وزیر کی رائے پر عمل کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔ اس کے ساتھی نے اسے اس سے منع کر دیا اور کہا کہ لوگوں کے دلوں کو مال کے ذریعے بدلنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر وقت ان کو مال کے ذریعے لالچ دے کر حاضر نہیں کیا جا سکتا۔ سو بادشاہ نے اپنے ساتھی سے پوچھا کیا اس کا کوئی ثبوت ہے۔ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ جب رات ہو جائے گی تو میں اس کا ثبوت دوں گا۔ جب رات ہو گئی تو اس بادشاہ نے کہا کہ ایک شہد کا پیالہ لے آئیں۔ شہد کا پیالہ لایا گیا لیکن مکھیاں اس پیالہ کے گرد جمع نہ ہوئیں۔ بادشاہ نے اپنی پہلی رائے کو چھوڑ دیا اور اپنے ساتھی کے مشورہ کو اختیار کر لیا۔

خواص: جاحظ نے کہا ہے کہ اگر دودھ کو کدو میں ملایا جائے اور پھر اسے آگ میں چھڑک دیا جائے تو وہاں مکھیاں نہیں آئیں گی۔ اگر مکھی کے سر کو بھڑ کے کاٹنے کی جگہ پر اس کا لیپ کر دیا جائے تو درد ختم ہو جائے گا۔ اگر مکھیوں کو جلا کر شہد میں حل کیا جائے اور اس کے بعد گنجے شخص کے سر پر لیپ کیا جائے تو اس کے سر پر بہترین بال نکلیں گے۔ جب مکھی مر جائے تو اس پر لوہے کا میل کچیل چھڑک دینے سے مکھی اسی وقت زندہ ہو جائے گی۔ اگر گھر میں کدو کے پتوں کی دھونی دی جائے تو مکھیاں داخل نہیں ہوں گی۔

مکھیوں کو دور کرنے کا طریقہ: کندیں جدید اور زرد ہڑتال ہر ایک برابر لے کر پیس لیں اور جنگلی پیاز کے عرق میں حل کر کے اس میں تیل ملا لیں۔ پھر اس کے بعد ایک تصویر تیار کر لیں اور اسے دستر خوان پر رکھ دیں۔ پھر جب تک یہ تصویر دستر خوان پر رہے گی مکھیاں اس کے قریب نہیں آئیں گی۔ اگر سادریون گھاس کو گھر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے تو جب تک دروازے پر یہ گھاس لٹکی رہے گی مکھیاں داخل نہیں ہوں گی۔

مکھی کے مزید طبی خواص: اگر بہت سی مکھیوں کے سر کاٹ کر پڑبال اگنے والی جگہ پر رگڑیں تو اس جگہ دوبارہ پڑبال نہیں اگیں گے۔ اگر مکھیوں کو پکڑ لیا جائے اور ان کو کتان (کاغذ کی طرح کا ایک کپڑا) کے کپڑے میں لپیٹ کر آشوب چشم میں مبتلا شخص اپنے گلے میں ڈالے تو شفایاب ہو جائے گا۔ اگر مکھی کو پکڑ کر اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا جائے اور باقی کے جسم کو آنکھ کے زخم پر مل دیا جائے تو آنکھوں کا زخم ٹھیک ہو جائے گا۔

حضرت محمد بن زکریا قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ میں نے رومی کتب طبیعات میں (لکھا ہوا) دیکھا ہے کہ مکھی کے پرکو دانت کے درد میں مبتلا شخص کے بازو میں لٹکانے سے اس کے دانت کا درد ختم ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے چہرہ کو مکھیوں سے چھپائے کیونکہ مکھیاں اسے تکلیف دیں گی۔ واللہ اعلم

تعبیر: مکھیوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر کینہ رکھنے والے دشمن' کمزور لشکر سے دی جاتی ہے اور بعض وقت مکھیوں کو خواب میں دیکھنا پاک رزق کی نشانی ہے۔ اور مکھیوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بیماری اور دوا سے بھی دی جاتی ہے۔ مکھیوں کا خواب میں دیکھنا برے اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ بعض اوقات مکھیوں کا خواب میں دیکھنا ذلت ورسوائی والے کام میں مصروفیت کی طرف تعبیر سے بھی دیا جاتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝

وہ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہوئے۔ ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں۔ کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔

(پارہ 17، سورہ الحج، آیت 73)

الذر

''الذر'' ایک چھوٹی سرخ چیونٹی کو کہا جاتا ہے۔ اس کے واحد کے لئے ''ذرۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ لَایَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ'' (بے شک اللہ عزوجل کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کسی عمل کے ثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کرے گا۔ یعنی چیونٹی کے وزن کے برابر بھی کمی نہیں کرے گا۔ ثعلب سے چیونٹی کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا ایک سو چیونٹیوں کا وزن ایک حبہ (دانہ) کے برابر ہے ''الذرۃ'' واحد کے لئے آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ چیونٹی کا وزن نہیں ہوتا۔

حکایات بیان کی جاتی ہے کہ ایک آدمی نے ایک روٹی رکھ دی' یہاں تک کہ اس کے اوپر اتنی چیونٹیاں اکٹھی ہو گئیں کہ انہوں نے روٹی کو ڈھانپ لیا پھر اس روٹی کا وزن کیا گیا۔ سو اس میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ ''الذرۃ'' سوراخ (Hole) میں موجود غبار کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔

صحیح و مسلم وغیرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارے میں ہے اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ پھر آگ سے اس کو بھی نکال دیا جائے گا جو لا الہ الا اللہ کہے گا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔

(بخاری شریف' کتاب الایمان' رقم الحدیث 22' مسند امام احمد' رقم الحدیث 11550' ابن حبان' رقم الحدیث 182' سنن الکبریٰ' رقم الحدیث 20568' مسند ابویعلیٰ' رقم الحدیث 1219' مسلم شریف' رقم الحدیث 184)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مِثْـقَـالَ ذَرَّۃٍ کو بعض حضرات نے ذال کے پیش اور راء مخفف سے بھی پڑھا ہے۔

مطلب ''مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ''۔

حضرت امام ابن عطیہ حنبلی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ مثقال ''مفکال'' کے وزن پر ہے اور ثقل سے نکلا ہے۔ سو ''الـــذر'' کا مطلب سرخ رنگ کی وہ چیونٹی ہے جس پر ایک سال گزر جائے کیونکہ اس کی زندگی کے دن گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی جسامت گھٹتی رہتی ہے جس طرح افعی (سانپ) دن گزرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹا ہوتا ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں ''افعی حاریۃ'' (وہ افعی سانپ جو عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹا ہوتا جاتا ہے) اس سانپ کا زہر بہت سخت ہوتا ہے۔ امرؤ القیس نے کہا ہے کہ

مِنَ الْقَاصِرَاتِ الطَّرْفِ لَو دَبَّ مِحْوَلٍ   مِنَ الذَّرِّ فَوْقَ الْاَتَبِ مِنْهَا لَاثّرا

''اگر نیچی نگاہوں والیاں گھوم جائیں تو اس کے نقش قدم ہمیشہ زمین پر قائم رہیں''۔

''محول'' اس چیز کو کہا جاتا ہے جس پر ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہو اور ''اتب'' کا مطلب وہ کپڑا ہے جو عورت اپنے گلے میں ڈالتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ

لـویـدب الـحـولـی مـن ولـد الـذر   عـلـیهـا لا نـدبتهـا الـکـلـوم

''اگر وہ چیونٹی کی چال کی طرح میرے اردگرد چلے تو اس کی چال ہمیشہ قائم رہے گی''۔

حضرت امام سہیلی علیہ الرحمہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم جرہم کو چیونٹی اور نکسیر کے ذریعے ہلاک کیا تھا' یہاں تک کہ ان کی قوم میں سب سے آخری موت ایک عورت کی ہوئی تھی۔ وہ عورت اپنی قوم کی ہلاکت کے ایک عرصہ بعد تک بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے دیکھی گئی۔ سو لوگ اس کے لمبے قد ہونے اور اس کی زندگی کے بارے میں حیران ہوئے' یہاں تک کہ ایک شخص نے اس عورت سے کہا کہ تم جن ہو یا انسان؟ تو اس عورت نے کہا کہ میں جن نہیں بلکہ انسان ہوں۔ اور میرا تعلق جرہم کے قبیلہ سے ہے پھر اس عورت نے قبیلہ جہینہ کے دو آدمیوں سے خیبر جانے کے لئے ایک اونٹ کرایہ پر لیا۔ جب ان دو آدمیوں نے اسے خیبر پہنچا دیا تو اس سے پانی کے بارے میں پوچھا تو اس عورت نے ان کو پانی کے بارے میں بتایا۔ وہ دونوں آدمی جب واپس آئے تو ایک سرخ چیونٹی اس عورت سے چمٹ گئی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ناک کے نتھنوں میں داخل ہوگئی پھر حلق تک پہنچ گئی۔ سو اس طرح چیونٹی نے اس عورت کو مار دیا۔ یزید بن ہارون نے ''ذرۃ'' کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک سرخ کیڑا ہے لیکن اس کا یہ قول فاسد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''الذرۃ'' کا مطلب چیونٹی کا سر ہے۔ بعض اہل علم میں سے کسی عالم نے کہا کہ اگر میری نیکیاں میری برائیوں سے ذرہ برابر بھی زیادہ ہو جائیں تو یہ مجھے دنیا اور اس میں موجود تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ (پارہ 30، سورہ الزلزال، آیت 8-7)

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

حضور مکی مدنی سرکار' آمنہ کے لال' سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کے مطلب کے لحاظ سے جامع قرار دیتے ہیں مطلب منفرد سمجھتے ہیں۔

حدیث میں چیونٹی کا ذکر: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک کھجور دی۔ سو سائل نے کہا ''سبحان اللہ'' کہ اللہ کا نبی کھجور صدقہ دے رہا ہے۔ تو حضور رسولِ اکرم' شہنشاہِ بنی آدم' نورِ مجسم' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا ہے کہ اس کھجور میں بہت بڑی مقدار میں نیکیاں بھری ہوئی ہیں۔

پھر اس کے بعد دوسرا سائل آیا۔ اس نے سوال کیا تو حضور شہنشاہِ خوشخصال' دافع رنج و ملال' رسول بے مثال' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھجور دی۔ اس نے کہا کہ یہ کھجور اللہ کے انبیاء میں سے ایک نبی نے مجھے صدقہ کے طور پر دی ہے۔ تو میں اس کھجور کو کبھی جدا نہیں کروں گا' جب تک میری زندگی باقی ہے اور میں اس سے ہمیشہ برکت (Auspicioush) حاصل کرتا رہوں گا۔ تو حضور شاہ ابرار' ہم غریبوں کے غمخوار' رسولِ انور' صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نیکی کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور شفیع المذنبین' سراج السالکین' محبوب رب العالمین' رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی سے فرمایا تم جا کر حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہو کہ ان کے پاس جو چالیس درہم ہیں وہ اس سائل کو دے دیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کچھ عرصہ گزرا تھا کہ وہ سائل غنی ہو گیا۔ (رواہ بیہقی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کسی سائل کو دو کھجوریں دیں تو اس نے ہاتھ کو روک لیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ یہ لے لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ذرہ برابر اشیاء کو بھی قبول کر لیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایک انگور کے دانہ کے بارے اسی کی طرح فرمایا تھا۔ حضرت صعصعہ بن عقال رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت سنی اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ' حضورِ اکرم' شفیع معظم' فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ صعصعہ نے فرمایا میرے لئے یہی آیت کافی ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اس کے علاوہ میں کسی اور آیت کو سن سکوں۔ اس آیت کو جب ایک آدمی نے سنا اور وہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر تھا تو اس نے کہا نصیحت انتہا کو پہنچ گئی۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ آدمی فقیہ (یعنی علم دین کا فاضل) ہو گیا ہے۔

حضرت ابو اسماء رحبی سے روایت ہے کہ جب اس سورۃ (زلزال) کا نزول ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور شہنشاہِ مدینہ' راحت قلب و سینہ' فیض گنجینہ' صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھانا چھوڑ دیا اور رونے لگے۔ سو نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ہم سے ''مثاقیل الذر'' (یعنی ذرہ برابر غلطی) کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا؟ تو رسول انور' شافع روزِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر تو نے دنیا میں کوئی مکروہ چیز دیکھی ہی نہیں' ذرہ برابر شر کا تو ذکر ہی

کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بہت سے ذرات کے برابر تمہارے لئے قیامت تک نیکیاں جمع فرماتا رہے گا۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبارین اور متکبرین کو قیامت کے دن سرخ چیونٹیوں کی شکل میں لایا جائے گا اور لوگ ان کو روندیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ عزوجل کو کمتر سمجھا تھا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا پھر ان کو ''نار الانیار'' پر لے جایا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ''جہنمیوں کا پسینہ ہے''۔ (رواہ فی الزہد)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صاحب شریعت' صاحب قرآن' صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن چھوٹی چیونٹی کے برابر انسان کی شکل میں اکٹھا کیا جائے گا اور ہر جگہ سے انہیں ذلت گھیر لے گی اور ان کو جہنم کی قید کی طرف ہنکایا جائے گا۔ اسے لولس کہا جاتا ہے۔ ان پر آگ بلند ہوگی اور انہیں جہنمیوں کا پسینہ پلایا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ کی کتاب ''شعب الایمان'' میں ذکر ہے کہ حضرت اصمعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرا گزر ایک اعرابیہ پر ہوا جو ''بادیہ'' میں نرکل کے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ تو میں نے اس سے کہا: اے اعرابیہ تیرا دل کون بہلاتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا مونس وہ ہے جو قبروں میں مردوں کا ساتھی ہے۔ تو میں نے کہا تو کہاں سے کھاتی ہے؟ اس نے کہا مجھے وہ کھلاتا ہے جو سرخ چیونٹیوں کو کھلاتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے چھوٹی ہے۔

علامہ ابوالفرج بن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''المدھش'' میں لکھا ہے کہ ایک آدمی جس کا تعلق عجم سے تھا علم کی تلاش میں نکلا۔ راستے میں اسے ایک پتھر کا ٹکڑا نظر آیا جس پر سرخ چیونٹی چل رہی تھی۔ اس نے پتھر کو غور سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ چیونٹی کے پاؤں کے نشانات پتھر پر موجود ہیں۔ اس نے غور و فکر کیا اور کہا کہ ایک چیونٹی کے بار بار چلنے سے اس سخت پتھر پر نشان پڑ سکتے ہیں تو اگر کوئی علم حاصل کرنے والا ہو یا توحید و معرفت سیکھنے والا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کو جاری رکھے اور اس میں کوتاہی نہ کرے سوائے کامیابی حاصل ہوگی یا شہادت نصیب ہوگی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا۔

(ترمذی شریف' کتاب البر والصلہ' رقم الحدیث 1921' مسلم شریف' رقم الحدیث 147' ابن ماجہ' رقم الحدیث 59' مسند امام احمد' رقم الحدیث 451)

ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں' اس کا جوتا عمدہ ہو' تو نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کبر کا مطلب ہے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بعض محدثین کے نزدیک "یہاں" کبر کا مطلب ایمان کے بارے میں کبر ہے کہ کبر رکھنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ جنت میں داخل ہوتے وقت اس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر نہیں ہوگا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (الاعراف' آیت43)

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے۔ (پارہ8، سورہ الاعراف، آیت43)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ان دونوں تاویلوں میں مفہوم سے دوری پائی جاتی ہے کیونکہ حدیث تو معروف کبر کی نفی کے بارے میں ہے جس کا مطلب لوگوں سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا ہے۔ مسلک کو ظاہر کرنے والا وہ ہے جس کو حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محققین نے اختیار کیا ہے کہ کبر رکھنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مطلب اس کو دخول اولین حاصل نہیں ہوگا۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حدیث میں "فقال رجل" کے الفاظ جو آئے ہیں اس میں رجل کا مطلب قاضی عیاض علیہ الرحمہ کے قول کے مطابق مالک بن مارہ زیاوی ہیں۔ نیز ابن عبدالبر نے بھی اسی جانب اشارہ کیا ہے۔ ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال نے کہا ہے کہ اس کے بارے میں مختلف قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس آدمی کا مطلب ابوریحانہ ہے جس کا نام شمعون ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ شخص ربیعہ بن عامر ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ حدیث میں مذکور آدمی کا نام سواد بن عمرو ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اس آدمی سے مراد معاذ بن جبل ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "الخمول والتواضع" میں لکھا ہے کہ حدیث میں مذکور آدمی سے مراد حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہیں۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حدیث میں مذکور "ان اللہ جمیل" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سارے احکام وافعال جمیل اور حسن ہیں۔ سو اس کے لئے اچھے نام ہیں اور اس کی صفات خوبصورت اور کامل ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "جمیل بمجمّل" اور "مکرم" کے معنوں میں ہے جس طرح "سمیع' مسمیع" کے معنوں میں آتا ہے۔ ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جمیل کا مطلب نور اور رونق کا مالک ہے۔ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ "جمیل" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال بندوں کے ساتھ جمیل ہیں۔ مطلب یہ کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کو آسان باتوں کا مکلف بناتا ہے اور اس پر بندوں کی مدد فرماتا ہے اور پھر ان اعمال پر ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔ اللہ عزوجل پاک ہے اپنی بزرگی کے ساتھ۔

شیخ الاسلام یحییٰ نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ نام (جمیل) حدیث صحیح اور اسماء الحسنیٰ میں وارد ہے۔ اور اس کی اسناد میں کلام ہے لیکن اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز ہے۔ یہی قول دوسرے اہل علم کا بھی ہے۔ امام الحرمین ابوالمعانی نے فرمایا ہے کہ جو شریعت میں وارد ہوا ہے ہم جائز سمجھتے ہیں کہ اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیا جائے اور جس کے بارے میں شریعت میں کرنا اور نہ کرنا کچھ وارد نہیں ہے۔ ہم اس کے بارے میں جواز اور عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتے اس لئے کہ شریعت کے احکام کا

تعلق صرف اسی سے ہے جو شریعت میں وارد ہوا ہو سو اگر ہم حرمت یا حلت کا فیصلہ کر دیں تو ہم ایسے حکم کو ثابت کرنے والے ہوں گے جو شریعت میں وارد نہیں ہوا ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اہل سنت کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اللہ کا نام یا اس کی صفات جمالی اور جلالی اور اس کی تعریف کا بیان ایسے لفظ کے ذریعے کرنا جس کے بارے میں شریعت میں نہ تو اجازت ہے اور نہ ہی منع کیا ہے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک گروہ نے اس کی اجازت کا فتویٰ دیا ہے اور دوسرے گروہ نے اس سے منع کیا ہے۔ ان کے نزدیک صرف ایسے لفظ کا استعمال صحیح ہے جو قرآن کریم اور سنت متواترہ اور اجماع سے ثابت ہو۔ اگر کسی لفظ کا اثبات خبر واحد سے ہے تو اس میں بھی اختلاف ہے۔ ایک گروہ نے اس کے ذریعے اللہ عزوجل کی تعریف اور دعا کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ اس کا تعلق "باب العمل" سے ہے اور خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے لیکن دوسرے گروہ نے اس سے منع کیا ہے کیونکہ اس کا تعلق عمل سے ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

"اور اللہ کے لئے اچھے نام ہیں سو اس کو ان ناموں کے ذریعہ سے پکارو"۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: غمط الناس کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں جن کا مطلب بھی اس کی طرح ہے۔

تعبیر: خواب میں چیونٹی دیکھنے کی تعبیر نسل سے دی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ (الاعراف آیت 172)

"اور اے نبی لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت کہ جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا"۔

نیز کبھی چیونٹی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر کمزور لوگوں سے دی جاتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چیونٹی کو خواب میں دیکھنا لشکر پر دلالت کرتا ہے۔ (واللہ اعلم)

الذراح

"الذراح" جوہری نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک سرخ رنگ کا کیڑا ہے جو اڑتا ہے اور بہت زہریلا ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "الذراریح" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ سیبویہ نے کہا ہے کہ اس کے واحد کے لئے "ذرحرح" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ "الذراح" کی مختلف اقسام ہیں۔ بعض وہ ہیں جو کھجور سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض صنوبر کے کیڑے ہیں اور بعض دوسرے درختوں پر پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے پروں پر زرد رنگ کی لکیریں ہوتی ہیں۔ ان کا جسم لمبا' بھرا ہوا اور "نبات وردان" کی طرح کالا ہوتا ہے۔

حکم

اس قسم کے کیڑوں کا کھانا حرام ہے کیونکہ ان میں گندگی پائی جاتی ہے۔

خواص

یہ کیڑا خارش اور جلدی بیماری کے لئے مفید ہے نیز یہ کیڑا ورم کی دواؤں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت امام رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کیڑے کو سرمہ کے طور پر استعمال کرنا آنکھ کی سرخی کے لئے بے حد مفید ہے۔ نیز اگر اس کیڑے کی سر پر مالش کی جائے تو سر کی جوئیں ہلاک ہو جائیں اور زیتون کے تیل میں ملا کر اس کی مالش بالوں کے گرنے کے مرض میں بے حد فائدہ مند ہے۔ پہلے اطباء کا خیال ہے کہ اگر ''ذراح'' کو پکڑ کر سرخ کپڑے میں لپیٹ لیا جائے اور پھر بخار میں مبتلا شخص کے گلے میں ڈال دیا جائے تو اس کا بخار ختم ہو جائے گا۔ یہ اس کیڑے کی عجیب وغریب خاصیت ہے۔

الذرع

''الذرع'' نیل گائے کے بچے کو کہا جاتا ہے۔

الذعلب

''الذعلب'' ایسی اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو تیز رفتار ہو۔ سواد بن مطرف کی حدیث میں ''الناقة الوجنا'' کے الفاظ تیز رفتار اونٹنی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

الذئب

''الذئب'' بھیڑیئے کو کہا جاتا ہے۔ اس کی مؤنث ''ذئبة'' آتی ہے اور جمع قلت کے لئے ''اذؤب'' اور جمع کے لئے ''ذئاب و ذوبان'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اسے خاطف، سیّد، سرحان، ذوالة، عملس، سلق (مؤنث کے لئے سلقة) اور سمسام بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا لقب ''ابو مذقة'' استعمال ہوتا ہے۔

شاعر نے کہا ہے کہ

حَتّٰی اِذَا جَنَّ الظَّلَامُ وَاخْتَلَطَ   جَاوٗ بِمِذْقٍ هَلْ رَأَيْتُ الذِّئْبَ قَطُّ

''یہاں تک کہ جب اندھیرے نے ڈھانپ لیا اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا تو وہ چلاتے ہوئے آئے اور کہا کہ کیا کسی نے اس وقت بھیڑیئے کو دیکھا ہے''۔

''بھیڑیے (Wolf) کی سب سے زیادہ مشہور کنیت ''ابو جعدہ'' ہے۔ سو عبید بن الابرص نے منذر ابن اسماء کے لئے یہ شعر اس وقت پڑھا جب اس نے عبید کو قتل کرنے کا ارادہ کیا''۔

وَقَالُوْا هِيَ الْخَمْرُ تُكْنَى الطِّلَاءِ   كَمَا الذِّئْبُ يُكْنٰى اَبَا جَعْدَةَ

''اور وہ کہتے ہیں کہ شراب کی کنیت طلاء ہے جس طرح بھیڑیے کی کنیت ابو جعدہ ہے''۔

شاعر نے یہ مثال کے طور پر کہا ہے اور اس میں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آپ بظاہر تو میری عزت کرتے ہیں لیکن آپ نے میرے قتل کا ارادہ کر رکھا ہے جس طرح شراب (بری چیز ہے) لیکن اس کا نام طلاء رکھ دیا جائے جو ایک اچھی چیز کا نام ہے سو

بھیڑیا بھی ایک خوفناک درندہ ہے لیکن اس کے لقب کے لئے ''جعدہ'' کہا جاتا ہے اور ایسی بوٹی کو ''جعدہ'' کہا جاتا ہے جو موسم بہار میں اگتی ہے۔ اور بہت جلد خشک ہو جاتی ہے۔ جب ابن زبیر سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بھیڑیئے کو کنیت کے اعتبار سے ''ابو جعدہ'' کہا جاتا ہے یعنی متعہ اچھا نام ہے لیکن مطلب برا ہے جس طرح بھیڑیا خود تو بہت برا درندہ ہے لیکن اس کی کنیت کے لئے ''ابو جعدہ'' کہا جاتا ہے۔ بھیڑیے کا لقب ابو ثمامہ' ابو جامہ' ابو رعلنہ' ابوسلعانہ' ابوالعطس' ابو کاسب اور ابو سبلتہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں نیز اویس بھی اس کے مشہور ناموں میں سے ہے۔

شاعر ہذلی نے کہا ہے کہ

يَا لَيْتَ شَعْرِىْ عَنْكَ وَالْاَمْرُ عمم مَا فَعَلَ الْيَوْمَ اُوَيْسٌ بِالْغَنَمِ

''اے کاش! تیری بات کو میں سمجھ لیتا حالانکہ معاملہ عام ہے کہ آج بکریوں کے ساتھ بھیڑیوں نے کیا سلوک کیا''۔

بھیڑیے کے اوصاف 'غبث'' کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا مطلب زمینی رنگ ہے۔ سو کہا جاتا ہے کہ ''ذئب اغبث' ودبیۃ' غبثاء'' (زمینی رنگ کا بھیڑیا اور خاکستری رنگ کی بھیڑنی مطلب بھیڑیے کی مادہ) حضرت امام احمد علیہ الرحمہ ابو یعلی موصلی علیہ الرحمہ اور عبد الباقی بن قانع سے مروی ہے کہ اعشی شاعر مازنی حرمازی جس کا نام عبد اللہ ابن اعور تھا کی ایک بیوی تھی جسے معاذۃ کہا جاتا ہے' جب وہ رجب کے مہینے میں اپنے گھر سے کھانے پینے کا سامان لینے نکلا۔ تو شاعر کے جانے کے بعد اس کی بیوی گھر سے بھاگ گئی۔ عورت نے اپنے ہی خاندان کے ایک آدمی جسے مطرف بن بہصل بن کعب بن قمیع بن ذلف بن اہصم بن عبد اللہ بن جرماز کہا جاتا تھا اس کے ہاں پناہ لے لی۔ اس نے اسے ایک کمرہ کے پیچھے چھپا دیا۔ جب اعشی شاعر بازار سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی گھر میں موجود نہیں ہے۔ اس نے اسے واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔ نیز مطرف بنی قوم سے اعشی سے زیادہ عزیز تھا سو اعشی حضور شاہ ابرار' شفیع روز شمار' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی شکایت کی اور یہ اشعار پڑھے:

يَا سَيِّدُ النَّاسِ وَدِيَانَ الْعَرَبِ اَشْكُوْ اِلَيْكَ ذَرَبَةً مِنَ الذَّرَبِ

كَالذِّئْبَةِ الْغَبْشَاءُ فِىْ ظِلِّ السَّرب خَرَجْتُ اَبْغِيْهَا الطَّعَامِ فِىْ رَجَبِ

فَخَا لَفَتْنِىْ بِنَزَاعٍ وَهَرَبٍ وَقَدْ فَتَنِّىْ بَيْنَ عَيْصٍ مُؤْتَشَبِ

اَخْلَفَتِ الْعَهْدَ وَلَطَتْ بِالذَّنْبِ وَهُنَّ شَرٌّ غَالِبِ لمنِ غَلَبَ

''اے لوگوں کے سردار اور عرب کو فرمانبردار کرنے والے میں آپ کی خدمت میں بدزبان کی شکایت لے کر آیا ہوں''۔

''میں خاکستری بھیڑنی کی طرح درختوں کے سایہ میں رزق کی جستجو میں رجب کے مہینے میں باہر نکلا''۔

''اس نے میری مخالفت کی اور جھگڑا کر کے فرار ہوگئی اور حقیقت میں مجھے گنجان درختوں کے جھنڈ میں چھوڑ گئی''۔

''اس نے وعدہ خلافی کی اور مجھ سے اس طرح چھپ گئی جس طرح اونٹنی اپنی شرمگاہ دم سے چھپا کر نر کو جفتی سے

روکتی ہے اور عورتوں کا شر اس قدر غالب ہو گیا کہ وہ جس پر چاہتی ہیں غلبہ پالیتی ہیں''۔

حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعشٰی کی موجوگی میں فرمایا کہ عورتیں اپنے شر کی وجہ سے جس پر چاہتی ہیں غلبہ پالیتی ہیں۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب بدزبانی کی وجہ سے فساد کرنا اور عورت کی خیانت ہے۔ اس کا اصل ''من ذرب المعدۃ ''اس کا مطلب معدہ کا فساد (اس کا خراب ہونا) ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زبان درازی اور بدکلامی بھی شاعر کے قول ''ذرب لسانہ'' سے نکلی ہے۔ سو شاعر نے اس قول ''العیص '' کا مطلب درخت کی جڑ اور ''المؤتشب'' کا مطلب درختوں کے جھنڈ ہیں۔ اور شاعر کے قول ''لطت بالذنب '' کا مطلب یہ ہے کہ میری بیوی مجھ سے اس طرح چھپ رہی ہے جس طرح اونٹنی اپنی شرمگاہ کو دم کے ذریعے چھپا کر اپنے نر کو جفتی سے روکتی ہے اور اعشٰی جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے نے حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین، خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کی شکایت کی اور جو اس نے معاملہ کیا اس کا بھی ذکر کیا اور جس شخص کے پاس تھی اس کا نام مطرف بن بہعدل تھا سو حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطرف کی طرف خط لکھوایا کہ اگر تمہارے پاس اس شخص کی بیوی معاذہ ہے تو اسے واپس کر دو۔

سو اعشٰی، نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے ساتھ مطرف کے پاس آیا اور مطرف کو خط پڑھ کر سنایا۔ تو مطرف نے کہا: اے معاذہ یہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ میں تجھے تیرے شوہر کے حوالے کر دوں۔ سو عورت نے کہا کہ تم اعشٰی سے وعدہ لے لو کہ وہ مجھے میرے عمل پر سزا نہیں دے گا۔ تو مطرف نے اعشٰی سے وعدہ لے کر اس کی بیوی کو اس کے حوالے کر دیا۔ پس اعشٰی نے کہا:

لَعُمْرِكَ مَا حُبِّيْ مَعَاذَةَ بِالَّذِيْ ۔۔۔ يُغَيِّرُهُ الْوَاشِيْ وَلَا قدم الْعَهْدِ

وَلَا سُوْءِ مَا جَاءَتْ بِهٖ اِذَا زَلَّهَا ۔۔۔ غَوَاةُ رِجَالٍ اَذْيَنَا جُوْنِهَا بَعْدِيْ

''تیری زندگی کی قسم معاذۃ کے ساتھ میری محبت ایسی نہیں ہے کہ بدکلام اور زمانہ کی سختی اسے بدل دے''۔

''اور نہ برائی جس کی معاذۃ گنہگار ہوئی ہے میری محبت کو ختم کر سکتی ہے جبکہ میری غیر موجودگی میں بڑے لوگوں نے اسے یہ کام کرنے پر راضی کیا ہے''۔

علامہ زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ '' کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل نے عورتوں کے مکر وفریب کو شیطان کے مکر وفریب سے بڑا قرار دیا ہے۔ اگرچہ مردوں میں بھی مکر وفریب ہوتا ہے لیکن عورتوں کا مکر مردوں کے مکر سے زیادہ لطیف یعنی غیر محسوس ہوتا ہے اور ان کا بہانہ کرنا مردوں پر جاری ہو جاتا ہے۔ سو عورتیں نرمی سے کام لیتی ہیں اور اس نرمی کی بناء پر مردوں پر غلبہ پالیتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور میں گرہوں پر پھونکنے والیوں کی برائی سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں''۔ سو ''نفاثات ''ان عورتوں کو کہا جاتا ہے جس کی برائی دوسری عورتوں سے زیادہ ہے سو بعض اہل علم میں سے ایک عالم کا قول ہے کہ میں شیطان سے زیادہ عورتوں کی برائی سے ڈرتا ہوں۔

اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ''بے شک شیطان کا مکر وہ بہت کمزور ہے''۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''بے شک تمہارا مکروفریب بہت بڑا ہے''۔

تاریخ ابن خلکان میں عمرو بن ابی ربیعہ کے حالات میں ذکر ہے کہ عمر بن ابی ربیعہ ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ان کی نظر ایک عورت پر پڑی جو بیت اللہ کے طواف میں مصروف تھی۔ وہ اس عورت کی محبت میں گرفتار ہو گئے۔ عمرو بن ابی ربیعہ اس سے سوال کرنے لگے۔ وہ عورت بصرہ کی رہنے والی تھی۔ عمرو بن ابی ربیعہ نے اس عورت سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اس عورت نے ان کی طرف توجہ نہ دی اور کہنے لگی آپ مجھ سے دور رہیں کیونکہ آپ مقدس حرم میں ہیں اور یہ حرمت والا بڑا مقام ہے۔ جب عمرو بن ابی ربیعہ اس کے پیچھے پڑ گئے اور اسے طواف سے روک دیا تو وہ اپنے کسی محرم کے پاس گئی۔ اور اس سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ اور مناسک حج ادا کرو۔ وہ محرم شخص اس عورت کے ساتھ طواف کرنے لگا۔ جب عمرو بن ابی ربیعہ نے اس عورت کو اس کے رشتہ دار کے ساتھ دیکھا تو اس سے دور ہو گیا۔ عورت نے زبرقان بن سعدی کا یہ شعر پڑھا:

''جس کے پاس حفاظت کے لئے کتے نہیں ہوتے بھیڑیے بھی حملہ کرنے کے لئے اس کی طرف دوڑتے ہیں اور شیر تکلیف دینے والے کی خوابگاہ سے دور رہتے ہیں''۔

جب منصور کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ کوئی پردہ نشین عورت باقی نہ رہے یہاں تک کہ وہ اس واقعہ کو سن لے۔ عمرو بن ربیعہ کی پیدائش اس رات ہوئی جس رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت بصری علیہ الرحمہ کے سامنے جب عمرو بن ربیعہ کا ذکر ہوتا تو کہتے کون سا حق اٹھا اور کون سا باطل وجود میں آیا۔ عمرو بن ابی ربیعہ نے بحری غزوہ میں شرکت کی تھی۔ دشمنوں نے ان کی کشتی کو آگ لگا دی تھی۔ وہ اسی آگ میں جل گئے۔ یہ واقعہ 83ھ میں ہوا۔

شیر اور بھیڑیے میں بھی بھوک کی صورت میں صبر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جو دوسرے حیوانات میں نہیں ہوتی' لیکن شیر بہت زیادہ حریص ہونے کے باوجود اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ کئی دن بھوک کی حالت میں گزار دے لیکن بھیڑیا اگرچہ شیر سے کم تر اور تنگدست ہوتا ہے لیکن شیر سے زیادہ دوڑ دھوپ کرنے والا ہے۔ جب اسے کھانے کے لئے کوئی بھی چیز نہ ملے تو یہ ہوا پر ہی گزارا کر لیتا ہے اور اسی سے قوت حاصل کرتا ہے۔ بھیڑیے کا معدہ بڑی سے بڑی ہڈی کو بھی ہضم کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن کھجور کی گٹھلی کو ہضم نہیں کر سکتا۔ بھیڑیا جب اپنی مادہ سے جفتی کرتا ہے تو اس وقت اس کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کتے کی ہوتی ہے۔ اگر اس حالت میں ان پر حملہ کیا جائے تو اس وقت ان کو آسانی سے قتل کیا جا سکتا ہے لیکن ان کو اس حالت میں پانا بہت مشکل ہے کیونکہ یہ جفتی ایسی جگہ کرتے ہیں جہاں انسان کا گزر بھی نہ ہو۔ جب بھیڑیا اپنی مادہ سے جفتی کرنا چاہتا ہے تو اسے زمین پر چت لٹا دیتا ہے اور پھر التحام ہو جانے پر یہ دونوں پلٹ جاتے ہیں اور ان کے چہرے ایک دوسرے کی مخالف سمت میں ہو جاتے ہیں جس طرح کتوں میں جفتی کرتے وقت یہ حالت ہوتی ہے۔ بھیڑیا منفرد صفات کا حامل درندہ ہے' جب یہ فرار ہونا چاہتا ہے تو اچھلتا کودتا ہے اور جب یہ ایک مرتبہ کسی شکار کو قتل کر کے اسے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتا ہے تو شکار کے باقی گوشت کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس کی عجیب خاصیت یہ ہے کہ یہ ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری آنکھ سے جاگتا رہتا ہے'

یہاں تک کہ یہ ایک آنکھ کی نیند پوری کر لیتا ہے تو اسے کھول لیتا ہے پھر دوسری کی نیند پوری کرنے کے لئے اسے بند کر لیتا ہے۔ بھیڑیا یہ اس وجہ سے کرتا ہے کہ کھلی ہوئی آنکھ سے اپنی حفاظت کا کام لیتا ہے اور بند آنکھ سے نیند کے ذریعے سکون حاصل کرتا ہے۔

حمید بن ثور نے بھیڑیے کی تعریف میں کہا ہے کہ

أَكَلْتُ طَعَامًا مَا دُوْنَهُ وَهُوَ جَائِعٌ ۔۔۔ وَنِمْتُ كَنُوْمِ الذِّئْبِ فِيْ ذِيْ حَفِيْظَةٍ

يَنَامُ بِإِحْدٰى مُقْلَتَيْهِ وَيَتَّقِيْ ۔۔۔ بِأُخْرَى الْاَعَادِيْ فَهُوَ يَقْظَانٌ هَاجِعٌ

''اور میں ایک ظالم شخص کے پاس بھیڑیے کی نیند سویا میں نے اس کے ہاں کھانا کھایا لیکن وہ بھوکا ہی رہا''۔

''وہ (یعنی بھیڑیا) ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری آنکھ سے دشمنوں سے محفوظ رہنے کا کام لیتا ہے اور وہ ایک ہی وقت میں نیند بھی پوری کرتا ہے اور جاگتا بھی رہتا ہے''۔

بھیڑیا تمام حیوانات میں سے ایسا حیوان ہے جو زیادہ بولتا ہے لیکن جب یہ پکڑ لیا جائے اور اس کو مارا جائے یا تلوار کے ذریعے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو اس کی آواز نہیں نکلے گی یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو جائے۔ بھیڑیے میں سونگھنے کی زبردست قوت ہوتی ہے اس لئے یہ میلوں سے کسی چیز کی بو محسوس کر لیتا ہے۔ بھیڑیا اکثر بکریوں کے شکار کیلئے صبح کے وقت نکلتا ہے کیونکہ اسے امید ہوتی ہے کہ چرواہے رات بھر بکریوں کی حفاظت کے لئے جاگتے رہنے کی وجہ سے تھک کر سو گئے ہوں گے۔ بھیڑیے کی عجیب وغریب خاصیت یہ ہے کہ اس کی کھال کے ساتھ بکری کی کھال رکھ دی جائے تو بکری کی کھال کے بال گر جاتے ہیں۔ جنگلی پیاز کے پتے پر بھیڑیا اگر اپنا پاؤں رکھ دے تو اس کی موت اسی وقت ہو جاتی ہے۔ بھیڑیا جب سخت بھوکا ہو تو وہ چیختا ہے۔ سو تمام بھیڑیے اس کی چیخ سن کر اس کے قریب قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو جو بھیڑیا چیخنے والے بھیڑیے کے قریب ہوتا ہے باقی بھیڑیے اس پر حملہ کر دیتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ سو بھیڑیا جب انسان کو دیکھ لے اور اس کا مقابلہ نہ کر سکے تو زور سے چیختا ہے جس کی وجہ سے جنگل کے سارے بھیڑیے چیخنے والے بھیڑیے کی مدد کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور اس پر حملہ کر دیتے ہیں۔ اگر انسان ان بھیڑیوں میں سے کسی بھیڑیے کو زخمی کر دے تو بھیڑیے انسان کو چھوڑ کر بھیڑیے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ شاعر نے یہ اشعار اپنے اس دوست پر جس کی اس نے مدد کی تھی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہے ہیں۔

وَكُنْتَ كَذِئْبِ السُّوْءِ لَمَّا رَاٰى دَمًا ۔۔۔ بِصَاحِبِهٖ يَوْمًا اَحَالَ عَلَى الدَّمِ

''اور تیری مثال اس بری خصلت والے بھیڑیے کی طرح ہے کہ جب اس نے اپنے ساتھی کا خون دیکھا تو اس کو اپنی غذا بنانے کے لئے اس پر پل پڑا''۔

بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک دیہات میں داخل ہوا۔ تو میں نے ایک بڑھیا کو دیکھا جس کے سامنے ایک مری ہوئی بکری پڑی تھی اور ایک بھیڑیے کا بچہ بھی کھڑا ہوا تھا جسے بڑھیا برا بھلا کہہ رہی تھی۔ میں بڑھیا کی

طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں بھیڑیے کے بچے کو برا بھلا کیوں کہہ رہی ہوں؟ میں نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ بڑھیا نے کہا یہ بھیڑیے کا بچہ جب چھوٹا تھا تو میں اسے پکڑ کر اپنے گھر لے آئی اور اسے اس بکری کا دودھ پلاتی رہی۔ جب یہ جوان ہو گیا تو اس نے بکری کو قتل کر دیا۔ اس کی بیوفائی پر میں نے یہ اشعار کہے۔ میں نے بڑھیا سے کہا وہ کون سے اشعار ہیں۔ تو اس بڑھیا نے وہ اشعار مجھے سنائے:

بَقَرت شُوَیْهَتِیْ وَفَجَعْتَ قَلْبِیْ ۔۔۔ وَاَنْتَ لِشَاتِنَا وَلَدٌ رَبِیْبٌ

غُذِیْتَ بَدِرِّهَا فِیْنَا ۔۔۔ فَمَنْ اَنْبَاكَ اَنَّ اَبَاكَ ذِئْبٌ

اِذَا كَانَ الطِّبَاعُ طِبَاعَ سُوْءٍ ۔۔۔ فَلَيْسَ بِنَافِعٍ فِيْهَا الْاَدِيْبُ

''تو نے میری بکری کو چیر پھاڑ کر میرے دل کو دکھ پہنچایا حالانکہ ہماری بکری ہی سے تیری پرورش ہوئی ہے''۔

''تو نے اس سے غذا حاصل کی اور ہمارے یہاں پرورش پائی۔ سو تجھے کس نے بتلایا کہ تیرا باپ بھیڑیا ہے''۔

''جب فطری طور پر طبیعت میں خرابی ہو تو اس کے لئے اصلاح کرنے والی تدبیر کچھ فائدہ نہیں دیتی''۔

سو اگر انسان بھیڑیے سے گھبرا جائے تو وہ اس پر غالب آ جاتا ہے لیکن اگر انسان بھیڑیے کے سامنے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے تو بھیڑیا ڈر جاتا ہے۔ بھیڑیا ہڈی کو اپنی زبان سے ہی توڑ دیتا ہے اور ہڈی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے بالکل ایسے ہی جیسے تلوار کے ذریعے ہڈی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ لیکن ہڈی کے ٹوٹنے کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ کہا جاتا ہے کہ بھیڑیا کتے کی طرح بھونکتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

علوی الذِّئْب فَاسْتَاْنَسْتُ لِلذِّئْبِ اذعوی ۔۔۔ وَصَوْتُ اِنْسَانٍ فَكِدْتُ اَطِيْرُ

''بھیڑیے کی چیخ و پکار کی آواز سے دوسرے بھیڑیے بھی مانوس ہو جاتے ہیں۔ جب وہ چیختا ہے اور انسان کی آواز سنتے ہی بھیڑیے بھاگ جاتے ہیں''۔

دوسرے شاعر نے بھی اسی معنی میں کہا ہے کہ

لَيْتَ شَعْرِیْ كَيْفَ الْخَلَاصُ مِنَ النَّاسِ ۔۔۔ وَقَدْ اَصْبَحُوْا ذِئَابَ اعتداء

قُلْتُ لَمَّا بَلَاهُمْ صِدْقُ خَبَرِیْ ۔۔۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَبِی الدَّرْدَاءِ

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے جبکہ وہ ظالم بھیڑیے بن چکے ہیں''۔

''جب انہوں نے میری بات کو سچ سمجھنا چاہا تو میں نے کہا اللہ عزوجل راضی ہوا۔ حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے (کہ ان کی نصیحت بہت عمدہ ہے)''

شاعر اپنے اس شعر میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اس قول ''اِیَّاكُمْ وَمُعَاشِرَةُ النَّاسِ فَاِنَّهُمْ مَارَكِبُوْا قَلْبَ امرئٍ اِلَّا عنبره ولا جواد الاعقروه ولا بعير الاادبروه'' (تم لوگوں کے ساتھ دوستی سے بچو کیونکہ وہ سوار نہیں ہوئے کسی کے دل پر مگر اس کو بدل دیا اور وہ نہیں سوار ہوئے کسی عمدہ گھوڑے پر مگر اس کے پاؤں کو کاٹ دیا) کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت امام سہیلی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی تو حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین، راحت اللعالمین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا کعبہ کے رب کی قسم یہ تو وہی ہے۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ سنے تو بچے کو دودھ پلانا چھوڑ دیا۔ سو نبی کریم، رؤف الرحیم، مختار کل کائنات، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا اسے دودھ پلاؤ اگرچہ تمہاری آنکھوں کا پانی ہی کیوں نہ ہو، یہ بچہ مینڈھا ہوگا ایسے بھیڑیوں کے درمیان جو انسان ہی ہوں گے (لیکن ان میں بھیڑیے کی صفات پائی جائیں گی۔ وہ اس بچے کو بیت اللہ کی حفاظت سے روکیں گے اور قتل کر دیں گے یا اسے بیت اللہ کے قریب ہی قتل کر دیں گے)۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول انور، دافع رنج وملال، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا کسی شخص کی مال اور دنیاوی عظمت کی لالچ اس کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی وقال حدیث حسن صحیح)

اصل میں لالچ کی مذمت کرتے ہوئے اللہ عزوجل نے فرمایا: "اور البتہ تو ان لوگوں کو زندگی کا لالچی پائے گا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور تاجدار رسالت، صاحب کوثر، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل کیا گیا۔ تو میں نے اس میں ایک بھیڑیا دیکھا، میں نے کہا کیا بھیڑیا جنت میں داخل ہو گیا ہے۔ تو بھیڑیے نے کہا کہ میں نے ایک شرطی (سپاہی) کے بیٹے کو کھایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بھیڑیے کا جنت میں داخل ہونا سپاہی کے لڑکے کو کھانے کی وجہ سے ہے لیکن اگر یہ شرطی (سپاہی) کو کھالیتا ہے تو اسے علیین کے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے (رواہ ابن عدی)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اصل میں میں نے یہ روایت تاریخ نیشاپوری میں علی بن محمد بن اسمٰعیل طوسی کے حالات زندگی میں ملاحظہ کی ہے اور یہ حدیث موضوع ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک چرواہا "حرہ کے مقام" پر بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس کی بکریوں پر حملہ کر دیا سو چرواہا بکری اور بھیڑیے کے درمیان آ گیا تو بھیڑا اپنی سرین پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے تو میرے اور میرے رزق کے درمیان آڑ ہو گیا ہے جو اللہ نے میرے لئے بھیجا ہے۔ وہ آدمی حیران ہو گیا کہ بھیڑیا اس سے بات کر رہا ہے۔ سو بھیڑیا کہنے لگا کہ میں تجھے اپنے کلام کرنے سے بڑی عجیب بات کی خبر نہ دوں اور وہ یہ ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم "حرتین" (دو گرم علاقوں) کے درمیان لوگوں کو گزرے ہوئے واقعات کی خبریں سنا رہے ہیں۔ سو چرواہے نے مدینہ میں اپنی بکریوں کو جمع کیا۔ پھر نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سارا واقعہ سنایا۔ حضور سراج السالکین، راحت العاشقین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس چرواہے نے سچ کہا ہے۔

(مسند امام احمد رقم الحدیث11809 مستدرک حاکم رقم الحدیث8444 مسند حمید رقم الحدیث877 دلائل النبوۃ رقم الحدیث43 مجمع الزوائد رقم الحدیث291)

فائدہ: ابن عبدالبر وغیرہ نے کہا ہے کہ بھیڑیے نے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے صرف تین افراد حضرت ارفع بن عمیر سلمہ بن اکوع اور رہبان بن اوس سلمی رضی اللہ عنہم سے کلام کیا۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اسی لئے اہل عرب کہتے ہیں: "وہ رہبان کے بھیڑیے کی طرح ہے"۔ حضرت رہبان بن اوس سلمی رضی اللہ عنہ سے بھیڑیے کے بات کرنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت اہبان بن سلمی رضی اللہ عنہ جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے کہ ایک بھیڑیے نے ان کی بکریوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت رہبان رضی اللہ عنہ نے شور مچایا۔ سو بھیڑیا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کیا تم مجھے روکنا چاہتے ہو میرے اس رزق سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ حضرت رہبان نے فرمایا کہ میں نے بھیڑیے کو بات کرتے ہوئے نہ ہی دیکھا اور نہ ہی سنا اور اب بھیڑیے کی گفتگو سن کر حیران ہوا۔ تو بھیڑیے نے کہا کیا آپ میرے بولنے پر حیران ہو گئے ہیں حالانکہ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں کے درمیان (اور اس نے اپنے ہاتھ سے مدینہ منورہ کی طرف اشارہ کیا) موجودہ اور گزرے ہوئے واقعات کی خبریں بتا رہے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی عبادت کی طرف بلا رہے ہیں لیکن لوگ ان کی دعوت کا جواب نہیں دیتے۔

حضرت رہبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس قصہ کی خبر دی اور مسلمان ہو گیا۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اسی قسم کا واقعہ مشہور ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمیں خبر دی شعیب نے اور انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک چرواہا اپنے ریوڑ میں تھا کہ ایک بھیڑیے نے ریوڑ پر حملہ کر دیا۔ سو بھیڑیا ایک بکری کو لے کر بھاگ گیا۔ چرواہے نے بھیڑیے سے بکری کا مطالبہ کیا۔ تو بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ یوم سبع میں اس کی حفاظت کون کرے گا جب میرے سوا ان کا کوئی حفاظت کرنے والا نہیں ہوگا اور ایک شخص بیل پر بوجھ لاد کر لے جا رہا تھا۔ تو بیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں بوجھ لادنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ میں زراعت کے لئے پیدا کیا گیا ہوں سو لوگوں نے کہا کہا "سبحان اللہ" بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے اور بیل بھی کلام کرتا ہے تو نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایمان لایا اس پر اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) اس پر ایمان لائے۔ (رواہ البخاری)

ابن الاعرابی نے "سبع" کے بارے میں کہا ہے کہ اس کا مطلب وہ جگہ ہے جس جگہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ سو "من لها یوم السبع" کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کی کون حفاظت کرے گا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس

کی تفسیر حدیث میں منقول بھیڑیے کے اس قول کہ اس دن میرے علاوہ اس کا کوئی بھی محافظ نہیں ہوگا سے فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ بھیڑیا قیامت کے دن اس کا (یعنی بکری کا) محافظ نہیں ہوگا۔ بعض اہل علم کے نزدیک "یوم سبع" کا مطلب "یوم الفتن" ہے کہ لوگ اس دن مویشیوں کو چھوڑ دیں گے اور کوئی بھی ان کا نگہبان نہیں ہوگا۔ سو درندے اور بھیڑیے ان کے محافظ بن جائیں گے۔ تو اگر "سبع" با کے پیش کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سے فتنوں سے ڈرانا مقصود ہے کہ ان فتنوں میں لوگ اپنے جانوروں کو کھلا چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ درندے ان پر قبضہ پالیں گے۔ ابو عبید معمر بن مثنی نے "یوم السبع" کے بارے میں کہا ہے کہ اس کا مطلب دور جاہلیت کی عید ہے۔ اس دن مشرکین کھیل کود میں مصروف رہتے تھے اور کھانے میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ ایک بھیڑیا آ کر ان کی بکریوں کو لے جایا کرتا تھا۔ سو اس صورت میں "سبع" کا مطلب درندہ نہیں ہوگا۔ حافظ ابو احمر العبدی نے لفظ "سبع" کو باء کے پیش کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ ابو عامر بہت بڑے ثقہ عالم تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو عورتیں تھیں اور دونوں عورتوں کے ساتھ ان کے لڑکے بھی تھے۔ جب بھیڑیا آیا تو ان میں ایک کا بیٹا اٹھا کر لے گیا۔ ایک عورت اپنی ساتھی (عورت) سے کہنے لگی کہ بھیڑیا تیرا بیٹا اٹھا کر لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا نہیں بلکہ بھیڑیا تیرا بیٹا اٹھا کر لے گیا ہے۔ وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ تو وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تم مجھے چھری دو تا کہ میں لڑکے کو کاٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دوں۔ تو چھوٹی عورت نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے ایسا نہ کیجئے یہ بیٹا اسی بڑی عورت کو دے دیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم ہم نے آج سے پہلے "السکین" کا لفظ نہیں سنا تھا بلکہ ہم اس کی بجائے "المدیہ" کہا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

سو جو اہل علم اس بات کو جائز قرار دیتے ہیں کہ عورت لقیط (گرے ہوئے بچے) کو اپنے سے نزدیک کر سکتی ہے ان حضرات نے اس حدیث سے ثابت کیا ہے کیونکہ یہ بھی والدین میں سے ہے یہ مسلک صاحب تقریب نے ابن سریج سے نقل کیا ہے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ وہ بچہ اس عورت سے ملحق نہیں ہوگا کیونکہ عورت جب اس کو اپنانے کا دعویٰ کرے گی تو بچے کی ولادت پر کسی کی گواہی پیش کر سکتی ہے لیکن مرد اس پر قادر نہیں ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ بچہ اسی عورت کے ساتھ جوڑا جا سکتا ہے جس کا شوہر نہیں ہے لیکن جس عورت کا شوہر اس کے ساتھ ملحق نہیں ہو سکتا۔ سو شوہر کا مطلب وہ ہے جس نے عورت سے نکاح کر رکھا ہو۔ اگر گواہی کے ذریعے بچے کا نسب عورت کے لئے ثابت ہو جائے تو اس کے شوہر کے لئے بھی ثابت ہو جائے گا خواہ وہ عورت اس مرد کے نکاح میں یا طلاق لے کر عدت گزار رہی ہو۔

حضرت امام احمد علیہ الرحمہ اور حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے سند جید کے ساتھ یہ روایت کی ہے کہ حضور رسول اکرم

نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسانوں کے لئے بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کے لئے بھیڑیا ہے جو ریوڑ سے الگ ہونے والی بکریوں کو اچک لیتا ہے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم گھاٹیوں سے بچو۔ سو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم امت، جماعت اور مساجد کو لازم پکڑلو۔ تاریخ ابن نجار میں ذکر ہے کہ وہب بن منبہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت سمندر کے کنارے پر کپڑے دھو رہی تھی اور اس کا بچہ اس کے قریب ہی کھیل رہا تھا۔ کہ ایک مانگنے والا آیا۔ اس عورت نے اپنی روٹی میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر سائل کو دے دیا۔ کچھ دیر بعد ایک بھیڑیا آیا وہ بچے کو اٹھا کر بھاگ گیا۔ وہ عورت اس کے پیچھے دوڑی اور وہ کہہ رہی تھی اے بھیڑیے میرا لڑکا میرا لڑکا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ اس فرشتے نے بھیڑیے کے منہ سے بچہ چھین لیا اور عورت کے سامنے ڈال دیا اور کہا کہ یہ لقمہ، لقمہ کے عوض میں ہے (جو تم نے مانگنے والے کو دیا تھا)

حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے ''کتاب الزہد'' میں سالم بن ابی جعد کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت سالم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک عورت اپنے گھر سے باہر نکلی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ سو بھیڑیا آیا اور اس نے اس عورت سے اس کا بچہ چھین لیا۔ وہ عورت بھیڑیے کے قدموں کے نشانات پر اس کے پیچھے اپنے بچے کی تلاش میں چلی گئی۔ اور اس کے پاس روٹی بھی تھی سو راستے میں ایک مانگنے والے نے اس سے سوال کیا تو اس عورت نے روٹی سائل کو دے دی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بھیڑیا اس عورت کے بچے کو لے آیا اور اس نے اس کا بچہ اسے واپس کر دیا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس طرح کی ایک مثال ہم نے ھمزہ کے باب میں ''الاسود'' کے عنوان کے تحت نقل کر دی ہے۔

<u>حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے عدل کی تاثیر</u>: حضرت ابن سعد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ بن اعین حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے دور خلافت میں ''بکرمان'' کے علاقے میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ سو بھیڑیے، بکریاں اور دوسرے وحشی درندے ایک ہی جگہ پر چرتے تھے۔ ایک دن رات کے وقت ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ہمارے ریوڑ سے ایک بکری اٹھالی۔ ہم نے کہا کہ اس نیک مرد رحمٰن کی برکت کے باعث بکریاں، درندے، بھیڑیے اکٹھے چرا کرتے تھے۔ شاید آج ان کی وفات ہوگئی ہے۔ سو ہم نے صبح پوچھ گچھ کی تو ہمیں معلوم ہوا کہ گزری ہوئی رات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات 20 رجب 101 ھ میں ہوئی۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کا ذکر ہم تفصیل سے ''بلغ'' کے عنوان میں کر چکے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے دو سال پانچ ماہ تک خلافت کی۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے ''کتاب الزہد'' میں نقل کیا ہے کہ مالک بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ لوگوں پر خلیفہ بنائے گئے تو بکریاں چرانے والوں نے کہا کہ وہ مرد صالح کون ہے جو لوگوں پر حکمران بنایا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا تمہیں یہ پتا کیسے چلا؟ انہوں نے کہا بے شک جب سے وہ لوگوں پر خلیفہ بنائے گئے ہماری بکریاں، بھیڑیے اور شیر سے محفوظ ہوگئیں۔

<u>حکم</u>: بھیڑیے کا گوشت کھانا حرام ہے کیونکہ بھیڑیا ''ذی ناب'' میں شمار ہوتا ہے۔

<u>امثال</u>: اہل عرب بھیڑیے کا مختلف اوصاف سے ذکر کرتے ہیں۔

سو اہل عرب کہتے ہیں "اغدر من ذئب" (بھیڑیے سے زیادہ غداری کرنے والا) "اخبث من ذئب" (بھیڑیے سے زیادہ چکر کاٹنے والا) "اعوی من ذئب" (بھیڑیے سے زیادہ چیخنے والا) "اظلم واجر" (بھیڑیے سے زیادہ ظالم اور بہادر) نیز اہل عرب کے نزدیک "اجوع من ذئب" (بھیڑیے سے زیادہ بھوکا) "ایقظ من ذئب" (بھیڑیے سے زیادہ جاگنے والا)

سو اہل عرب کسی کو بددعا دیتے ہوئے کہتے ہیں (اللہ عزوجل اس کو بھیڑیے کی بیماری سے موت دے) بھیڑیے کی بیماری کا مطلب بھیڑیے کی بھوک ہے۔ اہل عرب بھیڑیے کے لقب کے لئے "ابو جعدہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں جسطرح پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اہل عرب بطور ضرب المثل کہتے ہیں "من استر علی الذئب الغنم فقد ظلم الغنم" (جو شخص بھیڑیوں کو بکریوں کا نگران مقرر کرے تو تحقیق وہ ظالم ہے۔ مطلب یہ کہ بکریوں پر ظلم ہوگا یا اس ظلم کا مطلب بھیڑیے کا ظلم ہے کہ اس کو ایسی چیز کا محافظ بنایا جا رہا ہے جو اس کی غذا ہے۔ اس مثال کو سب سے پہلے جس شخص نے استعمال کیا اس کا نام اکثم بن صیفی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ساریہ بن حصن کے قصہ میں اس مثال کو استعمال کیا تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اپنے خطبے کے دوران فرمایا (اے ساریہ بن حصن پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ' جو شخص بھیڑیوں کو بکریوں کا نگہبان مقرر کرے تو وہ ظالم ہے) سو خطبہ کے دوران ان الفاظ کو سن کر لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے لیکن اس کا مطلب ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کر لی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے جو کلمات کے اس کا مطلب کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کی آپ نے بھی ان کلمات کو سن لیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا صرف میں ہی نہیں ہر اس شخص نے ان کلمات کو سنا ہے جو مسجد میں موجود تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ مشرکین ہمارے بھائیوں کو شکست دے رہے ہیں اور ان کے کندھوں پر سوار ہو گئے ہیں اور مسلمان ایک پہاڑ سے گزر رہے ہیں سو اگر مسلمان اس پہاڑ کی آڑ میں قتال کریں گے تو انہیں فتح حاصل ہوگی اور اگر پہاڑ سے آگے بڑھ گئے تو ہلاکت ان کا مقدر ہوگی۔ سو میری زبان سے یہ کلمات نکلے جو آپ نے سنے ہیں۔ پس ایک مہینے بعد ایک خوشخبری دینے والا آیا۔ وہ کہنے لگا کہ فلاں دن فلاں وقت ہم نے یہ الفاظ سنے جب ہم پہاڑ سے گزر رہے تھے تو ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز کی طرح ایک آواز سنی "یا ساریۃ بن حصن الجبل الجبل" سو ہم نے مشرکین پر حملہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشرکین کے مقابلے میں فتح سے نوازا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ روایت "تہذیب الاسماء طبقات ابن سعد اور اسد الغابۃ میں بھی مذکور ہے۔ ساریہ کو ساریہ بن زنیم بن عمرو بن عبداللہ بن جابر کہا جاتا ہے۔ شاعر نے اس کے ہم معنی ایک شعر کہا ہے۔

وراعی الشاۃ یحمی الذئب عنھا	فکیف اذا الرعاۃ لھا ذئاب

"اور بکریوں کے چرواہے بھیڑیوں سے اپنی بکریوں کو بچاتے ہیں۔ جب چرواہے خود بھیڑیے بن جائیں تو بکریوں کی حفاظت کیسے ہوگی؟"

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے اہل علم تمہارے محلات قیصریہ' تمہارے گھر کسرویہ' تمہارے لباس طالوتیہ' تمہارے موزے جالوتیہ' تمہارے برتن مرعونیہ' تمہاری سواری قارونیہ' تمہارے دستر خوان جاہلیہ' تمہارے مذاہب شیطانیہ' سو تمہاری کون سی چیز محمدیہ ہے۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہے۔

خواص: جب بھیڑیے کا سر کسی ایسے برج میں لٹکا دیا جائے جہاں کبوتر رہتے ہوں تو اس کے قریب بلی اور کوئی ایسا موذی جانور نہیں آئے گا جو کبوتروں کو تکلیف دینے والا ہو۔ بھیڑیے کا داہنا پنجا نیزے کے سر پر لٹکا دیا جائے تو جو شخص بھی اس نیزے کو اپنے پاس رکھے گا اگرچہ اس کے گرد دشمنوں کا ایک بڑا گروہ ہی کیوں نہ جمع ہو جائے وہ اس تک نہیں پہنچ سکتے جب تک نیزے کے سر پر بھیڑیے کا پنجہ لٹکا رہے گا۔ اور اگر بھیڑیے کی داہنی آنکھ آدمی اپنے جسم پر باندھ لے تو وہ درندوں سے بے خوف ہو جائے گا۔ اگر بھیڑیے کے خصیہ کو چیر لیا جائے اور اس میں نمک اور پہاڑی پودینہ ڈال دیا جائے اور ایک مثقال ماء جرجیر (ایک قسم کی سبزی جو پانی میں ہوتی ہے) ملا کر نوش کر لیا جائے تو کوکھ کے درد اور ''ذات الجنب'' میں بہت فائدہ مند ہے جبکہ گرم پانی اور شہد بھی اس کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ بھیڑیے کا خون بہرے کے لئے بہت فائدہ مند ہے جبکہ اس خون کو روغن اخروٹ میں ملا کر کان میں ڈالا جائے۔ بھیڑیے کے دماغ کو عرق سنداب اور شہد میں ملا کر جسم پر مالش کی جائے تو سردی کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنے پاس بھیڑیے کی کھال' دانت اور آنکھ رکھ لے تو تمام لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور اسے دشمن پر غلبہ حاصل ہوگا۔ بھیڑیے کا گردہ ایسے آدمی کے لئے جو گردہ کے درد میں مبتلا ہو' بے حد مفید ہے۔ اگر بھیڑیے کا عضو تناسل بھون کر کھایا جائے تو قوت باہ میں ہیجان پیدا ہو جائے گا اور اگر وہ ایسے آدمی کے پاس بھیڑیے کی کھال' دانت اور آنکھ رکھ لے تو تمام لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور اسے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوگا۔ نیز اگر کسی جگہ بھیڑیے کی دم کی دھونی دی جائے تو وہاں چوہے نہیں آئیں گے۔ اگرچہ شدید بھوکے ہی کیوں نہ ہو۔ اگر درد قولنج والا بھیڑیے کی کھال پر بیٹھتا ہے وہ قولنج کے مرض سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ اگر بھیڑیے کی دم کا بال آلات موسیقی (یعنی سازہ باجے ڈھول وغیرہ) پر باندھ دیا جائے تو وہ بالکل بند ہو جائیں گے اور اگر کسی ایسی دکان میں بھیڑیے کی کھال کی دھونی دے دی جائے جہاں آلات موسیقی کی ضرورت ہوتی ہو تو دکان میں موجود تمام ڈھول وغیرہ پھٹ جائیں گے۔ بھیڑیے کی چربی ثعلب کے مرض میں مفید ہے۔ بھیڑیے کا پتا پینے سے پیچش وغیرہ ختم ہو جائیں گے۔ اگر کوئی آدمی اپنے آلہ تناسل پر بھیڑیے کے پتا کو مل لے تو اسے بے حد سرور آئے گا۔ اور وہ جب تک چاہے جماع کر سکتا ہے۔ اگر بھیڑیے اور گدھ کا پتا چنبیلی کے تیل میں ملا کر طلاء بنالیا تو اس کو کھانے سے قوت باہ میں اضافہ ہوگا اور اگر کوئی آدمی بھیڑیے کے پتا کو روغن گلاب میں ملا کر اپنی بھنوؤں میں لگا کر کسی عورت کے پاس آئے تو وہ عورت اس کی عاشق ہو جائے گی۔ بھیڑیے کی مینگنی میں سے ایک ہڈی لے کر ایسے دانت یا داڑھ کو کریدا جائے جس میں درد ہو تو وہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ حکیم جالینوس نے کہا ہے کہ اگر بھیڑیے کے پتے کو روغن بنفشہ میں حل کر کے ایسا مریض جو سر کے درد میں عرصہ دراز سے مبتلا ہو' اپنے ناک میں چڑھا لے تو اس کا درد ختم ہو جائے گا۔ اگر یہی محلول

اگر بھیڑیے کی آنکھ کسی بچے کے گلے میں لٹکا دی جائے تو بچہ زیادہ نہیں روئے گا۔ بچے کی ناک میں ڈال دیا جائے تو بچہ مرگی کے مرض سے محفوظ رہے گا۔ اگر بھیڑیے کی آنکھ کسی بچے کے گلے میں لٹکا دی جائے تو بچہ زیادہ نہیں روئے گا۔

اگر بھیڑیے کا پتا لے کر اس میں اسی کے ہم وزن شہد ملا کر آنکھ میں سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو آنکھ کے دھندلے پن اور آنکھ کی کمزوری کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ بشرطیکہ شہد کو گرم نہ کیا گیا ہو۔ اگر بھیڑیے کی دم میں کسی عورت کا نام لے کر گرہ لگا دی جائے تو اس عورت پر کوئی بھی آدمی قابو نہیں پا سکتا یہاں تک کہ وہ گرہ کھول دی جائے سو اگر بھیڑیے کے پتے کو شہد میں ملایا جائے اور آدمی اپنے آلہ تناسل پر اس کی مالش کرے اور پھر عورت سے جماع کرے تو وہ عورت اس سے بے حد محبت کرنے لگے گی۔ اگر بھیڑیوں کا خون زخموں پر لگایا جائے تو وہ زخم کو پکا دیتا ہے۔

بھیڑیوں کو اکٹھا کرنے کا طلسم: بھیڑیے کی طرح کی ایک تصویر تانبے سے تیار کر لی جائے اور اس تصویر کو اندر سے کھلا رکھا جائے اور پھر اس کے اندر بھیڑیے کا آلہ تناسل رکھ کر سیٹی بجائی جائے تو جو بھیڑیا بھی اس آواز کو سنے گا اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں یہ تصویر رکھی ہوگی۔

بھیڑیوں کو بھگانے کا طلسم: اگر اس تصویر میں بھیڑیے کی مینگنی رکھ دی جائے اور اس تصویر کو کسی جگہ دفن کر دیا جائے تو جہاں سے بھیڑیوں کو بھگانا ہو اس جگہ سے بھیڑیے بھاگ جائیں گے اور پھر کبھی بھی اس جگہ نہیں آئیں گے۔

تعبیر: بھیڑیے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر جھوٹ، دشمنی اور مکر وفریب سے دی جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھیڑیے کو خواب میں دیکھنا ظالم ڈاکو کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی آدمی نے خواب میں بھیڑیے کے بچے کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ دی جاتی ہے کہ وہ شخص گرے پڑے ہوئے بچہ کی پرورش کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں ایسا بھیڑیا دیکھا جس کی شکل ایسے جانور سے تبدیل ہو گئی ہے جو انسان سے مانوس ہو جانے والا ہو تو ایسے چور کی طرف اشارہ ہے جس کو توبہ کی توفیق حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے بھیڑیے کو خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب میں دیکھنے والا شخص کسی پر بہتان باندھے گا لیکن جس پر بہتان باندھا گیا وہ اس سے آزاد ہوگا۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ہے۔ اگر کسی شخص نے خواب میں بھیڑیے اور کتے کو ایک ساتھ دیکھا ہے تو اس کی تعبیر نفاق، فریب اور دھوکہ سے دی جائے گی۔

الذیخ

"الذیخ" (ذال کے زیر کے ساتھ) اس کا مطلب بجو ہے۔ اس کے مؤنث کے لئے "ذیخہ" اور جمع کے لئے "ذیوخ اور اذیاخ ذیخۃ" کے لفظ استعمال ہوتے ہیں۔

حدیث میں بجو کا تذکرہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، رسول بے مثال، صاحب جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا سے قیامت کے دن اس حال میں ملاقات کریں گے کہ آذر کا چہرہ غبار آلود ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا سے فرمائیں گے کیا میں تمہیں نہیں کہتا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا جواب دے گا کہ آج کے دن میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ

السلام عرض کریں گے اے میرے رب بے شک تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تو قیامت کے دن مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ سو آج اس سے بڑھ کر میرے لئے کیا رسوائی ہو سکتی ہے کہ میرا چچا آگ میں جائے گا۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ میں نے جنت کو حرام کیا ہے کافروں پر' حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا اے ابراہیم! تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے کہ ایک خون آلود بجو پڑا ہوا ہے۔ تو بجو کی ٹانگیں پکڑ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

(بخاری شریف' کتاب احادیث الانبیاء' رقم الحدیث 3172' بخاری شریف' رقم الحدیث 4490' نسائی سنن الکبریٰ' رقم الحدیث 11375' مستدرک' رقم الحدیث 2963)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدم قیامت کے دن اپنے باپ کا ہاتھ پکڑے گا تا کہ وہ اسے جنت میں داخل کردے۔ حضور مکی مدنی' سرکار ابد قرار' شافع روز شمار' دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آواز دی جائے گی کہ بے شک جنت میں کوئی مشرک داخل نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جنت مشرکین پر حرام کردی ہے۔ حضور اکرم' شفیع معظم' فخر بنی آدم' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص عرض کرے گا اے میرے رب! یہ میرا باپ ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے باپ کو بری صورت میں تبدیل کردے گا اور اس کے جسم کو بدبودار بنادے گا۔ وہ جنتی اس کو چھوڑ دے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک اس جنتی کا مطلب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے اور حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا۔ (رواہ النسائی والبزار والحاکم)

حاکم نے اس حدیث کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید المبارکین' خاتم المرسلین' رحمت اللعالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے باپ سے قیامت کے دن ملاقات کرے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے باپ میں آپ کا کیسا بیٹا تھا۔ سو باپ جواب دے گا کہ تو فرمانبردار بیٹا تھا۔ وہ کہے گا کہ ابا جان کیا آج کے دن آپ میری اطاعت کریں گے۔ تو باپ کہے گا کہ تو فرمانبردار بیٹا تھا۔ وہ کہے گا کہ میرا ازار پکڑ لو۔ سو باپ بیٹے کا ازار پکڑے گا اور لڑکا اسے لے کر چل پڑے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جارہا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میرا باپ بھی میرے ساتھ ہے کیونکہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے باپ کو بجو کی صورت میں بنادے گا پھر اس کو آگ میں ڈال دے گا۔ وہ شخص عرض کرے گا تیری عزت کی قسم یہ میرا والد نہیں ہے۔

(رواہ الحاکم ثم قال صحیح علی شرط مسلم)

قیامت کے دن آذر کو بجو کی شکل میں بدلنے کی حکمت "ابن الاثیر" نے یہ بیان کی ہے کہ بجو سب سے احمق جانور ہے جس کی حماقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس کام میں احتیاط کی ضرورت ہے اس سے یہ غافل رہتا ہے۔ حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں بجو کی طرح نہیں ہوں جو ہلکی سی آہٹ سن کر اپنے بل سے باہر نکل آتا ہے یہاں تک کہ شکار ہو جاتا ہے۔ جب آذر نے ایسے شخص کی دعوت کو ٹھکرا دیا جو دنیا میں اس کا سب سے زیادہ شفیق تھا اور شیطان کے مکر وفریب میں پھنس گیا تو اس حماقت کی وجہ سے یہ بجو کی طرح ہو گیا۔ اسی طرح شکاری جب بجو کے شکار کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سوراخ میں پتھر پھینکتا ہے۔ بجو سمجھتا ہے کہ کوئی شکار ہے وہ اپنے بل سے باہر نکلتا ہے تا کہ اسے پکڑ لے لیکن بجو شکار ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شکاری بجو کو شکار کرتے وقت اس کے سوراخ پر کھڑے ہو کر یہ الفاظ پڑھتے ہیں:

''**اطرقی ام طریق خامری أم عامر البشری بجراد عطلی وشاۃ هزلی**'' شکاری یہ الفاظ لگاتار کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ شکاری اس کے سوراخ میں ہاتھ ڈال کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے باہر کھینچ لیتا ہے۔ اگر آذر کو کتے اور خنزیر کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا تو یہ بدصورتی کا سبب بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکرام کی خاطر ان کے والد (چچا) محترم کو ایک درمیانے درجے کے درندہ کی شکل میں بدل دیا۔ واللہ اعلم

باب الراء

الراحلة

علامہ جوہری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ راحلہ اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو سفر کرنے کے قابل ہو اور ''الرحول'' کے بھی یہی معنی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الراحلة'' کا مطلب سواری کا اونٹ ہے، وہ نر ہو یا مادہ۔ نیز ''الراحلة'' کے آخر میں لفظ تا مبالغہ کے لئے ہے جس طرح ''داهية'' سو اونٹ یا اونٹنی کو ''راحلة'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس پر پالان باندھا جاتا ہے۔ یہ ''فاعله'' بمعنی مفعولة ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ'' اس میں راضیہ کا مطلب مرضیہ ہے اسی طرح قرآن مجید میں اور بہت سے مقامات پر فاعلہ بمعنی مفعولہ آیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ'' اس آیت میں ''عاصم'' معصوم کے معنی میں ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''مَّآءٍ دَافِقٍ'' اس آیت میں ''دافق'' مدفوق کے معنی میں ہے اور اسی طرح ارشاد خداوندی ہے ''حَرَمًا اٰمِنًا'' اس آیت میں آمنا بمعنی ماموناً ہے۔ اس طرح قرآن مجید میں مفعول کا صیغہ فاعل کے معنی میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے جس طرح ''حِجَابًا مَّسْتُوْرًا'' اس آیت میں ''مستوراً'' ساتر'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ''كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا'' میں بمعنی آتیاً استعمال ہوا ہے۔ حریری نے کہا ہے کہ بعض اوقات ''الراحلة'' چپل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ چپل انسان کے قدم کی سواری ہے۔ کسی شاعر نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ

رَوَاحِلُنَا سِتٌّ وَنَحْنُ ثَلَاثَةٌ　　　　نَجْنِبُهُنَّ الْمَاءَ فِیْ كُلِّ مَوْرِدِ

''ہمارے چھ چپل ہیں اور ہم صرف تین ہیں اس لئے ہم اپنے چپل ہر گھاٹ پر پانی سے بچاتے ہیں''۔

حدیث میں ''راحلة'' کا تذکرہ: بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان کے پچیسویں باب میں روایت نقل کی ہے کہ حضور تاجدار رسالت، شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی اپنی سواری سے اتر کر چھ میل پیدل چلا۔ وہ اس طرح ہے جس طرح اس نے ایک گردن آزاد کی یعنی غلام آزاد کیا''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول کریم، شفیع معظم، شافع روز محشر، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ان سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں کوئی اونٹ سواری کے قابل نہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سنن میں اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لوگ احکام دین میں مساوی اوران میں کسی شریف کو رذیل پر اور کسی بلند مرتبہ کو کم مرتبہ والے پر کوئی فضیلت نہیں جس طرح کہ وہ سو اونٹ جو سواری کے قابل نہ ہوں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتے۔

حضرت امام ابن سیرین علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ابوعبیدہ بن حذیفہ قاضی کے منصب پر فائز تھے۔ ان کے پاس اشراف میں سے ایک آدمی آیا اور آپ علیہ الرحمہ اس وقت آگ جلا رہے تھے اس نے آپ سے اپنی ضرورت کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے فرمایا کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی ایک انگلی آگ میں ڈال دے۔ اس آدمی نے کہا سبحان اللہ! حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو اپنی ایک انگلی کو میری خاطر آگ میں ڈالنے میں کنجوسی کر رہا ہے اور مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اپنے پورے جسم کو جہنم کی آگ میں جھونک دوں۔ حضرت ابن قتیبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''الراحلۃ'' کا مطلب وہ شریف نسل کا اونٹ ہے جس کو بہت سے اونٹوں میں سے سواری کے لئے چنا جائے۔ اس اونٹ میں تمام اوصاف پائے جاتے ہیں سو اگر یہ بہت سے اونٹوں میں مل جائے تو فوراً پہچان لیا جاتا ہے۔ حضرت ابن قتیبہ علیہ الرحمہ ہی فرماتے ہیں: ذکر کی ہوئی حدیث کا مطلب یہی ہے کہ تمام لوگ آپس میں برابر ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے پر نسب کے لحاظ سے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک انسان سو اونٹوں کی طرح ہے کہ جس میں کوئی اونٹ سواری کے قابل نہ ہو۔ ازہری نے کہا ہے کہ اہل عرب کے نزدیک ''الراحلۃ'' شریف اونٹ اور اونٹنی کو کہا جاتا ہے اور الراحلۃ میں لفظ تاء مبالغہ کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ علامہ ازہری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن قتیبہ نے حدیث کی جو تفسیر کی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زاہد فی الدنیا وہ آدمی ہے جو پرہیزگاری میں کامل ہو اور آخرت کی جانب رغبت رکھتا ہو۔ اس طرح کے اشخاص بہت کم ہوتے ہیں جس طرح راحلۃ (سواری کے قابل اونٹ) کی تعداد بہت کم ہے۔

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کامل الاوصاف انسان راحلۃ کی طرح بہت کم ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ''الراحلۃ'' اس اونٹ کو کہتے ہیں جو کامل اوصاف، حسین وجمیل اور باربرداری اور سفر کے لئے مضبوط ہو۔

علامہ حافظ ابوالعباس قرطبی علیہ الرحمہ جو اپنے دور کے شیخ المفسرین ہیں نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک اس حدیث شریف کی تمثیل ''الراحلۃ'' کے مناسب حال وہ آدمی ہے جو جودوسخا کا پیکر ہو اور دوسرے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے والا ہو اور ان کے اخراجات مثلاً قرض کی ادائیگی اور دوسری حاجات کو پورا کرنے کا ذمہ اٹھائے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت مشکل سے ملتے ہیں۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: علامہ قرطبی علیہ الرحمہ کی تفسیر بہت عمدہ ہے۔ واللہ اعلم

الرأل

''الرأل'' اس کا مطلب شتر مرغ کا بچہ ہے۔ اس کے مؤنث کے لئے ''رالۃ'' اور جمع کے لئے ''رأل'' اور ''رئلان'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل عنقریب انشاء اللہ لفظ ''نعام'' کے باب میں آئے گی۔

الراعی

''الراعی'' علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایسا پرندہ ہے جو قمری اور کبوتر کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی عجیب وغریب شکل ہوتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ یہ ایسا پرندہ ہے جو قمری اور کبوتر دونوں کے ملاپ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور یہ زیادہ بچے دینے والا اور لمبی عمر پانے والا پرندہ ہے۔ یہ آواز اور جسامت میں کبوتر اور قمری سے جدا اور عمدہ ہوتا ہے اسی لئے اس کی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے اور لوگ اس کے شکار کے بہت شوقین ہوتے ہیں۔ بعض اہل علم نے اس پرندے کو ''الراعی'' کے بجائے ''الزاعی'' لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

الربی

''الربی'' فعلی کے وزن پر اس کا مطلب وہ بکری ہے جس نے بچہ جنا ہو اور اگر اس کا بچہ مر جائے تب بھی اسے ''الربی'' ہی کہا جائے گا۔ بعض اہل علم کے نزدیک بکری کو بچے جننے کے بیس دن بعد تک ''الربی'' کہا جاتا ہے اور بعض اہل علم کے نزدیک بکری کو بچہ جننے کے دو ماہ بعد تک ''الربی'' کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ نے ''الربی'' کو بکری کے لئے خاص کیا ہے لیکن بعض حضرات نے ''الربی'' کا لفظ بھیڑیے کے لئے خاص کیا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''الربی'' بکری کے لئے اور ''الرعوث'' کا لفظ بھیڑیے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ ''الربی'' کی جمع ''الرباب'' آتی ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''فعال'' کے وزن پر پندرہ کلموں کی جمع آتی ہے۔

1:- ''ربی'' کی جمع رباب
2:- رخل کی جمع رخال
3:- رذل کی جمع رذال
4:- بسط کی جمع بساط
5:- نزل کی جمع نزال
6:- رع کی جمع رعاء
7:- قمتی کی جمع قماء
8:- جمل کی جمع جمال
9:- عرق کی جمع عراق
10:- ظئر کی جمع ظئوار
11:- شنی کی جمع شناء
12:- عزیز کی جمع عزاز
13:- فریز کی جمع فراز
14:- توم کی توام
15:- سخ کی جمع سخاح

الرباح

''الرباح'' اس کا مطلب بلی کے طرح کا ایک جانور ہے جس سے ایک قسم کی خوشبو حاصل ہوتی ہے۔ علامہ جوہری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''الرباح'' کا مطلب وہ جانور ہے جس سے کافور حاصل کیا جاتا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: علامہ جوہری علیہ الرحمہ نے یہ عجیب بات بیان کی ہے کیونکہ کافور ایک ہندوستانی درخت کا گوند ہے اور

''رباح'' کافور کی طرح خوشبو کا نام ہے۔ سو علامہ جوہری علیہ الرحمہ کے اس قول کی وجہ یہ ہوگی کہ جب انہوں نے یہ بات سنی کہ حیوان سے خوشبو حاصل کی جاتی ہے تو ان کا ذہن کافور کی طرف منتقل ہوگیا ہوگا۔ اس کی مزید تفصیل زاء کے باب میں آئے گی۔ حضرت ابن قطاع علیہ الرحمہ نے جب امام جوہری علیہ الرحمہ کے قول کو سنا تو اس کی اصلاح کرتے ہوئے کہا کہ ''رباح'' ایک شہر ہے جہاں کافور تیار ہوتا ہے لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے کیونکہ کافور لکڑی کے اندر خشک ہونے والی گوند کو کہا جاتا ہے اور اس لکڑی کو جب حرکت دی جائے تو اس سے کافور نکلتا ہے اور ''الرباح'' وہ خوشبو ہے جو حیوان سے لی جاتی ہے۔ ابن رشیق نے کہا کہ

فکرت لیلة وصلها فی صدها　　فجرت بقایا ادمعی کالعندم

فطفقت امسح مقلتی فی نحرها　　اذعادة الکافور امساك الدم

''وہ رات کو آشیاں نشین ہوئی اور جب اپنے آشیانہ میں بیٹھ گئی تو میرے باقی کے آنسو بھی بہہ نکلے''۔

''میں اپنی آنکھوں کو ملنے لگا جس طرح کافور کی خاصیت یہ ہے کہ وہ خون کو روکتا ہے۔ اسی طرح میں بھی اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرنے لگا''۔

الربّاح

''الرباح'' (راء پر پیش اور باء پر تشدید کے ساتھ) اس کا مطلب نر بندر ہے۔ اس کے شرعی حکم اور خواص کا ذکر عنقریب آئے گا۔ اہل عرب کہتے ہیں ''اجبن من رباح'' (فلاں بندر سے بھی زیادہ بزدل ہے)

الرّبع

''الربع'' (راء پر پیش اور باء پر زبر کے ساتھ) اس کا مطلب اونٹنی یا گائے کا بچہ ہے جو اپنی ماں سے جدا ہو جائے۔ علامہ جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب پرندہ بھی ہے۔

الربیة

''الربیة'' حضرت امام ابن سیدہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چوہے اور گرگٹ کے درمیان کا ایک جانور ہے اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ چوہے کو ہی ''الربیة'' کہا جاتا ہے۔

الرتوت

''الرتوت'' اس کا مطلب نر خنزیر ہے۔ علامہ جوہری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ''الرتوت'' الترت کی جمع ہے اور رت کے معنی سردار اور خنزیر کے آتے ہیں۔ جس طرح کہا جاتا ہے ''ھولاء رتوت البلاد'' (یہ شہر کے سردار ہیں) محکم نے کہا ہے کہ ''الرت'' کا مطلب ایک جانور ہے جو خشکی کے خنزیر کی طرح ہوتا ہے اور بعض اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب خنزیر ہے۔ اس کی تفصیل خاء کے باب میں بیان ہو چکی ہے۔

الرثیلا

''الرثیلا'' اس کا مطلب ایک زہریلا جانور ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ رثیلا مکڑی کی ایک قسم کو کہا جاتا ہے۔ نیز اسے عقرب الحیات بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سانپوں کو قتل کر دیتا ہے۔ حضرت ابو عمرو موسیٰ قرطبی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ ''الرثیلا'' اسم ہے اور اس کا اطلاق حیوانات کی اکثر اقسام پر ہوتا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''الرثیلا'' کا اطلاق حیوانات کی چھ انواع پر ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک آٹھ قسموں پر ہوتا ہے۔ نیز یہ ساری مکڑی کی قسمیں ہیں۔ بعض ماہر حکماء نے کہا ہے کہ ان قسموں میں سے سب سے زیادہ موذی قسم مصری مکڑی کی ہے اور وہ بکریاں جو گھروں میں پائی جاتی ہیں یہ بہت کم نقصان دیتی ہیں اور ان کی باقی اقسام سبزہ زار جگہوں میں پائی جاتی ہے۔ ان مکڑیوں میں سے ایک مکڑی کا نام ''اریاف'' ہے جسے اہل مصر ''بوصوفہ'' کہتے ہیں۔ نیز ان مکڑیوں کے کاٹنے سے ایسی تکلیف محسوس ہوتی ہے جس طرح بچھو کے ڈسنے سے ہوتی ہے۔ عنقریب اس کا ذکر صاد کے باب میں الصید کے تحت آئے گا۔

خواص: رثیلا کے دماغ کو مرچ کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے انسان کے جسم سے زہریلے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

تعبیر: رثیلا کو خواب میں دیکھنا فتنہ پرور اور تکلیف دینے والی عورت کی طرف اشارہ ہے۔ نیز بعض اوقات رثیلا کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر دشمن سے دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

الرخل

''الرخل'' اس کا مطلب بھیڑیا کا مادہ بچہ ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''رخال'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

الرخ

''الرخ'' اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جو بحر چین میں پایا جاتا ہے جس کا ایک بازو دس ہزار رباع (دونوں) ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ) تک لمبا ہوتا ہے۔ ابو حامد اندلسی نے کہا ہے کہ ایک مغربی تاجر چین کا سفر کر چکا تھا اور ایک مدت تک وہاں مقیم رہا تھا اس تاجر کے پاس رخ نامی پرندہ کے پر کی جڑ تھی (یعنی پر کا وہ حصہ تھا جو گوشت سے ملا ہوا تھا) جس میں ایک مشک پانی آ سکتا تھا۔ وہ مغربی تاجر کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار ہو کر چین کی طرف روانہ ہوا تو ہوا کے جھونکوں نے کشتی کو ایک بڑے جزیرے میں پہنچا دیا۔ سو کشتی کے مسافر باہر نکلے اور پانی اور لکڑی وغیرہ تلاش کرنے لگے۔ تو انہوں نے ایک گنبد نما ٹیلہ دیکھا جس کی بلندی سو ذراع تھی اور اس میں روشنی و چمک دکھائی دیتی تھی۔ سو یہ منظر دیکھ کر کشتی کے مسافر متعجب ہوئے۔ پس جب وہ اس ٹیلہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ تو ''الرخ'' کا انڈہ ہے سو انہوں نے اس انڈے کو لکڑی، کدال اور پتھر سے توڑنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا اور اس سے ایک بچہ نمودار ہوا جس کی جسامت ایسی تھی گویا کہ وہ پہاڑ ہو۔ مسافروں نے اس کے بازو کھینچے جس کی وجہ سے اس کا بازو ٹوٹ گیا اور اس کے پر جھڑ گئے۔ اس پرندے کے بچے کے پر کی جڑ میرے حصہ میں آئی۔ یہ بچہ ابھی تک نامکمل تھا۔ مسافروں نے اس کو ذبح کیا اور اپنی اپنی ضرورت کے مطابق گوشت کھایا۔ اصل میں بعض

مسافروں نے اسی جزیرے میں گوشت بھون کر کھایا اور گوشت کھانے والوں میں زیادہ عمر کے افراد بھی تھے جن کے بالوں پر سفیدی چھا چکی تھی پس جب یہ لوگ صبح اٹھے تو ان کے بال کالے ہو چکے تھے اور بالوں کا کالا ہونا گوشت کھانے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ اس لکڑی کی خاصیت تھی جو گوشت پکاتے وقت مسافروں نے اپنی ہانڈی میں چمچ کے طور پر استعمال کیا تھا کیونکہ جنگل میں کھانا پکانے کے آلات نہیں تھے اس لئے جو چیز ہاتھ میں آئی اسی سے کام چلا لیا۔ تو ہانڈی میں بطور چمچ ایک درخت نشاب کی لکڑی استعمال کی گئی جس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ بالوں کو سیاہ کر دیتی ہے۔ مغربی تاجر کہتا ہے کہ جب سورج نکلا تو ہم نے ''الرخ'' پرندے کو ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھا گویا کہ وہ عظیم بادل ہے اور اس کے پنجوں میں پتھر تھا وہ اس نے پھینک دیا پتھر سمندر میں گر گیا اور کشتی آگے نکل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے ہمیں نجات دے دی۔ حضرت ابن سیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ شطرنج کے ایک مہرے کو بھی ''الرخ'' کہا جاتا ہے اس کی جمع کے لئے ''رخاخ'' اور ''رخخة'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ سری الرفاء شاعر نے بہت عمدہ اشعار کہے ہیں:

وفتية زهـــرا الاداب بيـــنهـــم	ابهى وانضر من زهر الرياحين
راحو الى الراح مشى الرخ وانصرفوا	والراح يمشى بهم مشى البراذين
بـنـفـسـى من اجودلـه بـنـفـسـى	ويـبـخـل بـالـتـحية والسلام
وحـتـفـى كـامـن فـى مقلتيـه	كـمـون الـمـوت فـى حد الحسام

''اور کچھ ایسے نوجوان جن کا طرز عمل پورے علاقے میں سب سے اچھا تھا اور ان کی تعداد تر و تازہ پھولوں کی کلیوں سے بھی زیادہ تھی''۔

''وہ چلے شراب خانہ کی طرف اور شطرنج (Chess) کے کھیل کی طرف اور جب وہاں سے واپس لوٹنے لگے تو ان کی چال شطرنج کے مہروں کی طرح تھی''۔

''میں اس پر اپنی جان قربان کروں اور وہ سلام و دعا میں بھی بخیل ہے''۔

''اور میری موت اس کی آنکھوں میں اس طرح چھپی ہے جس طرح موت تلوار کی دھار میں چھپی ہوتی ہے''۔

تعبیر: ''الرخ'' کو خواب میں دیکھنا عجیب و غریب خبروں اور دور دراز کے سفر کی علامت ہے۔ نیز بعض اوقات ''الرخ'' کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر فحش اور لایعنی کلام سے دی جاتی ہے چنانچہ عنقاء کی بھی یہی تعبیر ہے۔ عنقاء کی تفصیل عنقریب عین کے باب میں آئے گی۔

الرخمة

''الرخمة'' اس کا مطلب گدھ کی طرح کا ایک پرندہ ہے جس کی کنیت کے لئے ام جعران، ام رسالہ، ام عجیبہ، ام قیس اور کبیر کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اسے انوق بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع رُخم آتی ہے۔ ''الرخمة'' میں تاء جنس کے لئے اعشیٰ شاعر نے کہا ہے کہ

یا رخماء قاظ علی مطلوب . یجعل کف الغاریٔ المطیب

"اے رخماء (جانور) مطلوب کو جلدی لے آ اور یہ کام اتنا جلدی ہو جس طرح پرندے کے پنجے تیزی کے ساتھ (شکار کو) اچک لیتے ہیں"۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مطلوب پہاڑ کا نام ہے اور مطلیب کا مطلب استنجاء ہے۔ اس پرندے کو انوق اور ذات الاسمین بھی کہا جاتا ہے اور یہ محتاط ہونے کے باوجود احمق ہے۔

و ذات اسمین والالوان شتی . تحمق وھی کیسۃ الحویل

"اور اس پرندے کے دو نام اور مختلف رنگ ہیں لیکن ہوشیار ہونے کے باوجود بے وقوف ہے"۔

حضرت امام شعبی علیہ الرحمہ کے پاس جب روافض کا ذکر کیا جاتا تو فرماتے اگر یہ چوپائے کی جنس سے ہوتے تو یہ روافض کے گدھے ہوتے اور اگر پرندوں میں سے ہوتے تو "رخماء" یعنی مردار کو کھانے والے پرندے ہوتے۔

"الرخمۃ" نامی پرندے کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ اپنی سکونت کے لئے پہاڑوں میں ایسی جگہ منتخب کرتا ہے جہاں کسی کی نگاہ نہ پہنچے اسی لئے اہل عرب کہتے ہیں "اعزمن بیض الالوق" (فلاں چیز رخمۃ کے انڈوں سے زیادہ نایاب ہے) اس پرندے کی مادہ اپنے نر (شوہر) کے علاوہ کسی اور کو جفتی کرنے کی اجازت نہیں دیتی اور ایک انڈہ دیتی ہے۔ "الرخمۃ" کو شریر اور کمین قسم کے پرندوں میں شمار کیا جاتا ہے اور وہ تین ہیں۔ (1) الو (2) کوا (3) رخمۃ۔ مطلب گدھ کی طرح کا ایک پرندہ۔

حکم: "الرخمۃ" کا کھانا حرام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اکرم، نور مجسم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے "رخمۃ" (یعنی گدھ) کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (رواہ البیہقی)

اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے سورۂ احزاب کی اس آیت (ان لوگوں کی طرح جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دینے کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ سو فرشتے بھی آپ کی موت کے بارے میں باتیں کرتے تھے لیکن آپ کی قبر کی جگہ سوائے "رخمۃ" گدھ کے کسی کو معلوم نہیں تھی اس لئے اللہ عزوجل نے گدھ کو بہرہ اور گونگا بنا دیا تھا۔ حاکم کی کتاب مستدرک اور تاریخ الانبیاء میں بھی اسی طرح کی بات نقل کی گئی تھی۔

علامہ زمخشری نے فرمایا ہے کہ یہ جانور جب چیختا ہے تو کہتا ہے "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی"۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں "اَحْمَقُ مِنْ رُخْمَۃ" (فلاں شخص رخمۃ سے بھی زیادہ بیوقوف ہے) تمام پرندوں میں بیوقوف اس پرندے کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ ذلیل پرندہ ہے جو گندگی کو پسند کرتا ہے اور اس کی خوراک بھی گندگی ہی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں کہ (اے رخمۃ تو بھی بول اس لئے کہ تو اللہ تعالیٰ کا جانور ہے) اس ضرب المثل کی اصل یہ ہے کہ جب پرندے چیختے اور چلاتے ہیں تو رخمۃ (گدھ) بھی اس کی اتباع میں چلاتا ہے۔ سو پرندے اس سے مذاق کرتے اور کہتے ہیں کہ تو اللہ کا پرندہ ہے تو بھی اپنی آواز نکال۔ یہ مثال اس آدمی کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو لوگوں سے لاتعلق رہے اور نہ کسی

طرف متوجہ ہو اور نہ ہی کسی سے بات کرے۔

خواص: اگر ''الرخمۃ'' کے پروں کی دھونی گھر میں دی جائے تو وہاں سے کیڑے مکوڑے ختم ہو جائیں گے۔ اس کی بیٹ سرکہ میں ملا کر دیوانے اور پاگل آدمی کو تین دن کھلائی جائے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ اگر اس پرندے کا سر ایسی عورت کے گلے میں لٹکا دیا جائے جسے بچے کی ولادت میں دشواری محسوس ہو رہی ہو تو بچہ آسانی کے ساتھ پیدا ہو جائے گا۔ اس پرندے کی آنتوں پر موجود زرد رنگ کی جھلی کو سکھانے کے بعد باریک پیس لیا جائے اور پھر شہد میں ملا کر استعمال کیا جائے تو ہر قسم کے زہر کو ختم کر دے گی۔ اگر کوئی آدمی سر کے درد میں مبتلا ہو تو وہ اس پرندے کے سر کی ہڈی کو اپنے سر میں لٹکا لے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔

تعبیر: ''رخمۃ'' کو خواب میں دیکھنا احمق آدمی کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی آدمی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ''رخمۃ'' کو پکڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا ایسی جنگ میں شرکت کرے گا جس میں بہت زیادہ خون ریزی ہوگی اور کبھی اس سے شدید مرض لاحق ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے بہت سے گدھ خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر لشکر سے دی جائے گی۔ ارطامیدورس نے کہا ہے کہ رخمۃ کو خواب میں دیکھنا اس شخص کے لئے بہتر ہے جو شہر سے باہر کام کر رہا ہو اس لئے کہ رخمۃ (گدھ) شہر میں داخل نہیں ہوتا۔ نیز رخمۃ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مردوں کو غسل دینے والوں سے بھی دی جاتی ہے اور ایسے لوگ بھی مراد ہوتے ہیں جو قبرستان میں رہتے ہوں کیونکہ ''رخمۃ'' مردار کھاتا ہے۔ اور شہر میں داخل نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے خواب میں ''رخمۃ'' کو اپنے گھر کے اندر دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس گھر میں کوئی مریض ہے تو اس کی موت ہو جائے گی اور اگر مریض نہیں ہے تو مکان کے مالک کو شدید مرض لاحق ہوگا یا اس کی موت واقع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ واللہ اعلم

الرشا

''الرشا'' (راء پر زبر ہے) اس کا مطلب ہرن کا وہ بچہ جو اپنی ماں کے ساتھ چلنے پھرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اس کی جمع کے لئے ''الرشاء'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہمیں درج ذیل اشعار علامہ جمال الدین عبدالرحیم السنوی علیہ الرحمہ نے سنائے ہیں اور وہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ اشعار اثیر الدین ابوحیان نے سنائے ہیں اور وہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ اشعار ہمارے شیخ ابوجعفر بن زبیر نے سنائے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ابوحفص بن عمر کے پاس ایک لونڈی بطور ہدیہ آئی جس کی والدہ سے آپ جماع کر چکے تھے۔ سو آپ نے اسے لوٹا دیا اور یہ اشعار پڑھے:

يَا مَهْدِي الرَّشَا الَّذِي الْحَاظُهُ — تَرَكَتْ جُفُوْنِيْ نَصْبَ تِلْكَ الْاَسْهُمِ

رِيْحَانَةٌ كُلَّ الْمُنِيِّ فِيْ شَمِّهَا — لَوْلَا الْمُهَيْمِنِ وَاجْتِنَابُ الْمُحْرَمِ

ما عن قلى صرفت اليك وانما — صيد الغزالة لم يبح للمحرم

يَا وَيْحَ عَنْتَرَةُ يَقُوْلُ وَشَفَهُ — مَا يَشْفِنِيْ وَجْدٌ وَاِنْ لَمْ اَكْتُمِ

يَا شَاةُ مَا قَنْصٌ لِمَنْ حِلَّتْ لَهُ — حُرِّمَتْ عَلَيَّ وَلَيْتَهَا لَمْ تُحْرَمِ

''اے ہرن کا ہدیہ دینے والے تو نے تیروں کی جگہ میری پلکوں کو گاڑ دیا ہے''۔

''اس کے سونگھنے سے ہر آرزو کی خوشبو محسوس ہوتی ہے اگر اس کا شکار حرام نہ ہوتا تو میں اس کو حاصل کرنے سے پرہیز نہ کرتا''۔

''میں نے تجھ سے اپنی نگاہیں اس لئے ہٹائی ہیں کہ احرام کی حالت میں شکار منع ہے''۔

''عشرہ کا برا ہو وہ کہتا ہے کہ مجھ میں غم چھپانے کی طاقت نہیں اور غم کو ظاہر کرنے میں بھی مجھے شفاء نصیب نہیں ہوئی''۔

''اے بکری اس نے تیرا شکار نہیں کیا جس کے لئے تو حلال ہے اور میرے لئے تیرا شکار حرام ہے۔ کاش میں احرام کی حالت میں نہ ہوتا تو ضرور تیرا شکار کرتا''۔

ابو الفتح البستی نے بھی بہت عمدہ اشعار کہے ہیں:

من این للرشا الغریر الاحور	فی الخد مثل عذراك المتحدر
رشا کان بعارضیہ کلیهما	مسکا تساقط فوق ورد احمر

''ہرن کی آنکھ میں وہ خوبی کہاں ہے جو محبوب کے رخسار کے ڈھلاؤ میں موجود ہے''۔

''ہرن اپنے دونوں رخساروں سے مشک ریزی کرتا ہے جس کی سرخی کو گلاب کے پھول کے سرخی پر فوقیت حاصل ہے''۔

الرشك

''الرشک'' اس کا مطلب وہ جانور ہے جسے اردو میں بچھو کہا جاتا ہے۔ قاضی ابو الولید ابن فرضی نے اپنی کتاب ''الالقاب فی اسماء نقلة الحدیث'' میں اور خطیب ابو علی غسانی نے اپنی کتاب ''تقیید المهمل'' میں اور قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ نے اپنی کتاب ''مشارق الانوار'' میں اور حافظ ابو الفرج بن جوزی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ یزید بن ابی یزید جن کا نام سنان ضبعی ہے وہ رشک (یعنی بچھو) کے لقب سے مشہور ہے کیونکہ آپ کی داڑھی بہت لمبی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ بچھو آپ کی داڑھی میں گھس گیا۔ وہ تین دن تک داڑھی میں لٹکا رہا لیکن داڑھی لمبی ہونے کی وجہ سے آپ کو اس کا پتا نہ چلا۔ ابن دحیۃ نے اپنی کتاب ''العلم والمنشور'' میں لکھا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ تین دن گزرنے کے باوجود انہیں یہ احساس نہ ہوا کہ ان کی داڑھی میں بچھو لٹکا ہے اور کیا نماز کے لئے وضو کرتے وقت بھی انہیں اس کا احساس نہیں ہوا اور یا شاید وہ وضو کرتے وقت داڑھی کے لمبا ہونے کی وجہ سے داڑھی کا خلال نہ کرتے ہوں یا پھر بچھو بہت چھوٹا ہوگا جو بالوں کے درمیان الجھ گیا ہوگا۔ سو رہی تین دن کی مدت تو یہ صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اگر انہیں شروع ہی میں داڑھی میں بچھو داخل ہونے کا علم ہو گیا تھا تو انہوں نے اسے تین دن تک اپنی داڑھی میں کیسے چھوڑ دیا تھا؟ اگر شروع میں انہیں بچھو کے داخل ہونے کا احساس نہیں ہوا تو پھر مقدار متعین کرنا صحیح نہیں ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ وہ ایسی جگہ میں پہنچ گئے تھے جہاں بہت زیادہ بچھو پائے جاتے تھے اور اس مقام پر آپ تین دن تک رہے۔ سو اس واقعہ کی تکذیب کرنے سے بہتر تاویل ہے کیونکہ اگر اس کی تکذیب کی جائے تو آئمہ کرام اس واقعہ کے راوی ہیں ان کی تکذیب ہوگی۔

اسے حاکم ابو عبد اللہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''علوم الحدیث'' میں نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: ایک مرتبہ یزید

بن ابو یزید اپنی داڑھی میں کنگھی کر رہے تھے تو داڑھی سے بچھو نکلا۔ سو اسی وقت ان کا لقب ''الرشک'' بچھو پڑ گیا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اہل بصرہ کی لغت میں ''الرشک'' قسام (بہت زیادہ تقسیم کرنے والا) کے معنی میں آتا ہے۔ سو یزید بن ابو یزید بصرہ میں زمینوں اور مکانوں کی تقسیم پر مامور تھے۔ اسی لئے ان کو ''الرشک'' کہا جاتا ہے۔ ان کی وفات 130ھ کو بصرہ میں ہوئی۔ نیز محدثین کی ایک جماعت نے ان سے حدیث بھی روایت کی ہے۔ حضرت امام عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ترمذی میں ''باب ماجاء فی صوم ثلاثة ایام من کل شهر'' کے عنوان سے احادیث نقل کی ہیں۔ اس میں ابو یزید بھی حدیث کو روایت کرنے والے ہیں۔

(ترمذی شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث 691، بخاری شریف، کتاب التهجد، رقم الحدیث 1178، مسلم شریف، کتاب الصلاۃ المسافرین رقم الحدیث 85)

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہم سے محمود بن غیلان نے ان سے ابوداؤد نے ان سے شعبہ نے اور ان سے یزید الرشک نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا ہے کہ کیا رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم، شہنشاہِ کون ومکاں، رسولِ بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ تین دن روزہ رکھتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''ہاں'' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کون سے تین دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک، شفیع روزِ شمار صلی اللہ علیہ وسلم دنوں کو گنے بغیر ایک ماہ میں تین روزے رکھتے تھے۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یزید الرشک کا مطلب یزین بن ابو یزید ضبعی ہیں جنہیں یزید بن قاسم بھی کہا جاتا ہے۔ لفظ الرشک بصرہ والوں کے نزدیک قسام (تقسیم کرنے والا) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

الرفراف

''الرفراف'' یہ ایک ایسا پرندہ ہے جسے ''ملاعب ظله'' اور ''خاطف ظله'' کہا جاتا ہے۔ عنقریب میم کے باب میں اس کی تفصیل آئے گی۔ اس پرندے کو ''رفراف'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دشمن کو پکڑ لینے کے بعد بہت زیادہ پھڑ پھڑاتا ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ ''الرفرف'' مچھلی کی ایک قسم کو بھی کہتے ہیں۔

الرق

''الرق'' یہ ایک دریائی جانور ہے جو مگرمچھ کی طرح کا ہوتا ہے۔ اس جانور کا جسم کچھوے سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''رقوق'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ علامہ جوہری علیہ الرحمہ نے ایک ضعیف روایت نقل کی ہے کہ مدینہ کے فقہاء اس جانور کی خرید و فروخت کرتے تھے اور اس کا گوشت کھاتے تھے۔ اس لفظ ''الرق'' میں راء پر کسرہ بھی ہے اور زبر بھی پڑھا جاتا ہے لیکن اہل علم نے راء پر کسرہ کو ترجیح دی ہے۔

الرکاب

"الرکاب" (راء پر کسرہ ہے) اس کا مطلب سواری کے اونٹ ہیں۔اس کی جمع کے لئے رکائب'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

''رکاب'' کا حدیث میں تذکرہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار الانبیاء' شہنشاہِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔تو انہوں نے جہاد کیا اور حضرت قیس علیہ الرحمہ نے سواری کی 9 اونٹنیاں لشکر کے لئے ذبح کیں۔تو رسولِ اکرم' نورِ مجسم' شفیع المذنبین' راحت العاشقین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جود وسخا اس گھر کی فطرت ہے۔لفظ''رکاب'' کی جمع کے لئے رکب کا لفظ استعمال ہوا ہے اور''رکوبۃ'' کے معنی سواری کے ہیں۔اہل عرب جب کسی کے فقر وفاقہ کی حالت کو بیان کرنا چاہیں تو یوں کہتے ہیں''مالۃ رکوبۃ ولا حلوبۃ ولا حمولۃ ''(نہ اس کے پاس سواری کے لئے اونٹ ہے اور نہ دودھ دینے کے لئے اونٹنی اور نہ بوجھ اٹھانے کیلئے کوئی جانور)۔

الرکن

"الرکن" اس کا مطلب چوہا ہے۔ابن سیدہ نے کہا کہ''الرکن بعیغہ تعفیر رکین'' بھی استعمال ہوتا ہے۔

الرمکۃ

''الرمکۃ'' اس کا مطلب ترکی گھوڑی ہے اس کی جمع کے لئے''رماك رمكات' ارماك '' کے لفظ استعمال ہوتے ہیں جس طرح ثمار اور اثمار ہے۔

فقہی مسئلہ: ''کتاب الوسیط'' کے ابواب البیع کے دوسرے باب میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے یہ بھیڑ تجھے بیچ دی ہے لیکن جس کی طرف اس نے اشارہ کیا وہ ترکی گھوڑی تھی تو اس کے بارے میں پہلا قول یہ ہے کہ بیچنے والے نے جس کی طرف اشارہ کیا ہے وہی خریدنے والے کو دینی پڑے گی اور دوسرا قول یہ ہے کہ بائع (بیچنے والے) نے جس چیز کی طرف اشارہ کیا ہے یا جس چیز کا نام لیا ہے وہی چیز مشتری (خریدار) کو دے گا۔ابن صلاح نے کہا ہے کہ ترکی گھوڑی' بھیڑ کی طرح نہیں ہو سکتی۔

الرھدون

"الرھدون" (راء پر زبر ہے) یہ ایک پرندہ ہے جو سرخ جانور کی طرح ہوتا ہے۔اس کی جمع کے لئے''رھادن'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔یہ پرندہ مکہ مکرمہ خاص طور پر مسجد حرام میں بہت پایا جاتا ہے اور یہ پرندہ چڑیوں کی طرح کا ہوتا ہے لیکن یہ سیاہی مائل ہوتا ہے۔

الرّوبیان

''الرّوبیان'' اس کا مطلب چھوٹی مچھلی ہے جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔

خواص: اگر شراب میں اس مچھلی کی ٹانگ ڈال کر شراب کے عادی شخص کو پلائی جائے تو وہ شخص شراب سے نفرت کرنے

لگے گا۔اس مچھلی کی گردن کی دھونی حاملہ عورت کو دی جائے تو اس کا حمل گر جائے گا۔اگر کسی شخص کو تیریا کانٹا چبھ جائے تو اس مچھلی کو کچل کر لیپٹ کر باندھنے سے تیریا کانٹا آسانی سے نکل جائے گا۔اگر اس مچھلی کو کالے چنے کے ساتھ پیس کر ناف پر لیپ کیا جائے تو کدو دانے پیٹ سے نکل جائیں گے۔عبدالملک بن زہر نے کہا ہے کہ اگر اس مچھلی کو پیس کر سکنج بین کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بھی یہی اثر ظاہر ہوگا۔اگر اس مچھلی کو سکھا کر باریک پیس کر سرمہ کے طور پر آنکھ میں استعمال کیا جائے تو آنکھ کا دھندلاپن دور ہو جائے گا۔

الریم

"الریم" اس کا مطلب ہرن کا بچہ ہے۔اس کی جمع کے لئے "آرام" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔شاعر نے کہا ہے کہ

بها العیر والآرام یمشین خلفه — واطلاؤها یهضن من کل مجثم

"وہی جنگلی گدھے اور ہرن ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اور ان کے بچے ہر جگہ اچھلتے کودتے پھرتے ہیں"۔

اصمعی نے کہا ہے کہ "آرام" سفید ہرنوں کو کہا جاتا ہے اور اس کا واحد "الریم" آتا ہے۔یہ جانور ریگستانی علاقے میں پایا جاتا ہے۔یہ مینڈھے کی طرح ہوتا ہے اور بہت موٹا ہوتا ہے۔یہ جانور دوسرے جانوروں سے زیادہ گوشت اور چربی والا ہوتا ہے۔

زکی الدین بن کامل ابوالفضل "قتیل التریم واسیر الهوی" کے نام سے مشہور تھے۔ان کا انتقال 546ھ میں ہوا۔ آپ ہی نے یہ اشعار کہے ہیں:

لی مهجة کادت بحر کلومها — للناس من فرط الجوی تتکلم

لم یبق منها غیر ارسم اعظم — متحدثات للهوی تتظلم

"میری ایک محبوبہ ہے قریب ہے کہ اس کے زخموں کا سمندر غم کی کثرت کی وجہ سے لوگوں سے گفتگو کرے"۔

"اس میں ہڈیوں کے نشانات کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہا اور وہ ہڈیاں عشق کی تعریف کر رہی ہیں"۔

ام رباح

"ام رباح" (راء پر زبر ہے) اس کا مطلب باز کی طرح کا ایک شکاری پرندہ ہے جس کا رنگ مٹیالا اور اس کی پشت (Back) اور دونوں بازوؤں کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔اس کی غذا انگور ہے۔

ابو ریاح

"ابوریاح" یہ ایک پرندہ ہے جس کی تفصیل یاء کے باب میں "الیویؔ" کے تحت آئے گی۔

ذورمیح

"ذورمیح" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چوہے کی طرح کا ایک جانور ہے جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔

باب الزاء

الزاغ

''الزاغ'' کوّے کی ایک قسم کو کہا جاتا ہے۔اسے ''الزرعی'' بھی کہا جاتا ہے۔ نیز'' زرعی غراب'' وہ کوا ہے جس کا رنگ سیاہ اور قد چھوٹا ہوتا ہے۔اس کوے کی چونچ اور ٹانگیں سرخ ہوتی ہیں۔اس کوے کو'' غراب الزیتون'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ زیتون سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ یہ کوا اچھی صورت والا اور خوش منظر ہوتا ہے لیکن عجائب المخلوقات میں ہے کہ اس کوے کا رنگ سیاہ اور اس کا جسم بڑا ہوتا ہے اور اس کی عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ محض وہم ہے اور صحیح بات وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔

عجیب واقعہ: علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے حافظ سلفی کی کتاب ''المشیخۃ'' میں اور ''عجائب المخلوقات'' کے آخری صفحہ میں محمد بن اسمٰعیل سعدی کی روایت دیکھی ہے۔وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ قاضی یحییٰ بن اکثم نے مجھے بلایا۔تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ان کی داہنی طرف ایک پٹارہ پڑا ہے۔قاضی نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور مجھے پٹارہ کھولنے کا حکم دیا۔میں نے پٹارہ کھولا تو اس میں سے کسی جانور نے اپنا سر باہر نکالا۔سو اس جانور کا سر انسان کے سر کی طرح تھا اور ناف سے لے کر نیچے تک جسم کا باقی حصہ کوے کے جسم کی طرح تھا اور اس کے سینے اور پشت پر دو سے (یعنی تل کی طرح کے نشان) تھے۔حضرت محمد بن اسمٰعیل علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر ڈر گیا اور قاضی یحییٰ میری یہ حالت دیکھ کر ہنسنے لگے۔تو میں نے کہا قاضی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے یہ کیا ہے؟ قاضی صاحب نے فرمایا اسی جانور سے اس کے بارے میں سوال کرو۔تو میں نے اس جانور سے کہا تو کون ہے؟ وہ اٹھا اور فصیح و بلیغ زبان میں یہ اشعار پڑھنے لگا:

أنا الزاغ ابو عجوه	أنا ابن الليث واللبوه
أحب الراح والريحان	والقهوة والنشوة
فلا عدوى يدى تخشى	ولا يحذرلى سطوه

''میں کوا ہوں جس کا لقب ابو عجوہ ہے میں شیر اور شیرنی کا بیٹا ہوں''۔

''میں شراب' خوشبودار پھول' قہوہ اور نشہ آور چیزوں کو پسند کرتا ہوں''۔

میرے ہاتھ میں کسی قسم کا کوئی چھوت نہیں ہے جس سے کوئی ڈرے اور نہ ہی دست درازی کرنے والا ہوں کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

ولــی أشيــاء تستــظــر	يــوم الـعـرس والـدعـوة
فـمنهـا سلـعة فـی الظهـر	لا تستـرهــا الـفـروه
وامــا السـلـعة الاخـرى	فـلـو كــان لهـا عـروة
لـمـا شك جـميع الـنـاس	فيهـــا انهـــا ركــوه

''اور میرے اندر طرب آمیز باتیں ہیں جو شادی اور دعوت کے دن ظاہر ہوتی ہیں''۔

''میری پشت پر ایک مسہ ہے جو بالوں میں نہیں چھپ سکتا''۔

''اور ایک دوسرا مسہ بھی ہے سو اگر اس کو ظاہر کر دیا جائے۔

تو لوگوں کو اس کے پیالہ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے''۔

پھر وہ جانور چلانے لگا اور اس نے ''زاغ زاغ'' کہتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا اور پٹارہ میں گھس گیا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ قاضی کو عزت بخشے۔ یہ تو عاشق معلوم ہوتا ہے۔ قاضی نے فرمایا یہ جو کچھ بھی ہے آپ نے اس کو دیکھ لیا ہے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مگر یہ کہ امیر المومنین (مامون الرشید) کے پاس یہ جانور کسی نے بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس پر اس کے حالات لکھے ہوئے تھے لیکن میں نہیں جانتا کہ خط پر کیا حالات لکھے ہوئے تھے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کوے کا واقعہ حضرت حافظ ابو طاہر سلفی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ابوالحسن علی بن محمد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں حضرت احمد بن ابی داؤد علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کی دائیں جانب ایک پٹارا رکھا ہوا ہے۔ تو انہوں نے مجھے اس پٹارہ کو کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا عجیب وغریب مخلوق کو دیکھو۔ میں نے اسے کھولا تو اس میں ایک لمبی ٹانگ نکلی جس کا اوپر والا حصہ انسان کی طرح کا تھا اور نچلا حصہ کوے کی طرح تھا۔ میں نے کہا تو کون ہے۔ تو وہ بولنے لگا۔ پھر میں نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میں کوا ہوں اور میری کنیت ابو عجوہ ہے۔ میں شراب اور قہوہ پسند کرتا ہوں اور میرے اندر ظرافت آمیز باتیں پنہاں ہیں جن کا ظہور خوشی کے دن ہوتا ہے اور میری پشت پر ایک مسہ ہے جس کو بالوں کے ذریعے نہیں چھپایا جا سکتا اور میرے سینہ پر بھی ایک مسہ ہے اگر وہ ظاہر کر دیا جائے تو لوگوں کو اس کے پیالہ ہونے میں کوئی شک نہ رہے۔ پھر وہ کوا اشعار پڑھنے لگا۔

پس وہ چیخنے لگا اور اس کی زبان سے ''ابی وامی'' کے الفاظ سنائی دیتے تھے اور اس کے بعد وہ پٹارہ میں داخل ہو گیا اور اس نے اپنے جسم کو پٹارہ میں چھپا لیا۔ ابن ابی داؤد نے کہا یہ کوا عاشق معلوم ہوتا ہے۔ مؤرخ ابن خلکان نے حضرت یحییٰ بن اکثم علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب انہیں بصرہ کا حاکم بنایا گیا تو اس کی عمر بیس سال کی تھی۔ سو اہل بصرہ نے انہیں کم عمر سمجھتے ہوئے ان سے پوچھا کہ آپ کی کتنی عمر ہے؟ آپ کو معلوم ہو گیا کہ بصرہ والے مجھے کم عمر سمجھتے ہیں۔ سو آپ نے فرمایا کہ

میں عتاب بن اسید جن کو رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ کا قاضی بنایا تھا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جن کو نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا گورنر بنایا تھا اور کعب بن سور جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا قاضی بنایا تھا' سے عمر میں بڑا ہوں۔ آپ نے یہ جواب بصرہ والوں کو احتجاج کے طور پر دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب خلیفہ مامون الرشید کو قاضی کے عہدہ کے لئے کسی آدمی کی ضرورت پڑی تو لوگوں نے خلیفہ کے سامنے یحییٰ بن اکثم کی تعریف کی۔ سو خلیفہ نے ان کو بلایا۔ جب وہ دربار میں آیا تو خلیفہ نے ان کی بدصورتی کی وجہ سے ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔ یحییٰ کو یہ بات معلوم ہوگئی انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ مجھ سے کوئی علمی مسئلہ پوچھیں۔ میری صورت کی طرف نہ دیکھیں۔ خلیفہ مامون الرشید نے چند سوالات کئے۔ تو یحییٰ نے جوابات دیئے۔ خلیفہ نے یحییٰ کو قاضی کے منصب پر فائز کر دیا۔ مؤرخ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ خلیفہ مامون الرشید پر قاضی یحییٰ بن اکثم اور احمد بن ابی داؤد معتزلی کے علاوہ کسی کو غلبہ حاصل نہیں تھا۔ قاضی یحییٰ بن اکثم حنفی تھے لیکن حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ پر خلق قرآن کے سلسلہ میں ان سے زیادہ کسی نے تشدد نہیں کیا۔ عنقریب ''باب الکاف'' میں ''الکلب'' کے تحت انشاء اللہ اس کی تفصیل آئے گی۔ علم فقہ میں جو کتابیں یحییٰ بن اکثم نے تالیف کی تھیں وہ بہت بڑا سرمایہ ہے لیکن کتب کی طوالت کے باعث لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ قاضی یحییٰ بن اکثم کو اسلام میں ایسا دن حاصل ہوا جو کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ وہ یہ ہے کہ خلیفہ مامون الرشید ایک مرتبہ شام کی طرف سفر کر رہے تھے کہ راستہ میں انہوں نے حکم دیا کہ متعہ کے حلال ہونے کی منادی کر دی جائے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم کے علاوہ کسی عالم نے حرمت کے بارے میں دلائل پیش کئے اور خلیفہ کو قائل کر لیا۔ مامون نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کی اور اعلان کروایا کہ نکاح متعہ حرام ہے۔ مروی ہے کہ کسی آدمی نے قاضی یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ اے قاضی انسان کو کتنا کھانا کھانا چاہئے۔ قاضی نے فرمایا کہ بھوک ختم ہو جائے لیکن شکم سیر نہ ہو۔ پھر سوال کیا کہ کتنا ہنسنا چاہئے؟ انہوں نے جواب دیا اتنا ہنسے یہاں تک کہ چہرہ کھل جائے لیکن آواز بلند نہ ہو۔ پھر سوال کیا کہ انسان کو کتنا رونا چاہئے؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے خوب رونا چاہئے۔ پھر پوچھا کہ انسان اپنے عمل کو کس حد تک پوشیدہ رکھے؟ آپ نے جواب دیا کہ اپنی طاقت کے مطابق انسان اپنے عمل کو چھپائے۔ پھر سوال کیا کہ انسان اپنے عمل کو کتنا ظاہر کرے؟ آپ نے جواب دیا کہ انسان اپنے عمل کو اس قدر ظاہر کرے کہ خشکی پر رہنے والے انسان اور جن اس کی اقتداء کرنے لگیں۔ سو اس آدمی نے آپ کی علمی قابلیت کو سراہا۔ کہتے ہیں کہ قاضی یحییٰ ابن اکثم میں لڑکوں کی محبت اور بلند منصب کی تمنا کے علاوہ کوئی عیب نہیں تھا اور وہ لوگوں میں ان عیوب کی وجہ سے مشہور تھے۔ قاضی یحییٰ جب کسی فقیہ کو دیکھتے تو اس سے حدیث کے بارے میں سوال کرتے اور جب کسی محدث کو دیکھتے تو اس سے علم نحو کے بارے میں سوال کرتے اور جب کسی نحوی سے ملاقات کرتے تو اس سے علم کلام کے بارے میں سوال کرتے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ مدمقابل کو شکست دے کر شرمندہ کیا جائے۔ سو ایک مرتبہ خراسان کے علاقہ کا ایک شخص قاضی یحییٰ بن اکثم کے پاس آیا جو علم میں ماہر اور حافظ حدیث تھا۔ قاضی صاحب نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے حدیث کا علم حاصل کیا ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا' ہاں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اصول حدیث کے بارے میں تم نے کیا کچھ یاد رکھا ہے۔ اس آدمی نے کہا

میں نے شریک سے انہوں نے ابی اسحٰق سے انہوں نے حرث سے یہ روایت سنی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک لوطی کو سنگسار کیا تھا۔ قاضی یحییٰ ابن اکثم اس آدمی کی یہ بات سن کر خاموش ہوئے اور پھر اس آدمی سے گفتگو نہ کر سکے۔ قاضی یحییٰ کا انتقال ربذہ کے مقام پر 30ھ میں ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاضی یحییٰ کے انتقال کے بعد کسی آدمی نے انہیں خواب میں دیکھا۔ اس نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھ سے میرے رب نے پوچھا کہ اے یحییٰ تو نے دنیا میں اپنے نفس کو کن کاموں میں مشغول رکھا تھا؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب میں تو ایک حدیث پر بھروسہ کر کے تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں جو میں نے ابو معاویہ عزیز سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس بات سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ کسی بوڑھے مسلمان کو عذاب دوں۔ (الحدیث)

سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یحییٰ میں نے تجھے معاف کر دیا اور نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''الربذہ'' کا مطلب وہ جگہ ہے جہاں پر حضرت عثمان اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کو جلاوطن کیا تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس جگہ رہے یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہوگئی اور ان کی قبر بھی اسی جگہ ہے۔

حکم: ''زاغ'' کا کھانا حلال ہے۔ حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ قول زیادہ صحیح ہے اور حضرت حکم علیہ الرحمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے حضرت امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے اور حضرت امام بیہقی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب میں یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حکم علیہ الرحمہ سے ''غربان'' کا شرعی حکم معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سیاہ اور بڑے قد کا کوا مکروہ ہے اور چھوٹے قد کا کوا جسے ''زاغ'' کہا جاتا ہے اس کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خواص: کوے کی زبان کو سکھا لیا جائے اور پھر کسی ایسے شخص کو کھلا دی جائے جسے سخت پیاس محسوس ہو رہی ہو تو اس کی پیاس ختم ہو جائے گی اگرچہ شدید گرمی ہی کیوں نہ ہو۔ کوے کے دل کو بھی اسی طرح سکھا کر جسے زیادہ پیاس محسوس ہوتی ہو اسے کھلا دیا جائے تو وہ سفر میں کبھی بھی پیاس محسوس نہیں کرے گا کیونکہ یہ پرندہ سخت گرمی میں بھی پانی نہیں پیتا۔ اگر کوے اور مرغ کا پتا ملا کر آنکھوں میں سرمہ کے طور پر لگایا جائے تو آنکھوں کا دھندلا پن ختم ہو جائے گا۔ اور اگر کوے کے پتا کو بالوں میں مل لیا جائے تو بال کالے ہو جائیں گے۔ کوے کا پوٹہ شروع کے نزول ماء کو روکنے کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

تعبیر: خواب میں کسی کوے کو دیکھنا جس کی چونچ سرخ ہو' کی تعبیر صاحب مرتبہ آدمی اور لہو ولعب سے دی جاتی ہے۔ ارطامیدوس نے کہا ہے کہ ''زاغ'' کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے افراد سے دی جاتی ہے جو مشارکت کو پسند کرتے ہیں۔ بعض اوقات ''زاغ'' کو خواب میں دیکھنا تنگدست لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ نیز خواب میں زاغ کو دیکھنا حرامی لڑکے کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور کبھی اس کا مطلب ایسا شخص ہے جس میں خیر و شر دونوں موجود ہوں۔

الزاقی

''الزاقی'' اس کا مطلب مرغ ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''الزواقی'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ زقا یزقو اکے معنی چیخنے اور

چلانے کے آتے ہیں۔ جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہر چیخنے والے جانور کو "زرق" کہتے ہیں۔

اصل میں البومتہ (الو) کے تحت توبہ بن الحمیر کا یہ شعر گزر چکا ہے۔

ولو ان لیلی الاخیلیة سلمت علی و دونی جندل و صفائح

لسلمت تسلیم البشاشة أو زقا الیها صدی من جانب القبر صائح

"اور لیلیٰ نے مجھے سلام کیا حالانکہ میرے اور اس کے درمیان ایک بڑی چٹان اور بڑا پتھر آ گیا تھا"۔

"تو میں نے بھی اس کے قریب ہوتے ہوئے سلام کیا حالانکہ قبر کی طرف الو چیخ رہا تھا"۔

عنقریب انشاء اللہ صاد کے باب میں لفظ "الصدی" کے تحت اس کا تفصیل سے ذکر آئے گا۔

الزامور

"الزامور" توحیدی نے کہا ہے کہ یہ ایک چھوٹے جسم والی مچھلی ہے جو لوگوں کی آواز سے محبت رکھتی ہے اور اس آواز کو سننے کی اس قدر خواہش مند ہوتی ہے کہ اگر وہ کشتی کو آتا ہوا دیکھ لیتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ہو لیتی ہے تاکہ انسانوں کی آواز سے لطف حاصل کرے۔ اگر یہ مچھلی کسی بڑی مچھلی کو آتا ہوا دیکھ لیتی ہے جو کشتی سے رگڑنے اور اسے توڑنے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ چھوٹی مچھلی اچھل کر بڑی مچھلی کے کان میں گھس جاتی ہے اور اس کے کان میں اچھلتی رہتی ہے یہاں تک کہ بڑی مچھلی کسی پتھر یا شگاف کی تلاش میں ساحل کے قریب بھاگ جاتی ہے جب وہ کسی پتھر یا شگاف کو پالیتی ہے تو اس کے ساتھ ٹکراتی ہے یہاں تک کہ مر جاتی ہے۔ کشتی والے اسی خصوصیت کی بناء پر "الزامور" کو پسند کرتے ہیں اور اسے کھلاتے رہتے ہیں اور جب کبھی یہ مفقود ہو جائے تو اسے ڈھونڈتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے کشتی کو تباہ کرنے والی مچھلی کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں۔ جب مچھلی پکڑنے کے لئے ملاح جال ڈالتے ہیں تو اس میں "الزامور" پھنس جاتی ہے سو ملاح اس مچھلی کو اس کی اس خصوصیت کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔

الزبابة

"الزبابة" اس کا مطلب ایک قسم کا جنگلی چوہا ہے جو ضرورت کی اشیاء چرا کر لے جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ چوہا اندھا اور بہرہ ہوتا ہے اس کی جمع "زباب" آتی ہے۔ جاہل شخص کو اس جنگلی چوہے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ حسرت بن کلدہ نے کہا ہے کہ

وَلَقَدْ رَأَيْتُ مُعَاشِرًا جَمَعُوْا لَهُمْ مَالًا وَّوَلَدًا

وَهُمْ زُبَابٌ حَائِرٌ لَا تَسْمَعُ الْآذَانُ رَعْدًا

"اور اصل میں میں نے بہت سے ایسے جاہل لوگ دیکھے ہیں جن کے پاس مال اور اولاد بھی ہے"۔

"اور وہ ان جنگلی چوہوں کی طرح ہیں جن کے کان بجلی کی کڑک اور گرج کی آواز سننے سے محروم رہتے ہیں"۔

شاعر نے اس شعر میں ''زباب'' کی صفت ''حائر'' بیان کی ہے۔ جس کا مطلب حیرت میں پڑنا ہے چنانچہ نابینا اور گونگا آدمی بھی بعض اوقات حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ شاعر کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی عقلوں کے مطابق ان کو رزق تقسیم نہیں فرمایا۔

شعر میں لفظ ''ولد'' واؤ کی پیش کے ساتھ ہے اور شاعر کا یہ قول کہ ''لاتسمع الا ذان رعد'' اصل میں ''لاتسمع آذانهم'' تھا۔ یہاں مضاف الیہ کو حذف کر کے الف لام لایا گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی'' سو بے شک جنت مومنین کا ٹھکانہ ہے۔۔ الماوی۔ دراصل ''ماواهم'' تھا یہاں پر مضاف علیہ کو حذف کر کے اس کے شروع میں الف لام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ امام ثعلبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر کم سنائی دیتا ہو تو اسے لغت میں وقر کہا جاتا ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ سنائی نہیں دیتا تو اس کے لئے لغت میں ''صم'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور اگر اس سے بھی زیادہ سنائی نہ دے یہاں تک کہ آدمی بجلی کی کڑک اور گرج کی آواز بھی نہ سن سکے تو اس کے لئے لغت میں ''صلع'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس جنگلی چوہے کے لئے ''صم'' کے الفاظ مخصوص ہیں۔ عنقریب انشاء اللہ اس کا شرعی حکم ''باب الفاء'' میں لفظ ''الفار'' کے تحت آئے گا۔

امثال: عرب والے کہتے ہیں ''اسرق من زبابة'' (فلاں جنگلی چوہے سے بھی زیادہ چور ہے) یہ مثال چور کے لئے اس لئے دی جاتی ہے کیونکہ جنگلی چوہا بھی ضروریات کی چیزیں چرا لے جاتا ہے۔

الزبزب

''الزبزب'' اس کا مطلب ایک جانور ہے جو بلی کی طرح ہوتا ہے۔ کامل ابن الاثیر میں حوادثات 304ھ کے سلسلہ میں مرقوم ہے کہ اہل بغداد ایک جانور سے بہت خائف تھے جسے وہ ''الزبزب'' کہتے ہیں۔ یہ جانور رات کے وقت ان کے مکانوں کی چھتوں پر نظر آتا اور یہ ان کے چھوٹے بچوں کو کھا جاتا اور بعض اوقات کسی آدمی یا عورت کا ہاتھ کاٹ کر کھا جاتا تھا۔ سو لوگ اس جانور کے خوف سے رات بھر بیدار رہتے اور بچوں کی حفاظت کرتے تھے اور برتن وغیرہ بجاتے تھے تاکہ جانور ڈر کر بھاگ جائے۔ سو ایک دن بادشاہ کے ساتھیوں نے اس جانور کو پکڑ لیا۔ یہ جانور سیاہی مائل تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے تھے۔ لوگوں نے اسے دیکھ کر کہا کہ ہاں یہی الزبزب ہے سو اس جانور کو قتل کر کے بازار میں لٹکا دیا گیا اس جانور کی ہلاکت کے بعد لوگوں کو سکون حاصل ہو گیا۔

الزخارف

''الزخارف'' یہ لفظ جمع ہے اس کے واحد کے لئے ''الزخرف'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ایسے کیڑے ہیں جو پانی پر اڑتے ہیں۔ اوس بن حجر نے کہا ہے کہ

تَذَكَّرُ عَيْنًا مِنْ غَمَانٍ وَمَاؤُهَا   لَهُ حَدَبٌ تَسْتَنُّ فِی الزَّخَارِفِ

''میری آنکھیں عمان اوراس کے چشموں کا ذکر کرتی ہیں جن میں ''الزخارف'' بھی پانی کے لئے اترتے ہیں''۔

الزرزور

''الزرزور'' اس کا مطلب چڑیا کی طرح کا پرندہ ہے۔اس پرندے کو''الزرزور'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی آواز میں ایک قسم کی زرزیت ہوتی ہے۔جاحظ نے کہا ہے کہ ہروہ پرندہ جس کے بازو چھوٹے ہیں جس طرح زرازیر اور گوریا وغیرہ جب اس کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں تو وہ اڑنے پر قدرت نہیں رکھتا جس طرح انسان کا پاؤں کاٹ دیا جائے تو وہ دوڑنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مومنین کی روح زرازیر کی طرح سبز پرندوں کے پروں میں رکھ دی جاتی ہے۔وہ مومنین ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور وہ جنت کے پھلوں سے رزق حاصل کرتے ہیں۔

(رواہ الطبرانی وابن شیبہ)۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ برہان الدین القیراطی علیہ الرحمہ نے ''زرزور'' کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

قَدْ قُلْتُ لَمَّا مَرَّبِیْ مُعْرِضًا وَکَفُّہٗ یَحْمِلُ زَرْزُوْرًا

یَا ذَا الَّذِیْ عَذَّبَنِیْ مَطْلُہٗ اِنْ لَّمْ تَزُرْ حَقًّا فَزَرْزُوْرًا

''اصل میں میں نے اس سے کہا جب وہ مجھ سے منہ پھیر کر گزرا اور اس کے ہاتھ میں ''زرزور'' پرندہ تھا''۔

''اے وہ شخص جس کی ٹال مٹول نے مجھے تکلیف دی ہے اگر تو حقیقت میں ملاقات کا خواہش مند نہیں ہے تو رسمی طور پر ہی ملاقات کرلے''۔

حضرت عبدالحسن بن عثمان بن غانم علیہ الرحمہ نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے مناقب میں لکھا ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رومیہ کا طلسم دنیا کے عجائبات میں سے ہے وہ نحاس کی ایک ''زرزور'' چڑیا ہے جو پورے سال میں ایک دن بولتی ہے، جب یہ چڑیا بولتی ہے تو اس کی طرح کی دوسری چڑیاں اس کے اردگرد جمع ہوجاتی ہیں اور ان کی چونچ میں زیتون کا دانہ بھی ہوتا ہے سو یہ سارے پرندے زیتون کے دانے نحاس کی چڑیا کے پاس چھوڑ دیتے ہیں سورومی لوگ ان زیتون کے دانوں کو جمع کرکے اس کا تیل نکال لیتے ہیں اور پھر سال بھر اس تیل سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔اس کا ذکر سین کے باب میں اسودانیۃ کے تحت آئے گا۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ گوریا کی جنس سے ہے۔

خواص: زرزور کا گوشت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔اگر اس پرندے کا خون کسی پھوڑے پھنسی پر لگا دیا جائے تو بہت فائدہ دے گا۔اگر اس پرندے کو جلا کر اس کی راکھ زخم وغیرہ پر لگا دی جائے تو زخم اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہت جلد ٹھیک ہوجاتا ہے۔

تعبیر: زرزور کو خواب میں دیکھنا سفر کی پریشانی پر دلالت کرتا ہے۔سفر خواہ بری ہو یا بحری۔بعض اوقات اس پرندے کو

خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے آدمی سے دی جاتی ہے جو بکثرت سفر کرنے والا ہو جس طرح خچر کرایہ پر لینے والے کا قیام کسی ایک جگہ نہیں ہوتا۔

بعض اوقات اس پرندے کو خواب میں دیکھنا نیک اور برے اعمال کے اجتماع کی علامت ہے یا اس کی تعبیر ایسے شخص سے دی جاتی ہے جو نہ تو غنی اور نہ ہی فقیر ہو۔ نہ شریف ہو اور نہ ہی رذیل ہو۔ بعض اوقات اس پرندے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ذلت اور قناعت سے دی جاتی ہے اور بعض اوقات اس کی تعبیر کاتب سے دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

الزرق

''الزرق'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک شکاری پرندہ ہے جو باز کی طرح کا ہوتا ہے۔ فراء نے کہا ہے کہ اس سے مراد سفید باز کی ایک قسم ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''الزراریق'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس پرندے کا مزاج گرم و خشک ہوتا ہے اور بازو بہت مضبوط ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہ تیز اڑتا ہے اور شکار پر اچانک جھپٹ پڑتا ہے۔ اس کی پشت کالی ہوتی ہے اور سر سفید ہوتا ہے۔ نیز اس کی آنکھوں کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ حسن بن ہانی نے اس کی تعریف میں کہا ہے کہ

قد اغتدی بسفرة معلقة   فیها الذی یرده من مرفقه

مبکرا بزرق اوزرقه   وصفته بصفة مصدقه

کان عینه لحسن الحدقه   نرجسة نابتة فی ورقة

ذو منسر مختضب بعلقه   کم وزة صدنا به ولقلقه

''اصل میں اس نے ایسے دستر خوان سے غذا حاصل کی جس پر تمام خواہش کی ہوئی چیزیں لگائی گئی تھیں''۔

''صبح ہی صبح جب زرق پرندہ نکلتا ہے تو اس کا حال باز کی طرح ہوتا ہے''۔

''اس کی آنکھیں خوبصورت ہونے کی وجہ سے ایسے محسوس ہوتی ہیں جس طرح شاخ پر نرگس کا پھول کھل رہا ہو''۔

''یہ پرندہ بڑے پروں والا ہے جن پر سبز دھاریاں ہیں اور اس کے ساتھ ہی گردن کا گوشت لٹکا ہوا ہے''۔

اس پرندے کے ہتھیار اس کے جسم میں مختلف جگہوں پر موجود ہیں۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حرام ہے جس کی وضاحت ''البازی'' کے تحت ہو چکی ہے۔

الزرافة

''الزرافة'' (Giraffe) اس کی کنیت کے لئے ام عیسیٰ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ ایک حسین و جمیل چوپایہ ہے جس کی اگلی ٹانگیں لمبی اور پچھلی ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ ''الزرافة'' کے چاروں ہاتھوں پاؤں کی لمبائی دس ذراع تک ہوتی ہے۔ اس کا سر اونٹ کے سر کی طرح ہوتا ہے اور اس کے سینگ گائے کے سینگوں کی طرح کے ہوتے ہیں اس کی جلد چیتے کی طرح اور اس کے ہاتھ پاؤں اور کھر گائے کے ہاتھ پاؤں اور کھروں کی طرح کے ہوتے ہیں۔ اس کی دم ہرن کی دم کی طرح ہوتی ہے۔ اس

کے پچھلے پاؤں میں گھٹنے نہیں ہوتے بلکہ اگلے پاؤں میں ہوتے ہیں۔ جب یہ چلتا ہے تو دوسرے حیوانوں کی طرح یہ بایاں پاؤں اور داہنا ہاتھ آگے بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طبیعت میں محبت پیدا فرمائی ہے۔ یہ جانور جگالی بھی کھاتا ہے اور مینگنیاں بھی کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس جانور کو اس بات کا علم دیا کہ اس کی غذا درختوں میں ہے تو اس کی اگلی ٹانگیں اس کی پچھلی ٹانگوں سے لمبی بنا دیں تاکہ اس کے ذریعے چرنے میں مدد حاصل کر سکے۔

حضرت امام قزوینی علیہ الرحمہ کی کتاب عجائب المخلوقات میں اور تاریخ ابن خلکان میں محمد بن عبداللہ عتبی بصری اخباری جو مشہور شاعر ہیں کے حالات میں ذکر ہے کہ وہ فرماتے تھے "الـزرافة" ایک مشہور جانور ہے جو تین جانوروں، جنگلی اونٹ، جنگلی گائے اور نر بجو سے پیدا ہوتا ہے۔ سو نر بجو جب کسی اونٹنی کے ساتھ جفتی کرتا ہے تو پیدا ہونے والا بچہ شکل وصورت میں اونٹنی اور بجو کی طرح کا ہوتا ہے۔ اگر پیدا ہونے والا بچہ نر ہے تو جنگلی گائے کی طرح ہوگا اس لئے اس کو زرافہ کہا جاتا ہے۔ یہ عمل حبشی ملکوں میں جاری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "الـزرافة" کی ولادت میں جانوروں کی ایک جماعت شریک ہوتی ہے اس لئے اسے زرافہ کہا جاتا ہے۔

عجمی لوگ اس کو شتر گاؤ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اونٹ، گائے اور نر بجو کی شراکت سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ زرافہ کی پیدائش بہت سے حیوانوں کی شرکت سے ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چوپا اور وحشی جانور گرمی کے موسم میں پانی پینے کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، وہ اسی جگہ آپس میں جماع کرتے ہیں۔ بعض جانوروں کا اس جفتی کی وجہ سے بدن کا کچھ حصہ حمل میں رہ جاتا ہے اور بعض کا نہیں رہتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مادہ کے ساتھ کئی قسم کے حیوانات جفتی کرتے ہیں اور ان کا نطفہ آپس میں مل کر مختلف طرح کے روپ کے حیوانات کی پیدائش کا سبب بن جاتا ہے لیکن جاحظ نے اس قول کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ قول جہالت پر مبنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی جس طرح چاہتا ہے حیوانات کو پیدا فرماتا ہے۔ سو زرافہ حیوانات کی اس قسم سے ہے جو بلا شریک غیر قائم ہیں جس طرح گھوڑا اور خچر وغیرہ ہیں۔

حکم: زرافہ کے شرعی حکم کے بارے میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے مذہب میں دو قول ہیں۔ پہلا قول ہے کہ زرافہ حرام ہے۔ اس قول کو صاحب التنبیہ نے اور حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الشرح المہذب" میں نقل کیا ہے کہ زرافہ بالاتفاق حرام ہے۔ قاضی ابوالخطاب حنبلی نے بھی زرافہ کو حرام قرار دیا ہے۔ دوسرا قول ہے کہ یہ حلال ہے۔ شیخ تقی الدین بن ابی الدم الحموی نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور قاضی حسین نے اسی قول کو نقل کیا ہے اور ابوالخطاب کے دو قولوں میں سے ایک قول زرافہ کی حلت کا بھی ہے۔ اس مسئلہ کی تائید قاضی حسین کے بیان کردہ جزئیہ سے بھی ہوتی ہے کہ بطخ اور زرافہ اگر احرام کی حالت میں ہلاک ہو جائے تو اس کا فدیہ بکری یا قیمت کی صورت میں دیا جائے گا اور فدیہ ان جانوروں کا دیا جاتا ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ ابن رفعہ کے نزدیک وہی قول صحیح ہے جس پر حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے فتویٰ دیا ہے اور حضرت ابن رفعہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ "الزرافة" میں فاء کی بجائے "الزراقة" ہے۔ شیخ تقی الدین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ تعلیل ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وہ فقہ کی کتابوں میں نہیں ہے حالانکہ ابن ابی الدم نے بھی اس کی حلت کا فتویٰ دیا ہے اور قاضی حسین نے

اس کی حلت کا فتویٰ دیا ہے۔ نیز ابوالخطاب حنبلی اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ شیخ سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: زرافہ کے حرام ہونے کی کوئی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی اور حضرت امام نووی علیہ الرحمہ اور صاحب تنبیہ کے جواقوال جواز پر نقل کئے گئے ہیں۔ کتب فقہ میں ذکر نہیں ہیں نیز قاضی حسین بھی زرافہ کو حلال قرار دیتے ہیں۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تنبیہ دینے والے اور علامہ نووی علیہ الرحمہ نے اہل لغت کے اس قول کہ زرافہ درندوں میں سے ہے پر اعتماد کی وجہ سے اس کو حرام قرار دیا ہے اسی لئے کتاب العین کے مصنف نے زرافہ کو درندوں میں شمار کیا ہے لیکن اگر زرافہ کی پیدائش میں ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم حیوانات کی شرکت کو بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس کو حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس جانور کے بارے میں علماء کرام اور فقہاء کے درمیان اختلاف ہے اور اس کی حرمت وحلت کے بارے میں کوئی خاص وجہ موجود نہیں ہے سو اس کو ان جانوروں میں شامل کیا جائے گا جن کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ وہ جانور جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے ان کے حلال وحرام ہونے کا کیا معیار ہے۔ اس کے بارے میں ذکر باب واؤ میں "الورل" کے تحت آئے گا۔

خواص: زرافہ کا گوشت گندا ردی اور سوداوی ہوتا ہے۔

تعبیر: زرافہ کو خواب میں دیکھنا مال کی بربادی کی طرف اشارہ ہے۔ بعض اوقات اس کی تعبیر حسین وجمیل اور ایسی عجیب وغریب خبر سے دی جاتی ہے جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔ زرافہ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر دوست خاوند اور بیٹے سے جاتی ہے اور بعض اوقات زرافہ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسی عورت سے دی جاتی ہے جو اپنے خاوند سے نباہ نہ کرسکے اور اس کی غیر موجودگی میں غلط کاموں میں مصروف رہے۔ واللہ اعلم

الزریاب

"الزریاب" اس کا مطلب ایسا پرندہ ہے جو چڑیا سے کچھ بڑا ہوتا ہے۔ اسے ابوزریق بھی کہا جاتا ہے۔ "منطق الطیر" نامی کتاب میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص بغداد سے کہیں دوسرے علاقے میں جارہا تھا اور اس کے پاس چار سو درہم تھے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا سو اس نے راستہ میں "زریاب" کے بچے کو فروخت ہوتے دیکھا تو اس نے چار درہم کے زریاب کے بچے خرید لئے۔ پھر بغداد کی طرف لوٹ آیا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنی دکان کھولی اور ان بچوں کو فروخت کرنے کے لئے اپنی دکان میں ایک پنجرے میں لٹکا دیا۔ اچانک سخت سرد ہوا چلی جس کی وجہ سے ایک کمزور بچے کے علاوہ سارے بچہ ہلاک ہوگئے۔ اس آدمی کو فقر وفاقہ کا یقین ہوگیا۔ آدمی ساری رات اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتا رہا اور یہ الفاظ کہتا رہا "یاغیاث المستغیثین اغثنی" جب صبح ہوئی تو سردی ختم ہوگئی تو زندہ بچ جانے والا بچہ پھڑ پھڑانے لگا اور چیخنے لگا۔ چنانچہ جب بچہ چیختا تو اس کی زبان سے یاغیاث المستغیثین اغثنی کے الفاظ صاف سنائی دیتے۔ سو لوگ یہ آواز سن کر دکان پر جمع ہوگئے اور اس پرندے کی بولی سننے لگے۔ سو وہاں سے امیر المومنین کیا کی لونڈی گزری تو اس نے یہ بچہ ایک ہزار درہم کے بدلے خرید لیا۔ علامہ دمیری فرماتے ہیں: دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچے دل سے دعا مانگنے کا کتنا فائدہ ہوا کہ

اللہ تعالیٰ نے تھوڑی ہی دیر میں نقصان سے کئی گنا زیادہ فائدہ عطا فرما دیا۔ سو جو شخص یہ طرزِ عمل اختیار کرے اسے کامیابی حاصل ہوگی۔ اللہ پاک اپنی رحمت کے لئے جسے چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے اور وہ غالب اور عطا فرمانے والا ہے۔

الزغبة

''الزغبۃ'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے جو چوہوں کی طرح کا ہوتا ہے۔ اہل عرب کسی آدمی کے نام کے لئے بھی ''الزغبۃ'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ سو عیسیٰ بن حماد بصری علیہ الرحمہ کو بھی ''زغبۃ'' کہا جاتا ہے۔ رشید بن سعد' عبداللہ بن وہب اور لیث بن سعد وغیرہ سے مروی ہے کہ انہی حضرات سے حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ' حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمہ' حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ اور حضرت ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ عیسیٰ بن حماد بصری علیہ الرحمہ کی وفات 248ھ میں ہوئی۔

الزغلول

اس کا مطلب کبوتر کا بچہ ہے۔ سو کبوتر کا بچہ جب تک دانہ کھاتا رہے الزغلول کہلاتا ہے۔ جب کوئی پرندہ اس بچے کو دانہ وغیرہ کھلاتا رہے تو کہا جاتا ہے (پرندے نے اپنے بچے کو دانہ کھلا دیا ہے) اسی طرح بکری یا اونٹ کے دودھ پینے والے بچے کو بھی ''الزغلول'' کہا جاتا ہے اور مردوں میں سے بوڑھے آدمی کے لئے بھی الزغلول کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

الزغیم

''الزغیم'' اس کا مطلب ایک پرندہ ہے۔ ابن سیدہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ الزغیم راء مہملہ کے ساتھ ہے۔ مطلب ''الرغیم'' ہے۔

الزقة

''الزقۃ'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ ایک دریائی پرندہ ہے جو پانی میں غوطہ لگاتا ہے یہاں تک کہ کافی دور سے باہر نکلتا ہے۔

الزّلال

''الزّلال'' اس کا مطلب ایک کیڑا ہے جس کی پرورش برف میں ہوتی ہے۔ اس کے جسم پر زرد رنگ کے نقطے ہوتے ہیں اور اس کی جسامت انگلی کے برابر ہوتی ہے۔ لوگ اس کو اس کے رہنے کی جگہ سے پکڑ لیتے ہیں تاکہ اس کی گہرائی میں موجود پانی پی سکیں کیونکہ یہ بہت سرد ہوتا ہے اس لئے لوگ ٹھنڈے پانی کو تشبیہ کے طور پر ''الزلال'' کہتے ہیں۔ صحاح میں 'ماء زلال'' کا مطلب میٹھا پانی ہے۔ ابوالفرج عجلی نے شرح الوجیز میں لکھا ہے کہ برف کے کیڑے کا پانی پاک ہوتا ہے۔ قاضی حسین کا بھی یہی قول ہے اور عوام میں یہی مشہور ہے کہ ''الزلال'' کا مطلب ٹھنڈا پانی ہے۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن فضل رضی اللہ عنہ

جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک مشہور صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

واسلمت وجھی لمن اسلمت لہ المزن تحمل عذبا زلالا

''اور میں اس شخص کا فرمانبردار ہوا جس کے فرمانبردار وہ بادل ہیں جن میں میٹھا پانی بھرا ہوا ہے''۔

ابوالفوراس بن حمدان جس کا نام الحرث ہے نے کہا ہے:

قد کنت عدتی التی اسطو بھا ویدی اذا خان الزمان وساعدی

''اصل میں تو میرا ہتھیار ہے اور میرا ہاتھ اور بازو جس کے ذریعے میں حملہ کرتا ہوں جبکہ زمانہ میرے ساتھ خیانت کا معاملہ کر رہا ہے''۔

فرمیت منک بضد ما املتہ والمرء یشرق بالزلال البارد

''میں تجھ سے ہی تیر چلاتا ہوں اس شخص کی خواہش کے خلاف جس نے مجھ سے غلط تمنا رکھی اور آدمی ٹھنڈے اور صاف پانی سے چمکتا ہے''۔

الحرث نے آخر میں کہا ہے کہ

ومن یك ذافم مر مریض یجد مرا بہ الماء الزلالا

''اور جس شخص کا ذائقہ مریض ہونے کی وجہ سے کڑوا ہو گیا ہو تو وہ اس کو میٹھے پانی میں کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے''۔

وجیہ الدولۃ ابوالمطاع بن حمدان نے کیا خوب کہا ہے ان کا لقب ذی القرنین ہے اور یہ بہت بڑے شاعر ہیں۔ ان کا انتقال 428ھ میں ہوا۔

قالت لطیف خیال زارنی ومضی باللہ صفہ ولا تنقص ولا تزد

فقال ابصرتہ لو مات من ظماء وقلت قف عن ورود الماء لم یرد

قالت صدقت الوفا فی الحب عادتہ یا برد ذاك الذی قالت غلی کبدی

''اس عورت نے کہا کہ رات میرے دل میں کسی کا خیال آیا اور ختم ہو گیا لہٰذا اللہ کے لئے تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ اور اس کی پہچان میں کمی نہ کرنا''۔

''اس نے کہا کہ میں نے جان لیا کہ جو پیاس سے مر رہا ہو یہ اس کا خیال تھا اور اگر اس سے کہا جائے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے رک جاؤ تو وہ ہرگز واپس نہ لوٹتا''۔

''وہ کہنے لگی تو نے سچی بات کہی کیونکہ محبت میں وفاداری اس کی عادت ہوتی ہے۔ اے کاش! تو میرے جگر پر غلبہ پا لیتی''۔

وجیہ الدولہ کے عمدہ اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

تری الثیاب من الکتان یلمحھا نور من البدر احیانا فیبلیھا

فکیف تنکر ان تبلی معاصرھا والبدر فی کل وقت طالع فیھا

''تو دیکھے گا کہ بعض اوقات کتان کے کپڑے کو چودھویں رات کے چاند کی روشنی پرانا کر دیتی ہے''۔

''تو اس کے ہم عصر سے کیسے انکار کر سکتا ہے حالانکہ اس کے چہرے کا چاند ہر وقت اس کے اندر روشنی بکھیرتا رہتا ہے''۔

شاعر نے آخر میں کہا ہے کہ

لا تعجبوا من بلا غلالتہ قد زر ازرارہ علی القمر

''نہ تم تعجب کرو اس کپڑے کے پرانا ہونے پر کیونکہ اس کا کپڑا چاند کی روشنی پڑنے سے پرانا ہو گیا ہے''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ اشعار اس بات پر گواہ ہیں کہ چاند کی روشنی کتان کے کپڑے کو پرانا کر دیتی ہے۔ اسی طرح حکماء نے بھی کہا ہے۔ سو یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کپڑے کو ایسے وقت پانی میں ڈالا جائے جب سورج اور چاند اکٹھے ہوں۔

ایسے وقت میں کپڑا بہت جلدی پرانا ہو جاتا ہے۔ نیز سورج اور چاند کا اکٹھا ہونا 25 اور 30 تاریخ کے درمیان ہوتا ہے۔ بلاشبہ ابن سینا نے اپنے اشعار میں اسی جانب اشارہ کیا ہے۔

لا تغسلن ثیابك الکتانا ولا تصد فیھا کذا لحیتانا

عند اجتماع النیرین تبلی وذا صحیح فاتخذہ اصلا

''تم سورج اور چاند کے اجتماع کے وقت کتان کے کپڑے کو نہ دھونا اور نہ ہی اس میں مچھلی کو باندھنا''۔

''کیونکہ سورج اور چاند کے اکٹھے ہونے کے وقت کتان کا کپڑا پرانا ہو جاتا ہے سو یہی ٹھیک بات ہے اور اس کو اپنے لئے اصول بنا لے''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چاند کی روشنی میں کتان کے کپڑے کو دھونے سے پرہیز کرنا چاہئے اور اسی طرح سورج اور چاند کے اجتماع کے وقت بھی کتان کے کپڑوں کو نہیں دھونا چاہئے۔

اس کی وجہ ہم نے بیان کر دی ہے۔

حکم: ابوالفرج عجلی نے شرح الوجیز میں لکھا ہے کہ برف کے کپڑے کا پانی پاک ہوتا ہے۔ قاضی حسین کا بھی یہی قول ہے۔ جوہری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں ہی مشہور ہے کہ الزلال کا مطلب ٹھنڈا پانی ہے۔

الزماج

''الزماج'' اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جو مدینہ منورہ میں پایا جاتا ہے''۔

شاعر نے کہا ہے کہ

اعلی العھد اصبحت ام عمرو لیت شعری ام غالھا الزماج

''ام عمرو وعدہ کو پورا کرنے والی ہو گئی ہے۔ کاش مجھے یہ بات معلوم ہو جاتی کہ ''زماج'' پرندے نے اس کی قیمت

میں اضافہ کردیا ہے"۔

الزمج

"الزمج" یہ ایک مشہور پرندہ ہے جس کا شکار بادشاہ کرتے تھے۔ اہل بزدرۃ اس پرندے کو شکاری پرندوں میں بہت ہلکا سمجھتے ہیں۔ یہ پرندہ اپنی آنکھ اور حرکت کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ پرندہ بہت تیزی کے ساتھ اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس میں غداری اور بے وفائی بھی ہوتی ہے کیونکہ اس کی طبیعت گندگی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ یہ پرندہ تعلیم کو قبول کرتا ہے لیکن اس کو تعلیم دینے میں کافی مدت درکار ہوتی ہے۔ یہ پرندہ زمین پر شکار کرتا ہے۔ اس پرندے کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور یہ عقاب کی ایک قسم ہے۔ ابوحاتم نے کہا ہے کہ "الزمیج" زعقاب کو کہتے ہیں۔ لیث نے کہا ہے کہ "الزمج" عقاب کے علاوہ ایک پرندہ ہے جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اہل عجم کے نزدیک یہ "دوبرادران" یعنی دو بھائیوں کے نام سے مشہور ہے اور اس پرندے کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب یہ اپنے شکار کو نہیں پکڑ پاتا تو اس کا ہم جنس بھائی شکار کو پکڑنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔

حکم: اس پرندے کا گوشت دوسرے شکاری پرندوں کی طرح حرام ہے۔

خواص: اس کا گوشت کھانا خفقان قلب کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس پرندے کا پتا سرمہ میں ملا کر آنکھ میں لگانے سے آنکھ کا دھندلا پن ختم ہو جاتا ہے اور ضعف بصر کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس پرندے کی بیٹ چہرہ اور بدن کے داغوں وغیرہ کے لئے مفید ہے۔

زمج الماء

"زمج الماء" یہ ایک پرندہ ہے جسے مصر میں "النورس" کہا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سفید ہوتا ہے اور یہ کبوتر کے برابر یا اس سے بڑا ہوتا ہے۔ یہ پرندہ ہوا میں بلند ہوتا ہے پھر اپنے آپ کو پانی میں گرا دیتا ہے اور پانی میں غوطہ لگا کر مچھلیاں پکڑ لیتا ہے۔ یہ پرندہ مردار نہیں کھاتا۔ اس پرندے کی غذا مچھلیاں ہیں۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے لیکن رویانی نے حمیری سے نقل کیا ہے کہ ایسے تمام پرندے جو پانی میں رہتے ہیں حرام ہیں کیونکہ ان کے گوشت میں گندگی ہوتی ہے۔ حضرت رافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ "اللقلق" کے علاوہ سب پرندے حلال ہیں۔ عنقریب انشاء اللہ باب اللام میں اس کا ذکر آئے گا۔

الزنبور

"الزنبور" (Hornet)"(Wasp) اس کا مطلب بھڑ ہے۔ "الزنبور" مؤنث بھی استعمال کیا جاتا ہے اور لغت میں "الزنابیر" کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ بعض اوقات شہد کی مکھی کو بھی "زنبورا" کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع "الزنابیر" آتی ہے۔ ابن خالویہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے ابوعمر اور زاہد کے علاوہ کسی سے "الزنبور" کی کنیت کے بارے میں سنا۔ سوا ابوعمر

اور زاہد کے نزدیک اس جانور کی کنیت ابوعلی ہے اور اس کی دو اقسام ہیں۔ جبلی اور سہلی۔ سو جبلی قسم وہ ہے جو پہاڑوں میں سکونت اختیار کرے۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ یہ اپنی پیدائش کی ابتدائی حالت میں کیڑے کی طرح ہوتا ہے پھر زنبور بن جاتا ہے۔ یہ جانور اپنا گھر مٹی سے بناتا ہے جس طرح شہد کی مکھی مٹی سے اپنا گھر بناتی ہے۔ زنبور اپنے گھر میں چار دروازے رکھتا ہے تاکہ چاروں طرف سے ہوا اس کے گھر میں پہنچتی رہے۔ اس کا ایک ڈنگ ہوتا ہے جس سے وہ کاٹتا ہے۔ اس کی غذا پھل و پھول وغیرہ ہیں۔ اس کے نر اور مادہ میں جسامت کے لحاظ سے ہی تمیز کی جا سکتی ہے کیونکہ نر جسامت میں مادہ سے بڑا ہوتا ہے۔ اس جانور کی دوسری قسم سہلی ہے جو زمین میں سکونت اختیار کرتا ہے۔ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور یہ اپنا گھر زمین کے نیچے مٹی نکال کر بناتا ہے جس طرح چیونٹی اپنا گھر بناتی ہے۔ یہ جانور جاڑوں کے لئے اپنی خوراک جمع نہیں کرتا لیکن چیونٹیاں سردیوں کے لئے اپنی خوراک جمع کر لیتی ہیں۔ سو جب فصل ربیع آتی ہے تو یہ جانور اپنی خوابگاہ سے باہر نکلتا ہے اور کمزوری کی وجہ سے اس کی حالت خشک لکڑی کی طرح ہو جاتی ہے سو اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں دوبارہ روح پھونک دیتا ہے اور یہ پہلے سے بھی موٹا ہو جاتا ہے۔ اس جانور کی مختلف اقسام ہیں جن کے رنگ اور جسم بھی مختلف ہوتے ہیں۔ زنبور کی بعض اقسام کے جسم بہت لمبے ہوتے ہیں اور اس کی طبیعت میں لالچ اور برائی بھی ہوتی ہے۔ سو زنبور جب باورچی خانہ میں داخل ہو جائے تو اسے کھانے کی جو بھی چیز مل جائے کھا لیتا ہے۔ زنبور جو تنہا پرواز کرتا ہے زمین اور دیواروں میں رہنے لگتا ہے۔ یہ ایسا حیوان ہے جس کا جسم دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے اس لئے یہ پیٹ سے سانس نہیں لے سکتا۔ اگر اس حیوان کو تیل میں ڈال دیا جائے تو یہ حرکت نہیں کر سکے گا اور اگر اس کو سرکہ میں ڈال دیا جائے تو فوراً زندہ ہو جائے گا اور اڑ جائے گا۔

علامہ زمخشری نے سورۂ اعراف کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بعض اوقات متوقع چیز کو واقع کے منزلہ میں مان لیا جاتا ہے (یعنی جس کی آنے والے زمانے میں ہونے کی امید ہو اس کو ایسا ہی سمجھ لیا جاتا ہے گویا کہ وہ ہو گیا) جس طرح حضرت عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد کے پاس روتے ہوئے داخل ہوئے اور اس وقت وہ بچے تھے۔ سو ان کے والد حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کیوں رو رہے ہو؟ تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے زنبور نے کاٹ لیا ہے اور وہ میری زرد چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے میرے بیٹے تو عنقریب شاعر بن جائے گا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس روایت میں ''قلت الشعر'' کہہ کر ماضی کے صیغہ کو مستقبل کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ مطلب متوقع چیز کو واقع کے بمنزلہ میں مان لیا گیا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

وللزنبور والبازی جمیعًا	لدی الطیران اجنحة وخفق
ولکن بین ما یصطاد باز	وما یصطاده الزنبور فرق

''بھڑ اور باز دونوں پروں والے حیوان ہیں اور جب یہ اڑتے ہیں تو ان کے پروں سے پھڑ پھڑ کی آواز سنائی دیتی ہے''۔

''لیکن باز جو شکار کرتا ہے اس میں اور بھڑ کے شکار میں بہت بڑا فرق ہے''۔

شیخ ظہیر الدین بن عسکر نے کیا عمدہ اشعار کہے:

فی زخرف القول تزیین لباطله		والحق قد یعتریه سوء تغییر
تقول هذا مجاج النحل تمدحه		وان ذممت فقل قیئ الزنابیر
مدحا وذما وما غیرت من صفة		سحر البیان یری الظلماء کالنور

''بناوٹی بات کرنا گویا کہ جھوٹی بات کو مزین کرنے کی طرح ہے اور سچی بات کی بری تعبیر لینا حق سے دوری کی نشانی ہے''۔

''تم شہد کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ شہد کی مکھی کا لعاب دہن ہے اور جب تم اس کی برائی کرتے ہو تو کہتے ہو یہ شہد کی مکھی کی قے ہے''۔

''کسی کی صفت کو بدل دینا خواہ تعریف کی وجہ سے ہو یا برائی کی وجہ سے ایسی سحر بیانی جو ظلمت کو نور بنا دیتی ہے''۔

شرف الدولہ بن منقذ نے زنبور اور شہد کی مکھی کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

ومغردین ترنما فی مجلس		فنفاهما لا ذاهما الاقوام
هذا یجود بما یجود بعکسه		هذا فیحمد ذا و ذاک یلام

''شہد کی مکھی اور بھڑ مجلس میں گانے لگیں تو مجلس کے لوگوں کو تکلیف دینے کے ڈر سے انہیں مجلس سے باہر نکال دیا''۔
''شہد کی مکھی کے جسم کی تاثیر بھڑ کے جسم کی تاثیر کی طرح ہے کیونکہ شہد کی مکھی سے نکلنے والے شہد کی وجہ سے اس کی تعریف کی جاتی ہے اور بھڑ کے جسم سے نکلنے والے زہر کی وجہ سے اس کی ملامت کی جاتی ہے''۔

ابن ابی الدنیا نے مختار تیمی سے روایت کی ہے کہ مختار تیمی فرماتے ہیں مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ سفر کے لئے روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھی تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا تھا۔ تو ہم نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آیا۔ سو ایک دن وہ قضاء حاجت کے لئے باہر نکلا تو اس کو سرخ بھڑیں لپٹ گئیں۔ سو اس کے مدد کے لئے چیخ و پکار کی۔ سو ہم اس کی مدد کے لئے گئے لیکن بھڑوں نے اس کو نہیں چھوڑا' یہاں تک کہ اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ہلاک کر دیا۔

ابن سبع نے شفاء الصدور میں یہی حکایت لکھی ہے لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ راوی کہتے ہیں ہم اس کے لئے قبر کھودنے لگے تو زمین اتنی سخت ہوگئی کہ ہم میں اس کو کھودنے کی طاقت نہیں تھی۔ سو ہم نے اس کو زمین پر ڈال دیا اور اس کے جسم کو درخت کے پتوں اور پتھروں سے ڈھانپ دیا۔ راوی کہتے ہیں ہم میں سے ایک آدمی اسی جگہ پیشاب کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ تو اس کے آلہ تناسل پر ایک بھڑ آکر بیٹھ گئی لیکن اس نے اس کو نقصان نہیں پہنچایا۔ ہم کو پتا چل گیا کہ یہ بھڑیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے لئے اس پر مسلط ہوئی تھیں۔ یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے کہ یعلی بن منصور رازی بغداد کے کبار علماء میں سے ہیں اور ان سے امام مالک علیہ الرحمہ اور حضرت امام لیث علیہ الرحمہ نے حدیث بھی نقل کی ہے۔ حضرت یعلی بن منصور علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک بھڑ میرے سر پر بیٹھ گئی۔ تو میں نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ ہی .

کوئی حرکت کی' یہاں تک کہ میں نے نماز مکمل کر لی۔ سو نماز پوری کرنے کے بعد میں نے دیکھا تو میرا سر بھڑ کے کاٹنے کی وجہ سے پھول کر بڑا ہو گیا تھا۔

حکم: بھڑ کا کھانا حرام ہے اور اس کو قتل کرنا مستحب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار انبیاء' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے زنبور (یعنی بھڑ) کو قتل کیا اس نے تین نیکیاں کمائیں۔ (رواہ ابن عدی)

خطابی نے ''معالم السنن'' میں لکھا ہے کہ زنبور کے گھروں کو آگ سے جلانا مکروہ ہے۔

حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے زنبور کے گھروں کے نیچے دھواں کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا جب زنبور سے تکلیف پہنچنے کا ڈر ہو تو اس کے گھر کے نیچے دھواں کرنے میں کوئی حرج نہیں اور میرے نزدیک بھڑ کے گھر کے نیچے دھواں کرنا آگ کے ذریعے جلانے سے بہتر ہے۔ نیز بھڑ کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں کیونکہ یہ حشرات الارض میں سے ہے۔

خواص: جب زنبور کو تیل میں ڈال دیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اور سرکہ میں ڈال دیا جائے تو فوراً زندہ ہو جاتا ہے۔ اگر بھڑ کے بچوں کو چھتہ سے نکال کر تیل میں جلایا جائے اور پھر اس میں سنداب اور زیرہ ڈال لیا جائے تو اس کا کھانا قوت باہ اور شہوت میں اضافہ کرتا ہے۔ عبدالملک بن زہر نے کہا ہے کہ ''عصارۃ الملوخیا'' کو بھڑ کے کاٹے پر ملنے سے درد وغیرہ ختم ہو جاتا ہے۔

تعبیر: زنبور کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر دشمن' جنگجو ڈاکو' مستری اور حرام مال سے دی جاتی ہے۔ بعض اوقات بھڑ کو خواب میں دیکھنا زہر کھانے یا پینے کی طرف دلالت کرتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زنبور کو خواب میں دیکھنا ایسے جھگڑالو مرد کی طرف اشارہ ہے جو لڑائی میں ثابت قدم ہو اور حرام کھانے والا ہو کیونکہ جب بھڑیں کسی مکان میں داخل ہوتی ہیں تو بہت جلدی سے داخل ہوتی ہیں اور بہت بہادر ہوتی ہیں۔ لوگوں کو ان کے نکالنے میں بہت کوشش کرنی پڑتی ہے۔ زنبور کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے مرد سے دی جاتی ہے جو ناحق لڑائی کرنے والا ہو کیونکہ یہودی کہتے ہیں کہ زنبور اور کوے کو خواب میں دیکھنا خون بہانے والے اور جھگڑنے والے شخص کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھڑوں کو خواب میں دیکھنا ایسی قوم کی طرف اشارہ ہے جس میں رحمت و شفقت نہیں پائی جاتی۔ واللہ اعلم

الزندبیل

''الزندبیل'' اس کا مطلب بڑا ہاتھی (Elephant) ہے۔ یحییٰ بن معین نے اپنے شعر میں اس کا ذکر کیا ہے:

وجاءت قریش قریش البطاح   الینا هم الدول الجالیة

یقودهم الفیل والزندبیل   و ذوالضرس والشفة العالیة

''اور آئے ہمارے پاس بطحا کے قریش' اس حال میں کہ ان کا اقتدار ختم ہو چکا تھا''۔

''اور ان کے قائد عبدالملک اور ربان بن بشیر ہیں اور یہ ابن مسلمہ مخزومی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں''۔

''الزندبیل'' بڑے ہاتھی کو کہا جاتا ہے لیکن اس شعر میں یحییٰ بن بشیر نے ''الفیل'' اور ''الزندبیل'' سے عبدالملک اور ربان بن بشیر جو بشیر بن مروان کے بیٹے ہیں' کو مراد لیا ہے۔ انہوں نے ابن ہبیرہ کے ساتھ مل کر قتال کیا تھا اور شعر میں ''ذوالفرس'' اور ''الشمۃ العالیۃ'' سے یحییٰ بن معین کی مراد خالد بن مسلمہ مخزومی ہیں جو الفاء فاء الکوفی کے نام سے مشہور ہیں اور ان سے حضرت امام مسلم اور محدثین اربعہ علیہم الرحمہ نے روایت کی ہے۔ نیز شعبی اور شعبہ بن حجاج وغیرہ نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ خالد بن مسلمہ کا تعلق مرجیہ فرقہ سے تھا اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض وحسد رکھتا تھا۔ خالد بن مسلمہ کو ابن ہبیرہ کے ساتھ گرفتار کیا گیا اور خلیفہ منصور نے اس کی زبان کاٹ کر اسے قتل کر دیا۔

الزهدم

''الزھدم'' اس کا مطلب مقر (باز کی ایک قسم) ہے۔ نیز باز کے بچوں کو بھی زھدم کہا جاتا ہے۔ سوزہدم بن مغرب الجرمی بھی اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔ زہدم بن مغرب سے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت مسلم علیہ الرحمہ اور حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ اور حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔ سو بنی عبس کے دو بھائی زھدم اور کردم کو بھی ''الزھدمان'' کہا جاتا تھا۔ قیس بن زہیر نے ان دو بھائیوں کے بارے میں کہا ہے کہ

جزانی الزھدمان جزاء سوء وکنت المرء یجزی بالکرامة

''مجھے زہدمان نے برا بدلہ دیا حالانکہ میں ایسا آدمی ہوں جس کی عزت کی جاتی ہے''۔

ابوزریق

''ابوزریق'' اس کی تفصیل قاف کے باب میں آئے گی' انشاء اللہ۔ یہ چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ ہے۔ اس کا مختصر ذکر ''الزریاب'' کے عنوان سے پہلے گزر چکا ہے۔ یہ پرندہ انسانوں سے محبت رکھتا ہے اور تعلیم کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے اور کچھ بھی اسے سکھایا جائے' جلدی سیکھ جاتا ہے۔ بعض اوقات اس خصوصیت میں یہ طوطے سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے کیونکہ یہ طوطے سے زیادہ شریف النسل ہے اور جو حروف اس کو سکھائے جاتے ہیں وہ اس قدر واضح بولتا ہے کہ سننے والا یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا کہ انسان بول رہا ہے۔

حکم: اس پرندے کا گوشت حلال ہے کیونکہ یہ گندگی کو نہیں کھاتا۔

ابو زیدان

''ابوزیدان'' پرندوں کی ایک قسم کو کہا جاتا ہے۔

ابو زیاد

''ابوزیاد'' اس کا مطلب گدھا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

زیاد لست ادری من ابوہ ولکن الحمار ابو زیاد

تحاول ان تقیم ابا زیاد و دون قیامہ شیب الغراب

''مجھے اس بات کا علم تو نہیں کہ زیاد کا باپ کون ہے؟ لیکن میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ ابوزیاد گدھے کو کہا جاتا ہے''۔

''تم چلو! اس سے پہلے کہ ابوزیاد کھڑا ہو جائے کیونکہ اس کا کھڑا ہونا کوؤں کو بوڑھا کر دیتا ہے''۔

باب السّین

سابوط

''سابوط'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک دریائی جانور ہے۔

ساق حر

''ساق حر'' اس کا مطلب نر قمری ہے۔ لفظ ساق حر کے مطلب قمری ہونے میں اہل علم کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔ کیت نے کہا ہے کہ ۔

تغرید ساق علی ساق یجاوبها   من الهواتف ذات الطوق والعطل

''جب قمری کسی درخت پر بیٹھ کر گاتی ہے تو تمام پرندے چاہے ان کے گلے میں کنٹھی ہو یا نہ ہو اس کی اتباع میں گانے لگتے ہیں''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس شعر میں لفظ ''ساق'' جو پہلے استعمال ہوا ہے سے مراد قمری ہے اور دوسرے ''ساق'' کا مطلب درخت کی شاخ ہے۔

حمید بن ثور ہلالی نے کہا ہے کہ

وما هاج هذا الشوق الا حمامة   دعت ساق حر نزهة وترنما

مطوقة غراء تسجع کلما   دنا الصيف وانحال الربيع فانجما

مخلاة طوق لم تكن من تميمة   ولا ضرب صواغ بكفيه درهما

تغنت على غصن عشاء فلم تدع   لنائحة من نوحها متالما

اذا حركة الريح أو مال ميلة   تغنت عليه مائلا ومقوما

عجبت لها انى يكون غناؤها   فصيحا ولم تثغر بمنطقها فما

فلم ارمثلي شاقه صوت مثلها   ولا عربيا هاجه صوت اعجما

''اور اس شوق کو ایک فاختہ کے علاوہ کسی نے برانگیختہ نہیں کیا جس نے ایک قمری کو دعوت دی اور دونوں مل کر گنگنانے لگیں''۔

''اس قمری کی گردن میں کنٹھی ہے اور اس کا ماتھا چمک رہا ہے اور وہ موسم گرما اور موسم بہار کے آنے کی خوشی میں

گاتی ہے جب درختوں میں شاخیں نکل آتی ہیں''۔

''قمری کی گردن میں کنٹھی تو ہے لیکن تعویذ نہیں اور اس کے پنجوں میں ایسے سکے ہیں جو ڈھلے ہوئے ہوں''۔

''قمری ایک رات ایک درخت کی شاخ پر بیٹھ کر گانے لگی اور اس نے کسی نوحہ کرنے والی کا نوحہ نہیں چھوڑا جس سے دل غمگین ہوا ہو''۔

''جب اس کو ہوا حرکت دیتی تھی یا وہ خود ہی حرکت کرتی تھی تو وہ گاتے ہوئے کبھی ٹیڑھی ہو جاتی تھی اور کبھی سیدھی ہو جاتی تھی''۔

''میں اس کے عجیب وغریب گانے پر حیران ہوا کہ اس طرح کا گانا اس نے کہاں سے سیکھا حالانکہ اس کی چونچ تو گانے کے لئے بنائی گئی''۔

''میں نے قمری جیسی آواز کبھی نہیں سنی اور نہ ہی گانے کی ایسی عربی لے دیکھی جسے عجمی سر نے متاثر کیا ہو''۔

حضرت ابن سیدہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ قمری کو اس کی آواز کی وجہ سے ''ساق حر'' کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پرندہ آواز نکالتا ہے۔ اس کی آواز سے ''ساق حر' ساق حر'' کے الفاظ سنائی دیتے ہیں اس لئے اس پر اعراب نہیں آتے اور اسے غیر منصرف پڑھا جاتا ہے۔ اس کا ذکر تفصیل سے قاف کے باب میں ''القمری'' کے تحت آئے گا۔

السالخ

''السالخ'' اس کا مطلب سیاہ رنگ کا سانپ ہے۔ اس کی تفصیل ''ھمزہ'' کے باب میں ''الافعی'' کے تحت آئے گی۔

سام أبرص

''سام اُبرص'' اہل لغت نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک بڑی قسم کا گرگٹ ہے۔ ''سام اُبرص'' دو ناموں سے مل کر ایک نام بن گیا۔ اس کو دو صورتوں سے پڑھا جاتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اسے خمسۃ عشر کی طرح مبنی علی الفتح پڑھا جائے۔ مطلب ''سام اُبرص'' دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے نام کو منصرف مان کر دوسرے نام کی طرف مضاف کر دیا جائے اور مضاف الیہ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے مفتوح رہے گا۔ اس لفظ کا تثنیہ اور جمع نہیں آتا۔ نیز تثنیہ کے لئے کہیں گے ''ھذا ن ساما البرص'' اور جمع کے لئے کہیں گے ''ھولاء سوام البرص'' سو اگر آپ چاہیں تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں ''ھولاء اسوام'' لیکن اس میں ''البرص'' کا ذکر نہیں کریں گے۔ نیز یہ بھی کہہ سکتے ہیں ''ھولاء البرصۃ والا بارص'' لیکن اس میں ''سام'' کا ذکر نہیں کریں گے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

والله لو کنت لھذا خالصا ما کنت عبدًا اکل الابارصا

''اور اللہ کی قسم اگر اس معاملہ میں میری نیت ٹھیک ہوتی تو میں بھی ''سام ابرص'' کی پوجا نہ کرتا''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: گرگٹ کی اس قسم کو ''سام البرص'' اس واسطے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ''سم''

یعنی زہر رکھا ہے اور اس کے جسم پر برص کی طرح کے نشانات پیدا کئے ہیں۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ "باب الواؤ" میں "الوزغ" کے تحت آئے گی۔

اس حیوان کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر اس کے گوشت کو نمک کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس میں برص کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ سو جو انسان بھی اس کے گوشت کو کھالے گا اسے برص کا مرض ہو جائے گا۔

حکم: اس جانور کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ گندا اور زہریلا جانور ہے اسی لئے اس کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں کیونکہ اس کی بیع بے فائدہ ہے۔ واللہ اعلم

خواص: گرگٹ کا خون ایسے شخص کے سر پر مل دیا جائے جو گنجے پن کے مرض میں مبتلا ہو تو اس کے سر پر بال اگ جائیں گے۔ گرگٹ کا جگر دانتوں کے درد میں سکون کا باعث ہے اور اس کا گوشت بچھو کے کاٹے پر رکھنا بے حد فائدہ مند ہے۔ اس کی جلد "موضع الفتق" میں رکھ دی جائے تو اس عارضہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ گرگٹ ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتا جس گھر میں زعفران کی خوشبو موجود ہو۔

تعبیر: گرگٹ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر چغل خور اور فاسق و فاجر شخص سے دی جاتی ہے۔ ارطامیدوس نے کہا ہے کہ گرگٹ کو خواب میں دیکھنا تنگدستی کی طرف اشارہ ہے۔

السانح

"السانح" اس کا مطلب وہ ہرن یا پرندہ ہے جو بائیں جانب سے آئے۔ اہل عرب شکاری کی دائیں جانب سے آنے والے پرندے یا جانور کو "السانح" کہتے ہیں اور شکاری کی بائیں جانب سے آنے والے جانور یا پرندے کو جس کا شکار کیا جاتا ہے "البارح" کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ "السانح" شکاری کی دائیں طرف سے آنے والے جانور یا پرندے کو کہتے ہیں اور البارح شکاری کے بائیں طرف سے آنے والے پرندے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب ایسے جانور یا پرندے کو بابرکت سمجھتے ہیں جو شکاری کی دائیں طرف سے آتا تھا اور ایسے جانور یا پرندے کو منحوس سمجھتے تھے جو شکاری کی بائیں طرف سے آتا ہے۔ سو اہل عرب کا یہ عقیدہ لوگوں کے لئے ان کے مقاصد کے حصول سے منع تھا اس لئے حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے "لا طیرۃ" فرما کر بدخیالی کا قلع قمع کر دیا اور فرمایا کہ "سانح" میں نفع و نقصان کی کوئی تاثیر موجود نہیں ہے۔ لبید نے کہا ہے کہ

لعمرك ما تدری الطوارق بالحصا   ولا زاجرات الطیر ما اللہ صانع

"تیری عمر کی قسم جس طرح سنگلاخ علاقہ میں اترنے والے شب میں نہیں جانتے' ایسے ہی پرندے کو بھگا کر فال نکالنے والوں کو بھی کچھ معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کیا کرنے والا ہے"۔

"الطیرۃ" (بدفالی) کے بارے میں عنقریب انشاء اللہ طاء کے باب میں اور لام کے باب میں "الطیر" اور "اللقحۃ" کے تحت تفصیل سے آئے گا۔

السبد

''السبد'' اس کا مطلب ایسا پرندہ ہے جس کے بہت زیادہ بال ہوں۔ جس طرح ایک ایک پانی کا قطرہ بہنے والے پانی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''سبدان'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ راجز شاعر نے کہا ہے کہ

اکل یوم عرشها مقیلی حتی تری المئزر ذا الفضول

''میں اپنے گوشہ چشم کو کھانے والا ہوں یہاں تک کہ وہ دور کے منظر کا مشاہدہ کرے''۔

مثل جناح السبد الغسیل جس طرح پانی میں تر بازو ہلائے جاتے ہیں۔ اہل عرب گھوڑے کو جب پسینہ آجائے تو اس کو بھی ''السبد'' سے تشبیہ دیتے ہیں۔ طفیل عامری نے کہا ہے کہ ''کأنه سبد بالماء مغسول''۔

علامہ دمیری علیہ رحمہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) نے اس کے شرعی حکم کے بارے میں کلام نہیں کیا ہے۔

السبع

''السبع'' اس کا مطلب وہ تمام پرندے ہیں جو پھاڑ کر کھانے والے ہوں۔ اس کی جمع کے لئے ''اسبع'' اور ''سباع'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ سو ''ارض مسبعة'' کا مطلب وہ زمین ہے جس میں بہت زیادہ درندے رہتے ہوں۔ حضرت حسن اور ابن حیوۃ علیہ الرحمہ نے قرآن کریم کی اس آیت ''وما اکل السبع'' کو باء کے سکون کے ساتھ پڑھا ہے۔ نیز یہ اہل نجد کی لغت ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ابی لہب کے بارے میں کہا ہے کہ

من یرجع العام الی اهله فما اکیل السبع بالراجع

''کون ہے جو اس سال اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے گا۔ سو جسے درندے نے کھا لیا ہو وہ واپس لوٹنے والا نہیں ہے''۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں ''اکیل السبع'' کو ''اکیلة السبع'' پڑھا ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''اکیل السبع'' ہی پڑھا ہے۔ درندہ کو ''السبع'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ ''السبع'' سات کے مطلب میں استعمال ہوتا ہے اور اس لئے بھی درندہ کو ''السبع'' کے نام سے پڑھا جاتا ہے کہ یہ اپنی ماں کے پیٹ میں سات مہینوں تک رہتا ہے اور درندہ کی مادہ اکثر سات بچے جنتی ہے۔ نیز نر درندہ سات سال کے بعد جفتی کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ ابو عبداللہ یاقوت الحموی نے ''کتاب المشترک'' کے ''باب العین'' میں لفظ ''الغابة'' کے تحت لکھا ہے کہ ''الغابة'' ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ملک شام کی طرف جانے والے راستے پر واقع ہے۔ اس کا ذکر حضور سراج السالکین، راحت العاشقین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں بھی موجود ہے کیونکہ اس جگہ حضور سید الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس درندوں کا ایک گروہ اپنی خوراک کے بارے میں سوال کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔

حدیث شریف میں ''السبع'' کا تذکرہ: حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں

حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان تشریف فرماتے کہ ایک بھیڑیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ وہ حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہو کر اپنی آواز میں کچھ کہنے لگا۔ سو حضور دافع رنج وملال، شفیع روز شمار، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درندوں کا قاصد تمہارے پاس آیا ہے سو اگر تم پسند کرو تو ان کے لئے کچھ کھانے کو مقرر کر دو اور اگر تم چاہو تو اسے اسی حالت پر رہنے دو اور اس سے احتراز کرو۔ سو بھیڑیے جو چیز پالیں وہی ان کا رزق ہے۔ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم بھیڑیوں کی غذا کے لئے کوئی خاص چیز رکھیں۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں کے اشارے سے بھیڑیے کو لوٹ جانے کا حکم دیا تو وہ بھیڑیا واپس چلا گیا۔

(طبقات الکبریٰ، جلد 1، صفحہ 359، شمائل الرسول 344)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اصل میں اس سے پہلے بھیڑیے کا ذکر ہو چکا ہے۔ نیز "وادی سباع" (درندوں کی وادی) رقہ کے راستے میں بصرہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جہاں پر وائل بن قاسط کا اسماء بنت رویم پر گزر ہوا تھا۔ سو اس لڑکی کو دیکھ کر وائل بن ساقط کے دل میں برا خیال پیدا ہوا۔ اس لڑکی نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تو میری طرف بری نیت سے بڑھا تو میں ضرور درندوں کو اپنی مدد کے لئے بلاؤں گی۔ سو وائل بن ساقط نے کہا کہ میں اس وادی میں تیرے سوا کسی کو نہیں دیکھ رہا۔ وہ لڑکی اپنے بیٹوں کو آواز دینے لگی۔ یا کلب، یا ذئب، یا فہد، یا دب، یا سرحان، یا اسد، یا سبع، یا ضبع، یا نمر۔ وہ سب ہاتھوں میں تلوار لئے ہوئے وہاں حاضر ہو گئے۔ وائل بن ساقط یہ منظر دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ وادی سباع۔ سو اس وقت سے اس جگہ کا نام وادی سباع (درندوں کی وادی) پڑ گیا۔

صحیحین میں ذکر ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، صاحب معجزات، رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کو سجدہ میں درندوں کی طرح ہاتھ پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری، رقم الحدیث 788، مسلم شریف، رقم الحدیث 493، ابوداؤد، رقم الحدیث 897، ترمذی، رقم الحدیث 276، نسائی، رقم الحدیث 1028، ابن ماجہ، رقم الحدیث 892)

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ اور حضرت امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قیامت اس وقت نہیں آئے گی جب تک درندے انسانوں سے بات نہیں کریں گے اور جب تک کسی شخص سے اس کی (یعنی جانور کی) چابک کی رسی اور اس کے جوتے کا تسمہ کلام نہیں کریں گے اور اس کی ران اسے بتا دے گی کہ اس کی موجودگی میں اس کی بیوی نے کیا کیا۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور ہمیں یہ حدیث قاسم بن فضل سے ملی ہے جو محدثین کے نزدیک ثقہ اور مامون ہیں اور انہیں یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔

فائدہ: دار قطنی میں ذکر ہے کہ حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ہم گدھوں

کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرلیا کریں؟ تو حضور صاحب کائنات' صاحب معجزات' صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درندوں کے بچے ہوئے پانی سے بھی (وضو کرلیا کرو)

حضرت سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ "وبما افضلت السباع" کے الفاظ سے بھی نبی کریم' شاہ ابرار' شفیع معظم' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ گدھے کے بچے ہوئے پانی کے ساتھ ساتھ درندوں کے بچے ہوئے پانی سے بھی وضو کرلیا کریں۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ" مفسرین نے کہا ہے کہ وَثَامِنُهُمْ میں لفظ واؤ قائلین کی تصدیق پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ان اصحاب کہف کے ساتھ آٹھواں کتا تھا۔ جیسے کوئی کہے کہ زید شاعر ہے۔ سو دوسرا آدمی اس کے جواب میں کہے کہ زید شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی ہے۔ علامہ زمخشری نے فرمایا ہے یہ واؤ اس بات کا ثبوت ہے کہ اصحاب کہف کی تعداد سات ہے اور ان کے ساتھ آٹھواں ان کا کتا ہے۔ قشیری علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ کے شروع میں "بنان الجمل" کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک بڑا بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ کرامت کے صاحب بھی تھے۔ سو ایک مرتبہ آپ کو کسی درندے کے سامنے ڈال دیا گیا۔ تو درندے نے آپ کو سونگھنا شروع کیا لیکن کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا۔ جب وہ درندہ وہاں سے چلا گیا تو آپ سے پوچھا گیا کہ جب درندہ آپ کو سونگھ رہا تھا تو آپ کے دل کی کیا حالت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں درندوں کے جھوٹے پانی کے بارے میں اہل علم کے اختلاف کے بارے میں غور وفکر کر رہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ ایک مرتبہ شیبان الراعی علیہ الرحمہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ سو راستے میں اچانک ایک درندہ ان کے سامنے آگیا۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے شیبان الراعی علیہ الرحمہ سے کہا کہ کیا آپ اس درندے کو دیکھ رہے ہیں۔ شیبان علیہ الرحمہ نے جواب دیا۔ آپ ڈریں نہیں پھر حضرت شیبان علیہ الرحمہ نے اس درندے کا کان پکڑا اور اس پر سوار ہوگئے۔ تو وہ درندہ اپنی دم ہلانے لگا۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا یہ کیا شہرت کی باتیں ہیں؟ شیبان علیہ الرحمہ نے فرمایا اگر مجھے شہرت کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنا سامان اس درندے کی پیٹھ پر لاد دیتا اور مکہ مکرمہ پہنچ جاتا۔ حافظ ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں لکھا ہے کہ حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ کو جب جنبی ہونے کے بعد غسل کی ضرورت آتی اور آپ کے پاس پانی نہ ہوتا تو آپ اپنے رب سے دعا کرتے تو بادل کا ایک ٹکڑا آپ پر برستا۔ اور آپ اس کے ذریعے غسل فرما لیتے۔ پھر اس کے بعد بادل کا ٹکڑا واپس چلا جاتا۔ نیز جب حضرت شیبان علیہ الرحمہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جاتے تو اپنی بکریوں کے اردگرد ایک خط کھینچ دیتے۔ جب واپس آتے تو بکریوں کو اسی کھینچی ہوئی لکیر کے اندر پاتے اور بکریاں اس لکیر کے اندر حرکت بھی نہیں کرتی تھیں۔ حضرت امام ابوالفرج بن جوزی علیہ الرحمہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا گزر ایک مرتبہ شیبان راعی علیہ الرحمہ پر ہوا سو حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں ضرور اس چرواہے سے سوالات کروں گا اور میں دیکھوں گا کہ وہ کیا جواب دے گا۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے کہا کہ اس سے سوالات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں ضرور ان سے سوالات کروں گا۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے

شیبان! آپ کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے کہ اگر کسی شخص نے چار رکعت نماز کی نیت کی لیکن تین رکعت پڑھنے کے بعد وہ چوتھی رکعت میں سجدہ کرنا بھول جائے۔ تو حضرت شیبان علیہ الرحمہ نے کہا اپنے مذہب کے مطابق جواب دوں یا آپ کے مذہب کے مطابق؟ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کیا دو مذہب ہیں؟ حضرت شیبان علیہ الرحمہ نے فرمایا ہاں' آپ کے مذہب کے مطابق اس نمازی کو دو رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کرنا چاہئے تھا لیکن میرے نزدیک اس نمازی کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جس آدمی کا دل منقسم ہو اس کے لئے واجب ہے کہ اپنے دل کو سخت تکلیف پہنچائے' یہاں تک کہ وہ دوبارہ ایسا نہ کرے۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ اس شخص کے بارے میں جس کے پاس چالیس بکریاں ہوں اور ان پر ایک سال بھی گزر چکا ہو۔ سو اس پر کس قدر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ حضرت شیبان علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ کے مذہب کے مطابق اس آدمی پر ایک بکری واجب ہے لیکن ہمارے نزدیک غلام اپنے آقا کی موجودگی میں کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ کو ہوش آیا تو حضرت شیبان علیہ الرحمہ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے رخصت ہو گئے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے بعض کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ حضرت شیبان علیہ الرحمہ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور ان سے مسئلوں کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے کہا گیا کہ آپ ایک بدوی سے سوال کرتے کرتے ہیں۔ سو آپ علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ یہ ہم سے بلند مرتبہ شخصیت ہیں۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت شیبان علیہ الرحمہ ناخواندہ تھے اور اہل علم کی نظر میں ان کی اتنی عزت تھی تو ہماری نظر میں ان کا کتنا بڑا مرتبہ ہونا چاہئے۔ آئمہ مجتہدین جن میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ بھی تھے۔ علماء باطن کی فضیلت کے معترف تھے۔ اصل میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ و حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر علماء دین اور اولیاء اللہ ہی ولی نہیں ہیں تو پھر ان کے علاوہ اور کوئی بھی اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ ابوالعباس بن شریح جب لوگوں کے سامنے عجیب و غریب علمی نکات بیان فرماتے تو ان سے کہتے کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ فیض مجھے کہاں سے حاصل ہوا ہے؟ پھر جواب دیتے ہوئے فرماتے کہ یہ سب کچھ مجھے ابوالقاسم جنید بغدادی کی صحبت سے حاصل ہوا ہے۔ حضرت شیبان راعی علیہ الرحمہ ہمیشہ یہ دعا پڑھتے تھے:

"یا ودود یا ودود یا ذالعرش المجید یا مبدی یا معید ' یا فعّال لما یرید اسائلك بعزّك الذی لایرام وبملکك الذی لایزول وبنور وجهك الذی ملأ ارکان عرشك وبقدرتك التی قدرت بها علی جمیع خلقك ان تکفینی شر الظالمین اجمعین" ۔

اصل میں کسی شاعر نے اولیاء کرام کی شان میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں حضرت شیبان علیہ الرحمہ کا بھی ذکر ہوا ہے۔ اس قصیدہ کا ایک شعر درج ذیل ہے:

شیبان قد کان راعی وسر سرہ ما اختفی

فاجهد وخل الدعاوی ان کان لک شیء بان

''یہ قوم کی نگرانی کرنے والے تھے۔ان کے راز بھی چھپے نہ رہے''۔
''تم بھی ان کی طرح بننے کی کوشش کرو بشرطیکہ تم ایسا بننا چاہتے ہو''۔

''کتاب الرسالۃ'' کے باب ''کرامات الاولیاء'' میں ذکر ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ کے مکان میں ایک ایسا کمرہ تھا جو لوگوں میں ''بیت السباع'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ سو درندے آپ کے پاس آتے تھے۔آپ انہیں اس کمرہ میں داخل کر لیتے تھے اور ان کی ضیافت کرتے اور انہیں گوشت کھلاتے تھے پھر اس کے بعد آپ انہیں واپس بھیج دیتے تھے۔ کفایۃ المعتقد میں سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ بغیر کسی حرکت کے زمین پر بیٹھے بیٹھے دوسری جگہ پہنچ جاتے تھے۔ واقعہ کی تفصیل یوں ہے۔ حضرت عبداللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے جمعہ کے دن وضو کیا اور نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف گیا۔ جب مسجد میں داخل ہوا تو مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور خطیب منبر پر خطبہ دینے کے لئے بیٹھنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ میں نے ادب کے خلاف حرکت کی کہ میں لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا اگلی صف میں جا کر بیٹھ گیا۔ جب میں نے دائیں طرف دیکھا تو مجھے ایک نوجوان نظر آیا جو بہت خوبصورت تھا اور اس نے خوشبو لگائی ہوئی تھی اور اچھا لباس پہنا ہوا تھا۔ جب اس نوجوان نے میری طرف دیکھا تو کہنے لگا اے سہل تیرا کیا حال ہے؟ میں نے کہا اللہ عزوجل آپ کی اصلاح کرے میں خیریت سے ہوں۔ میں غور کرنے لگا کہ یہ شخص مجھے جانتا ہے لیکن میں اسے نہیں جانتا۔ میں غور وفکر کر رہا تھا کہ اچانک مجھے پیشاب کی شدت محسوس ہوئی جس کی وجہ سے میری حالت بگڑ گئی۔ میں نے سوچا اگر پیشاب کرنے کے لئے مسجد سے باہر نکلا تو غازیوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا نکلوں گا اور اگر یہیں بیٹھا رہا تو میری نماز نہیں ہوگی۔ وہ نوجوان مجھے کہنے لگا اے سہل کیا تجھے پیشاب کی شدت نے تنگ کر رکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ سو اس نوجوان نے اپنے گھٹنوں کے نیچے سے ایک کمبل نکالا اور اس کمبل کے ذریعے اس نے مجھے ڈھانپ لیا پھر کہا اپنی حاجت جلدی پوری کرو تا کہ تمہیں نماز مل جائے۔ سہل کہتے ہیں میں بے ہوش ہو گیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو مجھے ایک دروازہ نظر آیا جو کھلا ہوا تھا۔ تو میں نے کہنے والے کی پکار کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ اللہ عزوجل آپ پر رحم کرے اندر داخل ہو جاؤ۔ میں اندر گیا تو میں نے ایک عالیشان محل دیکھا جس میں کھجور کا ایک درخت تھا اور اس کی ایک طرف وضو خانہ ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے اور یہ پانی شہد سے بھی میٹھا ہے اور اس کے ایک طرف پانی گرنے اور بہنے کے لئے نالی بھی موجود تھی اور غسل خانہ میں تولیہ بھی لٹکا ہوا تھا اور طاق میں ایک مسواک بھی تھی۔ تو میں نے اپنے کپڑے اتارے اور پانی اپنے اوپر بہا کر غسل کیا اور پھر تولیہ سے اپنے جسم کو خشک کیا اور کپڑے پہن لئے۔ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ اے سہل اگر تم نے اپنی حاجت پوری کر لی ہے تو اس سے آگاہ کرو۔ میں نے کہا ہاں۔ تو اس نوجوان نے میرے اوپر سے کمبل اتار لیا تو میں نے دیکھا کہ میں اسی جگہ موجود تھا لیکن کسی ایک آدمی کو بھی میرے ساتھ ہونے والے معاملہ کی خبر نہیں ہوئی۔ تو میں اس بارے میں سوچتا رہا۔ اس کے بعد نماز ادا کی لیکن میں اسی نوجوان کے بارے میں سوچتا رہا کہ اس کو پہچان سکوں۔ جب وہ نوجوان نماز سے فارغ ہو کر جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ سو قریب تھا کہ وہ ایک راستہ کی طرف مڑے۔ وہ میری طرف

دیکھنے لگا اور کہنے لگا اے سہل جو کچھ آپ نے دیکھا' کیا آپ اس پر یقین نہیں رکھتے۔ سہل کہتے ہیں میں نے کہا نہیں۔ اس نوجوان نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ دروازہ میں داخل ہو جاؤ۔ میں اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہی محل ہے اور وہی دروازہ ہے اور اسی طرح تولیہ بھی لٹکا ہوا ہے اور کھجور کا درخت اور وضو خانہ بھی ہے اور ہر چیز وہی تھی جو میں نے دیکھی تھی۔ میں نے اپنی آنکھ اچھی طرح مل کر کھول لی لیکن نہ تو وہاں وہ نوجوان ہے اور نہ ہی محل۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس عجیب وغریب حکایت کو اس کتاب میں نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری جماعت کے علاوہ بعض حضرات نے اولیاء کی کرامتوں سے انکار کیا ہے اور اس کی تاویل کرتے ہوئے کہا ہے کہ سہل کو بے ہوشی کی حالت میں کوئی اٹھا کر لے گیا تھا لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ یہ اللہ عزوجل کے لطف وکرم کا نتیجہ ہے اور اولیاء کی کرامات برحق ہیں۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ یافعی علیہ الرحمہ نے حضرت سہل علیہ الرحمہ کے بارے میں ایک روایت بیان کی ہے کہ امیر خراسان یعقوب بن لیث علیہ الرحمہ کسی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ تمام اطباء اس کے علاج کرنے میں ناکام رہے۔ پھر یعقوب بن لیث سے کہا گیا کہ آپ کی مملکت میں ایک نیک آدمی ہیں جنہیں سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ کہا جاتا ہے اگر آپ ان کو بلائیں تاکہ وہ آپ کے لئے دعا کریں تو ہمیں امید ہے کہ عافیت نصیب ہوگی سو یعقوب بن لیث علیہ الرحمہ نے حضرت سہل علیہ الرحمہ کو بلایا اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ تو حضرت سہل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ کے حق میں میری دعا کیسے قبول ہوگی حالانکہ آپ کا حال ہے کہ آپ ظالم ہیں۔ سو یعقوب نے توبہ کی اور آئندہ نہ ظلم کرنے اور اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اور مظلوم قیدیوں کو رہا کر دیا۔ تو حضرت سہل نے اس کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ جس طرح تو نے اس کو گناہ کی وجہ سے ذلیل کیا ہے اسی طرح اس فرمانبرداری کی وجہ سے عزت عطا فرما۔ سو اس کے بعد یعقوب بن لیث ٹھیک ہو گیا اور ایسا لگتا تھا وہ بیمار ہی نہیں۔ امیر خراسان نے حضرت سہل تستری علیہ الرحمہ کی خدمت میں بہت سا مال پیش کیا لیکن آپ نے مال لینے سے انکار کر دیا۔ جب سہل تستری علیہ الرحمہ واپس تشریف لائے تو راستہ میں لوگوں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ مال قبول فرما لیتے تو اس سے غریبوں کو فائدہ ہوتا۔ آپ نے سنگریزوں کو دیکھا تو وہ جواہرات میں تبدیل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا لے لو جس کا تم ارادہ رکھتے ہو۔ پھر فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی ہو اسے یعقوب بن لیث کے مال کی کیا ضرورت ہے۔

اسی قسم کی ایک روایت "قلب الاعیان" میں بھی ذکر ہے کہ جسے شیخ عیسیٰ ہتار نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ ایک فاحشہ عورت کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ میں عشاء کے بعد تیرے پاس آؤں گا۔ وہ عورت بہت خوش ہوئی اور اس نے بناؤ سنگھار کیا۔ جب عشاء کے بعد حضرت سہل علیہ الرحمہ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر گھر سے باہر نکلنے لگے تو اس عورت نے کہا کہ آپ واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت سہل علیہ الرحمہ نے فرمایا میں جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ سو آپ کے جانے کے بعد عورت کی حالت تبدیل ہو گئی اور اس نے برے کاموں کو چھوڑ دیا اور اس نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔ حضرت سہل

تستری علیہ الرحمہ نے اس عورت کا نکاح اپنے فقراء میں سے کسی فقیر کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ ولیمہ کا انتظام کرو اور سالن وغیرہ بازار سے خرید لیا جائے گا۔ سو آپ کے خدام نے ولیمہ کا کھانا تیار کر کے آپ کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ ولیمہ کے لئے سب فقراء کو بلاؤ لیکن شیخ کسی آنے والی چیز کا انتظار کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس ولیمہ کی خبر کسی امیر تک پہنچ گئی جو اس عورت کا دوست تھا۔ تو اس نے دو بوتلوں میں شراب بھر کر قاصد کے ذریعہ شیخ کی خدمت میں بھیج دی اور اس کا ارادہ شیخ کے ساتھ مذاق کرنے کا تھا۔ اس امیر نے اپنے قاصد کو حکم دیا کہ شیخ سے کہنا کہ شادی کی خبر سن کر مجھے خوشی ہوئی اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لئے سالن نہیں ہے۔ سو یہ سالن میری طرف سے قبول فرمائیے۔ جب قاصد شراب کی بوتلیں لے کر آیا۔ شیخ نے اس سے کہا کہ تم نے بہت دیر کر دی۔ پھر شیخ نے قاصد سے ایک بوتل لے کر خوب ہلائی اور پھر اس کو پیالوں میں نکالا تو وہ عمدہ قسم کا شہد تھا۔ پھر دوسری بوتل کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا تو اس میں سے خالص گھی نکلا۔ شیخ نے قاصد سے فرمایا کہ تم بھی بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ قاصد نے کھانا کھایا تو اس نے ایسا شہد اور گھی کھایا کہ اس نے اس طرح کا شہد اور گھی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ قاصد نے واپس جا کر اس کی خبر امیر کو دی تو امیر دعوت ولیمہ میں آیا۔ اور اس نے کھانا کھایا تو شیخ کی کرامت دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پس امیر نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لی۔

حکایت: شیخ ابوالغیث یمنی علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دن لکڑیاں لینے کے لئے جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ سو آپ لکڑیاں اکٹھی کر رہے تھے کہ ایک درندہ آیا اور اس نے آپ کے گدھے کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ سو شیخ نے فرمایا مجھے اپنے معبود کی عزت کی قسم میں تیری پیٹھ پر اپنی لکڑیاں لاد کر لے جاؤں گا۔ تو درندہ نے اپنی کمر جھکا دی۔ پس شیخ ابوالغیث علیہ الرحمہ درندہ کی پیٹھ پر لکڑیاں لاد کر شہر کی طرف چل دیئے۔ جب شہر پہنچ گئے تو لکڑیاں اتار کر درندہ کو واپس بھیج دیا۔ اس طرح یہ حکایت بھی ہے کہ شعوانہ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ اس نے اس کی اچھی تربیت کی۔ جب وہ بچہ بڑا ہوا تو اس نے کہا: اے میری ماں تو نے مجھے اللہ تعالیٰ سے مانگ کر لیا ہے تو مجھے اللہ کے راستہ میں ہبہ کر دے۔ اس نے جواب دیا اے میرے بیٹے بادشاہوں کے لئے نہیں ہبہ کیا جاتا مگر باادب اور متقی لوگوں کو اور میرے بیٹے تم تو ابھی نوعمر ہو اور تمہیں یہ بھی پتا نہیں کہ تم سے کیا کام لیا جائے گا سو بچہ والدہ کا جواب سن کر خاموش ہو گیا۔ ایک دن وہ بچہ پہاڑ کی طرف گیا تا کہ وہاں سے لکڑیاں چن سکے اور اس کے ساتھ ایک گدھا بھی تھا۔ اس نے گدھے کو کسی جگہ باندھ دیا اور خود لکڑیاں اکٹھی کرنے لگا۔ جب اس نے لکڑیاں جمع کر لیں تو وہ اپنے گدھے کے پاس آیا تو اس نے دیکھا کہ کسی درندہ نے اس کے گدھے کو چیر پھاڑ کر دیا ہے اس لڑکے نے درندہ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور کہنے لگا اے اللہ کے کتے تو نے میرے گدھے کو چیر پھاڑ دیا ہے۔ مجھے قسم ہے میرے آقا کی میں ضرور تجھ پر لکڑیاں لاد کر لے جاؤں گا جس طرح میں اپنے گدھے پر لادتا تھا۔ اس لڑکے نے درندے کی پیٹھ پر لکڑیاں لاد دیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو اس کی ماں نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ اس کا بیٹا درندے پر لکڑیاں لاد کر لایا ہے تو اس نے کہا: اے میرے بیٹے! اب تو بادشاہ کی خدمت کے قابل ہے تو میں تجھے اللہ کے راستے میں ہبہ کرتی ہوں۔ تب وہ لڑکا اپنی والدہ سے رخصت ہو کر چلا گیا۔

صاحب مناقب ابرار نے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن کرمان کا بادشاہ شکار کرنے کے لئے نکلا تو وہ شکار کی تلاش میں

جنگل میں بہت دور نکل گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان درندہ پر سوار ہے اور اس کے ارد گرد بہت سے درندے موجود ہیں۔ جب درندوں نے بادشاہ کو دیکھا تو اس پر حملہ کرنے کے لئے اس کی طرف لپکے۔ نوجوان نے درندوں کو روک لیا۔ اسی دوران ایک بڑھیا ہاتھ میں شربت کا پیالہ لئے ہوئے آئی۔ اس نے وہ پیالہ نوجوان کو دے دیا۔ نوجوان نے شربت پیا اور باقی شربت بادشاہ کو دے دیا۔ بادشاہ نے شربت پیا اور کہنے لگا کہ میں نے اتنا مزیدار اور میٹھا شربت کبھی نہیں پیا۔ پھر اس کے بعد بڑھیا غائب ہوگئی۔ نوجوان نے بادشاہ سے کہا کہ یہ بڑھیا اصل میں دنیا تھی جسے اللہ تعالیٰ نے میری خدمت کے لئے مقرر کیا تھا۔ جب کبھی مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ بڑھیا میرے دل میں خیال آتے ہی وہ چیز میرے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ بادشاہ بہت حیران ہوا۔ نوجوان نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کرتے وقت کیا حکم دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اے دنیا جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرے تو اسے اپنا خادم بنا لے۔ پھر اس نوجوان نے بادشاہ کو بہترین نصیحتیں کیں جو بادشاہ کی توبہ کا ذریعہ بن گئیں۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کی کتاب "احیاء العلوم" میں ذکر ہے کہ ابراہیم ارقی فرماتے ہیں میں نے ابوالخیر دیلمی التینانی سے ملنے کا ارادہ کیا' جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے سورۂ فاتحہ کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں پڑھا۔ میں نے اپنے دل ہی دل میں کہا کہ میرا سفر تو ضائع ہوگیا۔ جب صبح ہوئی تو میں استنجاء کے لئے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ ایک درندہ مجھ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ میں واپس آیا اور شیخ ابوالخیر سے کہا کہ ایک درندہ (یعنی شیر) مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ شیخ باہر آئے اور جلالی لہجے میں درندہ سے فرمایا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے مہمانوں کو تکلیف نہ دینا یہ بات سن کر درندہ (یعنی شیر) واپس چلا گیا۔ پس میں نے استنجاء کیا اور واپس آیا۔ تو شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تم ظاہری حالت کی اصلاح میں مشغول ہو اور درندہ سے ڈر جاتے ہو اور ہم باطن کی اصلاح میں مصروف ہیں۔ سو شیر ہم سے ڈرتا رہتا ہے۔ ہمارے شیخ علامہ جلال الدین بن عبداللہ بن اسد الیافعی علیہ الرحمہ نے خوب کیا اشعار لکھے ہیں۔

هم الاسد ما الاسد الا سود تها بهم	وما النمر ما اظفار فهد ونابه
وما الرمى بالنشاب ما الطعن بالقنا	وما الضرب بالماضى الكمى ماذ بابه
لهم همم للقاطعات قواطع	لهم قلب اعيان المراد انقلابه
لهم كل شيء طائع ومسخر	فلا قط يعصيهم بال الطوع دابه
من الله خافوا لا سواه فخافهم	سواه جمادات الورى ودوابه
لقد شمروا فى نيل كل عزيزة	ومكرمة مما يطول حسابه
الى أن جنوا ثمر الهوى بعد ما جنى	عليهم وصار الحب عذبا عذابه

"وہ شیر ہیں وہ کیا ہیں شیر وہ ہیں جو شیروں کو ڈرتے ہیں۔ اور چیتا کیا ہے اور چیتے کے ناخن اور کچلیاں کیا ہیں"۔

"اور کیا ہے تیراندازی اور کمانوں سے تیر چلانا کیا ہے اور تلوار کی نوک سے قتل وقتال کیا ہے"۔

''ممدوح کی ہمتیں کیا ہیں' ان کی ہمتیں پہاڑوں کو توڑنے والی اوران کے دل انقلاب کا مرکز ہیں''۔

''وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے سوااللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام جمادات وچوپائے وغیرہ ان سے خائف رہتے ہیں''۔

''اصل میں وہ ہرقسم کی بزرگی حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کررہے ہیں جن کا حساب کرنا بہت طویل ہے''۔

انہوں نے اپنی تمناؤں کے تمام پھل حاصل کرلئے اوران کے لئے ہرخواہش آب شیریں بن گئی۔

''الخبر'' میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے داؤد تو مجھ سے اس طرح ڈرتا ہے جس طرح چیرپھاڑ والے درندے سے ڈرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو میرے اوصاف مخوفہ یعنی عزت' عظمت' کبریائی' جبروت' قہر' شدت' بطش اور نفوذ الامر میں اس طرح ڈرتا رہ جس طرح چیرپھاڑ کرنے والے درندہ کی شدت بدن' چہرے کی دہشت' دانتوں کی گرفت' جرأت' قلب اور غصہ کی شدت سے ڈرتا ہے۔علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اے میرے بھائی اللہ سے ڈر جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اوراس کے سوا کسی اور سے نہ ڈر۔جو اللہ عزوجل سے ڈرا جس طرح کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تو اس سے ہرچیز ڈرتی رہتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے جس طرح اس کی اطاعت کا حق ہے تو ہرچیز اس کی فرمانبردار ہوجاتی ہے۔

حکم: درندے کا شرعی حکم ''الھمزۃ'' کے باب میں بیان کردیا گیا ہے۔درندے پرسواری کرنا مکروہ ہے کیونکہ حضور اکرم' نورمجسم' شفیع معظم' شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے درندے پرسواری کرنے سے منع کیا ہے اور جن درندوں سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہ ہو ان کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں اور جن درندوں سے فائدہ حاصل ہوتا ہو ان کی خرید وفروخت جائز ہے۔ جس طرح بندر' ہاتھی وغیرہ۔

السبنتی والسبندی

''السبنتی والسبندی'' اس کا مطلب چیتا ہے۔اس کی مؤنث کے لئے ''سبنداۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جنات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین دن پہلے نوحہ کرتے ہوئے سنے گئے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ابعد قتیل بالمدینۃ اظلمت	لہ الارض تھتز العضاہ باسوق
جزی اللہ خیرا من اماو بارکت	ید اللہ فی ذاک الادیم الممزق
فمن یسع او یرکب جناحی نعامۃ	لیدرک ما قدمت بالامس یسبق
قضیت امورًا ثم غادرت بعدھا	بوائق فی اکمامھا لم تفتق
وما کنت اخشی ان تکون وفاتہ	بکفی سبنتی ازرق العین مطرق

''کیا اس شخص (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے بعد جسے مدینہ منورہ میں قتل کیا گیا اور جس کے لئے تمام زمین

تاریک ہوگئی بڑے بڑے درخت تنوں پر لہلہانے لگے''۔

''اللہ عزوجل امیر المومنین کو بہترین جزادے اوران کے جسم کی کھال کو بھی جو خنجر سے پار ہوگئی''۔

''جو شخص دوڑتا ہوا چلے یا شتر مرغ کے بازوؤں پر سوار ہو کر چلے تا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعمال جو انہوں نے ماضی میں کئے کو حاصل کرلے تو وہ یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پیچھے رہ جائے گا''۔

''آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں بڑے بڑے کاموں کا فیصلہ کیا۔ان کے بعدان کے غلاموں میں ایسے مصائب چھوڑ دیئے جواب تک ظاہر نہیں ہوئے''۔

''اور مجھے اس بات کا ڈر نہیں تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب ایک ظالم نیچی نگاہ والا چیتا (یعنی ابولولو) ہوگا''۔

السبیطر

''السبیطر ''سین اور باء پر زبر اور اس کے بعد طاء مہملہ اور ان دونوں کے درمیان ہاء ہے اور اس کے بعد راء مہملہ ہے۔ یہ ''العمثیل'' کے وزن پر ہے۔ یہ ایک ایسا پرندہ ہے جس کی گردن بہت زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ یہ پرندہ ہمیشہ پانی کے اوپر دکھتا ہے۔ جوہری اور ابن اثیر کے نزدیک اس پرندے کا لقب ابوالعیز اراتی ہے۔ ''الحکم'' میں ذکر ہے کہ ''الکرکی'' بڑی بطخ کی کنیت بھی ''ابوالعیز ار'' آتی ہے۔ اس پرندے کا تفصیلی ذکر عنقریب ''باب العین'' میں ''العمثیل'' کے تحت آئے گا۔

اسحلة

''اسحلة'' اس کا مطلب خرگوش کا وہ چھوٹا بچہ ہے جو اپنی ماں سے جدا ہو کر چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

السحلية

''السحلية'' اس کا مطلب چھپکلی ہے۔ ابن صلاح نے کہا ہے کہ یہ چھپکلی سے بڑا جانور ہے۔ کتاب الروضۃ میں ذکر ہے کہ ''السحلية'' چھپکلی کی ایک قسم کو کہا جاتا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔ ابن تقیبہ اور صاحب الکفایہ نے کہا ہے کہ چھپکلی کو ''العفر فوط'' بھی کہا جاتا ہے۔ جاحظ نے ذکر کیا ہے کہ ''العنفر فوط'' قیس کی لغت میں ''الفطالتیہ'' چھپکلی کو کہا جاتا ہے۔

السحا

''السحا'' اس کا مطلب چمگادڑ ہے۔ نفر بن شمیل نے کہا ہے کہ اس کے واحد کے لئے ''السحاۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

سحنون

''سحنون'' یہ ایک ایسا پرندہ ہے جو بہت ذہین ہوتا ہے۔ اہل مغرب میں پرندے کو اس کی ذہانت اور چالاکی کی وجہ سے ''سحنون'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی لئے سحنون بن سعید تنوخی قیروانی کا بھی یہی لقب پڑ گیا حالانکہ ان کا نام عبدالسلام تھا اور یہ ابن قاسم جو ''المدونۃ'' کے مصنف ہیں کے شاگرد ہیں۔ ان کا انتقال رجب کے مہینے میں 240ھ میں ہوا۔ نیز ان کی

ولادت رمضان المبارک 160ھ کو ہوئی۔

السخلة

اس کا مطلب بکری کا بچہ ہے خواہ وہ بکری سے ہو یا مینڈے سے۔ چاہے مذکر ہو یا مؤنث اس کے لئے "السخلة" اور سخال کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ شاعر نے کہا کہ

فللموت تغذو الوالدات سخالها ۔۔۔ کما لخراب الدور تبنی المساکن

"موت کے لئے ہی مائیں (یعنی بکریاں) اپنے بچوں کو غذا دیتی ہیں جس طرح گردش زمانہ سے ویران ہونے کے لئے مکانات تعمیر کئے جاتے ہیں"۔

یہ شعر بھی اسی شاعر کا ہے:

اموالنا لذوی المیراث نجمعها ۔۔۔ و دورنا لخراب الدهر نبنیها

"ہمارے مال ہمارے وارثوں کے لئے ہیں ہم نے انہی کے لئے جمع کیا ہے اور ہمارے مکانات گردش زمانہ سے خراب ہونے کے لئے ہیں۔ ہم نے اسی مقصد کے لئے ان کو بنایا ہے"۔

فان یکن الموت افناهم ۔۔۔ فللموت ما تلد الوالدة

"موت ان کو فنا کر دیتی ہے لیکن والدہ موت کے لئے ہی بچے کو جنم دیتی ہے"۔

فائدہ: ابوزید فرماتے ہیں: بکری کے بچے کو جب وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث "سخلة" کہا جاتا ہے۔ جب تھوڑا بڑا ہوتا ہے تو اس کو "بہمة" کہا جاتا ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ جب اس بچے کی عمر چار ماہ ہو جاتی ہے اور یہ اپنی ماں کا دودھ بھی نہیں پیتا تو پھر اس کے لئے "جفر" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کی جمع "جفاذ" آتی ہے اور مؤنث کے لئے "جفرة" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جب یہ بکری کا بچہ چرنے لگ جاتا ہے اور جسامت میں قوی ہو جاتا ہے تو اس کو "عریض" اور "عتوذ" کہا جاتا ہے جس کی جمع "عرضان" اور "عتدان" آتی ہے۔ اسی طرح نر کے لئے "جدی" اور مادہ کے لئے "عناق" کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ نیز بکری کے بچے کے لئے یہ نام اس وقت تک استعمال ہوتے ہیں جب تک اس کی عمر ایک سال نہ ہو جائے۔ جب بکری کے بچے کی عمر دو سال ہو جاتی ہے تو اس کے مذکر کے لئے "جذع" اور مؤنث کے لئے "جذعة" کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

السخلة کا حدیث میں تذکرہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اکیلے بکری کے بچے کے پاس سے گزرے جس کو خارش تھی اور اس کے مالک نے اسے گھر سے نکال دیا تھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ بکری کا بچہ جس قدر اپنے مالک کی نظر میں حقیر ہے اس سے بھی زیادہ اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا حقیر ہے۔

(ترمذی شریف، کتاب الزهد، رقم الحدیث 2243، ابن ماجہ شریف، کتاب الزهد، رقم الحدیث 4111، مسند امام احمد، رقم الحدیث 230)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے تو وہاں ایک بکری کا مردہ بچہ پڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے مالک کو اس کی حاجت نہیں ہے سو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر اس کے مالک کو اس کی ضرورت ہوتی تو وہ اس کو کیوں پھینکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم دنیا اس بکری کے بچہ سے جو اپنے مالک کی نظر میں حقیر ہے سے بھی زیادہ اللہ کی نظر میں حقیر ہے۔ تم دنیا سے محبت نہ رکھنا اور جو دنیا سے محبت رکھے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

(رواہ البزار فی مسندہ)

سیرۃ ابن ہشام میں ذکر ہے کہ حضور اکرم، شفیع روز محشر، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ بدر کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ روانہ ہوئے تو ان کی ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس اعرابی سے مشرکین کے بارے میں سوال کیا لیکن ان کے بارے میں اسے کچھ بھی پتا نہیں تھا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس اعرابی کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو اس نے کہا کیا تمہارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا ہاں، تب اس نے حضور اکرم، صاحب کائنات، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا پھر کہا کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو مجھے بتائیے کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے۔ سلمہ بن سلامۃ بن وقش جو اس وقت لڑکے تھے، اعرابی سے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سوال نہ کر بلکہ میرے سامنے آ میں تجھے اس کی خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں سخلۃ (بچہ) ہے سو رسول اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن سلامۃ سے فرمایا چپ رہو تم نے اس آدمی کے سامنے فحش بات کی ہے پھر اس کے بعد نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن سلامۃ سے چہرہ انور پھیر لیا۔

فقہی مسائل: اگر بکری کے بچہ کی پرورش کتیا کے دودھ سے ہوئی تو وہ شرعی اعتبار سے "جلالہ" جانوروں کی طرح ہے۔ اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے لیکن اس کے بارے میں قول یہ ہے کہ اس کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے۔ صاحب "الشرح الکبیر" اور "الروضۃ" اور المنہاج کے مصنف نے بھی یہ قول اختیار کیا ہے۔ نیز الرویانی اور عراق والوں کا بھی اسی پر عمل ہے۔ ابو اسحٰق مروزی نے کہا ہے کہ (بکری کا وہ بچہ جس کی پرورش کتیا کے دودھ سے ہوئی ہو) اس کا گوشت کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ حضرت امام غزالی، امام بغوی اور امام رافعی علیہم الرحمہ کا بھی یہ قول ہے۔ علامہ دمیری فرماتے ہیں جلالہ جانوروں کا مطلب وہ جانور ہے جن کی غذا نجاست وغیرہ ہو اور وہ گندگی وغیرہ کے ڈھیر پر پھرتے رہتے ہوں، چاہے وہ اونٹ ہو، بیل ہو، گائے ہو، بکری ہو یا مرغی وغیرہ ہو۔ اصل میں جلالہ جانوروں کا شرعی حکم "باب الدال" میں "الدجاج" کے تحت بیان ہو چکا ہے کہ نبی کریم، شہنشاہ ابرار، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرغی کھانے کا ارادہ فرماتے تو اسے کچھ دن روک کر اس کی حفاظت فرماتے پھر اس کے بعد اس کا گوشت استعمال فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول اکرم، شاہ مدینہ، صاحب قرآن، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ (نجاست کھانے والے) جانوروں کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا، یہاں تک کہ اس کو

کچھ دن روک کر اس کی حفاظت کی جائے۔ (رواہ الدار قطنی والحاکم والبیہقی)

امام حاکم علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے لیکن حضرت امام بیہقی کے نزدیک اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ کتنی مقدار نجاست کے استعمال سے جانور جلالہ کے حکم میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی جانور کی اکثر خوراک پاک چیزیں ہیں تو وہ جلالہ کے حکم میں شامل نہیں ہوتا۔ بعض فقہاء کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں میں سے کسی جانور کا اکثر چارہ ودانہ گندگی ہے تو وہ جلالہ کے حکم میں شامل ہوگا ورنہ نہیں لیکن صحیح بات یہی ہے کہ جانور کو جلالہ کے حکم میں شامل کرنا اس کی غذا میں گندگی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے گوشت میں پائی جانے والے گندگی کی بو کی وجہ سے ہوگا۔ اگر اس کے گوشت میں گندگی کی بو محسوس ہو تو وہ جلالہ کے حکم میں داخل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جانور جس کے گوشت کے اکثر حصہ میں گندگی کی بو محسوس ہو تو وہ جلالہ کے حکم میں شامل ہوگا۔ اور اگر اس کے گوشت کے معمولی حصہ میں بو محسوس ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اہلِ علم کے نزدیک اگر اونٹ' گائے' بیل وغیرہ جلالہ جانور ہو تو ان کو چالیس دن تک پاکیزہ چارہ کھلایا جائے گا تب یہ جانور جلالہ کے حکم سے خارج ہوں گے اور بکری کو سات اور مرغی کو تین دن پاکیزہ چیز کھلائی جائے گی تو یہ جلالہ کے حکم سے خارج ہو جائیں گے۔ اسی طرح اہل علم کے نزدیک جب تک جانور کے گوشت سے نجاست کی بو ختم نہ ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر جانور کے گوشت سے بو ختم ہو جائے تو اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے ورنہ جلالہ جانور کا نہ تو گوشت استعمال کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی دودھ انڈا وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے نیز جلالہ جانور پر سواری کرنا بھی مکروہ ہے۔ اہل علم کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جلالہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جائے گی۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صحیح بات یہی ہے کہ جلالہ جانور کی کھال کا حکم شرعی بھی گوشت کی طرح ہے کہ اس کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوئی۔

السرحانی

''السرحانی'' اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''سراح اور سراحین'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اس کی مؤنث ''سرحانۃ'' آتی ہے۔

ھذیل کی لغت میں ''السرحانی'' شیر کو کہا جاتا ہے۔ ابوالمثلم نے کہا ہے:

ھباط أودیة حمال الویة　　　شھاد أندیة سرحان فتیان

''وادیوں کا بہادر' جھنڈوں کا اٹھانے والا' مجالس میں شریک ہونے والا' نوجوان کا شیر''۔

علامہ سیبویہ فرماتے ہیں: ''سرحان'' میں نون زیادہ ہے اور سرحان فعلان کے وزن پر ہے۔ اس کی جمع سراحین آتی ہے۔

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کی مؤنث سرحانۃ آتی ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے کسی چرواہے کی حکایت

بیان کی ہے کہ وہ اپنی بکریوں کے ساتھ ایک وادی میں پہنچا۔ تو ایک بھیڑیے نے اس کی ایک بکری اٹھالی۔ وہ چرواہا کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا "یاعامر الوادی" تو اس چرواہے نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا کہ اے بھیڑیے اس کی بکری واپس کردے۔ بھیڑیا اس کی بکری لے کر آیا اور اس کے پاس چھوڑ کر چلا گیا۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (یعنی وہ بھیڑیے کی رات کی خوراک بن گئی) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس مثال کی اصل یہ ہے کہ ایک آدمی رات کا کھانا مانگنے کے لئے باہر نکلا تو وہ کسی بھیڑیے کے پاس گر پڑا۔ بھیڑیے نے اس آدمی کو چیر پھاڑ کر کھالیا۔

حضرت اصمعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس مثال کی اصل یہ ہے کہ چوپایہ رات کے وقت خوراک کی تلاش میں نکلا تو راستہ میں اس کی ملاقات بھیڑیے سے ہوئی۔ بھیڑیے نے اسے کھالیا۔ ابن اعرابی نے کہا ہے کہ اس مثال کی اصل یہ ہے کہ ایک آدمی جسے "سرحان" کہا جاتا تھا' پہلوان تھا۔ لوگ اس سے ڈرتے تھے۔ ایک دن کسی آدمی نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور اس وادی میں اپنے اونٹ چراؤں گا اور میں سرحان بن ھزلہ سے نہیں ڈرتا۔ سرحان کو اس بات کا پتا چل گیا۔ اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے اونٹ پکڑ لئے اور کہنے لگا:

ابلغ نصیحة ان راعی ابلها	سقط العشاء به علی سرحان
سقط العشاء به علی متنمر	طلق الیدین معاود لطعان

"تو نصیحت سے یہ بات پہنچادے کہ اونٹوں کا چراوہا "سرحان" کی رات کی خوراک بن گیا ہے"۔

"وہ ایسے آدمی کی خوراک بن گیا ہے جو چیتے کی طرح (یعنی بہادر) تھا' جواں مرد اور طعان کا لوٹانے والا تھا"۔

یہ مثال کسی ایسی حاجت کو طلب کرتے وقت بولی جاتی ہے جو حاجت کو طلب کرنے والے کی موت کا باعث بن جائے"۔

السرطان

"السرطان" ایک معروف جانور کیکڑا ہے۔ اسے عقرب الماء پانی کا بچھو بھی کہتے ہیں۔ اس کا لقب "ابوبحر" ہے اور یہ حیوان پانی میں پیدا ہوتا ہے لیکن یہ خشکی میں بھی زندگی گزار سکتا ہے۔ یہ بہت اچھے طریقے سے چلنے کی طاقت رکھتا ہے اور بہت تیز دوڑتا ہے۔ اس جانور کے دو تالو ہوتے ہیں۔ اس کے پنجے اور ناخن بہت تیز ہوتے ہیں۔ اس حیوان کے دانت بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کی کمر بہت سخت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ناواقف شخص اس کو دیکھے تو اسے محسوس ہوگا کہ اس کا نہ سر ہے نہ دم۔ اس کی آنکھیں اس کے کندھوں میں اور اس کا منہ اس کے سینہ میں ہوتا ہے۔ اس کے تالو دونوں طرف سے چرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس جانور کے آٹھ پاؤں ہوتے ہیں اور یہ ایک طرف سے چلتا ہے اور چلتے ہوئے پانی اور ہوا کو چیرتا ہے۔ یہ جانور سال میں چھ مرتبہ اپنی کھال بدلتا ہے اور یہ اپنے سوراخ (رہنے کی جگہ) میں دو دروازے بناتا ہے۔ ایک دروازہ پانی کی طرف اور دوسرا دروازہ خشکی کی طرف۔ جب یہ حیوان اپنی جگہ بدلنے کے لئے اترتا ہے تو پانی کے درندوں کے ڈر سے پانی کی طرف والا دروازہ بند کر دیتا ہے اور خشکی کی طرف کا دروازہ کھول دیتا ہے تاکہ اسے ہوا پہنچتی رہے اور اس کے بدن کی رطوبت خشک ہو جائے اور

اس میں سختی آ جائے۔ جب اس کے بدن میں سختی آ جاتی ہے تو یہ اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے پانی کی طرف کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ارسطاطالیس نے ''النعوت'' میں لکھا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کسی گڑھے میں سرطان (کیکڑا) مردہ حالت میں پڑا ہوا ملے تو جس بستی یا زمین میں وہ کیکڑا اس حالت میں ہے وہاں کے لوگ آسمانی آفتوں سے محفوظ رہیں گے۔ جب ''سرطان'' مطلب (کیکڑے) کو کسی پھلدار درخت پر لٹکا دیا جائے تو اس درخت پر پھلوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ شاعر نے ''سرطان'' کے اسی وصف کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ

فی سرطان البحر اعجوبة ظاهرة للخلق لا تخفی
مستضعف المشية لكنه ابطش من جاراته كفا
يسفر للناظر عن جملة متی مشی قدرها نصفا

''بحری کیکڑے میں ایک عجیب و غریب خاصیت ہے جو مخلوق پر ظاہر ہے پوشیدہ نہیں ہے''۔

''اس کی چال کمزور ہے لیکن اس کے پنجوں میں پکڑنے کی قوت دوسرے سمندری جانوروں سے زیادہ ہے''۔

''وہ دیکھنے والوں کو جب وہ اسے دیکھتے ہیں پورا نظر آتا ہے لیکن جب وہ چلتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ آدھا ہے''۔

کہا جاتا ہے کہ بحر چین میں بہت زیادہ کیکڑے ہوتے ہیں۔ جب وہ پانی سے خشکی کی طرف آتے ہیں تو پتھروں میں چھپ جاتے ہیں۔ اطباء ان کیکڑوں کو پکڑ لیتے ہیں اور ان سے سرمہ تیار کرتے ہیں جو آنکھوں کی روشنی میں اضافہ کرتا ہے۔ سرطان (کیکڑا) نر اور مادہ کی جفتی سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ ''صدف'' (سیپ) سے نکلتا ہے۔ ''کتاب الحلیۃ'' میں ابوالخیر دیلمی سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں ایک دن ''خیر النساج'' کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ مجھے ایک بہترین رومال تیار کر دو۔ عورت نے ''خیر النساج'' سے پوچھا کہ رومال کی قیمت کیا ہو گی؟ ''خیر النساج'' نے اس عورت سے کہا اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ میں انشاء اللہ کل دو درہم اور کپڑا وغیرہ لے کر حاضر ہوں گی۔ ''خیر النساج'' نے فرمایا کہ جب تم میری طرف آؤ اور تم مجھے نہ پاؤ تو تم کپڑا اور درہم دونوں دریائے دجلہ میں پھینک دینا۔ یہ دونوں چیزیں انشاء اللہ مل جائیں گی۔

ابوالخیر نے کہا وہ عورت دوسرے دن آئی اور خیر النساج کو غائب پایا۔ وہ اس کے انتظار کے لئے کچھ دیر بیٹھی رہی۔ پھر اس کے بعد کھڑی ہو گئی اور کپڑا اور درہم دریائے دجلہ میں ڈال دیا۔ اسی وقت ایک کیکڑا اس کپڑے کے ساتھ چمٹ گیا اور کپڑے کو لے کر پانی میں غائب ہو گیا پھر کچھ دیر بعد خیر النساج آئے اور انہوں نے اپنی دکان کھولی اور وضو کرنے کے لئے دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ تو ایک کیکڑا پانی سے نکلا اور شیخ کی طرف چلنے لگا اور اس کی پیٹھ پر کپڑا تھا۔ جب وہ کیکڑا شیخ کے قریب ہوا تو شیخ نے کیکڑے کی پیٹھ سے کپڑا اٹھا لیا اور کیکڑا اپنے راستے کی طرف چل دیا۔ ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں نے شیخ سے کہا کہ میں نے اس طرح کا منظر دیکھا ہے تو شیخ نے فرمایا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ تم میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی کے سامنے بیان نہ کرنا۔ ابوالخیر کہتے ہیں کہ میں نے شیخ سے کہا کہ انشاء اللہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

حکم: سرطان کا کھانا حرام ہے۔ حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ کیکڑے کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے کھانے سے نقصان ہوتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کیکڑا حلال ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا یہی مذہب ہے۔

خواص: کیکڑے کا کھانا کمر درد کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ نیز کیکڑے کے کھانے سے کمر مضبوط ہوتی ہے۔ ''النعوت'' میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی کیکڑے کا سر اپنے جسم پر لٹکائے تو اگر چاند میں حرارت ہوئی تو اس شخص کو نیند نہیں آئے گی۔ اگر چاند میں حرارت نہ ہوئی تو اس شخص کو نیند آ جائے گی۔ اگر کیکڑے کو جلا کر اس کی راکھ مل دی جائے تو بواسیر ختم ہو جائے گی۔ اگر کیکڑے کی ٹانگ کسی پھل دار درخت پر لٹکا دی جائے تو اس کے پھل بغیر کسی علت کے ساقط (یعنی جھڑ) جائیں گے۔ کیکڑے کا گوشت سل کے مرض میں مبتلا مریض کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر کیکڑے کو تیر سے لگے ہوئے زخموں پر رکھ دیا جائے تو تیر کی نوک وغیرہ کو زخم سے نکال دیتا ہے نیز کیکڑے کو اگر سانپ اور بچھو کے کاٹے پر رکھ دیا جائے تو بے حد نفع بخش ہے۔

تعبیر: کیکڑے کو خواب میں دیکھنا بے ہمت، مکار اور فریبی شخص پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ کیکڑے کا گوشت کھا رہا ہے تو خواب میں دیکھنے والے کو کسی دور دراز علاقے سے مال حاصل ہوگا۔ جاماسب نے کہا ہے کہ خواب میں کیکڑے کے گوشت کو دیکھنا مال حرام کا ثبوت ہے۔ واللہ اعلم

السرعوب

''السرعوب'' اس کا مطلب نیولا ہے اور اسے نمس بھی کہا جاتا ہے۔

السرفوت

''السرفوت'' اس کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے جو شیشے کے اندر اپنا گھونسلا بناتا ہے اور اس میں انڈے بچے دیتا ہے۔ یہ اپنا گھر کسی ایسی جگہ بناتا ہے جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہو۔ ابن خلکان نے یعقوب بن صابر منجنیقی کے حالات زندگی میں اس پرندے کے بارے میں ایسا ہی لکھا ہے۔

السرفة

ابن سکیت نے کہا ہے کہ یہ ایک کالے سر والا کیڑا ہے جس کا باقی سارا جسم سرخ ہوتا ہے۔ یہ کیڑا اپنا گھر مربع شکل کا بناتا ہے۔ یہ اپنا گھر بنانے کے لئے باریک باریک لکڑیاں لے کر انہیں اپنے لعاب سے جوڑتا ہے پھر اس کے بعد لکڑیوں کے بنائے ہوئے گھر میں داخل ہوتا ہے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ''السرفة'' کا ذکر: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی سے فرمایا تم منیٰ میں جاؤ تو وہاں فلاں جگہ جانا سو تم وہاں ایک درخت پاؤ گے جس کے پتے کبھی نہیں جھڑتے اور نہ ہی اسے ٹڈی اور سرفہ وغیرہ نقصان دیتے ہیں اور نہ ہی اس کو اونٹ چھوتے ہیں، اصل میں اس درخت کے نیچے ستر انبیاء علیہم السلام قیام فرما چکے ہیں۔ تم بھی اس درخت کے

نیچے ضرور قیام کرنا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''لم تعیل'' کا مطلب ہے کہ اس درخت کے پتے نہیں جھڑتے اور ''لم تجرد'' کا مطلب ہے کہ اس درخت کو ٹڈی وغیرہ نقصان نہیں دیتی اور ''لم تسرف'' کا مطلب ہے ''السرفۃ'' کیڑا بھی اس کو نہیں چھوتا۔ ''ولم تسرح'' کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ' بکریاں وغیرہ بھی اس درخت کے پتوں کو نہیں چھوتے یعنی اپنی خوراک نہیں بناتے۔

حکم: اس کیڑے کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ حشرات میں سے ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں ''اصنع من سرفة'' (وہ سرفہ کیڑے سے بھی زیادہ کاریگر ہے) اس کا ذکر ''باب الھمزہ'' میں ہو چکا ہے۔

السرمان

''السرمان'' اس کا مطلب بھڑ کی ایک قسم ہے جو زرد اور سیاہ رنگ کی ہوتی ہے۔

السروة

''السروة'' اس کا مطلب مادہ ٹڈی ہے۔

السرماح

''السرماح'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب نر ٹڈی ہے۔

السعدانة

''السعدانة'' کا مطلب کبوتری ہے۔

السعلاة

''السعلاۃ'' اس کا مطلب غول بیابانی کی سب سے بری قسم ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ یہ کبھی لمبی ہو جاتی ہے اور کبھی چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اس کی جمع کے لئے اسعالی کا لفظ آتا ہے چنانچہ جب عورت خبیثہ ہو جاتی ہے تو اہل عرب اس کے لئے ''سعلاۃ'' کا استعمال کرتے ہیں۔ مطلب عورت خبیثہ ہوگئی۔ شاعر نے کہا ہے کہ

لقت رأیت عجبا مذ امسا   عجائزا مثل السعالی خمسا

یاکلن ما اصنع همساهمسا   لا ترك الله لهن ضرسا

''حقیقت میں میں نے شام کے وقت عجیب وغریب منظر دیکھا کہ پانچ عورتیں بوڑھی ہیں اور ان کی شکل چڑیلوں کی طرح ہے''۔

''وہ چپکے چپکے کھاتی رہیں جو کچھ میں نے پکایا تھا اللہ تعالیٰ ان کی داڑھ اور دانت باقی نہ رکھے''۔

ابوعمر نے کہا ہے کہ

یــا قبــح اللہ بــنــی الســعــلا ۃ　　　　عــمــرو بــن یــربــوع شــرار النــات

''اے اللہ بنوسعلا ۃ کے ساتھ سخت معاملہ فرما کیونکہ عمرو بن یربوع شریر ترین آدمی ہے''۔

لیسو اعفاء ولا اکیات　　''نہ اسے تو معاف کرنا اور نہ ہی اسے چھوڑ دینا''۔

جاحظ کہتے ہیں کہ عمرو یربوع انسان اور سعلاۃ (غول بیابانی) کی صحبت (جفتی) سے پیدا ہوا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمرو بن یربوع ملائکہ اور بنوآدم کی لڑکیوں کی باہمی صحبت سے پیدا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ فرشتوں میں سے کسی فرشتہ نے جب آسمان میں اپنے رب کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل تبدیل کر کے اسے انسانی شکل میں زمین پر اتار دیا۔ جس طرح ہاروت و ماروت کو زمین پر اتارا گیا تھا۔ بعض فرشتوں کا تعلق بنوآدم کی بیٹیوں سے ہو گیا تو اس سے قبیلہ جرہم پیدا ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ بنی جرہم بلقیس ملکہ سباء اور ذوالقرنین کے باہمی تعلق سے پیدا ہوئے ہیں۔ ذوالقرنین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی ماں انسان تھی لیکن اس کا باپ فرشتہ تھا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حق ہے کہ ملائکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ اور دوسرے اہلِ علم کا بھی یہی قول ہے۔ لوگوں کا قبیلہ جرہم کے بارے میں خیال ہے کہ وہ بنوآدم کی بیٹیوں اور فرشتوں کے ملاپ سے پیدا ہوا اور ملکہ بلقیس اور ذوالقرنین کے بارے میں لوگوں کے خیالات محض وہم ہیں اور وہ شرعی طور پر منع ہیں اور اسی طرح ہاروت و ماروت کے قصہ سے اس پر استدلال کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ہاروت اور ماروت جادوگر تھے جو بابل میں رہتے تھے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہاروت و ماروت دو بے دین آدمی تھے جو لوگوں کے فیصلے کرتے تھے اور انہیں جادو کی تعلیم دیتے تھے اور وہ دونوں فرشتے نہیں تھے کیونکہ فرشتے جادو کی تعلیم نہیں دیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی اس آیت ''وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ'' میں لفظ ملکین کو لال کے کسرہ کے ساتھ ملکین پڑھا ہے۔ عنقریب انشاء اللہ ہاروت و ماروت کے بارے میں تفصیلی گفتگو کاف کے باب میں ''الکلب'' کے تحت آئے گی۔

اصل میں ذوالقرنین کے نام و نسب کے بارے میں اختلاف ہے۔ صاحب ابتلاء الاخیار نے فرمایا ہے کہ ذوالقرنین کا نام اسکندر تھا اور اس کا باپ اپنے دور میں علم نجوم کا ماہر تھا اور فلکی اثرات میں اس قدر ماہر تھا کہ اس وقت اس کے مدمقابل اور کوئی بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لمبی عمر عطا فرمائی تھی۔ ایک رات ذوالقرنین کے والد نے اپنی بیوی سے کہا کہ بیداری کی وجہ سے میری حالت خراب ہو رہی ہے۔ تو میں کچھ وقت کے لئے آرام کرتا ہوں۔ تم بیدار رہنا اور آسمان کی طرف دیکھتی رہنا۔ جب تو فلاں جگہ (ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا) ستارہ کو طلوع ہوتے دیکھے تو مجھے جگا دینا یہاں تک کہ میں تیرے ساتھ وطی کروں گا جس سے تم حاملہ ہو جاؤ گی اور تمہارے پیٹ سے ایسا لڑکا پیدا ہو گا جو آخری زمانہ تک زندہ رہے گا۔ اس عورت کی بہن یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ ذوالقرنین کے والد یہ بات سمجھا کر سو گئے۔ سکندر کے والد کی بیوی کی بہن ستارہ کے طلوع ہونے کا

انتظار کرنے لگی۔ جب ستارہ نکلا تو اس نے اپنے شوہر کو سارا قصہ سنایا۔ اس کے شوہر نے اس کے ساتھ وطی کی جس سے حمل ٹھہر گیا۔ مدت حمل گزرنے کے بعد اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خضر رکھ دیا گیا۔ جب ابوالاسکندر بیدار ہوا تو اس نے دیکھا ستارہ اپنی جگہ سے ہٹ چکا ہے تو اس نے اپنی بیوی سے کہا تو نے مجھے کیوں نہیں جگایا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم مجھے وطی کے لئے جگاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی تھی سو ابوالاسکندر نے اس سے کہا کہ میں چالیس سال سے اس ستارہ کے انتظار میں تھا۔ اللہ کی قسم تم نے میری عمر بھر کی محنت ضائع کر دی۔ ایک گھڑی کے بعد ایک دوسرا ستارہ طلوع ہوگا اور میں تیرے ساتھ وطی کروں گا تو اس حمل سے ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو سورج کے دونوں قرنوں کا مالک ہوگا سو ایسا ہی ہوا۔ اس حمل سے سکندر ذوالقرنین کی پیدائش ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ ان کی خالہ کے پیٹ میں حضرت خضر علیہ السلام کی پیدائی ہوئے۔

حضرت ابن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ذوالقرنین ایک رومی آدمی تھا۔ وہ ایک بڑھیا کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کا نام اسکندر تھا۔ وہ بہت نیک آدمی تھا' جب وہ جوان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ذوالقرنین میں تجھے زمین کی مختلف اقوام کی طرف بھیجوں گا سو ذوالقرنین نے عرض کیا الٰہی میں اس بڑے کام کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی میرے پاس مادی قوت ہے کہ میں ان کا مقابلہ کر سکوں اور نہ ہی میرے پاس صبر کی قوت ہے کہ میں ان کے ظلم پر صبر کر سکوں اور نہ ہی قوت گویائی ہے کہ ان سے کلام کروں اور نہ ہی میں ان کی زبان سے واقف ہوں کہ ان کی گفتگو سمجھ سکوں اور نہ ہی میرے پاس دلیل و حجت ہے کہ میں ان سے بحث کر سکوں اور نہ ہی میرے پاس عقل ہے کہ میں ان پر غلبہ پا سکوں اور نہ ہی میرے پاس دل اور حکمت ہے کہ میں ان کے امور کی تدبیر کر سکوں اور نہ ہی میرے پاس انصاف ہے کہ عدل کر سکوں اور نہ ہی میرے پاس معرفت ہے کہ ان کے مراتب کو جان سکوں اور نہ ہی میرے پاس قوت ہے کہ میں انہیں قید کر سکوں اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسا لشکر ہے جس کے ذریعے میں قتال کر سکوں اور نہ ہی میرے پاس محبت ہے کہ میں ان کے دلوں کو جیت سکوں۔ یا الٰہی میرے پاس تو کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کے ذریعے کہا جا سکتا ہو کہ میں اس کام کو کرنے کے قابل ہوں۔ تو رؤف الرحیم ہے اور کسی بندہ کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرے لئے تیرا سینہ کھول دوں گا اور تجھے ہر قسم کی قوت و طاقت عطا کروں گا سو تو ہر چیز میں فقاہت حاصل کرے گا۔ میں تیری زبان کو کشادہ کر دوں گا تو تو ہر چیز سے بات کرے گا۔ میں تیری سماعت کھول دوں گا تو ہر چیز کی آواز سن سکے گا۔ میں تیری قوت و بصارت کھول دوں گا سو تو ہر چیز کو دیکھ لے گا اور تمہیں ہیبت کا لباس پہناؤں گا سو تو کسی چیز سے بھی نہیں گھبرائے گا اور میں تیرے نور اور ظلمت کو مسخر کر دوں گا اور ان دونوں کو تیرا لشکر بنا دوں گا۔ نور تیرے آگے آگے ہوگا اور تیرے پیچھے ظلمت تیری محافظ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ہم نے اس کو ہر چیز کا سامان عطا کیا''۔ ابن ہشام نے فرمایا ہے کہ ذوالقرنین کا مطلب صعب بن ذی مرثد الحمیری ہے جو وائل بن حمیر کی اولاد میں سے ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ ذوالقرنین کا نام مرزبان بن مردویہ ہے۔ اہل سیر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ سکندر یونان میں یافث کی اولاد میں سے ہے۔ اس کا نام ہرمس تھا۔ اس کو ہردیس بھی کہا جاتا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سیر و تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر نامی دو شخص گزرے ہیں۔ ایک

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ہوا ہے جس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فیصلہ کیا تھا۔ جب اس نے بترالسبع کے مقام پر جھگڑا کیا تھا اور دوسرا شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے قریب گزرا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذوالقرنین اس شخص کا لقب ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یا اس سے پہلے ایک باقی کو قتل کر دیا تھا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ سکندر کو ذوالقرنین کے لقب سے ملقب کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ وہ روم اور فارس کا بادشاہ تھا اس لئے اسے ذوالقرنین کہا جاتا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذوالقرنین کا سر سینگوں کی طرح تھا اس لئے اسے ذوالقرنین کہا جانے لگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ میں سورج کے دونوں قرنوں کو پکڑ رہا ہوں جس کی تعبیر یہ لی گئی ہے کہ آپ مشرق و مغرب کا دورہ کریں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپ نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو آپ کی قوم نے آپ کی دائیں کنپٹی پر ضرب لگائی۔ پھر جب دوبارہ توحید کی دعوت دی تو آپ کی قوم نے بائیں کنپٹی پر ضرب لگائی۔ آپ ماں اور باپ کی طرف سے نجیب الطرفین تھے اس لئے آپ کو ذوالقرنین کہا جانے لگا کیونکہ قرن کا مطلب صدی بھی آتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ اپنے ہاتھ پاؤں اور رکابوں سے قتال کرتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ پر نور اور ظلمت نمایاں تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو ذوالقرنین اس لئے کہتے تھے کیونکہ آپ کی دو خوبصورت زلفیں تھیں کیونکہ قرن کا مطلب زلف بھی ہے۔ راعی نے کہا ہے کہ

فلثمت فھا آخذا بقرونا شرب النزیف لبرد ماء الحشرج

''میں نے اس کے منہ کو بند کیا اور اس کی زلفیں پکڑ لیں اس نے اپنے جگر کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے ٹھنڈا پانی پیا''۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو ظاہر و باطن کا علم دیا گیا تھا اور آپ اسکندریہ کے ایک آدمی تھے۔ آپ کو سکندر بن فیلبش الرومی کہا جاتا تھا اور آپ کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر چار بادشاہ گزرے ہیں۔ دو مومن حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین اور دو کافر نمرود اور بخت نصر۔ نیز اس امت محمدیہ میں پانچویں بادشاہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تھے اور دلیل کے طور پر قرآن کریم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں ''ہم نے کہا: اے ذوالقرنین''۔ اہل علم کا قول ہے کہ ذوالقرنین ایک نیک اور عادل آدمی تھے۔ شاید علامہ دمیری علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی یہی قول ہے۔ جو حضرت ذوالقرنین کے نبی ہونے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو فرشتہ آپ پر نازل ہوتا تھا اس کا نام رقیائیل ہے اور یہ وہ فرشتہ ہے جو قیامت کے دن زمین کو لپیٹ لے گا۔ اور تمام مخلوق میدان حشر میں جمع ہو جائے گی۔ ابن ابی خیثمہ کا یہی قول ہے۔ حضرت سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ذوالقرنین زمین کے مشرق و مغرب کا دورہ کرے گا جس طرح خالد بن سنان عنبسی کے قصہ میں اس کا ذکر موجود ہے اور ذوالقرنین نبی تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت سے پہلے تشریف لائے تھے۔ عنقریب اس کی تفصیل باب العین میں العنقاء کے تحت آئے گی۔

جاحظ نے کہا ہے کہ توالد و تناسل کا سلسلہ صرف اور صرف انسان اور جنات کے درمیان ہو سکتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ

ہے:

''اوران کے مال اوراولاد میں شریک ہوجاؤ''۔

تو اس آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ انسان اور جنات کی شراکت ہوسکتی ہے اوراس کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ جناتی عورتیں انسانی مردوں پر شہوت کی غرض سے عاشق ہوجاتی ہیں۔اسی طرح جنوں کے مرد انسانی عورتوں پر عاشق ہوجاتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اوران حوروں کواس سے پہلے نہ کسی انسان اور نہ کسی جن نے چھوا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ جنوں کے مردوں میں عورتوں سے وطی کرنے کی خواہش ہوتی ہے اوراگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں اہل جنت کواس قسم کا یقین نہ دلاتے۔حضرت سہیلی نے کہا ہے کہ سعلاۃ اور غول میں فرق یہ ہے کہ سعلاۃ دن کے وقت اور غول رات کے وقت انسان پر ظاہر ہوتے ہیں۔علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ غول برخلاف سعلاۃ ایک شیطانی قسم ہے۔عبید بن ایوب نے کہا ہے کہ

وساحرۃ عینی لو أن عینھا رأت ما الاقیہ من الغول جنت

أبیت وسعلاۃ وغول بقفرۃ اذا اللیل واری الجن فیہ أرنت

''اوروہ میری آنکھوں کی نظر بندی کرنے والی ہے لیکن اگر وہ نظر اٹھا کر دیکھ لے تو خوف ودہشت کا انبار جمع ہو''۔

''سعلاۃ اپنے ساتھ رات کی تاریکیاں لاتی ہے اورتاریکیاں بھی ایسی جو گھٹا ٹوپ ہیں''۔

حضرت سہیلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ سعلاۃ زیادہ تر جنگلوں میں رہتے ہیں' جب وہ کسی انسان کواپنی گرفت میں لے لیتے ہیں تو اسے خوب نچاتے اورکھلاتے ہیں جس طرح بلی چوہے کو نچاتی ہے اور پھر کھا جاتی ہے' جب بھیڑیا ان کواپنی گرفت میں لیتا ہے تو یہ شور مچانا شروع کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بچاؤ کیونکہ بھیڑیا مجھے کھانا چاہتا ہے اوراکثر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جو مجھے بچائے گا میں اسے ایک ہزار دینار دوں گا جو میرے پاس ہیں۔لوگ سعلاۃ کی آواز کو پہچانتے ہیں اس لئے وہ اس کو بچانے کی کوشش نہیں کرتے۔بھیڑیا اسے اپنی خوراک بنالیتا ہے۔

السفنج

''السفنج''(سین پرضمہ فاء ساکن اورنون پرضمہ ہے)اس کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے۔

السقب

''السقب''اس کا مطلب اونٹنی کا بچہ ہے اس کی جمع کے لئے اسقب' سقاب اور سقوب کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اس کی مؤنث''سقبۃ'' آتی ہے اس کی ماں کو سقب وسقاب کہا جاتا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ''أذل من السقبان''(فلاں شخص سقبان سے بھی زیادہ ذلیل ہے)

السقر

''السقر'' علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب شاہین کی طرح کا ایک پرندہ ہے لیکن اس کی ٹانگیں شاہین سے موٹی ہوتی ہیں۔ یہ پرندہ صرف سرد ممالک میں ہوتا ہے۔ یہ پرندہ بلادِ ترک میں پایا جاتا ہے۔ جب اس پرندے کو کسی پرندہ پر چھوڑا جاتا ہے تو یہ اس کے ارد گرد دائرہ کی شکل میں گھومنا شروع کر دیتا ہے۔ جب یہ اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں سے اس نے گھومنا شروع کیا تھا تو سارے پرندے اس دائرہ میں قید ہو جاتے ہیں اور کوئی بھی دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتا اگرچہ ان کی تعداد ایک ہزار ہی کیوں نہ ہو۔ یہ پرندہ ان سب کو لے کر آہستہ آہستہ نیچے اترتا ہے یہاں تک کہ سارے پرندے زمین پر اتر آتے ہیں تب شکاری ان پرندوں کو پکڑ لیتے ہیں اور ان میں سے ایک پرندہ بھی بھاگ نہیں سکتا۔

السقنقوا

''السقنقور'' اس جانور کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ہندی اور دوسری قسم مصری ہے۔ یہ جانور بحر قلزم میں پایا جاتا ہے اور بحر قلزم وہ ہے جس میں فرعون کو غرق کیا گیا تھا۔ یہ جانور بلادِ حبشہ میں پیدا ہوتا ہے۔ نیز یہ پانی میں مچھلی کو اپنی خوراک بناتا ہے اور خشکی پر قطاۃ کو شکار کر کے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے۔ یہ اپنے شکار کو سانپ کی طرح نگل جاتا ہے۔ اس کی مادہ بیس انڈے دیتی ہے اور ان کو ریت میں دفن کر دیتی ہے۔ ریت میں دفن کر دینا ہی انڈوں کو سینا ہے۔ تیمی نے کہا ہے کہ اس جانور کی مادہ کے دو فرج اور نر کے دو ذکر ہوتے ہیں۔ ارسطو نے کہا ہے کہ سقنقور ایک بحری جانور ہے جس کی پیدائش سمندر کے ان مقامات پر ہوتی ہے جہاں بجلی کی چمک پیدا ہوتی ہے۔ اس جانور کے اندر ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ جب یہ جانور کسی انسان کو کاٹ لے اور وہ انسان پانی پر پہنچ کر غسل کر لے تو سقنقور کی موت واقع ہو جاتی ہے اور سقنقور پہلے پانی تک پہنچ جائے تو انسان مر جاتا ہے۔ سقنقور اور سانپ کے درمیان فطری طور پر عداوت ہوتی ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آ جائے وہ اسے قتل کر دیتا ہے۔ سقنقور اور گوہ میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ گوہ خشکی کا جانور ہے اور سقنقور بحری جانور ہے اور یہ پانی میں یا اس کے قریب رہتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سقنقور کی جلد گوہ کی جلد سے زیادہ نرم ہوتی ہے۔ نیز گوہ کی پشت روادار اور خاکستری رنگ کی ہوتی ہے جبکہ سقنقور کی پشت زرد اور سیاہ ہوتی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ سقنقور کا نر بہت عمدہ چیز ہے کیونکہ جو قوت باہ میں نفع دیتا ہے وہ نر ہی میں پایا جاتا ہے۔

حکم: سقنقور کا کھانا حلال ہے اس لئے کہ یہ ایک قسم کی مچھلی ہے اور اگر اس میں کسی وجہ سے حرمت کا احتمال ہو تو اس وقت اس کا کھانا حرام ہوگا اس لئے کہ اگر سقنقور کو گوہ کی طرح کہا جائے تو پھر اس کا کھانا حرام ہے اور دوسری قسم جس کا ذکر همزہ کے باب میں ہو چکا ہے۔ وہ بالاتفاق حرام ہے کیونکہ وہ کچھوے سے پیدا ہوتا ہے اور کچھوا حرام ہے۔

خواص: سقنقور ہندی کا گوشت جب تک کہ وہ تازہ رہے گرم تر ہوتا ہے اور سقنقور کا گوشت جس میں نمک بھر دیا جائے بہت زیادہ گرم ہوتا ہے اور اس میں رطوبت بہت کم ہوتی ہے بالخصوص جبکہ سقنقور کو لٹکے ہوئے زیادہ دیر گزر جائے۔ اس لئے

اس کا گوشت گرم مزاج والوں کے لئے سودمند نہیں ہے اور جن افراد کا مزاج سرد تر ہو ان کے لئے بے حد فائدہ مند ہے۔ اگر دو ایسے شخص جن میں عداوت ہو' سقنقور کا گوشت کھالیں تو ان کی دشمنی ختم ہو جائے گی اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے لگیں گے۔ سقنقور کے گوشت اور اس کی چربی کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے کھانے سے شہوت میں اضافہ ہوتا ہے اور اعصاب میں جو امراض باردہ عارض ہوتے ہیں ان کے لئے بہت فائدہ مند ہے جب صرف سقنقور کا گوشت ہی استعمال کیا جائے تو بہت فائدہ مند ہے اور اگر دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر کھایا جائے تو زیادہ فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اگر کوئی آدمی اپنے مزاج' عمر اور موسم کے لحاظ سے ایک مثقال سے تین مثقال کی مقدار تک سقنقور کے گوشت کا شوربہ پیتا رہے تو اس کے لئے بے حد مفید ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ سقنقور ہندی کا گوشت جسم کو موٹا کرتا ہے اور کمر کے درد اور گردہ کے درد کے لئے بے حد مفید ہے۔ اگر سقنقور کی کمر کے درمیان والا حصہ کسی شخص کی کمر پر لٹکا دیا جائے تو اس کہ آلہ تناسل میں زبردست اشتعال پیدا ہوگا اور قوت باہ میں بہت اضافہ ہوگا۔

تعبیر: سقنقور کو خواب میں دیکھنا ایسے امام عالم پر دلالت کرتا ہے جو ظلمات میں ہدایت والا ہو۔ اس لئے کہ سقنقور کی جلد اندھیرے میں چمکتی ہے اور اس کا گوشت کھانا قوت میں اضافہ کرتا ہے اور بدن میں حرارت پیدا کرتا ہے۔ واللہ اعلم

السلحفاة البرية

''السلحفاة البریہ'' اس کا مطلب خشکی کا کچھوا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس کا واحد ''اسلاحف'' آتا ہے لیکن رواسی کے نزدیک اس کا واحد سلحفیۃ بروزن بلہنیہ ہے۔ ابن عبدوس نے کہا ہے کہ اس کا واحد ''السلحفا'' آتا ہے۔ یہ ایسا حیوان ہے جو خشکی میں انڈے دیتا ہے سو جو انڈے دریا میں گر جاتے ہیں ان سے پیدا ہونے والے بچوں کو بحری کچھوے اور خشکی میں رہ جانے والے انڈوں سے پیدا ہونے والے بچوں کو بری کچھوے کہا جاتا ہے' جب ان دونوں قسموں کی مادہ جفتی کے لئے تیار نہیں ہوتی تو نر اپنے منہ میں ایک خاص قسم کی گھاس لاتا ہے جس کی خوشبو سونگھتے ہی مادہ جفتی پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اس گھاس کی خاصیت ہے کہ جس کے پاس یہ گھاس ہوگی وہ اپنے ہم جنسوں میں مقبول رہے گا اس گھاس کے بارے میں بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں جب اس جانور کی مادہ انڈے دیتی ہے تو وہ ان کو دیکھتی رہتی ہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان انڈوں سے بچے پیدا کر دیتا ہے۔ اس جانور کی مادہ کے نیچے کا حصہ سخت ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس میں حرارت نہیں ہوتی۔ بعض اوقات کچھوا سانپ کی دم اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے اور اس کے سر کو کاٹ کر اسے دم کی طرف سے چبا کر اپنی غذا بنالیتا ہے۔ سانپ کچھوے کی کھوپڑی میں اپنی دم مارتا ہے یہاں تک کہ اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔ کچھوا اپنے شکار کو پکڑنے کے لئے عجیب حیلہ اختیار کرتا ہے کہ وہ پانی سے نکل کر خشکی میں آجاتا ہے پھر وہ اپنے جسم پر مٹی چڑھا لیتا ہے اور چھپ کر کسی ایسی جگہ بیٹھ جاتا ہے جہاں سے پرندے گزرتے ہیں۔ پرندے کچھوے کو نہیں پہچان سکتے اور جونہی کوئی پرندہ اس کے قریب سے گزرتا ہے تو کچھوا اسے پکڑ لیتا ہے اور اسے پانی میں لے جاتا ہے پھر اس کو اپنی خوراک بنالیتا ہے۔ اس جانور کے نر کے دو آلہ تناسل ہوتے ہیں اور اس کی مادہ کی دو شرمگاہیں ہوتی ہیں۔ نر اپنی مادہ پر لمبی دیر تک سوار رہتا ہے۔ کچھوا سانپ کے

گوشت کو بہت پسند کرتا ہے۔ جب وہ سانپ کو کھاتا ہے تو اس کے بعد وہ ''مقر'' کھالیتا ہے جس کی وجہ سے اس پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا۔ شاعر نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ

لحا اللہ ذات فم اخرس	تطیل من السعی وسواسھا
تکب علی ظھرھا ترسھا	وتظھر من جلدھا رأسھا
اذا الحذر اقلق احشاءھا	وضیق بالخوف انفاسھا
تضم الی نحرھا کفھا	وتدخل فی جلدھا رأسھا

''اللہ تعالیٰ اس جانور کو تباہ و برباد کرے جو صاحب دھن ہونے کے باوجود گونگا ہے اور تھوڑی سی کوشش سے اس کے وسواس میں اضافہ ہوجاتا ہے''۔

''وہ اپنی ڈھال کو اپنی پیٹھ پر الٹ دیتا ہے اور اپنی جلد سے اپنے سر کو باہر نکال دیتا ہے''۔

''جبکہ ڈر اس میں قلق پیدا کرتا ہے اور خوف کی وجہ سے اس کا سانس تنگ ہوجاتا ہے''۔

''وہ اپنی گردن سے اپنے پنجوں کو ملالیتا ہے اور اپنی جلد میں اپنے سر کو داخل کرلیتا ہے''۔

حکم: حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے کچھوے کی حلت کا قول نقل کیا ہے اور حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے اس کے نجس ہونے کی وجہ سے اس کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ یہ سانپوں کو کھاتا ہے۔ حضرت ابن حزم علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ خشکی اور بحری کچھوا دونوں حلال ہیں اور اسی طرح کچھوے کا انڈا بھی حلال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تم کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال اور پاکیزہ ہے''۔

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور حقیقت میں تمہارے لئے محرمات کو تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے''۔

چنانچہ محرمات میں ہمارے لئے کچھوے کو بیان نہیں کیا گیا سو کچھوا حلال ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں ''ابلد من سلحفاۃ'' (وہ کچھوے سے بھی زیادہ احمق ہے)

خواص: صاحب الفلاحۃ اور حضرت امام قزوینی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ اگر کسی جگہ تر سردی کی شدت محسوس ہونے لگے اور اس سے نقصان کا ڈر ہو تو ایک کچھوے کو پکڑ کر اسے چت لٹا دیا جائے تا کہ اس کے ہاتھ پاؤں آسمان کی طرف بلند رہیں تو اس جگہ سردی سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اگر کچھوے کا خون ہاتھ اور پاؤں پر مل دیا جائے تو یہ جوڑوں کے درد کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر کچھوے کے خون کی مالش ہمیشہ کی جائے تو ہاتھ پاؤں پھٹنے کے لئے بے حد مفید ہے اور تشنج کے مرض کے لئے بھی نفع مند ہے۔ کچھوے کا گوشت کھانا بھی انہی امراض کے لئے بے حد فائدہ مند ہے۔ جو شخص کچھوے کا گوشت خشک کر کے پیس کر چراغ دان میں جلا دے تو وہ گوز مارنے لگے گا۔ یہ بات بہت مجرب ہے انسان کے جسم کے جس حصہ میں درد ہو اگر کچھوے کا وہی عضو لے کر اس پر لٹکا دیا جائے تو اللہ کے حکم سے درد فوراً ختم ہوجائے گا۔ اگر کوئی شخص کچھوے کے ہیجان کے

وقت اس کی دم کا کنارہ لے کر اپنے بدن میں لٹکا لے تو اس کی شہوت میں ہیجان پیدا ہو جائے گا۔ اگر ہانڈی کو کچھوے کی کھوپڑی سے ڈھک دیا جائے تو اس پر کبھی بھی ابال نہیں آئے گا۔

تعبیر: کچھوے کو خواب میں دیکھنا اس عورت کی طرف اشارہ ہے جو بناؤ سنگھار کر کے کسی مرد کی طلبگار ہو یا عالم یا قاضی القضاء کی طرف اشارہ ہوتا ہے کیونکہ کچھوا سمندر کے حالات کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ کچھوے کی بہت زیادہ عزت کی جارہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہاں اہل علم کی بہت تعظیم ہوگی۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ کچھوے کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس سے علمی استفادہ ہوگا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ اسے مال اور علم حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

السلحفاة البحرية

اس کا مطلب بحری کچھوا ہے۔ اسے ''اللجاۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔ عنقریب انشاء اللہ ''باب اللام'' میں اس کا ذکر آئے گا۔ حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ کسی سپاہی کی بیٹی نے اپنے گلے کا ہار ایک بحری کچھوے کو پہنا دیا۔ وہ اسے لے کر سمندر میں چلا گیا۔ اس کی لڑکی نے کہا ''اے سمندر کی قوم سمندر کا پانی سینچ ڈالو۔ تاکہ سمندر میں صرف چلو بھر پانی باقی رہے۔ کچھوے کی کھوپڑی کو ''الزبل'' کہا جاتا ہے۔ اور اس سے کنگھیاں تیار کی جاتی ہیں۔ ان کنگھیوں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بالوں سے جوئیں ختم کر دیتی ہیں۔ اگر کچھوے کی کھوپڑی کو جلا کر اس کی راکھ کو انڈے کی سفیدی میں ملا لیا جائے اور پھر اس کو گھٹنوں اور ہاتھوں پر ایسی جگہ لگایا جائے جہاں سے جلد پھٹ گئی ہو تو یہ بے حد نافع ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الزبل'' ہندی کچھوے کی کھوپڑی کو کہتے ہیں۔

فائدہ: حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عاج کی ایک کنگھی تھی اور عاج کچھوے کی کھوپڑی کو کہا جاتا ہے جس سے کنگھیاں اور کنگن تیار کئے جاتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضور تاجدارِ انبیاء، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثوبان علیہ الرحمہ کو حضرت فاطمہ کے لئے عاج کی دو کنگھیاں خریدنے کا حکم دیا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ''عاج'' ہاتھی کی ہڈی کو بھی کہتے ہیں۔ یہ (یعنی عاج) حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک نجس ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک پاک ہے۔ ''عاج'' کی کنگھی بالوں میں استعمال کرنا جائز ہے یہاں عاج سے مراد کچھوے کی کھوپڑی ہے نہ کہ ہاتھی کی ہڈی۔

السلفان

''السلفان'' اس کا مطلب چکور کا بچہ ہے اس کا واحد سلف بروزن صرد ہے اور اس کے مؤنث کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس کا مؤنث ''سلفۃ'' نہیں سنا گیا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے سلفۃ بروزن سلکۃ کہا ہے۔

السلق

''السلق'' اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔اس کے مؤنث کے لئے ''سلقۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بھی استعمال ہوا ہے ''فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ''

السلك

''السلک'' قطاء کے پھول کو کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب چکور کے بچے ہیں۔اس کی مؤنث کے لئے ''سلکۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس کی جمع سلکان بروزن مرد ومردان آتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے واحد کے لئے ''سلکانۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اہل عرب سلیک بن سلکۃ سے مثال بیان کرتے ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جو سلیک المقانب کے نام سے مشہور ہے۔شاعر نے یہ مصرعہ اسی شخص کے بارے میں کہا ہے کہ

''یہ شخص اہل عرب کے عجیب وغریب افراد میں سے ہے۔اس کا ذکر انشاءاللہ باب العین میں آئے گا''۔

السلكوت

''السلکوت'' اس کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے۔

السلوى

''السلویٰ'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ ایک سفید رنگ کا پرندہ ہے جو بٹیر کی طرح کا ہوتا ہے۔اس کا واحد ''سلوۃ'' آتا ہے۔ نیز ''السلویٰ'' شہد کو بھی کہا جاتا ہے۔خالد بن زہیر ہذلی نے کہا ہے کہ

وقاسمها بالله جهدًا لانتم الذمن السلوى اذا ما نشورها

''اور دونوں کو نہایت پختہ خدا کی قسم دی شہد کے طریقہ پر جبکہ اس سے بہترین غذا تیار کی جائے''۔

الزجاج نے کہا ہے کہ خالد نے اس شعر میں ''السلویٰ'' کا مطلب شہد لے کر غلطی کی ہے کیونکہ ''السلویٰ'' ایک پرندہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''السلویٰ'' کا مطلب گوشت ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ گوشت کو ''السلویٰ'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسان کو جملہ قسم کے سالنوں سے فارغ البال کر دیتا ہے۔لوگ اسے قاطع شہوات کے نام سے جانتے ہیں۔حضرت قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ''السلویٰ'' مادہ بٹیر کا دوسرا نام ہے لیکن بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ بٹیر کی طرح کا ایک دوسرا پرندہ ہے۔ یہ ایسا پرندہ ہے جو پورا سال سمندر کے درمیان رہتا ہے۔جب شکاری پرندے ''باز'' وغیرہ جگر کے درد میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ سلویٰ کے شکار کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ جب وہ اسے پالیتے ہیں تو اسے پکڑ کر اس کا جگر کھا لیتے ہیں جس سے ان کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ ''السلویٰ'' وہ پرندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے اتارا تھا۔ یہ قول مشہور ہے۔ نیز ہذلی شاعر نے غلطی سے السلویٰ کا معنی شہد کیا ہے۔اس نے کہا ہے کہ ''الذمن السلوى اذا منشورها'' صحیح

بخاری میں احادیث الانبیاء میں اور مسلم شریف میں۔ باب النکاح میں محمد بن رافع سے حدیث ذکر کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرزاق نے ان سے معمر نے ان سے ھمام بن منبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور صاحب کائنات' صاحب معجزات' صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی نہ سڑتا اور اگر حضرت حوا نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے کبھی خیانت نہ کرتی۔ اہل علم نے لم یتغیر اللحم ابدا کے بارے میں کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر من وسلویٰ اتارا تو انہیں اس کو ذخیرہ کرنے سے روک دیا۔ تو انہوں نے اس کو ذخیرہ کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے وہ سڑنے لگا سو اسی وقت سے گوشت سڑنا شروع ہوا تھا۔

ابن ماجہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گوشت اہل دنیا اور جنت کے کھانوں کا سردار ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ حضور اکرم' نورِ مجسم' شفیع معظم' رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہدیہ میں گوشت دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول فرما لیتے اور جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشت کی دعوت کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت قبول فرما لیتے۔ حضور سراج السالکین' راحت العاشقین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے عمدہ گوشت پیٹھ کا گوشت ہے۔ ہمارے شیخ برہان الدین قیراطی نے کہا ہے کہ

لما رأیت سلوی عز مطلبہ عنکم و عقد اصطباری صار محلولا

دخلت بالرغم منی تحت طاعتکم لیقضی اللہ امرًا کان مفعولًا

''جب میں نے دیکھا کہ تم سے سلویٰ کا مانگنا مشکل ہو گیا اور میں اس پر صبر نہ کر سکا''۔

''تو میں نہ چاہتے ہوئے بھی تمہارا فرمانبردار ہو گیا تا کہ ہونے والے کام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے''۔

حکم: السلویٰ کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔

خواص: ابن زہر علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے بدن پر سلویٰ کی آنکھ لٹکانے سے اس کی بیماری ختم ہو جائے گی۔ اگر سلویٰ کی آنکھ سرمہ کے طور پر استعمال کی جائے تو یہ جگر کے درد کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر سلویٰ کی بیٹ خشک کر کے پیس کر ایسے زخموں پر لیپ کیا جائے جس میں خارش ہوتی ہو تو زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر سلویٰ کا سر ایسی جگہ دفن کر دیا جائے جہاں کبوتر رہتے ہوں تو وہاں سے کیڑے مکوڑے بھاگ جائیں گے اگر گھر میں سلویٰ کی دھونی دی جائے تو وہاں سے کیڑے مکوڑے ختم ہو جائیں گے۔

تعبیر: اگر کسی نے سلویٰ کو خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ اس کی تنگی دور ہو جائے گی اسے دشمن سے نجات حاصل ہو گی اور یہ بھلائی اور بلا مشقت رزق کی طرف اشارہ ہے۔ بعض اوقات سلویٰ کا خواب میں دیکھنا کفران نعمت' زوال مصیبت اور معاش کی تنگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''کیا تم اعلیٰ چیز کے مقابلہ میں ادنیٰ چیز طلب کرتے ہو''۔ (سورہ البقرہ) واللہ اعلم

السمانی

اس کا مطلب بٹیر ہے۔ زبیدی نے کہا ہے کہ سین کے ضمہ اور نون کے فتحہ کے ساتھ یہ الحباری کے وزن پر آتا ہے۔ یہ ایسے پرندے کا نام ہے جو زمین پر رہتا ہے اور یہ اس وقت تک پرواز نہیں کرتا جب تک اسے اڑایا نہ جائے۔ سمانی ایک معروف پرندہ ہے۔ سمانی کو تشدید کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ اس کی جمع سمانیات آتی ہے۔ اس کو قتیل الرعد بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جب یہ بجلی کی گرج سنتا ہے تو اس کی موت ہو جاتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بٹیر کے بچے جونہی انڈوں سے نکلتے ہیں اڑنے لگتے ہیں۔ اس پرندے کی عجیب خاصیت یہ ہے کہ یہ موسم سرما میں سکونت اختیار کرتا ہے اور جب بہار کا موسم شروع ہوتا ہے تو چیخنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ایسا پرندہ ہے جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اس کی غذا ''الحشیش والبیشاء'' ہے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بحر مالح سے آتا ہے کیونکہ یہ وہاں پرواز کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس کا ایک بازو پانی میں ڈوبا ہوا ور دوسرا کھلا ہوتا ہے۔ اہل مصر اس سے بہت مانوس ہیں اور اسے بہت بھاری قیمت پر خریدتے ہیں۔

حکم: بٹیر کا کھانا بالا جماع حلال ہے۔

خواص: بٹیر کا گوشت گرم ہوتا ہے لیکن اس کا تازہ گوشت بہت اچھا ہوتا ہے۔ بٹیر کا گوشت کھانے سے جوڑوں کے درد ختم ہو جاتے ہیں لیکن اس کا گوشت گرم مزاج والوں کو نقصان دیتا ہے۔ نیز یہ ضرر دھنیا ور سرکہ سے دور ہو جاتا ہے۔ بٹیر کا گوشت گرم خون پیدا کرتا ہے اور یہ سرد مزاج اور بوڑھوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ بٹیر کے گوشت کو ہمیشہ کھانا مثانہ کی پتھری کو ختم کر دیتا ہے اور اس سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔ اگر بٹیر کا گوشت ہمیشہ کھایا جائے تو دل کی سختی نرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خاصیت صرف بٹیر کے دل میں موجود ہوتی ہے۔

تعبیر: بٹیر کو خواب میں دیکھنا کسان کے لئے فائدہ اور رزق کی کشادگی کی علامت ہے۔ بعض اوقات بٹیر کو خواب میں دیکھنا لہو ولعب اور فضول خرچی سے اس کی تعبیر دی جاتی ہے۔ نیز ایسے جرم کی طرف اشارہ ہے جو قید کا موجب ہوتا ہے۔

السمحج

اس کا مطلب لمبی پشت والی گدھی ہے۔ اس کی جمع ''سماحج'' آتی ہے۔ اسی طرح لمبی پشت والی گھوڑی کو بھی ''السمحج'' کہا جاتا ہے۔ نیز مذکر کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔

السمع

''السمع'' اس کا مطلب بھیڑیے کا بچہ ہے جو بجو کی جفتی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایسا درندہ ہے جس میں بجو کی شدت وقوت اور بھیڑیے کی جرأت پائی جاتی ہے۔

جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ''السمع'' کا مطلب وہ بھیڑیا ہے جو تیز رفتار اور کمزور ہو نیز اس کی رانوں میں بہت کم گوشت ہوتا ہے۔ حضرت جوہری علیہ الرحمہ کہتے ہیں ہر بھیڑیا فطری طور پر لاغر ہی ہوتا ہے سو لاغر پن کی صفت بھیڑیے کے

لئے لازم آتی ہے جس طرح بجو کے لئے لنگڑے پن کی صفت ضروری ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

تراہ حدید الطرف ابلج واضحا اغر طویل الباع أسمع من سمع

''تو اس کو دیکھے گا تیز نگاہ والا اور چوڑے سینے والا اور سب سے زیادہ سمیع''۔

کہا جاتا ہے اس درندے کی چھلانگ بیس یا تیس زراع سے زیادہ ہوتی ہے۔ ابن ظفر نے اپنی کتاب ''خیر البشر بخیر البشر'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت ربیعہ بن ابی نزار فرماتے ہیں: مجھے میرے ماموں نے خبر دی کہ جب جنگ حنین میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم رؤف الرحیم مختارِ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عطا فرمائی تو ہم گھاٹیوں میں چھپ گئے اور ہماری حالت یہ تھی کہ دوست اپنے دوست سے بے رخی اختیار کر رہا ہے۔ حضرت ربیعہ علیہ الرحمہ کے ماموں کہتے ہیں کہ میں ایک گھاٹی میں کھڑا تھا کہ اچانک میں نے ایک لونڈی کو دیکھا کہ ارقم سانپ اس کے پیچھے پڑا ہے اور لونڈی سانپ سے بچنے کے لئے بھاگ رہی ہے۔ تو میں نے ایک پتھر اٹھا کر سانپ کو مارا جس سے سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا' میں اس کی طرف گیا تو میں نے دیکھا کہ لونڈی میرے پہنچنے سے پہلے ہی مر چکی ہے اور سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ تو میں کھڑا ہو کر یہ دیکھ رہا تھا کہ کسی نے مجھے خوفناک آواز میں پکارا اس سے پہلے میں نے ایسی آواز نہیں سنی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ تیرا برا ہو تو نے ایک رئیس کو قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ کہنے لگا ''یاداثر، یا داثر'' سو ایک پکارنے والے نے جواب دینے والے سے کہا کہ تم جلدی جلدی بنی غدافر کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دے دو کہ اس کافر نے یہ کام کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر میں نے چلاتے ہوئے کہا کہ میں بے خبری میں ایسا کام کر چکا ہوں۔ تو میں تمہاری پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے اپنی پناہ میں لے لو۔ اور اس نے کہا کہ میں کبھی بھی مسلمان کے قاتل اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کو اپنی پناہ میں نہیں لے سکتا۔ تو میں نے کہا کہ میں مسلمان ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو تجھ سے قصاص ساقط ہو جائے گا اور تجھے نجات مل جائے گی ورنہ تیری موت آجائے گی۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں''۔ سو اس نے کہا کہ تو نے نجات پائی اور ہدایت حاصل کی۔

اور اگر تو اسلام قبول نہ کرتا تو تیری موت واقع ہو جاتی' سو واپس لوٹ جا جہاں سے آیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اپنے قدموں کے نشانات پر واپس آیا اور وہ کہنے والا یہ کہہ رہا تھا:

امتط السمع الأزل یعل بك التل

فهناك ابو عامر یتبع بك الفل

''تو ایک تیز رفتار بھیڑیے پر سوار ہو جا' وہ تجھے ایک ٹیلہ پر پہنچا دے گا''۔

''میں وہاں تجھے ابو عامر سے ملاؤں گا جو تلوار لے کر تیرے پیچھے چلے گا''۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں ایک بڑے شیر جیسا ایک جانور موجود ہے۔ تو میں اس پر سوار ہو گیا۔ وہ مجھے لے کر چل پڑا' یہاں تک کہ اس نے مجھے ایک بڑے ٹیلے پر پہنچا دیا اور وہ خود ٹیلہ کی چوٹی پر چڑھ گیا جہاں سے مجھے مسلمانوں کا

لشکر نظر آنے لگا۔ میں اس جانور سے اتر گیا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف چل پڑا۔ جب میں لشکر کے قریب گیا تو ایک شہسوار لشکر سے نکل کر میرے سامنے آیا اور اس نے مجھے حکم دیا کہ ہتھیار ڈال دو۔ تو میں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس نے مجھ سے کہا تم کون ہو؟ میں نے کہا مسلمان ہوں۔ اس نے کہا کہ تم پر اللہ کی سلامتی ہو اور اس کی رحمت اور برکت ہو۔ تو میں نے کہا کہ تم پر بھی اللہ کی سلامتی اس کی رحمت اور برکت ہو۔ نیز میں نے اس سے پوچھا کہ تم میں سے عامر کون ہے۔ اس نے کہا میں ہوں۔ تو میں نے کہا الحمد للہ (سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں) اس نے کہا تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب تمہارے مسلمان بھائی ہیں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک ٹیلہ پر دیکھتا تھا کہ تم ایک گھوڑے پر سوار ہو۔ تمہارا گھوڑا کہاں ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس کو سارا قصہ سنایا تو وہ میرا قصہ سن کر بہت حیران ہوا۔ میں مسلمان کے ساتھ مل کر ہوازن کا مقابلہ کرنے لگا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ارادہ پورا فرمایا اور قبیلہ ہوازن کو شکست دے کر مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

حکم: بھیڑیے کے بچے کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر کسی نے حالت احرام میں بھیڑیے کے بچے کو قتل کیا تو اس پر جزاء واجب ہوگی یا نہیں؟ ابن القاص نے کہا ہے کہ اس پر جزاء واجب نہیں ہوگی۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ کے نزدیک ابن القاص کی یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ محرم پر جزاء واجب ہوگی اور محرم کے لئے اس سے انکار کرنا جائز نہیں ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (فلاں شخص بھیڑیے کے بچے سے بھی زیادہ کمزور ہے) یہ مثال اس لئے بولی جاتی ہے کیونکہ بھیڑیے کے بچے کے لئے لاغر پن لازمی ہے جس طرح بجو کے لئے لنگڑا پن لازمی ہے۔

السمائم

''السمائم'' اس کا مطلب ابابیل کی طرح کا ایک پرندہ ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''سمامۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ پرندہ انڈے نہیں دیتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ''السونو'' پرندہ ہے۔

السمسم

''السمسم'' کا مطلب لومڑی ہے۔

السمسمۃ

''السمسمۃ'' اس کا مطلب سرخ چیونٹی ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''سمام'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ابن فارس نے اپنی کتاب ''مجمل'' میں لکھا ہے کہ ''السمسمۃ'' اس کا مطلب چھوٹی چیونٹی ہے اور اسی معنی کے ذریعے حدیث کی تفسیر بیان کی گئی ہے جو حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مسلم میں نقل کی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار رسالت' صاحب کائنات' محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک قوم جہنم سے (سزا بھگتنے کے بعد) نکلے گی۔ جب وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو ایسا پتا چلے گا کہ وہ ''عیدان السماسم'' ہیں پس وہ جنت کی ایک نہر میں داخل

ہوں گے اور اس میں غسل کریں گے۔ جب وہ اس نہر سے نکلیں گے تو ایسے ہوں گے جس طرح وہ سفید کاغذ ہیں۔ (رواہ مسلم)

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ''سماسم'' سمسم کی جمع ہے اور سمسم ایک معروف دانہ ہے جس کا تیل نکالا جاتا ہے۔ ابوالسعادات بن اثیر نے کہا ہے کہ ''السماسم'' سمسم کی جمع ہے اس کا مطلب تل کی ایسی لکڑیاں ہیں جن سے دانہ نکال لیا جائے۔ اس وقت وہ بہت باریک اور سیاہ ہوتی ہیں۔ یوں لگتا ہے جس طرح کہ ابھی آگ سے نکالی گئی ہیں۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ میں ایک مدت تک اس لفظ کا صحیح معنی معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا اور لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا ہی رہا لیکن مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ ممکن ہے کہ یہ لفظ تبدیل ہو گیا ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ مجھے اس لفظ کے معنی نہیں معلوم ہو سکے۔ شاید اس کا مطلب وہ لکڑی ہے جو کالی ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب آبنوس وغیرہ ہے۔

السمك

''السمك'' اس کا مطلب مچھلی ہے۔ یہ پانی کی مخلوق ہے۔ اس کا واحد سمکۃ اور جمع اسماک اور سموک آتی ہے۔ اس جانور کی بہت زیادہ اقسام ہیں اور ہر قسم کا الگ الگ نام ہے۔ اصل میں ''الجراد'' (ٹڈی) کے تحت یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضور رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق کے ایک ہزار گروہ بنائے ہیں جن میں چھ سو پانی میں اور چار سو خشکی میں رہتے ہیں (الحدیث)۔ مچھلی کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو اتنی بڑی ہوتی ہے کہ انسان اس کی ابتداء اور انتہاء نہیں معلوم کر سکتا اور بعض مچھلیاں اتنی چھوٹی بھی ہیں کہ نگاہ ان کو نہیں دیکھ سکتی۔ مچھلی کی ساری قسمیں پانی میں رہتی ہیں۔ مچھلیاں پانی میں اس طرح سانس لیتی ہیں جس طرح انسان اور خشکی کے حیوانات ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ مچھلی کے زندہ رہنے کے لئے ہوا کی ضرورت نہیں ہے لیکن انسان اور حیوان کی زندگی کے لئے ہوا بہت ضروری ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ مچھلی پانی کے اندر اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور پانی کے اوپر اللہ کی تسبیح نہیں کرتی۔ اگر خشکی کی ہوا جو پرندوں کے لئے ضروری ہے مچھلی پر ایک لمحہ کے لئے بھی مسلط کر دی جائے تو مچھلی ہلاک ہو جاتی ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

تغمه النشوة والنسيم ولا يزال مغرقا يعوم
في البحر والبحر له حميم وأمه الوالدة الرؤم
تلهمه جهرًا وما يريم

''بوئے خوش اور خشکی کی ہوا اس کے لئے غم میں اضافے کا باعث ہے اس لئے وہ برابر پانی میں ڈوبی رہتی ہے اور سمندر میں تیرتی رہتی ہے اور سمندر اس کے لئے گرم چشمہ ثابت ہوا ہے اور اس کی ماں وہاں سے اس کو کھائے بغیر نہیں ٹالتی''۔

اس شعر میں یہ قول (کہ مچھلی کی والدہ) اس بات کا ثبوت ہے کہ ام کا لفظ انسان کے علاوہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور شاعر کا یہ قول کہ مچھلی کی والدہ اس کو کھا جاتی ہے کہ بعض مچھلیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی غذا مچھلی ہی ہے اس لئے بعض مچھلیاں بعض مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں۔ اس لئے حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ مچھلی

ہے اور شاعر کے اس قول ''و مایریم'' کا مطلب یہ ہے کہ مچھلی کی والدہ اس جگہ سے اس وقت تک الگ نہیں ہوتی جب تک وہ اسے اپنی خوراک نہیں بنالیتی۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جاحظ کا یہ قول کہ ہوا مچھلی کے لئے نقصان دہ ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے مچھلی کو اس قید سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ مچھلی کو ہوا نقصان نہیں پہنچاتی۔ مچھلی کی بعض اقسام ایسی ہیں جو سمندر کی اوپر والی سطح پر اڑتی ہیں اور لمبے سفر کے بعد پانی میں اتر جاتی ہیں۔ ابن تلمیذ نے کہا ہے:

لبسن الجواشن خوف الردی　　علیهن من فوقهن الخوذ

فلما أتیح لها أهلکت　　برد النسیم الذی یستلذ

''اس نے ہلاکت کے ڈر سے زرہ پہنی اور اپنے سروں پر لوہے کی ٹوپی پہن رکھی ہے''۔

''جب ہلاکت کا وقت قریب آیا تو اس کو نسیم سحر کے جھونکوں نے ہی ہلاک کر دیا اگر چہ یہ جھونکے روح کی تسکین کا باعث ہوتے ہیں''۔

مچھلی بہت زیادہ کھاتی ہے کیونکہ اس کا معدہ سرد مزاج اور اس کے منہ کے قریب ہوتا ہے۔ مچھلی کی گردن نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی آواز ہوتی ہے اور اس کے پیٹ میں ہوا داخل نہیں ہوتی۔ اس لئے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مچھلی کا پھیپھڑا نہیں ہوتا جس طرح گھوڑے کی تلی' اونٹ کے پتا اور شتر مرغ کے گودہ نہیں ہوتا۔ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو اپنی خوراک بنالیتی ہے اس لئے چھوٹی مچھلی کنارے کے قریب کم پانی میں آجاتی ہے کیونکہ بڑی مچھلی کم پانی میں ٹھہر نہیں سکتی۔ مچھلی سانپ کی طرح تیزی سے حرکت کرتی ہے۔ بعض مچھلیاں نر اور مادہ کی جفتی سے اور کچھ کیچڑ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مچھلی کے انڈے نہ تو سفید ہوتے ہیں اور نہ ہی زرد بلکہ ان سب کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے۔ جاحظ کہتے ہیں کہ مچھلیوں میں قواطع اور اوابد ہوتے ہیں جس طرح پرندوں میں ہوتے ہیں۔ قواطع کا مطلب وہ جانور ہیں جو موسم کے لحاظ سے اپنی جگہ بدلتے رہتے ہیں اور اوابد کا مطلب وہ جانور ہیں جو ہر حال میں ایک ہی جگہ رہتے ہیں۔ بعض مچھلیاں کسی موسم میں آتی ہیں اور کسی میں نہیں آتیں۔ مچھلیوں کی اقسام میں سقنقور' دلفین اور عنبر وغیرہ شامل ہیں۔ مچھلی کی ایک قسم سانپ کی شکل میں بھی ہوتی ہے۔ مچھلی کی ایک قسم ''الرعادۃ'' (گرجنے والی مچھلی) ہے جو بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ جال میں پھنس جائے تو جال شکاری کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ حرکت کرنے لگتا ہے اس لئے شکاری اس مچھلی کی اس کیفیت کی وجہ سے اس جال کی رسی کو درخت سے باندھ دیتے ہیں اور مچھلی مرجاتی ہے۔ جب مچھلی مرجاتی ہے تو اس کی یہ خاصیت باقی نہیں رہتی۔ شیخ شرف الدین محمد بن حماد بن عبداللہ بوصیری مصنف ''بردہ شریف'' نے شیخ زین الدین محمد بن رعاد کے بارے میں کیا خوب کہا ہے کہ

لقد عاب شعری فی البریة شاعر　　ومن عاب اشعاری فلا بدان یهجی

فشعری بحر لا یری فیه ضفدع　　ولا یقطع الرعاد یوما له لجا

''اصل میں عوام الناس میں سے صرف ایک شاعر نے میرے اشعار میں عیب لگایا ہے اور جو میرے اشعار میں عیب لگائے اس کی ہجو کرنا بہت ضروری ہے''۔

''میرے اشعار سمندر کی طرح ہیں کہ ان میں مینڈک کو بھی نہیں دیکھا جا سکتا اور ''الرعاد'' مچھلی (یعنی ابن الرعاد شاعر) ایک دن بھی اس کو قطع نہیں کر سکتی''۔

''حکماء ہند اس مچھلی کو شدت حرارت سے پیدا ہونے والے امراض میں استعمال کرتے ہیں۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اگر ''رعادۃ'' مچھلی کو کسی مرگی کے مرض والے آدمی کے قریب رکھ دیا جائے تو اس کو نفع دے گی۔ اگر عورت اس مچھلی کے گوشت کے ٹکڑے اپنے جسم پر لٹکالے تو اس کا خاوند اس کی جدائی کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر میں اتنی عجیب وغریب اشیاء پیدا فرمائی ہیں جن کو گنا نہیں جا سکتا اور اس کے بارے میں حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کافی ہے کہ ''تم سمندر کا ذکر کیا کرو کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

عجیب حکایت: حضرت امام قزوینی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ہارون مغربی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بحر مغرب میں کشتی پر سوار ہوا' میں ایسی جگہ پہنچا جس کو برطون کہا جاتا ہے اور ہمارے ساتھ کشتی میں ایک لڑکا جو صقلیہ کا رہنے والا تھا بھی سوار تھا اور اس کے پاس مچھلی پکڑنے والا کانٹا بھی تھا۔ اس لڑکے نے دریا میں مچھلی پکڑنے والا کانٹا ڈال دیا۔ اس کانٹے میں ایک مچھلی پھنسی جو ایک بالشت کے برابر تھی' جب ہم نے اس مچھلی کو دیکھا تو اس کے دائیں کان کے اوپر والے حصہ پر ''لا الہ الا اللہ'' کے الفاظ اور نیچے کی طرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

ابو حامد اندلسی غرناطی کی کتاب تحفۃ الالباب میں لکھا ہے کہ بحر روم میں ''الداع'' کی ایک چھوٹی مچھلی ہے جسے ''اسلب'' کہا جاتا ہے۔ جب اس کو پکڑ کر کسی چیز میں بند کر دیا جائے تو جب تک اللہ چاہے گا اسے موت نہیں آئے گی بلکہ یہ حرکت کرتی رہے گی اور اگر اس مچھلی کو کاٹ کر اس کا ایک ٹکڑا آگ پر رکھ دیا جائے تو یہ اچھل کر آگ سے باہر نکل آئے گی۔ بعض اوقات اس قدر اچھلتی ہے کہ پاس بیٹھنے والوں کے چہروں پر آلگتی ہے۔ اگر اس مچھلی کو کسی ہانڈی میں پکایا جائے تو اسے کسی لوہے یا پتھر سے ڈھک دیا جائے تاکہ مچھلی کے اعضاء ہانڈی سے باہر نہ نکلنے پائیں کیونکہ جب تک یہ مچھلی پک کر تیار نہیں ہو جاتی اس کی موت واقع نہیں ہوتی۔ اگرچہ اس کے جسم کے ایک ہزار ٹکڑے کیوں نہ کر دیئے جائیں۔

حکم: مچھلی کی تمام اقسام بغیر ذبح کئے ہوئے حلال ہیں۔ چاہے وہ مری ہوئی کیوں نہ ہوں اور موت کا ظاہری سبب موجود ہو جس طرح جال میں پھنس کر مر جانا یا ظاہری وجہ موجود نہ ہو۔ ہر صورت میں حلال ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی حدیث کا ذکر ہو چکا ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے دو مردار مچھلی اور ٹڈی حلال کئے ہیں اور دو خون جگر اور تلی (کے خون) حرام کر دیئے ہیں۔ مچھلی کے حلال ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ مچھلی پاک ہے۔ اگرچہ مری ہوئی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ایک مچھلی پکائی تھی جس میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا تھا (اس کا ذکر ہو گا)

مسئلہ: اگر مجوسی مچھلی کا شکار کرے تو یہ پاک ہو گی اس کا ثبوت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے ستر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دیکھا کہ وہ مجوسی کی شکار کی ہوئی مچھلی کو کھایا کرتے تھے اور ان کے دل میں کوئی چیز نہیں کھٹکتی تھی۔ اس پر

تمام اہل علم کا اجماع ہے لیکن امام مالک علیہ الرحمہ نے ٹڈی کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔

مسئلہ: مچھلی کو ذبح کرنا مکروہ ہے لیکن اگر وہ بہت بڑی ہو تو اس کو ذبح کرنا مستحب ہے تا کہ اس کی آلائش خون کی شکل میں جاری ہو جائے۔ حضرت امام رافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ چھوٹی مچھلی کو بغیر اس کی آلائش صاف کیے ہوئے پکا لیا گیا ہو اور اس کی آلائش اس کے بدن سے نہ نکلی ہو تو اس کا کھانا جائز ہے۔ رویانی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک ایسی مچھلی پاک ہے اور قفال کا بھی یہی قول ہے۔

مسئلہ: اہل علم کے درمیان مچھلی کے علاوہ دوسرے دریائی جانوروں کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا تمام دریائی جانوروں کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ مینڈک کے علاوہ تمام دریائی جانوروں کا کھانا جائز ہے اگرچہ دریائی حیوانات کی شکل انسان کی طرح کیوں نہ ہو۔ شوافع میں متقدمین میں سے ابوعلی طبری نے اس مسلک کو اختیار کیا ہے۔ شرح التقنیہ میں ذکر ہے کہ ابوعلی طبری سے کہا گیا کہ اگر دریائی جانور انسانی شکل میں ہوں تو کیا اس کو کھایا جا سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا اگرچہ وہ جانور عربی زبان میں کلام کرتا ہو اور یہ کہے کہ میں فلاں بن فلاں ہوں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اس کا کھانا جائز ہے۔ یہ قول ضعیف اور شاذ ہے۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ سب دریائی جانوروں کا کھانا جائز ہے۔ سوائے ان جانوروں کے جو کتے' خنزیر اور مینڈک کی شکل میں ہوں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ہر وہ جانور جو خشکی کا ہو اس کو ذبح کر کے کھایا جائے تو اس کی طرح دریائی جانور بھی حلال ہیں۔

مسئلہ: اگر انسان قسم اٹھائے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا تو وہ مچھلی کا گوشت کھانے پر حانث نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ عرف عام میں مچھلی پر لحم (گوشت) کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں "لحما طریا" فرما کر مچھلی پر گوشت کا اطلاق کیا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی سورج کی روشنی میں بیٹھنے سے حانث نہیں ہوگا جو یہ قسم اٹھائے کہ وہ چراغ کی روشنی میں نہیں بیٹھے گا۔ اگرچہ سورج کو اللہ تعالیٰ نے چراغ کا نام دیا ہے اسی طرح وہ شخص بھی زمین پر بیٹھنے سے حانث نہیں ہوگا جو یہ قسم اٹھائے کہ میں فرش پر نہیں بیٹھوں گا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرش سے تعبیر کیا ہے لیکن عام عرف میں فرش کا اطلاق زمین پر نہیں ہوتا۔

تعبیر: مچھلی کو خواب میں دیکھنا جبکہ اس کی تعداد معلوم ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کی بیویاں چار ہیں اور اگر چار سے زیادہ ہیں تو مال غنیمت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وہ ذات جس نے تمہارے لئے دریا کو پھیلا دیا تا کہ تم اسے تر و تازہ گوشت حاصل کر کے کھاؤ"۔ مچھلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بادشاہ کے وزیر سے بھی دی جاتی ہے۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ مچھلیاں پکڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بادشاہ کے لشکر سے مال حاصل ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کنویں سے مچھلیاں پکڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا لوطی ہے (یعنی لڑکوں سے زنا کرتا ہے) یا وہ اپنے غلام کو کسی انسان کے ہاتھ فروخت کرے گا۔

نصرانی کہتے ہیں کہ گدلے پانی میں مچھلیوں کو پکڑتے ہوئے دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور اگر کسی

نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاف پانی میں مچھلیاں پکڑ رہا ہے تو وہ ایسا کلام سنے گا جو اس کے لئے خوشی کا باعث ہوگا۔ اگر مریض آدمی نے خواب میں مچھلی کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی بیماری رطوبت کی وجہ سے ہے۔ کسی مسافر نے اپنے بستر کے نیچے مچھلی کو دیکھا تو اس پر سفر کرنے کا ثبوت ہے۔ بعض اوقات مچھلی کو خواب میں دیکھنا خواب دیکھنے والے کے غرق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاف پانی میں مچھلیاں پکڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے ہاں نیک لڑکا پیدا ہوگا۔ خواب میں کھاری پانی کی مچھلی دیکھنا بادشاہ کی طرف سے فکر کی علامت ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک خیر اور بھلائی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ نمک مچھلی کو ہلاکت سے دور رکھتا ہے۔ بھنی ہوئی مچھلی کو خواب میں دیکھنا علم حاصل کرنے کے لئے جانے والے سفر کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کی شرمگاہ سے مچھلی نکلی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اگر اس کی بیوی حاملہ ہے تو اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوگی۔ تلی ہوئی مچھلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے نے دینی دعوت قبول کر لی ہے اور اس کی دعا قبول ہوگئی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دسترخوان پر تلی ہوئی مچھلی نازل فرمائی۔ خواب میں بڑی مچھلیوں کو دیکھنا مال غنیمت کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ چھوٹی مچھلیوں میں کانٹے زیادہ ہوتے ہیں اور چھوٹی مچھلی کو کھانے میں پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

فصل: مچھلی کو خواب میں دیکھنا قسم کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی قسم کھائی ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے "ن والقلم"۔ بعض اوقات مچھلی کو خواب میں دیکھنا نیک بندوں کی عبادت گاہ کی طرف اشارہ ہے اور کبھی مسجد کی طرف اشارہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی تسبیح بیان کی تھی۔ مچھلی کو خواب میں دیکھنا غم، منصب کے زوال اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف اشارہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے دن (بنی اسرائیل کے لئے) مچھلیوں کا شکار حرام کیا لیکن انہوں نے مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا غضب نازل کیا۔ اگر خواب میں حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کو خوفزدہ شخص دیکھے تو اسے امن حاصل ہوگا اور اگر فقیر آدمی دیکھے تو غنی ہو جائے گا اور اگر غمگین آدمی دیکھے تو اس کا غم دور ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ اصحاب کہف کا غار اور حضرت نوح علیہ السلام کا تنور دیکھے تو اس کی تعبیر بھی یہی ہوگی کہ اگر فقیر دیکھے تو غنی ہو جائے، غمگین دیکھے تو اس کا غم دور ہو جائے اور اگر خوفزدہ شخص دیکھے تو اس کا ڈر دور ہو جائے۔

فصل: مچھلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر دیتے وقت اس کی حالت کا خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ کیفیت کی تبدیلی سے تعبیر میں تبدیلی ہو جائے گی۔ اس لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ خواب میں دیکھی جانے والی مچھلی تازہ ہے یا باسی، کھارے پانی میں رہنے والی ہے یا میٹھے پانی میں، کانٹے دار ہے یا بغیر کانٹے کے آواز دے رہی ہے یا نہیں، اس مچھلی کی طرح خشکی کا کوئی جانور ہے یا نہیں، اس مچھلی کو ہاتھ سے پکڑا ہے یا کسی آلہ کے ساتھ یا بغیر آلہ کے۔

سو اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے دریا میں سے تازہ مچھلی آلہ کے ذریعے پکڑی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ

رزق حلال کے حصول میں کوشش کر رہا ہے اور وہ اسے حاصل کرلے گا۔ نیز اگر مردہ شکار کرتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ اچھی تدبیر کر رہا ہے اور اگر خواب دیکھنے والا غیر شادی شدہ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا نکاح ہوگا اور اگر شادی شدہ ہے تو اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ وہ مچھلی کا شکار کر رہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسے شوہر اور اپنے باپ کا مال حاصل ہوگا۔ اگر غلام خواب میں مچھلی کا شکار کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ غلام کو اس کے آقا کی طرف سے مال ملے گا۔ بچے کا خواب میں مچھلی کو شکار کرنا اس کے علم وفن کی طرف اشارہ ہے یا اس کے والد کی طرف سے مال کے وارث ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ابابیل یا ان جانوروں کا شکار کر رہا ہے جو دریا میں رہتے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب میں دیکھنے والا مصائب میں مبتلا ہو جائے گا۔ دریائی جانوروں کے بارے میں تفصیلی بیان باب الفاء میں انشاء اللہ "فرس البحر" کے تحت آئے گا۔

اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ کھارے یا دریا میں مچھلی کا شکار کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بے شمار فائدے حاصل ہوں گے یا کسی عجمی یا بدعتی سے علم حاصل ہوگا۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے ایسی مچھلی کا شکار کرلیا ہے تو جو کانٹے دار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو مدفون خزانہ ملے گا اور اگر مچھلی پر کھال نہیں ہے تو خواب دیکھنے والے کے اعمال ضائع ہونے کی علامت ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ میٹھے چشمہ کی مچھلیاں کھارے چشمہ میں منتقل ہو رہی ہیں یا یہ دیکھا کہ کھارے چشمے کی مچھلیاں میٹھے چشمہ میں منتقل ہوگئی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ لشکر میں نفاق پیدا ہو جائے گا۔ اگر کسی نے خواب میں پانی کے اوپر مچھلیوں کو دیکھا تو اس کی تعبیر دیکھنے والے کے کاموں میں آسانی سے دی جائے گی۔ اگر کسی نے خواب میں اپنے قریب چھوٹی بڑی مچھلیاں دیکھیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے خوشی حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے خواب میں ایسی مچھلی دیکھی جو انسان یا پرندوں کی طرح ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا کسی ایسے تاجر سے ملاقات کرے گا جو خشکی اور دریا میں سفر کرتا ہے یا ایسے آدمی سے ملاقات ہوسکتی ہے جو مختلف زبانیں جانتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں مچھلی کو ان جانوروں کی شکل میں دیکھا جو عموماً گھروں میں رہتے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ صاحب خواب غریبوں اور فقیروں پر احسان کرنے والا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑے دریا سے مچھلی پکڑ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے روزگار اور رزق حاصل ہوگا یا وہ بادشاہ کے مال سے اعراض کرے گا یا خواب دیکھنے والا چور یا جاسوس ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ دریا کھلا ہے اور اس نے مچھلی کھائی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اللہ عزوجل اسے غیب کے راز سے مطلع فرمائے گا اور اس کے لئے دین کو واضح کر دے گا اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمانے کے ساتھ ساتھ اس کی عافیت اچھی بنا دے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ مچھلی دریا میں واپس چلی گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اولیاء اللہ کا مصاحب ہوگا اور ان سے وہ باتیں حاصل کرے گا جن کا کسی کو علم نہیں ہے۔ اگر خواب دیکھنے والے نے سفر کی نیت کی ہے تو وہ سفر اس کے موافق ہوگا اور وہ بخیر وعافیت اپنے گھر کی طرف واپس آئے گا۔ واللہ اعلم

السمندل

''السمندل'' حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے اس لفظ کو بغیر میم کے ''السندل'' پڑھا ہے۔ ابن خلکان نے لام کے بغیر ''اسمند'' پڑھا ہے۔ یہ ایسا پرندہ ہے جس کی خوراک ''البیش'' ہوتی ہے اور ''البیش'' ایک زہریلی بوٹی ہے جو سرزمین چین میں پائی جاتی ہے۔ اہل چین اس بوٹی کو سبز اور خشک ہونے کے باوجود دونوں صورتوں میں کھا جاتے ہیں لیکن زہریلی ہونے کے باوجود یہ انہیں کوئی نقصان نہیں دیتی۔ اگر یہ بوٹی سرزمین چین سے سو ہاتھ کے فاصلہ پر لگا کر کوئی آدمی کھانا چاہے تو اس کے کھاتے ہی اس کی موت واقع ہو جائے گی کیونکہ اس بوٹی کو ہضم کرنے کی عجیب وغریب خاصیت صرف اہل چین میں ہی پائی جاتی ہے۔ سمندل کے بارے میں عجیب وغریب بات یہ ہے کہ اسے آگ میں سرور حاصل ہوتا ہے اور وہ لمبے عرصے تک آگ ہی میں پڑا رہتا ہے۔ جب اس کی جلد پر میل جمع ہو جائے تو وہ آگ کے علاوہ کسی چیز سے صاف نہیں کیا جا سکتا۔ سمندل ہند کی سرزمین میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے اور یہ ایک چوپایہ ہے جو لومڑی سے چھوٹا ہے۔ اس کا رنگ خلجی، آنکھیں سرخ اور دم بہت طویل ہوتی ہے۔ اس کے بالوں سے رومال تیار کئے جاتے ہیں۔ جب ان پر میل وغیرہ جم جاتی ہے تو انہیں آگ میں ڈال دیا جاتا ہے تو یہ صاف ہو جاتے ہیں اور آگ انہیں نہیں جلاتی۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ سمندل سرزمین ہند کا پرندہ ہے جو آگ میں انڈے دیتا ہے اور آگ ہی میں بچے نکالتا ہے۔ اس جانور کی خصوصیت یہ ہے کہ آگ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس پرندے کے پروں سے رومال تیار کئے جاتے ہیں جو شام کے ملک میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ جب یہ رومال میلے ہو جاتے ہیں تو ان کو آگ میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے یہ صاف ہو جاتے ہیں۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ اصل میں میں نے سمندل کے بالوں سے تیار کیا ہوا کپڑا دیکھا جو کسی چوپائے کی جھول کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ لوگوں نے اس کو آگ میں ڈالا لیکن آگ اس پر اثر انداز نہیں ہوئی پھر اس کے بعد اس کا ایک کنارہ تیل میں ڈبو کر چراغ میں رکھ دیا تو وہ روشن ہو گیا اور ایک لمبے عرصے تک اسی طرح جلتا رہا۔ پھر چراغ کو بجھا دیا اور کپڑے کو دیکھا تو اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ابن خلکان فرماتے ہیں: میں نے اپنے شیخ علامہ عبداللطیف بن یوسف بغدادی کا ایک خط دیکھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ ملک ظاہر بن ملک ناصر صلاح الدین جو حلب کا بادشاہ تھا اس کے سامنے سمندل کا ایک ٹکڑا پیش کیا گیا جس کی چوڑائی ایک ذراع اور لمبائی دو ذراع تھی۔ اس ٹکڑے کو تیل میں بھگو دیا گیا اور اس کو جلا دیا گیا یہاں تک کہ وہ تیل کے ختم ہونے تک جلتا رہا، جب تیل ختم ہو گیا تو وہ سمندل کا ٹکڑا بالکل سفید دکھائی دیا تھا جس طرح شروع میں تھا۔ یہ واقعہ ابن خلکان نے یعقوب بن جابر منجنیقی کے حالات زندگی میں نقل کیا ہے اور اس میں کچھ اشعار بھی ذکر کئے ہیں۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ''السمندل'' کا مطلب چوہے کی ایک قسم ہے جو آگ میں داخل ہوتا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: معروف قول یہی ہے کہ سمندل ایک پرندہ ہے۔ الکبریٰ نے کتاب المسالک والممالک میں یہی قول نقل کیا ہے۔

خواص: سمندل کا پتا ایک چنے کے ہم وزن گرم اور صاف پانی میں ملا کر دودھ کے ساتھ ایسے شخص کو چند دنوں تک پلایا جائے جسے لو لگ گئی ہو تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ اگر سمندل کا دماغ اصفہانی سرمہ میں حل کر کے آنکھ میں لگایا جائے تو آنکھ کا

موتیا ختم ہو جائے گا۔ نیز آنکھ کے دوسرے امراض بھی ختم ہو جائیں گے۔ سمندل کا خون اگر برص کے داغوں پر لگایا جائے تو ان کا رنگ تبدیل ہو جائے گا۔ اگر کوئی آدمی سمندل کے دل کا کچھ حصہ نگل لے تو جو بات بھی سنے گا اسے یاد ہو جائے گی۔ سمندل کا پتا ایسی جگہ لگانے سے جہاں بال نہ اگتے ہوں بال اگنے لگتے ہیں۔ اگر چہ وہ ہاتھ کی ہتھیلی ہی کیوں نہ ہو۔

السمور

اس کا مطلب بلی کی طرح کا ایک جانور ہے جو خشکی پر رہتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ "السمور" کا مطلب نیولا ہے اور یہ جانور جس جگہ رہتا ہے اس کے اثر سے یہ اپنا رنگ تبدیل کر لیتا ہے۔ عبد اللطیف بغدادی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ ایک بہادر حیوان ہے اور حیوانات میں سے انسان پر سب سے زیادہ بہادر یہی ہے۔ اس جانور کو حیلہ کے ذریعے ہی پکڑا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ زمین میں کسی مردار کو دفن کر دیا جاتا ہے اور پھر اس حیوان کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ اس جانور کا گوشت بہت گرم ہے۔ ترکی کے رہنے والے لوگ اس جانور کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس جانور کی کھال کو دوسری کھالوں کی طرح دباغت نہیں دی جاتی۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ کے اس قول پر حیرانی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب "تہذیب الاسماء واللغات" میں لکھا ہے کہ سمور ایک پرندہ ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ سے سہواً ہو گیا ہو اس سے بھی عجیب کہ سمور سے مراد جنوں کی ایک قسم ہے۔ یہ جانور اپنی جلد کی ملائمت اور خفت اور حسن کے لئے مخصوص ہے۔ اس جانور کے بالوں سے تیار کئے گئے کپڑے بادشاہ اور امیر آدمی پہنتے ہیں۔ مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ میں نے شعبی علیہ الرحمہ کو دیکھا کہ وہ سمور کے بالوں سے تیار کردہ قبا پہنے ہوئے تھے۔

حکم: سمور کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ نجاست نہیں کھاتا۔

تعبیر: خواب میں السمور کو دیکھنا ایسے ظالم آدمی کی طرف اشارہ ہے جو چور بھی ہو اور وہ کسی سے نباہ بھی نہ کر سکے۔

السمیطر

"السمیطر" بروزن العمثیل اس کا مطلب لمبی گردن والا ایک پرندہ ہے جو ہمیشہ اتھلے (یعنی کم) پانی میں رہتا ہے۔ اس کی کنیت ابو العیزار ہے۔ حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ اس پرندے کو "الشیطر" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل میم کے باب میں آئے گی۔

السمندر والسمیدر

"السمندر والسمیدر" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اہل ہند اور چین کے نزدیک یہ ایک معروف چوپایہ ہے۔

سناد

"سناد" (گینڈا) علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ ہاتھی کی طرح کا ایک جانور ہے جو جسامت میں ہاتھی سے چھوٹا اور بیل سے بڑا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جانور کا بچہ پیدا ہوتے ہی چرنا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب طاقتور ہو

جاتا ہے تو اپنی ماں سے اس خوف سے دور بھاگتا ہے کہ وہ اسے اپنی زبان سے چاٹنا شروع کردے گی جس طرح دوسرے جانور اپنے بچوں کو زبان سے چاٹتے ہیں۔ اگر وہ اپنے بچوں کو پالے تو وہ اسے اپنی زبان سے چاٹنا شروع کر دیتی ہے یہاں تک کہ اس کی ہڈی سے گوشت علیحدہ ہو جاتا ہے۔ یہ جانور ہند میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

حکم: اس جانور کا کھانا اسی طرح حرام ہے جس طرح ہاتھی کا گوشت کھانا حرام ہے۔

السنجاب

"السنجاب" یہ ایک ایسا حیوان ہے جو یرجوع کے برابر اور چوہے سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کے بال بہت زیادہ ملائم ہوتے ہیں۔ امیر لوگ اس کی جلد سے کوٹ تیار کرتے ہیں اور انہیں پہنتے ہیں۔ یہ جانور حیلہ باز ہے۔ یہ جانور جب کسی انسان کو دیکھ لیتا ہے تو کسی اونچے درخت پر چڑھ جاتا ہے اور اسی درخت کو اپنا مکان بنا لیتا ہے اور درخت ہی سے غذا حاصل کرتا ہے۔ یہ جانور ترک اور صقالیہ میں بہت پایا جاتا ہے۔ اس کا مزاج بہت گرم ہے کیونکہ یہ انسان کی حرکت کے مقابلہ میں سریع الحرکت واقع ہوا ہے۔ اس کی نیلگوں اور ملائم کھال بہت بہترین ہوتی ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

کلما ازرق لون جلدی من البرد تخیلت انہ سنجاب

"جب سردی کی وجہ سے میری رنگت نیلگوں ہو جاتی ہے تو میں اس خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ میری جلد سنجاب ہے"۔

حکم: سنجاب کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔ حنابلہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ سنجاب کے حلال وحرام ہونے کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے اس لئے جب کسی شے میں حلت وحرمت دونوں جمع ہو جائیں تو اباحت ثابت ہوتی ہے اور شریعت میں اصل اباحت ہی ہے۔ اگر شرعی طریقہ کے مطابق سنجاب کو ذبح کر دیا جائے تو اس کی جلد کے کپڑے تیار کر کے پہننا جائز ہیں کیونکہ اس کی کھال ذبح کرنے کی وجہ سے پاک ہو جائے گی۔ لیکن دباغت کا اثر بالوں پر نہیں ہوتا۔ بعض اہل علم کے نزدیک کھال کے تابع ہو کر دباغت سے بال بھی پاک ہو جائیں گے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی ایک روایت بھی یہی ہے کہ بال بھی پاک ہو جائیں گے۔ نیز استاذ ابواسحٰق اسفرائنی اور رویانی اور ابن ابی عصرون اور سبکی علیہم الرحمہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور مبارک میں گھوڑوں کے بالوں سے تیار کردہ کپڑا تقسیم کیا کرتے تھے حالانکہ گھوڑوں کو مجوسی ذبح کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن وعلہ کو دیکھا کہ وہ اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ تو میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی کہ جب ہم سفر میں مغرب کی طرف جاتے ہیں تو مجوسی مینڈھا ذبح کر کے لاتے ہیں لیکن ہم ان کے ذبیحہ کو نہیں کھاتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جانور جنہیں غیر مسلم نے ذبح کیا ہو ان کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

مرغ کی خصوصیات: سنجاب کا گوشت مجنون شخص کو کھلایا جائے تو اس کا جنون زائل ہو جائے گا۔ نیز اگر امراض سوداویہ میں مبتلا شخص سنجاب کا گوشت کھائے تو اس کے لئے فائدہ مند ہے۔ مفردات میں لکھا ہے کہ سنجاب کے اندر گرمی بہت کم ہے

کیونکہ اس کے مزاج میں رطوبت کا غلبہ ہے اور حرارت کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ اس کی خوراک میں میوہ جات شامل ہیں۔ گرم مزاج والوں اور نوجوانوں کے لئے سنجاب کے بالوں سے تیار کردہ لباس بہت مفید ہے کیونکہ یہ معتدل ہوتا ہے۔

السنداوة

''السنداوۃ'' اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ اس کے لئے ''السنۃ'' کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

السندل

''السندل'' اس کا مطلب آگ کا جانور ہے۔ یہ وہی جانور ہے جس کو ''السمندل'' کہا جاتا ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ نیز عمرو بن قیس مکی جو متروک الحدیث ہیں کا لقب بھی السندل تھا۔ سنن ابن ماجہ میں ان سے دو ضعیف حدیثیں مروی ہیں۔

السنور

''السنور'' یہ ایک متواضع جانور ہے جو لوگوں کے گھروں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے چوہوں کو دفع کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اس کی کنیت ابوخراش' ابوغزوان' ابوالھیثم ' ابوشاخ ہے اور مؤنث علم شاخ ہے۔ اس جانور کے بہت سے نام ہیں کہا جاتا ہے کہ ایک اعرابی نے ایک بلی کا شکار کیا لیکن اسے اس کے بارے میں کسی قسم کا کوئی علم نہیں تھا۔ وہ ایک شخص سے ملا تو اس نے کہا یہ سنور ہے پھر دوسرے شخص سے ملا تو اس نے کا یہ ''ھمزۃ'' ہے پھر تیسرے شخص سے ملا تو اس نے کہا یہ ''القط'' ہے۔ پھر یہ چوتھے شخص سے ملا تو اس نے کا یہ ''الغیون'' ہے۔ پھر یہ پانچویں شخص سے ملا تو اس نے کہا یہ ''الدم'' ہے۔ اعرابی نے کہا کہ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اسے اپنے پاس رکھوں گا اور اسے فروخت کروں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے زیادہ مال عطا کرے۔ جب وہ اعرابی اس بلی کو بیچنے کے لئے بازار گیا تو اس سے کہا گیا اس کی قیمت کیا ہے؟ اس اعرابی نے کہا سو درہم۔ خریدار نے کہا کہ اگر تمہیں نصف قیمت مل جائے تو کافی ہے۔ اعرابی نے بلی کو پھینک دیا اور کہنے لگا اللہ کی لعنت ہو اس پر اس کے اتنے زیادہ نام ہیں اور اس کی قیمت بہت کم ہے۔ یہ اسماء ذکر کے لئے ہیں۔ ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ مؤنث کے لئے ''سنورۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس طرح ''الضفادع'' زمینڈک کا مؤنث ''ضفدعۃ'' آتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں تذکرہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اکرم' شفیع معظم' راحت العاشقین' سراج السالکین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے گھر میں تشریف لے جاتے اور ان کے قریب دوسرے گھروں میں نہیں جاتے تھے۔ یہ بات ان لوگوں پر گراں گزری۔ انہوں نے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے گھروں میں کتا ہے اس لئے میں تمہارے گھر نہیں آتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے گھر بلی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''السنور السبع'' بلی تو سبع ہے مطلب بلی اور کتے کا حکم ایک جیسا نہیں ہے۔

اس روایت کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت ابوشریحہ غفاری رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قبیلہ مزینہ کے دو آدمی سب سے آخر

میں پہنچنے والے ہوں گے۔ وہ لیک پہاڑ سے جس میں وہ چھپے ہوئے تھے نکل کر ایک جگہ آئیں گے اور وہاں وہ انسانوں کی بجائے جانوروں کو پائیں گے۔ وہ مدینہ منورہ کی طرف آئیں گے۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچیں گے تو آپس میں کہیں گے کہ کہاں ہیں لوگ یہاں تو کوئی ایک انسان بھی نظر نہیں آتا۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں ہوں گے۔ پس وہ دونوں گھروں میں داخل ہوں گے تو ان کے بستروں پر لومڑیاں اور بلیاں پائیں گے۔ ان دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہے گا کہ لوگ کہاں ہیں۔ دوسرا جواب دے گا کہ بازار میں خرید وفروخت میں مصروف ہوں گے۔ پس وہ دونوں گھروں سے نکلیں گے لیکن وہاں بھی کوئی آدمی نہیں پائیں گے پھر وہ دونوں مدینہ منورہ کے دراز ہ پر آ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ تو مدینہ کے دروازہ پر دو فرشتے کھڑے ہوں گے جو ان کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں گھسیٹتے ہوئے میدان محشر میں لائیں گے اور یہ میدان محشر میں آنے والے آخری انسان ہوں گے۔ (رواہ نعیم بن حماد من کتاب الفتن)

ایک عجیب واقعہ: کہا جاتا ہے کہ رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جب اس کے بعض ساتھی لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تنگی محسوس کرتے اور ملاقات کا ذریعہ نہ پاتے تو وہ حاجت مند ایک کاغذ پر لکھ دیتے اور اسے بلی کے گلے میں ڈال دیتے۔ بلی اسے لے کر رکن الدولہ کے پاس پہنچ جاتی۔ رکن الدولہ اس رقعہ کو لے کر پڑھتا اور اس کا جواب لکھ کر بلی کے گلے میں ڈال دیتا۔ وہ بلی دوبارہ اس حاجت مند کے پاس لوٹ آتی اور وہ حاجت مند بلی کے گلے سے رقعہ لے لیتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کے امتی جو کشتی میں سوار تھے ان کو چوہوں سے تکلیف ہونے لگی تو حضرت نوح علیہ السلام نے شیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ شیر کو چھینک آئی اور چھینک سے بلی نکل پڑی اسی لیے بلی کی شکل شیر کی طرح ہے۔ جب تک انسان بلی کو نہ دیکھ لے اس وقت تک شیر کا تصور نہیں کر سکتا۔ بلی اپنی ظرافت میں مشہور ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بلی اپنے لعاب دہن سے اپنے چہرہ کو صاف کرتی ہے۔ اس کے بدن پر کوئی چیز لگ جائے تو وہ اسے فوراً صاف کر لیتی ہے۔ موسم سرما کے آخر میں اس جانور کے نر کی شہوت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ جب مادہ تولید کی سوزش سے اس کو تکلیف محسوس ہوتی ہے تو وہ چیختا اور چلاتا ہے یہاں تک کہ اپنی مادہ سے ملتا ہے اور اس مادہ کو نکال کے سکون حاصل کرتا ہے۔ جب بلی کو بھوک لگتی ہے تو وہ اپنے بچوں کو کھا جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلی شدت محبت کی وجہ سے ایسا کرتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ

جاءت مع الشفین فی هودج ۔ تزجی الی النصرة اجنادها

کانها فی فعلها هرة ۔ ترید ان تاکل اولادها

''وہ دونشانات کے ساتھ ہودج میں آئی اور اپنے لشکروں کو فتح ونصرت کی طرف ہنکانے لگی''۔

''گویا کہ وہ اپنے اس کام میں بلی کی طرح ہے کہ اس کا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنا لقمہ بنالے''۔

تزجی کا مطلب چلانا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو چلاتا ہے''۔

جب بلی پاخانہ کرتی ہے تو اس کو چھپالیتی ہے تا کہ چوہا اس کی بونہ سونگھ سکے کیونکہ چوہا بلی کے پاخانہ کی بو سونگھتے ہی بھاگ

جاتا ہے۔ جب بلی اپنے پاخانہ کی بوسخت محسوس کرتی ہے تو اس کو مٹی وغیرہ سے ڈھانپ دیتی ہے تا کہ بدبو اور جرم دونوں چھپ جائیں۔

چوہا بلی کے پاخانہ کو پہچانتا ہے۔ امام علامہ زمخشری نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلی کو یہ سمجھ بوجھ اس لئے عطا کی ہے کہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں اور یہ بھی اپنے بول و براز کو چھپا دیا کریں۔ جب بلی کسی گھر سے مانوس ہو جاتی ہے تو یہ اس گھر میں دوسری بلی کو داخل نہیں ہونے دیتی اور اگر کوئی بلی وہاں آ جائے تو سخت لڑائی کرتی ہے اور اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں کے اندر دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور گھریلو بلی خیال کرتی ہے کہ کہیں گھر کا مالک دوسری بلی سے مانوس نہ ہو جائے اور اسے میری غذا میں شریک نہ کرلے اور مالک کی محبت تقسیم نہ ہو جائے۔ اگر بلی گھر کے مالک کی کوئی ایسی چیز چرا لیتی ہے جو مالک نے بڑی احتیاط کے ساتھ رکھی ہو تو بھاگ جاتی ہے۔ اس ڈر سے کہ کہیں مالک سے اسے مار نہ پڑے۔ جب مالک بلی کو دفع کرنے کا ارادہ کرے تو بلی اس کے پاؤں میں اپنا جسم مس کرنے لگتی ہے کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ ایسا کرنے سے اسے خلاصی مل جائے گی اور اسے مالک کی طرف سے احسان حاصل ہو جائے گا۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے ہاتھی کے دل میں بلی کا ڈر رکھ دیا ہے۔ جب ہاتھی بلی کو دیکھ لیتا ہے تو بھاگ جاتا ہے۔ یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اہل ہند کا ایک لشکر جس میں ہاتھی تھے بلی کی وجہ سے شکست کھا گیا۔ بلی کی تین قسمیں ہیں۔ اہلی، وحشی، سنور انز باذ اہلی اور وحشی دونوں کے مزاج میں غصہ پایا جاتا ہے۔ یہ گوشت کو کھا جاتی ہے۔ بلی کئی کاموں میں انسان کی طرح ہے مثلاً بلی انسان کی طرح چھینکتی ہے اور انگڑائی لیتی ہے اور کوئی چیز بھی لینی ہو تو ہاتھ بڑھا کر لیتی ہے۔ سال بھر میں بلی دو مرتبہ بچے دیتی ہے۔ اس کی حمل کی مدت پچاس دن ہوتی ہے۔ وحشی بلی جسم میں اہلی بلی سے بڑی ہوتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ اہل علم بلی کا پالنا مستحب قرار دیتے ہیں۔

حکم: صحیح بات یہی ہے کہ وحشی اور گھریلو جانوروں کا کھانا حرام ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی درندوں میں سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بلی بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح درندوں کا گوشت حرام ہے۔ امام بیہقی علیہ الرحمہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کا گوشت اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یہ حکم جنگلی بلی کے لئے ہے کیونکہ اس کی بیع میں نفع نہیں ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے، یہاں تک کہ اگر لوگوں میں بلی بطور ہدیہ دینے کا رواج ہو جاتا ہے یا لوگ اس کو رعایتاً لے لیں تو یہ ایسی بیع ہو جائے گی جس میں نفع ہے اور یہ بیع صحیح ہو جائے گی اور پھر بلی کو بیچ کر اس کی قیمت لینا بھی حلال ہوگا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ ہمارا (یعنی شوافع کا) مذہب ہے اور علماء کوفہ کا مذہب وہ حدیث ہے جو ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طاؤس، مجاہد نے جابر بن زید سے نقل کی ہے کہ بلی کی بیع جائز نہیں ہے۔ خطابی اور ابو عمر بن عبد البسر نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ ابن عبد البر کا قول ابو الزبیر سے بھی مروی ہے اس کی تفصیل باب الھاء میں الھمزہ کے تحت آئے گی۔ جنگلی بلی کے بارے میں بہت سی روایات ہیں کہ یہ حرام ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور حضرت امام مالک علیہ

الرحمہ اور حضرت امام احمد علیہ الرحمہ کے نزدیک حرام ہے لیکن بوشنجی سے اس کی حلت کا قول منقول ہے البتہ صحیح قول وہی ہے جو پہلے گزرا کہ گھریلو بلی حرام ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں: "وہ گرفت میں بلی سے بھی زیادہ تیز ہے" (یہ ضرب المثل) ایک ایسے آدمی کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جو تیزی کے ساتھ چیزوں کو اچک لیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "وہ آدمی چیزوں کو اچکنے میں تیز ہے"۔ یہ مثال اس آدمی کے لئے استعمال ہوتی ہے جو بھولا بھالا اور جاہل ہو۔ بشار بن برد اعمی نے کہا ہے کہ

ابا مخالف ما زلت نباح غمرة　　صغیرا فلما شبت خیمت بالشاطی

کسنور عبدالله بیع بدرهم　　صغیرًا فلما شب بیع بقیراط

"ابو مخالف جب کم سن تھا تو ہمیشہ چلاتا رہا اور جب جوان ہوا تو اس نے دریا کے کنارے خیمہ لگا لیا"۔

"جس طرح کہ عبداللہ کی بلی جو بچپن میں ایک درہم کی فروخت ہوئی اور جب جوان ہوئی تو وہ ایک قیراط میں فروخت ہوئی"۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ شاعر نے جو کہاوت اپنے اشعار میں بیان کی ہے وہ کلام عرب کے مزاج کے موافق نہیں ہے۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ جس نے عبداللہ کی بلی کی کہاوت کے بارے میں پتا لگایا اور اہل معرفت سے بھی معلوم کیا لیکن مجھے فرزدق کے اس شعر کے علاوہ کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا۔

رأیت الناس یزدادون یومًا　　فیومًا فی الجمیل وأنت تنقص

کمثل الهرة فی صغر یغالی　　به حتی اذا ما شب یرخص

"میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ نیکیوں میں دن بدن آگے بڑھ رہے ہیں لیکن تو نقصان کی طرف بڑھ رہا ہے"۔

"اس بلی کی طرح جس کی قیمت فروخت چھوٹی عمر میں بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ جب بوڑھی ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت کا اضافہ رخصت ہو جاتا ہے"۔

شاعر نے اس شعر میں کسی خاص بلی کی طرف اشارہ نہیں کیا بلکہ ہر بلی کی یہی حالت ہے کہ چھوٹی عمر میں اس کی قیمت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جب بوڑھی ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت بھی گر (کم ہو) جاتی ہے۔

خواص: اگر کوئی شخص گھریلو بلیوں میں سے کالی بلی کا گوشت کھا لے تو اس پر جادو کا اثر نہیں ہوگا۔ اگر بلی کی تلی کسی مستحاضہ عورت کی کمر میں باندھ دی جائے تو استحاضہ کا خون رک جائے گا۔ اگر بلی کی آنکھیں خشک کر کے ان کی دھونی کوئی آدمی لے لے تو اس کی جو بھی حاجت ہوگی پوری ہو جائے گی۔ اور جو شخص بلی کا پھاڑنے والا دانت اپنے پاس رکھے تو وہ رات کے وقت نہیں ڈرے گا۔ اگر بلی کا دل بلی کی کھال میں لپیٹ کر کوئی شخص اپنے پاس رکھے تو اس پر دشمن غلبہ نہیں پاسکے گا۔ اگر کوئی شخص بلی کا پتا سرمہ کے طور پر آنکھوں میں لگائے تو رات کو بھی ایسے ہی دیکھے گا جیسے دن میں دیکھتا ہے۔ اگر بلی کے پتا کو نمک، زیرہ اور کرمالی کے ساتھ ملا کر پرانے زخموں پر لگایا جائے تو زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر بلی کا خون جماع کے وقت آلہ تناسل پر مل لیا

جائے تو جس کے ساتھ جماع کرے گا وہ جماع کرنے والے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے گی۔ اگر بلی کے گردہ کی دھونی کسی حاملہ عورت کو دی جائے تو اس کا حمل ساقط ہو جائے گا۔

علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر سیاہ بلی اور سیاہ مرغی کا پتا خشک کرنے کے بعد پیس لیں اور سرمہ کے طور پر استعمال کریں تو جو اس کو استعمال کرے گا اسے جنات نظر آنے لگیں گے اور وہ اس کے خادم بن جائیں گے۔ یہ عمل مجرب ہے۔ اگر سیاہ بلی کا پتا آدھا درہم جتنا لے کر زیتون کے تیل میں حل کر کے لقوہ کے مرض کی ناک میں ڈال دیا جائے تو شفایاب ہو جائے گا۔ جنگلی بلی کی ہڈی کا گودا چنے کے پانی میں بھگو کر آگ میں پکا کر نہار منہ حمام کے اندر لیا جائے تو گردہ کے درد اور عسر البول کے لئے بہت فائدہ والا ہے۔ حضرت امام قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر عورت بلی کے دماغ کی دھونی لے لے تو اس کے رحم سے منی خارج ہو جائے گی۔

سنور الزباد

بلی کی تیسری قسم سنور الزباد ہے۔ یہ گھریلو بلی کی طرح ہوتی ہے لیکن جسامت کے لحاظ سے بڑی اور اس کی دم بہت لمبی ہوتی ہے۔ اس کے بال سیاہ ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ چت کبری ہوتی ہے۔ یہ بلی بلادِ ہند اور سندھ میں پائی جاتی ہے۔ الزباد اس کا مطلب ایک قسم کا میل ہے جو اس بلی کی بغلوں اور دونوں رانوں اور پاخانہ کے مقام کے اردگرد پایا جاتا ہے۔ اس میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے جس طرح کستوری کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ میل بلی کی بغلوں، رانوں اور اس کی شرمگاہ کے اردگرد سے ایک چھوٹے چمچے سے نکالا جا سکتا ہے۔

حکم: وحشی اور گھریلو بلی کی طرح سنور الزباد کا کھانا بھی حرام ہے اور "الزباد" (بلی کا میل) جس سے ایک خاص قسم کی خوشبو آتی ہے پاک ہے لیکن ماوردی اور رمیانی نے کہا ہے کہ "الزباد" دریائی بلی کے دودھ کو کہا جاتا ہے جو مشک کی طرح حاصل کیا جاتا ہے۔ نیز اس کا دودھ سفید ہوتا ہے اور دریا کے قریب رہنے والے لوگ اس بلی کا دودھ پیتے ہیں اور اس بلی کا دودھ پینا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ دودھ حلال ہونا چاہئے سو اگر ہم کہیں کہ وہ جانور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور وہ دریا میں رہتے ہیں ان کا دودھ ناپاک نہیں ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کی پاکی اور اسے بیچنا اس کی صحت معلوم ہوتی ہے سو اگر یہی بات صحیح ہو کہ تمام دریائی جانوروں کا گوشت اور دودھ حلال ہے تو اس کے بعد اس پر غور کیا جائے گا کہ "سنور الزباد" خشکی کا جانور ہے یا دریائی جانور ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ یہ خشکی کا جانور ہے۔

السنونو

یہ ابابیل کی ایک قسم ہے۔ اسے حجر ایرقان اور حجر السنونو بھی کہا جاتا ہے۔ جمال الدین بن رواحہ علیہ الرحمہ نے اس کے بارے میں شعر کہا ہے:

وغـريبة حـنـت الـى وكـرلهـا　　فـاتـت الـيـه فـى الـزمـان المقبل

فرشت جناح الآبنوس وصففت بالعاج ثم تقهقهت بالصندل

''اور وحشی جانور کی طرح جو اپنے گھونسلے میں پہنچی ہو سو تو بھی مستقبل میں اسی انداز میں آئے گا''۔

''تیرے بازو آبنوس کے طرز پر ہیں اور ان ہاتھی دانت جیسی بند کیاں ہیں اور پھر ان بند کیوں پر صندل ڈالا گیا ہے''۔

حکم: ابابیل کا شرعی حکم ''باب الخاء'' میں ''الخطاف'' کے تحت گزر چکا ہے۔

خواص: اگر ابابیل کی دونوں آنکھیں کسی کپڑے میں لپیٹ کر کسی چار پائی میں لٹکا دی جائیں تو جو شخص بھی اس چار پائی پر سوئے گا اسے نیند نہیں آئے گی۔ اگر اس کی آنکھوں کی دھونی ایسی جگہ دی جائے جہاں چڑیاں رہتی ہوں تو وہاں سے چڑیاں بھاگ جائیں گی۔ نیز اگر بخار میں مبتلا شخص کو ابابیل کی آنکھوں کی دھونی دی جائے تو اس کا بخار ختم ہو جائے گا۔

السودانیہ والسوادیۃ

''السودانیہ والسوادیۃ'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ انگور کھانے والا پرندہ ہے۔

ایک عجیب حکایت: بیان کیا جاتا ہے کہ روم کے ملک میں ایک پیپل کا درخت تھا اور اس پر ایک پیپل کی ''سودانیۃ'' تھی جس کی چونچ میں زیتون کا پھل تھا۔ جب زیتون کے پھل کا موسم آتا تو وہ ''سودانیۃ'' (یعنی ایک پرندہ) اپنی آواز نکالتی سو اس آواز کو سن کر اس کے تمام پرندے اس کے گرد جمع ہو جاتے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس تین زیتون کے پھل ہوتے۔ ایک پھل ان کی چونچ میں ہوتا اور دو پھل وہ اپنے پنجوں میں اٹھا کر لاتے' یہاں تک کہ وہ ''سودانیۃ'' کے سر پر ان پھلوں کو ڈال دیتے تھے۔ روم کے رہنے والوں کو جتنے پھلوں کی ضرورت ہوتی وہ اٹھا کر چلے جاتے تھے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''السودانیۃ'' وہ پرندہ ہے جسے ''زرزور'' کہا جاتا ہے۔ اصل میں اس کے بارے میں امام شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہے۔ ایک حکایت پہلے گزر چکی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ پرندہ بہت زیادہ انگور کھاتا ہے۔

خواص: اس پرندے کا گوشت ٹھنڈا' خشک اور بے کار ہوتا ہے۔ خاص طور پر وہ پرندہ جو کمزور ہو اس کا گوشت بیکار ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ عمدہ گوشت اس پرندے کا ہوتا ہے جو جال سے شکار کیا گیا ہو۔ سودانیۃ کا گوشت دماغ کے لئے نقصان دہ ہے لیکن اگر اس کے گوشت کا شوربہ استعمال کیا جائے تو نقصان میں کمی ہو جاتی ہے۔ سودانیۃ کا گوشت سرد مزاج والوں اور بوڑھوں کے لئے مفید ہے۔ نیز موسم ربیع میں اس کا گوشت کھانا بہت فائدہ مند ہے۔ سودانیۃ پرندے کا گوشت کھانا مکروہ ہے کیونکہ یہ پرندہ حشرات اور ٹڈی کھاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے گوشت سے بدبو آتی ہے۔ روفس نے پرندوں کو گوشت کے لحاظ سے تین درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ روفس کے نزدیک خشکی کے پرندوں میں سے بدترین پرندے یہ ہیں:

1:- الرخ 2:- الشحرور 3:- اسمانی 4:- الحجل 5:- الدلاج

6:- الطیہوج 7:- الشغنین 8:- الفاختہ 9:- اسلوی واللہ اعلم

السوذنیق

''السوذنیق'' کفایۃ المتحفظ میں لکھا ہے کہ ''السوذنیق'' باز کو کہتے ہیں۔

السوس

"السوس" حضرت امام جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب وہ کیڑا ہے جو اون اور اناج میں پیدا ہوتا ہے۔ اہل عرب اس غلہ کو جس میں یہ کیڑا پیدا ہوتا ہے طعام "مسوس" اور طعام "مدود" کہتے ہیں۔ یعنی ایسا غلہ جسے گھن لگ گیا ہے یا کیڑا لگا ہوا غلہ۔ راجز نے کہا ہے کہ

قد اطعمتنی دقلا حولیا　　مسوسا مدودا حجریا

"اصل میں تو نے مجھے کھلایا پرانا غلہ جس پر سال گزر چکا تھا اور جس میں تلخی آگئی تھی اور اسے کیڑے نے بیکار کر دیا تھا"۔

قتادہ اور مجاہد علیہ الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول یَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ "وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم جانتے نہیں" کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کا مطلب وہ کیڑے ہیں جو کپڑے اور پھلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ عرش کی داہنی طرف ایک نہر ہے جس کی وسعت ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں سے ستر گنا زیادہ ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر روز سحری کے وقت اس نہر میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں غسل کرتے ہیں۔ آپ کے جسم پر نورانیت میں اور حسن و جمال میں اضافہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد آپ اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ہر ایک بال سے ستر ہزار (پانی کے) قطرے نکالتا ہے اور ہر قطرے سے ستر فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر روز ستر ہزار فرشتے بیت المعمور میں اور ستر ہزار فرشتے خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہیں اور پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ حضرت طبری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "مَالَا تَعْلَمُوْنَ" کا مطلب جنتیوں کے وہ القابات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار رکھے ہیں اور جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسانی دل میں اس کا خیال ہوگا۔

حرث بن حکم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں جو آیات نازل فرمائی تھیں ان میں سے یہ آیت بھی تھی "میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ اگر میں مردہ لاش میں بدبو پیدا نہ کرتا تو لوگ اپنے مردوں کو گھروں میں روک دیتے "میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ میں ہی غلہ کے نرخ میں گرانی پیدا کرتا ہوں حالانکہ غلہ کے ڈھیر لگے ہوئے ہوتے ہیں "میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں"۔ اگر میں غلہ میں کیڑا پیدا نہ کرتا تو بادشاہ غلہ کو اپنے خزانہ میں جمع کر لیتے "میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں"۔ اگر میں دلوں میں امیدوں کے ذریعے سکون پیدا نہ کرتا تو لوگ تفکرات کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ عمرو بن ہند نے جب ملتمس کو عراق کے غلہ سے محروم کرنے کا ارادہ کیا تو کہنے لگا:

الیت حب العراق الدھر اطعمہ　　والحب یاکلہ فی القریۃ السوس

"کیا تم نے عمر بھر عراق کا غلہ کھانے کی قسم کھالی ہے حالانکہ کسی بستی میں جو غلہ ہوتا ہے اسے گھن ہی کھا جاتا ہے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی یہ طاقت رکھتا ہو کہ وہ اپنے غلہ کو آسمان میں چھپائے جہاں چور نہ پہنچ سکے اور نہ ہی ان کو گھن کھا سکے۔ اسے چاہئے کہ ایسا ہی کرے کیونکہ ہر آدمی کا دل اس کے خزانے کی طرف لگا رہتا ہے۔ (رواہ البیہقی فی شعبہ)

ایک حکایت: شیخ العارف ابوالعباس المری سے مروی ہے کہ ایک عورت نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے پاس گھن لگے ہوئے گیہوں تھے۔ ہم نے ان کو پسوایا۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا اور ہمارے یہاں گھن لگ گئی۔ ہم نے اس کو چھلنی سے چھان لیا تو گھن زندہ نکل آئی۔ شیخ العارف ابوالعباس کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے کہا کہ اکابر کی صحبت سلامتی کا باعث ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اسی قسم کی ایک حکایت ابن عطیہ علیہ الرحمہ نے سورۂ کہف کی تفسیر میں بیان کی ہے۔ ابن عطیہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میرے والد سے ابوالفضل جوہری ؒ نے بیان کیا کہ میں نے اپنی مجلس میں وعظ کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو اس کو نیک لوگوں کی برکت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اصحاب کہف کے ساتھ کتے کا بھی ذکر کیا ہے اور لوگ ہمیشہ اس کی تلاوت کرتے رہیں گے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو شخص ذاکرین کی صحبت میں بیٹھے گا وہ غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے اور جو نیک لوگوں کی خدمت کرتا ہے اس خدمت کی وجہ سے اسے بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

عجیب وغریب فائدہ: علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مجھے کچھ نیک لوگوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ اگر مدینہ منورہ کے ساتھ فقہاء کے نام کسی کاغذ پر لکھ کر گیہوں میں رکھ دیئے جائیں تو جب تک یہ کاغذ گیہوں میں موجود رہے گا اسے گھن نہیں لگے گا اور یہ نام اس شعر میں جمع کر دیئے گئے ہیں:

ألا كل من لا يقتدى بأيمة	فقسمته ضيزى عن الحق خارجه
فخذهم عبيدالله عروة قاسم	سعيد ابوبكر سليمان خارجه

"خبردار جو آئمہ کی پیروی نہیں کرتا اس کی قسمت ٹیڑھی ہے اور وہ حق سے خارج ہے"۔
"تم ان کی پیروی کرو عبیداللہ، عروہ، قاسم، سعید، ابوبکر، سلیمان، خارجہ (کی پیروی کرو)"

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بعض اہل تحقیق سے مجھے استفادہ حاصل ہوا ہے کہ اگر ان اسماء کو لکھ کر سر میں باندھ لیا جائے یا پڑھ کر سر پر پھونک دیئے جائیں تو سر کا درد ختم ہو جائے گا۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مجھے بعض اہل علم سے استفادہ حاصل ہوا ہے کہ مندرجہ ذیل کلمات کو لکھ کر سر پر لٹکا لیا جائے تو سر کا درد ختم ہو جائے گا کلمات یہ ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم اهدا عليه يارأس بحق من خلق فيك الانسان والافراس و كتبه الكتبة بلاقلم ولا قرطاس قربقرار الله اسكن واهد اهد الله بحرمة محمدبن عبدالله رسول الله صلى الله عليه وسلم ولاحول ولا قوة الا بالله العلى العظيم الم ترالى ربك كيف مدالظل ولوشاء لجعله ساكن أسكن ايها الوجع الصدع والشقيقة والضربان عن حامل هذا الاسماء كماسكن عرش الرحمن وله ماسكن فى اليل والنهار وهوالسميع العليم وننزل من القرآن ما

ھو شفاء ورحمة للمؤمنین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ علی سیدنا محمد خاتم المرسلین وعلی آلہ وصحبہ وسلم ۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ عمل بھی مجھے بعض آئمہ امامیہ سے پہنچا ہے اور مجرب ہے اس عمل کو چوب غار پر ایسی جگہ بیٹھ کر لکھا جائے جہاں سورج کی روشنی نہ پڑتی ہو اور جس تختی پر لکھا ہوا سے لے جاتے وقت سورج کا سامنا نہ ہو۔ یہ کلمات لکھ کر وہ تختی گیہوں یا جو وغیرہ میں دبادی جائے تو اس گیہوں اور جو کو کبھی کیڑا نہیں لگے گا۔ کلمات یہ ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم ألوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا فماتو الذلك یموت الفراش والسوس ویرحل باذن اللہ تعالیٰ اخرج ایھا السوس والفراش باذن اللہ تعالیٰ عاجلا والافرحت من ولایۃ امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ ولیثھہ علیك انك سوقت لجام بغلۃ نبی اللہ سلیمان بن داؤد علیھما الصلاۃ والسلام ۔

عمل مجرب ہے۔

حکم: گھن کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ "العیال سوس المال" اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں "اکل من سوسۃ" خالد بن صفوان بن الاھیم سے کہا گیا کہ تمہارا بیٹا کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ وہ اپنے ہم عمر نوجوانوں کا سردار ہے۔ پھر کہا گیا کہ وہ ہر روز کتنی خوراک استعمال کرتا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک درہم۔ اس سے کہا گیا کہ اس پر صرف تیس درہم ماہانہ خرچ ہوتے ہیں اور تمہارے پاس تو تیس ہزار درہم ہیں۔ خالد بن صفوان نے کہا کہ تیس درہموں کا ضائع ہونا کم تر ہے بہ نسبت اس کے کہ گھن اونی کپڑوں میں لگ جائے اور انہیں تیزی سے کھا جائے۔ اس کا یہ کلام حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو سنایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خالد کا تعلق بنی تمیم سے ہے اور بنی تمیم بخل اور کنجوسی میں مشہور ہے۔

السید

"السید" یہ بھیڑیوں کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن سید بطلیموسی کے دادا کو بھی "السید" کہا جاتا تھا۔ ابو محمد بڑے نحوی اور لغت کے ماہر تھے۔ انہوں نے بہت مفید کتابیں لکھی ہیں۔

ان کی پیدائش 444ھ میں ہوئی اور ان کا انتقال 521ھ ماہ رجب میں ہوا۔

السیدہ

"السیدہ" اس کا مطلب بھیڑیا کی مادہ ہے۔ امام علامہ حافظ النحوی اللغوی بن ابو الحسن بن اسماعیل بن سیدہ المرسی بھی اسی نام سے منسوب ہیں۔ ابوالحسن علم لغت اور نحو کے امام تھے۔ آپ نے اس فن میں ایک کتاب "المحکم والمخصص" لکھی ہے۔ آپ نابینا تھے اور آپ کے والد بھی آنکھوں کی روشنی سے محروم تھے۔ آپ کی وفات ربیع الاول 450ھ کو ہوئی۔ آپ نے کل

ساٹھ سال عمر پائی۔

سفینۃ

سفینۃ بروزن ھمینۃ' ابن سمعانی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب مصر میں پایا جانے والا ایک پرندہ ہے۔ اگر اس کے سامنے درختوں کے پتے ڈال دیئے جائیں تو یہ تمام پتے کھا جاتا ہے۔ ابو اسحٰق ابراہیم بن حسن بن علی ہمدانی کو بھی اسی پرندہ "سفینۃ" سے تشبیہ دی جاتی ہے اور ابو اسحٰق بہت بڑے محدث ہیں اور ان کی یہ عادت تھی کہ جب یہ کسی محدث سے حدیث سنتے تو جب تک اس سے پوری حدیث معلوم نہیں کر لیتے اس وقت اس سے علیحدہ نہیں ہوتے تھے۔

ابو سیراس

علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے الأشکال میں لکھا ہے کہ یہ ایک جانور ہے جو جنگلوں میں رہتا ہے۔ اس جانور کے ناک کے بانسا میں بارہ سوراخ ہوتے ہیں۔ جب یہ سانس لیتا ہے تو اس کی ناک سے بانسری جیسی آواز سنائی دیتی ہے۔ جنگلی جانور اس آواز کو سنتے ہیں اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں اور بعض جانور اس کی آواز سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ تب یہ جانور انہیں پکڑ لیتا ہے اور کھا جاتا ہے۔ اور اگر شکار اس کے کھانے کے قابل نہیں ہوتا تو یہ چیخ مارتا ہے جس سے جانور خوفزدہ ہوتے ہیں اور بھاگ جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

باب الشین المعجمہ

الشادن

"الشادن (دال کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب نر ہرن ہے جس کے سینگ نکل آئے ہوں۔

شادھوار

"شادھوار" یہ ایسا جانور ہے جو روم کے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے الاشکال میں لکھا ہے کہ اس جانور کا ایک سینگ ہوتا ہے جس کی بہتر شاخیں ہوتی ہیں جو اندر سے کھوکھلی ہوتی ہیں۔ جب ہوا چلتی ہے تو ان سینگوں میں سے ایک سینگ سے خوبصورت آواز سنائی دیتی ہے۔ حیوانات اس آواز کو سن کر اس جانور کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے ایک حکایت بیان کی ہے کہ ایک بادشاہ کے پاس اس جانور کا سینگ تھا جو اسے کسی نے ہدیہ دیا تھا۔ جب ہوا چلتی تو بادشاہ اسے اپنے پاس رکھ لیتا اور اس سینگ میں سے آوازیں سنائی دیتیں جنہیں سن کر انسان پر وجد طاری ہو جاتا تھا اور جب اس سینگ کو رکھ دیا جاتا تو اس سے ایسی غمگین آواز سنائی دیتی کہ انسان اس آواز کو سننے اور رونے کے قریب ہو جاتے تھے۔

الشارف

"الشارف" بوڑھی اونٹنی۔ اس کی جمع شرف آتی ہے جس طرح بازل کی جمع بزل آتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مالِ غنیمت میں سے میرے حصہ میں ایک شارف آیا تھا اور ایک شارف حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس دن مال خمس میں سے عطا فرمایا تھا' جب میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ کیا اور ولیمہ کی تیاری شروع کی تو میں نے بنی قینقاع کے ایک زرگر سے وعدہ کر لیا کہ وہ میرے ساتھ چل کر زیورات لے لے اور میں اپنے دونوں اونٹوں کے کجاوے کے لئے لکڑیاں وغیرہ جمع کرنے کے لئے باہر چلا گیا۔ تو میں نے اپنے اونٹوں کو ایک انصاری کے گھر کے پاس کھڑا کر دیا' جب میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے اونٹوں کے ہاتھوں اور پشتوں کا گوشت کاٹ لیا گیا ہے اور ان کی کلیجیاں بھی نکال لی گئی ہیں سو میری آنکھوں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔ میں نے کہا کون ہے جس نے میرے اونٹوں کے ساتھ ایسا کیا؟ تو لوگوں نے کہا کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے یہ کیا ہے اور وہ اس مکان میں

انصار کے ساتھ شراب پی رہے ہیں اور ایک گانا گانے والی بھی اس گروہ میں گانا گا رہی ہے وہ کہہ رہی تھی۔

الا یا حمز للشرف النواء	وهن معقلات بالفناء
ضع السکین فی اللبات منها	وضرجهن حمزة بالدماء
وجعل من اطایبها لشرب	طعاما من قدید او شواء
فانت ابو عمارة المرجی	لکشف الضر عنا والبلاء

''اے حمزہ! شرف کے علم بردار یہ اونٹنیاں صحن میں بندھی ہوئی ہیں''۔

''آپ ان کے گلوں میں چھری چلائیں اور ان کو چیر پھاڑ کر خون ریزی کریں''۔

''اور ان کے جسم کے بہترین حصہ کو بھنا ہوا گوشت شراب کی مجلس کے لئے تیار کر لیں''۔

''آپ ابوعمارہ ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ہم سے تکلیف اور مصیبت کو دور کر دیں گے''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا بقیہ حصہ مشہور ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ، حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ، حضرت امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ نیز حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل شراب کی حرمت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے سو اس وقت شراب نوشی حلال تھی اور شراب غزوۂ احد کے بعد حرام ہوئی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے فعل کو دلیل بناتے ہوئے اہل علم نے کہا ہے کہ مالک کی غیر موجودگی میں اس کے اونٹوں کو ذبح کر لینا مباح ہے۔ یہ جمہور علماء کی رائے ہے لیکن سحون داؤد اور عکرمہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کے جانور کا گوشت نہ کھایا جائے لیکن یہ قول شاذ ہے۔

الشاة

''الشاة'' اس کا مطلب بکری ہے۔ لفظ الشاة کا اطلاق نر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے۔ الشاة اصل میں ''شاهة'' تھا کیونکہ اس کی تصغیر ''شویهة'' ہے اور اس کی جمع ''شیاه'' ہے۔ اگر بکریوں کی تعداد تین سے دس تک ہو تو اس کے لئے جمع ہی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ''ثلاث شیاة'' کہیں گے۔ اور اگر تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو یوں کہا جائے گا ''هذه شاء کثیرة'' شاعر نے کہا ہے کہ

لا ینفع الشاوی فیها شاته	ولا حماراه ولا غلاته

''اسے بکری کا بھنا ہوا گوشت فائدہ نہیں دیتا اور نہ ہی گدھا اور غلہ فائدہ دیتے ہیں''۔

کامل ابن عدی میں خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان کے حالات زندگی میں یہ روایت ذکر ہے۔ عبدالرحمٰن بن عائذ کہتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے لئے بکری ہو اور اس کا دودھ اس کے پڑوسی کو نہ پہنچے یا مسکین کو نہ پہنچے تو چاہئے کہ وہ اس بکری کو ذبح کر دے یا اس کو فروخت کر دے۔ لقمان کی حکمت تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور لقمان سے مراد لقمان بن عنقاء بن بیرون ہے۔ ان کا تعلق ایلہ شہر سے تھا۔ ان کے بارے میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ان کو ان کے

مالک نے ایک بکری دی اور حکم دیا کہ اس کو ذبح کرو اور میرے پاس اس کے گوشت کا وہ حصہ لاؤ جو سب سے عمدہ ہو۔ لقمان حکیم نے بکری کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان نکال لی۔ پھر وہ دونوں چیزیں اپنے مالک کے سامنے پیش کر دیں۔ دوسرے دن مالک نے ایک اور بکری دی اور حکم دیا کہ اسے ذبح کرو اور میرے پاس اس کے گوشت کا وہ حصہ لاؤ جو خبیث ترین ہو۔ تو انہوں نے بکری کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان نکالی اور مالک کے سامنے یہ دونوں چیزیں پیش کر دیں۔ مالک نے لقمان حکیم سے اس بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ دل اور زبان دونوں طیب ہیں لیکن اگر اس کی ذات میں شرافت و بھلائی ہو اور یہ دونوں چیزیں خبیث ترین ہیں اگر اس کی ذات میں برائی ہو۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضور صاحب کائنات، صاحب قرآن، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب بھی یہی ہے کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے اور اگر اس میں فساد پیدا ہو جائے تو سارے جسم میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ خبردار سن لو وہ دل ہے۔

(بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث 52، مسلم رقم الحدیث 1599، ابوداؤد رقم الحدیث 3329، ترمذی رقم الحدیث 1205، نسائی رقم الحدیث 4453)

کہا جاتا ہے کہ ایک دن لقمان حکیم کا مالک بیت الخلاء میں داخل ہوا۔ کافی دیر تک وہاں بیٹھا رہا۔ آپ نے زور سے پکارا اور کہا کہ بیت الخلاء میں زیادہ دیر تک نہ بیٹھو۔ بیت الخلاء میں زیادہ دیر بیٹھنا جگر کو چیرتا ہے۔ بواسیر پیدا کرتا ہے اور دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

<u>لقمان حکیم کی وصیت</u>: لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی جس کا نام فاران تھا۔ لقمان حکیم نے کہا: اے میرے بیٹے! کمینے آدمی سے کنارہ کرنا جبکہ تم اس کی عزت کرو اور شریف آدمی سے بھی بچتے رہنا جبکہ تم اس کی توہین کرو اور عقلمند سے بھی بچتے رہنا جبکہ تم اس کی ہجو کرو اور احمق آدمی سے بچتے رہنا جبکہ تم اس کا مذاق اڑاؤ۔ جاہل آدمی سے بھی بچتے رہنا جبکہ تم اس کی صحبت اختیار کرو اور فاجر آدمی سے بھی بچتے رہنا جبکہ تم اس سے جھگڑا کرو۔ اے میرے بیٹے! تمام کاموں میں جلدی کرنا۔ تین کام قابل تحسین ہیں۔ کسی انسان کو اس کی غیر موجودگی میں بھلائی کے ساتھ یاد کرنا، بھائیوں کا بوجھ اٹھانا، مال کی قلت کے وقت دوست کی مدد کرنا۔ ابتداء میں غصہ کرنا جنون ہے اور اس کا اختتام ندامت ہے۔ اے میرے بیٹے تین کاموں میں ہدایت ہی ہدایت ہے۔

1:- اپنے خیر خواہ سے مشاورت کرنا۔

2:- دشمن اور حاسد کے ساتھ بھلائی کرنا۔

3:- ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرنا۔

اے میرے بیٹے ہر وہ شخص جو دھوکا کھاتا ہے وہ تین چیزوں پر بھروسہ کرے۔

1:- ایسے شخص کی تصدیق کرے جسے اس نے دیکھا ہی نہ ہو۔

2:- جو کسی نا قابل اعتبار شخص پر اعتبار کرتا ہو،

3:- وہ شخص جو کسی ایسی چیز کی طمع کرے جو اسے مل نہ سکی ہو۔

اے میرے بیٹے حسد سے اجتناب کر کیونکہ یہ دین کو فنا کر دیتا ہے اور نفس کو ضعیف کر دیتا ہے اور اس کا انجام ندامت ہے۔ اے میرے بیٹے اگر تو چاہتا ہے تو حکمت سے قوت حاصل کرے تو عورتوں کو اپنی جان کا مالک نہ بنا۔ اس لئے کہ عورت ایسی جنگ ہے جس میں صلح نہیں ہے۔ عورت کی خاصیت یہ ہے کہ اگر وہ تجھ سے محبت کرنے لگے تو تجھے کھا جائے اور اگر تجھ سے بغض رکھے تو تجھے ہلاک کر ڈالے۔

علامہ زمخشری کی کتاب ربیع الابرار میں مذکور ہے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر میں ایک حلال روٹی کو پالیتا ہوں تو اس کو بھلاتا ہوں پھر اس سے مریضوں کے لئے دوا تیار کرتا ہوں پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ جنگل کی بکریاں کوفہ کی بکریوں کے ساتھ مخلوط ہو گئیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے سوال کیا کہ بکری کی عمر کتنی ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا سات سال۔ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے سات سال تک بکری کا گوشت نہیں کھایا۔ مبرد نے کہا ہے کہ

مـا ان دعـانـی الهوی لفـاحشة	الاعـصـاه الـحـيـاء والـكـرم
فـلا الـی حـرمـة مـددت يـدی	ولا مشـت بـی لـريبة قـدم

''جب خواہش نفسانی نے مجھے برائی کی دعوت دی تو میری حیاء اور بزرگی نے اس کی نافرمانی کی''۔

''میں نے برائی کی طرف نہیں بڑھا اور نہ ہی میرا قدم مجھے کسی برائی کی طرف لے کر چلا''۔

تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے اعمش کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برائیاں لکھ کر میری طرف بھیجیں۔ اعمش نے وہ کاغذ کا ٹکڑا جس پر ہشام نے پیغام لکھا تھا قاصد سے لیا اور بکری کے منہ میں ڈال دیا سو بکری نے وہ کاغذ کا ٹکڑا کھالیا۔ اعمش نے قاصد کو کہا کہ تم خلیفہ سے کہہ دینا جو کچھ میں نے تمہارے سامنے کہا ہے یہ اس کا جواب ہے۔ قاصد واپس گیا لیکن تھوڑی دیر بعد دور جانے کے بعد واپس لوٹ آیا اور کہنے لگا خلیفہ نے کہا تھا کہ اگر تو میرے پاس جواب نہ لایا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ قاصد نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اعمش سے میری سفارش کرے۔ تو انہوں نے اعمش کو جواب لکھنے پر راضی کر لیا۔ اعمش نے خط کا جواب یوں لکھا:

''امابعد: اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں دنیا بھر کی خوبیاں ہوں تو اس سے تمہیں کوئی نفع نہیں ملے گا اور اگر بالفرض حضرت علی رضی اللہ عنہ میں دنیا بھر کی برائیاں ہوں تو تیرے واسطے کوئی نقصان نہیں ہے۔ تیرے لئے ضروری ہے کہ تو اپنے نفس میں غور کرے۔ والسلام''

اعمش کا نام سلیمان بن مہران ہے۔ یہ مشہور تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر ثقفی علیہ الرحمہ کی زیارت کی ہے اور حضرت ابوبکر ثقفی کی سواری کی رکاب بھی پکڑی ہے۔ ابوبکر ثقفی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے تو نے میری عزت نہیں کی بلکہ اللہ کا اکرام کیا ہے۔ اعمش علیہ الرحمہ بہت خوش مزاج تھے اور آپ کی ستر سال

تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی ہے۔ایک دن حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے اعمش کے ساتھ کہیں جانے کا ارادہ کیا تو اعمش نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ اگر لوگ ہمیں اکٹھے چلتے ہوئے دیکھ لیں تو وہ کہیں گے کہ کانا اور اندھا اکٹھے جا رہے ہیں سو امام نخعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس میں کیا مضائقہ ہے؟ لوگ ایسی بات کریں خود گنہگار ہوں گے اور اس کا اجر پالیں گے۔تو اعمش نے ان سے کہا کہ اس میں آپ کا کیا حرج ہے کہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں اور ہم ان کی عیب جوئی سے محفوظ رہیں۔ایک مرتبہ اعمش ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے اور آنے والوں کے درمیان بارش کا پانی حائل تھا۔اعمش کے جسم پر بالوں کا پرانا کوٹ تھا سو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اٹھو اور مجھے یہ خلیج عبور کرا دو۔اعمش نے اس آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اسے اپنے اوپر سوار کیا۔وہ شخص کہنے لگا ''سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ'' سو اعمش اس کو لے کر چل پڑا یہاں تک کہ جب پانی کے درمیان میں پہنچے تو اس آدمی کو نیچے گرا دیا اور کہا'' وقل رب انزلنی منزلاً مبارکا وانت خیر المنزلین ''پھر اس کے بعد اعمش علیہ الرحمہ پانی سے نکلے اور اس آدمی کو پانی میں چھوڑ دیا۔اسی طرح ایک قصہ یہ بھی ہے کہ ایک آدمی اعمش کو تلاش کرتے ہوئے ان کی طرف آیا۔اس سے کہا گیا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ مسجد کی طرف گئے ہیں۔وہ آدمی مسجد کی طرف چل پڑا۔پس اس آدمی نے دونوں میاں بیوی کو راستہ میں پایا اور کہنے لگا تم میں سے اعمش کون ہے؟ اعمش نے کہا یہ ہے اور اپنی بیوی کی طرف اشارہ کیا۔

ایک مرتبہ اعمش علیہ الرحمہ بیمار ہو گئے تو لوگ آپ کی عیادت کے لئے آنے لگے۔آپ کے پاس بہت دیر تک بیٹھے رہے۔اعمش نے اپنا تکیہ اٹھایا اور کھڑے ہو گئے۔پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے مریض کو شفا دے اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔

ایک مرتبہ کسی نے اعمش کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پڑھا کہ جو شخص رات کا قیام چھوڑ کر سو جاتا ہے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔امام اعمش رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری آنکھوں میں جو تیرگی آئی ہوئی ہے اسی وجہ سے ہے کہ شیطان نے میرے کان میں پیشاب کر دیا ہے۔اعمش نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو تعریف نامہ لکھتے ہوئے یہ اشعار لکھے ہیں:

انا نعزیك لا انا علی ثقة ۔۔۔ من البقاء ولكن سنة الدین

فلا المعزی باق بعد میته ۔۔۔ ولا المعزی وان عاشا الی حین

''ہم آپ کی تعزیت اپنی زندگی پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے نہیں کر رہے بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تعزیت کرنا سنت ہے''۔

''موت کے بعد نہ تو معزز رہے گا اور نہ تعزیت کرنے والا باقی رہے گا اگرچہ ان دونوں نے کئی برس زندگی کے گزارے ہوں''۔

امام اعمش کا انتقال 147ھ کو ہوا۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ 140ھ کو ہوا۔نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ امام اعمش کی وفات

149ھ میں ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کی مجنونہ باندی نے جب آپ کو گرتے ہوئے دیکھا تو چیخ مار کر رونے لگی اور آپ کو اشارہ کر کے کہنے لگی ''واامیر المومنیناہ'' حضرت عبداللہ بن زبیر کو 13 جمادی الثانی 73ھ میں شہید کیا گیا۔ جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر حجاج کو ملی تو وہ سجدہ میں گر گیا اور اس کے بعد وہ (یعنی حجاج) اور طارق آئے اور آپ کی لاش پر کھڑے ہو گئے۔ طارق نے کہا کہ کسی عورت نے آپ سے زیادہ ذاکر نہیں جنا۔ حجاج نے کہا کیا تم ایسے شخص کی تعریف کرتے ہو جو امیر المومنین کی مخالفت کرتا تھا۔ طارق نے کہا ہاں وہ میرے نزدیک معذور ہے۔ اگر خلیفہ وقت کی مخالفت نہ ہوتی تو ہمارے پاس ان سے لڑائی کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ ہم نے آپ کا محاصرہ کیا حالانکہ ان کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ انہوں نے آٹھ ماہ تک ہمیں آدھا حصہ دے رکھا تھا۔ بلکہ آدھے سے بھی زیادہ عطا کیا تھا جب طارق کا کلام عبدالملک نے سنا تو اسے بہت پسند کیا پھر اس کے بعد حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا سر مبارک عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ عبدالملک نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا سر مبارک عبداللہ بن حازم اسلمی کی طرف بھیج دیا اور عبداللہ خراسان کے گورنر تھے۔ انہیں اس مقام پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فائز کیا تھا۔ عبدالمالک نے عبداللہ بن حازم کو پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے فرمانبردار ہو جاؤ تو تمہیں خراسان کی سات سال کی آمدنی معاف کر دوں گا۔ ابن حازم نے قاصد سے کہا اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنے آقا کے خط کو چھپا کر نکل جا۔ قاصد نے اس خط کو کھا لیا پھر اس کے بعد ابن حازم نے حضرت عبداللہ بن زبیر کا سر مبارک لیا اور اسے غسل دے کر خوشبو لگائی اور پھر اسے کفنا کر دفن کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حازم نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا سر مبارک آل زبیر کی طرف بھیجا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے باقی جسم کے ساتھ سر کو بھی دفن کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی وفات مدینہ منورہ میں حضرت ابن زبیر کی شہادت کے پانچ دن بعد ہوئی۔ نیز حضرت اسماء بنت ابوبکر نے سو سال کی عمر پائی۔ حافظ ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ پر حجاج کے پتھراؤ سے پہلے بھی منجنیق کے ذریعے پتھر برسائے گئے تھے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں مسلم بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے واقعہ حرۃ کے بعد مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا تھا۔ اسی دوران یزید کی موت واقع ہو گئی۔ مسلم بن ولید نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ ختم کر دیا اور شام واپس چلے گئے۔

ایک عجیب واقعہ: محمد بن عبدالرحمٰن ہاشمی کہتے ہیں کہ میں عیدالاضحیٰ کے دن اپنی ماں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک عورت میلے لباس میں میری والدہ کے پاس آئی میری ماں نے کہا کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ میری ماں نے کہا اس کا نام عتابہ ہے اور یہ جعفر بن یحییٰ برمکی کی ماں ہے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور ان سے ان کے حالات معلوم کئے تو انہوں نے کہا کہ میں عبرت کے لئے صرف ایک واقعہ تمہیں سناتی ہوں۔ اصل میں عیدالاضحیٰ کے دن میرے گھر میں سوال کرنے والوں کا رش تھا اور میرے سر پر چار سو لونڈیاں موجود تھیں اور میرا خیال ہے کہ میرے بیٹے جعفر نے میری طرف سے قربانی کی تھی اور میں آج تم سے دو بکریوں کی کھال کا سوال کر رہی ہوں۔ محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے جعفر کی والدہ کو پانچ سو درہم

دیئے۔ جعفر کی والدہ ہمارے پاس آتی رہی اور موت نے ان کے اور ہمارے درمیان جدائی ڈال دی۔

سنن ابن ماجہ اور کامل ابن عدی میں ابوذر بن عبداللہ کے حالات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر ہے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکری جنت کے چوپاؤں میں سے ہے۔ حافظ ابوعمر بن عبدالبر نے اپنی کتاب "الاستیعاب" میں ابی رجاء العطاردی کے حالات میں لکھا ہے کہ اہل عرب سفید بکری لاتے تھے۔ وہ اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس بکری کو بھیڑیا لے جاتا تو وہ اس کی جگہ ایک اور بکری لے آتے اور اس کی پوجا شروع کر دیتے۔

سنن بیہقی اور حدیث کی دوسری کتابوں میں ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کی ہوئی بکری کے سات کھانا حرام سمجھتے تھے۔

1:-عضو تناسل 2:-خصیتین 2:-خون 4:-پتا

5:فرج 6:-غدود 7:-مثانہ

نیز حدیث میں ذکر ہے کہ حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' راحت العاشقین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم مذبوحہ بکری کے جسم کے اگلے حصہ کو کھانا پسند فرماتے تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے۔ تو ایک بکری وہاں داخل ہوئی۔ وہ بکری اپنے کھروں سے زمین کریدنے لگی۔ تو میں کھڑی ہوئی اور اس کی گردن پکڑ لی۔ حضور اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کہ تم بکری کی گردن پکڑ کر دباتیں۔

مسلم شریف میں حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم' شفیع معظم' مختارِ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز اور دیوار کے درمیان سے ایک بکری گزری۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت سترہ کے منتخب ہونے کا ثبوت ہے جس طرح دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ سترہ بنالے کیونکہ شاید شیطان اس کی نماز کو توڑ دے۔

فائدہ: سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے کہ حضور سید الانبیاء' سراج السالکین' محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خیبر کی ایک یہودیہ نے بکری کا گوشت ہدیہ کے طور پر بھیجا جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ حضور رسولِ انور' کائنات کے محبوب' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی گوشت کھایا۔ اس گوشت کو کھانے کی وجہ سے حضرت بشیر بن براء بن معرور کی وفات ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودیہ کو بلایا اور فرمایا تجھے کس چیز نے یہ کام کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے یہ سمجھتے ہوئے گوشت میں زہر ملایا کہ اگر آپ اللہ کے نبی ہوئے تو گوشت آپ کو نقصان نہیں دے گا اور اللہ کے نبی نہ ہوئے تو اس سے ہمیں راحت حاصل ہوگی۔

(ابوداؤد شریف' کتاب الدیت رقم الحدیث 4510' دارمی رقم الحدیث 68' بیہقی' سنن الکبریٰ رقم الحدیث جلد 8 صفحہ 46)

سو حضور شہنشاہِ مدینہ' قرارِ قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس عورت کو قتل کر دیا۔

گیا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہودیہ کو قتل کرنے کی روایت مرسل ہے کیونکہ زہری علیہ الرحمہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا اور محفوظ روایت یہ ہے کہ حضور شہنشاہ کون ومکان دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اس عورت کو قتل نہیں کریں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے اسی طرح روایت نقل کی ہے لیکن بیہقی علیہ الرحمہ نے دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ شروع میں حضور صاحب جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیہ کے قتل سے انکار فرمایا۔ جب حضرت بشر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس یہودیہ کا نام زینب بنت حرث بن سلام ہے۔ ابن اسحٰق علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ یہودیہ عورت مرحب یہودی کی بہن تھی۔ معمر بن راشد نے زہری سے روایت کی ہے کہ وہ یہودیہ عورت مسلمان ہو گئی تھی۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دے کر بھیجا کہ قربانی کے لئے ایک بکری خرید لاؤ۔ تو انہوں نے ایک قربانی کی بکری خریدی۔ پھر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ پھر اس کی جگہ ایک اور بکری دو دینار میں خرید لی۔ پھر اس کے بعد ایک قربانی کی بکری اور ایک دینار کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی بکری کو ذبح کیا اور دینار صدقہ کر دیا۔ صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ذکر ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن جعد۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن ابی جعد بارقی کو ایک دینار دیا تھا تا کہ وہ ایک بکری خرید لائیں اور وہ ایک دینار کی دو بکریاں خرید لائے سوان دو بکریوں میں سے ایک بکری ایک دینار میں فروخت کر دی اور ایک بکری اور ایک دینار کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں برکت بھر دے۔ اس کے بعد حضرت عروہ بن جعد کنانہ کی طرف نکل جاتے اور انہیں مال تجارت میں بہت زیادہ نفع حاصل ہوا یہاں تک کہ کوفہ کے مالداروں میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ شبیب بن غرقہ نے فرمایا ہے کہ میں نے عروۃ بارقی کے گھر میں ستر ایسے گھوڑے دیکھے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے پالے گئے تھے۔ عروہ بن ابی الجعدہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ حدیثیں روایت کی ہیں۔ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جو سب سے پہلے کوفہ کے قاضی بنائے گئے تھے اور آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قاضی شریح علیہ الرحمہ سے پہلے کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔

انوکھا واقعہ: ابن عدی نے حسن بن واقد القصاب سے روایت کی ہے کہ ابو جعفر بصری جن کا شمار صلحاء میں ہوتا ہے کہتے ہیں کہ میں نے ایک بکری کو زمین پر لٹایا تا کہ میں اسے ذبح کروں۔ ایوب سختیانی وہاں سے گزرے میں نے چھری زمین پر رکھی اور ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور باتیں کرنے لگا۔ بکری نے دیوار کی جڑ میں ایک گڑھا کھودا اور اپنے پاؤں سے چھری کو اس گڑھے میں ڈال دیا اور اس پر مٹی ڈال دی۔ یہ دیکھ کر ایوب سختیانی علیہ الرحمہ مجھ سے کہنے لگے دیکھ بکری کیا کر رہی ہے۔ تب میں نے اس کے بعد اپنے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ آج کے بعد کسی چیز کو ذبح نہیں کروں گا۔

فائدہ: ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن ابی الهیثم المصعی جو اصحاب شافعی علیہم الرحمہ میں سے ہیں' بہت بڑے امام' صالح اور عالم تھے۔ وہ یمن کے رہنے والے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے مجھ پر تلواروں کے وار کئے لیکن تلواروں نے میرے جسم کو نہیں کاٹا۔ ان میں سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں اس وقت یہ آیت پڑھ رہا تھا:

"وَلَا يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ٥ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ٥ فَاللَّهُ خَيْرٌ حِفْظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ٥ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ ...... فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ"

پھر اس کے بعد ابو محمد عبداللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن ایک جماعت کے ہمراہ نکلا تو ہم نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا کمزور بکری کے ساتھ کھیل رہا ہے لیکن اس بکری کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا' جب ہم ان کے قریب پہنچے تو بھیڑیا ہمیں دیکھ کر بھاگ گیا۔ ہم بکری کے پاس گئے تو اس کے گلے میں ایک لکھا ہوا کاغذ (تعویذ) پایا جس پر وہ آیت جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے لکھی ہوئی تھی۔ ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ مصعی کا انتقال 553ھ میں ہوا۔

حافظ ابو زرعہ رازی نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ شہر جرجان میں آگ بھڑک اٹھی جس نے نو ہزار گھروں کو جلا دیا اور ان گھروں میں موجود نو ہزار قرآن کریم کے نسخے بھی جل گئے لیکن قرآن کریم میں موجود ان آیات کو آگ نے نقصان نہیں پہنچایا اور یہ آیات تمام نسخوں میں محفوظ رہیں۔ آیات یہ ہیں:

"ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ تَنْزِيلًا...... مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ"۔

حافظ ابو زرعہ فرماتے ہیں: یہ آیات جب بھی کسی دکان' گھر یا سامان وغیرہ میں رکھی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ یہ عمل فائدہ مند ہے۔

حضرت ثعلبی علیہ الرحمہ' حضرت ابن عطیہ علیہ الرحمہ اور حضرت قرطبی علیہ الرحمہ وغیرہ نے سالم بن ابن ابی جعد سے روایت کی ہے سالم کہتے ہیں کہ آگ نے ہمارا مصحف (قرآن کریم) جلا دیا سو اس میں کوئی چیز بھی باقی نہیں رہی مگر ان کلمات کو آگ نے نہیں جلایا اور وہ یہ ہیں "الا الی اللہ تصیر الامور"

راوی کہتے ہیں کہ اسی طرح ہمارا ایک مصحف (قرآن مجید) پانی میں ڈوب گیا تو قرآن مجید کے تمام الفاظ مٹ گئے لیکن یہ آیت باقی رہی۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ امام عارف باللہ عبداللہ بن اسعد یافعی علیہ الرحمہ نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے خبر دی ہمارے سردار عارف الامام ابو عبداللہ محمد قرشی نے کہ ان سے ان کے شیخ ابو الربیع المالقی نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا خزانہ نہ بتاؤں کہ تم اسے خرچ کرتے رہو لیکن وہ ختم نہ ہو۔ ابو عبداللہ قریشی کہتے ہیں میں نے کہا ضرور بتائیے۔ شیخ ابو الربیع نے

فرمایا یہ کلمات پڑھا کرو:

يَا اَللّٰهُ يَا اَحَدُ يَا وَاحِدُ يَا مَوْجُوْدُ يَا جَوَّادُ يَا بَاسِطُ يَا كَرِيْمُ يَا وَهَّاب يَاذَالطَّوْلِ يَا غَنِيُّ يَا مُغْنِيْ يَا فَتَّاحُ يَا رَزَّاقُ يَا عَلِيْمُ يَا حَكِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ انفحنى مِنْكَ بِنَفْحة خَير تغنينى بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ اَنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ اَللّٰهُمَّ يَاغَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ يَافَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اِكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاحْفِظْنِيْ بِمَا حفِظْتَ بِهِ الذِّكْرَ وَانْصُرْنِيْ بِمَا نَصَرْتَ بِهِ الرُّسُلِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

شیخ ابوالربیع فرماتے ہیں: جو شخص ہر نماز کے بعد اور خاص طور پر نماز جمعہ کے بعد یہ کلمات پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ ہر خوفناک چیز سے اس کی حفاظت فرمائے گا اور دشمنوں کے خلاف اس کی مدد فرمائے گا اور اسے غنی کر دے گا اور اسے وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو اور اس کی زندگی آسان کر دے گا اور اس کے قرض کی ادائیگی کا سبب پیدا فرمائے گا اگرچہ اس کا قرض پہاڑ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ عزوجل اسے اپنے فضل وکرم سے ادا کرے گا۔ ابن عدی نے عبدالرحمٰن قرطبی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم سے جعفر بن حسن نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ثابت بنانی سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو میرے پاس جبرائیل علیہ السلام اسم اعظم کو بند اور سر بمہر لے کر آئے اور وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ الْاَعْظَمُ الْمَكْنُوْنِ الطَّاهِرِ الْمُطْهِرِ الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمُ ۔

''اے اللہ میں تیرے اسم اعظم کے ذریعے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو پوشیدہ ہے' طاہر مطہر ہے' پاک اور بابرکت ہے زندہ' اور قائم رہنے والا ہے''۔

سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بھی اس کی تعلیم دیجئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہم عورتوں' بچوں اور ناسمجھ لوگوں کو اس کی تعلیم دیں۔

فائدہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کہیں جا رہے تھے کہ انہیں ایک بکری نظر آئی جو دردزہ کی تکلیف میں تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے فرمایا کہ آپ بکری کے پاس جا کر یہ کلمات پڑھیں۔

''حَنَةَ وَلَدَتْ يَحْيٰى وَمَرْيَمُ وَلَدَتْ عِيْسٰى اَلْاَرْضَ تَدْعُوْكَ يَا وَلَدُ اُخْرُجْ يَا وَلَد''

''حضرت حنہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جنم دیا اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا اے بچے

تجھے زمین پکار رہی ہے اے بچے تو باہر نکل آ"۔

حضرت حماد بن زید رضی اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو تو اس کے پاس کھڑے ہو کر یہ کلمات پڑھے جائیں تو کچھ ہی دیر بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ولادت ہو جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام ایمان لائے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی جانور یا عورت کے پاس دردزہ کے وقت یہ کلمات پڑھے تو جلدی بچہ پیدا ہو جائے گا۔

کلمات یہ ہیں:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عِدَّتِیْ فِیْ کُرْبَتِیْ وَاَنْتَ صَاحِبِیْ فِیْ غُرْبَتِیْ وَاَنْتَ حَفِیْظِیْ عِنْدَ شِدَّتِیْ وَاَنْتَ وَلِیُّ نِعْمَتِیْ"

(اے اللہ تو میری مصیبت میں میرا وعدہ ہے اور میری غرت میں میرا ساتھی ہے اور میری پریشانی میں میرا محافظ ہے اور میری نعمتوں کا تو ہی مالک ہے)

بعض حکماء نے کہا ہے کہ اگر سمندر کی جھاگ کو ایسی عورت کے گلے میں ڈال دیا جائے جو دردزہ میں ہو تو ولادت آسان ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر انڈے کا چھلکا باریک پیس کر پانی میں حل کر کے دردزہ والی عورت کو پلا دیا جائے تو ولادت آسانی سے ہو جائے گی۔ یہ نسخہ بارہا آزمایا جا چکا ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اصل میں حدیث میں ذکر ہے کہ مومن کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو چارہ کھاتی ہے اور اس کے ساتھ سوئی بھی کھا جاتی ہے اور وہ سوئی اس کے معدہ میں پہنچ کر اسے چبھ رہی ہو تو وہ اس تکلیف کی وجہ سے کوئی چیز نہیں کھا سکتی اور اگر کوئی چیز کھا لے تو اسے ہضم نہ ہو سکے اور اسی طرح حدیث میں بھی ذکر ہے کہ منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو بکریوں کے ریوڑ میں ماری ماری پھر رہی ہو نہ ایک ریوڑ میں نہ دوسرے میں بلکہ دونوں طرف ہے۔

"الربضہ" اس کا مطلب وہ فرشتے ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اترے تھے وہ فرشتے گمراہ لوگوں کو سیدھے راستہ کی طرف لاتے ہیں۔

حضرت امام جوہری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "الـــرابـضـة" کا مطلب حاملین حجت ہیں جن سے زمین کبھی خالی نہیں ہوتی یعنی زمین ان سے بھری رہتی ہے۔

حکم: تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ بکری کا گوشت حلال ہے سو اگر کسی آدمی نے بکری کی وصیت کی تو اس وصیت میں چھوٹی بڑی، صحیح، عیب دار، بھیڑ دنبے وغیرہ سب شامل ہوں گے کیونکہ لفظ "الشاۃ" کا اطلاق ان سب پر ہوتا ہے۔

قربانی کے مسائل: قربانی سنت ہے واجب نہیں ہے مگر صرف چوپائے جانور کی دنبے کی قسم سے صرف جذعہ کی قربانی

جائز ہے اور جذعہ وہ ہے جو ایک سال کا ہو کر دوسرے سال میں لگ گیا ہو۔ اس سے کم عمر کی قربانی صحیح نہیں ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ مسلک ہمارے اصحاب یعنی شوافع کا ہے۔ نیز جانور کا ہر ایسے عیب سے سالم ہونا ضروری ہے جو گوشت کے لئے مضر ہے۔ اور ایسے جانور کی قربانی صحیح نہیں جو دبلا ہو کانا ہو بیمار ہو لنگڑا ہو اور سینگ ٹوٹے اور کان کٹے اور خارش زدہ جانور کی قربانی بھی صحیح نہیں ہے۔ اس طرح ایسے جانور کی قربانی بھی صحیح نہیں ہے جس کے پیدائشی طور پر کان نہ ہوں سو جس جانور کا کان کاٹا ہوا ہو اس کے بارے میں جواز اور عدم جواز دونوں قول ہیں۔ العباب میں مذکور ہے کہ جب کانے جانور کی قربانی صحیح نہیں ہے تو اندھے جانور کی قربانی تو بدرجہ اولیٰ صحیح نہیں ہے۔ اگر ایک یا دونوں آنکھوں کی بینائی کم ہو تو ان کی قربانی جائز ہو اگر اسی طرح عشوا جانور جسے دن میں تو دکھائی دیتا ہو لیکن رات میں کچھ نظر نہ آئے اس کے بارے میں بھی دو قول ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔ اور پاگل جانور جو چراگاہ سے پیٹھ پھیر لے اور وہ جانور چارہ وغیرہ نہ کھائے اور کمزور ہو جائے تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے ایسا جانور جس کا کان کٹ گیا ہو لیکن جسم سے علیحدہ نہ ہوا ہو تو صحیح قول کے مطابق اس کی قربانی جائز ہے۔ قفال نے کہا ہے کہ ایسے جانور کی قربانی صحیح نہیں ہے اگر کسی جانور کا کان کٹ کر جسم سے علیحدہ ہو تو اگر کٹا ہوا حصہ زیادہ ہے تو قربانی جائز نہیں اور اگر کٹا ہوا حصہ کم ہے تو صحیح نظر آ جائے تو کثیر ہے اگر نقص نظر نہ آئے تو کم ہے۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر جانور کا کان تہائی حصہ سے کم کٹا ہو تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے اسی طرح چھوٹے کان والے جانور کی قربانی بھی کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح بکری کی قربانی بھی صحیح نہیں ہے جس کی ران سے بھیڑیے نے گوشت کاٹ لیا ہو۔ اس جانور کی قربانی بھی جائز نہیں ہے جس کے خصیتین کاٹ لئے گئے ہوں سو ایسی بکری جس کے پیدائشی طور پر تھن اور بکرا جس کے پیدائشی طور پر خصیے نہ ہوں ایک قول یہ ہے کہ ان کی قربانی صحیح نہیں ہے جس کی زبان کٹی ہوئی ہو اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں ہے اسی طرح جس بکری کے سینگ نہ ہوں یا جس کے سینگ ٹوٹ گئے ہوں خواہ مندمل ہو گئے ہوں یا نہیں۔ صحیح قول کے مطابق اس کی قربانی جائز ہے۔ محالی نے "لباب" میں لکھا ہے کہ اگر سینگ ٹوٹنے کی تکلیف کا اثر گوشت پر نہ ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ خارش زدہ جانور کے حکم میں داخل ہو کر اس کی قربانی صحیح نہیں ہو گی۔ اسی طرح وہ بکری جس کے سینگ نہ ہوں اس بکری سے افضل ہے جس کے سینگ ہوں۔ اگر کسی جانور کے کچھ دانت گر گئے ہوں تو اس جانور کی قربانی جائز ہے۔

فائدہ: علامہ جوہری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "الاضحیہ" میں چار لغات ہیں۔ "اضحیة و اضحیة" مطلب ضمہ کے ساتھ اور کسرہ کے ساتھ ان دونوں کی جمع کے لئے اضاحی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ "ضحیة" اس کی جمع "ضحایا" آتی ہے "اضحاة" جس طرح "ارطاة" اس کی جمع کے لئے اضحیٰ بروزن ارطی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لفظ اضحیٰ کی بناء پر قربانی کی عید کو عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ: نیت شرط ہے قربانی میں۔ نیز یہ بھی قول صحیح ہے کہ نیت کو ذبح پر مقدم کیا جائے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے اس

بکری کو قربانی کا جانور بنا دیا تو کیا یہ تعین اور قصد ذبح کی نیت کے بغیر کافی ہوگا۔ اس میں دو قول ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ قربانی سنت ہے جس طرح پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ فی نفسہا قربت ہے۔ نیت اس میں واجب ہے۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی نے کہہ دیا کہ میں نے اس بکری کو قربانی کا جانور بنا دیا تو اس کا یہ قول کافی ہے لیکن تجدید نیت مستحب ہے۔

مسئلہ: قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے لیکن اگر اس نے ذبح کرنے کے لئے کسی دوسرے کے سپرد کر دیا تو بھی جائز ہے۔ نیز قربانی کا جانور ہر ایسے آدمی کے سپرد کر دینا بھی جائز ہے جس کا ذبیحہ حلال ہے لیکن افضل و اولیٰ یہ ہے کہ پہلے قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لئے جس کے سپرد کیا جائے وہ مسلمان ہو اور فقیہ ہو کیونکہ وہ ذبیحہ کے طریقہ کار اور شرائط کا علم رکھتا ہے۔ قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لئے کتابی کو نائب بنانا بھی جائز ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کتابی کو نائب بنانا جائز نہیں ہے اور اگر کتابی نے قربانی کا جانور ذبح کیا تو قربانی صحیح نہیں ہوگی البتہ گوشت حلال ہوگا۔ موفق بن طاہر عقیلی نے حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے اسی کی طرح روایت نقل کی ہے۔ قربانی کے گوشت میں مستحب یہ ہے کہ ایک تہائی قربانی کرنے والا خود استعمال کرے۔ ایک تہائی دوستوں، رشتہ داروں میں تقسیم کر دے اور ایک تہائی فقراء اور غرباء کو صدقہ کر دے۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں: کم از کم اتنی مقدار کا ضامن ہوگا جس پر صدقہ کا اطلاق ہو سکے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضامن نہیں ہوگا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ منتخب مقدار یعنی آدھے یا تہائی کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ: اگر قربانی کا جانور بچہ دے تو اس کے بچہ کو بھی اس کے ساتھ ذبح کیا جائے گا۔ اگرچہ جانور کو معین کیا گیا ہو یا معین نہ کیا گیا ہو۔ اگر قربانی کا جانور دودھ دیتا ہے تو اس جانور کا مالک جانور کے بچہ سے بچا ہوا دودھ استعمال کر سکتا ہے۔ قاضی ابوسعید الھروی کا یہی قول ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں: ''ہر بکری اپنے پاؤں پر لٹکی ہوتی ہے''۔ اس کہاوت کو سب سے پہلے استعمال کرنے والا شخص وکیع بن سلمہ بن زہیر بن زیاد ہے جو جرہم کے بعد بیت اللہ کا متولی بنا تھا۔ وکیع نے اسفل مکہ میں ایک محل بنایا اور اس میں ایک لونڈی کو رکھا جسے حزورۃ کہا جاتا تھا۔ نیز اس کا یہ نام الحزورۃ مکہ میں تھا۔ وکیع نے اس محل میں ایک سیڑھی بھی بنائی تھی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وکیع اس سیڑھ پر چڑھ کر اپنے رب سے مناجات کرتا تھا اور وہ بہت اچھے کلمات پڑھتا تھا۔ عرب کے علماء کہتے ہیں کہ وکیع کا شمار صدیقین میں ہوتا ہے، جب اس کا موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور ان سے کہا میری وصیت سن لو۔ جو شخص ہدایت کے راستے پر چلے تو تم اس کی اتباع کرنا اور جو گمراہی کو اختیار کرے سو تم اسے چھوڑ دو۔ اور ہر بکری اپنے پاؤں پر لٹکی ہوتی ہے سو اس وقت یہ مثال جاری ہوگئی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کے عمل کی جزا ملے گی اور تم میں سے کوئی بھی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

فائدے: بکری کی کھال جب ایسے شخص کو پہنا دی جائے جسے کوڑوں سے پیٹا گیا ہو تو اس کے لئے نافع ہے اور کھال پہنتے ہی اس کا درد دور ہو جائے گا۔

الشامرك

ایسا مرغ جو انڈے دینے کی عمر سے کچھ عمر کا ہو اسے "الشامرک" کہا جاتا ہے۔ اس کے لقب کے لئے "ابو یعلی" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ لفظ "الشاہ مرغ" کا معرف ہے جس کا مطلب پرندوں کا بادشاہ ہے۔

الشاهين

"الشاهين" اس کا مطلب باز ہے۔ اس کی جمع کے لئے شواہین اور شاہین کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ لفظ عربی نہیں ہے لیکن اہل عرب نے اس لفظ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔ فرزدق نے کہا ہے کہ

حمی لم یحط عنه سریع ولم یخف نویرة یسعی بالشاهین طائره

"کبوتر کو اس کی تیز حرکت سے کسی نے نہیں روکا اور وہ باز سے خائف نہیں بلکہ وہ مسلسل پرواز کر رہا ہے"۔

عبداللہ بن مبارک نے شواہین کا لفظ اپنے ایک شعر میں استعمال کیا ہے:

قد یفتح المرء حانوتا لمتجره وقد فتحت لك الحانوت بالدین

بین لااساطین حانوت بلا غلق تبتاع بالدین اموال المساكین

صیرت دینك شاهیننا تصیدبه ولیس یفلح اصحاب الشواهین

"اصل میں آدمی تجارت کے لئے دکان کھولتا ہے لیکن میں نے دین کی دکان صرف تیرے لئے کھولی ہے"۔

"تیرا دین ہمارے شاہین کی طرح ہے جس سے شکار کیا جاتا ہے اور شاہین کے مالک کامیاب نہیں ہوتے"۔

اصل میں باب الباء الموحدۃ میں "البازی" کے تحت عبداللہ بن مبارک کے اشعار گزر چکے ہیں۔ نیز عبداللہ بن مبارک کا ہی یہ کلام بھی ہے کہ ہم نے دنیا حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کیا لیکن علم نے ہمیں دنیا ترک کرنے کی ترغیب دی۔ شاہین کی تین اقسام ہیں:

1:- شاہین 2:- قطامی 3:- انیقی

سو شاہین اصل میں شکرے کی جنس سے ہے اسی لئے اس کا مزاج سرد خشک ہوتا ہے اور اس کی پرواز اوپر سے نیچے کی طرف سخت ترین ہوتی ہے۔ شاہین اگرچہ بزدل اور پرفتور پرندہ ہے لیکن یہ اپنے شکار کے پیچھے بہت تیزی کے ساتھ جاتا ہے لیکن اکثر اس کشمکش میں یہ زمین سے ٹکرا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ مر جاتا ہے۔ سب شکاری جانوروں کے مقابلے میں شاہین کی ہڈیاں بہت سخت ہوتی ہیں۔ شاہین کا مطلب ترازو کی ڈنڈی کے ہیں سو جس طرح ترازو کی ڈنڈی معمولی سی کمی بیشی کی صورت میں بھی برابر نہیں ہوتی۔ اسی طرح شاہین بھی بھوک اور پیاس کی کمی کو برداشت نہیں کر پاتا۔

شاہین کی صفات: شاہین کی صفات میں اس کے سر کا بڑا ہونا' آنکھیں بڑی بڑی ہونا' سینہ کی چوڑائی جسم کے درمیانی حصہ کا فراخ ہونا' رانوں پر گوشت زیادہ ہونا' پنڈلیوں کا چھوٹا ہونا' پروں کی کمی' باریک دم ہونا وغیرہ شامل ہیں۔ جب شاہین کے بازو سخت ہو جاتے ہیں تو پھر اس کی جسامت میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا۔ اس عمر میں شاہین بڑی بطخ کا بھی شکار کرنے کے

قابل ہو جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے باز کو شکار کے لئے استعمال کیا وہ قسطنطنیہ کا شاہ روم ہے سو اس نے شواہین کو ایسی تعلیم دی تھی کہ جب وہ سوار ہو کر کسی سفر میں جاتا ہے تو یہ پرندے کے سر پر گھومتے رہتے اور سورج کی روشنی میں اس پر سایہ کرتے۔ یہ پرندے ایک مرتبہ اوپر ہو جاتے اور دوسری مرتبہ نیچے کو جاتے۔ ایک دفعہ شاہ روم سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اچانک ایک پرندہ نے زمین سے پرواز کی تو اسے شواہین میں سے کسی شاہین نے اچک لیا۔ شاہ روم بہت حیران ہوا اور اس نے اس دن کے بعد شواہین سے شکار کا کام لینا شروع کر دیا۔

حکم: شاہین کا شرعی حکم "الصقر" کے تحت صاد کے باب میں آئے گا۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ کا خط: علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مدینہ منورہ میں مقیم تھا تو میں نے اپنے بھائی فارس الدین شاہین کو خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے:

سلام کما فاحت بروض أزاهر	یضیء کما لاحت بافق زواهر
اذا عبقت کتبی به قال قائل	أفی طیها نشر من المسك عاطر
الی فارس الدین الذی قد ترحلت	لخدمة خدام مصر الاکابر
اذا عد خدام الملوك جمیعهم	فبینهم ذکر لشاهین طائر
وعندی اشتیاق نحوه وتلفت	الیه و قلبی بالمودة عامر
تمنیت جهدی ان اراه بحضرة	معظمة اقطارها وهو حاضر
وادعو له فی کل وقت مشرف	وکل زمان فضله متواتر
وفی مسجد عال کریم معظم	له شرف فی سائر الارض سائر

"سلامی ہو اس پھول کی طرح جو شگفتہ ہے اور روشن کناروں پر اپنی روشنی بکھیر تا رہا ہے"۔

"جب تو میری تحریر پر آنسو بہائے گا تو کہنے والا کہے گا کہ کیا اس مٹی میں مشک ملا دیا گیا ہے"۔

"دین کے شہسوار کی طرف جو مصر کے بزرگوں کی خدمت میں لگا ہوا ہے"۔

"جب بادشاہ کے تمام خادموں کی فہرست بنائی جائے گی تو ان میں ممدوح کا ذکر ایسا نمایاں ہوگا جس طرح شاہین تمام پرندوں میں نمایاں ہوتا ہے"۔

"اور میں بھی اس سے ملاقات کا خواہش مند ہوں اور میرا دل اس کی محبت سے بھرا ہوا ہے"۔

"میں اس کی آرزو میں اپنی کوششوں کو صرف کر رہا ہوں کہ اس کی زیارت کر لوں"۔

"اور میں اس کے لئے ہر وقت دعا گو ہوں اور ہر دور میں اس کا فضل متواتر ہوتا رہتا ہے"۔

"اور وہ ایسی بلند و برتر مسجد میں ہے جس کو زمین کے تمام مقامات پر فضیلت حاصل ہے"۔

جس جگہ پر شاہین رہتے ہیں وہاں بچھو نہیں ہوتے۔ شاہین کی گردن بہت خوبصورت ہوتی ہے اور اس کا پر حسین اور مبارک ہوتا ہے۔ جس کے پاس شاہین کا پر ہو وہ سعادتیں حاصل کرتا ہے۔ اگر بادشاہوں کو شاہین مل جائے تو یہ لمبے عرصے تک اس سے شکار کا کام لیتے رہتے ہیں۔ شاہین کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بہت اونچی پرواز کرتا ہے اور یہ احسان فراموش نہیں ہوتا۔ یہ پرندوں کی تمام اقسام میں سے اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ شاہین کی کئی اقسام ہیں جو ایک دوسرے کے مقابلے میں اچھی سمجھی جاتی ہیں۔ جس طرح شاہین اپنی خوبیوں کی وجہ سے مشہور ہے اسی طرح میرا ممدوح بھی اپنے علاقے میں اپنی اعلیٰ روایات میں معروف ہے اور ان کا حسب بھی بہت اعلیٰ ہے اور ان کے پاس اگر کوئی سوالی آ جائے تو وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کی تکمیل فرمائے اور اپنے کرم و رحم سے انہیں ان کے ان احسانات کا بہترین صلہ عطا فرمائے جو انہوں نے عام لوگوں پر کیے ہیں۔

تعبیر: شاہین کی تعبیر کا بیان انشاء اللہ "الصقر" کے تحت ہوگا۔

الشبب

"الشبب" اس کا مطلب بوڑھا بیل ہے۔ اسی طرح الشبوب اور اشب کے بھی یہی معنی آتے ہیں۔

الشبث

"الشبث" اس کا مطلب عنکبوت یعنی مکڑی ہے۔ المحکم میں ذکر ہے کہ یہ ایک چوپایہ ہے جو چھ لمبے لمبے پاؤں رکھتا ہے اور اس کی پشت کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ نیز اس جانور کے سر کا رنگ سیاہ اور اس کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "الشبث" وہ جانور ہے جس کے بہت زیادہ پاؤں ہیں اور اس کا سر بہت بڑا اور منہ بہت کشادہ اور اس کا پچھلا حصہ اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ جانور زمین کو کھودتا رہتا ہے۔ اسے شحمۃ الارض بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "اشباث" اور شبثان کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ "الشبث" کا مطلب زیادہ پاؤں والا چوپایہ ہے اور "الشبث" کو باء کے سکون کے ساتھ نہیں لکھا جاتا۔ اس کی جمع شبثان ہے۔ جس طرح خرب کی جمع خربان آتی ہے۔

حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کا تعلق حشرات الارض سے ہے۔

الشبثان

"الشبثان" ابن قتیبہ نے "ادب الکاتب" میں بیان کیا ہے کہ یہ ایک جانور ہے جو ریت میں رہتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ جانور زمین کے ساتھ چمٹ جاتا ہے کیونکہ "الشبث" کے معنی بھی چمٹنے کے آتے ہیں۔ شاعر نے کہا ہے کہ

"شبثان کے حواس ان کے لئے ہلاکت ہے"۔

حکم: یہ جانور حرام ہے کیونکہ اس کا تعلق ان حشرات الارض سے ہے جو کھائے نہیں جاتے۔

الشبدع

''الشبدع'' اس کا مطلب بچھو ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''الشبادع'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ابو عمر اصمعی کا یہی قول ہے۔

حدیث شریف میں ذکر ہے کہ جس نے اپنے بچھو کو روک لیا وہ سلامت رہا''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے خاموشی اختیار کی ہو اور وہ بے ہودہ بکواس سے رکا رہا تو وہ گناہوں سے محفوظ ہو گیا کیونکہ زبان سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے اس کو ضرر رساں بچھو سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

الشبربص

''الشبربص'' (بروزن سفرجل) اس کا مطلب چھوٹا اونٹ ہے۔

الشبل

''اشبل'' شیر کے بچے کو کہتے ہیں جو شکار کرنے کے قابل ہو جائے۔ اس کی جمع کے واسطے ''اشبال اور شبول'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

الشبوۃ

''الشبوۃ'' اس کا مطلب بچھو ہے۔ راجز نے کہا ہے کہ

قد جعلت شبوۃ تزبئر   تکسو استها لحما وتقمطر

''اصل میں بچھو جو ڈنگ مارتا ہے اس کے پچھلے حصہ پر گوشت ہوتا ہے لیکن وہ زہر سے بھرا ہوتا ہے۔

الشبوط

''الشبوط'' مچھلی کی ایک قسم کو کہتے ہیں۔ لیث نے کہا ہے کہ اس میں ایک لغت سین مہملہ کے ساتھ ''اسبوط'' بھی ہے۔ اس مچھلی کی دم باریک اور جسم کا درمیان کا حصہ موٹا اور اس کا سر چھوٹا ہوتا ہے۔ نیز اگر اس مچھلی کو چھوا جائے تو یہ بہت نرم و ملائم محسوس ہوتی ہے۔ مچھلی کی ایک قسم میں نر کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اور مادہ کی کم ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کے انڈے بھی کم ہوتے ہیں۔ بعض شکاریوں نے کہا ہے کہ جب یہ جال میں پھنس جاتی ہے اور جال سے باہر نہیں نکل سکتی تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ جال سے نجات صرف کودنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ مچھلی نیزہ کی طرح پیچھے ہٹ کر اپنے جسم کو سکیڑ لیتی ہے اور پھر چھلانگ لگاتی ہے اور بعض اوقات اس کی چھلانگ دس ہاتھ سے بھی زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے جال ٹوٹ جاتا ہے اور یہ جال سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس مچھلی میں بہت گوشت ہوتا ہے۔ یہ مچھلی دریائے دجلہ میں بہت ہوتی ہے۔

الشجاع

''الشجاع'' اس کا مطلب وہ بڑا سانپ ہے جو جنگل میں سوار اور پیدل چلنے والے افراد پر حملہ کرتا ہے اور حملہ کرتے وقت اپنی دم پر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ گھوڑ سوار کے سر تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ اژدھا سانپ جنگلوں میں ہوتا ہے۔

ایک قصہ: مروی ہے کہ حضرت مالک بن ادھم علیہ الرحمہ ایک مرتبہ شکار کے لئے نکلے۔ وہ کسی ایسی جگہ پر پہنچے جہاں نہ پانی تھا نہ جانوروں کے لئے گھاس وغیرہ تو انہیں پیاس لگنے لگی۔ حضرت مالک بن ادھم علیہ الرحمہ کے ساتھ ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ سب نے مل کر پانی کی تلاش شروع کر دی لیکن پانی نہ ملا۔ جماعت کے لوگ وہیں اترے اور انہوں نے مالک بن ادھم علیہ الرحمہ کے لئے خیمہ لگایا۔ مالک علیہ الرحمہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ پانی اور شکار تلاش کرو۔ ساتھی پانی اور شکار کی تلاش میں نکلے تو انہیں ایک گوہ ملا۔ وہ اسے پکڑ کر مالک علیہ الرحمہ کے پاس لائے۔ مالک بن ادھم نے کہا اس کو ابال کر کھانا اور تلنے کی ضرورت نہیں۔ شاید یہ تمہارے لئے بھوک اور پیاس میں فائدے دے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا پھر اس کے بعد وہ شکار اور پانی کی تلاش میں گئے تو انہوں نے ایک اژدھا دیکھا۔ انہوں نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن وہ مالک علیہ الرحمہ کے خیمہ میں داخل ہو گیا اور مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اصل میں اس نے مجھ سے پناہ لی ہے سو تم اس کو پناہ دے دو۔ تو ان کے ساتھیوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد وہ اژدھا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد مالک بن ادھم علیہ الرحمہ ساتھیوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں نکلے تو انہوں نے پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

یا قوم یا قوم لا ماء لکم ابدًا ۔۔۔ حتی تحثوا المطایا یومها التعبا

وسدوا یمنة فالماء عن کثب ۔۔۔ ماء غزیر و عین تذهب الوصبا

حتی اذا ما اخذتم منه حاجتکم ۔۔۔ فاسقوا المطایا ومنه فاملؤا القربا

''اے قوم اے قوم! تم ہرگز پانی کو حاصل نہیں کر سکتے اگرچہ تم اپنی سواریوں کو پورا دن اس کی تلاش میں تھکا دو''۔

''اور اگر تم دائیں طرف مڑ کر اسے ڈھونڈو تو تمہیں ٹیلوں میں پانی کا چشمہ ملے گا جس میں ایسے پانی کی کثرت ہے جس کے پینے سے بیماری دور ہو جاتی ہے''۔

''اور جب اس چشمے سے اپنی پانی کی ضرورت پوری کر لو تو اپنی سواریوں کو بھی پانی پلاؤ اور اپنی مشکیں بھر لو''۔

سو مالک بن ادھم علیہ الرحمہ نے جب یہ آواز سنی تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی طرف چل پڑے جس طرف سے آواز دینے والے نے کہا تھا۔ انہیں ایک چشمہ نظر آیا۔ سب لوگوں نے اس چشمہ سے پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی مشکیں بھی بھر لیں۔ جب انہوں نے اپنی حاجت پوری کر لی تو انہیں چشمہ کے آثار بھی نظر نہیں آئے اور آواز دینے والا کہہ رہا تھا

یا مال عنی جزاك الله صالحة ۔۔۔ هذا وداع لکم منی و تسلیم

لا تزهدن فی اصطناع العرف من احد ۔۔۔ ان امرأ یحرم بالمعروف محروم

الخیر یبقی وان طالت مغیبته والشر ما عاش منه المرء ملموم

''اے مالک! تجھے میری جانب سے اللہ بہتر اجر عطا فرمائے گا اور میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور آخری سلام قبول ہو''۔

''تم کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں بے رغبتی اختیار نہ کرنا' اس لئے کہ اگر کوئی شخص کسی کو نیکی سے محروم کر دے تو وہ خود محروم ہو جاتا ہے''۔

''خیر کا کام ہمیشہ باقی رہتا ہے اگرچہ اس کی جزا لمبے عرصہ تک رہے اور جس نے برائی کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا وہ ہمیشہ برائی کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے''۔

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو وہ مال قیامت کے دن ایسے اژدھا کی صورت اختیار کر کے اس کا تعاقب کرے گا جو گنجا ہوگا اور جس کی آنکھ میں دو خوفناک نشان ہوں گے۔ وہ مالدار آدمی اس اژدھے سے بھاگنے لگے گا لیکن وہ اژدھا اس کے پیچھے پڑا رہے گا یہاں تک کہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا۔

(بخاری' رقم الحدیث 1338' ترمذی' رقم الحدیث 3012' نسائی' رقم الحدیث 2441' ابن ماجہ' رقم الحدیث 1784' مسند امام احمد' رقم الحدیث 8646' ابن خزیمہ' رقم الحدیث 2256)

مسلم کی روایت ہے کہ وہ اژدھا اس آدمی کا پیچھا کرے گا اس حال میں کہ اس اژدھے کا منہ کھلا ہوگا۔ جب وہ اس شخص کے قریب آئے گا تو مالدار آدمی بھاگنے کی کوشش کرے گا وہ اژدھا اس کو پکارے گا کہ تو اپنا وہ خزانہ لے لے جو تو نے جمع کیا تھا۔ جب وہ مالدار آدمی دیکھے گا کہ اس سے بھاگ نہیں سکتا تو وہ اپنا ہاتھ اس اژدھے کے منہ میں ڈال دے گا۔ سو وہ اژدھا اس کے ہاتھ کو چبا جائے گا پھر وہ اژدھا اس آدمی کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں اور پھر وہ اژدھا یہ آیت تلاوت کرے گا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

''اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ ان کے لئے خیر کا باعث ہوگی بلکہ یہ ان کے لئے برائی کا باعث ہے۔ عنقریب وہ لوگ قیامت کے دن طوق پہنائے جائیں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا''۔

''الاقرع'' کا مطلب وہ سانپ ہے جس کے سر کے بال گر گئے ہوں۔ مطلب گنجا ہو اور اس کا سر شدت زہر کی وجہ سے سفید ہو گیا ہو۔ ان دو بالوں کو کہا جاتا ہے جو زہر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس سانپ کے منہ کی دونوں طرف ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب بہت زیادہ گفتگو کرتا ہے تو انسان کے منہ کے دونوں طرف دو بال کھڑے ہو جاتے ہیں کہا جاتا ہے ''الزبیتان'' کا

مطلب وہ دو نکتے ہیں جو اژدھے کی آنکھوں میں ہوتے ہیں۔ اس قسم کا سانپ بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ وہ دانت کے کناروں سے کھاتا ہے۔ ''الخضم'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ پورے منہ سے کھاتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ''القضم'' خشک چیز کے کھانے کو کہتے ہیں۔ ''الخضم'' تر چیز کے کھانے کو کہتے ہیں۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ اگر آدمی لمبی دیر تک بھوکا رہے تو اس کے پیٹ میں سانپ پیدا ہو جاتا ہے جس کا نام شجاع اور اصفر ہے۔ ابوخراش نے اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

ارد شجاع البطن لو تعلمنیہ　　واوثر غیری من عیالکم بالطعم

واغتبق الماء القراح وانثنی　　اذا الزاد امسی للمزلج ذا طعم

''میں اپنی بھوک کو روکنے والا ہوں۔ اگر تجھے اس کا علم ہو جائے اور میں تیرے خاندان کو اپنے حصہ کا کھانا کھلا دیتا ہوں''۔

''اور میں تازہ پانی پی کر سو جاتا ہوں اور کھانے سے اپنے آپ کو روک لیتا ہوں جب بدذائقہ شخص کو اچھا کھانا محسوس ہونے لگے''۔

اس کا مطلب پہلا کھانا ہے اور دوسرا کھانا اس کی خواہشات ہے۔ اور ''الغبوق الشرب'' کا مطلب پانی پی کر سو جانا ہے اور ''المزلج'' کا مطلب وہ آدمی ہے جس کا ذائقہ ناقص ہو۔

شاعر نے کہا ہے کہ

فاطرق اطراق الشجاع ولو رای　　مساغا لنا باہ الشجاع لصمما

''اس نے اژدھے کی طرح سر کو جھکا لیا وہ اپنے سخت شجاع اور ناب کی صفائی کا مشاہدہ کر لیتا''۔

یہ شعر بنی حرث بن کعب کی لغت کے مطابق ہے کیونکہ ''الصما'' میں الف تشبیہ لام جارہ کے باوجود حالت نصب میں بھی باقی ہے۔ یہ کوفہ والوں کا مسلک ہے اسی لغت کے مطابق اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے ''ان ھٰذان لساحران''۔

تعبیر: شجاع (اژدھے) کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بہادر لڑکے اور ضدی عورت سے دی جاتی ہے۔

الشحرور

''الشحرور'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیاہ رنگ کا پرندہ ہے جس کی آواز خوبصورت ہوتی ہے اور یہ چڑیا سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی بہت آوازیں ہوتی ہیں۔ شیخ علاء الدین الباجی متوفی 714ھ نے اس پرندے کے بارے میں خوب کہا ہے کہ

بالبلبل والھزار والشحرور　　یکسی طربا قلب الشجی المغرور

فانھض عجلا والھب من اللذۃ ما　　جادت کرما بہ ید المقدور

و روضۃ ازھرت اغصانھا وشھدت　　اطیارھا و تولت سقیھا السحب

وظل شحرورھا الغرید تحسبہ　　اسودًا زامرًا مزمارہ ذھب

لــه فـي خـده الـوردي خـال
يـدور بــه بـنـفـسـج عـارضـيـه

كشـحـرور تـخـبـا فـي سـيـاج
مـخـافـة جـارح مـن مـقـلـتـيـه

''بلبل ہزار اور شحرور کی آواز غمگین مغرور کے دل کو خوش وخرم کر دیتی ہے''۔

''جلدی سے اٹھ اور قضاوقدر کے کارکنان کے ہاتھوں کی بارش کو جوانہوں نے کی ہے لوٹ لے''۔

''اور وہ باغ جس کی شاخوں نے پھول کھلائے اور جس کے پرندے طاقتور ہو گئے اور جس سیرابی کا ذمہ بادلوں نے لیا ہے''۔

''اور جس کا شحرور اگر گانے لگے تو یہ خیال کرے گا کہ کالا بانسری بجا رہا ہے اور اس کی بانسری کا رنگ سنہری ہے''۔

''اس کے گلابی گالوں پر ایک تل ہے جس پر اس کے رخساروں کا بنفشہ گردش کرتا ہے''۔

''جس طرح کہ شحرور شکاری کی آنکھوں سے خوفزدہ ہو کر انگور کی باڑھ میں اپنے آپ کو چھپا لیتا ہے۔

حکم: شحرور کا شرعی حکم چڑیا کی طرح ہے۔

تعبیر: شحرور کو خواب میں دیکھنا ایسے آدمی پر دلالت کرتا ہے جو بادشاہ کا پیش کار ہو اور نحوی اور ادیب کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات شحرور کو خواب میں دیکھنا ذہین آدمی کی تعبیر سے دیا جاتا ہے اور کبھی شحرور کا خواب میں دیکھنا طول مکتب پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

شحمة الارض

یہ ایک کیڑا ہے کہ اگر انسان اس کو چھوئے تو یہ اکٹھا ہو جاتا ہے اور ''خرزہ'' (کوڑی) کی طرح ہو جاتا ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے ''الاشکال'' میں لکھا ہے کہ ''شحمة الارض '' کا مطلب ''الخراطین مطلب کیچوا ہے اور یہ ایک کیڑا ہے جو لمبا ہوتا ہے اور اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور یہ کیڑا اندیوں وغیرہ میں ہوتا ہے۔ علامہ زمخشری نے ''ربیع الابرار'' میں لکھا ہے کہ یہ ایک کیڑا ہے جو سرخ نقطوں والا ہوتا ہے گویا کہ وہ ایک سفید مچھلی ہے۔ عورتوں کی ہتھیلیوں کو بھی اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ ہرمس نے کہا ہے کہ یہ چھوٹا چوپایہ ہے جو خوشبودار ہوتا ہے اور آگ اس کو نہیں جلاتی۔ یہ آگ میں ایک طرف سے داخل ہوتا ہے اور دوسری طرف سے باہر نکل جاتا ہے۔

خواص: جو شخص اس کیڑے کی چربی اپنے جسم پر مل لے تو اس کو آگ نہیں جلائے گی۔ اگر چہ وہ آگ میں داخل ہو جائے۔ اگر ''شحمة الارض'' کو پکڑ لیا جائے تو اس کو خشک کر کے ایک درہم کی مقدار کسی چیز میں ملا کر ایسی عورت کو پلایا جائے جو دردزہ میں ہو تو اسی وقت بچہ کی ولادت ہو جائے گی۔ حضرت امام قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ''شحمة الارض '' کو بھون کر روٹی کے ساتھ کھایا جائے تو مثانہ کی پتھری ٹوٹ کر نکل جائے گی۔ اگر یہی کیڑا خشک کر کے یرقان کے مریض کو کھلا دیا جائے تو اس کی زردی ختم ہو جائے گی۔ اگر اس کیڑے کو جلا کر اس کی راکھ تیل میں ملا کر گنجے کے سر پر مالش کی جائے تو اس کے بال نکل آئیں گے اور گنجا پن ختم ہو جائے گا۔

شحمۃ الارض کا شرعی حکم اور تعبیر: ''شحمۃ الارض'' کی تعبیر اور شرعی حکم ''الدود'' یعنی کیڑے کی طرح ہے۔ اصل میں اس کا ذکر ''باب الدال'' میں گزر چکا ہے کہ یہ کیڑا خبائث میں شامل ہے اس لئے یہ حرام ہے۔

الشذا

''الشذا'' (شین کے فتحہ اور ذال معجمہ کے ساتھ) اس کا مطلب کتے کی مکھی ہے۔ نیز بعض اوقات ''شذا'' کا اطلاق اونٹنی پر بھی ہوتا ہے۔

الشران

''الشران'' مچھر کی طرح کا ایک حیوان جو انسان کے منہ کو ڈھانپ دیتا ہے۔

الشرشق' الشقراق' الشرشور

''الشرشق' الشقراق' الشرشور'' ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ ہے جس کا رنگ نیلا اور سرخ ہوتا ہے۔ اصل میں اس کا ذکر پہلے باء کے باب میں گزر چکا ہے۔

حکم: یہ پرندہ حلال ہے کیونکہ یہ عام چڑیوں کے حکم میں شامل ہے۔

الشرغ

''الشرغ'' اس کا مطلب چھوٹی مینڈک ہے۔ عنقریب اس کا ذکر ''الضفدع'' کے تحت ضاد کے باب میں آئے گا۔

الشرنبی

''الشرنبی'' اس کا مطلب ایک معروف پرندہ ہے۔

الشعر

''الشعر'' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ہرنی کا بچہ ہے۔ نیز اس کے لئے ''شامر'' کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

الشعراء

''الشعراء'' (شین کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب نیلے یا سرخ رنگ کی مکھی ہے جو اونٹ' گدھے اور کتوں وغیرہ پر بیٹھتی ہے اور انہیں سخت تکلیف دیتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مکھی کتے کی مکھی کی طرح ہے۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مشرکین بدھ کے روز پہاڑ پر گئے۔ جب حضور سید السابرکین' خاتم المرسلین' رحمت للعالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ مشرکین پہاڑ پر اترے ہیں تو حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کیا اور اس مشورہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی بلایا

حالانکہ اس سے پہلے آپ نے کبھی اسے مشورہ کے لئے نہیں بلایا تھا۔ حضور رسول اکرم شہنشاہ بنی آدم نور مجسم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی مشورہ کیا۔

سو عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اکثر انصار نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ مدینہ منورہ میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کریں اور بارہ نہ نکلیں۔ اللہ کی قسم جب ہم نے مدینہ سے بارہ نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا تو ہمیں شکست ہوئی اور جب ہم نے مدینہ میں رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا تو ہمیں فتح حاصل ہوئی۔ ہمیں کیسے شکست ہو سکتی ہے جبکہ حضور شہنشاہِ خوشخصال دافع رنج وملال رسولِ بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم میں موجود ہیں۔ آپ مشرکین کی پرواہ نہ کریں۔ اگر انہوں نے قیام کیا تو یہ ان کے حق میں مضر ہوگا اور اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو مرد آمنے سامنے قتال کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے پتھر پھینکیں گے۔ اور اگر وہ واپس جائیں گے تو نامراد واپس جائیں گے۔ حضور شاہِ ابرار ہم غریبوں کے غمخوار رسولِ بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند کیا۔ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ہمارے ساتھ ان کتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلیں تاکہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ ہم ان کے مقابلہ سے عاجز و قاصر ہیں۔ حضور شفیع المذنبین سراج السالکین محبوبِ رب العالمین رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بکری ذبح کی جارہی ہے۔ تو میں نے اس کی تعبیر خیر و بھلائی سے لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار کند ہوگئی۔ میں نے اس کی تعبیر ہزیمت سے لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں داخل کیا' میں نے اس کی تعبیر مدینہ سے لی ہے۔ اگر تم مدینہ میں رہ کر اس کا مقابلہ کرنا چاہو تو ایسا کر سکتے ہو۔ حضور شہنشاہِ مدینہ راحت قلب وسینہ فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ مشرکین مدینہ میں داخل ہوں تو ان سے گلیوں میں جنگ کی جائے۔ مسلمانوں کے ان آدمیوں میں جو غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور اللہ عزوجل نے انہیں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا۔ عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ہمارے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے مدینہ سے باہر چلیے۔ حضور پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوئے اور ہتھیار پہن کر تشریف لائے۔ جب صحابہ کرام نے دیکھا کہ حضور دافع رنج وملال صاحب جود ونوال آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار پہن لئے ہیں تو وہ نادم ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دے کر برا کیا ہے کیونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تو وحی نازل ہوتی ہے تب انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جیسے آپ کی مرضی ہو ویسے ہی کیجئے۔ اور صحابہ کرام نے اپنے فعل پر معذرت کر لی۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کا نبی ہتھیار باندھ لیتا ہے تو جنگ کئے بغیر اپنے ہتھیار نہیں کھولتا۔ مشرکین نے بدھ اور جمعرات کے دن میں قیام کیا۔ حضورِ اکرم شفیع معظم فخر بنی آدم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی طرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد نکلے اور ہفتہ کی صبح 15 شوال 3ھ کو احد کی گھاٹی میں داخل ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سات سو کی تعداد میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ جو حضرت بن جبیر کے بھائی تھے' کو پچاس تیراندازوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ پہاڑ

تم ہمیں فتح ہو یا شکست۔ تم کی جڑ کی طرح قائم رہنا اور اگر دشمن ہماری پشت سے حملہ کریں تو تیروں سے ان کا مقابلہ کرنا خواہ ہمیں فتح ہو یا شکست۔ تم یہاں سے نہ ہٹنا' یہاں تک کہ تمہیں یہاں سے ہٹنے کا حکم دیا جائے۔ دشمن ہم پر غلبہ نہیں پاسکتا اگر تم اپنی جگہ پر جمے رہے۔ پس قریش قتال کے لئے آئے اوران کی دائیں جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ تھے اوران کے ساتھ عورتیں بھی تھیں جو دف بجا بجا کر اشعار پڑھ رہی تھی۔ جنگ شروع ہوی اور سخت مقابلہ ہوا۔ حضور مکی مدنی سرکار' آمنہ کے لال' سرکار ابد قرار' شافع روز شمار' دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو میرے ہاتھ سے تلوار لے کر دشمن کا مقابلہ کرے یہاں تک کہ اسے شکست دے دے۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے وہ تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے لی اور ایک سرخ عمامہ باندھ کر تلوار ہاتھ میں لے کر فخر کے ساتھ چلے۔ منظر دیکھ کر رسول اکرم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس موقع پر اللہ تعالیٰ کو یہ چال ناپسند نہیں ہے۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اس تلوار سے بہت سے مشرکین کے سرتن سے جدا کر دیئے۔ حضورِ اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے اصحاب نے دشمن پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی۔ حضرت عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا مالِ غنیمت' مالِ غنیمت اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہم بھی لوگوں کے ساتھ مالِ غنیمت لوٹیں گے۔ وہ مالِ غنیمت لوٹنے لگے تو ان کے چہرے دشمن سے پھر گئے۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا لیکن وہ نہیں مانے اور مالِ غنیمت لوٹنے لگے تو ان میں سے صرف دس آدمی آپ کے ساتھ باقی رہے۔ حضرت خالد بن ولید نے دیکھا کہ تیرانداز بہت کم ہیں۔ باقی مالِ غنیمت لوٹنے میں مصروف تھے تو انہوں نے میدان خالی دیکھ کر مشرکین کے سواروں کو بلایا پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر پچھلی طرف سے حملہ کر دیا اور انہیں شکست دے دی۔ عبداللہ بن قمہ نے رسولِ اکرم' صاحب کائنات' صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پتھر مارا جس سے آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور ناک اور چہرہ بھی زخمی ہو گیا۔ زخمی ہونے کی وجہ سے آپ کا کافی خون بہہ گیا جس کی وجہ سے آپ پر کمزوری ہو گئی۔ اور آپ ایک گڑھے میں گر گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے۔ حضورِ اکرم' مخزنِ جود وسخا' صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر کے سہارے گڑھے سے نکلنے کی کوشش کی لیکن نہ نکل سکے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ کے نیچے بیٹھ گئے۔ حضور سید السابرکین' سراج السالکین' راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سہارے اوپر آئے۔ ہندہ اوراس کی ساتھی عورتوں نے مسلمان شہداء کی لاشوں کا مثلہ کیا۔ ہندہ نے مسلمانوں کے کٹے ہوئے اعضاء کا ایک ہار بنا کر وحشی کو دیا جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور خود حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ دانتوں سے چبانے لگی لیکن نگل نہ سکی اس لئے نیچے پھینک دیا۔ عبداللہ بن قمہ آگے بڑھا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے۔ تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے۔ عبداللہ بن قمہ کا مقابلہ کیا۔ عبداللہ بن قمہ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ جب وہ اپنے لشکر کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے اور ایک آدمی آواز لگا کر کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے اور یہ آواز لگانے والا ابلیس تھا۔ اس آواز کو سن کر کچھ مسلمانوں نے پشت پھیرنی شروع کر دی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ کی عبادت کی طرف

بلانے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تیس آدمی جمع ہو گئے۔ تو انہوں نے کفار سے جنگ کی اور ان کو دور ہٹا دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور وہ ہاتھ سوکھ گیا۔ اس دن مشرکین کے حملہ سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکل کر ان کے چہرہ پر آ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آنکھ کو اپنے ہاتھ مبارک سے درست کر دیا تو یہ آنکھ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہو گئی۔ ابن ابی خلف جمحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ سے آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ اگر آج میرے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نجات مل گئی تو میں نجات نہیں پاؤں گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم اس کو قتل کر دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو بلاؤ، یہاں تک کہ وہ میرے قریب آ جائے۔ ابن ابی خلف اس سے پہلے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے جس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا۔ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے انشاء اللہ میں ہی تمہیں قتل کروں گا۔ جب ابی بن خلف گھوڑے پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرث بن حمہ سے تیر لے کر اس پر حملہ کیا اور اس کو ایک معمولی زخم لگایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حملہ کے وقت ہم اس سے دور ہو گئے جس طرح مکھی اونٹ سے دور ہوتی ہے۔ ابن خلف زخمی ہونے کے بعد گھوڑے سے گر پڑا اور چلانے لگا اور یہ کہتا ہوا مشرکین کی طرف بھاگ گیا کہ محمد صلی (اللہ علیہ وسلم) نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ مشرکین نے کہا کہ کوئی حرج نہیں معمولی زخم ہے ٹھیک ہو جائے گا۔ ابی خلف نے کہا کہ اگر یہ زخم ربیعہ اور مضر کا ہوتا تو میں ان کو قتل کر دیا، کیا تمہیں پتا نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہیں قتل کروں گا۔ اللہ کی قسم اس گفتگو کے بعد اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر صرف تھوک پر دیتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔ چنانچہ ایک دن ہی گزرا تھا کہ یہ اللہ کا دشمن ایسی جگہ میں ہلاک ہوا جس کو سرف کہا جاتا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ

لقد ورث الضلالة عن ابیه ابی حین بارزه الرسول

اتیت لیه تحمل رم عظم وتوعده وانت به جهول

"اصل میں ضلالت ابی بن خلف کو اپنے باپ سے وراثت میں ملی تھی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی سے مبارزت فرمائی"۔

"تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس حال میں آیا کہ اس کے جسم پر بوسیدہ ہڈیاں تھیں اور قتل کی دھمکی دے رہا تھا اور وہ اپنے انجام سے بالکل بے خبر تھا"۔

اصل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا اس کو کسی نبی نے قتل کیا۔

(بخاری، رقم الحدیث 4073، مسلم، رقم الحدیث 4648، کنز العمال، رقم الحدیث 29884، مسند امام احمد، رقم الحدیث 10333)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ بات واضح ہے کہ اللہ کے نبی کسی آدمی کو قتل نہیں کرتے اور اگر کبھی کسی کو قتل کر

دیں تو مخلوق میں سب سے بدترین ہی ہوگا جس کو اللہ کے نبی قتل کریں گے۔

الشغواء

''الشغواء'' (شین کے فتحہ غین کے سکون اور الف ممدودہ کے ساتھ) اس کا مطلب عقاب ہے ''الشغواء'' دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک دانت کا دوسرے دانت سے بڑھ جانا اور ''الشغواء'' کا ایک معنی یہ ہے کہ چھوٹے بڑے دانتوں والا۔ عقاب کی اوپر والی چونچ نچلی چونچ سے بڑی ہوتی ہے اس لئے اسے بھی ''الشغواء'' کہا جاتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

''وہ لوگ اپنے وطن میں پہاڑ کی چوٹیوں کے درمیان غالب آگئے''۔

الشفدع

''الشفدع'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چھوٹی مینڈک ہے۔

الشفنین

''الشفنین'' (شین کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جو دو ماکول اللحم پرندوں کے اختلاط سے وجود میں آتا ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ یہ کبوتر کی اقسام میں سے ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''الشفنین'' کا مطلب جنگلی کبوتر ہے۔ اس پرندے کی آواز میں ترنم ہوتا ہے جس طرح ترنگی میں ہوتا ہے اور اس پرندے کی آواز غمگین ہوتی ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''شفانین'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کی آواز اندھیرے میں بہت خوبصورت ہوتی ہے۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اس کی مادہ گم ہو جائے تو یہ پھر مجرد کی حیثیت سے زندگی گزارتا ہے اور یہ کسی دوسری مادہ کے جفتی نہیں کرتا۔ اس طرح اس پرندے کی مادہ میں بھی یہی خاصیت ہے جب یہ پرندہ موٹا ہو جاتا ہے تو اس کے پر گر ہو جاتے ہیں اور یہ جفتی کرنا بھی ترک کر دیتا ہے۔ یہ عزت پسند اور دشمنوں سے ہوشیار رہنے والا پرندہ ہے۔

حکم: تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ پرندہ حلال ہے۔

خواص: اس پرندے کا گوشت گرم اور خشک ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کا گوشت استعمال کرنے کی بجائے اس کے چھوٹے بچوں کا گوشت استعمال کیا جائے۔ اس کے گوشت سے پیدا ہونے والا خون بھی گرم خشک ہوتا ہے۔ اگر اس کے گوشت میں بکثرت گھی ملا کر استعمال کیا جائے تو اس کے گوشت کی گرمی اور خشکی میں کمی آجاتی ہے۔ اگر اس پرندے کے انڈے زیتون کے تیل میں استعمال کئے جائیں تو قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس پرندے کی بیٹ گلاب کے عرق میں ملا کر رحم کے درد والی عورت استعمال کرے تو درد ختم ہو جائے گا۔ اگر اس پرندے کے انڈے کی سفیدی گلاب کے عرق میں روئی گھول کر آنکھ پر رکھ دی جائے تو یہ دونوں چیزیں آنکھوں سے درد اور آنکھ کے ورم کے لئے بہت فائدہ مند ہیں۔

الشق

''الشق'' علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ شیطان کی قسم ہے جس کا بالائی حصہ انسان کی طرح ہے۔ بعض لوگوں کا

خیال ہے کہ "السناس" مطلب بن مانس' انسان اور رشق سے نکلا ہے۔ یہ بعض اوقات سفر میں انسانوں پر ظاہر ہوتا ہے۔
کہتے ہیں کہ علقمہ بن صفوان ابن امیہ ایک رات باہر نکلا سو جب وہ ایک خاص جگہ پر پہنچا تو اس پر "الشق" ظاہر ہوا۔ تو علقمہ نے "الشق" سے کہا تیرا اور میرا کیا تعلق ہے؟ تو اپنے تیر ترکش میں رکھ لے تو ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے جو تیرے قتل پر آمادہ نہیں ہے۔ تو "الشق" نے کہا افسوس ہے تیرے لئے اور میں صبر کرتا ہوں جب تک تجھ میں لڑائی کی حرارت پیدا نہ ہو جائے۔ پس ان دونوں کے درمیان لڑائی شروع ہوئی اور آخرکار "الشق" کی موت ہوگئی۔ "الشق" اور سطیح عرب کے دو مشہور کاہن تھے۔ "الشق" نصف آدمی تھا اس کا ایک ہاتھ' ایک پاؤں اور ایک آنکھ تھی اور سطیح کے جسم میں نہ ہڈیاں تھیں اور نہ اس کی انگلیاں تھیں اور زمین پر ایسے لیٹ جاتا تھا جس طرح چٹائی بچھا دی جاتی ہے۔ الشق اور سطیح کی ولادت اس دن ہوئی جس دن طریفہ کاہنہ کی موت واقع ہوئی تھی اور یہ عمرو بن عامر کی بیوی تھی۔ طریفہ نے اس دن جس دن اس کی موت ہوئی موت سے پہلے سطیح کو بلایا۔ وہ جب اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنا لعاب دہن اس کے حلق میں ڈال دیا اور کہا کہ یہ بچہ میرے علم اور کہانت میں میرا جانشین ہوگا۔ سطیح کا چہرہ اس کے سینے میں تھا اور اس کا سر نہیں تھا اور نہ ہی اس کی گردن تھی سو طریفہ کاہنہ نے "الشق" کو بلایا۔ ابوالفرج بن جوزی نے لکھا ہے کہ خالد بن عبداللہ القسری شق کی اولاد میں سے تھا۔
<u>شاہ یمن کا خواب</u>: سیرت ابن ہشام میں ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ مالک بن نصر لخمی نے ایک خوفناک خواب دیکھا سو اس نے اپنی رعایا کے تمام جادوگروں اور نجومیوں کو بلایا۔ سب جمع ہو گئے۔ تو بادشاہ نے کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے میں گھبرا گیا ہوں۔ نجومیوں نے کہا کہ آپ خواب بیان کیجئے۔ ہم اس کی تعبیر کے بارے میں آپ کو خبر دیں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر میں نے اپنا خواب خود ہی بیان کر دیا تو میں تمہاری بتائی ہوئی تعبیر سے مطمئن نہیں ہوں گا۔ تو میں کسی کی تعبیر کی تصدیق نہیں کروں گا مگر اس کی جو میرے خواب کو بتلانے سے پہلے ہی جان لے۔ ان سب نے آپس میں مشورہ کیا کہ جو بادشاہ سلامت نے خواب دیکھا اس کو شق اور سطیح کے علاوہ کوئی نہیں بیان کر سکتا۔ جب انہوں نے بادشاہ کو بات بتلائی تو ان دونوں کو بلانے کے لئے قاصد کو بھیج دیا۔ وہ جب دونوں حاضر ہو گئے تو بادشاہ نے سطیح سے سوال کیا۔ سطیح نے کہا: اے بادشاہ آپ نے خواب میں کھوپڑی دیکھی ہے جو اندھیرے میں ظاہر ہوئی اور اس نے تمام کھوپڑی والوں کو کھا لیا۔ بادشاہ نے کہا تم نے خواب کو بیان کرنے میں کوئی خطا نہیں کی۔ تیرے پاس اس کی کیا تاویل ہے۔ سطیح نے کہا ان دو حروں کے درمیان جتنے جانور رہتے ہیں میں ان سب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کی زمین پر حبشیوں کا نزول ہوگا اور وہ ابین اور جرش کے درمیان جتنی زمین ہے سب کے مالک ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا: اے سطیح تو نے بڑی دردناک بات کی خبر دی ہے۔ یہ واقعہ میرے زمانہ حکومت میں ہوگا؟ سطیح نے کہا یہ واقعہ آپ کے ساٹھ یا ستر سال بعد رونما ہوگا پھر حبشیوں کے ساتھ جنگ ہوگی اور وہ یہاں سے نکال دیئے جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا وہ کون ہوگا جو ان سے جنگ کر کے انہیں نکال دے گا۔ سطیح نے کہا وہ ابن ذی یزن ہوگا جو عدن سے نکلے گا اور ان سب حبشیوں کو یمن سے نکال دے گا۔ بادشاہ نے کہا ذی یزن کی حکومت کو دوام حاصل ہوگا یا نہیں۔ سطیح نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے کہا اس کی حکومت کو ختم کرنے والا کون ہوگا۔ سطیح نے کہا ایک پاک نبی ہوگا جس کے پاس اس کے

بلند و برتر رب کی طرف سے وحی آئے گی۔ بادشاہ نے کہا کہ نبی کس قوم سے ہوگا؟ سطیح نے کہا غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے ہوگا اور ان کی قوم میں آخر وقت تک حکومت رہے گی۔ بادشاہ نے کہا کیا ان کا زمانہ ختم بھی ہوگا۔ سطیح نے کہاہاں' اس دن اولین وآخرین کو جمع کیا جائے گا اور نیک لوگ خوشحال ہوں گے اور بدکار بدحال ہوں گے۔ بادشاہ نے کہا: اے سطیح کیا تم نے سچ کہا۔ سطیح نے کہاہاں میں شفق غسق اور چاند کی قسم کھا کر کہتا ہوں جبکہ وہ پورا ہو جائے جو میں نے تمہیں بتایا ہے۔

پھر بادشاہ نے ''الشق'' کو بلایا اور اس سے سوال کیا جس طرح سطیح سے کیا تھا۔ ''الشق'' نے بھی وہی خواب بتایا جو سطیح نے بتایا تھا اور اس کی تعبیر بھی وہی بتائی۔ بادشاہ نے اس تعبیر کو مان لیا بادشاہ نے حبشیوں کے غلبہ کے ڈر سے اپنے گھر والوں کو ''الحیر ہ'' منتقل کر دیا۔ سیرت ابن ہشام میں ابن اسحٰق ہی سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم نورِ مجسم کی جس رات ولادت ہوئی اسی رات کسریٰ شاہ فارس کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اس وقت فارس کا حکمران کسریٰ نوشیروان تھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے وہ ڈر گیا۔ اس نے رئیس موبذان' قضاۃ' نائبین' کمانڈروں' امراء' وزیر' بزرجمہر اور مخالفین سرحد اور گورنروں کو جمع کر کے اس واقعہ کی خبر سنائی۔ رئیس موبذان نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک اونٹ گھوڑوں کو ہنکاتے ہوئے لئے جا رہا ہے اور وہ دریائے دجلہ کو عبور کر کے ملک فارس میں پھیل گئے ہیں۔ اہل دربار نے بادشاہ کو خبر دی کہ آج رات آتش کدہ فارس (جو مجوسیوں نے ایک ہزار سال سے روشن کر رکھا تھا) بھی ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ ملک کے مختلف حصوں سے آگ کے ٹھنڈا ہونے کی خبریں بادشاہ کو ملتی رہیں اور یہ خبر بھی ملی کہ اس رات بحیرہ کا سارا پانی بھی خشک ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے علماء دین اور سرداروں کو جمع کیا اور انہیں سارے واقعات سنائے اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تو رئیس موبذان نے کہا یہ واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ عرب کے اندر ایک بڑا حادثہ ہوا ہے۔ شاہ کسریٰ نے نعمان بن منذر کو خط لکھا کہ جو شخص عربوں کے حالات سے سب سے زیادہ واقف ہیں اسے میرے پاس بھیج دو۔ نعمان نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی جو بہت معمر تھے کو شاہ کسریٰ کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ کسریٰ کے پاس گیا تو بادشاہ نے کہا کہ کیا میں جو بات تم سے پوچھنا چاہتا ہوں تمہیں اس کا علم ہے۔ عبدالمسیح نے کہا کہ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر مجھے علم ہوا تو ضرور اس کی خبر دوں گا۔ کسریٰ نے کہا میں ایسے شخص کی تلاش میں ہوں جو میرے بتانے سے پہلے مجھے بتا دے کہ میں اس سے کیا پوچھنا چاہتا ہوں۔ عبدالمسیح نے کہا کہ یہ کام تو میرے ماموں سطیح ہی کر سکتے ہیں جو شام میں رہتے ہیں۔ کسریٰ نے کہا تم جاؤ اور اپنے ماموں سے پوچھو۔ عبدالمسیح شام کی طرف روانہ ہوا' یہاں تک کہ جب سطیح کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ موت کے قریب ہے۔ عبدالمسیح نے اس کو سلام کیا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عبدالمسیح نے بلند آواز سے پکار کر کہا:

اصم ام یسمع غطریف الیمن — یا صاحب الخطة اعیت مَن ومِن

''کیا تو بہرہ ہو گیا ہے یا سن رہا ہے اے یمن کے سردار اے مبہم امور کو کھولنے والے کیا تجھے معلوم ہے میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں''۔

سطیح نے کہا عبدالمسیح ہے اور ایسی اونٹنی پر سوار ہے جس کی رانیں بھنچی ہوئی ہیں اور تو سطیح کے پاس ایسے موقع پر آیا ہے کہ وہ

قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہے۔ نیز تجھے شاہ فارس نے اس لئے میرے پاس بھیجا ہے کہ تو ایوانِ کسریٰ کے زلزلہ کے بارے میں نوشیرواں کے خواب کی تعبیر بتلائے۔ موبذان کا خواب یہ ہے کہ طاقتور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہنکاتے ہوئے لے جارہے ہیں اور وہ دریائے دجلہ کو عبور کر کے ملک فارس میں پہنچ گئے ہیں۔ اے عبدالمسیح جب تلاوت قرآن کا ظہور ہوگا اور صاحب الھر اوۃ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) معبوث ہوں اور بحیرہ سادہ کا پانی خشک ہو جائے تو اہل فارس کے لئے بابل جائے پناہ نہیں ہوگا اور نہ ہی شام۔ سطیح کے لئے بابرکت ہوگا۔ نیز کسریٰ کے محل کے جتنے کنگرے گر گئے ہیں بادشاہ اتنی ہی مدت فارس پر حکومت کریں گے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اس کے بعد سطیح کی موت واقع ہوگئی اور عبدالمسیح اپنی سواری پر سوار ہو کر واپس کسریٰ کے پاس آیا اور سطیح کی ساری باتیں کسریٰ کے سامنے بیان کر دیں۔ کسریٰ نے کہا کہ ابھی چودہ بادشاہ حکومت کرنے کے لئے باقی ہیں۔ بادشاہوں کے بارے میں پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ فارس کے دس بادشاہوں نے اپنی گنتی چار سال میں پوری کر لی۔ باقی چار بادشاہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں آخر میں ختم ہو گئے۔ بابل کا مطلب کوفہ کی سرزمین ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جبل دنباوند کو بابل کہتے ہیں کسریٰ وہ پہلا مقتول ہے جس نے اپنے قاتل سے بدلہ لیا جس طرح کہ ابوالفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''الاذکیاء'' میں لکھا ہے کہ کسریٰ کو نجومیوں نے خبر دی کہ تجھے قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور اپنے قاتل کو قتل کروں گا۔ اس نے زہر قاتل لے کر ایک ڈبیہ میں بند کر کے اس پر مہر لگا دی اور اس پر لکھ دیا کہ یہ ایک دوا ہے جو قوت باہ کے لئے فائدہ مند ہے اور جو شخص اس کو کھالے گا اس میں اس قدر قوت پیدا ہو جائے گی کہ وہ کئی کئی عورتوں سے جماع کرنے پر قادر ہو جائے گا۔ جب شاہ کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا تو اس نے خزانہ کھولا تو اس میں ایک ڈبیہ پائی جس پر مہر لگی ہوئی تھی اور ایک تحریر بھی تھی۔ اس نے اس تحریر کو پڑھ کر کھولا اور یہ خیال کیا اس کا باپ اس دوا کو کھانے کی وجہ سے اتنا طاقت ور ہو گیا تھا کہ وہ کئی عورتوں سے جماع کرنے پر قادر تھا تو اس نے اس ڈبیہ کو کھولا اور اس دوا (زہر قاتل) کو لکھی ہوئی مقدار کے مطابق کھالیا۔ دوا کھانے کے بعد اس کی موت ہوگئی۔ کسریٰ پہلا مقتول ہے جس نے اپنے قاتل سے قصاص لیا تھا۔ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ کسریٰ کے پاس تیس ہزار عورتیں اور پچاس ہزار چوپائے تھے۔

الشقحطب

اس کا مطلب مینڈھا ہے۔ اس کے چار سینگ ہوتے ہیں۔ اس کی جمع کے لئے شقاحط اور شقاطب کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

الشقذان

''الشـــقـــذان'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب گرگٹ ہے۔ اسی طرح گوہ ورل، گلحن، چھپکلی اور سرخ زہریلے سانپ کے لئے بھی ''الشقذان'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا واحد ''شقذۃ'' ہے۔

الشقراق

''الشقراق'' صاحب الحکم اور ابن قتیبہ کے نزدیک اس کو شین اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ بطلیموس نے کہا ہے کہ کسرہ زیادہ فصیح ہے۔ اس لئے کہ اسموں کے اوزان میں فعلان (فاء کے کسرہ کے ساتھ) ہے جس طرح کہ ماح اور شنقاء ر ہے لیکن فعلان نہیں ہے۔ مصنف کی دوسری کتاب ''الغریب'' میں بھی ''شقراق'' شین کے کسرہ کے ساتھ تینوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کو شرقراق بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جسے اخیل (منحوس پرندہ) بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سبز ہوتا ہے اور یہ جسامت میں کبوتری کے برابر ہوتا ہے۔ اس کا سبزی مائل رنگ خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور اس کے بازوؤں کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ یہ پرندہ فطری طور پر حریص اور چالاک اور دوسرے پرندوں کے انڈے چرانے والا واقع ہوا ہے۔

اہل عرب اسے منحوس پرندہ کہتے ہیں۔ یہ پرندہ روئے خراسان اور شام وغیرہ میں ہوتا ہے۔ یہ پرندہ انسانوں سے ہمیشہ دور رہتا ہے اور اس کا پسندیدہ مسکن پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں لیکن یہ اپنے انڈے ایسی جگہ رکھتا ہے جہاں لوگ پہنچ نہ سکیں۔ اس کا گھونسلا بہت بدبودار ہوتا ہے۔ شارح الغنیہ اور جاحظ نے کہا ہے کہ ''الشقراق'' کوے کی ایک قسم ہے اور یہ طبعی طور پر کم جفتی کرنے والا پرندہ ہے۔ نیز یہ فریاد چاہنے کا عادی ہے۔ جب یہ کسی پرندے سے لڑتا ہے تو اس کو مارنے کے بعد چلانا شروع کرتا ہے گویا کہ اسے بہت مارا گیا ہے۔

حکم: الرویانی اور البغوی نے اس کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے۔ رافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ عجلی شارح غنیۃ بن سراج نے بھی اس کو حرام قرار دیا ہے۔ ماوردی نے اطاوی میں اس کی اور عقعق (کوے کی طرح کا پرندہ ہے) کی حرمت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں پرندے اہل عرب کے نزدیک خبائث میں سے ہیں۔ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے لیکن بعض حضرات اس کو حلال قرار دیتے ہیں۔

امثال: ''اشام من الاخیل'' (فلاں آدمی اخیل سے بھی زیادہ منحوس ہے) ''اخیل'' شقراق ہی کا دوسرا نام ہے۔

خواص: جب سونے کی چمک میں کمی ہو جائے تو اس کو پگھلا کر اس پر شقراق کا پتا چھڑکنے سے اس کی چمک دوبالا ہو جاتی ہے جس طرح لومڑی کی جھلی کو اگر سونے پر مل دیا جائے تو اس کی چمک ختم ہو جاتی ہے۔ اگر شقراق کے پتا کو بالوں میں لگایا جائے تو بال سیاہ ہو جائیں گے۔ شقراق کا گوشت گرم اور بدبودار ہوتا ہے لیکن اس کا استعمال آنتوں میں رکی ہوئی سخت ہوا کو خارج کر دیتا ہے۔

تعبیر: شقراق کو خواب میں دیکھنا حسین وجمیل عورت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

الشمسیة

''الشمسیة'' ابوحیان توحیدی نے کہا ہے کہ یہ ایک سانپ ہے جو سرخ رنگ کا اور چمکدار ہوتا ہے۔ جب اس کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے تو اس کی آنکھوں میں درد ہوتا ہے جس سے اس کی بینائی ختم ہو جاتی ہے جب یہ کسی ایسی دیوار کو تلاش کرتا ہے جو مشرق کی طرف ہو اور جب دیوار مل جاتی ہے تو یہ اس پر بیٹھ کر سورج کی طرف رخ کر لیتا ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے اور

اس کی شعاعیں اس پر پڑتی ہیں تو اس کی بینائی لوٹ آتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری قسم کے سانپ جب اندھے ہوتے ہیں تو وہ ''الرزیانج'' (بادیان) کے سبز پتوں کو تلاش کرتے ہیں۔ وہ سانپ ان پتوں پر اپنی آنکھیں ملتے ہیں تو ان کی بینائی واپس لوٹ آتی ہے۔

الشنقب

''الشنقب'' ایک مشہور پرندے کا نام ہے۔

شه

''شه'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ شاہین کی طرح کا ایک پرندہ ہے جو کبوتروں کا شکار کرتا ہے۔ شہ کا لفظ عجمی ہے۔

الشهام

''الشھام'' جوہری نے کہا ہے کہ اس کا مطلب غول بیابانی ہے۔

الشهرمان

''الشھرمان'' یہ ایک پانی کا پرندہ ہے جس کی ٹانگیں چھوٹی اور رنگ سیاہ سفید ہوتا ہے اور یہ پرندہ سارس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ بعض کتب میں ذکر ہے کہ یہ پرندوں کی ایک قسم کو کہتے ہیں۔

الشوحة

''الشوحة'' ابن صلاح علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چیل ہے۔ اصل میں اس کا ذکر ''باب الحاء المھملة'' میں گزر چکا ہے۔

الشوف

''الشوف'' اس کا مطلب سیہی ہے۔ عنقریب انشاء اللہ باب القاف میں ''القنفذ'' کے تحت آئے گا۔

الشوط

''الشوط'' جوہری نے کہا ہے کہ یہ مچھلی کی ایک قسم ہے۔ نیز یہ لفظ الشوط ہے ''الشبوط'' نہیں ہے۔

شوط براح

''شوط براح'' جوہری نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ''ابن آوی'' یعنی گیدڑ ہے۔

الشول

''الشول'' اس کا مطلب وہ اونٹنیاں ہیں جن کا دودھ ختم ہو جائے اور ان کے تھن خشک ہو جائیں تو ان کے حمل یا وضع حمل

کو سات یا آٹھ ماہ کی مدت گزر چکی ہو۔اس واحد کے لئے ''شائلۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس کی جمع کے لئے ''ام الشول'' کا لفظ قیاس کے خلاف آتا ہے۔

مثالیں: اہل عرب کہتے ہیں (دو مذکر اونٹ اونٹنیوں میں جمع نہیں ہو سکتے) یہ مثال عبدالملک بن مروان نے اس وقت دی تھی جب اس نے عمرو بن سعید الشوق کو قتل کر دیا تھا۔اس کا معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ تھا (اگر زمین میں دو معبود ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا) علامہ زمخشری نے کشاف میں اس کی تفسیر بیان کی ہے۔عبدالملک بن مروان کا اس مثال کو استعمال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک سلطنت میں دو بادشاہوں کی حکومت نہیں چل سکتی۔

شولۃ

''شولۃ'' بچھو کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔بچھو کو شوالہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بچھو کی پشت میں ایک ابھرا ہوا ڈنگ ہوتا ہے اور شولہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کے لئے اسی نسبت سے یہ نام بچھو کے لئے استعمال ہونے لگا۔

الشیخ الیہودی

''الشیخ الیہودی'' ابو حامد نے اور قزوینی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''عجائب المخلوقات'' میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب ایک جانور ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرہ کی طرح ہوتا ہے اور اس کی داڑھی سفید ہوتی ہے اور اس کا باقی جسم مینڈک کی طرح کا ہوتا ہے۔اس کے بال گائے کے بالوں کی طرح ہوتے ہیں۔جانور جب سمندر سے باہر نکلتا ہے تو اس میں دوبارہ نہیں جاتا اور اتوار کی شام کو جب سورج غروب ہو جائے تو یہ جانور اچھلتا ہے جس طرح مینڈک اچھلتا ہے۔جانور جب پانی میں داخل ہوتا ہے تو کشتی بھی اس تک نہیں پہنچ سکتی۔

حکم: یہ جانور عام مچھلیوں کے حکم میں داخل ہے۔

خواص: شیخ الیہودی کی جلد اگر نقرس پر رکھ دی جائے تو درد فوراً ختم ہو جائے گا۔

الشیذمان

''الشیذمان'' (شین کے فتحہ اور ذال کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔اس کا ذکر ذال کے باب میں ہو چکا ہے۔

الشیعبان

''الشیعبان'' اس کا مطلب نر اونٹنی ہے۔

الشیع

اس کا مطلب شیر کا بچہ ہے۔اصل میں الاسد کے تحت الھمزہ کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الشیم

''الشیم'' یہ مچھلی کی ایک قسم کا نام ہے۔شاعر نے کہا ہے:

قل لطغام الازد لا تبطروا　　بالشیم والجریث والکنعد

''تم کہہ دو قبلہ ازد کے بازوں سے کہ وہ مچھلیوں' کچھوؤں اور مینڈکوں پر نہ اکڑیں''۔

الشہیم

اس کا مطلب نر سیہی ہے۔شاعر نے کہا ہے کہ

لئن جد اسباب العداوۃ بیننا　　لترتحلن منی علی ظھر شیھم

''اگر ہمارے درمیان اسباب عداوت کی تجدید ہوگئی تو پھر تو مجھ سے شہیم کی پشت پر سوار ہو کر چلا جائے گا''۔

اصمعی نے کہا ہے کہ الشہام کا مطلب ''السعلاۃ'' بھوت ہے۔ابوذ ؤیب ہذلی شاعر نے کہا ہے کہ جب مجھے یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہیں تو میں اس قدر غمگین ہو گیا کہ میری رات لمبی ہوگئی۔جب صبح کے وقت میری آنکھ کھلی تو کوئی ہاتف کہہ رہا تھا:

خطب اجل ناخ بالاسلام　　بین النخیل و معقد الآطام

قبض النبی محمد فعیوننا　　تذری الدموع علیہ بالاسجام

''اسلام میں ایک بڑا حادثہ ظاہر ہوا نخیل اور معقد اطام کے درمیان مطلب مدینہ منورہ میں''۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا سو ہماری آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی ہیں''۔

ابوذؤیب کہتے ہیں کہ میں ان اشعار کو سن کر ڈر گیا اور میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو وہاں ''سعد الذابح'' (ایک ستارے کا نام) کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ عرب میں کشت وخون ہوگا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے یا وہ اسی بیماری میں وفات پانے والے ہیں۔تو میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور چل دیا۔جب صبح ہوئی تو میں نے اپنی اونٹنی کو تیز چلانے کے لئے ایک لکڑی تلاش کی۔میں اس تلاش میں تھا کہ میں نے ایک سیہی کو دیکھا جس نے سانپ کو پکڑ رکھا تھا اور سانپ اس کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔کچھ دیر ہی گزری تھی کہ سیہی نے سانپ کو کھالیا۔میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ سیہی رنج وغم کی نشانی ہے۔اس پر سانپ کو لپٹنا' اس بات کی وضاحت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امیر حق سے منہ پھیرتے ہوئے کسی حاکم کی مخالفت میں جمع ہو جائیں گے۔نیز سیہی کا سانپ کو کھا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ پھر اسی حاکم کا غلبہ ہو جائے گا۔تو میں نے اس کے بعد اپنی اونٹنی کو اور تیز کیا یہاں تک کہ میں غابہ کے مقام پر پہنچا تو میں نے ایک پرندہ سے فال لی۔اس نے مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی۔پھر اس کے بعد ایک کوا میری بائیں طرف اڑ کر بولنے لگا۔تو میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا اور اللہ سے پناہ طلب کی۔جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو مجھے لوگوں کی چیخ وپکار سنائی دی اور معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔میں مسجد نبوی میں آیا تو مسجد کو خالی

پایا۔تو میں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آیا تو میں نے دروازہ کو بند پایا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ صحابہ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے ہیں۔تو میں بھی وہیں گیا تو وہاں حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت ابوعبیدہ بن جراح' حضرت ثابت اور حضرت کعب بن مالک رحمہم اللہ علیہ اجمعین سب موجود تھے۔تو میں قریش کی صف میں بیٹھ گیا اور انصار نے لمبی گفتگو کی اور خلافت کے استحقاق پر لمبی لمبی تقاریر کیں اور اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی خطاب کیا۔اللہ کی قسم آپ کے خطاب سے لمبا کسی کا خطاب نہیں تھا اور آپ کا خطاب نہایت موثر تھا۔جس نے بھی سنا وہ آپ کا ہو کر رہ گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختصر کلام کیا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ بڑھا لیجئے۔میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔پھر اس کے بعد سب صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق وہاں سے اٹھ کر آ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ واپس آیا۔میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی اور تدفین کے وقت بھی میں موجود تھا۔

ابو شبقونة

"ابو شبقونة" (شین کے ضمہ اور سکون الباء اور قاف کے ضمہ کے ساتھ اور اس کے بعد نون ہے) المرصع میں ہے کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جو گدھوں اور چوپایوں کے قریب رہتا ہے۔اس کی خوراک مکھیاں ہیں۔واللہ اعلم

باب الصاد المهملة

الصوابة

''الصوابۃ'' اس کا مطلب جوؤں کے انڈے ہیں۔ اس کی جمع کے لئے صواب اور صیبان کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔
ابن سکیت کہتے ہیں کہ جب کسی کے سر میں جوئیں پیدا ہو جائے تو کہا جاتا ہے (اس کے سر میں جوئیں ہیں) جاحظ کہتے ہیں کہ ایاس بن معاویہ نے کہا ہے کہ ''الصیبان'' مذکر جوں کو کہا جاتا ہے۔ نیز جوں ایسی چیز ہے جس کے مذکر و مؤنث بہت چھوٹے ہوتے ہیں جس طرح زراریق اور بزاہ وغیرہ ہیں۔ بزاہ مؤنث ہے اور الزراریق مذکر ہے۔

حدیث میں صوابہ کا ذکر: خثیمہ بن سلیمان نے اپنی مسند کے پندرہویں جز کے آخر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میزان قائم کیا جائے گا۔ نیکیوں اور برائیوں کو وزن کیا جائے گا اور جس کی برائیوں کا پلڑا برائیوں کے پلڑے سے لیکھ (جوؤں کے انڈے) کے برابر ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور جس کی برائیوں کا پلڑا نیکیوں کے پلڑے سے لیکھ کے بقدر بھی بھاری ہو گا وہ جہنم میں جائے گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اس کا انجام کیا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے لوگ اصحاب اعراف ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

حکم: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ''الصبیتان'' کا شرعی حکم جوں کی طرح ہے سو اگر کوئی احرام باندھنے والا آدمی اس کو قتل کر دے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ صدقہ کرے اگرچہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو۔ الروضہ میں ذکر ہے کہ اس کا حکم جوں کے انڈوں کی طرح ہے۔ حضرت جوہری علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے جو اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں وہ مجھ سے پائی جانے والی لکھ کے بقدر بھی برائی کو شمار کرتا ہے جبکہ اس کی آنکھوں میں جزہ ہے۔ صیدانی نے کہا ہے کہ یہ مثال اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب کوئی شخص کسی کی معمولی خامیوں پر اسے ملامت کرے حالانکہ وہ خود عیب دار ہو۔ الریاشی نے کہا ہے کہ

حنالا ایهاذا اللائمی فی خلیقتی — هل النفس فیما کان منك تلوم

فکیف تری فی عین صاحبکم القذی — وتنسی قذی عینیك وهو عظیم

''خبردار! اے مجھے میری عادت کے بارے میں ملامت کرنے والے کیا تیرا نفس تجھے تیری برائیوں پر بھی ملامت کرتا ہے''۔

''تجھے کیسے اپنے سامنے والے کی آنکھوں کا تنکا نظر آ جائے اور تو اپنی آنکھ کے تنکے کو بھول جاتا ہے حالانکہ وہ تنکا بہت بڑا ہے۔

الصارخ

''الصارخ'' اس کا مطلب مرغ ہے۔

حدیث میں مرغ کا تذکرہ: حضرت مسروق فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور رسول انور، صاحب کوثر، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ دائمی عمل کو پسند فرماتے تھے۔ پھر اس کے بعد میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرغ کی آواز سنتے تھے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

(بخاری، رقم الحدیث 1080، بخاری، رقم الحدیث 1081، مسلم، رقم الحدیث 741، ترمذی، رقم الحدیث 2856، نسائی، رقم الحدیث 1616، ابن حبان، رقم الحدیث 419، مسند امام احمد، رقم الحدیث 24672، سنن الکبریٰ، رقم الحدیث 1316، سنن الکبریٰ، رقم الحدیث 4435، ابوداؤطیاسی، رقم الحدیث 1407)

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں لفظ ''الصارخ'' کا مطلب مرغ ہے۔ اس لفظ کے معنی میں تمام اہل علم متفق ہیں۔ نیز اس کا نام ''الصارخ'' اس لئے ہے کہ یہ رات کو بہت بولتا ہے۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے ''الاحیاء'' میں لکھا ہے کہ جب مرغ بولتا ہے تو یہ رات کا چھٹا حصہ یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

الصافر

''الصافر'' اس کو ''الصفاریت'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک معروف پرندہ ہے جو چڑیوں کی اقسام سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی عادت یہ ہے کہ جب رات آتی ہے تو یہ کسی درخت کی شاخ کو دونوں ٹانگوں سے پکڑ لیتا ہے پھر چیخنا اور چلانا شروع کر دیتا ہے، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے اور روشنی ظاہر ہو جاتی ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ پرندہ آسمان سے گرنے کے ڈر سے چیختا ہے اور یہ اسی وجہ سے الٹا لٹکتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ''الصافر'' کا مطلب تنوط ہے جس کا ذکر تاء کے باب میں ہو چکا ہے۔ اگر اس کا گھونسلا ہوتا ہے تو وہ تھیلہ کی طرح ہوتا ہے ورنہ یہ کسی درخت کی شاخ کے ساتھ الٹا لٹک جاتا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ فلاں آدمی صافر پرندے سے بھی زیادہ بزدل اور متحیر ہے۔ اسی طرح عرب والوں کا کہنا ہے کہ (گھر میں کوئی چیخنے والا نہیں ہے)

تعبیر: الصافر پرندے کا خواب میں دیکھنا حیرانی اور روپوش ہونے کا ثبوت ہے۔ نیز کبھی اس کی تعبیر دشمن کے ڈر سے طاقتور لوگوں کی طرف مائل ہونے سے دی جاتی ہے۔

الصدف

"الصدف" یہ بحری جانوروں میں سے ایک جانور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ذکر ہے کہ جب آسمان سے بارش ہوتی ہے تو صدف اپنا منہ کھول لیتا ہے۔ اس جانور کے منہ میں سے سچے موتی بنتے ہیں۔ اس کا واحد صدفۃ آتا ہے۔ "الصوادف" کا مطلب وہ اونٹ ہیں جو اس حالت میں حوض پر پہنچتے ہیں کہ ان سے پہلے آئے ہوئے اونٹ پانی پی رہے ہوں تو یہ عاجز ہو کر اپنی باری کے انتظار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ راجز نے کہا ہے کہ

الناظرات العقب الصوادف "پیچھے رہنے والے انتظار کرنے والے اونٹ"۔

موتی کے خواص: موتی خفقان کو دور کرتا ہے اور مرہ سودائی کو ختم کرتا ہے۔ دل اور جگر کے خون کو صاف کرتا ہے۔ بینائی میں اضافہ کرتا ہے اسی لئے اس کو سرمہ میں ملایا جاتا ہے۔ جب موتی کو سرمہ میں اس قدر حل کیا جائے کہ وہ پانی ہو جائے اور پھر اس کو چہرہ کے داغ اور کیل وغیرہ پر لگایا جائے تو سارے داغ اور کیل وغیرہ ختم ہو جائیں گے۔

تعبیر: موتی کا خواب میں دیکھنا بہت سی چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ موتی کا خواب میں دیکھنا غلام' باندیاں' لڑکے' مال' اچھے کلام اور حسن و جمال پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ وہ موتیوں کو سیدھا کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ قرآن پاک کی صحیح تفسیر کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھوں پر موتی بکھرے ہوئے ہیں تو اگر خواب دیکھنے والا شادی شدہ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور غیر شادی شدہ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ غلام کا مالک بنے گا۔ اللہ عزوجل کے اس قول میں بھی اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے

وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ○

"اور ان کے پاس ایسے لڑکوں کا آنا جانا ہوگا جو انہی کے لئے مخصوص ہوں گے اس طرح کہ وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں"۔

نیز اسی قول کی روشنی میں خواب میں موتیوں کو بکھرے ہوئے دیکھنے والے کو غلام کا مالک بننے کی تعبیر دی گئی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ موتیوں کو توڑ رہا ہے یا فروخت کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ قرآن کو بھلا دے گا۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ موتیوں کو فروخت کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ لوگوں میں اپنے عمل پر ثابت قدم رہے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ موتیوں کو بکھیر رہا ہے اور لوگ اسے اکٹھا کر رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ لوگوں کو وعظ کرے گا اور لوگ اس کے وعظ سے نفع حاصل کریں گے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں موتی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اگر اس کی بیوی حاملہ نہیں تو وہ لونڈی کو خریدے گا۔ اگر کوئی غیر شادی شدہ اس قسم کا خواب دیکھے تو یہ اس کی شادی کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ سمندر سے بہت زیادہ موتی نکال رہا ہے جن کا وزن کیا جا رہا ہے تو ایسے آدمی سے بہت زیادہ مال حاصل ہوگا جو سمندر سے ملے گا۔ جاماسب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی نے خواب میں دیکھا کہ وہ موتیوں کو گن رہا ہے تو یہ شخص مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اسے موتی دیئے جا رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے ریاست

حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے خواب میں موتیوں کو دیکھا تو اسے خوشی حاصل ہوگی۔ خواب میں موتیوں کے ہار کو دیکھنا حسین وجمیل عورت پر دلالت کرتا ہے اور بعض اوقات موتیوں کا ہار دیکھنا نکاح کی طرف دلالت کرتا ہے۔

خواص: علامہ قزوینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: صدف کا لیپ کرنا وجع مفاصل اور نقرس کے لئے بہت فائدہ مند ہے اور اگر سرکہ میں ملا کر استعمال کیا جائے تو نکسیر کے لئے فائدہ مند ہے۔ اس کا گوشت کتے کے کاٹنے میں مفید ہے۔ اگر صدف کو جلا کر دانتوں پر منجن کے طور پر ملا جائے تو دانت مضبوط ہوں گے اور چمکدار بھی ہوں گے۔ اگر صدف کو سرمہ میں ملا کر آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھوں کے زخموں کے لئے فائدہ مند ہے اور اگر پڑبال اکھاڑ کر ان پر صدف کا برادہ مل دیا جائے تو دوبارہ اس جگہ پڑبال نہیں اگیں گے۔ آگ کے جلے ہوئے پر صدف کا لگانا بہت فائدہ مند ہے۔ اگر صدف کا صاف ٹکڑا بچہ کے گلے میں لٹکا دیا جائے تو اس کے دانت آسانی سے نکل آئیں گے۔ اگر صدف کو پیس کر سونے والے کے چہرہ پر ڈال دیا جائے تو وہ لمبی دیر تک سوتا رہے گا۔ اگر صدف کو جاء شیر ما میں حل کر کے ناک پر لیپ کیا جائے تو نکسیر بند ہو جائے گی۔

تعبیر: اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں صدف (یعنی سیپ) ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ جس کام کا اس نے ارادہ کیا ہے اس کو ترک کر دے خواہ وہ اس کے حق میں اچھا ہو یا برا۔

الصدی

"الصدی" یہ ایک معروف پرندہ ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں کہ یہ پرندہ مقتول کے سر سے پیدا ہوتا ہے اور مقتول کے ارد گرد چیختا رہتا ہے جبکہ قاتل سے بدلہ نہ لے لیا جائے اور یہ پرندہ کہتا ہے (مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ)۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ الصاوی کا مطلب الو ہے۔ اس کی جمع کے لئے اصداء کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس پرندے کو ابن الجبل، ابن طود اور بنات رضوی بھی کہا جاتا ہے۔ عدلیس عبدی نے کہا ہے کہ الصدی کا مطلب وہ پرندہ ہے جو رات کے وقت اڑتا ہے لیکن لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ جندب ہے حالانکہ یہ صدی ہوتا ہے۔ جندب پرندہ صدی سے چھوٹا ہوتا ہے۔ "الصدی" کا مطلب آواز اور بازگشت بھی ہے جس طرح کہ باب الباء اور باب الزاء میں صاحب لیلی الاخیلیۃ کا یہ شعر گزر چکا ہے۔

ولو أن لیلی الاخیلیة سلمت علی و دونی جندل و صفائح

لسلمت تسلیم البشاشة أوزقا الیها صدی من جانب القبر صائح

"اور لیلیٰ اخیلیہ مجھے سلام کرے اور میرا یہ حال ہو کہ میں چٹان اور بڑے پتھر کے درمیان (یعنی قبر میں ہوں)"

"تو میں خوشی کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دوں گا یا اس کی طرف سے صدی چہچہائے گا"۔

الصدی اس آواز کو کہتے ہیں جو پہاڑ سے ٹکرا کر واپس آئے۔ ابوالمحاسن بن شواء نے ایسے شخص کے بارے میں جو راز کو نہ چھپا سکے کیا خوب کہا ہے کہ

لی صدیق غدا وان کان لا ینطق الا بغیة أو محال

اشبه الناس بالصدی ان تحدثه حدیثا اعاده فی الحال

''میرا ایک ایسا دوست ہے جو غیبت اور گمراہی کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتا''۔

''یہ لوگوں میں صدیٰ سے زیادہ ملتا ہے کیونکہ اگر تو اسے کوئی راز کی بات بتادے تو اس کو لوگوں کے سامنے بیان کر دے گا''۔

اہل عرب کہتے ہیں ''صم صداہ و أصم اللہ صداہ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دے اس لئے کہ آدمی جب مرتا ہے تو اس کی بازگشت نہیں سنی جاتی۔

سو حجاج بن یوسف نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہا تھا ''ایاك عنی اصم اللہ صداك'' سو امیر المومنین نے اس گستاخی پر حجاج کو بہت ڈانٹا تھا۔

حضرت علی بن زید بن جدعان علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف ثقفی کے دربار میں داخل ہوئے اور حجاج بہت جابر و ظالم تھا۔ حجاج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہا: اے خبیث بوڑھے تو فتنوں کی آگ بھڑکاتا ہے اور کبھی ابوتراب کے ساتھ ہو جاتا ہے اور کبھی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہو جاتا ہے اور کبھی ابن الجارود کی تعریف شروع کر دیتا ہے۔ اللہ کی قسم کسی دن میں تیری گوہ کی کھال اتارلوں گا اور تجھے اس طرح اکھاڑ دوں گا جس طرح درخت سے گوند کو اکھاڑ لیا جاتا ہے اور تجھے اس طرح جھاڑ دوں گا جس طرح کانٹے دار درخت کے پتے جھاڑے جاتے ہیں۔ ایسے برے لوگ جو بخیل بھی ہیں اور منافق بھی ان سے میں بہت حیران ہوتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ یہ الفاظ کس کو سنا رہے ہیں؟ حجاج نے کہا میں تجھ ہی سے کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے (نعوذ باللہ من ذالک) علی بن زید کہتے ہیں کہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ حجاج کے دربار سے باہر نکلے تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میرا لڑکا میرے ساتھ نہ ہوتا تو میں اس کو ضرور جواب دیتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عبدالملک بن مروان کی طرف خط لکھا اور اسے سارا واقعہ سنایا۔ عبدالملک نے حجاج کی طرف خط لکھا اور اسمٰعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر جو بنی مخزوم کے غلام تھے کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا۔ اسماعیل خط لے کر حجاج کی بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ جو حجاج نے آپ کے ساتھ رویہ اختیار کیا ہے اس پر امیر المومنین نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفہ کی نگاہ میں جو حجاج کی قدر ہے وہ کسی اور کی نہیں۔ اصل میں امیر المومنین نے حجاج کو لکھا ہے کہ وہ آپ کے پاس آئے لیکن میری یہ رائے ہے کہ آپ خود حجاج کے پاس جائیں۔ وہ آپ سے معافی مانگے گا اور جب آپ اس کے پاس سے واپس ہوں گے تو تب وہ آپ کے مقام و مرتبہ کو پہچانے گا اور اس کی نگاہ میں آپ کی وقعت ہوگی۔ پھر اس کے بعد اسماعیل حجاج کے پاس گئے اور اسے عبدالملک کا خط دیا۔ حجاج نے خط پڑھا اور اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور وہ اپنے چہرہ سے پسینہ پونچھنے لگا اور کہنے لگا کہ اللہ امیر المومنین کی مغفرت فرمائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ امیر المومنین میرے بارے میں اس قدر سخت رائے اپنا لیں گے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ پھر حجاج نے وہ خط میری طرف پھینک دیا اور اس نے سمجھا کہ میں نے یہ خط پڑھ لیا ہے پھر اس نے کہا مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلو۔ اس نے کہا بلکہ وہ خود آپ کے پاس تشریف لائیں گے۔ اللہ آپ کی اصلاح فرمائے۔ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا

اور کہنا آپ حجاج کے پاس تشریف لے چلیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس تشریف لائے تو حجاج خوش ہو گیا اور اس نے کہا: اے ابوحمزہ آپ نے میری ملامت میں جلدی کی' جو تکلیف آپ کو میری طرف سے ہوئی ہے وہ کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ عراق والوں کو یہ بات پسند نہیں کہ ان پر اللہ کا غلبہ اور اس کی حجت قائم رہے نیز آپ کے ساتھ میرا سلوک اس لئے تھا کہ عراق کے فساق اور منافق اس بات کو جان لیں کہ جب سیاست میں آپ جیسی شخصیت کی میں توہین کر سکتا ہوں تو اہل عراق کی تو میں بدرجہ اولیٰ بے عزتی کر سکتا ہوں۔ تو میں آپ سے معافی مانگتا ہوں' یہاں تک کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آپ کی شکایت کرنے میں جلدی نہیں کی یہاں تک کہ عام وخاص میں یہ بات پھیل نہ گئی ہو اور میرے کانوں نے آپ کی زبان سے اپنے آپ کو شریر نہیں سن لیا۔ اس وقت تک میں نے امیر المومنین کو خط نہیں لکھا۔ آپ نے ہمیں برا سمجھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ہمیں انصار فرمایا ہے۔ آپ نے خیال کیا کہ میں بخیل ہوں حالانکہ ہم اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دینے والے ہیں۔ آپ نے خیال کیا کہ میں اہل نفاق سے ہوں حالانکہ ہم وہ لوگ ہیں جو دار السلام (مدینہ منورہ) میں مہاجرین کے آنے سے پہلے قرار پکڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے اپنے خیال میں مجھے اہل عراق کے لئے اس کام کا ذریعہ بنانا چاہا کہ وہ آپ کے ان کاموں کو حلال سمجھیں جو اللہ کے نزدیک حرام ہیں حالانکہ آپ کے اور ہمارے درمیان اللہ فیصلہ کرنے والا ہے۔ وہ نیک کام سے راضی اور برے کام سے ناراض ہوتا ہے۔ بندوں کی سزا و جزاء اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے اور نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے۔ اللہ کی قسم اگرچہ نصاریٰ مشرک و کافر ہیں لیکن اگر وہ کسی ایسے شخص کو دیکھ لیتے جس نے ایک دن بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت کی ہو تو وہ اس کی عزت کرتے ہیں۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے میری اس خدمت کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ اگر ہمیں آپ کی طرف سے کوئی بھلائی ملے گی تو ہم اس پر اس کا شکریہ ادا کریں گے اور اگر آپ کی طرف سے برائی پہنچے گی تو ہم صبر کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے نجات کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

راوی کہتے ہیں عبدالملک نے حجاج کو یہ خط لکھا تھا۔ اما بعد! تو ایسا شخص ہے جو اپنے معاملات میں حد سے بڑھ گیا ہے۔ اے انگور کی گٹھلی چبانے والی عورت کے بیٹے! اللہ کی قسم میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ تجھے اس طرح جھنجوڑوں گا جس طرح شیر لومڑیوں کو جھنجوڑتا ہے اور تجھے اس قدر تنگ کروں گا کہ تو آوازہ کرے گا کہ تو اپنی ماں کے پیٹ سے زحمت کے ساتھ نکلا تھا۔ اصل میں جو سلوک تو نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے اس کی خبر مجھے ملی ہے اور میرا خیال ہے کہ تو اس طرز عمل سے امیر المومنین کا امتحان لینا چاہتا ہے اور تو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اگر امیر المومنین میں غیرت نہیں تو مزید ایسی حرکت کرے۔ تجھ پر اور تیرے آباؤ اجداد پر اللہ کی لعنت ہو جو آنکھوں سے چوندھے تھے اور جن کی پلکیں ملی ہوئی اور پنڈلیاں باریک تھیں۔ کیا تو اپنے آباؤ اجداد کی حیثیت کو جو انہیں طائف میں حاصل تھی بھول گیا ہے۔ وہ کس قدر ذلیل تھے اور وہ اپنی زمین میں لوگوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے کنویں کھودتے تھے اور اپنی پشتوں پر پتھر لاد کر لاتے تھے۔ جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو اس کو پڑھ لے اور اس کے بعد کسی کام کو ہاتھ نہ لگانا یہاں تک کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے معافی نہ مانگ لے۔ اگر تو

نے ایسا نہ کیا تو میں تجھ پر ایسے شخص کو امیر بنا دوں گا جو تجھے کمر کے بل گھسیٹتا ہوا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس لے جائے گا اور وہی پھر تیرے بارے میں فیصلہ فرمائیں گے اور امیر المومنین پر تیرے حالات چھپے ہوئے نہیں ہیں اور ہر خبر کے وقوع کا ایک وقت ہے اور بہت جلد تجھے پتا چل جائے گا۔ تم امیر المومنین کے خط کی مخالفت نہ کرنا اور حضرت انس اور ان کے بیٹے کا اکرام کرنا ورنہ میں تجھ پر ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تیرے دشمنوں کو تجھ پر ہنسنے کا موقع دے گا۔ والسلام۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات بصرہ میں 91ھ یا 92ھ یا 93ھ میں ہوئی اور یہ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔

الصراخ

"الصراخ" اس کا مطلب مور ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر طاء کے باب میں آئے گا۔

صرار اللیل

صرار اللیل اس کا مطلب جھینگر ہے۔ جھینگر ٹڈی سے بڑا ہوتا ہے۔ بعض اہل عرب اسے "مھدی" بھی کہتے ہیں۔

الصراح

"الصراح" اہل عرب کے نزدیک یہ ایک مشہور پرندہ ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

الصرد

"الصرد" اس کا مطلب لٹورا ہے۔ شیخ ابو عمرو اور ابن الصلاح نے کہا ہے کہ یہ ایک مہمل حرف ہے جو جعل کے وزن پر ہے۔ اس کے لقب کے لئے ابو کثیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ پرندہ چڑیوں سے بڑا ہوتا ہے اور چڑیوں کا شکار کرتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "صردان" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ پرندہ چتکبرا ہوتا ہے۔ مطلب کہ اس کے جسم کا آدھا حصہ سفید اور آدھا حصہ سیاہ ہوتا ہے۔ اس کا سر موٹا اور چونچ لمبی ہوتی ہے اور اس کے پنجے بھی بہت بڑے ہوتے ہیں۔ یہ درختوں پر ایسی جگہ بیٹھتا ہے جہاں عموماً کوئی نہ پہنچ سکتا ہو۔ یہ پرندہ بہت زیادہ شریر اور نفرت رکھنے والا ہے۔ یہ گوشت کھاتا ہے۔ یہ پرندہ مختلف آوازیں نکالتا ہے۔ جب یہ کسی پرندے کا شکار کرنا چاہتا ہے تو اسی جیسی آواز نکالتا ہے تو وہ اس پرندہ کے قریب آ جاتا ہے۔ جب اس کے پاس مختلف قسم کے پرندے جمع ہو جاتے ہیں تو وہ ان میں سے کسی ایک پر شدید حملہ کرتا ہے اور ایک ہی لحہ میں اپنی چونچ سے اس کی کھال کو پھاڑ دیتا ہے اور اسے کھا جاتا ہے۔ یہ پرندہ درختوں اور اونچی عمارتوں پر رہتا ہے۔

فائدہ: علامہ ابوالفرج ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "المدہش" میں اللہ کے اس قول "وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس حضرت ضحاک اور حضرت مقاتل رضی اللہ عنہم کی روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات کا مطالعہ کر کے اس کے سارے احکام معلوم کر لئے تو کسی سے بات کئے بغیر اپنے دل میں کہنے لگے کہ زمین میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو علم میں مجھ سے برتر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات کو خواب دیکھا کہ اللہ

تعالیٰ آسمان سے پانی برسا رہا ہے' یہاں تک کہ مشرق و مغرب تک تمام زمین میں پانی ہی پانی ہو گیا۔ پھر دیکھا کہ سمندر پر ایک قناۃ ہے جس پر ایک لٹورا بیٹھا ہوا ہے اور وہ اپنی چونچ میں آسمان سے برسنے والے اس پانی کو چونچ میں بھر کر لاتا ہے جس نے زمین کو غرقاب کر دیا تھا اور پھر اس پانی کے قطرہ کو سمندر میں ڈال دیتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگے تو گھبرا گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے: اے موسیٰ میں آپ کو ڈرا ہوا محسوس کر رہا ہو سو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اپنا خواب سنایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہا آپ یہ سمجھتے تھے کہ زمین پر آپ سے زیادہ کوئی عالم نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو آپ سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے اور اس کے اور آپ کے علم میں وہی نسبت ہے جو سمندر کے پانی اور لٹورے کے چونچ کے پانی میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے جبرائیل وہ بندہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا وہ حضرت خضر بن عامیل ہیں جو والد الطیب مطلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسے کہاں تلاش کروں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ان کو سمندر کے پاس پس پشت تلاش کریں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا آپ کے زادِ راہ میں سے کوئی چیز آپ کی رہنمائی کرے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا اس قدر شوق ہوا کہ آپ اپنی قوم میں سے کسی کو نائب بنائے بغیر حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں چل پڑے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے نوجوان ساتھی حضرت یوشع بن نون سے کہا کہ کیا آپ میرے ساتھ چل سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ اور زادِ راہ کا انتظام کرو۔ حضرت یوشع علیہ السلام گئے اور زادِ راہ کے لئے تلی ہوئی نمکین مچھلی اور چند روٹیاں ناشتہ دان میں رکھ کر لائے اور پھر دونوں سمندر کی طرف چل دیئے' یہاں تک کہ راستہ میں کبھی پانی اور کبھی خشکی کی طرف چلنے کی وجہ سے دونوں تھک گئے اور آہستہ آہستہ ایک پتھر کے قریب پہنچ گئے۔ جو بحر آرمینیہ کے عقب میں پڑا تھا اس پتھر کو قلعتہ الحرس کہا جاتا تھا۔ پس وہ دونوں اس پتھر کے قریب آئے سو حضرت موسیٰ علیہ السلام وضو کے لئے چل پڑے اور ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک جنتی چشمہ تھا۔ آپ نے اس سے وضو کیا اور واپس ہوئے تو آپ کی داڑھی مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے داڑھی کو صاف کرنا شروع کیا تو ایک قطرہ اس تلی ہوئی مچھلی پر بھی گر گیا۔ اس جنتی چشمہ کے پانی کی خاصیت یہ ہے کہ جس مردہ چیز پر پڑتا ہے اسے زندہ کر دیتا ہے۔ وہ مچھلی زندہ ہو گئی اور سمندر کی طرف چل پڑی اور سمندر میں اس راستہ پر گئی تھی اس راستہ پر خشکی کی ایک سرنگ بنتی گئی۔ حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کا ذکر کرنا بھول گئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام اس پتھر سے جہاں ٹھہرے ہوئے تھے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان ساتھی سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ سو اس وقت حضرت یوشع علیہ السلام کو مچھلی کا معاملہ یاد آیا۔ حضرت یوشع نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے سارا واقعہ سنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم اسی کی تو تلاش میں تھے۔ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔ تو اللہ نے وحی کے ذریعے پانی کو حکم دیا تو پانی جم گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام کے قدموں کے موافق ایک سرنگ بن گئی اور ان دونوں نے اس میں چلنا شروع کر دیا اور وہ زندہ مچھلی ان کے آگے آگے چلتی رہی جہاں تک کہ وہ خشکی کی

طرف نکل گئی۔ یہ مچھلی خشکی پر پیچھے ہی چل رہی تھی کہ آسمان سے آواز آئی یہ راستہ ابلیس کے تخت کی طرف جاتا ہے تم دائیں طرف جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام دائیں طرف چلنا شروع ہو گئے اور ایک بڑی چٹان کے قریب پہنچے جس پر ایک مصلیٰ بچھا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ پاکیزہ جگہ ہے ممکن ہے کہ وہ نیک آدمی اس جگہ رہتے ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع علیہ السلام سے بات کر رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے اور جب آپ اس جگہ پر پہنچے تو وہ جگہ سرسبز و شاداب ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''السلام علیک یا خضر'' تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا ''وعلیکم السلام یا موسیٰ بنی اسرائیل'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہو گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کا نام اس ذات نے مجھے بتایا ہے جس نے آپ کو مجھ تک پہنچنے کا راستہ بتایا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ واقعات پیش آئے جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ اصل میں ہم نے اس کا ذکر حاء کے باب میں کر دیا ہے اور ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کے نام و نسب کے اختلاف کو بھی حاء کے باب میں لکھا ہے۔ حضرت مزلجی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس پرندے کو ''الصرد الصوام'' (روزہ رکھنے والا لٹورا) بھی کہا جاتا ہے۔

صرد کے بارے میں ایک اور موضوع روایت: معجم عبدالغنی بن قانع میں لکھا ہے کہ ابوغلیظ امیہ بن خلف جمحی کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس حال میں کے میرے ہاتھ میں ایک صرد (یعنی لٹورا) تھا۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پہلا پرندہ ہے جس نے روزہ رکھا تھا اور یہ بھی مروی ہے کہ یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشورا کا روزہ رکھا ہے۔ حافظ ابوموسیٰ نے اس روایت کو انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن یہ حدیث اپنے راوی کے نام کی طرح غلیظ ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جس کو قاتلین حسین علیہ السلام نے گھڑا تھا اسی روایت کو عبداللہ بن معاویہ بن موسیٰ نے بھی ابوغلیظ سے روایت کیا ہے کہ ابوغلیظ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں دیکھا کہ میرے پاس لٹورا تھا سو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشورا کا روزہ رکھا تھا۔ یہ حدیث باطل ہے اور اس کے جملہ راوی مجہول ہیں۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے شام روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ''السکینۃ'' اور الصرد تھے۔ الصرد خانہ کعبہ کی جگہ اور السکینۃ خانہ کعبہ کی مقدار کی تعیین پر مامور تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی جگہ پہنچے تو السکینۃ خانہ کعبہ کی جگہ بیٹھ گئی اور آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام جہاں تک میرا سایہ پڑ رہا ہے وہاں تک بیت اللہ کی تعمیر فرمائیں۔ مفسرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی جگہ کو باقی زمین سے ایک ہزار سال پہلے پیدا فرمایا ہے۔ یہ خطہ پانی پر ایک جھاگ کی شکل میں تیر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نیچے زمین کو بچھا دیا۔ جب اللہ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو آپ پر وحشت طاری ہو گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو زمین پر نازل کیا جو جنت میں یاقوت کا بنا ہوا تھا اور اس میں زبرجد کے دو دروازے تھے۔ ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف لگا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی جگہ رکھ دیا جہاں بیت اللہ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم

دیا کہ اس کا اسی طرح طواف کریں جس طرح آسمان پر میرے عرش کا طواف کیا کرتا تھا اور اس کے پاس اسی طرح نماز پڑھ جس طرح میرے عرش کے پاس نماز ادا کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو نازل کیا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن زمانہ جاہلیت میں حیض والی عورتوں کے چھونے سے اس کا رنگ کالا ہوگیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ارض ہند سے مکہ مکرمہ کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا تا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیت اللہ کے راستے کی طرف رہنمائی کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے مناسک حج ادا کئے۔ جب حج سے فارغ ہوئے تو فرشتوں سے ملاقات کی۔ فرشتوں نے کہا: اے آدم اللہ آپ کو حج کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ اصل میں ہم نے اس گھر یعنی بیت اللہ کا آپ سے دو ہزار سال پہلے طواف کیا تھا۔ روایات میں ذکر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ارض ہند سے مکہ مکرمہ کی طرف پیدل جا کر چالیس مرتبہ حج فرمایا۔ بیت المعمور طوفان نوح تک زمین پر ہی رہا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے چوتھے آسمان پر اٹھالیا اور جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ حجر اسود کو جبل ابی قبیس میں رکھ دے۔ اس لئے کہ حجر اسود طوفان سے محفوظ رہا۔ بیت اللہ کی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ تک خالی رہی پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کرو اور اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی پیدا ہو چکے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ اس جگہ کو واضح کر دیں جہاں بیت اللہ کی تعمیر کی جائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ''السکینة'' کو بھیجا تا کہ وہ بیت اللہ کی تعمیر کی جگہ بتائے۔

''السکینة'' ایک ہوائی جسم ہے جس کے دو سر ہیں جو سانپ کی طرح ہوتے ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''السکینة'' کا مطلب چمکدار گھومنے والی ہوا ہے جس کا سر اور دم بلی کے سر اور دم کی طرح ہوتا ہے اور اس کا ایک بازو زبرجد کا اور دوسرا بازو مروارید کا ہوتا ہے اس کی آنکھیں چمکدار ہوتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''السکینة'' ایک تیز ہوا ہے جس کے دو سر ہوتے ہیں اور اس کا چہرہ انسانی چہرہ کی طرح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی تعمیر اس جگہ کی جائے جہاں ''السکینة'' ٹھہر جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ''السکینة'' کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب وہ دونوں مکہ پہنچے تو ''السکینة'' بیت اللہ کی جگہ پر اس طرح کنڈلی مار کر بیٹھ گئی جس طرح سانپ بیٹھتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کے ٹکڑے کو خانہ کعبہ کی تعمیر کی جگہ کے لئے متعین کیا۔ وہ بادل کا ٹکڑا چلا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے سائے میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب مکہ مکرمہ قریب آ رہا تھا تو بادل کا ٹکڑا بیت اللہ کی جگہ ٹھہر گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آواز دی گئی کہ بادل کے ٹکڑے کے سائے کے نیچے بیت اللہ کی تعمیر کرو نہ اس میں کمی کرو نہ زیادتی کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لا کر دیتے تھے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر پانچ پہاڑوں (طور سینا، جبل زیتون، جبل لبنان جو ملک شام میں ہے جبل جودی جو جزیرہ کا پہاڑ ہے جبل حراء جو مکہ میں ہے) کے پتھروں سے کی گئی۔ نیز جبل حراء سے خانہ کعبہ کی بنیاد بنائی گئی اور باقی پہاڑوں کے پتھروں سے بیت اللہ کی دیواریں بلند کی گئیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجر اسود کی جگہ تک بیت اللہ کی تعمیر مکمل کر لی تو اپنے بیٹے اسماعیل سے فرمایا

میرے پاس ایک بہترین پتھر لاؤ۔ جو لوگوں کے لئے علامت کے طور پر ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک پتھر لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس سے بھی اچھا پتھر لاؤ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر کی تلاش میں نکلے تو جبل ابو قبیس سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تیرے لئے میں نے ایک امانت رکھی ہے تو اس کو لے لے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حجر اسود کو لائے اور اسے اس کی جگہ رکھ دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور خانہ کعبہ طوفان نوح میں منہدم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا اور انہوں نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور یاد کرو اس وقت کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی بنیادوں کو اٹھایا'' (یعنی تعمیر کی) القواعد کا واحد قاعدہ اور اس کا مطلب بنیادوں کو اٹھانا ہے۔

حکم: الصرد (لٹورا) کا گوشت حرام ہے اس کا ثبوت ابن ماجہ اور ابو داؤد کی وہ روایت ہے جسے عبدالحق نے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی' چیونٹی' ہد ہد اور الصرد کے قتل سے منع فرمایا ہے۔

(دارمی' رقم الحدیث 2036' صحیح ابن حبان' رقم الحدیث 5646' سنن الکبریٰ' رقم الحدیث 19157)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حدیث میں قتل سے منع کرنا اس کی حرمت کی دلیل ہے۔ نیز لٹورے کی حرمت اس وجہ سے بھی ہے کہ اہل عرب اس کی آواز اور صورت کی بدشگونی لیتے ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک لٹورے کا کھانا حلال ہے اس لئے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے محرم پر اس کے قتل کرنے کی وجہ سے جزا واجب قرار دی ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ کا بھی یہ قول ہے۔ علامہ قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں: حدیث میں لٹورے کے قتل کی ممانعت اس کی حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب اس سے بدشگونی لیتے تھے اور حدیث میں لٹورے کے قتل سے اس لئے روکا گیا ہے کہ اہل عرب کے دل اس فاسد عقیدہ سے خالی ہو جائیں۔

ایک عجیب واقعہ: منصور بن حسین الابی نے ''نثر الدرر'' میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی لڑکے نے سفر کیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے باپ نے اس سے کہا تو نے راستہ میں کیا دیکھا۔ اس نے کہا کہ میں نے پانی پینے کے لئے ایک مشک کے قریب گیا تو صرد چیخنے لگا۔ تو والد نے کہا کیا تو نے اس کو چھوڑ دیا تھا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ بیٹے نے کہا میں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ لڑکے نے کہا اس کے بعد مجھے بہت سخت پیاس لگی تو میں دوسری مرتبہ پانی پینے کے لئے مشک کے پاس آیا تو صرد چیخنے لگا۔ باپ نے کہا کیا تو نے اس کو چھوڑ دیا۔ اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تو میرا بیٹا نہیں۔ بیٹے نے کہا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا تھا لیکن اس کے بعد میری پیاس اور بڑھ گئی۔ تو میں تیسری مرتبہ مشک کے پاس گیا تو لٹورا چیخنے لگا۔ باپ نے کہا کہ کیا تو نے اپنی تلوار سے مشک کو پھاڑ دیا تھا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تو میرا بیٹا نہیں سو لڑکے نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تھا سو باپ نے کہا کیا تو نے اس کے اندر سانپ کو دیکھا؟ لڑکے نے کہا ہاں۔ تو باپ نے کہا اللہ اکبر۔

تعبیر: الصرد کو خواب میں دیکھنا ریاکار شخص کی طرف اشارہ ہے۔ اس کی تعبیر ایسے شخص سے دی جاتی ہے جو دن میں لوگوں کے سامنے خشوع کا اظہار کرے اور رات کو فسق و فجور کے کام کرے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الصرد کو خواب میں دیکھنا ایسے ڈاکو کی طرف دلالت کرتا ہے جس نے بہت سامال جمع کیا ہوا ور وہ کسی سے اختلاط نہ کرے (یعنی میل جول نہ رکھے)۔

الصرصر

"الصرصر" اس کو "الصرصار" بھی کہا جاتا ہے یہ ٹڈی کی طرح کا ایک جانور ہے جو اکثر رات کے وقت چیختا ہے اسی لئے اس کا نام "صرر اللیل" بھی ہے۔ یہ بھی کہا ہے کہ یہ جدحد کی طرح ہے۔ جوہری علیہ الرحمہ نے اس سے پہلے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "الجدحد" اس کا مطلب وہ جانور ہے جو رات کو چلاتا ہے۔ اس جانور کو اس کی آواز ہی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ یہ مختلف رنگ کا ہوتا ہے۔

حکم: اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

خواص: ابن سینا نے کہا ہے کہ قردمانہ کے ساتھ اس کے گوشت کو استعمال کرنا بواسیر کے لئے بہت فائدہ مند ہے اور زہریلے جانوروں کے زہر کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ اگر الصرصر کو جلا کر باریک پیس کر اصفہانی سرمہ میں حل کر کے آنکھوں میں لگایا جائے تو بینائی میں اضافہ ہوگا۔ الصرصر کے گوشت کو گائے کے پتا میں ملا کر سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو آنکھوں کے درد کے لئے فائدہ مند ہے۔

الصرصران

"الصرصران" ایک معروف مچھلی ہے جو بہت ملائم (Soft) ہوتی ہے۔

الصعب

"الصعب" اس کا مطلب ایک چھوٹا پرندہ ہے جس کی جمع کے لئے "صعاب" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

الصعوۃ

"الصعوۃ" یہ ایک پرندہ ہے جو چڑیا سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے "کتاب الزہد" میں مالک بن دینار کا یہ قول نقل کیا ہے کہ پرندوں کی مختلف اقسام اجناس کی طرح انسانوں میں بھی مختلف شکلوں میں ہوتی ہیں جس طرح انسان اپنے ہم شکل کی طرف مانوس ہوتا ہے اس طرح پرندے بھی اپنے ہم جنس کی طرف مانوس ہوتے ہیں۔ جس طرح کوا' کوے سے بلخ' بلخ سے مولا' مولے سے کبوتر' کبوتر سے الفت و محبت رکھتا ہے۔ قاضی احمد بن محمد ارجانی جو العماد الاصبہانی کے استاد تھے ان کی وفات 554ھ میں ہوئی۔ انہوں نے خوب کہا ہے کہ

لو کنت اجهل ما علمت لسرنی　　جهلی کما قد ساءنی ما اعلم

کالصعو یرتع فی الریاض وانما　　حبس الهزار لانه یتکلم

احب المرء ظاهره جميل لصاحبه وباطنه سليم

مودته قدوم لكل هول وهل كل مودته تدوم

''اگر میں اس کو بھول جاتا جو میں نے معلوم کیا تو میں مسرور ہوتا اسی طرح جس طرح جو کچھ میں نے جان لیا اس سے مجھے تکلیف ہوئی''۔

''جس طرح صعوۃ پرندہ باغوں میں اپنی غذا حاصل کرتا ہے اور بلبل قید کرلی جاتی ہے اس لئے کہ وہ بولتی ہے''۔

''میں اس آدمی کو محبوب رکھتا ہوں جس کا ظاہر اپنے دوست کے لئے جمیل ہو اور اس کا باطن تمام عیوب سے پاک ہو''۔

''اس کی دوستی ہر خوفناک حالت میں بھی ہمیشہ رہتی ہے اور کیا کوئی ایسا دوست ہے جس کی دوستی کو (ہمیشگی) حاصل ہو''۔

یہ آخری شعر اگر معکوس یعنی اول کو آخر اور آخر کو اول کر کے پڑھا جائے تو اس کے مطلب میں تبدیلی نہیں آئے گی اور اس کا مطلب وہی ہوگا جو اوپر ذکر ہوا ہے۔

قاضی احمد بن محمد ارجانی کے یہ اشعار بھی بہت عمدہ ہیں:

شاور سواك اذا نابتك نائبة يومًا وان كنت من اهل المشورات

فالعين تلقى كفاحا من دنا ونأى ولا ترى نفسها الا بمرأة

''تو مشورہ کر اپنے سوا کسی اور سے جب تو کسی مصیبت میں ہو اگرچہ تیرا شمار مشورہ دینے والوں میں ہی کیوں نہ ہوتا ہو''۔

''آنکھ ملاقات کرتی ہے ہر قریب اور دور والے سے اور آنکھیں دیکھ سکتی ہیں اپنے آپ کو مگر آئینہ کے ساتھ''۔

یہ اشعار بھی قاضی احمد بن ارجانی کے ہیں:

يابى العذار المستدير بخده وكمال بهجة وجهه المنعوت

فكانما هو صولجان زمرد فلتقف كرة من الياقوت

''اس کے رخسار پر گھومے ہوئے بال اور اس کے باکمال چہرے کی بے پناہ چمک نے روک لیا''۔

''اس طرح کہ وہ زمرد کی لاٹھی ہے جو یاقوت کی زمین پر پڑی ہوئی ہے''۔

اس کے ہم معنی شعر ابن خلکان نے بھی نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ ایک دن العماد الکاتب تلمیذ القاضی اور قاضی فاضل کی ملاقات ہوئی اور قاضی فاضل گھوڑے پر سوار تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ یہ دونوں شاہی جلوس میں اکٹھے ہو گئے تو اس وقت گھوڑوں کے کھروں سے غبار اس قدر اڑا کہ اس نے پوری فضا کو آلودہ کر دیا۔

سو عماد کاتب نے یہ اشعار پڑھے:

اما الغبار فانه مما اثارته السنابك

والجو منه مظلم لكن انار به السنابك
یا دھرلی عبدالرحیم فلست اخشی مس نابك

''یہ غبار وہی ہے جو شاہی گھوڑوں نے اپنے کھروں سے اڑایا تھا''۔
''اور فضا اس گرد وغبار کی وجہ سے تاریک ہے لیکن گھوڑوں کے کھر گرد وغبار اڑانے کی وجہ سے بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں''۔
''اے زمانے میرا مرجع عبدالرحیم ہے۔ تو میں تیرے مصائب سے خوفزدہ نہیں ہوں''۔
شعر میں یہ تجنیس بہت ہی اچھی ہے عمد کی وفات 15 رمضان المبارک 597ھ کو دمشق میں ہوئی اور ان کو مقابر صوفیہ میں دفن کیا گیا تھا۔ قاضی فاضل کی وفات 7 ربیع الثانی 597ھ کو قاہرہ میں ہوئی اور ان کو ''سفح المقطم'' میں دفن کیا گیا۔
حکم: العصوۃ کا حکم وہی ہے جو چڑیا کی ہے۔
امثال: اہل عرب کہتے ہیں: (فلاں صعوۃ یعنی چھوٹے چڑے سے بھی زیادہ کمزور ہے) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (فلاں شخص ممولے سے بھی زیادہ کمزور ہے)

الصفاریة

''الصفاریۃ'' (صاد پر پیش اور فاء کی تشدید کے ساتھ) اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جسے ''التبشیر'' بھی کہا جاتا ہے۔ اصل میں اس کا ذکر تاء کے باب میں گزر چکا ہے۔

الصفر

کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ انسان کے پیٹ میں پسلیوں کے کنارے پر ایک سانپ ہے جو اسے تکلیف دیتا ہے۔ جب اسے بھوک محسوس ہوتی ہے اور یہ مرض متعدی ہے سو اسلام نے اس برے عقیدے کو باطل کر دیا۔
حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے یہ روایت اپنی کتاب مسلم میں نقل کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المبارکین، سراج السالکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام میں متعدی امراض، بدشگونی، صفر، ہامہ اور غول وغیرہ کی کوئی اصل نہیں ہے۔
(بخاری رقم الحدیث 5380، بخاری رقم الحدیث 5387، بخاری رقم الحدیث 5425، بخاری رقم الحدیث 5437)
اور حدیث میں لاعدویٰ کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ چھوت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ چھوت کے ذریعے ایک مرض دوسرے آدمی کو لگ جاتا ہے جس طرح کہ خارش وغیرہ کے بارے میں لوگوں کا وہم ہے۔
صحیح حدیث میں ذکر ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عدویٰ (یعنی چھوت) کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر ایک تندرست اونٹ کے پاس ایک خارش زدہ اونٹ آ کر کھڑا ہو جاتا ہے تو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پہلا اونٹ جس سے دوسرے اونٹ کو خارش لگی ہے اس کو یہ خارش کی بیماری کہاں سے لگی تھی۔ (الحدیث)

سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ متعدی امراض کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ امراض تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہی شفا دینے والا ہے۔ اصل میں "باب الھمزہ" میں الاسد کے تحت اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ حدیث میں "الصفر" ذکر ہے۔ اس کے بارے میں دو تاویلیں ہیں۔ پہلی تاویل یہ ہے کہ "الصفر" کا مطلب "انسی" (آگے پیچھے کرلینا) ہے۔ اہل عرب حرمت والے مہینے کو آگے پیچھے کر لیتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا یہی قول ہے۔ "الصفر" کی دوسری تاویل ہے کہ اس کا مطلب وہی پیٹ میں پسلیوں کے کنارے پائے جانے والے سانپ کا عقیدہ ہے جو اہل عرب میں رائج ہے۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے الصفر کی یہی تفسیر کی ہے اور اکثر اہل علم نے اسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے۔ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ "الصفر" کا مطلب یہ دونوں عقیدے ہوں جو باطل ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں۔ واللہ اعلم

الصفرد

"الصفرد" صاد کے کسرہ کے ساتھ فاء ساکن کے ساتھ بروزن عربد ہے۔ صیدلانی نے ابوعبیدہ نے نقل کیا ہے کہ "الصفرد" ایک پرندہ ہے جو تمام پرندوں میں سب سے زیادہ بزدل ہے۔ شاعر نے اس کی بزدلی کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ

تـراه کـالـلـیـث لـدی امـنـه وفـی الـوغـی اجبن من صـفـرد

"تم اسے حالت امن میں دیکھو گے تو تمہیں ایسا معلوم ہوگا کہ وہ ایک شیر ہے لیکن جنگ کی حالت میں وہ "صفرد" پرندے سے بھی زیادہ بزدل معلوم ہوگا"۔

جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ "الصفرد" کا مطلب وہ پرندہ ہے جسے عام لوگ "ابوالملیح" کہتے ہیں۔ ابوالملیح کی کنیت ابوالفصیح اور العندلیب ہے۔ یہ ایک چھوٹا پرندہ ہے جسے "الصفرد" کہا جاتا ہے اور یہ چڑیوں کے حکم میں داخل ہے۔

الصقر

"الصقر" (شکرہ) جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ ایک پرندہ ہے جس کے ذریعے شکار کیا جاتا ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ "الصقر" کا مطلب ہر شکاری پرندہ ہے جیسے "البزاۃ" اور شاہین وغیرہ۔ اس کی جمع کے لئے "اصقر، قصور، صقورۃ، صقار اور صقارۃ" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز مؤنث کے لئے "صقرۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ صقر کو قطامی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے لقب کے لئے ابوشجاع ابوالاصبح، ابوالحمر، ابوعمرو، ابوعمران اور ابوعوان کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح المہذب میں لکھا ہے کہ ابوزید انصاری نے کہا ہے کہ بزاہ اور شواہین وغیرہ جن سے شکار کیا جاتا ہے ان کو صقورۃ کہا

جاتا ہے اور ان کا واحد "صقر" آتا ہے اور مؤنث کے لئے صقرۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس لفظ صقر کو زقر اور سقر بھی کہا جاتا ہے۔ صیدلانی نے شرح المختصر میں لکھا ہے کہ ہر وہ لفظ جس میں صاد اور قاف ہوں۔ اس میں ذکر کئے گئے تینوں لغات صحیح ہیں جس طرح بصاق (تھوک) کو بزاق اور بساق بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سکیت نے لفظ بسق کا انکار کیا ہے کیونکہ بسق کا مطلب لمبا ہونا ہے جس طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اور کھجور کے بلند و بالا درخت"۔

حدیث میں صقر کا تذکرہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: حضرت داؤد علیہ السلام میں بہت زیادہ غیرت پائی جاتی تھی۔ جب آپ علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو دروازے بند کر کے جاتے تاکہ کوئی اجنبی آدمی ان کے گھر میں داخل نہ ہو سکے اور دروازہ بند رہتا، یہاں تک کہ آپ واپس تشریف لے آتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام باہر تشریف لے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ آپ کی بیوی نے گھر کے اندر دیکھا تو وہاں ایک آدمی گھر کے صحن میں کھڑا نظر آیا۔ وہ کہنے لگیں یہ آدمی کون ہے اور یہ گھر میں کیسے داخل ہو گیا جبکہ دروازہ بند ہے اور اللہ کی قسم ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری رسوائی نہ ہو جائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک آدمی صحن میں کھڑا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں وہ ہوں کہ جسے نہ بادشاہ روک سکتا ہے اور نہ ہی دربان اندر داخل ہونے سے منع کر سکتے ہیں سو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم پھر تو تو ملک الموت ہے اور میں اپنے رب کے حکم پر خوش ہوں۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام اپنی جگہ پر لیٹ گئے، یہاں تک کہ فرشتے نے آپ کی روح قبض کر لی۔ جب آپ کو غسل دے کر اور کفن وغیرہ پہنا کر آپ کا جنازہ رکھا گیا تو آپ کے جنازہ پر دھوپ آ گئی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ کریں۔ پرندوں نے حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ کیا اور زمین پر چھاؤں ہی چھاؤں ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ ایک ایک کر کے بازو سکڑ لیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور شاہ ابرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو کھولا اور پھر بند کر کے ہمیں بتلایا کہ کیسے پرندوں نے پر کھولے اور پھر سکیڑ لئے۔ اس دن حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ کرنے میں صقر (شکرہ) کا غلبہ تھا۔

اس حدیث کو صرف حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور "غلبت علیہ یومئذ المفرحیۃ" کا معنی ہے کہ اس دن حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ کرنے میں صقر کا غلبہ تھا۔ المفرحیۃ کا مطلب وہ پرندہ ہے جس کے لمبے پر ہوں۔ اس کا واحد "مفرحی" آتا ہے۔ حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب صقر ہے کیونکہ اس کے پر لمبے ہوتے ہیں۔ اس روایت کی تائید وہب بن منبہ کی اس روایت میں بھی ہے اور وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے جنازہ پر حاضر ہوئے، وہ دھوپ میں بیٹھ گئے۔ اور اس دن حضرت داؤد علیہ السلام کے جنازہ میں چار ہزار راہب بھی شریک ہوئے تھے جنہوں نے تاج پہن رکھے تھے اور دوسرے لوگ اس کے علاوہ تھے۔ جب گرمی کی شدت سے لوگوں کو تکلیف ہوئی تو انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پکار کر عرض کیا کہ ہمیں گرمی سے

بچائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نکلے اور پرندوں کو پکارا۔ پرندوں نے پکار کر جواب دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں پر سایہ کریں۔ تمام پرندوں نے ہر طرف سے لوگوں پر سایہ کرلیا یہاں تک کہ ہوا رک گئی۔ جب لوگ حبس کی وجہ سے مرنے کے قریب ہوگئے تو انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پکار کر حبس کی شکایت کی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اور پرندوں کو پکار کر حکم دیا کہ سورج کی طرف سے لوگوں پر سایہ کریں اور ہوا کی طرف سے ہٹ جائیں۔ پرندوں نے ایسا ہی کیا۔ تب لوگوں کو سایہ بھی مل گیا اور ہوا بھی ان تک آنے لگی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ پہلا معجزہ تھا جس کا لوگوں نے مشاہدہ کیا۔

فائدہ: ضحاک اور مکی نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کرنے کے بعد ستر سال تک حکومت کی اور بنی اسرائیل حضرت داؤد علیہ السلام کے علاوہ کسی بادشاہ کی ماتحتی میں اتنے طویل عرصہ تک جمع نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے نبوت اور بادشاہت کو بیک وقت جمع کردیا تھا اور آپ سے پہلے کسی کے لئے نبوت اور بادشاہت کو جمع نہیں کیا گیا بلکہ ایک خاندان میں نبوت اور دوسرے میں بادشاہت ہوتی تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اللہ تعالیٰ نے بادشاہت اور حکمت عطا فرمائی''۔ مفسرین نے کہا ہے کہ حکمت کا مطلب علم اور حکمت ہے اور جو علم و عمل رکھتا ہو اس کو رحمت مل گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت بدرجہ اتم عطا فرمائی تھی۔ آپ کی محراب کی ہر رات تین ہزار افراد حفاظت کرتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور ہم نے مضبوط کردیا اس کی بادشاہت کو'' کا یہی مطلب ہے۔

مقاتل نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت سے بھی وسیع تھی نیز حضرت سلیمان علیہ السلام فیصلہ کرنے میں اپنے والد اور حضرت داؤد علیہ السلام سے بھی زیادہ ماہر تھے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے والے تھے لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کو عبادت میں حضرت سلیمان علیہ السلام پر فوقیت حاصل ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک سو سال تھی اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہوئے تو آپ کی عمر تیرہ سال تھی اور آپ کی وفات کے وقت آپ کی عمر 53 سال تھی۔

شکاری طائر

شکاری پرندوں کی چار قسمیں ہیں:

1:- صقر (شکرہ)

2:- شاہین

3:- عقاب

4:- بازی

اس کے علاوہ سباع الفولدی اور الکواصر بھی شکاری پرندوں میں داخل ہیں۔ الصقر کی تین قسمیں ہیں۔ صقر، کونج اور یویو۔

اہل عرب ہر شکاری پرندے کو صقر کہتے ہیں لیکن گدھ اور عقاب کو "الصقر" میں شامل نہیں کرتے نیز صقر کو اہل عرب اکدر اجدل اور اخیل بھی کہتے ہیں۔

شکاری پرندوں میں صقر کا مقام ایسا ہی ہے جس طرح چوپاؤں میں خچر کا کیونکہ صقر سختی برداشت کرنے میں زیادہ صابر اور بھوک و پیاس کو برداشت کرنے والا ہوتا ہے۔ نیز یہ دیگر جوارح کے مقابلہ میں انسان سے زیادہ مانوس ہوتا ہے اور بڑی بط وغیرہ اور دوسرے جانوروں پر حملہ آور ہونے میں چست ہوتا ہے۔ شکرہ کا مزاج سرد ہوتا ہے اسی لئے یہ ہرنوں اور خرگوشوں پر جھپٹنے کے لئے بے تاب رہتا ہے۔ الصقر چھوٹے پرندوں پر حملہ نہیں کرتا کیونکہ وہ فرار ہو جاتے ہیں۔ صقر کا مزاج ٹھنڈا ہوتا ہے اس لئے یہ لمبے عرصے تک پانی نہیں پیتا جس کی وجہ سے اس کے منہ سے بدبو ظاہر ہوتی ہے جو ضرب المثل ہے۔ صقر کی خاصیت یہ ہے کہ درختوں اور پہاڑوں کی بجائے گڑھوں غاروں اور پہاڑوں کے کھوکھلے حصوں پر رہتا ہے۔ دوسرے درندوں کی طرح صقر کے بھی دو چنگل ہوتے ہیں جن سے یہ شکار کو دبوچ لیتا ہے۔ صقر سے شکار کرنے والا سب سے پہلا شخص حرث بن معاویہ بن ثور ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حرث بن معاویہ ایک شکاری کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو اپنے جال کے ذریعے چڑیوں کو پکڑ رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک صقر چڑیوں پر حملہ آور ہوا اور اس نے چڑیوں کو شکار کر کے اپنی غذا بنالیا۔ حرث یہ دیکھ کر حیران ہوا اس نے صقر کو پکڑنے کا حکم دیا اور اسے گھر لا کر اس کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک شخص کو متعین کر دیا۔ ایک دن حرث بن معاویہ جا رہا تھا اور ایک اس کے ساتھ شکاری پرندہ صقر بھی تھا۔ اچانک راستہ میں ایک خرگوش نمودار ہوا تو صقر نے جھپٹ کر اس کو پکڑ لیا۔ حرث یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ اس کے بعد اہل عرب صقر کو شکار کرنے کے لئے استعمال کرنے لگے۔ صقر کی دوسری قسم کونج ہے۔ کونج اور صقور میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ زرق اور بازی میں فرق ہے۔ کونج کا مزاج صقر سے گرم ہوتا ہے اور اس کے بازو صقر سے چھوٹے ہوتے ہیں اور کونج میں بو بہت کم ہوتی ہے۔ کونج صرف آبی جانوروں کا شکار کرتا ہے اور یہ ہرن کے ایک چھوٹے سے بچے کو بھی پکڑنے سے عاجز ہوتا ہے۔ صقر کی تیسری قسم "الیویو" ہے۔ مصر اور شام کے لوگ اسے "الجلم" کہتے ہیں کیونکہ اس کے بازو چھوٹے ہوتے ہیں لیکن ان میں بے پناہ سرعت ہوتی ہے۔ "الجلم" تیز دھار والی یا قینچی کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ "الیویو" ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جس کی دم چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ پرندہ الباشق سے زیادہ صابر اور ثقیل الحرکت ہوتا ہے۔ یہ پرندہ "الباشق" کی طرح سخت پیاس کی وجہ سے پانی پیتا ہے ورنہ طویل مدت تک پانی کے بغیر گزارا کر لیتا ہے لیکن اس کا منہ باشق سے زیادہ بدبودار ہوتا ہے اس کا مزاج الصقر سے زیادہ گرم ہوتا ہے لیکن یہ صقر سے زیادہ بہادر ہوتا ہے۔

__یویو سے شکار کرنے والا شخص:__ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یویو سے شکار کرنے والا بہرام گور ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ بہرام گور نے دیکھا کہ یویو پرندہ چنڈول کا شکار کر رہا ہے۔ یویو نے جس محنت سے چنڈول کا شکار کیا اسے دیکھ کر بہرام گور بہت حیران ہوا۔ تب سے اس نے یویو کو اپنے گھر میں پالا اور پھر اس کے ذریعے شکار کرنے لگا۔

الفاشی نے یویو کی تعریف میں کہا ہے کہ

ویؤیؤ مھذب رشیق   کان عینیہ لدی التحقیق

فصان مخروطان من عقیق

''اور الیویو مہذب ہوتا ہے اور اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے''۔
''اس کی آنکھیں ایسے دکھائی دیتی ہیں کہ وہ مخروطی شکل کے عقیق کے دو نگینے ہوں''۔

قد اغتدی والصبح فی دجاہ   کطرۃ البدر لدی مثناہ

بیویو یعجب من راٰہ   مافی الیآیی یو یو سواہ

فداہ بالام وقد فداہ   ھو الذی خولناہ اللہ

تبارک اللہ الذی ھدا

''اصل میں وہ علی الصبح اس حال میں آیا کہ تاریکی میں صبح چھپی تھی جس طرح کہ چاند کا کنارہ اس کے پیٹ میں ہو''۔
''جو شخص یویو پرندے کو دیکھ لے وہ حیران ہو جاتا ہے کیونکہ یویوؤں میں اس کے سوا کوئی یویو ہی نہیں''۔
''اس پر اس کی ماں قربان ہو وہ اصل میں فدا ہو چکی ہے وہ جو اللہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے''۔
''بابرکت ہے وہ ذات جس نے ہمیں یہ ہدیہ عطا فرمایا''۔

فائدہ ادبیہ: علامہ طرطوشی نے ''سراج الملوک'' میں لکھا ہے کہ فضل بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے روم کے سفیر سے روم کے بادشاہ کی سیرت کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس نے کہا کہ شاہ روم نے اپنی بھلائی کو صرف کر دیا ہے اور اپنی تلوار کو سونت لیا ہے۔ لوگوں کے دل اس پر محبت اور خوف کی وجہ سے مجتمع ہو گئے۔ بخششیں بہت آسان ہو گئی ہیں اور سزا بہت شدید ہے۔ امید اور خوف اس کے ہاتھوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ فضل بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے قاصد سے کہا کہ بادشاہ روم کیسے حکومت کرتا ہے؟ سفیر نے کہا کہ مظلوموں کو ان کے حقوق دلاتا ہے اور ظالم کو ظلم سے روک دیتا ہے اور ہر حق دار کو اس کا حق دیتا ہے۔ رعایا میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک خوش رہنے والے اور ایک رشک کرنے والے۔ فضل بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے قاصد سے کہا کہ اس کی ہیبت کا کیا حال ہے۔ قاصد نے کہا کہ لوگوں کی نگاہیں شاہ روم کے تصور سے ہی جھک جاتی ہیں۔ فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ گفتگو شاہ روم کے قاصد کے ساتھ کی تو اس وقت شاہ حبشہ کا سفیر بھی میرے پاس موجود تھا جب اس نے شاہ روم کے قاصد کی طرف مجھے راغب دیکھا تو ترجمان سے پوچھا کہ رومی سفیر کیا گفتگو کر رہا ہے؟ ترجمان نے کہا کہ وہ اپنے بادشاہ کے اوصاف بیان کر رہا ہے اور اس کی سیرت کا ذکر کر رہا ہے۔ حبشہ کے سفیر نے اپنے ترجمان سے گفتگو کی۔ ترجمان نے مجھ سے کہا کہ حبشہ کا سفیر کہتا ہے کہ ان کا بادشاہ قدرت رکھنے کے باوجود باوقار ہے اور غصے کے موقع پر بردبار ہے' غلبہ کے موقع پر صاحب رفعت اور جرم کے وقت سزا دینے والا ہے۔ اصل میں رعایا نے بادشاہ کی نعمتوں کا لباس پہنا ہوا ہے اور اس کی سزا سے سختی نے ان کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ وہ لوگ اپنے خیالات میں بادشاہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہلال کو دیکھا جاتا ہے اور اس کی عقوبت کا خوف ان پر موت کی طرح سوار رہتا ہے۔ اصل میں بادشاہ کا عدل اپنی رعایا پر پھیلا ہوا ہے اور اس کے

غصہ نے ان کو ڈر میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کوئی دل لگی بادشاہ کو بے وقار نہیں کرتی اور کوئی غفلت بادشاہ کو فریب میں نہیں ڈالتی۔ جب وہ کسی کو دیتا ہے تو وسیع دیتا ہے اور جب سزا دیتا ہے تو سخت سزا دیتا ہے۔ لوگ امید اور خوف کی حالت میں رہتے ہیں سو کوئی امیدوار اس سے مایوس نہیں ہوتا اور کوئی خوفزدہ اپنی موت کو دور نہیں سمجھتا۔ فضل بن مروان کہتے ہیں میں نے حبشہ کے سفیر سے پوچھا کہ لوگوں پر شاہ حبشہ کے رعب کی کیا کیفیت ہے۔ سفیر نے کہا کہ آنکھ اس کی طرف پلک نہیں مار سکتی اور اس سے کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا۔ اس کی رعیت اس سے اس طرح خائف ہے جس طرح صقر کے حملہ سے پرندے ڈرے ہوئے رہتے ہیں۔ فضل بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے شاہ روم کے سفیر اور شاہ حبشہ کے سفیر کی گفتگو مامون کے سامنے بیان کی۔ تو مامون نے کہا: اے فضل تیرے نزدیک ان کی باتوں کی کیا قیمت ہے؟ فضل کہتے ہیں میں نے کہا دو ہزار درہم۔

مامون نے کہا میرے نزدیک ان کی گفتگو کی قیمت خلافت سے بھی زیادہ ہے۔ کیا تم امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نہیں جانتے کہ ہر شخص کی قیمت وہ ہے جو اس نے احسان کیا ہے؟ کیا تم ایسے خطیب کو جانتے ہو جو خلفائے راشدین میں سے کسی کی موثر انداز میں تعریف کر سکے۔ میں نے جواب دیا نہیں۔ مامون نے کہا میں نے ان سفیروں کے لئے بیس ہزار دینار انعام کے طور پر دینے کا حکم کیا ہے اور آئندہ یہ رقم ہر سال میری طرف سے انہیں دی جائے گی اور اگر مجھے اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کا خیال نہ ہوتا تو میں بیت المال کا پورا خزانہ ان کو دے دیتا اور یہ میری نظر میں کم ہوتا۔ فضل بن مروان نے بغداد میں معتصم کے لئے بیعت لی تھی جبکہ معتصم ابھی روم میں تھا۔ معتصم نے مروان کو اپنا دست راست بنایا تھا اور اسے وزارت بھی سونپ دی تھی۔ فضل بن مروان کو سلطنت کے کاموں میں اس قدر غلبہ حاصل ہو گیا کہ معتصم کی خلافت صرف اس کے نام تک محدود ہو گئی تھی ورنہ امور سلطنت کا مالک فضل بن مروان ہی بن گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ عوام الناس کے امور نمٹانے کے لئے بیٹھا تو عوام الناس کی درخواستیں اس کے سامنے پیش کی گئیں تو ان میں ایک رقعہ تھا جس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

تفرعنت یا فضل بن مروان فاعتبر	فقبلك كان الفضل والفضل والفضل
ثلاثة املاك مضوا لسبيلهم	ابادتهم الاقياد والحبس والقتل
وانك قد اصبحت في الناس ظالما	ستؤذى كما اوذى الثلاثة من قبل

''تو بڑا سرکش ہے اے فضل بن مروان سو سنبھل جا سو تجھ سے پہلے بھی فضل اور فضل اور فضل تھے''۔

''یہ تینوں بادشاہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے اور ان کو قید و بند اور قتال نے فنا کر دیا''۔

''اور تو بھی لوگوں پر مظالم ڈھانے لگا ہے جس کی وجہ سے جلد ہی تو بھی تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا۔ تجھ سے پہلے تین بادشاہ اس تکلیف سے گزر چکے ہیں''۔

شاعر نے پہلے شعر میں الفضل، الفضل، الفضل کا ذکر کیا ہے۔ ان تینوں بادشاہوں کا مطلب مروان بن یحیٰی برمکی، فضل بن ربیع اور فضل بن معتصم ہیں۔ معتصم نے فضل کو حکم دیا تھا کہ اس کے دوستوں کو ہدایا وغیرہ دیئے جائیں لیکن فضل نے معتصم کے حکم

پر عمل نہیں کیا سو معتصم اس سے ناراض ہو گیا اور اس کو معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن عبدالملک الزیات کو مقرر کر دیا۔ فضل بہت برے اخلاق کا مالک تھا۔ جب اس کو معتصم نے معزول کیا تو لوگوں نے فضل پر آوازیں کسیں' یہاں تک کہ ان میں سے کچھ نے کہا کہ

لتبك علی الفضل بن مروان نفسه	فليس له باك من الناس يعرف
لقد صحب الدنيا منوعا لخيرها	وفارقها وهو الظلوم المعنف
الی النار فليذهب ومن كان مثله	علی أی شیء فاتنا منه نأسف

''چاہئے کہ فضل بن مروان خود اپنے آپ پر روئے اس لئے کہ عوام الناس میں سے کوئی بھی اس پر آنسو بہانے والا نہیں ہے''۔

''اس نے دنیا کی محبت اختیار کی اس حال میں کہ اس کی خیر کو روکا اور دنیا سے اس حال میں الگ ہوا کہ وہ ظالم اور جابر تھا''۔

''فضل بن مروان اور اس کے ساتھی جہنم میں چلے جائیں۔ ہماری کون سی چیز کھوگئی ہے کہ ہم اس پر افسوس کریں''۔

جب معتصم نے فضل بن مروان کو معزول کیا تو کہا کہ اس نے میری اطاعت میں اللہ کی نافرمانی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مسلط کر دیا۔ معتصم نے فضل بن مروان کو معزول کرنے کے بعد اس کا مال ضبط کر لیا تھا لیکن اسے ذاتی طور پر کوئی تکلیف نہیں دی۔ کہا جاتا ہے کہ معتصم نے فضل کے گھر سے دس لاکھ دینار اور اتنی ہی رقم کا دوسرا سامان ضبط کیا تھا۔ معتصم نے فضل بن مروان کو پانچ ماہ تک جیل رکھا اور پھر رہا کر دیا۔ اس کے بعد فضل بن مروان نے خلفاء کی ایک جماعت کی خدمت کی اور 259ھ میں وفات پائی۔ فضل بن مروان کے کلام میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ جب دشمن تمہارے سامنے آجائے تو اس سے اعراض نہ کرنا کیونکہ اس کا سامنے آنا تمہارے خلاف اس کا مددگار ہوگا۔ اور جب دشمن تم سے چھپا ہوا ہے تو اس کا پیچھا نہ کرو کیونکہ اس کا چھپا رہنا ہی تمہارے کام کی کامیابی کا ثبوت ہے۔

فائدہ: اصل میں اس کتاب میں الشاہین کے بیان میں درج ذیل اشعار کی جانب اشارہ گزر چکا ہے جس میں ابوالحسن علی بن رومی کا قصیدہ کا بھی ذکر ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ

هذا ابو الصقر فردا فی محاسنه	من نسل شيبان بين الضال والسلم
كانه الشمس فی البرج المنيف به	علی البرية لا نار علی علم

''یہ ابوصقر ہی ہے جو اپنی خوبیوں میں منفرد ہے۔ اس کا تعلق شیبان نسل سے ہے اور اس کی سکونت ضال اور سلم کے درمیان ہے''۔

''گویا کہ وہ اس سورج کی طرح ہے جو برج میں ہے اور سورج برج میں مخلوق پر بلند ہے نہ کہ علَم پر آگ''۔

''البرج'' کا مطلب ''ابوصقر'' کا عالی شان محل ہے اور جب شاعر نے ابوصقر کو سورج سے تشبیہ دی تو اس کے محل کو برج

سے تشبیہ دے دی اور اس شعر میں شاعر مذمت کرتا ہے۔ شاعر کا قول اپنے بھائی صخر کے بارے میں یہ ہے:

وان صخرا لتأتم الهداة به　　　كأنه علم رأسه نار

''اور بے شک صخر کے پاس ہادی جمع ہوتے ہیں کہ وہ ایک عَلَم ہے جس کے سر میں آگ ہے''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ شمس الدین محمد بن عماد نے کہا ہے کہ ابوصقر کے حالات زندگی اور اس کی وفات کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ ابوصقر کے والد معن بن زائدہ شیبانی کے چچازاد بھائی ہیں یہ اور ابوصقر دونوں دیہات میں رہتے تھے۔ ابوالحسن علی بن رومی نے اپنے اشعار میں ''بین الضال والسلم'' سے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ ''ضال والسلم'' دیہات کے درختوں کے نام ہیں۔ یہ ابوصقر واثق بن ہارون بن معتصم کے زمانہ میں بعض ریاستوں کے گورنر رہے اور واثق کے بعد ان کے صاحبزادے منتصر کے زمانہ میں بھی بعض عہدوں پر فائز رہے۔ ابوصقر' خلیفہ معتضد اور معتمد کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ اہل عرب کے ہاں دیہات کی زندگی تعریف کے قابل ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

الموقدين بنجد نار بادية　　　لا يحضرون وفقد العز في الحضر

''وہ لوگ نجد میں دیہات کی آگ جلائے ہوئے ہیں وہ شہر میں حاضر نہیں ہوتے اور شہر کی عزت ختم ہوگئی''۔

ابوالحسن علی بن رومی کی وفات جمادی الاولیٰ 283ھ کو بغداد میں ہوئی۔ ان کی تاریخ وفات میں اہل سیر کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان کی موت کا سبب بیان کرتے ہوئے ابن خلکان نے لکھا ہے کہ قاسم بن عبید اللہ جو معتضد کا وزیر تھا ابوالحسن علی بن رومی سے ڈرتا تھا کہ کہیں وہ اس کی مذمت نہ کرے۔ ابوفراس نے سازش کے ساتھ اسے ایک زہر آلود چیز کھلا دی' جب ابوالحسن نے زہر کا اثر محسوس کیا تو کھڑے ہو گئے۔ معتضد کے وزیر قاسم بن عبید اللہ نے کہا تم کہاں جا رہے ہو۔ ابوالحسن نے کہا اس جگہ جا رہا ہوں جہاں بھیجنے کا تم نے بندوبست کیا ہے۔ قاسم بن عبید اللہ نے کہا میرے والد کو سلام کرو۔ ابوالحسن نے کہا کہ میرا راستہ آگ پر نہیں ہے۔ ابوالحسن اس کے بعد چند دن تک زندہ رہے اور پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

حکم: صقر حرام ہے کیونکہ ہر ذی ناب اور ذی مخلب حرام ہے۔

صیدلانی نے کہا ہے کہ جوارح کی تعیین میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ہر وہ جانور جو ناب مخلب یا ناخن سے اپنے شکار کو جھاڑتا ہے وہ جوارح کے حکم میں داخل ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک جوارح ''کواسب'' کو کہا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ''کواسب'' کے مطلب میں ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تمام جوارح حرام ہیں۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے بعض اصحاب نے کتے' چیتے' شیر' ریچھ اور بندر کو حلال قرار دیا ہے۔ نیز وہ پالتو گدھے کو مکروہ اور گھوڑے وغیرہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے اصحاب قرآن مجید کی اس آیت

''قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ '' کو ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ان جانوروں کا ذکر نہیں ہے اس وجہ سے یہ حلال ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آیت کا حکم ان چیزوں کے بارے میں ہے جو عرفاً کھائی جاتی ہیں اس لئے جن چیزوں کو لوگ نہ کھاتے ہوں اور ان کو پاک سمجھتے ہوں تو ایسی چیز کی اباحت کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ ٹھیک اسی طرح حُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ''حرام قرار دیا گیا تم پر خشکی کا شکار جب تم احرام کی حالت میں رہو'' میں وہی جانور مراد ہیں جن کا عرفاً شکار کیا جاتا ہے نہ کہ وہ جانور جن کو پہلے ہی حرام قرار دیا گیا ہے اس لئے ان کی حرمت بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (صقر سے زیادہ گندہ دہن) اس کا مطلب منہ کی بدبو ہے۔ یہ مثال اہل عرب منہ کی بدبو کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ بے شک روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔

(داری، رقم الحدیث 1805 ' بخاری، رقم الحدیث 1805 ' ترمذی، رقم الحدیث 764 ' نسائی، رقم الحدیث 2212 ' مسند امام احمد، رقم الحدیث 7174 ' طبرانی ' کبیر، رقم الحدیث 1235)

شیخ ابو عمرو بن صلاح اور شیخ عزیز الدین عبد السلام کے درمیان اسی بات میں اختلاف ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو کا مشک کی خوشبو سے عمدہ ہونا آخرت کے اعتبار سے ہے یا دنیا و آخرت کے اعتبار سے ہے۔ شیخ عزیز الدین نے کہا ہے کہ یہ آخرت کے لئے خاص ہے اس لئے کہ نبی کریم ' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ بے شک روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔

(داری، رقم الحدیث 1805 ' بخاری، رقم الحدیث 1805 ' ترمذی، رقم الحدیث 764 ' نسائی، رقم الحدیث 2212 ' مسند امام احمد، رقم الحدیث 7174 ' طبرانی ' کبیر، رقم الحدیث 1235)

شیخ ابو عمرو بن صلاح نے کہا ہے کہ دنیا و آخرت دونوں کے لئے عام ہے اور اس کے متعدد دلائل ہیں۔ مسند ابن حبان میں ابن حبان نے دو باب قائم کئے ہیں۔

1:- باب فی کون ذالك یوم القیامة ۔

2:- باب فی کونه فی الدنیا ۔

اور دوسرے باب میں سند صحیح کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ دار کے منہ کی بو جب وہ سانس لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ امام ابو الحسن بن سفیان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور تاجدار رسالت ' فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو رمضان کے مہینہ میں پانچ انعامات سے نوازا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے دوسرا انعام یہ ہے کہ روزہ دار اس حالت میں شام کرتے ہیں کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

(داری، رقم الحدیث 1805 ' بخاری، رقم الحدیث 1805 ' ترمذی، رقم الحدیث 764 ' نسائی، رقم الحدیث 2212 ' مسند امام احمد، رقم الحدیث

7174 طبرانی کبیر رقم الحدیث 1235)

اس روایت کو حافظ ابو بکر سمعانی علیہ الرحمہ نے ''امالیہ'' میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور دوسرے بہت سے محدثین نے بھی ان کی وضاحت کی ہے کہ اس بو کے پسندیدہ ہونے کا مطلب دنیا میں اس بو کے وجود کا وقت آنے پر متحقق ہوتا ہے۔ حافظ ابو بکر فرماتے ہیں: اس بو کے بارے میں جو کچھ میں نے کہا ہے علماء مشرق و مغرب نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ خطابی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بو کے پسندیدہ ہونے کا مطلب اللہ تعالیٰ کا روزہ دار سے راضی ہونا ہے۔ ابن عبد البر علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ اور قرب ہونا ہے اور مشک کی خوشبو کا مطلب رضامندی کا اظہار ہے۔ امام الحنفیہ امام قدوری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب اللہ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو کا خوشبو سے افضل ہونا ہے۔ علامہ البونی' صاحب اللمعۃ' امام ابو عثمان صابونی علیہ الرحمہ' حضرت ابو بکر سمعانی' ابو حفص بن الصغار اکابر شافعیہ نے اپنی ''امالی'' میں اور ابو بکر بن عربی مالکی وغیرہ جو مشرق و مغرب کے مسلمانوں کے امام ہیں ان سب نے وہی کہا ہے جو میں نے عرض کیا ہے۔ نیز ان تمام اہل علم نے آخرت کے ساتھ اس کی تحقیق کی کوئی وجہ ذکر نہیں کی حالانکہ ان کی کتب احادیث جن میں ''یوم القیامۃ'' کے الفاظ ہیں وہ بلاشبہ مشہور روایت ہے۔ لیکن ان تمام اہل علم نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس کا مطلب رضا و قبول ہے اور یہ دنیا و آخرت دونوں میں ثابت ہے۔ رہا روایت میں قیامت کا ذکر تو وہ اس لئے ہے کہ قیامت کا دن جزا کا دن ہے اور اسی دن مشک کے مقابلہ میں روزہ دار کے منہ کی بو کا افضل و راجح ہونا ظاہر ہوگا۔ یوم القیامۃ کا ذکر ایسا ہی ہے جس طرح کہ اللہ کا یہ قول ''بے شک اس دن ان کا رب ان سے باخبر ہوگا''۔ سو یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے تمام حالات سے باخبر ہوگا اسی طرح آج بھی وہ ان کے تمام حالات سے واقف ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہاں تک شیخ ابو عمرو بن صلاح کے دلائل کی تکمیل ہو گئی ہے اور یہ بات جاننا ضروری ہے کہ جن باتوں میں شیخ عزیز الدین اور شیخ عمرو بن صلاح کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے ان میں صحیح رائے شیخ عزیز الدین کی ہی ہوتی ہے لیکن اس مسئلہ میں صحیح رائے شیخ ابو عمرو بن صلاح کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اہل عرب مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں صقر سے بھی زیادہ گندہ دہن' شاعر نے کہا ہے کہ

ولـــه لـحية تيـس	ولـــه مـنـقـار نسر
ولـــه نـكهة ليـث	خـالـطـت نـكهة صقر

''اس کے جنگلی بکرے کی داڑھی ہے اور اس کی گدھ جیسی چونچ ہے''۔

''اور اس کے منہ میں شیر جیسی بو ہے جس میں صقر کے منہ کی بدبو بھی شامل ہو گئی ہے''۔

فائدے: ابن زہر نے کہا ہے کہ صقر کا پتا نہیں ہوتا۔ اگر انسان اس کا دماغ کھا لے تو اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ اس کا دماغ انسان اپنے آلہ تناسل (Pains) پر مل لے تو قوت باہ میں اضافہ ہوگا۔ ابو ساری دیلمی نے ''عین الخواص'' میں لکھا ہے کہ اگر صقر کا دماغ سیاہ چھائیوں والا شخص چھائیوں پر مل لے تو اس کی چھائیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کا جسم بالکل صاف

ہوجائے گا۔

تعبیر: ابن المقری نے کہا ہے کہ صقر کو خواب میں دیکھنا عزت' بادشاہت اور دشمنوں کے خلاف نصرت' مال کا حصول' رتبہ' اولاد' بیویاں' غلام' لونڈیاں' نفس' مال' صحت' غم وافکار سے نجات' آنکھوں کی صحت' کثرت اسفار اور اسفار سے بے شمار منافع کے حصول کی علامت ہے۔ کبھی صقر کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر موت سے دی جاتی ہے کیونکہ یہ پرندوں کا شکار کرتا ہے اور کبھی صقر کو خواب میں دیکھنا قید و بند کے مصائب پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں کسی شکاری جانور کو بغیر جھگڑے کے دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے مال حاصل ہوگا۔ اسی طرح تمام شکاری جانور کتا' چیتا اور صقر وغیرہ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بہادر لڑکے سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی شخص نے خواب دیکھا کہ صقر اس کے پیچھے چل رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ کوئی دلیر انسان اس کے ساتھ محبت والفت کا معاملہ کرے گا اور اگر کوئی شخص خواب میں صقر کو اپنے پیچھے چلتا ہوا دیکھے اور اس کی بیوی حاملہ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے ہاں بہادر لڑکا پیدا ہوگا۔ سدھائے ہوئے جانوروں کا خواب میں دیکھنا ایسے لڑکے پر دلالت کرتا ہے جو کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والا ہوگا۔

ایک خواب: ایک آدمی حضرت ابن سیرین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا جس نے خواب دیکھا ہے کہ ایک کبوتری سوار البلد کی برجی میں آکر بیٹھ گئی تو ایک صقر آیا اور اس نے کبوتری کو شکار کیا تو امام ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ تو حجاج بن یوسف کی لڑکی سے نکاح کرے گا۔ سو اسی طرح ہوا کہ اس خواب کو دیکھنے والے کا نکاح حجاج بن یوسف طیار کی لڑکی سے ہوا۔ واللہ اعلم۔

الصل

''الصل'' اس کا مطلب ایسا سانپ ہے جس کے زہر کو ختم کرنے کے لئے کوئی تعویذ وغیرہ بھی نفع نہیں دیتا۔ اہل عرب اسے مثال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں (فلاں شخص بہت تیز اور خطرناک ہے)۔

امام الحرمین نے اپنے شاگرد ابوالمظفر احمد بن محمد الخوانی کو اسی لقب ''الصل'' سے پکارا تھا۔ ابوالمظفر شہر طوس کے عالم تھے اور ان کا علمی مقام و مرتبہ امام غزالی علیہ الرحمہ کے برابر تھا۔ علم مناظرہ میں بے حد عجیب وغریب مہارت رکھتے تھے اور نہایت فصیح اللسان تھے۔ ان کی وفات 500ھ میں ہوئی۔ امام الحرمین کے تلامذہ میں ابوالمظفر کے علاوہ الکیا الہراسی اور امام غزالی علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں۔

الصلب

''الصلب'' ''الصباب'' میں ذکر ہے کہ اس کا مطلب ایک مشہور پرندہ ہے۔

الصلنباج

''الصلنباج'' الصباب میں ذکر ہے کہ اس کا مطلب ایک لمبی اور پتلی مچھلی ہے۔

الصلصل

''الصلصل'' حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب فاختہ ہے۔عنقریب اس کا ذکر فاء کے باب میں آئے گا۔

الصناجۃ

''الصناجۃ'' (ایک لمبا جسم جانور) حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے ''کتاب الاشکال'' میں لکھا ہے کہ یہ بہت بڑی جسامت والا جانور ہے اور یہ تبت میں پایا جاتا ہے۔یہ جانور ایک فرسخ زمین میں اپنا گھر بناتا ہے اور اس جانور کی خاصیت ہے کہ جو جانور بھی اسے دیکھ لیتا ہے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اور اگر یہ جانور کسی دوسرے جانور کو دیکھ لے تو یہ فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔

الصوار

''الصوار'' اس کا مطلب گائے کا ریوڑ ہے۔اس کی جمع کے لئے صیران کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔نیز صوار سے مراد مشک کی ڈبیہ بھی ہے۔شاعر نے اپنے شعر میں دونوں معنوں کو جمع کیا ہے۔

اذا لاح الصوار ذکرت لیلٰی واذکرھا اذا نفخ الصوار

''جب گایوں کا ریوڑ ظاہر ہوتا ہے تو مجھے اپنی رات یاد آجاتی ہے اور جب مشک کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے تو مجھے محبوبہ کی یاد آتی ہے''۔

الصومعۃ

''الصومعۃ'' اس کا مطلب عقاب ہے۔عقاب کو''الصومعۃ'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بلند جگہ پر رہتا ہے۔

العیبان

''العیبان'' اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

الصید

''الصید'' مصدر ہے جو شکار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس نام کے مطلب کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس جانور کو کہا جانے لگا جس کا شکار کیا جائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ

''اے ایمان والو! تم شکاری جانوروں کو قتل نہ کرو اس حال میں کہ تم نے احرام باندھا ہو''۔

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ

انا ابو طلحۃ واسمی زید　　　　وکل یوم فی سلاحی صید

''میں ابوطلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے اور ہر دن میرے ہتھیاروں میں ایک شکار ہوتا ہے''۔

کتاب بخاری کے چوتھے ربع کے اول میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب قائم کر کے فرمایا ہے (باب اللہ تعالیٰ کے قول کے بارے میں کہ تمہارے لئے حلال کر دیا گیا' سمندر کا شکار اور اس کا کھانا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سمندر کا شکار وہ جو اس میں سے شکار کیا جائے اور سمندر کا کھانا وہ ہے جو اس سے ملتا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''الطافی'' حلال ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ سمندر کے کھانے سے مراد اس کے مردہ جانور ہیں مگر یہ کہ ان پر قدرت حاصل ہو۔ جری کو یہودی نہیں کھاتے اور ہم اس کو کھاتے ہیں۔ ابوشریح صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز جو سمندر میں پائی جاتی ہے وہ مذبوح ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ پرندے کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ اسے ذبح کیا جائے۔ ابن جریج علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا نہر کے شکار اور سیلاب کی زد میں آئے ہوئے جانور بھی ''صید البحر'' کے حکم میں داخل ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی (یہ دریا) میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے اور یہ شور اور کڑوا ہے اور تم لوگ ہر دریا سے تازہ گوشت حاصل کرتے ہو یعنی مچھلی کا شکار کر کے اسے کھاتے ہو۔

حضرت حسن پانی کے کتوں کی کھال سے بنائے گئے زین پر سوار ہوتے تھے۔ حضرت شعبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے اہل وعیال مینڈک کھانا پسند کریں تو میں ضرور ان کو مینڈک کھلاؤں۔ حضرت حسن علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ کچھوے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم نصرانی' یہودی یا مجوسی کا شکار (کیا ہوا جانور) کھا لیا کرو۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ''المری'' کے بارے میں فرمایا ہے کہ خمر کا ذبح النینان' مچھلیاں اور سورج کی دھوپ ہے ''قلات السیل'' کا مطلب وہ جانور ہے جو سیلاب کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائے۔

''قولہ المری'' اس کا مطلب وہ کھانا حرام ہے جو شام کے لوگ تیار کرتے ہیں اور اس کو تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شراب لے کر اس میں نمک اور مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ جب سورج کی دھوپ اس پر پڑتی ہے تو وہ شراب ''طعام المری'' میں بدل جاتی ہے اور اس کی ہیئت اس طرح بدل جاتی ہے جس طرح شراب کی ہیئت تبدیل ہو کر سرکہ بن جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس طرح مردار حرام ہے اس طرح یہ اشیاء شراب کو ذبح کر کے حلال بنا دیتی ہے۔ یہاں ذبح کو بطور استعارہ حلت کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ ابوشریح کا نام ہانی ہے اور اصیلی کے نزدیک ابن شریح کا مطلب یہی ہے لیکن یہ وہم ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے ''الاستیعاب'' میں لکھا ہے کہ شریح ایک حجازی صحابی ہیں جن سے ابوزبیر اور عمرو بن دینار نے روایت کی ہے۔ ان دونوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ چیز جو سمندر میں پائی جاتی ہے مذبوح ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہر اس چوپائے کو ذبح کیا ہے جو سمندر میں پایا جاتا ہے۔ ابوزبیر اور عمرو بن دینار نے فرمایا ہے کہ شریح علیہ الرحمہ نے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا

زمانہ پایا ہے۔ابو حاتم نے کہا ہے کہ شریح کو نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اعزاز حاصل ہے۔ پہلی آیت میں لفظ صید کے عام معنی مراد ہیں اور اس کے علاوہ ہمیں خاص معنی مراد ہیں نیز ان سے وہ جانور مستثنیٰ ہیں جن کو نبی کریم' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔ حضور اکرم' شہنشاہ و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ خبیث جانور کو حل وحرم میں بھی قتل کیا جائے گا کوا' چیل' چوہا' بچھو اور ایسا کتا جو کاٹنے والا ہو۔اس حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے سفیان ثوری علیہ الرحمہ' امام شافعی علیہ الرحمہ اور اسحق بن راہویہ علیہ الرحمہ نے ان پانچوں جانوروں کے علاوہ کسی اور جانور کو حالت احرام میں قتل کرنا جائز نہیں کہا جبکہ امام مالک علیہ الرحمہ نے شیر' چیتا' ریچھ' بھیڑیا اور ہر عادی درندہ کو کتے پر قیاس کرتے ہوئے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔سو رہے بلی' لومڑی اور بجو وغیرہ تو ان کو محرم حالت احرام میں قتل نہیں کر سکتا اور اگر محرم نے حالت احرام میں ان میں سے کسی کو قتل کر دیا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا۔اصحاب رائے نے کہا ہے کہ اگر درندہ محرم پر حملہ کرنے میں پہل کرے تو محرم کے لئے اسے قتل کرنا جائز ہے۔اور اگر محرم نے درندہ کو قتل کرنے میں پہل کی تو اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی۔مجاہد اور نخعی نے فرمایا ہے کہ محرم آدم حالت احرام میں کسی درندہ کو قتل نہیں کر سکتا۔الآیہ کہ اس پر کوئی درندہ حملہ آور ہو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے احرام باندھنے والوں کو حالت احرام میں سانپ کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے احرام باندھنے والوں کو حالت احرام میں سانپ کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور سانپ کو قتل کرنے کی اباحت پر تمام لوگوں کا اجماع ہے۔اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے محرم کے لئے بھڑ کو قتل کرنے کی بھی اباحت ثابت ہے۔اس لئے کہ یہ بچھو کے حکم میں ہے۔حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ زنبور کو قتل کرنے والا مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اسی طرح امام مالک علیہ الرحمہ نے اس شخص کے بارے میں مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے۔جو حالت احرام میں مچھر' مکھی اور چیونٹی کو قتل کر دے۔اصحاب رائے کہتے ہیں کہ ان چیزوں کے قتل پر محرم پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔رہے سباع الطیر (یعنی عقاب' شکرہ وغیرہ) تو ان کے بارے میں حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان چیزوں کے قتل پر محرم پر فدیہ واجب ہے۔ابن عطیہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کیڑے مکوڑے اور تمام زہریلے جانور سانپ کے حکم میں داخل ہیں۔

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جو چیز مباح الاصل ہو جس طرح سمندر اور خشکی کے شکار اور تمام پرندے تو ان کو چوری کرنے والے کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ' حضرت امام مالک علیہ الرحمہ' حضرت امام محمد علیہ الرحمہ اور جمہور اہل علم نے فرمایا ہے کہ اگر یہ چیزیں محفوظ ہوں اور ان کی قیمت چار دینار کے برابر ہو تو ان کو چوری کرنے والے شخص کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔جب کوئی محرم حالت احرام میں کسی جانور کا شکار کرے تو تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ شکار اس کے لئے حرام ہے نیز اگر محرم کا کیا گیا شکار کسی اور آدمی کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اس کے بارے میں دو قول ہیں۔صحیح قول یہی ہے کہ محرم کا کیا ہوا شکار کسی دوسرے شخص کے لئے حرام ہوگا جس طرح مجوسی کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہے لیکن

ایک قول یہ ہے کہ محرم کا کیا ہوا شکار کسی دوسرے شخص کے لئے حلال ہے۔ اگر کسی محرم نے انڈا توڑا تو وہ انڈا اس کے لئے حرام ہے۔ اسی طرح اگر کسی محرم نے شکار کئے ہوئے جانور کا دودھ دوہ لیا تو اس کا حکم بھی انڈا توڑنے کی طرح ہے یعنی وہ دودھ محرم کے لئے حرام ہے۔

مسئلہ: اگر کسی محرم نے شکار پر چیخ ماری جس کی وجہ سے اس کی موت ہوگئی یا کوئی ایسا آدمی جو احرام کی حالت میں نہیں ہے حرام کے شکار پر چیخا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے متعلق دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ وہ ضامن ہوگا (اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی) کیونکہ وہ اس کی ہلاکت کا سبب بنا ہے جس طرح اگر کسی نے کسی بچہ پر چیخ ماری اور وہ بچہ ڈر کی وجہ سے مر گیا تو وہ ضامن ہوگا۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہی ظاہر ہے لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ ایسا شخص ضامن نہیں ہوگا جس طرح اگر کسی نے بالغ آدمی پر چیخ ماری جس سے اس کی موت ہوگئی تو اس پر فدیہ نہیں ہوگا۔ اگر کسی شکار کو زخم لگا تو وہ شکار زخمی ہونے کی وجہ سے کسی دوسرے شکار یا اپنے انڈے یا اپنے بچے پر گر گیا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا تو اس کی ہلاکت کا سبب بننے والے شخص پر ان تمام چیزوں کا ضمان واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی محرم کا کوئی ایسا رشتہ دار فوت ہو گیا جس کی ملکیت میں کوئی شکار تھا تو یہ محرم اس شکار کا مالک بن جائے گا اور جس طرح چاہے اس میں تصرف کا حق رکھتا ہے لیکن اسے اس کو قتل یا ضائع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسئلہ: رویانی نے کہا ہے کہ وہ عمرہ جس میں کسی شکار کو قتل نہ کیا گیا ہو اس حج سے افضل ہے جس میں کسی شکار کو قتل کر دیا گیا ہو لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ حج افضل ہے۔

مسئلہ: حرم مدینہ کا شکار حرام ہے۔ اس روایت کی بناء پر جو حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور میں مدینہ کو دونوں وادیوں کے درمیان حرام قرار دیتا ہوں۔ اس کے درختوں کو نہ کاٹا جائے اور اس کے جانوروں کو شکار نہ کیا جائے۔ اہل علم کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا مدینہ کے شکار کا بھی مکہ کے شکار کی طرح ضمان دینا ہوگا؟ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا جدید قول یہ ہے کہ اس کا ضمان نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ ایسی جگہ شکار کیا گیا ہے جس میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔ طائف کے شکار کی طرح مدینہ کے شکار کا ضمان نہیں دیا جائے گا۔ سنن بیہقی میں بسند ضعیف یہ روایت مذکور ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار طائف کا شکار اور اس کے درخت محرم کے لئے حرام ہیں۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول قدیم یہ ہے کہ جس نے مدینہ میں احرام کی حالت میں شکار کیا اس کا سامان سلب کر لیا جائے گا اور حرم مدینہ کے درخت کاٹنے والے کو بھی یہی سزا دی جائے گی۔ امام نووی علیہ الرحمہ نے ثبوت کے مضبوط ہونے کی وجہ پر اس قول کو اختیار کیا ہے۔ آئمہ کے مطلق قول کے مطابق حرم مدینہ میں شکار کرنے والے کا سامان ضبط کرنا شکار کی ہلاکت پر موقوف نہیں ہے بلکہ اگر اس نے صرف شکار ہی کیا۔ اگرچہ شکار ہلاک نہیں ہوا تو اس کا سامان ضبط کر لیا جائے گا۔ اکثر اہل علم

کے نزدیک اس کا سامان سلب کرنا مقتول کفار کی طرح ہے۔ بعض اہل علم کا یہ قول ہے کہ صرف محرم کا لباس سلب کیا جائے گا۔ بعض اہل علم کے نزدیک محرم کا سارا سامان سلب کر کے اسے صرف ستر ڈھانپنے کے لئے کپڑا دیا جائے گا۔ الروضۃ اور ''الشرح المہذب'' میں اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ پھر یہ سلب شدہ سامان کیسے دیا جائے گا۔ بعض اہل علم کے نزدیک مدینہ کے فقراء کو دیا جائے گا شکار کی جزا کی طرح۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ اگر جانور نے محرم آدمی پر حملہ کیا اور اس آدمی نے اپنا دفاع کرتے ہوئے اس جانور کو قتل کر دیا تو وہ ضمان سے مستثنیٰ ہوگا۔

مسئلہ: جب محرم کے راستہ میں ٹڈی دل پھیل جائے اور ان کو روندے بغیر وہاں سے گزرنا مشکل ہو تو ظاہر قول کے مطابق ان کو روندنے کی وجہ سے محرم پر ضمان واجب نہیں ہوگا۔ اگر کوئی کافر حرم میں داخل ہو کر شکار کو قتل کر دے تو اس سے ضمان لیا جائے گا۔

شیخ ابو اسحٰق نے ''المہذب'' میں لکھا ہے کہ میرے نزدیک اس پر ضمان واجب نہیں ہے۔ امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ شیخ ابو اسحٰق اپنی رائے میں تنہا ہیں۔ شیخ ابو اسحٰق کی وفات 404ھ کو ہوئی۔

تنبیہات: جان لو کہ شکار جب دو اسباب مبیح اور محرم کی وجہ سے مر جائے تو وہ حرام ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شکار تیر اور بندوق سے مر جائے یا کسی جانور کو تیر کا پھل لگا جس سے وہ زخمی ہو گیا اور تیر بھی اس کے جسم پر لگا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح اگر کسی جانور کو تیر مارا گیا جبکہ وہ چھت کے کنارہ پر تھا اور تیر لگنے کی وجہ سے وہ نیچے گر گیا یا کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا یا جانور پہاڑ پر تھا تیر لگنے کی وجہ سے وہاں سے لڑھک گیا اور ہلاک ہو گیا یا تیر لگنے کے بعد پانی میں گر کر مر گیا یا جانور درخت پر تھا' تیر لگنے کے بعد درخت کی شاخوں سے ٹکرا کر ہلاک ہو گیا تو یہ شکار حرام ہوگا کیونکہ اس کے مرنے کی وجہ پتا نہیں ہے کہ اس کے مرنے کی وجہ مبیح ہے یا محرم۔ اسی طرح اگر کوئی جانور تیز دھار آلے' چھری' چاقو وغیرہ پر گر گیا تو وہ بھی حرام ہے اور اگر کسی جانور پر تیر چلایا گیا اور تیر فضاء میں اس جانور کو لگ گیا اور وہ جانور زمین پر گر کر مر گیا تو وہ حلال ہے خواہ وہ زمین پر گرنے کے بعد مرا ہو یا اس سے پہلے مرا ہو۔ اگرچہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اس کی موت زمین پر گرنے سے پہلے ہوئی ہے یا زمین پر گرنے کے بعد کیونکہ اس کا زمین پر گرنا ناگزیر ہے لہٰذا اس سے صرف نظر کیا جائے گا جس طرح بوقت دشواری ذبح سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر شکار کسی جگہ کھڑا ہوا ہو اور تیر لگنے کے بعد اپنے پہلو پر گرے تو وہ حلال ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر اس کی موت زمین پر گرنے کے بعد ہوئی ہو تو پھر حرام ہے۔ تیر لگنے کے بعد جانور کا کچھ دیر کھڑا رہنا مضر نہیں ہے کیونکہ یہ بھی زمین پر گرنے کی طرح ہے۔ اگر تیر لگنے کے بعد شکار پہاڑ سے پہلو در پہلو زمین پر گرا تو وہ حرام نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح گرنے کو موت میں دخل نہیں ہے۔ اگر کسی شکار کو فضا میں تیر لگا جس سے اس کے بازو ٹوٹ گئے اور وہ زخمی بھی نہیں لیکن زمین پر گر کر مر گیا تو وہ حرام ہے۔ اگر شکار فضا میں تھا اور اسے تیر لگا جس کی وجہ سے وہ زخمی ہو کر کنویں میں گر گیا تو دیکھا جائے گا کہ کنویں میں پانی ہے یا نہیں۔ اگر کنویں میں پانی ہے تو وہ جانور حرام ہوگا اور اگر پانی نہیں ہے تو پھر وہ جانور حلال ہوگا کیونکہ پانی کے بغیر کنویں کا گڑھا زمین کی طرح ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ گرتے وقت شکار کنویں کی دیواروں سے نہ ٹکراتا ہو۔ اگر شکار

درخت پر بیٹھا تھا اور تیر لگنے سے زخمی ہو کر زمین پر گر گیا تو وہ حلال ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ اگر اس شکار کو خشکی میں پایا تو حلال ہے ورنہ حرام۔ امام نووی علیہ الرحمہ اور امام غزالی علیہ الرحمہ نے ان احادیث کی روشنی میں جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں شکار کی حلت کو صحیح اور راجح قرار دیا ہے اگر کسی ایسے شخص نے ہوا میں تیر چلایا جو شکار کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اور نہ شکار کا خیال اس کے ذہن میں تھا تو بیچ میں شکار آ گیا اور تیر شکار کے لگا جس سے وہ زخمی ہو کر مر گیا تو اس میں دو قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ یہ شکار حرام ہے کیونکہ شکاری نے شکار کا قصد نہیں کیا۔ اگر کسی نے پتھر سمجھ کر تیر چلایا لیکن اتفاقاً وہ شکار کو لگا اور وہ تیر سے مر گیا تو وہ حلال ہے تو اس نے ان میں سے ایک کو دوسری کے گمان میں حلال کر دیا تو وہ حلال ہوگئی۔ حضرت امام احمد نے بھی حلت کا قول نقل کیا ہے۔ اگر کسی نے زمین پر چاقو گاڑ دیا یا اس کے ہاتھ میں چھری تھی اور چھری بکری کے حلق پر گر پڑی جس سے بکری ذبح ہوگئی تو بکری حرام ہوگی کیونکہ اس نے بکری کو نہ تو ذبح کیا ہے اور نہ ذبح کرنے کا ارادہ کیا تھا اور جو کچھ بھی ہوا وہ بکری کے فعل سے ہوا یا غیر اختیاری طور پر ہو گیا۔ تہذیب وغیرہ میں ہے کہ ابو اسحٰق کے نزدیک چھری گرنے کی صورت میں بکری حلال ہوگی اور شکار کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ میں چھری ہو جس کو وہ حرکت دے رہا ہو اور بکری بھی اس پر اپنا حلقوم رگڑ رہی ہو اور اس بکری کا حلقوم کٹ جائے تو وہ بکری حرام ہوگی کیونکہ بکری کی ہلاکت ذبح کرنے اور بکری کے اشتراک عمل سے واقع ہوئی ہے۔ قاضی ابو سعید الھروی نے ''لباب'' میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نابینا شخص کسی بینا شخص کی رہنمائی سے شکار پر تیر چلائے اور وہ شکار تیر لگنے سے مر جائے تو وہ حرام ہوگا۔

مسئلہ: بھیڑ اور اشتراک کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً یہ کہ ایک شکار پر دو آدمیوں کے دو زخم یکے بعد دیگرے واقع ہوں تو ان دونوں میں سے پہلا زخم یا تو جلدی مارنے والا ہوگا یا بدیر۔ یا نہ جلدی مارنے والا نہ بدیر۔ زخم نہ جلدی ہلاک کرنے والا ہوا نہ بدیر تو وہ شکار حرام ہوگا اور اگر جلدی یا بدیر ہلاک کرنے والا ہو تو شکار دوسرے شخص کا ہوگا اور پہلے شخص پر اس زخم کا کوئی ضمان عائد نہیں ہوگا اور اگر پہلے شخص کا زخم فوراً شکار کو ہلاک کرنے والا ہو تو شکار پہلے شخص کا ہوگا اور دوسرے شخص پر ضمان ہوگا اور اگر پہلے شخص نے دیر سے ہلاک کرنے والا زخم لگایا تو وہ اس زخم لگانے کی وجہ سے شکار کا مالک ہو جائے گا۔ دوسرے کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ اگر اس کے زخم سے شکار کے حلقوم اور مری کٹ گئے تو وہ حلال ہے اور دوسرے شخص زخمی اور مذبوحہ شکاری کی درمیانی قیمت واجب ہوگی اور تفاوت اس وقت ظاہر ہوگا جب اس میں زندگی کو استقرار حاصل ہو۔ اگر شکار سالم ہو یا اس حال میں ہو کہ اگر ذبح نہ کیا جائے تو ہلاک ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسی حالت میں اس کو ذبح کرنے کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اگر دوسرے آدمی نے شکار کو فوراً ہلاک کر دیا لیکن حلقوم اور مری کو نہیں کاٹا تو شکار حرام ہوگا اور دوسرے شخص پر ذبیحہ کی قیمت واجب ہوگی۔ تہذیب میں ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ بالکل ایسا ہی ہے جس طرح کوئی اپنے غلام کو زخمی کر دے اور اس کے بعد دوسرا آدمی بھی اس غلام کو زخمی کر دے اور غلام ہلاک ہو جائے اور یہ مسئلہ اس صورت پر مبنی ہے جبکہ کوئی آدمی اجنبی کسی ایسے غلام کو زخمی کر دے جس کی قیمت دس درہم ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کے بعد غلام کو زخمی کر دے اور وہ غلام ہلاک ہو جائے۔ مزنی

نے کہا ہے کہ ایسی صورت میں ہر شخص کے غلام لگائے گئے زخم کی جنایت ہوگی اور باقی قیمت دونوں زخم لگانے والوں میں آدمی آدمی تقسیم کر دی جائے گی۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ زخم لگانے کے دن اس غلام کی جو قیمت ہے ہر شخص اس کی آدمی آدمی قیمت کا ضامن ہوگا۔ ابن خیر نے کہا ہے کہ اگر پہلے شخص نے جس دن غلام کو زخم لگایا اس دن غلام کی قیمت دس درہم ہے اور دوسرے شخص نے جس دن غلام کو زخمی کیا اس دن غلام کی قیمت نو درہم ہے تو پہلے زخم لگانے والے شخص پر دس درہم ہے اور دوسرے شخص نے جس دن غلام کو زخمی کیا اس دن غلام کی قیمت نو درہم ہے تو پہلے زخم لگانے والے شخص پر دس درہم کا تہائی حصہ اور دوسرے شخص پر جس نے بعد میں غلام کو زخمی کیا نو درہم کا تہائی حصہ واجب ہوگا۔ قفال نے کہا ہے کہ ہر ایک پر اس کے لگائے گئے زخم کے مطابق ضمان ہوگا۔ دوسرا طریقہ مشترکہ شکار کا یہ ہے کہ اگر پہلا شخص شکار کو زندہ نہ پائے تو دوسرے شخص پر جس نے بعد میں شکار کو زخمی کیا زخم کی قیمت واجب ہوگی اور اگر اس نے شکار کو زندہ ہی پایا لیکن اس کو ذبح نہ کر سکا تو دوسرے شخص پر زخم کی جنایت واجب ہوگی۔ اگر دو شخصوں نے کسی شکار پر تیر چلایا اور دونوں کے تیر بیک وقت شکار کو لگے اور شکار مر گیا تو دونوں آدمی شکار کے مالک ہوں گے اور اگر ایک آدمی نے شکار کو پہلے ہی زخمی کیا اور دوسرے شخص نے ذبح کرنے کی جگہ شکار کو زخم لگایا اور دونوں آدمی یہ دعویٰ کرتے ہوں کہ ان کا تیر پہلے لگا ہے تو وہ شکار دونوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر ان میں سے کسی نے شکار کو معمولی زخم لگایا کہ ذبح کی جگہ میں اچھی طرح زخم نہیں لگا تو شکار حرام ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے کسی ایسے جانور کا شکار کیا جس پر ملکیت کے آثار نمایاں ہوں مثلاً کوئی نشان لگایا گیا ہو یا مہندی وغیرہ لگی ہوئی ہو یا شکار کے بازو کٹے ہوئے ہوں یا کان کٹے ہوئے ہوں تو اس صورت میں شکار کرنے والا شکار کا مالک نہیں ہوگا کیونکہ شکار پر موجود تمام نشانیاں اس بات کو ظاہر کر رہی ہیں کہ شکار کسی کی ملکیت میں تھا اور اڑ کر آ گیا ہے۔ نیز اس صورت میں اس احتمال کو اہمیت نہیں دی جائے گی کہ ممکن ہے کسی محرم نے اسے شکار کر لیا ہو اور پھر یہ نشانات لگا کر چھوڑ دیا تو یہ احتمال بعید ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے شکار کو دو حصوں میں پھاڑ دیا تو شکار حلال ہوگا اور اگر شکار کا کوئی ایک حصہ ایک قول کے مطابق حلال ہو گا اور باقی جسم حرام ہوگا جس طرح فوراً مرنے کی صورت میں پورا شکار حلال ہوتا ہے اور اگر شکار کا ایک جز الگ ہونے کے بعد شکار زندہ ملا اور اس کو ذبح کر لیا تو پورا شکار حلال ہوگا اور وہ علیحدہ جز حرام ہوگا۔ اگر کسی شکاری جانور کے بوجھ سے شکار ہلاک ہو جائے تو ایسی صورت میں ایک قول کے مطابق شکار حلال ہوگا اور اگر تیر کے بوجھ سے شکار مر جائے تو شکار حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ: شکار پر ملکیت چند کاموں سے ثابت ہوتی ہے۔ پوچھل بنا دینا' اڑان کو ختم کر دینا' ڈور یا جال سے چمٹ جانا اگر شکاری سے جال گر گیا اور اس میں شکار پھنس گیا تو اس میں دو قول ہیں۔ یہی مسئلہ جال' پھندوں والی رسی وغیرہ کا بھی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی آدمی نے مچھلی کا شکار کیا اور مچھلی کے پیٹ سے موتی نکلا تو اگر موتی سوراخ والا ہے تو وہ لقطہ کے حکم میں ہے اور اگر سوراخ کے بغیر ہے تو مچھلی کو شکار کرنے والا اس کا مالک ہو جائے گا اور اگر کسی شخص نے مچھلی خریدی اور اس کے پیٹ سے بغیر سوراخ کا موتی نکلا تو مچھلی کو خریدنے والا اس کا مالک ہوگا اور اگر ایسا موتی نکلا جس کے سوراخ ہوں تو موتی مچھلی فروخت

کرنے والے کا ہوگا۔ اگر وہ اس کی ملکیت کا دعویٰ کرے۔ المہذب میں اسی طرح مذکور ہے حالانکہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ موتی پر شکاری کی ملکیت ثابت ہونی چاہئے جس طرح زمین سے نکلنے والا خزانہ زمین کھودنے والے کا ہوتا ہے۔

اختتام: اگر شکار کو چھوڑ کر آزاد کر دیا گیا تو شکاری کی ملکیت اس سے زائد ہو جائے گی یا نہیں؟ اس کے متعلق دو قول ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ شکاری کی ملکیت زائل تو نہیں ہوگی مگر شکار کو چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کا ''تسیب السوائب'' ہے (یعنی غیر اللہ کے نام کسی اونٹنی کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا نہ اس کا دودھ پیا جاتا اور نہ اس پر سواری کی جاتی تھی) سو شکار کا یہ حق ہے کہ اس کام سے پرہیز کرے۔ اگر شکاری کے ہاتھ سے شکار چھوٹ کر بھاگ جائے تو شکاری کی ملکیت ختم نہیں ہوگی۔ اگر کوئی شخص اس قسم کے شکار کو پکڑے تو اس کا اس کے مالک کی طرف لوٹا دینا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ شکار جنگل میں وحشی جانوروں میں ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ آبادی سے دور چلا جائے یا آبادی کے ارد گرد ہی چکر لگاتا رہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ شکار آبادی میں یا آبادی کے ارد گرد گھومتا رہے تو ملکیت ختم نہیں ہوگی اور اگر آبادی سے دور نکل جائے اور جنگل میں وحشی جانوروں میں شامل ہو جائے تو شکاری کی ملکیت سے نکل جائے گا اور اگر تھوڑا عرصہ گزرا ہو تو ملکیت زائل نہیں ہوگی۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر شکار کو جان بوجھ کر شکاری نے خود ہی غائب کر دیا تو پھر شکار شکاری کی ملکیت سے نکل جائے گا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک اس کو چوپائے کے بدکنے اور غلام کے بھاگنے پر قیاس کیا جائے۔

اختتام: اگر کوئی شکار کھیت میں دھنس کر پکڑا جائے تو اس کی ملکیت کے بارے میں دو قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ شکار پکڑنے والا مالک نہیں ہوگا اس لئے کہ زمین کے مالک نے زمین کی سیرابی کے لئے کھیتی کا قصد کیا ہے نہ کہ شکار کا۔ اسی طرح اگر کوئی شکاری کسی باغ میں داخل ہو کر کسی پرندے کا شکار کرے تو وہ شخص قطعی طور پر شکار کا مالک ہو جائے گا اور باغ کے مالک کو پرندے پر ملکیت کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

کسی نے کیا عمدہ اشعار کہے ہیں:

یشقی رجال ویشقی اخرون بهم	ویسعد الله اقواما باقوام
ولیس رزق الفتی من فضل حیلته	لکن حدود بارزاق واقسام
کالصید یحرمه الرامی المجید وقد	یرمی فیحرزه من لیس باالرامی

''کچھ لوگ شقی ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی ان کی وجہ سے شقاوت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بعض قوم کو بعض کی وجہ سے سعادتمند بنا دیتا ہے''۔

''اور انسان کا رزق اس کے حیلے کا کمال نہیں ہے لیکن رزق اور قسموں کے کچھ حدود و قیود ہیں''۔

''جیسے شکار ہے کہ اسے تیر مارنے والا لے لیتا ہے اور کبھی تیر کوئی اور شخص چلاتا ہے لیکن شکار کو وہ شخص روک لیتا ہے جس نے تیر چلایا ہی نہیں''۔

فائدہ: تاریخ ابن خلکان میں ذکر ہے کہ جب رشید نے فضل بن یحییٰ کو خراسان کا امیر بنایا تو کچھ عرصہ بعد ڈاک کے ذریعے اس کو ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ بے شک فضل شکار میں مشغول ہو گیا ہے۔ رشید نے یحییٰ سے کہا: اے میرے پیارے اس خط کو پڑھ اور فضل کو ایسا خط لکھو کہ وہ ان حرکتوں سے رک جائے۔ تو یحییٰ نے فضل کو ایک خط لکھا اور خط کے نیچے یہ اشعار بھی لکھے:

انصب نهارًا فی طلاب العلا … واصبر علی فقد لقاء الحبیب
حتی اذا اللیل اتی مقبلا … واکتحلت بالغمض عین الرقیب
فبادر اللیل بما تشتهی … فانما اللیل نهارا الا ریب
کم من فتی تحسبه ناسکا … یستقبل اللیل بامر عجیب
غطی علیه اللیل استاره … فبات فی لهو وعیش خصیب
ولذة الاحمق مکشوفة … یسعی بها کل عدو مریب

"تو کھڑا رہ دن بھر بلندی کی جستجو میں اور صبر کر محبوب کی ملاقات نہ ہونے پر"۔
"یہاں تک کہ جب رات تیرے سامنے آ جائے اور رقیب کی آنکھ میں پوشیدگی کا سرمہ لگا دے"۔
"تو رات دن اس کام کو کرتا رہ جس کی تو خواہش رکھتا ہے کیونکہ رات عقلمند کا دن ہے"۔
"کتنے ہی نوجوان ایسے ہیں جن کو تو عابد و زاہد سمجھتا ہے لیکن وہ رات کا استقبال عجیب طریقے سے کرتے ہیں"۔
"رات اس پر پردہ ڈال ہی ہے اور وہ کھیل و عیاشی میں رات بسر کرتا ہے"۔
"اور احمق کی لذت ظاہر ہوتی ہے اور ہر چغل خور دشمن اس کی چغلی کر سکتا ہے"۔

سو جب یہ خط فضل بن یحییٰ کو ملا تو اس کو پڑھنے کے بعد وہ مسجد سے علیحدہ نہیں ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ فضل اپنے باپ یحییٰ کے پاس داخل ہوا تو وہ بہت اکڑ کر چل رہا تھا۔ یحییٰ نے اس پر کراہت کا اظہار کیا اور کہا کہ حکماء کا قول ہے کہ آدمی کے اندر بخل اور جہالت تواضع کے ساتھ اس علم اور سخاوت سے بہتر ہے جو کبر کے ساتھ ہو۔ کس قدر بہتر ہے یہ خوبی جس نے دو بہت بڑی خامیوں کو چھپا دیا ہے۔ جب فضل اور یحییٰ قید خانے میں قید تھے تو موکل نے ایک دن ان کی ہنسی کی آواز سنی اور اس کی خبر رشید کو دی۔ رشید نے مسرور کو بھیجا تا کہ وہ اس سے ہنسنے کی آواز کی وجہ معلوم کرے۔ وہ ان دونوں کے پاس آیا اور ان سے ہنسی کے بارے میں سوال کیا اور کہا کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ یہ کون سا طریقہ ہے کہ تم امیر المومنین کے غصہ اور ناراضگی پر ہنس رہے ہو۔ امیر المومنین کے الفاظ نے ان کی ہنسی کو اور زیادہ کر دیا۔ یحییٰ نے کہا کہ ہمیں سکباج (ایک قسم کا سالن جو گوشت' سرکہ اور خوشبودار مصالحہ جات سے تیار ہوتا ہے) کی خواہش محسوس ہوئی تو ہم نے اس کے لئے ہانڈی' گوشت اور سرکہ وغیرہ خریدنے کا انتظام کیا اور سکباج پکایا لیکن جب یہ پک کر تیار ہو گیا اور فضل اس کو اتارنے لگا تو ہانڈی گر گئی۔ تو ہمیں اپنے حالات پر حیرانی ہوئی اور ہنسی آنے لگی۔ جب مسرور نے اس واقعہ کی خبر رشید کو دی تو وہ رونے لگا اور اس نے حکم دیا کہ ہر روز یحییٰ اور فضل کے لئے

دستر خوان تیار کیا جائے اور ایک آدمی کو جوان سے مانوس تھا حکم دیا کہ ہر روز ان کو کھانا کھلایا کرو اور ان سے گفتگو کیا کرو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فضل اپنے والد یحییٰ کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔ اس کے والد یحییٰ کو موسم سرما میں ٹھنڈا پانی بہت نقصان پہنچاتا تھا لیکن فضل تہہ خانہ میں پانی گرم کرنے پر قادر نہیں تھا اس لئے وہ تانبے کے لوٹے میں پانی لے کر بہت دیر تک لوٹے کو اپنے پیٹ سے لگائے رکھتا تاکہ جسم کی حرارت سے پانی کی ٹھنڈک میں کمی آ جائے اور اس کے والد پانی کو استعمال کر سکیں۔ یحییٰ کا انتقال 193ھ میں قید خانہ ہی میں ہوا۔ جب رشید کو اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے کہا میرا معاملہ بھی اس کے معاملہ کے قریب ہے۔ یحییٰ کی وفات کے پانچ ماہ بعد رشید کا بھی انتقال ہو گیا۔

الصیدح

''الصیدح'' اس کا مطلب وہ گھوڑا ہے جس کی آواز بہت سخت ہے۔ حضرت امام جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ''الصیدح'' کا مطلب ''الو'' ہے۔ اس کو صید کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی آواز میں بہت سختی پائی جاتی ہے اور صید کے معنی چلانے کے آتے ہیں۔ شاعر نے کہا ہے کہ

وقد هاج شوقي ان تغنت حمامة مطوقة ورقاء تصدح بالفجر

''اور اصل میں میرا شوق موجزن ہو گیا اس وقت جب سبز رنگ والی گنڈے دار کبوتری گنگنانے لگی جو فجر کے وقت چلاتی ہے''۔

جاحظ نے کہا ہے کہ الو اور تمام ''طیور اللیل'' سحری کے وقت ہمیشہ چیختے ہیں۔ ''صیدح'' ایک سفید اونٹنی کو بھی کہا جاتا ہے۔ بلال بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری علیہ الرحمہ نے اس اونٹنی کی تعریف میں کہا ہے کہ

رايت الناس ينتجعون غيثا فقلت لصيدح انتجعي بلالا

''میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بخشش کے متلاشی ہیں' میں نے صیدح (یعنی سفید اونٹنی) سے کہا کہ بلال کو معاف کر دے''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ شعر ''باب الھمزہ'' میں الابل کے تحت گزر چکا ہے۔

الصیدن

''الصیدن'' اس کا مطلب لومڑی ہے۔ اصل میں ''باب الثاء'' میں الثعلب کے تحت اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الصیدنانی

''الصیدنانی'' اس کا مطلب ایک کیڑا ہے جو مخلوق ہے اور مخلوق سے پوشیدہ رہنے کے لئے زمین میں اپنا گھر بناتا ہے۔

الصیر

''الصیر'' اس کا مطلب چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ہیں۔

حدیث میں ''الــصیــر'' کا تذکرہ: وہب بن عبداللہ مغافری کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے ہمارے سامنے گھی کی تلی ہوئی ایک ٹڈی رکھی اور فرمایا اے مصری اس کو کھاؤ شاید تمہیں ''الـصیـر'' اس سے زیادہ پسند ہے۔ وہب کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم ''الصیر'' کو پسند نہیں کرتے۔ (رواہ البیہقی فی سنن البیہقی فی باب ماجاء فی اکل الجراد)

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی گزرا جس کے پاس ''الـصیـر'' چھوٹی مچھلی تھی۔ اس نے اس میں سے چکھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ ''الــصیــر'' کو کتنی رقم میں فروخت کرو گے۔ جریر نے ایک قوم کی مذمت کرتے ہوئے یہ شعر کہے:

کانوا اذا جعلوا فی صیرھم بصلا ثم اشتووا کنعدا من مالح جدفوا

''وہ لوگ اپنی ''صیر'' پیاز میں ملاتے ہیں تو پھر ایک قسم کی مچھلی کاٹ کر نمکین پانی میں بھونتے ہیں''۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے سوال کیا کہ ''الـصـحـنـاۃ'' کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ کیا مسلمان ''الصحناۃ'' کو کھاتے ہیں اور ''الصحناۃ'' کا مطلب الصیر (چھوٹی چھوٹی مچھلیاں) ہی ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''الصحناۃ'' اور ''الصیر'' دونوں ہی غیر عربی لفظ ہیں۔

خواص: جبریل بن بختیشو نے کہا ہے کہ ابوزید سے شکار کی ہوئی ''الـصـحـنـاۃ'' کا استعمال معدہ کی رطوبت اور گندگی کو زائل کرتا ہے اور منہ کی بدبو ختم کر کے خوشبو پیدا کرتا ہے۔ نیز یہ بلغم کی وجہ سے پیدا ہونے والے کولہو کے درد کے خاتمہ کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی شخص کو بچھو نے ڈس لیا ہو تو وہ ''الصحناۃ'' کے روغن کی مالش کرے۔ انشاء اللہ شفایاب ہو جائے گا۔

باب الضاد المعجمہ

اَلضَّانُ

''الضان'' اس کا مطلب بھیڑ یا یا دنبہ وغیرہ ہیں۔ یہ ضائن کی جمع ہے اور مؤنث کے لئے ''ضـائـنـة'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ نیز اس کی جمع ضوائن بھی آتی ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یہ ایسی جمع ہے جس کے لئے واحد کا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوتا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک اس کی جمع ضئین بھی آئی ہے جس طرح عبد کی جمع عبید آتی ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ج مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ط قُلْ ءٰآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ط (پارہ 8، سورہ الانعام، آیت 143)

آٹھ نر و مادہ ایک جوڑا بھیڑ کا اور جوڑا بکری کا تم فرماؤ! کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ، یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہیں۔

اس آیت کا شانِ نزول اس طرح ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ مویشی ہیں اور کھیت ہے (یعنی ان سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا) اہل عرب کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ان مویشیوں کے پیٹوں میں جو کچھ بھی ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں کے لئے حرام ہے۔ نیز انہوں نے اپنے لئے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی کو بھی حرام کر رکھا تھا۔ وہ بعض جانوروں کا کھانا اپنی عورتوں کے لئے حرام قرار دیتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس نے حلال و حرام کے احکام کی توضیح کر دی تو مشرکین مکہ نے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا شروع کر دیا اور مشرکین میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے پہلے جھگڑا کرنے والا شخص مشرکین کا خطیب مالک بن عوف بن احوص جشمی تھا اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بے شک تو نے دو چیزیں حرام کر دیں جو ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے۔ اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا بے شک تم نے کسی دلیل کے بغیر بکری کی بہت سی اقسام کو حرام ٹھہرا لیا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ازواج خمسہ کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ ان کا گوشت کھایا جائے۔ اور ان سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ یہ تحریم جو تم نے مقرر کی ہے کہاں سے آئی؟ کیا یہ نر کی جانب سے ہے یا مادہ کی جانب سے؟ تو مالک خاموش ہو گیا اور حیران ہو گیا اور کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہے تیرے لئے کہ تو جواب نہیں دیتا۔ مالک نے کہا کہ آپ گفتگو فرمائیں میں سنتا ہوں۔ اگر مالک یہ جواب دیتا کہ حرمت مذکر کی طرف سے آئی ہے تو تمام مذکر اس کی حرمت کی وجہ سے حرام

ہوتے کسی مذکر کو مخصوص کیوں کیا جاتا ہے اور اگر یہ جواب دیتا کہ حرمت مادہ کی طرف سے ہے تو مادہ کی قسم کے تمام جانور حرام قرار پاتے اور اگر یوں کہتا کہ حرمت اشتعال رحم کی بناء پر ہے تو پھر یہ ضروری ہوتا کہ تمام نر و مادہ جانوروں کا گوشت کھانا حرام قرار پائے کیونکہ رحم نر و مادہ تمام جانوروں میں موجود ہے سو یہی تخصیص کہ پانچواں بچہ حرام ہے یا ساتواں یا بعض حرام اور بعض حرام نہیں اس کی کیا دلیل ہے)۔

آیت مذکورہ میں "ثمانیة ازواج" پر نصب بدلیت کی وجہ سے ہے اور یہ "من الحمولة" سے بدل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوپاؤں میں سے ان آٹھ ازواج کو یعنی آٹھ قسموں کو تخلیق کیا۔ ضان کی دو صنف مذکر و مؤنث ہیں۔ مذکر ایک زوج اور مؤنث ایک زوج ہوا۔ اہل عرب پر اس واحد کو جو دوسرے سے منفک نہ ہوں زوج کے نام سے پکارتے ہیں۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے بھیڑ بکریوں میں برکت رکھی ہے۔ یہ سال میں ایک مرتبہ بچہ پیدا کرتی ہیں اور ان کا گوشت بہت کھایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ان کی تعداد زمین پر بہت زیادہ ہے۔ اس کے برعکس درندے سال میں دو مرتبہ موسم گرما اور موسم سرما میں بچے پیدا کرتے ہیں اور ان کا گوشت استعمال نہیں کیا جاتا لیکن پھر بھی یہ زمین میں چیدہ چیدہ ہی نظر آتے ہیں۔ بھیڑ کی کھال بہت نرم ہوتی ہے اور اس کا ملائم ہونا ضرب المثل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جو دنیا کو دین کی آڑ میں چھپائیں گے۔ ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی اور ان کے دل بھیڑیوں سے زیادہ سخت ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے اور بظاہر اس قدر نرم ہوں گے کہ لوگوں کے سامنے بھیڑ کی کھال پہنے ہوئے ظاہر ہوں گے اور دنیا کو دین کے بدلے خریدیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "یہ لوگ مجھے دھوکہ دے رہے ہیں اور کیا یہ مجھ پر جری ہو رہے ہیں"۔ مجھے بھی اپنی ذات کی قسم میں ان کو ایسے فتنوں میں مبتلا کروں گا کہ ان کے عقلمند اور سنجیدہ لوگ بھی حیران رہ جائیں گے۔ (رواہ البیہقی، ترمذی)

بھیڑ اور بکری میں طبعی طور پر اتنا تضاد پایا جاتا ہے کہ یہ کبھی باہم جفتی نہیں کرتے۔

بھیڑ اور بکری کی خصوصیات: بھیڑ یا بکری کی عجیب خاصیت یہ ہے کہ یہ ہاتھی اور بھینس جیسے بڑے جثہ والے جانوروں سے نہیں ڈرتیں لیکن جیسے ہی بھیڑیے کو دیکھ لیتی ہے تو ان پر بہت زیادہ خوف طاری ہو جاتا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طبیعت میں یہ کیفیت پیدا فرما دی ہے۔ دوسری عجیب بات یہ ہے کہ بکری ایک رات میں بہت سے بچے پیدا کرتی ہے اور صبح کو چرواہا بکریوں کو چرانے کے لئے لے جاتا ہے لیکن بچوں کو گھر ہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جب چرواہا شام کو بکریوں کو واپس لاتا ہے تو ہر بچہ دودھ پینے کے لئے اپنی ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ اور اس میں بھولتا نہیں ہے۔ ہندوستان میں ایک خاص قسم کی بھیڑ (دنبہ) ہوتی ہے جس کے سینے، کندھوں اور رانوں اور دم پر ایک ایک چکی ہوتی ہے اور بعض اوقات اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کے لئے چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر بکری یا بھیڑ وغیرہ بارش کے وقت جفتی کریں تو حمل نہیں ٹھہرتا اور اگر شمال کی طرف سے چلنے والی ہوا کے وقت جفتی کریں تو مذکر بچہ پیدا ہوگا اور اگر جنوب کی طرف سے چلنے والی ہوا کے وقت جفتی کریں تو

مؤنث بچے پیدا ہوں گے۔ جب بھیڑ کھیتی یا درخت وغیرہ کو کھائے تو وہ دوبارہ اگ جاتا ہے لیکن اگر اس سے بکری کھالے تو وہ دوبارہ نہیں اگتا۔ اہل عرب بھیڑ کے چرنے کی صورت میں کہتے ہیں ''جزضاۃ'' (اس کو بھیڑ نے کاٹ لیا) اور بکری کے چرنے کی صورت میں کہتے ہیں (اسے بکری نے روند ڈالا)

حکم: تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھیڑ اور بکری حلال ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (بھیڑ کے چرواہے سے زیادہ جاہل اور اسی 80 بھیڑوں کے چرواہے سے زیادہ احمق) اسی طرح کہتے ہیں (اسی ''80'' بھیڑوں کے طالب سے زیادہ بے وقوف) بھیڑ کی یہ فطری عادت ہے کہ وہ ہر چیز سے بدک کر ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے۔ چرواہا ان کو ہر وقت جمع کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اسی کوشش سے چرواہے کو حماقت کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ الصحاح میں ذکر ہے (اسی بھیڑوں کے مالک سے بھی زیادہ بے وقوف) اس ضرب المثل کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک اعرابی نے کسریٰ بادشاہ کو ایک خوشخبری سنائی۔ تو کسریٰ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا تم جو چاہو مجھ سے مانگو۔ اعرابی نے کہا کہ میں تجھ سے اسی بھیڑیوں کا سوال کرتا ہوں۔ ابن خالویہ نے کہا ہے کہ ایک آدمی نے حضور سید دو عالم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حاجت پوری کر دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے پاس مدینہ منورہ آنا۔ وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے دو باتوں میں کون سی بات محبوب ہے کہ میں تجھے اسی (80) بھیڑیں دے دوں یا میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کروں کہ وہ تجھے جنت میں میرا ساتھی بنا دے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ مجھے اسی بھیڑیں عنایت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اسی (80) بھیڑیں دے دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک موسیٰ علیہ السلام کی ساتھی عورت تجھ سے زیادہ عقل مند تھی کیونکہ جب اس نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت یونس علیہ السلام کی نشاندہی کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تجھے کون سی بات پسند ہے کہ میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کروں کہ وہ تیرا ٹھکانہ جنت میں بنا دے یا تجھے سو بکریاں دے دے؟ تو اس عورت نے جنت کا سوال کیا۔ اس حدیث کو ابن حبان نے نقل کیا ہے اور حاکم نے بھی اس کو نقل کیا ہے لیکن اس میں الفاظ مختلف ہیں۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم حنین میں ہوازن کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تو لوگوں میں ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کے ذمہ میرا ایک وعدہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ تو اپنے لئے جو چاہتا ہے فیصلہ کر لے۔ اس شخص نے کہا کہ میں اپنے لئے اسی (80) بھیڑوں کا فیصلہ کرتا ہوں اور ان کے لئے ایک چرواہے کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھے دے دیا گیا لیکن تو نے اپنے لئے بہت معمولی فیصلہ کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے جس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نعش کی نشاندہی کی تھی وہ تجھ سے زیادہ عقل مند تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے حق میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے حق میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ میری جوانی لوٹا دیں اور مجھے اپنے ساتھ جنت میں داخل کرا دیں۔ احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے زبان کی آفات میں سے تیرہویں آفت کے تحت لکھا ہے

کہ لوگ اس چیز کو بہت کمزور کر دیتے ہیں جس کا انسان حکم بنایا جائے (یعنی انسان کو فیصلہ کا اختیار دیا جائے) یہاں تک کہ اس کو ضرب المثل بنا دیتے ہیں۔ ضرب المثل کے طور پر لوگ کہتے ہیں (کہ یہ فلاں شخص چرواہے اور اسی بھیڑوں سے زیادہ قناعت کرنے والا ہے)

فائدے: بھیڑ کا گوشت سوداوی خلطوں کو روکتا ہے اور منی زیادہ کرتا ہے اور زہروں میں نفع بخش ہے لیکن بھیڑ کا گوشت بکری کے گوشت کے مقابلے میں بہت گرم ہوتا ہے۔ ایسی بھیڑ جس کی عمر ایک سال ہو جائے اس کا گوشت بہت عمدہ اور معدے کے لئے مفید ہوتا ہے لیکن جس شخص کو سونے کی عادت ہو اس کے لئے مضر ہے البتہ قابض شوربوں کے ذریعے اس کے مضرپن کو دور کیا جا سکتا ہے۔ مادہ بھیڑ کا گوشت ناپسندیدہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے کھانے سے فاسد خون پیدا ہوتا ہے۔ بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کا گوشت غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے لیکن گرم تر ہونے کے ساتھ بلغم پیدا کرتا ہے۔ مینڈھے کا گوشت موسم ربیع میں بہت عمدہ اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ خصی مینڈھے کا گوشت قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے اور خون بڑھاتا ہے۔ اگر مینڈھے کا گرم گرم خون برص پر لگایا جائے تو اس کا رنگ تبدیل ہو جائے گا اور برص مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔ اگر بھیڑ کی تازہ کلیجی لے کر جلائی جائے اور پھر اس کو دانتوں پر ملا جائے تو دانت سفید اور چمکدار ہو جائیں گے۔ اگر کسی مینڈھے کے سینگ کو کسی پھلدار درخت کے نیچے دفن کر دیا جائے تو اس درخت پر بہت زیادہ پھل آئیں گے۔ اگر دنبے کے پتا کو سرمہ کے طور پر آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو نزول الماء کے لئے مفید ہے۔ اگر بھیڑ کی ہڈی جھاؤ کے درخت کی لکڑی کے ساتھ جلا کر اس کی راکھ روغن گلاب جو چراغ میں جل چکا ہو میں ملا کر ٹوٹے ہوئے دانت پر لگائی جائے تو دانت ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر بھیڑ کا بال حاملہ عورت اپنی شرمگاہ میں رکھ لے تو حمل ضائع ہو جائے گا۔ اگر شہد کا برتن سفید بھیڑ کی اون سے ڈھانپ دیا جائے تو چیونٹیاں اس کے قریب نہیں آئیں گی۔

الضوضؤ

"الضوضؤ" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جس کے پروں پر طرح طرح کے نقطے ہوتے ہیں۔ اسے "اخیل" بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سیدہ کا یہی قول ہے۔

الضب

"الضب" یہ ایک خشکی کا جانور ہے جو "الورل" سوسمار کی طرح ہوتا ہے۔ اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ اسمائے مشترکہ میں سے ہے سو اس لفظ کا اطلاق اونٹ کے پاؤں کے ورم مسماء آہنی پر بھی ہوتا ہے اور منیٰ میں واقع مسجد خیف کی اصل واقع پہاڑ کا نام بھی "الضب" ہے۔ اسی طرح عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے۔ نیز اونٹنی کا دودھ دوہنے کے لئے مٹھی کو دبانا بھی "الضب" کہلاتا ہے۔ ابن درید نے کہا ہے کہ

جمعت لہ کفی بالرمح طاعنا کما جمع الخلفین فی الضب حالب

''میں نے نیزہ مارنے کے لئے مٹھی میں اس طرح دبالیا جس طرح دودھ دوہنے والا اپنی مٹھی میں دوتھنوں کو جمع کر لیتا ہے''۔

اس کا لقب ابوحسل ہے اور اس کی جمع کے لئے ضباب اور اضب کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح کف کی جمع کے لئے اکف کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کی مؤنث ''ضبة'' آتی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں کہ (میں اس کام کو نہیں کروں گا یہاں تک کہ گوہ پانی میں اتر جائے) سو گوہ بھی پانی میں نہیں اترتی۔ ابن خالویہ نے کہا ہے کہ گوہ پانی نہیں پیتی لیکن اس کی عمر سات سو سال یا اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ گوہ ہر چالیس دن میں ایک قطرہ پانی پیتی ہے اور اس کے دانت نہیں گرتے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دانتوں کا ایک قطعہ ہوتا ہے اور اس کے دانت الگ الگ نہیں ہوتے۔ شعراء نے اپنے کلام میں جانوروں کے مکالمہ کو بیان کیا ہے۔ ان اشعار میں مچھلی اور گوہ کا مکالمہ ہے:

ثم قالت السمکة رد یاضب اصبح قلبی صردًا

لا یشتھی ان یردا الا غراد اعرادًا

وصلینا بردًا وعنکشا ملتبدًا

''پھر مچھلی نے کہا: اے گوہ خاموش ہو جا۔ گوہ نے کہا میرا دل خالی ہو گیا ہے خواہشات سے''۔

''اور اب میرے دل کو ٹھنڈک کی کوئی تمنا نہیں ہے''۔

''اور اس کے لئے ٹھنڈک اور حرارت دونوں برابر ہیں۔ اگر چہ میں گرم ریت یا نمک مٹی میں لوٹ پوٹ ہو جاؤں''۔

مچھلی اور گوہ کے اس تضاد کے بارے میں حاتم اصم علیہ الرحمہ نے اپنے شعر میں اشارہ کیا ہے:

وکیف اخاف الفقر واللہ رازقی ورازق ھذا الخلق فی العسر والیسر

تکفل بالازراق للخلق کلھم وللضب فی البیدا وللحوت فی البحر

''اور میں کیسے فقر سے ڈر جاؤں جبکہ اللہ میرا رازق ہے اور وہ مخلوق کی تنگی و فراخی میں اسے رزق دینے والا ہے''۔

''اور وہ اپنی تمام مخلوق کے رزق کی کفالت کرتا ہے اور گوہ کو جنگل میں اور مچھلی کو سمندر میں رزق پہنچاتا ہے''۔

''ضب البلد'' اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ گوہیں پائی جاتی ہوں۔ ارض ''ضبیة'' زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ گوہیں ہوں۔ عبداللطیف بغدادی نے کہا ہے کہ سوسمار' گوہ' گرگٹ' چھپکلی اور سانڈ شکل و صورت میں ایک دوسرے کی طرح ہوتے ہیں۔ سوسمار اور حرذون کی طرح گوہ میں نر کے دو ذکر اور مادہ کی دو فرج ہوتی ہیں۔ عبدالقاہر نے کہا ہے کہ وہ گھڑیال کے بچہ کے برابر ایک جانور ہے۔ اس کی دم بھی گھڑیال کے بچہ کی دم جیسی ہوتی ہے اور گوہ گرگٹ کی طرح آفتاب کی روشنی میں اپنا رنگ بدلتی رہتی ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المعقوبات'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ گوہ اپنے بل میں بنی آدم کے ظلم سے لاغر ہو کر ہلاک ہو جائے گی۔ جب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے گوہ کے ذکر (آلہ تناسل) کے بارے سوال کیا گیا تو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سانپ کی زبان کی طرح جڑ تو ایک ہی ہے لیکن

اس میں دو شاخیں بن گئی ہیں۔ جب گوہ انڈے دینے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ زمین میں ایک گڑھا کھودتی ہے اور اس میں انڈا دیتی ہے اور اس پر مٹی ڈال کر اسے زمین میں دفن کر دیتی ہے اور ہر روز اس کی نگرانی کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ چالیس دن کے بعد انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ گوہ کے انڈے کبوتری کے انڈوں کی طرح ہوتے ہیں۔ گوہ اپنے بل سے نکلتی ہے تو اس کی قوت بصارت بہت کمزور ہو جاتی ہے اور پھر جب سورج کی روشنی اس کی آنکھوں پر پڑتی ہے تو اس کی بصارت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب گوہ پر بڑھاپا غالب آ جاتا ہے تو گوہ کی غذا صرف ہوا ہوتی ہے اور یہ اسی پر اپنی زندگی کے باقی دن گزارتی ہے اور بڑھاپے کی حالت میں گوہ کی رطوبت ختم ہو کر حرارت کم ہو جاتی ہے اس لئے اس کا دارومدار ہوا کی ٹھنڈک پر ہوتا ہے۔ بچھو اور گوہ میں محبت ہوتی ہے۔ اس لئے گوہ بچھو کو اپنے سوراخ میں داخل کر لیتی ہے تاکہ بچھو ہر اس شخص کو ڈس لے جو گوہ کو پکڑنے کے لئے اس کے بل میں اپنا ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گوہ اپنا گھر پتھریلی زمین میں بناتی ہے تاکہ سیلاب اور زمین کھودنے والے سے محفوظ رہے۔ پتھریلی زمین میں گھر بنانے کی وجہ سے گوہ کے ناخن کند ہو جاتے ہیں۔ گوہ میں راستہ بھول جانے اور نسیان کی عادت پائی جاتی ہے اسی لئے حیرانی میں اس کو ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ گوہ نسیان کی وجہ سے اپنا گھر اونچے مقاموں پر بناتی ہے تاکہ جب وہ اپنی خوراک تلاش کرنے کے لئے نکلے تو اپنے گھر کا راستہ بھول نہ جائے۔ گوہ تکلیف دینے میں ضرب المثل ہے اس لئے یہ اپنے بچوں کو کھا جاتی ہے۔ گوہ سے صرف وہی بچے محفوظ رہتے ہیں جو بھاگ جاتے ہیں۔ شاعر نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ

اکلت بنیك اکل الضب حتی — ترکت بنیك لیس لهم عدید

"تو نے اپنے بچوں کو کھا لیا جس طرح گوہ اپنے بچوں کو کھا جاتی ہے یہاں تک کہ تو نے اس کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی ان کی تعداد کم ہو گئی"۔

گوہ کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ سانپ کی طرح ہے۔ گوہ کی یہ خاصیت ہے کہ یہ اپنی قے چاٹ جاتی ہے جس طرح کتا اپنی قے چاٹ جاتا ہے۔ نیز یہ اپنی بیٹ بھی کھا جاتی ہے۔ گوہ کو ذبح کرنے کے بعد یا اس کا سر پھوڑنے کے بعد اس کا خون بہت دیر تک بہتا رہتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ گوہ کو ذبح کرنے کے ایک دن بعد پکانے کے لئے جب آگ میں ڈالا جائے تو تب بھی یہ حرکت کرتی ہے۔ سرد موسم میں گوہ اپنے بل سے باہر نہیں نکلتی۔ اصل میں امیہ بن صلت نے اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ وہ عبداللہ بن جدعان کے پاس مغفرت طلب کرنے آیا تھا

أ اذکر حاجتی قد کفانی — حیاؤك ان شیمتك الوفاء

اذا أثنی علیك المرء یومًا — کفاه من تعرضه الثناء

کریم لا یغیر صباح — عن الخلق الجمیل ولا مساء

یباری الریح تکرمة ومجدًا — اذا ما الضب أحجره الشتاء

فارضك كل مكرمة بناها　　　　بنو تيم وأنت لها سماء

"اپنی حاجت کا تذکرہ کروں یا میرے لئے تیرا مرحبا کہنا کافی ہے کیونکہ تو وفادار ہے"۔

"جب کوئی آدمی ایک دن تیری تعریف کر دے تو اس کی ایک دن کی تعریف بار بار کی تعریف سے بہتر ہے"۔

"معزز شخص کے صبح و شام اچھے اخلاق کو نہیں بدل سکتے"۔

"وہ گوہ شرافت اور بزرگی کے ساتھ ہوا کا مقابلہ کرتا ہے جبکہ ٹھنڈی ہوا موسم سرما میں اسے اس کے بل میں قید کر دیتی ہے"۔

"ہر شرافت اور بزرگی تیری زمین ہے جس کو بنو تمیم نے بنایا ہے اور تو اس زمین کا آسمان ہے"۔

نوٹ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آیا جس کا تعلق بنی سلیم سے تھا۔ اس نے گوہ کا شکار کیا تھا اور وہ اسے اپنی آستین میں رکھ کر اپنے مقام پر لے جا رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ ایک جماعت حضور شاہ ابرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ کی صورت میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس نے کہا کہ یہ جماعت کس کے گرد جمع ہے۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ اس شخص کے گرد جمع ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے اور وہ اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اے محمد! عورتوں نے تیری طرح کا زبان دراز شخص پیدا نہیں کیا (نعوذ باللہ) سو اگر میں اس بات سے خوفزدہ نہ ہوتا کہ اہل عرب مجھ کو جلد باز قرار دیں گے تو ضرور میں تجھے قتل کرتا اور اس سے لوگوں کو خوش کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ حضور صاحب کائنات، صاحب معجزات، صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ بردبار شخص اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ وہ نبی ہو۔ پھر وہ اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے قسم ہے لات و عزیٰ کی میں اس وقت ایمان نہیں لاؤں گا جب تک گوہ آپ پر ایمان نہ لے آئے اور اس نے گوہ اپنی آستین سے نکالی اور حضور اکرم، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے درمیان چھوڑ دی اور کہنے لگا کہ اگر گوہ آپ پر ایمان لے آئے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ! تو گوہ کلام کرنے لگی اور اس کی گفتگو فصیح زبان میں تھی جس کو لوگ سمجھ رہے تھے۔ گوہ نے کہا "لبيك وسعديك يا رسول رب العالمين"۔ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے کہا میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان ہے اور زمین پر جس کی بادشاہت ہے اور سمندر میں جس کی سبیل ہے اور جنت میں جس کی رحمت ہے اور جہنم میں جس کا عذاب ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ ناکام ہو گیا۔ اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کی قسم جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو روئے زمین میں میرے

نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی مبغوض نہیں تھا اور اللہ کی قسم اب میری یہ حالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ تو میں شعوری، ظاہری و باطنی، پوشیدہ، اعلانیہ طور پر آپ پر ایمان لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس دین کی ہدایت دی جو غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس دین کو بغیر نماز کے قبول نہیں فرماتا اور نماز کو بغیر قرآن کے قبول نہیں فرماتا۔ اعرابی نے عرض کیا کہ مجھے قرآن کی تعلیم دیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی۔ اعرابی نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہ میں نے مختصر سے مختصر سے اور وسیع سے وسیع کلاموں میں سے بھی ایسا عمدہ کلام نہیں سنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رب العالمین کا کلام ہے اور یہ شعر نہیں ہے جب تو ایک مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ لے تو گویا تو نے ایک ثلث قرآن کریم پڑھ لیا اور جب اس سورہ کو دو مرتبہ پڑھ لے تو تو نے دو ثلث قرآن کریم پڑھ لیا اور اگر تین مرتبہ تو نے سورۂ اخلاص پڑھی تو گویا تو نے پورا قرآن ختم کر لیا۔ اعرابی نے کہا کہ بے شک ہمارا معبود تھوڑا قبول کرتا ہے اور زیادہ عطا فرماتا ہے۔ پھر حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا کیا تیرے پاس مال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ قبیلہ بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ فقیر کوئی نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اسے مال دو۔ صحابہ کرام نے اعرابی کو مال دیا یہاں تک کہ وہ حیران ہو گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اس کو دس ماہ کی گابھن اونٹنی دیتا ہوں جو اتنی تیز رفتار ہے کہ آگے والے کو پا لیتی ہے اور پیچھے والا اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ میں نے غزوۂ تبوک کے لئے بھیجی تھی۔ حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تم نے دیا ہے اسے تم نے بیان کر دیا اور کیا اب میں تمہارے لئے اس جزا کو بیان کروں جو اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! بیان فرمائیے۔ حضور صاحب جود و نوال صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تمہارے لئے ایک ایسی اونٹنی ہے جو سپید کشادہ موتی کی طرح ہو گی جس کے پاؤں سبز زبرجد کے اور آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی اور اس کے اوپر ایک ھودج ہو گا اور ھودج کے اوپر سندس اور استبرق ہو گا۔ یہ اونٹنی تمہیں پل صراط سے اس طرح گزار دے گی جس طرح بجلی کسی چیز کو اچک لیتی ہے۔ اعرابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلا تو اسے ایک ہزار اعرابی ملے جو ایک ہزار گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے پاس ایک ہزار تلواریں تھیں۔ اعرابی نے ان سے کہا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا ارادہ اس کے پاس جانے کا ہے جو جھوٹا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ تو انہوں نے کہا تو بھی صابی ہو گیا۔ جب ایمان والے اعرابی نے سارا قصہ ان کو سنایا، وہ سب کہنے لگے: ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں''۔ پھر اس کے بعد وہ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں کسی کام کا حکم دیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم خالد بن ولید کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب و عجم میں بیک وقت اتنی تعداد میں لوگ

ایمان نہیں لائے۔

(طبرانی اوسط رقم الحدیث 5996 طبرانی صغیر رقم الحدیث 948 دلائل النبوۃ رقم الحدیث 38 مجمع الزوائد رقم الحدیث 292)

حکم: گوہ کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔ (یہ حکم امام شافعی علیہ الرحمہ اور اصحاب شوافع کے مسلک کے مطابق ہے جبکہ احناف گوہ کی حرمت کے قائل ہیں) الوسیط میں ذکر ہے کہ حشرات الارض میں گوہ کے علاوہ کوئی جانور بھی حلال نہیں ہے۔ ابن صلاح نے ''المشکل'' میں لکھا ہے کہ گوہ ناپسندیدہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا گوہ حرام ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں لیکن یہ میرے وطن میں نہیں پائی جاتی' اس لئے میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ سنن ابوداؤد میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بھنی ہوئی گوہیں دیکھیں تو تھوکا' سو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ اس کو ناپسند فرماتے ہیں؟ اس کے بعد ابوداؤد نے اپنی پوری حدیث نقل کی ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم لوگ گوہ کو کھالو اس لئے کہ یہ حلال ہے لیکن میں اسے نہیں کھاتا ہوں۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام روایات گوہ کی اباحت پر دلالت کرتی ہے۔ اہل عرب گوہ کو طیب سمجھتے تھے۔ شاعر نے بھی اس کے پاک ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

اکلت الضباب فما عفتها ۔۔۔ وانی اشتهیت قدید الغنم
ولحم الخروف حنیذا وقد ۔۔۔ اتیت به فاترا فی الشبم
واما البهط وحیتانکم ۔۔۔ فاصبحت منها کثیرًا لسقم
ورکبت زبدًا علی تمرة ۔۔۔ فنعم الطعام ونعم الادم
وقد نلت منها کما نلتموا ۔۔۔ فلم ارفیها کضب هرم
وما فی التیوس کبیض الدجاج ۔۔۔ وبیض الدجاج شفاء القرم
ومکن الضباب طعام العرب ۔۔۔ وکاشیه منها رؤس العجم

''میں نے گوہ کا گوشت کھایا اور میں اس کے کھانے سے نہیں رکا اور اب مجھے بکری کے سوکھے ہوئے گوشت کی خواہش ہے''۔

''اور مجھے بکری کے بچے کے بھنے ہوئے گوشت کی خواہش ہے اور میں اس کو منہ میں پانی آنے کی حالت میں لایا''۔

''اور دودھ آمیز چاول اور تمہاری مچھلیوں کے کھانے کی وجہ سے میں بیمار ہو گیا ہوں''۔

''اور میں نے کھجور پر مسکہ رکھا تو بہترین کھانا اور بہترین دسترخوان تیار ہو گیا''۔

''اور میں نے اس سے پالیا جیسا تم نے پایا' میں نے اس میں گوہ جیسی عمدگی نہیں پائی''۔

''اور بکریوں میں مرغی کے انڈوں جیسی خوبی نہیں ہے اور مرغی کے انڈے ایسے شخص کے لئے دوا ہیں جو گوشت کا شوقین ہو''۔

''اور گوہ کے انڈے اہل عرب کی خوراک ہیں اور گوہ کی دم کی گرہیں ایسی ہیں جیسی عجمیوں کے سر ہوں''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک گوہ کا کھانا مکروہ نہیں ہے جبکہ احناف گوہ کا کھانا مکروہ سمجھتے ہیں۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے ایک جماعت سے گوہ کی حرمت نقل کی ہے لیکن علامہ نووی علیہ الرحمہ نے اس کی صحت کا انکار کیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حسنہ فرماتے ہیں: ہم ایسی زمین میں ٹھہرنے کے لئے اترے جہاں گوہ بہت زیادہ تھے ہمیں بھوک محسوس ہوئی تو ہم نے گوہ پکائی سو ہنڈیا جوش مار رہی تھی کہ اسی دوران میں ہمارے پاس حضور شاہ ابرار صاحب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا یہ گوہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک بنی اسرائیل کی ایک قوم کی صورت بدل کر حشرات الارض بنا دیا گیا تھا اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ گوہ بھی اسی میں سے نہ ہو۔ نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ اس کے کھانے سے منع کرتا ہوں۔

مثالیں: اہل عرب کہتے ہیں (گوہ سے زیادہ راستہ بھولنے والا) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (گوہ سے زیادہ ایذا دینے والا) ابن اعرابی نے کہا ہے کہ یہ مثل اس لئے عام ہوئی ہے کہ گوہ اپنے بچوں کو کھالیتی ہے اور کسی کی بھی عمر کو ظاہر کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ (گوہ سے زیادہ لمبی عمر پانے والا) یہ مثال اس واسطے مشہور ہے کہ گوہ کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں (گوہ سے زیادہ بزدل) اسی طرح کہتے ہیں (گوہ سے زیادہ بیوقوف اور گوہ سے زیادہ دھوکہ دینے والا) شاعر نے کہا ہے کہ

واخدع من ضب اذا جاء حارس   اعد لہ عند الذنابۃ عقربا

''اور گوہ اس قدر دھوکہ باز ہے کہ جب کوئی شکاری اسے پکڑنے کے لئے آتا ہے تو یہ اپنے بل کے منہ پر بچھو کو بٹھا لیتی ہے''۔

اہل عرب کہتے ہیں (گوہ کی دم سے زیادہ گرہ دار) یہ مثل اس لئے بولی جاتی ہے کہ گوہ کی دم میں بہت زیادہ گرہیں ہوتی ہیں۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ کسی آدمی نے کسی اعرابی کو کپڑا پہنا دیا تو اعرابی نے کہا کہ میں تیرے اس فعل کے عوض تمہیں ایسی بات کی خبر دوں گا جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ اعرابی نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ گوہ کی دم میں کتنی گرہیں ہوتی ہیں۔ اس شخص نے کہا میں نہیں جانتا۔ تو اعرابی نے کہا گوہ کی دم میں اکیس گرہیں ہوتی ہیں۔

خواص: جب گوہ کسی آدمی کی ٹانگوں کے درمیان سے گزر جائے تو اس آدمی کو عورتوں کے ساتھ مباشرت پر قدرت حاصل نہیں ہوسکتی۔ جو شخص گوہ کا دل کھالیتا ہے تو اس کا غم دور ہو جاتا ہے۔ اگر گوہ کی چربی پگھلا کر آلہ تناسل پر مل دی جائے تو شہوت میں ہیجان پیدا ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص گوہ کھالے تو اسے طویل مدت تک پیاس نہیں لگے گی۔ جو شخص گوہ کے خصیتین اپنے پاس رکھ لے تو اس کے ملازمین اس کے فرمانبردار ہو جائیں گے اور اس سے محبت کرنے لگیں گے۔ گوہ کا ٹخنہ اگر کسی گھوڑے کے

منہ پر باندھ دیا جائے تو کوئی بھی گھوڑا اس سے تیز نہیں دوڑ سکتا۔ اگر گوہ کی جلد کا غلاف بنا کر اس میں تلوار رکھ دی جائے تو تلوار کے مالک کے اندر شجاعت پیدا ہو جائے گی۔ اگر گوہ کی کھال کی کپی بنا کر اس میں شہد رکھ دیا جائے تو جو شخص بھی اس شہد کو چاٹ لے گا اس کی قوت جماع میں زبردست اضافہ ہوگا۔ گوہ کی بیٹ کلف اور برص کے لئے بے حد مفید ہے۔ اگر گوہ کی بیٹ سرمہ کے طور پر استعمال کی جائے تو نزول الماء کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

تعبیر: گوہ کو خواب میں دیکھنا ایسے اعرابی آدمی پر دلالت کرتا ہے جو اپنے دوست کے مال میں چالاکی کرتا ہو اور کبھی گوہ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے شخص سے دی جاتی ہے جو مجہول النسب ہو اور کبھی گوہ کو خواب میں دیکھنا' کی تعبیر ملعون شخص سے دی جاتی ہے کیونکہ گوہ مسخ شدہ جانور ہے اور کبھی گوہ کو خواب میں دیکھنا مشکوک کمائی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کبھی گوہ کو خواب میں دیکھنا بیماری کی علامت ہے۔

الضبع

''الضبع'' اس کا مطلب بجو ہے۔ اسے الضبع کی بجائے ''ضبعۃ'' نہیں پڑھا جائے گا۔ نر کے لئے ''ضبعان'' اور جمع کے لئے ضباعین کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس طرح سرحان کی جمع کے لئے سراحین کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مؤنث ''ضبعانۃ'' آتی ہے اور جمع ضبعانات آتی ہے۔ نیز ''ضباع'' نر اور مادہ دونوں کی مشترکہ جمع ہے۔ حضرت امام جوہری کا قول ہے کہ ابن بری نے کہا ہے کہ یہ کہنا کہ مؤنث کے لئے ضبعانۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے یہ غیر معروف ہے۔ ضبع کے بارے میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ لغت عرب کا اصول ہے کہ جب مذکر اور مؤنث اکٹھے ہوں تو مؤنث پر مذکر کو غلبہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ مذکر اصل ہے اور مؤنث کی فرع ہے مگر دو مقامات پر یہ اصول نہیں چلتا۔ اول یہ کہ جب نر اور مادہ ضبع کا تثنیہ بنایا جائے تو اسے ضبعان کہا جائے گا اور ضبعان کو تثنیہ نہیں بنایا جائے گا۔ اگر ضبعان کا تثنیہ بنایا جائے تو حروف زوائد کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔ مؤنث کے غلبہ کا دوسرا مقام یہ ہے کہ جب تاریخ بیان کی جائے تو مذکر پر مؤنث کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ تاریخ رات سے شروع ہوگی اور رات مؤنث ہے جبکہ دن مذکر ہے۔ نیز یہ اسبق کی رعایت کے لئے آتے ہیں کیونکہ ہر مہینہ کی رات پہلے ہوتی ہے۔

خطابی کا شاذ قول یہ ہے کہ ''اضبع'' کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے اور ''ضبع'' کے اور بھی بہت سے نام ہیں جس طرح جیل، جعا، خفصۃ وغیرہ۔ اس کے لقب کے لئے ام خنور، ام طریق، ام عامر، ام القبور اور ام نوفل کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز مذکر کی کنیت کے لئے ابو عامر، ابو کلدۃ اور ابو ھمزہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اصل میں باب الہمزہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ بجو کو بھی حیض آتا ہے جس طرح خرگوش کو حیض آتا ہے جیسے کہا جاتا ہے (خرگوش کو حیض آتا ہے) شاعر نے کہا ہے کہ

وضحك الارانب فوق الصفا كمثل دم الحرب يوم اللقا

''اور خرگوش کا حیض صفا کے اوپر لڑائی کے دن خون کی طرح ہے''۔

ابن اعرابی نے اپنے بھانجے کے قول ''تابط شرا'' سے بھی یہی مطلب لیا ہے۔

تضحك الضبع لقتلى هذيل   وترى الذئب لها يستهل

''تجھ کو مقتولین ہذیل کی وجہ سے حیض آنے لگا اور تو بھیڑیا کو اس پر بھونکتے ہوئے دیکھے گا''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بجو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے یا ان کا خون پیتا ہے تو اس کو حیض آنے لگتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

واضحكت الضباع سيوف سعد   لقتلى ما دفن ولا وُدينا

''اور بجو سعد کی تلواروں پر ہنسے اور قتل کئے جانے والوں کو نہ تو دفن کیا گیا اور نہ ہی ان کی دیت ادا کی گئی''۔

ابن درید نے اس بات کی تردید کی ہے کہ بجو کو حیض آتا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ کیا کوئی ایسا شخص ہے جس نے بجو کو حیض کی حالت میں دیکھا ہے جس سے یہ کہا جا سکے کہ بجو کو حیض آتا ہے۔ شاعر کا ارادہ اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے کہ وہ یہ بات ثابت کرنا چاہتا ہے کہ بجو گوشت کھانے کے لئے بہت زیادہ دانت چلاتا ہے اور شاعر نے دانت چلانے کو ہنسنے سے تعبیر کر دیا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ بجو مقتولین کا گوشت کھا کر خوش ہوتا ہے اور ایک دوسرے پر دانت چلاتا ہے اور اس دانت چلانے کو شاعر نے ہنسنے سے تعبیر کر دیا ہے۔ بعض حضرات کی یہ رائے ہے کہ چونکہ بجو ان مقتولین کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اس لئے اسی خوشی کو ہنسنے سے تعبیر کر دیا جاتا ہے کیونکہ ہنسنا بھی خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے اسی لئے سبب کو مسبب کا نام دے دیا گیا جس طرح عنب کو خمر کہتے ہیں۔

''ولتستهل الذئاب'' کا مطلب بھیڑیے کا چیخنا و چلانا اور بھونکنا ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہی قول ہے جاحظ اور علامہ زمخشری نے ''کتاب الابرار'' میں اور قزوینی علیہ الرحمہ نے عجائب المخلوقات اور مفید العلوم ومبید الھموم میں اور ابن الصلاح نے اپنی کتاب ''رحلت'' میں ارسطاطالیس وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ بجو کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہ خرگوش کی طرح ایک سال مذکر اور ایک سال مؤنث رہتا ہے سو یہ حالت مذکر میں حاملہ ہوتا ہے اور مؤنث کی حالت میں بچے دیتا ہے۔ قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ عرب میں ایک قوم ایسی ہے جسے ''الضبعیون'' کہا جاتا ہے۔ اگر اس قوم کا ایک آدمی کسی مکان میں ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ موجود ہو اور اسی اثناء میں بجو وہیں نمودار ہو جائے تو وہ اسی قوم کے اکیلے آدمی کو ہی اپنا شکار بنائے گا باقی کسی کے قریب نہیں جائے گا۔ بجو کو ''عرج'' یعنی لنگ سے منسوب کیا جاتا ہے لیکن بجو لنگڑا نہیں ہوتا اور دیکھنے والوں کو لنگڑا اس لئے دکھائی دیتا ہے کہ اس کے جوڑ قدرتی طور پر ڈھیلے ہوتے ہیں۔ بجو کی داہنی کروٹ میں بائیں کروٹ کی نسبت رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ بجو انسانی قبروں کو کھودتا ہے کیونکہ یہ انسانی گوشت کھانے کا بہت شوقین ہوتا ہے۔ بجو جب کسی انسان کو سوتا ہوا دیکھ لے تو یہ اس کے سر کے نیچے زمین کھود کر بیٹھ جاتا ہے اور انسان کا حلق دبا کر اسے قتل کر دیتا ہے اور اس کا خون چوس لیتا ہے۔ بجو فاسق جانور ہے سو جونہی اس کے قریب سے اس کی نوع کا کوئی بھی جانور گزرتا ہے تو یہ اس پر چڑھ جاتا ہے' مطلب جفتی کر لیتا ہے۔ اہل عرب فساد میں بجو کو مثال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جب بجو بکریوں کے ریوڑ میں گھس جائے تو بھیڑیے کی طرح ایک ایک بکری کو نہیں اٹھاتا بلکہ تمام بکریوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اگر بھیڑیا اور بجو بکریوں کے ریوڑ میں گھس جائیں تو بکریاں ان سے محفوظ رہتی ہیں کیونکہ بھیڑیا اور بجو آپس میں لڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو بکریاں پکڑنے سے روکتے ہیں۔ اہل عرب دعا

میں کہتے ہیں (بکریوں کے ریوڑ میں بجو اور بھیڑیے کو جمع کر دیں تا کہ بکریاں ان سے محفوظ رہیں) شاعر نے کہا ہے کہ
''میری بکریاں ایک دن علیحدہ علیحدہ ہو گئیں' میں نے بکریوں کے لئے کہا: اے رب ان پر مسلط کر دے بھیڑیا اور بجو''۔
حضرت اصمعی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ یہ شعر بکریوں کے لئے دعا ہے یا بددعا۔ حضرت اصمعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ بکریوں کے لئے دعا ہے۔ بجو جب کتے کے سایہ پر قدم رکھ دے تو اس حال میں کہ کتا چاندنی رات میں کسی دیوار یا چھت پر کھڑا ہو اور اس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہو تو کتا فوراً نیچے گر پڑتا ہے۔ بجو حماقت سے جانا جاتا ہے کیونکہ اس کے شکاری اس کے بل کے دروازے پر کھڑے ہو کر وہ کلمات بولتے ہیں جن سے اس کا شکار کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے ''الذیخ'' نر بجو کے بیان میں ہم نے اس بات کا تذکرہ نقل کیا ہے۔ جاحظ نے بجو کے شکار کے لئے کہے جانے والے کلمات کو اہل عرب کی خرافات کہا ہے۔
راجز نے کہا ہے کہ

تفرقت غنمی یومًا فقلت لها ... یا رب سلط علیها الذئب والضبعا

''اے کاش میرے پاس بجو کی کھال کے جوتے ہوتے اور ان کے تسمے بجو کے بالوں کے ہوتے جو کبھی نہ ٹوٹتے''۔
حکم: بجو (شوافع کے نزدیک) حلال ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندہ کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس جانور کے ناب مضبوط ہوں اور وہ اپنے ناب کے ذریعے شکار پر حملہ کرتا ہو تو اس جانور کا اپنے ناب کے ذریعے شکار پر حملہ آور ہونا اس کی تحریم کی علت ہے اور یہ علت بجو میں موجود نہیں ہے کیونکہ بجو ناب کے ذریع حملہ نہیں کرتا۔ اصل میں الاسد کے تحت اس کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔ حضرت امام اسحٰق علیہ الرحمہ ابو ثور اور اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ بجو کا کھانے والا گنہگار ہوگا۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ قطعی طور پر بجو کی حرمت کے قائل نہیں ہیں۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے بجو کی علت کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بجو کھاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے کہ بجو حلال ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بجو حرام ہے۔ سعید بن مسیب ثوری علیہ الرحمہ نے بھی بجو کو حرام کہا ہے۔ ان حضرات نے اس روایت کو حجت کے طور پر پیش کیا کہ حضور تاجدار رسالت' شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی ناب درندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہماری (یعنی اصحاب شوافع کی) دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمار سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بجو کے بارے میں سوال کیا کیا یہ شکار ہے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ تو میں نے کہا کیا آپ اسے کھاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا کیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔
اس حدیث کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے نقل کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
(ترمذی رقم الحدیث 1713' ابوداؤد رقم الحدیث 3801' نسائی رقم الحدیث 191' نسائی رقم الحدیث 3085)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بجو شکار ہے اور اس کی جزا جوان مینڈھا ہے اور بجو کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ابن السکن نے اپنی ''صحاح'' میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری علیہ الرحمہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ بجو کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ اس کے کھانے سے منع کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اگر آپ اس کے کھانے سے نہیں روکتے تو میں اسے کھاؤں گا اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان بجو کا گوشت فروخت ہوتا رہا لیکن کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا سو صفا و مروہ کے درمیان گوشت کا فروخت ہونا اور اس پر کسی کا اعتراض نہ کرنا بجو کے حلال ہونے کی دلیل ہے۔ رہی وہ حدیث جس میں ہر ذی ناب کے کھانے کی ممانعت ہے تو وہ اس صورت میں ہے کہ وہ جانور اپنے ناب سے شکار کر کے غذا حاصل کرے اور اس کی ایک دلیل خرگوش ہے کہ وہ ذی ناب ہونے کے باوجود حلال ہے کہ یہ ناب کے ذریعے کسی پر حملہ نہیں کرتا کیونکہ اس کے ذی ناب بہت کمزور ہوتے ہیں۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (بجو سے زیادہ احمق) بجو کے بارے میں مشہور مثالوں میں سے ایک مثال وہ ہے جسے امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں نقل کیا ہے۔ ابو عبیدہ معمر بن مثنی سے مروی ہے کہ میں نے یونس بن حبیب سے بجو کے بارے میں مشہور مثال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ چند لوگ موسم گرما میں شکار کے لئے نکلے۔ وہ شکار کو تلاش کر رہے تھے کہ انہیں بجو نظر آیا۔ انہوں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے پیچھے دوڑتے رہے یہاں تک کہ تھک گئے اور بجو کو بھگاتے بھگاتے ایک اعرابی خیمہ تک پہنچا دیا۔ بجو چشمہ میں گھس گیا۔ اعرابی شکاریوں کی طرف نکلا اور کہنے لگا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا ایک شکار آپ کے خیمہ میں گھس گیا ہے اور ہم اسے نکالنا چاہتے ہیں۔ اعرابی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ شکاری بجو کو چھوڑ کر واپس لوٹ آئے سو اس کے بعد اعرابی نے اپنی اونٹنی کا دودھ دوہا اور ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں پانی لے کر بجو کے سامنے رکھ دیا۔ بجو کبھی دودھ پی لیتا اور کبھی پانی پی لیتا اور جب سیراب ہو گیا تو ایک کونے میں جا کر آرام کرنے لگا۔ رات کے وقت اعرابی اپنے خیمہ میں سو گیا۔ بجو اس کے پاس آیا اس کا پیٹ پھاڑ دیا اور خون پی گیا اور اس کے پیٹ کے سارے اعضا کھا لئے اور وہاں سے بھاگ گیا۔ صبح کو اعرابی کا چچازاد بھائی آیا تو اس نے اعرابی کی حالت دیکھی تو اس جگہ گیا جہاں بجو دودھ پی کر آرام کرنے کے لئے بیٹھ گیا تھا۔ اس نے بجو کو وہاں نہیں پایا۔ اس نے سوچا میرے بھائی کے ساتھ بجو نے ہی یہ معاملہ کیا ہے۔ وہ تیر و کمان لے کر بجو کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ اس کو پالیا اور قتل کر ڈالا۔ یہ اشعار اس نے پڑھے:

ومن یصنع المعروف من غیر اهله　　یلاقی الذی لاقی مجیر ام عامر

ادام لها حین استجارت بقربه / قراها من البان للقاح الغزائر

واشبعها حتی اذا ما تملأت / فرته بانیاب لها واظافر

فقل لذوی المعروف هذا جزاء من / غدا یصنع المعروف مع غیر شاکر

''اور جو شخص کسی ایسے شخص کے ساتھ نیکی کرے گا جو نااہل ہے تو اس کا انجام اس شخص کی طرح ہوگا جس نے بجو کو پناہ دی''۔

''جب بجو نے اس کے قریب خیمہ میں پناہ لی تو وہ شخص اپنی گابھن اونٹنی کا دودھ بجو کو پلاتا رہا''۔

''اور جب بجو کا پیٹ بھر گیا تو اس نے احسان کا بدلہ یہ دیا کہ اپنے محسن کا پیٹ اپنے دانتوں اور پنجوں سے پھاڑ دیا''۔

''کہہ دو نیکی کرنے والوں سے کہ یہ بدلہ ہے اس شخص کا جو ایسے افراد کے ساتھ نیکی کرتا ہے جو شکر ادا نہیں کرتے''۔

میدانی نے کہا ہے کہ اہل عرب کہتے ہیں کہ (یہ بات بجو سے بھی پوشیدہ نہیں ہے) یہ مثال ایسی بات کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو عوام الناس میں مشہور ہے اور بجو احمق ہوتا ہے۔

فائدے: صاحب عین الخواص نے کہا ہے کہ بجو کتے ہیں کہ اپنی طرف کتے کو اس طرح کھینچتا ہے جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب کتا کسی چھت یا دیوار وغیرہ میں چاندنی رات میں کھڑا ہو اور اس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہو اور کتے کے سایہ پر بجو کا قدم پڑ جائے تو کتا فوراً نیچے گر جاتا ہے اور بجو اسے اپنی خوراک بنالیتا ہے۔ اگر بجو کی چربی کوئی آدمی اپنے جسم پر مل لے تو کتے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اگر بجو کا پتا آدھا دانق خشک کر کے کسی عورت کو پلا دیا جائے تو اس عورت کی شہوت مکمل طور پر ختم ہو جائے گی اور اسے ہم بستری سے نفرت ہو جائے گی۔ جب بجو کی جلد سے چھلنی بنا کر اس میں غلہ کا بیج چھان کر بویا جائے تو اس کھیتی کو ٹڈی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ محمد بن زکریا رازی نے اپنی کتاب میں اسی طرح لکھا ہے۔ عطارد بن محمد نے کہا ہے کہ بجو ''عنب الثعلب'' یعنی مکوہ سے دور بھاگتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے جسم پر عرق مکوہ سے مالش کرے تو بجو اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بجو کی جلد اگر کوئی انسان اپنے پاس رکھ لے تو اس پر کبھی کتے نہیں بھونکیں گے۔ اگر بجو کے پتا کو سرمہ کے طور پر آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو آنکھوں کی دھند اور پانی کے لئے بہت فائدہ مند ہے اور اس سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر بجو کی دائیں آنکھ نکال کر سات دن پر سرمہ میں ڈبوئی جائے اور پھر اس کے بعد انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ دی جائے تو جو شخص بھی اس انگوٹھی کو پہنے گا اس پر بدنگاہ اور جادو وغیرہ اثر نہیں کرے گا اور اگر اس انگوٹھی کو پانی میں ڈال کر ایسے شخص کو پلایا جائے جس پر جادو وغیرہ کا اثر ہو تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ نیز یہ عمل مختلف قسم کے جادوؤں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر بجو کا سر ایسی جگہ میں رکھ دیا جائے جہاں کبوتر رہتے ہوں تو وہاں کبوتروں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص بجو کی زبان اپنے ہاتھ میں لے لے تو کتے اس پر نہیں بھونکیں گے اور نہ ہی اس کو کسی قسم کا نقصان پہنچائیں گے۔ نیز چور اور ڈاکو وغیرہ اس نسخہ پر عمل کرتے ہیں جو شخص بجو سے ڈرتا ہو سو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ میں جنگلی پیاز کی جڑ لے لے تو وہ بجو سے محفوظ رہے گا کیونکہ بجو جنگلی پیاز سے دور بھاگتا ہے اگر کسی بیمار بچے کو سات دن تک بجو کی گدی کے بالوں

کی دھونی دی جائے تو وہ بچہ شفایاب ہو جائے گا۔ جب کسی عورت کو بجو کا آلہ تناسل پیس کر پلا دیا جائے اور اس عورت کو اس بات کا پتا نہ ہو تو اس کی شہوت ختم ہو جائے گی اور جو شخص اپنے گلے میں بجو کی فرج (یعنی شرمگاہ) کا ٹکڑا ڈال لے تو سب لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جب بجو کا پتا نصف درہم کے بقدر شہد کے ساتھ ملا کر نوش کر لیا جائے تو سر اور آنکھوں کے امراض ختم ہو جائیں گے اور یہ نزول ماء کے لئے بے حد فائدہ والا ہے۔ نیز انسان کی قوت باہ میں بھی اضافہ ہو گا۔ اگر بجو کا پتا شہد میں ملا کر آنکھ میں لگایا جائے تو آنکھ کی روشنی میں اضافہ ہوگا اور آنکھ کی خوبصورتی بھی دوبالا ہو جائے گی۔ یہ دوا جتنی پرانی ہوگی اس کی تاثیر اتنی ہی عمدہ ہوگی۔ ماسرحویہ نے کہا ہے کہ بجو کے پتا کو سرمہ کے طور پر آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو آنکھوں کا درد ختم ہو جائے گا۔ تمام اطباء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بجو کی داہنی ران کا بال جو اس کی سرین سے قریب ہوتا ہے عجیب وغریب خاصیت رکھتا ہے۔ اگر اس بال کو اکھاڑ کر جلا دیا جائے اور پھر روغن زیتون میں ملا کر ایسے شخص کے پھوڑے یا زخم وغیرہ پر لگایا جائے جس کے زخم وغیرہ میں پیپ پڑ چکی ہو تو وہ زخم ٹھیک ہو جائے گا۔ نیز اگر مادہ بجو کا بال لے کر یہ عمل کیا جائے تو اس کے اثرات اس کے برعکس نمودار ہوں گے کہ تندرست آدمی بھی اس عمل سے بیمار ہو جائے گا۔ یہ عمل مجرب ہے اور کئی بار آزمایا جا چکا ہے۔

تعبیر: بجو کا خواب میں دیکھنا کشف اسرار و فضول کاموں پر دلالت کرتا ہے۔ بعض اوقات نر بجو کے خواب میں دیکھنے کی تعبیر ہیجڑے سے دی جاتی ہے۔ نیز کبھی بجو کو خواب میں دیکھنا ظالم اور دھوکہ باز دشمن کی علامت ہے اور کبھی اس کا مطلب بداصل اور بدصورت عورت ہوتی ہے۔ بعض اوقات بجو کو خواب میں دیکھنا جادوگر عورت سے تعبیر دی جاتی ہے۔ ارسطامیدوس نے کہا ہے کہ بجو کو خواب میں دیکھنا دھوکہ کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بجو پر سوار ہو گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے شخص کو بادشاہت حاصل ہوگی۔ واللہ اعلم

ابو ضبة

''ابو ضبة'' اس کا مطلب یہی ہے۔ اصل میں لفظ الدراج کے تحت باب الدال میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الضرغام

''الضرغام'' اس کا مطلب ببر شیر ہے۔ ابو مظفر سمعانی اپنے والد سے بہت عمدہ بات نقل کرتے ہیں۔ ابو مظفر کے والد کہتے ہیں کہ میں نے سعد بن نصر الواعظ الحیوان سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں ایک واقعہ کی بناء پر خلیفہ سے ڈرتا تھا اور روپوش تھا اور خلیفہ کی جانب سے میری تلاش کے لئے کوششیں جاری تھیں، میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ میں ایک کمرہ میں کرسی پر بیٹھا ہوں اور میں کچھ لکھ رہا ہوں۔ ایک آدمی آیا اور میرے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ جو کچھ میں تمہیں لکھواؤں وہ لکھتے جاؤ۔ تو اس نے یہ اشعار کہے:

ادفع بصبرك حادث الایام ۔۔۔ وترج لطف لاواحد العلام

لا تیأسن وان تضایق کربها	ورماك ریب صروفها بسهام
فله تعالٰی بین ذٰلك فرجة	تخفی علی الابصار والأوهام
کم من نجی بین اطراف القناء	وفریسة سلمت من الضرغام

''زمانہ کے حوادث کوصبر کے ساتھ ساتھ دور کر اور اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے اور بلند و برتر ہے اس کے لطف وکرم کا امیدوار رہ''۔

''تو مایوس نہ ہو جا اگر چہ مصائب کی سختی شدت اختیار کر جائے اور حوادث کے تیر تجھ پر برسنے لگیں''۔

''اللہ تعالیٰ کے یہاں تنگی کے درمیان آسانی ہے جو آنکھوں سے اوجھل اور وہم وگمان سے پوشیدہ ہے''۔

''کتنے لوگ ہیں جو تیروں کی نوک سے محفوظ رہے اور کتنے جانور ہیں جو شیر ببر کے چنگل سے صحیح وسلامت نکل جاتے ہیں''۔

سعد بن نصر کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نازل ہوئی اور میرا ڈر دور ہو گیا۔علامہ طرطوشی نے کہا کہ خلیفہ متوکل گھوڑے پر سوار ہوا اور خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے رصافہ میں پہنچا۔اس نے اس کے محلات کا جائزہ لیا اور پھر باہر نکلا اس دوران میں نے دیکھا کہ ''دیر'' کے مرکزی دروازے پر ایک کتبہ چسپاں ہے سو اس نے اس کتبہ کو اکھاڑا تو اس میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

اینا منزلا بالدیر اصبح خالیا	تلاعب فیه شمال و دبورٌ
کانك لم یسکنك بیض او انس	ولم تبختر فی فنائك حورٌ
وابناء املاك غوشم سادة	صغیرهم عند الانام کبیرٌ
اذا لبسوا ادرعهم فعوابس	وان لبسوا تیجانهم فبدورٌ
علٰی انهم یوم اللقاء دراغم	وایدیهم یوم العطاء بحورٌ
لیالی هشام بالرصافة قاطن	وفیك ابنه یا دیر وهو امیرٌ
اذا الدهر غض والخلافة لدنة	وعیش بنی مروان فیك نضیرٌ
بلٰی فسقاك الله صوب غمامة	علیك بها بعد الرواح بکور
تذکرت قومی خالیا فبکیتهم	بشجو ومثلی بالبکاء جریر
فعزیت نفسی وهی نفس اذا جرٰی	لها ذکر قومی انة وزفیر
لعل زمانا جار یومًا علیهم	لهم بالذی تهوی النفوس یدور
فیفرح محزون وینعم بائس	ویطلق من ضیق الوثاق اسیر
رویدك ان الیوم یتبعه غد	وان صروف الدائرات تدور

''دیکھو وہ دیر کا مکان خالی پڑا ہے اور اس میں شمالی و جنوب کی ہوائیں کھیل رہی ہیں''۔
''اے مکان تیری حالت کیا ہے کہ گویا تیرے اندر خوبصورت اور محبت کرنے والی عورتیں ٹھہری ہی نہیں اور نہ ہی سیاہ آنکھوں والی خوبصورت عورتیں تیرے صحن میں فخریہ انداز سے چلی تھیں''۔
''اور شہزادگان جو جنگ جو اور سردار ہیں جن کا چھوٹا بھی لوگوں کے نزدیک بڑا تھا''۔
''جب وہ اپنی زرہیں پہن لیتے ہیں تو ترش ہو جاتے ہیں اور جب اپنے سروں پر تاج پہنتے ہیں تو یوں لگتا ہے گویا چودھویں رات کا چاند''۔
''جنگ کے دن وہ شیر ہوتے ہیں اور بخشش کے دن ان کے ہاتھ سمندر کی طرح ہوتے ہیں''۔
''ہشام کی راتیں رصافہ میں نہایت ہی خوشگوار تھیں اور اے دیر تیرا انداز اس کا بیٹا امیر تھا''۔
''جبکہ زمانہ سازگار اور خلافت نرم تھی اور زندگی بنی مروان میں خوشگوار تھی''۔
''کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے بادل کی بارش سے سیراب کرے اور تجھ پر اس کے ساتھ شام کے بعد صبح ہے''۔
''میں نے تنہائی میں اپنی قوم کو یاد کیا تو میں غم کی وجہ سے ان پر رو دیا اور میری مثل شخص رونے کا زیادہ حق دار ہے''۔
''میں نے اپنے نفس کو تسلی دی ہے جب اس کے سامنے میری قوم کا ذکر ہوتا ہے تو اس کے لئے کراہنا اور مصیبت ہے''۔
''شاید زمانہ نے ان پر ایک دن ظلم کیا ہے اسی لئے نفس کی خواہشات کی تکمیل نہیں ہو سکی''۔
''غمزدہ خوش ہو جاتا ہے اور محتاج کو نصیحتیں حاصل ہو جاتی ہیں اور قیدی رسی کے پھندے سے آزاد ہو جاتا ہے''۔
''تیری رفتار یہ ہے کہ آج کے بعد کل آنے والی ہے اور بے شک مصائب گردش میں ہیں''۔

سو جب خلیفہ متوکل نے یہ اشعار پڑھے تو ان سے بدشگونی لی اور ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں ان اشعار کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے دیر کے راہب کو بلایا اور اس سے ان اشعار کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے کہا کہ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اس کے بعد جب خلیفہ متوکل بغداد گیا تو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ متوکل کو اس کے بیٹے مستنصر نے قتل کر دیا۔ اصل میں ہم نے الالف کے باب میں اس کا ذکر کر دیا ہے۔ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں علی بن محمد بن الحسن اشابشتی کے حالات میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ رشید کا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اشابشتی کی نسبت کس طرف ہے اس کے بارے میں ہم نہیں جان سکے۔

الضریس

''الضریس'' اس کا مطلب چکور جیسا پرندہ ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر باب الطاء میں آئے گا۔ اس کے بارے میں مثال مشہور ہے کہ (ضریس سے زیادہ سست) یہ پرندہ اس قدر سست ہے کہ یہ اپنے بچوں پر ہی پاخانہ کر دیتا ہے۔

الضعبوس

''الضعبوس'' اس کا مطلب لومڑی ہے۔ باب الثاء میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الضفدع

''الضفدع'' (ضاد کے کسرہ اور فاء کے سکون اور عین مہملہ اور اس کے درمیان دال مہملۃ ہے) یہ خنصر کے وزن پر ہے۔ اس کا مطلب مینڈک ہے۔ اس کی جمع کے لئے ضفادع اور مؤنث کے لئے ''ضفدعة'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لوگ اس کو دال کے فتحہ کے ساتھ ضفدَع پڑھتے ہیں۔ خلیل نے کہا ہے کہ کلام عرب میں فعلل کے وزن پر کوئی لفظ نہیں ہے مگر چار حرفوں (درہم، ھجرع بمعنی الطویل، ہبلع، بمعنی بلند و بالا زمین، بلعم) کے علاوہ۔

ابن اصلاح نے کہا ہے کہ ''الضفدع'' میں لغت کے اعتبار سے دال پر کسرہ مشہور ہے لیکن عام لوگوں کی زبان پر ''ضفدع'' دال کے فتحہ کے ساتھ مشہور ہے اور بعض آئمہ لغت نے اس کا انکار کیا ہے۔

بطلیموس نے ''شرح ادب الکاتب'' میں لکھا ہے کہ دال کے ضمہ کے ساتھ ''ضفدع'' بھی منقول ہے اور دال کے فتحہ کے ساتھ ضفدَع بھی منقول ہے۔ المطرزی نے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔ کفایہ میں ذکر ہے کہ مینڈک کو ''العلجوم'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مینڈک کو ابوالمسیح، ابو ہبیرہ، ابو معبد اور ام ہبیرہ بھی کہتے ہیں۔ مینڈک کی بہت زیادہ اقسام ہیں۔ بعض مینڈک جفتی سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض مینڈک جفتی کے بغیر پیدا ہوتے ہیں جن کی پیدائش ایسے پانیوں سے ہوتی ہے جو بہتے نہیں اور گندے ہوتے ہیں۔ نیز بارش کے بعد بھی ان کی پیدائش عمل میں آتی ہے یہاں تک کہ بارش کے بعد پانی کی سطح پر مینڈک بہت زیادہ نظر آتے ہیں اور ان کی تعداد کے پیش نظر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ بادلوں کے ذریعے برسے ہیں۔ مینڈکوں کی یہ کثرت نر اور مادہ کی جفتی کی وجہ پر نہیں ہے بلکہ یہ محض اس قادر مطلق یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے مٹی میں ایسی خاصیت رکھی ہے کہ لمحہ بھر میں ہی مینڈک کی پیدائش عمل میں آجاتی ہے۔ مینڈک کا شمار ان حیوانات میں ہوتا ہے جن میں ہڈی نہیں ہوتی۔ بعض مینڈک اپنی آواز نکالتے ہیں اور بعض مینڈک آواز نہیں نکالتے۔ جو مینڈک آواز نکالتے ہیں ان کی آواز ان کے کانوں کے قریب سے نکلتی ہے۔ مینڈک جب بولتا ہے تو اپنے نچلے جبڑے کو پانی میں داخل کرتا ہے۔ اور جب مینڈک کا منہ پانی سے لبریز ہو جاتا ہے تو مینڈک بولنا بند کر دیتا ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے جسے قلت کلام پر عتاب کا شکار ہونا پڑا:

قالت الضفدع قولا فسرته الحکماء ۔۔۔ فی فمی ماء وھل ینطق من فی فیه ماءٌ

''مینڈک نے ایک بات کہی تو حکماء نے اس کی تفسیر بیان کی میرے منہ میں پانی ہے اور کیا جس کے منہ میں پانی ہو وہ بولنے پر قدرت رکھتا ہے''۔

عبدالقاہر نے کہا ہے کہ سانپ مینڈک کی آواز سن کر اسے پہچان لیتا ہے اور اسے پکڑ کر کھا جاتا ہے۔ عبدالقاہر نے

مینڈک کے بارے میں یہ شعر کہا ہے:

يجعل فی الاشداق ماء ينصفه　　　حتى ينق والنقيق يتلفه

''وہ (یعنی مینڈک) اپنے جبڑوں میں آدھا پانی بھر لیتا ہے یہاں تک کہ بولنا شروع کر دیتا ہے اور مینڈک کا بولنا اس کو تباہ کر دیتا ہے''۔

یہاں مینڈک کے بولنے کو تباہی قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ جب مینڈک بولتا ہے تو سانپ اس کا پیچھا کر کے اسے شکار کر لیتا ہے اور اپنی خوراک بنا لیتا ہے۔ ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے کہ

ضفادع فی ظلماء ليل تجاوبت　　　فدل عليها صوتها حية البحر

''مینڈکوں نے رات کی تاریکی میں آپس میں کلام کیا تو سمندر کے سانپ کو ان کی آواز نے مینڈکوں کی نشاندہی کر دی''۔

''حیۃ البحر'' کا مطلب وہ افعی سانپ ہے جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ سانپ خشکی اور سمندر دونوں جگہ زندگی گزارتا ہے جس طرح پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ مینڈک دوسرے جنگلی جانوروں کی طرح آگ کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ جب مینڈک آگ کو دیکھ لیتے ہیں تو حیرانی سے آگ کی طرف دیکھتے رہتے ہیں اور بولنا چھوڑ دیتے ہیں۔ مینڈک جب پیدا ہوتا ہے تو پانی پر باجرے کے دانوں کی طرح پھیلا ہوتا ہے اور جب پانی سے باہر نکلتا ہے تو دعموص (سنگ ماہی) کی طرح ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کے اعضاء بننے شروع ہو جاتے ہیں۔

حدیث میں اس کا ذکر: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے حرم میں مینڈک کو قتل کیا اس پر بکری کا صدقہ ہے خواہ وہ مارنے والا محرم ہو یا حلال ہو یعنی حالت احرام میں ہو یا حالت احرام میں نہ ہو (رواہ ابن عدی فی الکامل فی ترجمۃ عبدالرحمٰن بن سعد بن عثمان بن سعد القرظ مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کوئی چیز مینڈک سے زیادہ اللہ کا ذکر نہیں کرتی۔ الکامل میں حماد بن عبید کے حالات زندگی میں ذکر ہے کہ انہوں نے جابر جعفی اور عکرمہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مینڈک نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے آگ میں ڈال دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اجر و ثواب کے طور پر تمام مینڈکوں کو پانی کی ٹھنڈک سے نوازا اور ان کی آواز کو تسبیح قرار دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک، مرد (لٹورا) اور شہد کی مکھی کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حماد بن عبید کی اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث ہم نہیں جانتے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حماد کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ ابو حاتم نے کہا ہے کہ حماد صحیح الحدیث نہیں ہے۔

التجاء مینڈک: ابو عبداللہ قرطبی نے کتاب الزاہر میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ آج رات میں اللہ تعالیٰ کی ایسی تسبیح بیان کروں گا جس کی مخلوق میں سے کسی نے بھی ایسی تسبیح بیان نہیں کی ہوگی۔ ایک مینڈک جو آپ کے گھر کے

حوض میں موجود تھا پکار کر کہنے لگا اے داؤد! کیا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی تسبیح پر فخر کرتے ہیں اور میں نے ستر سال اس حال میں گزارے ہیں کہ میری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے خشک نہیں ہوئی اور میں نے دس راتیں اس حال میں گزاری ہیں کہ میں نے کوئی سبزی نہیں کھائی اور نہ ہی پانی پیا مگر صرف دو کلمے میری زبان پر جاری ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا وہ کلمے کون سے ہیں؟ "یا مسبحا بکل لسان ومذکور ابکل مکان" تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ میں ان کلمات سے زیادہ بلیغ کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہیں کر سکتا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ سے زیادہ اللہ کی حمد کوئی اچھے طریقے سے نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ نازل کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب میں تشریف فرما تھے اور آپ کی طرف ایک حوض تھی سو فرشتے نے کہا: اے داؤد! اس مؤنث مینڈک کی آواز سنو وہ کیا کہہ رہی ہے۔ آپ نے مادہ کی آواز کو غور سے سنا تو وہ کہہ رہی تھی "سبحانك وبحمدك ومنتهى علمك" سو فرشتہ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی بنایا' میں نے ان الفاظ میں کبھی اس کی حمد وثناء نہیں کی۔ علامہ حافظ جعفر بن محمد بن حسن عزیانی نے اپنی کتاب "فضل الذکر" میں لکھا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مینڈک کی آواز اس کی تسبیح ہے۔ اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اعمش نے ابو صالح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے دروازے کے بند ہونے پر آواز سنی تو فرمایا کہ یہ دروازے کی تسبیح ہے۔

فائدہ: ابن سینا نے کہا ہے کہ جس سال مینڈکوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے تو یہ وباء کی نشانی ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مینڈک بالوں میں انڈے دیتا ہے جس طرح کچھوا بالوں میں انڈے دیتا ہے۔ نیز اس کی دو قسمیں "جبلية" اور "مائية" ہیں۔ علامہ زمخشری نے "الفائق" میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: ایک آدمی نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اسے بنی آدم کے دل دے رہا تھا اور شیطان مینڈک کی صورت میں بیٹھا ہوا اس شیشے کے انسان کے اندر نظر آرہا تھا اور مچھر کی طرح اس شیطان کے ایک سونڈ بھی لگی ہوئی نظر آئی جس کو اس نے انسان کے دائیں کندھے میں داخل کر رکھا تھا۔ جو انسان کے دل تک پہنچتی تھی اور اس سے انسان کے دل میں وسوسے آرہے تھے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اس سونڈ کو پیچھے ہٹا لیتا ہے۔

حکم: مینڈک کا کھانا حرام ہے کیونکہ حضور اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانوروں چیونٹی' شہد کی مکھی' مینڈک' لٹورے اور ہدہد کے قتل سے منع فرمایا ہے۔

(دارمی رقم الحدیث 2036' ابن حبان' رقم الحدیث 5646' سنن الکبری' رقم الحدیث 19157)

حضرت عبداللہ بن عثمان تیمی سے مروی ہے کہ ایک طبیب نے حضور سید الابرار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک

کے بارے میں سوال کیا کہ کیا اسے دوا میں ڈالا جاسکتا ہے۔تو حضور اکرم' اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کے قتل سے منع فرمایا۔اس حدیث کو ابوداؤد طیالسی' ابوداؤد' نسائی اور حاکم نے اپنی اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔اس
حدیث میں مینڈک کے قتل سے روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ مینڈک حرام ہے اور یہ ان سمندری جانوروں میں شامل نہیں ہے
کہ جن کو مباح قرار دیا گیا ہے۔

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ مینڈک کی حرمت کی علت یہ ہے کہ یہ زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے اس پانی میں اللہ کا پڑوسی تھا
جس پر اللہ تعالیٰ کا عرش تھا۔ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: مینڈک کو قتل نہ کرو کیونکہ اس کا آواز نکالنا یعنی ٹرانا اس کی تسبیح ہے۔سلمی کہتے ہیں کہ میں نے دار قطنی سے اس حدیث
کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ضعیف ہے۔میں (یعنی امام علامہ دمیری علیہ الرحمہ) کہتا ہوں کہ یہ حدیث
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔امام بیہقی علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے۔اصل میں خطاف کے عنوان میں
علامہ زمخشری کا یہ قول گزر چکا ہے کہ مینڈک جب اپنی آواز نکالتا ہے تو وہ کہتا ہے"سبحان الملک القدوس"۔حضرت انس
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مینڈکوں کو قتل نہ کرو کیونکہ جب ان کا گزر اس آگ پر ہوا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا
سو مینڈک اپنے منہ میں پانی بھر کر لاتے اور اس آگ پر ڈال دیتے۔شفاء الصدور میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مینڈکوں کو قتل نہ کرو کیونکہ ان کا آواز نکالنا یعنی ٹرانا
ان کی تسبیح ہے۔

فقہی مسائل: اگر پانی میں مینڈک کی موت واقع ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے جس طرح دوسرے غیر ماکول
جانوروں کی ہلاکت سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔الکفایہ میں ماوردی کے حوالہ سے ایک قول یہ نقل کیا گیا ہے کہ پانی میں
مینڈک کی موت سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ نے اس حوالہ کو غلط قرار دیا ہے
اور فرمایا ہے کہ الحاوی اور دوسری کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔جب مینڈک ماء قلیل (تھوڑے پانی) میں مر جائے تو امام نووی
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جب ہم مینڈک کو غیر ماکول تسلیم کرتے ہیں تو بغیر کسی اختلاف کے پانی مینڈک کی موت سے نجس ہو
جائے گا اور الماوردی نے اس کے بارے میں دو قول نقل کیے ہیں۔پہلا قول یہ ہے کہ دیگر ناپاکیوں کی طرح مینڈک کی موت
سے بھی پانی ناپاک ہو جائے گا۔دوسرا قول یہ ہے کہ پسو کے خون کی طرح مینڈک کا مٹی میں مر جانا معاف ہوگا اس سے پانی
ناپاک نہیں ہوگا لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

ذکر جماعت یمامہ: جب مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے کے بعد یمامہ کا وفد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہارا صاحب یعنی مسیلمہ کیا کہتا تھا۔تو وفد کے لوگوں نے اس کی تفصیل بتانے
سے معذرت کی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر انہوں نے کہا کہ وہ مسیلمہ کہتا تھا اے مینڈکوں کی بیٹی مینڈک
کی طرح تو کب تک ٹر ٹر کرتی رہے گی۔تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نیچے والا مٹی میں ہے اور تو نہ تو پانی پینے والے کو پانی

پینے سے منع کرتی ہے اور نہ ہی پانی کو گدلا کرتی ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (مینڈک سے زیادہ ٹرٹر کرنے والا)

ضفاعد فی ظلماء لیل تجاوبت فدل علیھا صوتھا حیة البحر

''مینڈکوں نے رات کے اندھیرے میں آپس میں گفتگو کی سوان کی آواز نے سانپ کو ان کی نشاندہی کرادی''۔

اصل میں یہ شعر پہلے گزر چکا ہے اور یہ شعر اہل عرب کے اس قول کی طرح ہے (براقش نے اپنے اہل کی نشاندہی کردی) اس مثال کی تفصیل یوں ہے کہ ایک کتیا نے چوپاؤں کے کھردں کی آواز سن کر ان پر بھونکنا شروع کر دیا۔ کتیا کی آواز سے چوپاؤں نے اس کے قبیلہ کو پہچان لیا اور اس کے بعد چوپاؤں نے کتیا کے قبیلہ کو ہلاک کر ڈالا۔ حمزہ بن بیض نے کہا ہے کہ

لم یکن عن جنایة لحقتنی لا یساری ولا یمینی جنتنی

بھل جناھا اخٌ علیٰ کریم وعلیٰ اھلھا براقش تجنی

''یہ کام کسی ایسے جرم کی وجہ سے نہیں ہوا جو مجھ سے سرزد ہوا ہو اور نہ ہی میرے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے''۔

''بلکہ بھائی نے اپنے شریف بھائی پر اور اس کے گھر والوں پر ظلم کیا''۔

خواص: ابن جمیع نے اپنی کتاب 'الارشاد' میں لکھا ہے کہ مینڈک کا گوشت خون میں فساد پیدا کرتا ہے اور اس کے کھانے سے خونی پیچش کی شکایت ہوتی ہے اور جسم کا رنگ بدل جاتا ہے اور بدن پر ورم ہو جاتا ہے۔ نیز اس کا گوشت عقل میں فتور پیدا کرتا ہے۔ صاحب عین الخواص نے کہا ہے کہ جنگلی مینڈک کی چربی اگر دانتوں پر رکھ دی جائے تو دانت بغیر کسی درد کے اکھڑ جاتے ہیں اور اگر خشکی کے مینڈک کی ہڈی ہانڈی پر رکھ دی جائے تو ہانڈی میں ابال نہیں آئے گا۔ اگر مینڈک کو سایے میں خشک کر لیا جائے اور باریک پیس کر خطمی کے ساتھ پکایا جائے اور جس جگہ کے بال صاف کرنے ہوں اس جگہ کو چونے اور ہڑتال سے صاف کر کے اس دوا کو لگایا جائے تو پھر دوبارہ اس جگہ بال نہیں اگیں گے۔ اگر خالص شراب میں زندہ مینڈک ڈال دیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ اگر شراب سے نکال کر اسے صاف پانی میں ڈال دیا جائے تو مردہ مینڈک زندہ ہو جائے گا۔ محمد بن زکریا رازی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ اگر نقرس کے مریض کے جسم پر مینڈک کی ٹانگ لٹکا دی جائے تو اس کا درد ختم ہو جائے گا اور اسے سکون حاصل ہوگا۔ اگر کوئی عورت پانی کا مینڈک لے کر اس کا منہ کھول لے اور اس میں تین بار تھوک کر اس کو پانی میں ڈلوا دے تو وہ عورت کبھی حاملہ نہیں ہوگی۔ اگر مینڈک کو کچل کر کیڑوں کے کاٹنے کی جگہ پر لگایا جائے تو فوراً آرام آ جائے گا۔ مینڈک کی ایک عجیب خاصیت یہ ہے کہ اگر اس کو سر سے نیچے تک دو برابر حصوں میں کاٹ دیا جائے اور اس منظر کو کوئی عورت دیکھ لے تو اس کی شہوت میں اضافہ ہو جائے گا اور اس کا میلان مردوں کی طرف بڑھ جائے گا۔ اگر مینڈک کی زبان کسی ایسی عورت پر رکھ دی جائے جو سو رہی ہو تو وہ عورت تمام باتیں اگل دے گی۔ اگر مینڈک کی زبان کسی روٹی میں ملا کر کسی ایسے شخص کو کھلا دی جائے جس پر شک ہو کہ وہ چوری کرتا ہے تو وہ فوراً اپنے جرم کا اقرار کر لے گا۔ اگر کسی جگہ کے بال اکھاڑ لئے جائیں اور وہاں مینڈک کا خون لگا دیا جائے تو پھر وہاں دوبارہ بال نہیں اگیں گے۔ اگر کوئی شخص اپنے چہرے پر مینڈک کا

خون مل لے تو لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے۔ اگر مینڈک کا خون مسوڑھوں پر مل لیا جائے تو بغیر کسی تکلیف کے دانت اکھڑ جائیں گے۔

محفوظ رہنے کا طریقہ: علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ میں موصل میں تھا اور ہمارے دوست نے اپنے باغ میں حوض کے قریب ایک قیام گاہ بنائی تھی اور میں بھی اپنے دوست کے ساتھ اس باغ میں بیٹھا تھا۔ اس حوض میں مینڈک پیدا ہو گئے جن کی ٹرٹراہٹ گھر والوں کے لئے اذیت کا باعث تھی۔ وہ مینڈکوں کے شور کو ختم کرنے سے عاجز آگئے' یہاں تک کہ ایک آدمی آیا تو اس نے کہا کہ ایک طشت اوندھا کر کے حوض کے پاس رکھ دو۔ گھر والوں نے ایسا ہی کیا پھر اس کے بعد مینڈکوں کے ٹرٹرانے کی آواز سنائی نہیں دی۔ محمد بن زکریا رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جب پانی میں مینڈکوں کی کثرت ہو جائے تو اس پانی پر طشت میں چراغ جلا کر رکھ دیا جائے تو مینڈک خاموش ہو جائیں گے اور پھر ان کی آواز کبھی بھی سنائی نہیں دے گی۔

تعبیر: مینڈک کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے عابد آدمی سے دی جاتی ہے جو اللہ کی اطاعت میں کوشش کرنے والا ہو اس لئے کہ مینڈک نے نمرود کی آگ پر پانی ڈال کر ایک اچھا عمل کیا تھا لیکن خواب میں مینڈکوں کی زیادہ تعداد کو دیکھنے کی تعبیر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دی جاتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ

''ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈی اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون برسایا۔ یہ سب نشانیاں الگ الگ کر کے دکھائیں''۔ (الاعراف' آیت 133)

نصاریٰ نے کہا ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس کے ساتھ مینڈک ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی زندگی اس کے رشتہ داروں کے ساتھ بہت اچھی گزرے گی۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے مینڈک کا گوشت کھایا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ ارطامیدورس نے کہا ہے کہ مینڈکوں کو خواب میں دیکھنا دھوکہ دینے والے افراد اور جادوگروں پر دلالت کرتا ہے۔ جاماسب نے کہا ہے کہ مینڈکوں کو خواب میں دیکھنا دھوکہ دینے والے افراد اور جادوگروں پر دلالت کرتا ہے۔ جاماسب نے کہا کہ مینڈکوں کو خواب میں دیکھنا کہ وہ گفتگو کر رہا ہے تو اس خواب دیکھنے والے کو بادشاہت حاصل ہوگی۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ مینڈک شہر سے باہر نکل رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ شہر سے عذاب الٰہی کا خروج ہوگا۔ واللہ اعلم

الضوع

''الضوع'' اس کا مطلب نر اُلو ہے۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ الو کی ایک مشہور قسم ہے۔ حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے کہا کہ یہ رات کا ایک مشہور پرندہ ہے۔ مفضل نے کہا ہے کہ نر اُلو ہے اس کی جمع کے لئے ''اضواع'' اور ''ضیعان'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

حکم: الو کی حرمت اور حلت کے بارے میں دو قول ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ الو کا کھانا حرام ہے جس طرح کہ شرح المہذب

میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ رافعی نے کہا ہے کہ یہ قول اس بات کا متقاضی ہے کہ "الضوع" کا مطلب نرالو ہے اور رافعی نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر "الضوع" نرالو کے بارے میں حرام یا حلال ہونے کا کوئی قول یا رائے ہو تو وہ رائے یا قول "البوم" میں بھی جاری ہوگا کیونکہ ایک ہی جنس کے مذکر و مؤنث کا حکم ایک ہی ہوتا ہے۔ امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک "الضوع" کا مطلب حشرات الارض ہیں۔ اس کے شرعی حکم میں اشتراک لازمی نہیں ہے اور اس کا شرعی حکم حرام ہونے کا ہے جس طرح کہ شرح مہذب میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

الضیب

"الضیب" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ کتے کی شکل و صورت کا ایک بحری جانور ہے۔

الضیئلة

"الضیئلة" جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک پتلا سانپ ہے۔ اصل میں لفظ "الجبة" کے تحت باب الحاء میں اس سانپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

الضیون

"الضیون" اس کا مطلب نربلا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "ضیاون" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ

یرید کان الشمس فی حجراته نجوم الثریا او عیون الضیاون

"وہ ارادہ رکھتا ہے کہ اس کے حجروں میں سورج یا ثریا کے ستارے یا بلیوں کی آنکھیں ہوں"۔

اہل عرب کہتے ہیں کہ (بلے کی طرح بے آواز "دبے پاؤں" چلنے والا) شاعر نے کہا ہے کہ

یدب باللیل لجاراته کضیون دب الی قرنب

"وہ اپنی ہمسایہ عورتوں کے پاس رات کے وقت دبے پاؤں جاتا ہے جس طرح کہ بلی چوہوں کی طرف دبے پاؤں جاتی ہے"۔

اہل عرب کہتے ہیں (بلے سے زیادہ شکار کرنے والا) اسی طرح کہتے ہیں (بلے سے زیادہ زنا کرنے والا اور جماع کرنے والا)۔

اختتام: صقلی نے کہا ہے کہ اسماء میں یاء ساکن کے بعد واؤ مفتوحہ نہیں آتا مگر تین اسماء میں "حیوة، ضیعون، کیوان" کیوان سے مراد زحل ہے۔ اصل میں الھیئة نے کہا ہے کہ زحل کا مخصوص دور مغرب سے مشرق کی طرف ہوتا ہے اور یہ انتیس سال آٹھ ماہ اور چھ روز میں پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ اہل نجوم زحل کو "الخس الاکبر" کے نام سے پکارتے ہیں کیونکہ زحل نحوست میں مریخ سے بڑھا ہوا ہے۔ نجومی زحل کی طرف ہلاکت اور فکر و غم کو منسوب کرتے ہیں۔ بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ زحل کی طرف دیکھنا فکر و غم کے لئے مفید ہے جس طرح زہرہ کی طرف دیکھنے سے فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

باب الطاء المهملة

طامر بن طامر

''طامر بن طامر'' اس کا مطلب پسو اور رذیل آدمی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ (وہ بے وقعت ہے اور اس کی اولاد بھی بے وقعت ہے) یہ ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کا معاشرے میں کوئی مقام نہ ہو۔

الطاؤس

''الطاؤس'' اس کا مطلب ایک مشہور پرندہ مطلب مور ہے جس کی تصغیر ''طویس'' آتی ہے۔ اس کی کنیت کے لئے ابوالحسن اور ابوالوش کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عزت وحسن کے لحاظ سے پرندوں میں مور کا وہی مقام ہے جو حیوانات اور گھوڑے کا ہے۔ اس کے مزاج میں عفت اور پروں کی خوبصورتی اور دم پر جبکہ وہ اس کو پھیلا کر محراب کی طرح کر لیتا ہے۔ ناز و گھمنڈ ہے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ اس کی مادہ اس کے سامنے ہوتی ہے تو یہ اپنی دم کو پھیلا کر اس کے سامنے ناچنا شروع کر دیتا ہے۔ مادہ مور تین سال کی عمر میں ہی انڈے دینا شروع کر دیتی ہے مگر یہ مسلسل انڈے نہیں دیتی۔ مور موسم بہار میں مورنی سے جفتی کرتا ہے۔ موسم خزاں میں جب درختوں کے پتے جھڑتے ہیں تو مور کے پر بھی جھڑ جاتے ہیں اور جب درختوں کے پتے نکلتے ہیں تو مور کے بھی نئے نکل آتے ہیں۔ مور اپنی مادہ کے ساتھ اٹکھیلیاں کرتا ہے جبکہ وہ انڈوں کو سیتی ہے جس کی وجہ سے اکثر انڈے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے پالتو مور کے انڈے سینے کے لئے مرغی کے نیچے رکھے جاتے ہیں لیکن مرغی ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ مور کے دو انڈے ہی سیتی ہے۔ جب مرغی مور کے انڈے سیتی ہے تو اس وقت ضروری ہے کہ مرغی کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھا جائے تاکہ بھوک و پیاس کی وجہ سے خراب نہ ہو جائیں۔ مور کے بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں تو مرغی کے بچوں کی طرح ان کے بھی پر ہوتے ہیں اور یہ کھاتے پیتے ہیں۔ مرغی تیس دنوں میں مور کے انڈوں کو سیتی ہے۔ اصل میں شاعر نے مور کی تعریف میں بہت عمدہ اشعار کہے ہیں:

سبحان من من خلقه الطاؤس	طير على اشكاله رئيس
كانه في نقشه عروس	في الريش منه ركبت فلوس
تشرق في داراته شموس	في الراس منه شجر مغروس
كانه بنفسج يميس	او هو زهر حوم ييبس

''پاک ہے وہ ذات جس نے مور کو پیدا کیا وہ اپنی شکل وصورت کی وجہ سے پرندوں کا سردار ہے''۔

''وہ اپنے پاؤں کے نقوش کے اعتبار سے یوں لگتا ہے جس طرح کوئی دلہن ہو اور اس کے پروں پر پیسوں کے نشانات ہیں''۔

''اس کے سر پر سورج روشنی بخشنے والا ہے اور اس کے بال یوں محسوس ہوتے ہیں گویا درخت سے شاخیں پھوٹ رہی ہوں''۔

''اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا نرم ونازک بنفشہ ہے یا وہ شاخوں پر چٹکتی ہوئی کلیاں ہیں۔

مور کے بارے میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ خوبصورت ہونے کے باوجود اسے منحوس تصور کیا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مور جنت میں ابلیس کے دخول اور جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کے خروج کا سبب بنا تھا اسی لئے لوگ مور کو گھروں میں پالنا مکروہ سمجھتے ہیں۔

ایک حکایت: حضرت آدم علیہ السلام نے جب انگور کے درخت لگائے تو ان کے پاس ابلیس آیا سو اس نے اس درخت پر مور کو ذبح کر دیا۔ درختوں نے مور کا خون جذب کر لیا۔ جب درختوں پر پتے نکلنے شروع ہوئے تو ابلیس نے ان درختوں پر ایک بندر ذبح کر دیا۔ درختوں نے بندر کا خون جذب کر لیا۔ جب درختوں کے پھل وغیرہ نمودار ہوئے تو ابلیس نے ان درختوں پر ایک شیر ذبح کر دیا۔ درختوں نے شیر کا خون جذب کر لیا۔ پھر جب درخت پختگی کی حالت کو پہنچ گئے تو ابلیس نے درختوں پر ایک خنزیر کو ذبح کر دیا۔ درختوں نے خنزیر کا خون جذب کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص انگور سے تیار کردہ شراب پی لیتا ہے تو اس پر ان چاروں جانوروں کے اوصاف کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شراب پیتا ہے تو سب سے پہلے اس کے اعضاء پر شراب کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور اس کے حسن میں مزید چمک پیدا ہوتی ہے جس طرح مور کے حسن میں چمک پیدا ہوتی ہے جب اس پر شراب کے اثرات غالب آتے ہیں تو وہ بندر کی طرح کودنے لگتا ہے اور جب اس پر نشہ مکمل طور پر طاری ہو جاتا ہے تو وہ شیر کی طرح درندگی کرنے لگتا ہے اور لڑائی پر تیار ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ خنزیر کی طرح خون بہانے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور بالآخر اس پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

فائدے: طاؤس بن کیسان یمن کے فقیہ تھے۔ ان کا نام ذکوان تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو علماء اور قراء میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام طاؤس تھا اور کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ آپ علم وعمل کے سردار تھے اور آپ کا شمار سادات تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پچاس صحابہ کی زیارت کی اور ان کی صحبت اختیار کی۔

آپ علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس' حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ طاؤس جو مشہور تابعی ہیں سے مجاہد بن عمرو بن دینار' عمرو بن شعیب' محمد بن شہاب زہری اور دیگر اہل علم نے روایت کی ہے۔ ابن صلاح نے اپنی کتاب ''رحلۃ'' میں لکھا ہے کہ زہری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ میں عبدالملک

بن مروان کے پاس گیا۔ اس نے کہا: اے زہری کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا مکہ سے۔ تو انہوں نے کہا وہاں کون سا ایسا شخص ہے جس کو لوگ امیر منتخب کریں گے؟ زہری کہتے ہیں میں نے کہا عطاء بن ابی رباح۔ عبدالملک نے کہا کہ عطاء عربی النسل ہے یا موالی میں سے ہے؟ میں نے کہا موالی سے ہے۔ عبدالملک نے کہا مکہ کے رہنے والے عطاء کو کس لئے اپنا امیر بنائیں گے؟ میں نے کہا دیانت اور روایت کی وجہ سے۔ عبدالملک نے کہا بے شک اہل دیانت و روایت اس بات کے حق دار ہیں کہ انہیں لوگوں کا امیر بنایا جائے پھر اس کے بعد عبدالملک نے کہا کہ یمن کے لوگ کس کو اپنا امیر منتخب کریں گے؟ زہری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ طاؤس بن کیسان کو۔ عبدالملک نے کہا وہ عربی النسل ہے یا موالی میں ہے؟ میں نے کہا موالی میں سے ہیں۔ اس نے کہا یمن والے اس کو کیوں اپنا امیر بنائیں گے۔ میں نے کہا یمن والے طاؤس کو اسی خوبی کی وجہ سے اپنا امیر چنیں گے کہ جس صلاحیت وقابلیت کی بناء پر عطاء کو امیر بنایا گیا تھا۔ عبدالملک نے کہا جس شخص میں یہ خوبیاں پائی جائیں اسے ہی لوگوں کا امیر بنایا جانا چاہئے۔ پھر عبدالملک نے کہا مصر والے کسے اپنا امیر بنائیں گے؟ زہری کہتے ہیں میں نے کہا یزید بن ابی حبیب کو۔ عبدالملک نے کہا وہ عربی النسل ہے یا موالی میں سے ہے؟ میں نے کہا موالی میں سے ہے۔ پھر عبدالملک نے اسی طرح کہا جس طرح پہلے امراء کے لئے کہا تھا۔ پھر اس کے بعد عبدالملک نے کہا ہے اہل شام کس کو اپنا امیر منتخب کریں گے۔ میں نے کہا مکحول دمشقی کو۔ عبدالملک نے کہا وہ عربی النسل ہے یا موالی میں سے ہے؟ میں نے کہا موالی میں سے ہیں۔ اور یہ وہ غلام ہیں جسے ہذیل کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ پھر اس کے بعد عبدالملک نے کہا جو پہلے امراء کے بارے میں کہا تھا۔ پھر عبدالملک نے کہا کہ اہل جزیرہ کس کو اپنا امیر منتخب کرتے ہیں۔ زہری کہتے ہیں میں نے کہا میمون بن مہران کو۔ عبدالملک نے کہا کہ وہ عرابی النسل ہیں یا موالی میں سے ہے۔ میں نے کہا موالی میں سے ہے۔ پھر عبدالملک نے وہی کہا جو پہلے امراء کے بارے میں کہا تھا۔ اس کے بعد عبدالملک نے کہا اہل خراسان کس کو اپنا امیر منتخب کرتے ہیں۔ میں نے کہا ضحاک بن مزاحم کو۔ عبدالملک نے کہا وہ عربی النسل ہے یا موالی میں سے ہے۔ زہری کہتے ہیں میں نے کہا موالی میں سے۔ اس کے بعد عبدالملک نے وہی کہا جو پہلے امراء کے لئے کہا تھا۔ پھر اس کے بعد عبدالملک نے کہا کہ بصرہ والے کس کو اپنا امیر بنائیں گے۔ میں نے کہا حسن بن ابی الحسن کو۔ عبدالملک نے کہا وہ عربی النسل ہیں یا موالی میں سے ہیں۔ میں نے کہا موالی میں سے۔ عبدالملک نے کہا تیرا ناس ہو۔ پھر عبدالملک نے کہا اہل کوفہ کس کو اپنا امیر بنائیں گے۔ میں نے کہا ابراہیم نخعی کو۔ عبدالملک نے کہا وہ عربی النسل ہیں یا موالی میں سے؟ میں نے کہا عربی النسل ہے۔ عبدالملک نے کہا: اے زہری! تو ہلاک ہو جائے۔ تو نے میری مشکل کو آسان کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم موالی اہل عرب پر سیادت کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ یہ لوگ منبر پر خطاب کریں گے اور عرب نیچے رہیں گے۔ زہری کہتے ہیں میں نے کہا: اے امیر المومنین یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور دین الٰہی ہے جو اس کی حفاظت کرے گا وہ سردار ہوگا اور جو اس کو ضائع کرے گا وہ نیچے گر جائے گا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو طاؤس نے ان کی طرف ایک خط لکھا کہ اگر آپ کا یہ ارادہ ہو کہ آپ کے سارے کام خیر کے سانچے میں ڈھل جائیں تو آپ اپنی سلطنت کے امور اہل خیر کے سپرد کریں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نصیحت

میرے لئے کافی ہے۔ ابن ابی الدنیا نے طاؤس سے نقل کیا ہے کہ جب میں مکہ میں تھا تو مجھے حجاج نے طلب کیا' میں اس کے پاس آیا تو اس نے مجھے اپنی طرف بٹھالیا اور ٹیک لگانے کے لئے مجھے ایک تکیہ دے دیا۔ حجاج نے اس آدمی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ اس کو حاضر کیا گیا۔ حجاج نے اس سے کہا تو کن میں سے ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ حجاج نے کہا کہ میں نے تجھ سے تیرے شہر اور قبیلہ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ حجاج نے کہا کہ تو نے محمد بن یوسف (حجاج کا بھائی) کو کیسا پایا جو یمن کا گورنر ہے؟ اس شخص نے کہا میں نے اس حالت میں اسے چھوڑا ہے کہ وہ صحت مند ہے اور ریشمی لباس میں ملبوس اور عمدہ سواریوں پر سوار ہونے والا ہے۔ حجاج نے کہا کہ میں نے تم سے محمد بن یوسف کی سیرت کے بارے میں سوال کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ میں نے اسے اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ سفاک' ظالم' مخلوق کی اطاعت کرنے والا اور خالق کی نافرمانی کرنے والا ہے۔ حجاج نے کہا کہ جو کچھ تو نے محمد بن یوسف کے بارے میں کہا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ میرے نزدیک اس کا کیا مقام ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کیا تو اس مقام کو جو محمد بن یوسف کو تیرے نزدیک حاصل ہے اس مقام سے زیادہ باعزت سمجھتا ہے جو میرے رب کے نزدیک میرا مقام ہے جبکہ میں اس کے نبی کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس کے گھر کا مشتاق ہوں۔ حجاج خاموش ہو گیا اور وہ شخص حجاج سے اجازت لئے بغیر چلا گیا۔ طاؤس کہتے ہیں میں اس شخص کے پیچھے چل دیا۔ تو میں نے اس سے مصاحبت کی درخواست کی تو اس شخص نے کہا کہ تیرے لئے نہ تو محبت ہے اور نہ ہی بزرگی۔ کیا تو وہ شخص نہیں جو ابھی حجاج کے برابر تکیہ لگائے بیٹھا تھا اور اصل میں میں نے دیکھا ہے کہ لوگ تجھ سے اللہ کے دین کے بارے میں فتویٰ حاصل کرتے ہیں۔ طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے کہا وہ حجاج ہم پر مسلط ہے۔ اس نے مجھے بلایا۔ اس لئے میں اس کے پاس آ گیا اس شخص نے کہا کہ تکیہ لگانے کا مطلب کیا تھا اور کیا تجھ پر اس کی خیر خواہی ضروری نہیں تھی اور کیا اس کی رعایا کا وعظ کے ذریعے حق ادا کرنا ضروری نہیں تھا۔ طاؤس کہتے ہیں میں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر میں نے صحبت کا سوال کیا تو اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔ بے شک میرا ایک ساتھی ہے جو بہت غیرت مند ہے۔ اگر میں اس کے علاوہ کسی اور سے مانوس ہوا تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا اور مجھے چھوڑ دے گا۔ طاؤس کہتے ہیں اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔

تاریخ ابن خلکان میں ذکر ہے کہ عبداللہ شامی کہتے ہیں کہ میں طاؤس کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے سامنے ایک بوڑھا آدمی آیا میں نے کہا کیا آپ طاؤس ہیں؟ اس نے کہا میں اس کا بیٹا ہوں۔ تو میں نے کہا اگر آپ طاؤس کے بیٹے ہیں تو طاؤس کی عقل بڑھاپے کی وجہ سے خراب ہو چکی ہوگی۔ اس نے جواب دیا بے شک عالم کی عقل خراب نہیں ہوتی۔ تو میں طاؤس کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ تو یہ پسند کرے گا کہ میں تیرے سامنے تورات' انجیل' زبور اور قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ پیش کر دوں؟ عبداللہ شامی کہتے ہیں میں نے کہا جی ہاں۔ حضرت طاؤس علیہ الرحمہ فرمانے لگے تو اللہ سے اتنا ڈر کہ تیرے دل میں اس سے زیادہ کسی کا خوف نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے اتنی شدید امید رکھ کہ جو اس کے خوف سے بھی زیادہ ہو اور اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ ایک عورت نے کہا ہے کہ حضرت طاؤس کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جسے

میں نے فتنہ میں مبتلا نہ کیا ہو۔ تو میں خوب بناؤ سنگھار کر کے حضرت طاؤس علیہ الرحمہ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا پھر کسی وقت آنا۔ میں وقت مقررہ پر ان کے پاس پہنچ گئی۔ وہ میرے ساتھ مسجد حرام کی طرف چل پڑے اور وہاں پہنچ کر مجھے حکم دیا کہ چت لیٹ جاؤ۔ میں نے کہا کہ اس جگہ ایسا کام کرو گے؟ طاؤس علیہ الرحمہ نے فرمایا جو ذات یہاں ہماری غلط کاری کو ملاحظہ فرما رہی ہے وہ دوسری جگہ بھی دیکھ لے گی۔ پس اس عورت نے توبہ کر لی۔ حضرت طاؤس علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جوان کی عبادت مکمل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ نکاح کر لے۔ حضرت طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ابن آدم کچھ بھی گفتگو کرتا ہے اس کا حساب وشمار ہوتا ہے مگر مرض کی حالت میں کراہنے کا کوئی حساب وشمار نہیں ہوتا۔

حضرت طاؤس علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس سے ہوئی۔ ابلیس نے کہا کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقدیر میں اسے لکھ دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں ایسا ہی ہے۔ ابلیس نے کہا کہ آپ اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھیے اور پھر وہاں سے گر کر دیکھئے کہ آپ زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ بے شک اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ میرے بندے میرا امتحان نہ لینا کیونکہ میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں بے شک بندہ اپنے رب کا امتحان نہیں لے سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندے کا امتحان لینے پر قادر ہے۔ طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خواب سن کر ابلیس خاموش ہو گیا۔

ابوداؤد طیالسی نے زمعہ بن صالح سے روایت کی اور وہ ابن طاؤس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جو شخص کسی مصیبت میں داخل نہیں ہوا اس کو کسی قسم کی پریشانی لاحق نہیں ہوگی اور جو شخص لوگوں کے درمیان قاضی نہیں بنے گا اس کو کسی قسم کی مشقت و پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الزہد میں لکھا ہے کہ حضرت طاؤس علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔ ان ایام میں مسکینوں کو کھانا کھلا کر مردے کو ایصال ثواب کرنا مستحب ہے۔ امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت طاؤس علیہ الرحمہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ مجھے ایمان اور عمل کی دولت عطا فرما اور مجھے مال اور اولاد سے بہرہ ور فرما''۔

حافظ ابونعیم وغیرہ نے حضرت طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے چار بیٹے تھے۔ بیمار ہو گیا۔ تو ان میں سے ایک نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی والد کی تیمارداری کرے اور اس کے لئے وراثت کے مال میں سے کوئی حق نہیں ہوگا یا میں اپنے والد کی تیمارداری کرتا ہوں اور میرے لئے وراثت کے مال میں کوئی حق نہیں ہوگا۔ تمام بھائیوں نے کہا تو ہی والد کی تیمارداری کر اور وراثت میں سے اپنا حق چھوڑ دے۔ اس نے اپنے والد کا علاج وغیرہ کیا یہاں تک کہ والد کی موت واقع ہو گئی اور اس نے وراثت کے مال میں سے اپنا حصہ نہیں لیا۔ ایک دن خواب میں اس کا والد آیا سو اس نے اس سے کہا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو۔ اس نے خواب میں اپنے والد سے کہا کیا ان سو دینار میں برکت ہوگی۔ والد نے کہا نہیں۔ جب صبح ہوئی تو لڑکے نے اپنی بیوی کے سامنے یہ خواب بیان کیا۔ اس نے کہا کہ ان دنانیر کو لے آؤ تاکہ

کپڑے اور کھانے پینے کا کچھ سامان وغیرہ ہی خرید لیا جائے۔ لڑکے نے انکار کر دیا۔ جب اگلی رات لڑکا سویا تو اس نے خواب دیکھا۔ اس کے والد نے کہا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار لے لو۔ لڑکے نے کہا کیا اس میں برکت ہوگی؟ والد نے جواب دیا نہیں۔ جب صبح ہوئی تو لڑکے نے اپنی بیوی کے سامنے خواب بیان کیا۔ بیوی نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ لڑکے نے بیوی کی بات نہیں مانی۔ تیسری رات پھر خواب آیا۔ والد نے لڑکے کو حکم دیا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے ایک دینار لے آؤ۔ لڑکے نے پوچھا کہ کیا اس میں برکت ہوگی۔ والد نے کہا ہاں۔ لڑکا اس جگہ گیا اور ایک دینار لے آیا۔ پھر اس کے بعد وہ بازار گیا اور ایک شخص سے ملا جس نے دو مچھلیاں اٹھا رکھی تھیں۔ لڑکے نے پوچھا ان مچھلیوں کی کتنی قیمت ہے۔ اس شخص نے جواب دیا ایک دینار۔ تو اس لڑکے نے ایک دینار میں دو مچھلیاں خرید لیں اور اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ گھر پہنچ کر اس نے مچھلیوں کے پیٹ کو چاک کیا کہ اس میں سے دو ایسے موتی برآمد ہوئے کہ اس سے پہلے لوگوں نے ایسے موتی کبھی نہیں دیکھے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ بادشاہ نے موتی خریدنے کے لئے ایک آدمی کو بھیجا لیکن اس لڑکے کے علاوہ کسی کے پاس موتی دستیاب نہ ہوسکا۔ بادشاہ نے وہ موتی تیس وتر سونے کے بدلے اس لڑکے سے خرید لیا۔ جب بادشاہ نے موتی کو دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے ساتھ ایک اور موتی بھی ہونا چاہئے تاکہ اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہو جائے۔ بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ وہ ایسا ہی ایک اور موتی تلاش کریں۔ اگرچہ اس کی قیمت اس موتی سے دوگنا ہی کیوں نہ ہو۔ بادشاہ کے کارندے اس لڑکے کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ کے پاس اس قسم کا کوئی اور موتی بھی ہے تو ہم اسے دگنا قیمت کے ساتھ خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ لڑکے سے دگنی قیمت پر معاملہ طے کر کے انہوں نے دوسرا موتی بھی خرید لیا۔ حضرت طاؤس علیہ الرحمہ کا انتقال یوم الترویہ سے دو دن پہلے 106ھ میں اس وقت ہوا جب آپ حج کر رہے تھے۔ آپ نے ستر سال عمر پائی۔ آپ کی نماز جنازہ امیر المومنین حضرت ہشام بن عبدالملک نے پڑھائی۔ حضرت طاؤس علیہ الرحمہ نے چالیس حج کئے اور آپ مستجاب الدعوات تھے۔

حکم: مور کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کا گوشت خراب ہوتا ہے۔ بعض احناف کے نزدیک مور کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ گندی چیزیں نہیں کھاتا۔ مور حلال ہو یا حرام ہر صورت میں اس کی بیع جائز ہے یا تو گوشت کھانے کے لئے یا اس کی خوش رنگی سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔ اصل میں (الصید) کے تحت یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ پرندوں کی چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ پرندے مباح الاصل ہیں لیکن امام شافعی علیہ الرحمہ اور امام احمد علیہ الرحمہ نے اس کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ پرندوں کی چوری کا حکم بھی عام اشیاء کی چوری کے حکم کی طرح ہے اس لئے چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

الامثال: اہل عرب کہتے ہیں (مور سے زیادہ خوبصورت اور حسین وجمیل)۔ حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اہل عرب کہتے ہیں کہ (طویس سے زیادہ منحوس) طویس مدینہ منورہ میں ایک مخنث (زنانہ) تھا جو کہا کرتا تھا کہ اے مدینہ کے رہنے والو خروج دجال کی توقع رکھو جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور جب میں مر جاؤں گا تو تم دجال کے خروج سے مامون ہو جاؤ گے کیونکہ میری ولادت اس دن ہوئی جس روز نبی مختار کل کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور

میرا دودھ اس دن چھڑایا گیا جس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی اور میں اس دن بالغ ہوا جس دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور میں نے اس دن شادی کی جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور میرے ہاں اس دن لڑکا پیدا ہوا جس دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔

تاریخ ابن خلکان میں ذکر ہے کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبد الملک کے مدینہ منورہ کے گورنر کو لکھا کہ (مدینہ کے تمام ہیجڑوں کو خصی کردو) سو مدینہ کے گورنر نے تمام ہیجڑوں کو خصی کروا دیا اور طویس کو خصی کر دیا گیا۔ جب ہیجڑوں کو خصی کر دیا گیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم ایسے ہتھیار سے مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں جن کو فنا کرنے پر ہم قادر نہیں تھے۔ طویس نے کہا کہ تمہارے لئے افسوس ہے کہ تم نے مجھے پیشاب کے پرنالے سے محروم کر دیا ہے۔ طویس کا اصلی نام طاؤس تھا۔ جب وہ ہیجڑا ہو گیا تو اس کو طویس کہا جانے لگا۔ نیز اس کا ایک نام عبد النعیم بھی تھا۔ طویس اپنے بارے میں یہ شعر کہا کرتا تھا:

انني عبد النعيم انا طاؤس الجحيم — وانا اشام من يمشي على ظهر الحطيم

''میں عبد النعیم ہوں، میں طاؤس الجحیم ہوں اور میں حطیمہ کی پشت پر چلنے والے لوگوں میں سب سے زیادہ منحوس ہوں''۔

انا حاء ثم لام — ثم قاف حشو ميم

''میں حاء پھر لام پھر قاف اور میم کا درمیانی حرف مطلب یاء ہوں''۔

طویس کے قول حشو میم کا مطلب یاء ہے کیونکہ جب آپ میم کہیں گے تو دو میموں کے درمیان یاء آئے گی اور اس سے مراد یہ ہے کہ میں بے ریش ہوں۔ ''الحطیم'' کا مطلب زمین ہے۔ طویس کے قول 'اشام'' کا معنی یہ ہے کہ میں لوگوں میں سب سے زیادہ منحوس ہوں۔ طویس کا انتقال 92ھ میں ہوا۔

خواص: مور کا شکار دیر ہضم اور ردی المزاج ہوتا ہے۔ جوان مور کا گوشت عمدہ ہونے کے ساتھ ساتھ معدہ کے لئے نفع بخش ہوتا ہے۔ اگر مور کے گوشت کو پکانے سے پہلے سرکہ میں بھگو دیا جائے تو اس کی مضرت زائل ہو جائے گی۔ مور کا گوشت کھانے سے جسم میں گندے مادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مور کا گوشت گرم مزاج والوں کے لئے بے حد فائدہ مند ہے۔ اصل میں مور کے گوشت کو اطباء نے مکروہ سمجھا ہے کیونکہ تمام پرندوں میں مور کا گوشت سخت اور دیر ہضم ہوتا ہے۔ مور کو ذبح کرنے کے بعد ضروری ہے کہ اس کا گوشت رکھ دیا جائے اور پھر اگلے دن اسے خوب پکایا جائے۔ آرام طلب افراد کے لئے مور کا گوشت منع ہے کیونکہ یہ ریاضت کرنے والے افراد کی غذا ہے۔ ابن زہر نے مور کے خواص میں لکھا ہے کہ جب مور کسی زہر آلود کھانے کو دیکھ لے تو بہت خوش ہوتا ہے اور اسی خوشی کی وجہ سے ناچنے لگتا ہے۔ اگر مور کا پتا کوئی ایسا آدمی سکنجبین میں حل کر کے پی لے جو اسہال کے مرض میں مبتلا ہو تو وہ فوراً شفایاب ہو جائے گا۔ ہرمس سے منقول ہے کہ مور کا پتا ایسے شخص کو پلانا نہایت مفید ہے جسے زہریلے جانور نے کاٹ لیا ہو لیکن صاحب عین الخواص نے کہا ہے کہ حکماء اور اطہورس کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کا پتا پی لے تو وہ پاگل ہو جائے گا۔ ہرمس کہتے ہیں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ ہرمس نے کہا ہے کہ اگر مور کا خون نمک اور انزروت میں ملا کر ایسے زخموں پر لگایا جائے جن کے ناسور بن جانے کا ڈر ہو تو وہ زخم ٹھیک ہو جائیں گے۔ اگر مور کی بیٹ

مسوڑھوں پر مل دی جائے تو دانت اکھڑ جائیں گے۔ اگر مور کی ہڈی جلا کر چھائیوں پر مل دی جائے تو اللہ کے حکم سے چھائیاں ختم ہو جائیں گی۔

تعبیر: اگر کسی حسین وجمیل آدمی نے خواب میں مور کو دیکھا تو اس کی تعبیر گھمنڈ سے دی جائے گی۔ بعض اوقات مور کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر غرور، تکبر، زوال نعمت، بدبختی اور دشمنوں کے سامنے جھک جانے سے دی جائے گی اور کبھی اس کی تعبیر زیور اور تاج سے بھی دی جاتی ہے۔ بعض اوقات مور کو خواب میں دیکھنا حسین وجمیل اور خوبصورت اولاد پر دلالت کرتا ہے۔ مقدسی نے کہا ہے کہ مور کو خواب میں دیکھنا مالدار اور حسین وجمیل عجمی عورت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ عورت بدبخت ہوگی۔ مور کو خواب میں دیکھنا عجمی بادشاہت پر دلالت کرتا ہے۔ جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے مور سے دوستی کر لی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص عجمی بادشاہوں سے دوستی کرے گا اور اس کو ان سے ایک نبطی لونڈی حاصل ہوگی۔ ارطامیدورس نے کہا ہے کہ مور کو خواب میں دیکھنا خوبصورت اور مسکرانے والی قوم کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مور کو خواب میں دیکھنا عجمی عورت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

الطائر

''الطائر'' (پرندہ) اس کی جمع کے لئے ''الطیور'' اور مؤنث کے لئے ''طائرۃ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ طیر سے نکلا ہے اور اس کی جمع اطیار، طیور اور طیران آتی ہے۔ ''طیر'' کا مطلب وہ پروں والا پرندہ ہے جو اپنے پروں سے فضا میں حرکت کرتا ہے۔

قرآن میں ذکر: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط (الانعام آیت 38)

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔

''اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ'' کی تفسیر میں بعض علماء کا قول ہے کہ اس میں خلق، رزق، موت وحیات، حشر وحساب اور ایک دوسرے سے قصاص لینے میں مماثلت مراد ہے یعنی یہ بھی تمہاری طرح ان امور سے دوچار ہیں۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جب چوپائے اور پرندے ان امور کے مکلف ہیں حالانکہ وہ بے عقل ہے تو ہم عقل رکھنے کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ ان امور کے مستحق ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''امم امثالکم'' کا مطلب توحید ومعرفت میں مماثلت ہے۔ حضرت عطاء علیہ الرحمہ کا قول یہی ہے۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ''بجناحیہ'' تاکید کے لئے اور استعارہ کے تخیل کو دور کرنے کے لئے ہے کیونکہ ''طیر'' کا لفظ اڑان کے علاوہ نحس اور سعد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ علامہ زمخشری نے فرمایا ہے کہ ''بجناحیہ'' کے ذکر کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیم، لطف، علم، بادشاہت کی وسعت والا۔ اس کے تدبر کا اظہار ہے جو اس کو اپنی مخلوق پر حاصل ہے حالانکہ مخلوقات کی مختلف قسمیں ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے نفع ونقصان کا مالک اور ان کے جملہ حالات کا محافظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک فعل دوسرے فعل سے غافل نہیں کرتا۔

حدیث میں ذکر: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے پرندے بختی اونٹوں کی طرح ہوں گے جو جنت کے درختوں میں چرتے پھرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ پرندے تو بہت اچھے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی ان افراد میں شامل ہو جو ان پرندوں کو کھائیں گے۔ (رواہ احمد باسناد صحیح)

اس حدیث کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی انہی الفاظ سے نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ بزار نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم جنت کی طرف کسی پرندے کی طرف دیکھو گے تو تمہارے دل میں اس کی کھانے کی خواہش پیدا ہوگی تو وہ فوراً تمہارے لئے بھنا ہوا آ کر گر پڑے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شافع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ اس تمثیل کا مطلب وقت اور ضعف میں مماثلت ہے جس طرح کے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اہل یمن بہت رقیق القلب ہیں۔ یعنی ان کے دل بہت کمزور ہیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس تمثیل کا مطلب ڈر اور ہیبت کی کیفیت ہے کیونکہ تمام جانوروں میں پرندے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے ہیں جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں''۔ (فاطر' آیت 28)

کا مطلب یہ ہے کہ ایسی قوم جنت میں داخل ہوگی جس پر خوف اور ہیبت کا غلبہ ہوگا جس طرح کہ اصحاب سلف کی جماعتوں کا شدت خوف منقول ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں۔ اہل علم نے کہا ہے کہ پرندے سے جو نیک شگون یا بدشگونی لی جاتی ہے اس کی اصل وہ پرندے ہیں جن کے پر ہوں۔ اہل عرب کہتے ہیں: (اللہ کا پرندہ نہ کہ تیرا پرندہ) سو ''طائر اللہ'' دعا کے مطلب میں ہے اور ''طائر الانسان'' کا مطلب انسان کا وہ عمل ہے جو قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق کی شکل میں ڈال دیا جائے گا۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''طائر الانسان'' کا مطلب انسان کا رزق ہے۔ ''الطائر'' کہہ کر کبھی خیر مراد لیتے ہیں اور کبھی برائی جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ (پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 13)

اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی۔

اس کا مطلب انسان کا وہ رزق ہے جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ اس کا مطلب انسان کے اچھے اور برے اعمال ہیں۔ ہر انسان بھلائی یا برائی کا اتنا ہی بوجھ اٹھائے گا جتنا اس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ یہ اس کے گلے کے طوق کو لازم کرتی ہے۔ خیر و شر کو پرندہ قرار دینا اہل عرب کے ایک قول کی وجہ سے ہے کہ جب کوئی بری فال مراد لینی ہو تو اہل عرب کہتے ہیں (پرندہ اسی طرح اڑا تھا) یہاں پرندہ بول کر برائی مراد لی جاتی ہے۔

سنن ابوداؤد وغیرہ میں ذکر ہے کہ حضرت ابورزین فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب پرندے کے بازو پر ہیں جب تک کہ تو اسے کسی پر ظاہر نہ کردے۔ جب تو نے اس کو ظاہر کر دیا تو اس کا وقوع ہو جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تم اپنا خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرو۔ سوائے ایسے شخص سے جو تم سے محبت رکھتا ہو اور تمہیں بہتر رائے دے سکتا ہو (یعنی عالم ہو)

شیخ عارف باللہ کا قصہ: علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کفایۃ المعتقد میں ہمارے شیخ امام عارف جمال الدین یافعی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ شیخ عارف باللہ عمر بن فارض علیہ الرحمہ مصر میں ایک مدرسے کی افتتاحی تقریب میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ایک بوڑھے کو دیکھا جو بغیر ترتیب کے وضو کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے شیخ آپ عمر رسیدہ ہو کر ایسے شہر میں رہ کر جہاں علماء کی کثرت ہے وضو کا طریقہ نہیں سیکھ سکے۔ اس بوڑھے نے کہا: اے عمر تجھے مصر میں فتح حاصل نہیں ہوگی۔ عمر اس بوڑھے شخص کے پاس آئے اور بیٹھ گئے اور کہنے لگے: اے میرے سردار مجھے کس جگہ فتح حاصل ہوگی۔ شیخ نے فرمایا مکہ مکرمہ میں۔ عمر کہنے لگے: اے میرے سردار مکہ کہاں ہے؟ شیخ نے فرمایا یہ ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ تو مکہ عمر کے سامنے آ گیا اور عمر اس میں داخل ہو گئے اور بارہ سال تک مکہ مکرمہ میں رہے۔ عمر کو مکہ مکرمہ میں بہت سی (روحانی) فتوحات حاصل ہوئیں اور انہوں نے اپنا مشہور دیوان بھی مکہ مکرمہ میں ہی تصنیف کیا تھا۔ پھر ایک مدت بعد عمر نے شیخ مذکور کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہے تھے اے عمر میری موت کا وقت قریب ہے سو تم میری طرف آؤ۔ عمر اس بوڑھے آدمی کے پاس مصر گئے۔ شیخ نے کہا یہ ایک دینار لے لو اور اس سے میری تجہیز و تکفین کا بندوبست کرنا اور پھر مجھے اس جگہ رکھ دینا۔ شیخ نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ اشارہ کیا اور وہ جگہ قرافہ کے قبرستان میں تھی۔ پھر میرے حکم کا انتظار کرنا۔ شیخ عمر کہتے ہیں پھر اس بوڑھے آدمی کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان کو غسل دیا اور کفن پہنا کر مقام قرافہ میں رکھ دیا اور میں وہاں کھڑا رہا۔ تو میں نے دیکھا آسمان سے ایک آدمی اترا ہے۔ ہم نے اس بوڑھے شخص کی نماز جنازہ ادا کی۔ پھر ہم دونوں کھڑے ہو کر شیخ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ یکا یک پوری فضا پر سبز رنگ کے پرندے منڈلانے لگے اور ان میں سے ایک بڑا پرندہ زمین پر اترا اور اس نے اس بوڑھے شخص کی لاش کو نگل لیا۔ پھر وہ پرندہ اڑ گیا۔ عمر کہتے ہیں یہ منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا سو مجھے اس شخص نے کہا جس نے میرے ساتھ بوڑھے آدمی کی نماز جنازہ ادا کی تھی کہ حیران نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ شہداء کی ارواح کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل کر کے جنت کے باغات میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ جنت کے پھل وغیرہ کھاتے رہتے ہیں اور رات کے وقت ان قندیلوں میں ٹھہرتے ہیں جو عرش کے نیچے جڑی ہوئی ہیں۔

مختلف مسائل: اگر کوئی آدمی کسی پرندہ یا شکار کا مالک ہو جائے اور پھر وہ اس کو اپنے ہاتھ سے آزاد کرنا چاہے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اس کی ملکیت زائل ہو جائے گی جیسا کہ اگر کسی نے غلام کو آزاد کیا تو اس کے آزاد کرتے ہی غلام آزاد ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس صورت کو اختیار کیا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ شیخ ابواسحٰق قفال اور قاضی ابوطیب نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے اور یہی صورت زیادہ صحیح ہے۔

اگر کسی آدمی نے کیا تو وہ گنہگار ہوگا اور پرندہ یا شکار وغیرہ اس کی ملکیت سے خارج نہیں ہوگا کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کے سائبہ کی طرح ہے۔ قفال کہتے ہیں کہ لوگ اسے ''عتق'' (آزادی) کا نام دیتے ہیں اور اس پر ثواب کی امید رکھتے ہیں حالانکہ یہ تمام حرام ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے کیونکہ جو پرندہ اس طرح چھوڑا جائے گا وہ مباح اور غیر مملوک پرندوں میں جا کر مل جائے گا اور کوئی دوسرا شکاری اس کو پکڑ کر اس کی ملکیت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ وہ اس کا مالک نہیں بنے گا۔ اس لئے ایسا کرنے والا اپنے دوسرے مومن بھائی کو گناہ میں مبتلا کرنے کا سبب بن جائے گا۔

صاحب الیضاح نے ایک تیسری صورت بیان کی ہے کہ اگر اس نے پرندہ یا شکار کو تقرب الی اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو پھر اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور اگر تقرب الی اللہ کی نیت نہیں ہے تو پھر وہ پرندہ یا شکار اس کی ملکیت سے نہیں نکلا اور اگر ہم پہلی صورت کو اختیار کریں تو پھر چھوڑا ہوا پرندہ اپنی اصل اباحت کی طرف لوٹ جائے گا اور اس کا شکار کسی دوسرے کے لئے جائز ہو جائے گا اور اگر ہم دوسری صورت کو اختیار کریں تو صحیح بات یہ ہے کہ اس کا شکار اس شخص کے لئے جائز نہیں جو یہ جانتا ہو کہ پرندہ کس کی ملکیت میں ہے اور مہندی' خضاب' بازوؤں کا کٹے ہونا یا گلے میں گھنگرو وغیرہ کے ذریعے اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے کہ یہ پرندہ کسی کی ملکیت میں ہے تو اس کا شکار کرنا جائز نہیں اور اگر پرندے کی ملکیت مشکوک ہو تو پھر یہ اپنی اصل کی طرف لوٹ جائے گی اور اس کا شکار کرنا جائز ہو جائے گا۔ اگر پرندے کو چھوڑنے والا اس کے چھوڑتے وقت کہے کہ میں نے اس کے شکار کو جو اسے شکار کرے مباح کر دیا تو اس کا شکار کرنا جائز ہے۔ اگر ہم تیسری صورت اختیار کریں تو کیا اس پرندے کا شکار حلال ہوگا سو اس میں دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس کا شکار جائز ہے کیونکہ آزاد کرنے کے بعد یہ اپنی اصل یعنی اباحت کی طرف لوٹ گیا ہے اور اگر اس کے شکار سے منع کر دیں تو یہ زمانہ جاہلیت کے سائبہ کے طرح ہوگا جو نا جائز ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے جس طرح غلام کو جب اس کو آزاد کر دیا جائے تو وہ کسی کا مملوک نہیں بن سکتا۔ اسی طرح پرندہ بھی آزاد ہونے کے بعد کسی کا مملوک نہیں ہوگا لیکن ضروری ہے کہ آزاد کرنے والا مسلمان ہو۔ اگر کسی کافر نے آزاد کیا تو اس صورت میں قطعی طور پر پرندے کا شکار جائز ہوگا کیونکہ کافر کے آزاد کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور کافر کے آزاد کردہ کو غلام بنایا جا سکتا ہے۔ جان لو کہ امام رافعی علیہ الرحمہ نے پرندے یا شکار کو آزاد کرنا مطلقاً ممنوع قرار دیا ہے لیکن اس سے چند صورتوں کا استثنیٰ ضروری ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر وہ پرندہ دوڑنے کا عادی ہے تو مقابلہ کے لئے اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس پرندے کو پکڑنے کی وجہ سے اس کے بچوں کی ہلاکت کا ڈر ہو تو اس کا آزاد کرنا واجب ہے کیونکہ بچے حیوان محترم ہیں۔ سو ان کی جان کی حفاظت کے لئے کوشش کرنا واجب ہے۔ اصل میں اہل علم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگر حاملہ عورت پر رجم یا قصاص واجب ہو جائے تو اسے اتنی مدت تک مہلت دی جائے گی کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلائے اور بچے کے دودھ پینے کی مدت ختم ہو جائے اور پھر اس کے بعد اس پر حد جاری کی جائے گی۔ شیخ ابو محمد جوینی علیہ الرحمہ نے ایسے حاملہ جانور کو جس کا حمل ابھی غیر ماکول حالت میں ہو ذبح کرنے کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس صورت میں ایسے جانور کا قتل لازم آتا ہے جس کا ذبح حلال نہیں ہے۔ اصل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہرنی کو اس وجہ سے چھوڑ دیا

تھا کہ اس کے دو بچے جنگل میں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرنی کو آزاد کرنا وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ جو چیز منع ہے اس کی ممانعت کا حکم منسوخ نہ ہوا ہو اور پھر بعض حالت میں اس کی اجازت دی جائے تو یہ اجازت وجوب کی دلیل ہوتی ہے۔ جب جانور کو اس طرح چھوڑنا سائبہ کی طرح ہونے کی وجہ سے منع تھا اور پھر بعض حالات میں اس کی اجازت دی گئی ہے تو یہ اجازت وجوب دلیل ہے۔ تیسری صورت استثناء کی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پرندے یا جانور کا شکار کرے لیکن اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ وہ جانور کو ذبح کر سکے اور نہ ہی اس کے پاس خوراک ہے کہ وہ پرندے یا جانور کو کھلا سکے تو ایسی صورت میں پرندے یا جانور کو چھوڑ دینا واجب ہے تا کہ وہ اپنے رزق کی تلاش کے لئے کوشش کر سکے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ جب شکار کرنے والے نے احرام کا ارادہ کر لیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ شکار کو چھوڑ دے۔

خواب میں دیکھنے کی تعبیر: پرندے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عمل سے دی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰٓـئِرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ

''اور ہر انسان کا شگون ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے''۔ (بنی اسرائیل آیت 13)

بعض اوقات مجہول پرندے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر انذار و نصیحت سے دی جاتی ہے جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ‌ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝ قَالُوۡا طٰٓـئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ‌ؕ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ‌ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ۝ (پارہ 22، سورہ یٰس، آیت 19)

تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے کیا اس پر بدکتے ہو کہ تم سمجھائے گئے کہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔

سو جس نے خواب میں حسین و جمیل پرندے کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے اعمال بہت اچھے ہوں گے یا اس کے پاس کوئی شخص خوشخبری لے کر حاضر ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے خواب میں جنگلی بدخلق پرندے کو دیکھا تو یہ اس کے برے اعمال کی علامت ہے یا اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے پاس کوئی آدمی بری خبر لے کر آئے گا۔ اگر کسی نے خواب میں پرندے کے گھونسلے کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا مطلب اس کی بیوی ہے یا اس کا مطلب وہ مقام و مرتبہ ہے جس پر عارف ٹھہر جاتا ہے۔

اگر کسی حاملہ عورت نے خواب میں پرندے کے گھونسلے کو دیکھا تو اس کی تعبیر ولادت سے دی جائے گی۔ ''العش'' کا مطلب پرندوں کا وہ گھونسلا ہے جو درخت کی شاخوں میں بنایا گیا ہو سو جو گھونسلا کسی دیوار، غار یا کسی پہاڑ میں بنایا گیا ہو اس کو ''وکر'' کہا جاتا ہے۔ وکر کو خواب میں دیکھنا رناۃ کے گھروں اور عابدین و زاہدین کی مساجد پر دلالت کرتا ہے۔ پرندے کے انڈوں کو خواب میں دیکھنا بیویوں اور لونڈیوں کی اولاد پر دلالت کرتا ہے۔ بعض اوقات انڈوں کو خواب میں دیکھنا قبروں کی طرف اشارہ ہے۔ بعض اوقات پرندے کے انڈوں کو خواب میں دیکھنا دانتوں کی سفیدی اور حسین و جمیل عورت کی طرف اشارہ ہے۔ بعض اوقات پرندے کے انڈوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر اہل و عیال اور رشتہ داروں کے اجتماع سے دی جاتی ہے۔ کبھی پرندے کے انڈوں کو خواب میں دیکھنا دراہم و دنانیر جمع کرنے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

فائدہ: ابن بشکوال نے احمد بن محمد عطار سے ان کے والد کے حوالے سے یہ قصہ نقل کیا ہے۔ احمد بن محمد کے والد کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا۔ وہ بیس سال تک قید خانہ میں قید کی حالت میں رہا اور اس بات سے بالکل مایوس ہو چکا تھا کہ اپنے اہل وعیال کو دیکھ سکے گا۔ قیدی کہتا ہے کہ ایک رات میں اپنے اہل وعیال کے لئے فکر مند ہو کر رو رہا تھا کہ اسی دوران مجھے ایک پرندہ نظر آیا جو قید خانہ کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا تھا اور وہ ایک دعا پڑھ رہا تھا۔ تو میں نے پرندے سے سن کر اس دعا کو یاد کر لیا پھر میں نے تین رات تک یہ دعا مسلسل پڑھی پھر تیسری رات دعا پڑھنے کے بعد میں سو گیا' جب صبح بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ کو مکان کی چھت پر پایا۔ وہ قیدی کہتا ہے کہ میں چھت سے نیچے اتر کر اپنے گھر والوں کی طرف گیا تو میری حالت دیکھ کر سب گھبرا گئے اور انہوں نے مجھے پہچان لیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد میں حج کے لئے گیا تو میں نے دوران طواف یہ دعا پڑھی تو ایک بوڑھے نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ یہ دعا تم نے کہاں سے سیکھی ہے کیونکہ یہ دعا تو صرف ایک پرندہ اڑتے ہوئے پڑھتا ہے جو بلاد روم میں پایا جاتا ہے۔ تو میں نے اس بزرگ کو اپنا قصہ سنایا کہ میں بلاد رم میں قید تھا تو ایک پرندے سے میں نے اس دعا کو سیکھا اور پھر پڑھا تو میں رہا ہو گیا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ وہ قید میں رہنے والا شخص کہتا ہے کہ میں نے بزرگ سے اس کے نام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا میں خضر (علیہ السلام) ہوں۔ (اور وہ دعا یہ ہے "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے وہ ذات جس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور جس کو خیالات پا نہیں سکتے اور صفت کرنے والے جس کی صفت بیان کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتے اور جو زمانے کے حوادث سے خوفزدہ نہیں ہوتا جو پہاڑوں کے وزن' سمندروں کی گہرائی اور بارش کے قطرات اور درختوں کے اوراق کی تعداد سے واقف ہے اور ہر اس چیز کی تعداد سے واقف ہے جس پر رات آتی ہے اور دن طلوع ہوتا ہے' کوئی آسمان اور کوئی زمین اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ اور کوئی پہاڑ ایسا نہیں کہ جس کے سخت ونرم سے وہ واقف نہ ہو اور کوئی سمندر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی گہرائی میں اور ساحل پر کیا ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے بہترین عمل کو میرا آخری عمل بنا دے اور میرے بہترین دن کو اپنی ملاقات کا دن بنا۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو مجھ سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ اے اللہ جو مجھ سے قریب ہو تو بھی اس کے قریب ہو جا اور جو مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کرے تو بھی اسے ہلاک کر دے اور جو میرے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اسے پکڑ لے اور جو میرے لئے آگ بھڑکائے تو اس کی آگ کو بجھا دے اور جو مجھ پر غم کا بوجھ ڈھائے تو اس کے غم کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہو جا اور مجھے اپنی محفوظ زرہ میں رکھ لے اور اپنے محفوظ پردہ میں چھپا لے۔ اے وہ ذات جو میرے لئے ہر چیز کے واسطے کافی ہے میرے لئے کافی ہو جا ہر اس دنیا وآخرت کے معاملہ کے لئے جو مجھے پیش آئے اور میرے قول اور عمل کو سچا بنا دے اے شفیق اے رفیق میری ہر تنگی کو کھول دے اور مجھ پر اس چیز کا بوجھ نہ ڈال جسے میں اٹھا نہ سکوں۔ تو میرا حقیقی معبود برحق ہے۔ اے برہان کو روشن کرنے والے' اے قوی الارکان' اے وہ ذات جس کی رحمت ہر جگہ ہے اور اس جگہ بھی ہے اور کوئی مکان جس سے خالی نہیں ہے۔ اپنی اس آنکھ سے میری حفاظت فرما جس کے لئے نیند نہیں ہے اور مجھے اپنی حفاظت میں لے جو ہر ایک کی پہنچ سے بالاتر ہے۔ اصل میں میرا دل اس پر مطمئن ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نہیں ہلاک ہو سکتا جبکہ تیری رحمت

میرے ساتھ ہو۔اے میری امیدوں کے مرجع اپنی قدرت کے ذریعے مجھ پر رحم فرما۔اے عظیم جس سے بڑے بڑے کاموں کی امید رکھی جاتی ہے۔اے علیم اے حلیم تو میری حاجت کو جانتا ہے اور تو میری رہائی پر قادر ہے اور یہ تجھ پر بہت آسان ہے۔میری رہائی کے فیصلے سے مجھ پر احسان فرما۔اے اکرم الاکرمین اے جواد الاجودین اے اسرع الحاسبین اے رب العالمین مجھ پر رحم فرما اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گناہوں پر بھی رحم فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔اے اللہ ہماری دعا کو قبول فرما جس طرح تو نے ان لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرمایا اپنے فضل وکرم سے ہماری کشائش میں جلدی فرما۔اے ارحم الراحمین بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے۔ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم النبیین ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب سب پر (بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے)

اس دعا کے ایک ٹکڑے کو طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس سے گزرے جو نماز میں یہ دعا پڑھ رہا تھا۔وہ کہہ رہا تھا اے وہ ذات جسے آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور جو خیال وگمان کی رسائی سے بالاتر ہے اور نہ ہی وصف بیان کرنے والے اس کا وصف بیان کر سکیں اور حوادث جس کو متغیر نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ زمانے کی گردشوں سے ڈرتا ہے اور وہ پہاڑوں کے بوجھ سے واقف ہے اور ہر اس چیز کی تعداد سے واقف ہے جس پر رات آتی ہے اور دن طلوع ہوتا ہے کوئی آسمان اور کوئی زمین اس کی نظروں سے چھپے ہوئے نہیں ہے اور کوئی سمندر نہیں مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی گہرائیوں میں کیا ہے اور کوئی پہاڑ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کے سخت پتھروں کے رازوں کو بھی جانتا ہے۔اے اللہ میری بہترین عمر کو میری آخری عمر بنا۔میرے بہترین عمل کو میرا آخری عمل بنا دے اور میرے بہترین دن کو اپنی ملاقات کا دن بنا دے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی پر ایک شخص کو متعین کر دیا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ جب اعرابی نے نماز مکمل کر لی تو اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔اصل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے لایا گیا تھا۔جب اعرابی آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا اسے ہبہ کر دیا اور فرمایا اے اعرابی تو کس قبیلہ سے ہے۔اعرابی نے کہا کہ میں بنی عامر بن صعصعہ سے ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سونا تجھے کیوں عطا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ صلہ رحمی کے لئے یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی بھی ایک حق ہے لیکن میں نے یہ سونا تجھے اس لئے عطا کیا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد وثنا کی ہے۔

الطبطاب

''الطبطاب'' یہ ایک ایسا پرندہ ہے جس کے دو بڑے بڑے کان ہوتے ہیں۔

الطبوع

''الطبوع'' اس کا مطلب چیچڑی ہے۔عنقریب انشاءاللہ ''باب القاف'' میں اس کی تفصیل آئے گی۔

الطثبرج

''الطثبرج'' حضرت جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چیونٹی ہے۔عنقریب انشاء اللہ ''باب النون'' میں اس کا ذکر آئے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چھوٹی چیونٹی ہے۔

الطحن

''الطحن'' جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک جانور ہے۔ زمخشری نے ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب گرگٹ کے مشابہ ایک جانور ہے۔ بچے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ ہمارے لئے آٹا پیس'' وہ چکی کی طرح گھومتا ہے یہاں تک کہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے۔

الطرسوخ

''الطرسوخ'' اس کا مطلب بحری مچھلی ہے۔اگر اس مچھلی کو پکا کر کھا لیا جائے تو آنکھوں میں جالا پیدا ہو جاتا ہے۔

طرغلودس

''طرغلودس'' چکور کی طرح کا ایک پرندہ ہے۔ یہ پرندہ اندلس میں پایا جاتا ہے اور اہل اندلس اسے اچھی طرح پہچانتے ہیں اور اسے ''الفریس'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ حضرت امام رازی علیہ الرحمہ نے کتاب الکافی میں لکھا ہے کہ ''طرغلودس'' تمام چڑیوں سے چھوٹی چڑیا کو کہتے ہیں جس کا رنگ گندمی ہوتا ہے اور اس کے رنگ میں کچھ سرخی اور کچھ زردی بھی پائی جاتی ہے۔ اس کے بازوؤں میں ایک سنہری پر ہوتا ہے۔ اس کی چونچ باریک ہوتی ہے اور اس کی دم پر متعدد سفید نقطے ہوتے ہیں۔

یہ چڑیا ہمیشہ بولتی رہتی ہے۔ چڑیوں کی اس قسم میں جو فربہ چڑیا ہوتی ہے اس کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے۔

حکم: یہ چڑیا حلال ہے۔

خواص: اس چڑیا کا گوشت مثانہ کی پتھری کو توڑ دیتا ہے۔ اگر مثانہ میں پتھری بننے پر اس چڑیا کا گوشت کھا لیا جائے تو اس کا گوشت مثانہ میں پتھری کو بننے سے روکتا ہے۔

الطرف

''الطرف'' اس کا مطلب شریف النسل گھوڑا ہے۔

الطفام

''الطفام'' اس کا مطلب رذیل قسم کا پرندہ اور درندہ ہے اور اسی طرح رذیل انسان کے لئے بھی ''الطفام'' کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ واحد اور جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ابن سیدہ کا یہی قول ہے۔

الطفل

''الطفل'' اس کا مطلب تمام حیوانات اور بنی آدم کی نرینہ اولاد ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''اطفال'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن اکثر اوقات واحد اور جمع کے لئے ''الجنب'' کی طرح ''الطفل'' ہی استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص

''یا وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں''۔ (النور آیت 31)

اسی طرح کہا جاتا ہے (مطفل ہرنی کے ساتھ اس کے بچے ہیں) ''مطفل'' اس ہرنی یا اونٹنی کو کہا جاتا ہے جس کو بچہ جنے ہوئے کچھ ہی مدت گزری ہو۔ مطفل کی جمع کے لئے ''مطافیل'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ابوذئب نے کہا ہے کہ

وان حدیثا منك لو تبذیلنه ... جنی النحل فی البان عوذ مکافل

مطافیل ابکار حدیث نتاجها ... تشاب بماء مثل ماء المفاصل

فیاعجبا لمن ربیت طفلا ... القمه باطراف البنان

اعلمه الرمایة کل یوم ... فلما استد ساعده رمانی

اعلمه الفتوة کل وقت ... فلما طر شاربه جفانی

وکم علمته نظم القوافی ... فلما قال قافیة هجانی

''اور بے شک تیرے بارے میں گفتگو اگر تجھے پسند ہو تو گویا کہ شہد کی مکھیاں ہیں جو پھلوں اور پھولوں سے رس حاصل کر رہی ہیں''۔

''چھوٹے بچے ہیں جو کم سنی کی عمر سے گزر رہے ہیں اور جوانی کی طرف اس تیزی کے ساتھ بڑھ رہے ہیں گویا کہ کوئی پانی میں تیر رہا ہے''۔

ایک دوسرے شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

''تجھے اس بچے پر حیرانی ہے جس کو میں نے پالا اور میں اسے اپنے ہاتھوں کے پوروں سے غذا کھلاتا رہا''۔

''میں ہر روز اس کو تیر چلانے کا طریقہ سکھاتا تھا' جب وہ تیر اندازی کے رموز کو جان گیا تو اس نے مجھ پر ہی تیر چلا دیا''۔

''میں ہر وقت اسے جوانمردی کی تعلیم دیتا تھا۔ جب وہ جوان ہوگا تو اس نے مجھ پر ظلم کرنا شروع کر دیا''۔

''اور کئی بار میں نے اس کو قافیہ سازی کی تعلیم دی' جب وہ قافیہ (یعنی شعر) کہنے لگا تو اس نے میری ہجو شروع کر دی''۔

ذو الطیفتین

''ذو الطیفتین'' اس کا مطلب ایک قسم کا خبیث سانپ ہے۔ الطفیة کا مطلب ''ضوصة القمل'' گوگل (ایک

درخت کا نام ہے) کی پتی کو کہا جاتا ہے۔اس کی جمع کے لئے "طفی" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

سو سانپ کی پشت پر پائی جانے والی دو لکیروں کو گوگل کی دو پتیوں سے تشبیہ دیتے ہوئے اس سانپ کو "ذو الطفیتین" کہا جاتا ہے۔علامہ زمخشری نے "کتاب العین" میں لکھا ہے کہ "الطفیۃ" شریر پتلے سانپ کو کہا جاتا ہے۔شاعر نے کہا ہے کہ

وھم یذلونھا من بعد عزتھا کما تذل الطفی من رقیۃ الراقی

"اور اس کو عزت کے بعد ایسے ذلیل کرتے ہیں جیسے شریر سانپ دم کرنے والے کے کلام سے ذلیل ہو جاتا ہے۔

ابن سیدہ کا بھی یہی قول ہے۔

حدیث میں ذکر: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم سراج السالکین انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو اور خاص طور پر "ذو الطفیتین" اور ابتر کو بھی قتل کرو کیونکہ یہ دونوں سانپ حمل کو گرا دیتے ہیں اور آنکھوں کی روشنی ختم کر دیتے ہیں۔

(بخاری رقم الحدیث 3297 مسلم رقم الحدیث 2233 ترمذی رقم الحدیث 1403 ابوداؤد رقم الحدیث 5252 ابن ماجہ رقم الحدیث 3535 مسند حمیدی رقم الحدیث 620 مسند امام احمد رقم الحدیث 121)

شیخ الاسلام علامہ نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ علماء کا قول ہے کہ "الطفیتان" سانپ کی پشت پر پائی جانے والی دو لکیروں کو کہا جاتا ہے اور "ابتر" کا مطلب "قصیر الذنب" (چھوٹی دم والا سانپ) ہے۔نضر بن شمیل نے کہا ہے کہ "ابتر" کا مطلب سانپ کی ایک قسم ہے جو نیلگوں اور چھوٹی دم والے ہوتے ہیں۔جب کوئی حاملہ عورت اس سانپ کو دیکھ لے تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔امام مسلم علیہ الرحمہ نے زہری علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں: حمل کا گرنا اس سانپ کی شدت کی وجہ سے ہے۔حدیث میں ذکر "یلتمسان البصر" کے بارے میں دو تاویلیں کی گئی ہیں لیکن دونوں میں سے سب سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے سانپ کی آنکھوں میں جو خاصیت رکھی ہے اس کے اثر سے صرف اس کی طرف دیکھنے سے ہی انسان کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو جاتی ہے۔مسلم شریف کی روایت کے ان الفاظ "یخطفان البصر" (یہ دونوں سانپ آنکھوں کی بینائی کو اچک لیتے ہیں) یہ بھی اسی تاویل کی تائید ہوتی ہے لیکن اس کے بارے میں بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ یخطفان البصر کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں سانپ ڈسنے کے لئے آنکھوں کا نشانہ لیتے ہیں۔

اہل علم نے کہا ہے کہ سانپ کی ایک قسم کا نام "ناظر" بھی ہے جب اس کی نظر کسی انسان پر پڑ جائے تو وہ انسان اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے۔ابوالعباس قرطبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ان دونوں قسم کے سانپوں کی خاصیت ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے۔اصل میں ابوالفرج بن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "کشف المشکل لمانی فی الصحیحین" میں لکھا ہے کہ عراق عجم میں سانپ کی بعض اقسام ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی انسان کی موت ہو جاتی ہے اور بعض اس قسم کے سانپ ہیں کہ ان کے راستے پر گزرنے سے ہی انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

الطلح

''الطلح''اس کا مطلب چیچڑی ہے۔اس کا ذکر القرد کے تحت قاف کے باب میں آئے گا۔کعب بن زہیر نے کہا ہے کہ

وجلدها من اطوم لا یؤیسه طلح بضاحیة المتنین مهزول

''اور اس کی جلد الحوام سے ہے جو عام جلدوں کی طرح نہیں ہے اور وہ ان سواریوں کی پشت پر ڈالی جاتی ہے جو سواریوں کے لئے دبلے کئے گئے ہیں''۔

الطلا

''الطلا''اس کا مطلب کھر والے جانوروں کا بچہ ہے۔اس کی جمع کے لئے''اطلاء''کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (طلا اور اس کی ماں کا کیا حال ہے)

یہ ضرب المثل ایسے شخص کے لئے استعمال کی جاتی ہے جس کی مصیبت ختم ہو جائے اور اس کی زبان دراز ہو جائے۔

الطلی

''الطلی''اس کا مطلب بکری کے چھوٹے بچے ہیں۔اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ''الطلی''کے معنی باندھنے کے آتے ہیں اور بکری کے چھوٹے بچوں کے پاؤں بھی رسیوں سے کسی کھونٹی وغیرہ سے باندھے جاتے ہیں اس لئے انہیں''الطلی''کہا جاتا ہے۔اس کی جمع کے لئے''طلیان''کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس طرح''رغیف''کی جمع کے لئے''رغفان''کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

الطمروق

"الطمروق" ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چمگادڑ ہے۔اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

الطمل

"الطمل" اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔اس کے لئے الطملال اور الاطلس کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جس طرح کہ ''باب الذال''میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الطنبور

"الطنبور"اس کا مطلب ایک قسم کی بھڑ ہے جو لکڑی کو کھاتی ہے۔امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مہذب میں لکھا ہے کہ ڈنگ مارنے والے جانوروں کے حکم (یعنی حرمت) سے ٹڈی مستثنٰی ہے سونڈی قطعی طور پر حلال ہے۔اسی طرح صحیح قول کے مطابق قنفذ کا بھی یہی قول ہے کہ وہ حلال ہے۔

الطورانی

''الطورانی'' جاحظ نے کہا ہے کہ یہ کبوتر کی ایک قسم ہے۔اصل میں اس کا ذکر ''باب الحاء'' میں گزر چکا ہے۔

الطوبالة

''الطوبالة'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب بھیڑ ہے۔عنقریب انشاءاللہ باب النون میں اس کا ذکر آئے گا۔

الطول

''الطول'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے۔

الطوطی

''الطوطی'' حجۃ الاسلام ابوحامد امام غزالی علیہ الرحمہ نے ''الباب الثانی فی حکم الکسب'' کے شروع میں لکھا ہے کہ طوطی کا مطلب طوطا ہے اور اس کا ذکر باب الباء میں ''الببغاء'' کے تحت گزر چکا ہے۔

الطیر

''الطیر'' (پرندے) یہ طائر کی جمع ہے جس طرح صاحب کی جمع صحب آتی ہے اور طیر کی جمع کے لئے طیور اور اطیار کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں جس طرح فرخ کی جمع کے لیے فروخ اور افراخ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اصل میں طیر کا اطلاق واحد پر ہی ہوتا ہے۔

فوائد: اللہ رب العزت نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا:

فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے۔(پارہ3، سورہ البقرۃ، آیت 260)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موز گدھ کوا مرغ وغیرہ چار پرندے لئے تھے۔بعض اہل علم کا یہ قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ پرندے کبوتر کوا مرغ اور بطخ لئے تھے۔مجاہد علیہ الرحمہ نے حضرت عطاء علیہ الرحمہ اور ابن جریج علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ چار پرندے موز مرغ کبوتر اور کوا لئے تھے۔بعض اہل علم کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر سبز بطخ سیاہ کوا سفید کبوتر اور سرخ مرغ لئے تھے۔بعض اہل علم کا یہ قول ہے کہ ''اربعۃ'' کی وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ طبائع حیوانی چار ہیں اور ان پرندوں میں ہر ایک پرندے پر ایک طبع کا غلبہ تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے ان چار پرندوں کو ذبح کرنے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ ان کے گوشت پروں اور خون وغیرہ کو ایک جگہ خلط ملط کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ بھی حکم دیا کہ ان چاروں کے اعضاء کو چار مختلف پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھینک دو۔بعض اہل علم کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان پرندوں کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا تھا اور ان کے جسم کے باقی اجزاء کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھینک دیا تھا۔پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان

پرندوں کو آواز دی تو وہ پرندے زندہ ہو کر اپنے بال و پر کا جامہ پہن کر اپنے سروں سے آملے۔ اس واقعہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ حیات ابدی نفس کی چار شہوتوں کو ختم کرنے سے حاصل ہوتی ہے (1) ظاہری رونق کو ختم کرنا جو کہ مور کا خاصہ ہے۔ (2) جفتی کے لئے مادہ پر یک دم چڑھ جانا جو کہ مرغ کی خاصیت ہے۔ (3) امید سے دوری جو کہ کوے کا خاصہ ہے۔ (4) بلندی اور خواہشات کی تیزی۔ ان میں تمام حیوانات کے خصائل پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ یعنی مردوں کو زندہ کرنے کے اظہار کے لئے دو ماکول اور دو غیر ماکول پرندوں کو جمع کیا ہے اسی طرح دو ایسے پرندے ہیں جن سے محبت کی جاتی ہے یعنی مرغ اور کبوتر اور دو ایسے پرندے ہیں جن سے نفرت کی جاتی ہے کوا اور مور۔

اسی طرح دو تیز پرواز کرنے والے پرندے یعنی کبوتر اور کوا ہیں اور دو سست رفتار پرندے یعنی مرغ اور مور ہیں۔ اسی طرح دو ایسے پرندوں کو جمع کیا جن کے مذکر و مؤنث میں تمیز ہو سکتی ہے یعنی مور اور مرغ اور ایک ایسے پرندے کو جمع کیا جس کے مذکر و مؤنث میں تمیز صرف ماہر شخص ہی کر سکتا ہے یعنی کبوتر اور اس کے ساتھ ایک ایسا پرندہ جمع کیا جس کے مذکر و مؤنث میں تمیز مشکل ہوتی ہے یعنی کوا ابن ساعاتی نے کیا خوب کہا ہے

والطل فی سلك الغصون كلؤ لوء	رطب يصافحه النسيم فيسقط
والطير يقرأ والغدير صحيفة	والريح يكتب والغمام ينقط

''اور بارش درخت کی شاخوں کی لڑی میں تر موتی کی طرح ہے کہ صبح کی ہوا جب اس سے مصافحہ کرتی ہے تو وہ گر جاتا ہے''۔

''اور پرندے پڑھتے ہیں اور غدیر صحیفہ ہے اور ہوا لکھتی ہے اور بادی نقطے لگانے کا کام سرانجام دیتے ہیں''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ شاعر نے اپنے اشعار میں بہت عمدہ تقسیم کی ہے۔

فائدہ اولیٰ: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی یزید سے انہوں نے سباع بن ثابت سے انہوں نے حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو اپنی جگہ پر بیٹھا رہنے دو۔ ایک روایت میں ''مکناتھا'' کی بجائے ''وکناتھا'' کے الفاظ آئے ہیں لیکن مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد علیہ الرحمہ، اصحاب سنن، حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا: اے عبداللہ (یعنی امام شافعی علیہ الرحمہ) اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا بے شک اہل عرب پرندوں سے فال لیا کرتے تھے۔ جب کوئی آدمی سفر کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلتا تو اس کا گزر کسی پرندہ پر ہوتا تو وہ اس پرندے کو اس کی جگہ سے اڑا دیتا۔ اگر پرندہ دائیں طرف اڑ جاتا تو وہ اپنی حاجت کے لئے سفر کو جاری رکھتا اور اگر پرندہ بائیں طرف اڑ جاتا تو وہ آدمی واپس اپنے گھر کی طرف لوٹ جاتا۔ نبی کریم، سراج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پرندوں کو اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہنے دو (یعنی ان سے بدفالی نہ لو)۔ راوی کہتے

ہیں کہ حضرت سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ سے اس کے بعد کوئی شخص اس حدیث کی تفسیر پوچھے تو آپ اس حدیث کی وہی تفسیر بیان کرتے جو امام شافعی علیہ الرحمہ نے ان کے سامنے بیان کی تھی۔ احمد بن مہاجر کہتے ہیں کہ میں نے اصمعی علیہ الرحمہ سے اس حدیث کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے وہی تفسیر بیان کی جو امام شافعی علیہ الرحمہ نے بیان کی تھی لیکن میں نے وکیع علیہ الرحمہ سے اس حدیث کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے رات کے شکار کی ممانعت مراد ہے' میں نے وکیع علیہ الرحمہ کے سامنے امام شافعی علیہ الرحمہ کے قول کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے پسند فرمایا۔ نیز فرمایا کہ میں تو اس حدیث کی تفسیر یہ سمجھتا تھا کہ اس کا مطلب رات کے شکار کی ممانعت ہے۔ بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت یونس بن عبدالاعلیٰ رضی اللہ عنہ سے "اقروا الطیر فی مکانتھا" کے بارے میں سوال کیا۔ تو یونس بن عبدالاعلیٰ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کو پسند فرماتا ہے اور پھر اس کے بعد فرمایا کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "اقروا الطیر فی مکانتھا" کی یہ تفسیر بیان کی ہے۔ یونس بن عبدالاعلیٰ نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے منقول تفسیر اس شخص کو سنادی اور فرمایا کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ اس حدیث کی تفسیر کرنے میں "نسیج وحدہ" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابن قتیبہ نے "نسیج وحدہ" کے بارے میں فرمایا کہ اس کا مطلب ایک باریک اور نفیس کپڑا ہے جس کا مثل تیار کرنا بہت مشکل ہے اور اگر کپڑا عام ہو تو اس کی طرح کا تیار کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ ہر معزز شخص کو بھی استعارہ کے طور پر "نسیج وحدہ" کہا جاتا ہے۔ صیدلانی نے شرح المختصر میں لکھا ہے کہ "المکنة" کاف کے کسرہ کے ساتھ سکونت کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ صیدلانی نے مزید کہا ہے کہ اس حدیث کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ حدیث میں رات کے وقت پرندوں کے شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دوسرا قول وہی ہے کہ جو حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اوپر نقل کیا گیا ہے۔ تیسرا قول ابوعبید قاسم بن سلام کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی تفسیر یہ ہے کہ پرندہ جب اپنے انڈوں پر بیٹھتا ہے تو اسے وہاں سے نہ اٹھایا جائے کیونکہ انڈوں سے پرندے کو اٹھانے کی صورت میں انڈے خراب ہو سکتے ہیں۔ نیز "المکن" کا مطلب گوہ کے انڈے ہیں۔ صیدلانی نے کہا ہے کہ اس مطلب کی رو سے ضروری ہے کہ "المکنة" کو کاف کے کسرہ کے بجائے کاف ساکن کے ساتھ یعنی "المکنة" پڑھا جائے جس طرح "تمرة" اور اس کی جمع "تمرات" آتی ہے۔

دوسرا فائدہ: الطیرة (طاء کے کسرہ اور یاء کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب وہ چیز ہے جس سے بدشگونی لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اور جب برائی پہنچتی ہے تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے سن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے۔ (پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت 131)

یعنی ان کی شقاوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو کچھ پیش آتا ہے وہ بقضاء وقدرت خداوندی سے پیش آتا ہے۔

کہا جاتا ہے "تطیر طیراۃ" (اس نے بدشگونی لی) اور (اس نے نیک شگونی لی) خیرہ اور طیرہ کے علاوہ اس وزن پر اور کوئی مصدر نہیں آتا۔ یہ بدشگونی عرب کو ان کے مقاصد سے روکتی تھی۔ شریعت نے اس کی نفی کر دی اور اس عقیدہ کو نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول نے باطل قرار دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام میں "طیرۃ" (بدشگونی) کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ اس سے بہتر فال ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! فال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک کلمہ ہے، جس کو تم میں سے کوئی سنے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے فال پسند ہے اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔ اہل عرب دائیں اور بائیں طرف سے فال لیتے تھے۔ اہل عرب ہرنوں اور پرندوں کو راہ فرار پر مجبور کرتے تھے۔ اگر وہ ہرن یا پرندہ دائیں طرف بھاگ جاتا تو اسے برکت والا سمجھتے تھے اور اپنے سفروں کو اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاتے تھے۔ اور اگر وہ ہرن یا پرندہ بائیں طرف دوڑتا تو اسے منحوس سمجھتے اور اپنے ارادوں سے رک جاتے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "طیرۃ" شرک ہے مطلب طیرہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اس سے نفع ونقصان پہنچ سکتا ہے شرک ہے۔ الطیرہ طیر سے نکلا ہے کیونکہ اہل عرب کے عقیدہ کے مطابق جیسے پرندہ سرعت کے ساتھ اڑتا ہے اسی سرعت کے ساتھ مصیبتیں لاحق ہو جاتی ہیں فال مہموز ہے لیکن اس میں ہمزہ کو ترک کرنا بھی جائز ہے۔ اصل میں حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فال کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب نیک کلمہ ہے۔ فال کا استعمال عموماً خوشی کے موقع پر ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس بھی اس کا استعمال ہوتا ہے لیکن "طیرۃ" کا استعمال ہمیشہ برائی میں استعمال ہوتا ہے۔ اہل علم نے فرمایا ہے کہ نبی کریم، صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان (میں فال کو پسند کرتا ہوں) کی تفسیر یہ ہے کہ جب انسان اللہ کے فضل وکرم کا امیدوار ہوتا ہے تو اسے ضرور بھلائی حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی امید کو منقطع کر دیتا ہے تو اسے ضرور برائی پہنچتی ہے۔ طیرہ میں ہمیشہ برائی ہی متوقع ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم میں سے کوئی شخص بھی طیرہ اور بدگمانی سے محفوظ نہیں ہے۔ ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں بدگمانی ہو جائے تو اس کو حقیقت نہ سمجھو۔ (رواہ الطبرانی وابن ابی الدنیا)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ عنقریب انشاء اللہ "طیرۃ" کے بارے میں مزید تفصیل "باب الاسلام" میں "الفتحہ" کے تحت آئے گی۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "مفتاح دار السعادۃ" میں ذکر ہے کہ جان لو کہ بدشگونی اسی کے لئے مضر ہے جو اس سے ڈرتا ہے اور جو اس کی پرواہ نہیں کرتا بدشگونی اسے نقصان نہیں دیتی لیکن اگر بدشگونی کے وقت یہ دعا پڑھی جائے تو پھر کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

اللھم لا طیر الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا الہ غیرك اللھم لا یاتی الحسنات الا انت ولا یذھب بالسیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بك

"اے اللہ تیرے طیر کے علاوہ کوئی طیر نہیں اور تیری خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں۔اے اللہ تمام بھلائیاں تیری ہی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے اور برائیوں کو تو ہی دور کر سکتا ہے اور نیکی کرنے کی قوت اور برائی سے بچنے کی طاقت تجھ ہی سے حاصل ہوتی ہے"۔اور جو شخص طیر کا اہتمام وخیال کرتا ہے تو یہ اس شخص کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے جس تیزی سے سیلاب کا پانی کسی ڈھلان کی طرف بڑھتا ہے اور ایسے شخص کے دل میں وساوس کا دروازہ کھل جاتا ہے اور شیطان اس کے ذہن میں ایسی قریب وبعید مناسبتیں لاتا ہے جس سے اس کا دین تباہ ہو جاتا ہے اور زندگی خراب ہو جاتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا توکل: ابن عبدالحکم نے کہا ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے تو ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے چاند کو دیکھا تو وہ دبران میں تھا۔تو میں نے ناپسند کیا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو یہ کہوں کیوں کہ چاند دبران (چاند کی ایک منزل جو برج ثور کے پانچ ستاروں کے درمیان میں ہے) میں ہے۔میں نے کہا آپ چاند کی طرف نہیں دیکھتے کہ آج کی رات یہ کس قدر مستوی ہے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے چاند کی طرف دیکھا تو وہ دبران میں تھا۔آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تیرا ارادہ یہ تھا کہ تو مجھے اس بات کی خبر دے کہ چاند دبران میں ہے۔تو ہم نہیں نکلتے سورج کے بھروسہ پر اور نہ چاند کے بھروسہ پر بلکہ ہم اللہ تعالیٰ جو واحد وقہار ہے کے بھروسہ پر نکلتے ہیں۔

جعفر بن یحییٰ برمکی کا قصہ: ابن خلکان نے کہا ہے کہ ابونواس کو پیش آنے والے قبیح واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جعفر بن یحییٰ برمکی نے ایک گھر بنوایا اور اس کی تعمیر میں اپنی تمام کوششوں کو صرف کر دیا۔جب مکان پورا ہو گیا اور جعفر اس مکان میں منتقل ہو گیا تو ابونواس نے اس مکان کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا:

اربع البلی ان الخشوع لبادی	علیك وانی لم اخنك ودادی
سلام علی الدنیا اذا ما فقدتم	بنی برمك من رائحین و غادی

"اللہ کرے یہ نیا گھر اپنے رہنے والوں کے لئے خوشگوار ہو اور تم جان لو کہ میں نے تمہاری محبت میں کوئی خیانت نہیں کی"۔

"سلام ہو دنیا پر جبکہ تم بنو برمک کو گم کر دو تو تمہیں ہر آنے اور جانے والے کی طرف سے سلامتی کے پیغامات موصول ہوں گے"۔

"برمک نے بدشگونی لی اور کہنے لگے کیا تو نے ہمیں موت کی خبر دی ہے اے ابونواس سو تھوڑی ہی مدت گزری تھی یہاں تک کہ رشید ان پر غالب آ گیا اور بنو برمک کی بدشگونی صحیح ہو گئی"۔

طبری، خطیب بغدادی اور ابن خلکان نے کہا ہے کہ جعفر بن یحییٰ برمکی نے ایک محل بنوایا جس کی تعمیر اور آرائش وغیرہ مکمل ہو گئی تو اس نے اس میں رہنے کا ارادہ کیا اور محل میں منتقل ہونے کے لئے مناسب وقت کے انتخاب کے لئے نجومیوں کو جمع کیا۔ نجومیوں نے جعفر کے لئے شام کا وقت محل میں جانے کے لئے موزوں قرار دیا۔جعفر اس وقت پر محل کی طرف چل دیا۔راستے

سنسان تھے۔لوگ اپنے گھروں میں سورہے تھے۔جعفر کو اچانک ایک شخص نظر آیا جو یہ شعر پڑھ رہا تھا:

تدبر بالنجوم ولست تدری ورب النجم یفعل ما یشاء

''تو ستاروں کے ذریعے اپنے انجام کے بارے میں غور وفکر کررہا ہے تو اس بات کو نہیں جانتا کہ ستاروں کا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔

سو جعفر نے اس شعر سے بدشگونی لی اور اس شخص کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ دوبارہ شعر پڑھو۔اس نے دوبارہ شعر پڑا۔جعفر نے کہا تو نے یہ شعر کس مقصد کے لئے پڑھا ہے؟اس شخص نے کہا یہ شعر میں نے کسی خاص مقصد کے لئے نہیں پڑھا بلکہ میں کسی سوچ میں گم تھا کہ یہ شعر میری زبان پر جاری ہوگیا۔جعفر نے حکم دیا کہ اس کو ایک دینار دیا جائے۔اور جعفر روانہ ہوگیا لیکن اس کے چہرے سے خوشی کے آثار معدوم ہوگئے اور زندگی بے کار ہوگئی۔تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ رشیدان پر غالب آگیا۔علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ عنقریب انشاء اللہ جعفر کے قتل کا ذکر باب العین میں بیان ہوگا۔ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ''تمہید'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جسے ابن لہیعہ ابن ہبیرہ سے نقل کرتے ہیں۔وہ عبدالرحمٰن الجبلی سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بدشگونی کی وجہ سے اپنی حاجت سے رک جائے سو اصل میں اس نے شرک کیا۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!اس کا کیا کفارہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اسے چاہئے کہ وہ یہ کلمات کہے''اللھم لاطیر الا طیرك ولاخیر الاخیرك ولا الہ غیرك'' پھر اس کے بعد وہ اپنی حاجت میں مصروف ہوجائے۔

مدنی التجاء: قاضی ابوبکر بن عربی نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قرآن کریم سے فال لینا قطعی طور پر حرام ہے۔ قراضی نے علامہ ابوالولید طرطوشی علیہ الرحمہ سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔ابن بطۃ حنبلی نے قرآن سے فال لینا مباح قرار دیا ہے۔علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے (شوافع کے) مذہب کے مطابق قرآن مجید سے فال لینا مکروہ ہے۔

ولید بن یزید بن عبدالملک کا تذکرہ: الماوردی نے کہا ہے کہ کتاب ''ادب الدین والدنیا'' میں ذکر ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے ایک دن قرآن کریم سے فال لی۔یہ آیت نکلی:

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ○

اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا۔(پارہ 13،سورہ ابراہیم،آیت 15)

ولید بن یزید نے قرآن کریم کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور یہ اشعار پڑھے:

اتوعد کل جبار عنید فھا انا ذاك جبارٍ عنید

اذا ما جئت ربك یوم حشر فقل یا رب مزقنی الولید

''کیا تو ہر سرکش اور ضدی کو ڈراتا ہے'میں ہی وہ ضدی اور سرکش ہوں''۔

''جب تو حشر کے دن اپنے رب کے پاس حاضر ہو تو اسے کہنا اے میرے رب مجھے ولید نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا''۔

فائدہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کو وہ بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ والحاکم)

حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث کسب معاش سے دستبردار ہو کر بیٹھ رہنے پر دلالت نہیں کرتی بلکہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رزق کو تلاش کیا جائے اور اللہ پر بھروسہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر لوگ اپنی آمد و رفت اور دوسرے تصرفات میں اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور یہ جان لیں کہ تمام بھلائی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور بھلائی کا حصول اسی کی طرف سے ہوتا ہے تو ایسے لوگ ہمیشہ سالم اور غنی ہو کر لوٹیں گے جس طرح پرندے صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس آتے ہیں لیکن لوگ اپنی قوت اور کمائی پر بھروسہ کرتے ہیں اور یہ بات توکل کے خلاف ہے۔ احیاء العلوم میں ''کتاب احکام الکسب'' کے شروع میں مذکور ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھ جائے اور کہے کہ میں کچھ بھی نہیں کروں گا اور میرا رزق صحیح مجھے مل جائے گا تو حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا یہ آدمی علم سے ناواقف ہے کیا اس نے نبی کریم، رسول بے مثال، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سائے کے نیچے رکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرندوں کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم خشکی اور تری میں تجارت کرتے تھے اور اپنے باغات میں کام کرتے تھے۔ ہمارے لئے ان کی اتباع ضروری ہے۔

فتویٰ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ یہ ہے کہ توکل کاشتکاروں کے عمل میں ہے کیونکہ کسان کاشت کاری کرتے ہیں اور اپنے بیج وغیرہ زمین میں ڈال دیتے ہیں۔ یہی لوگ اللہ پر توکل کرنے والے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کی تائید اس واقعہ سے بھی ہے جس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور عسکری نے ''الامثال'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یمن کے کچھ لوگوں سے ملے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے ہم متوکلین ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے جھوٹی بات کہی ہے کیونکہ متوکلین تو وہ لوگ ہیں جو اپنا بیج مٹی میں بکھیر دیتے ہیں اور ''رب الارباب'' پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بعض قدیم فقہاء بیت المقدس کا اسی پر فتویٰ ہے امام رافعی علیہ الرحمہ اور امام نووی علیہ الرحمہ نے کاشتکاری کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ زراعت توکل کے زیادہ قریب ہے۔ شعب الایمان میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اپنی اونٹنی کو کھلا چھوڑ دوں اور توکل کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اونٹنی کو باندھو اور توکل کرو۔

حلیمی نے کہا ہے کہ مستحب ہے ہر اس شخص کے لئے جو زمین میں بیج وغیرہ ڈالے وہ تعوذ (یعنی اعوذ باللہ من الشیطن

الرحیم) پڑھنے کے بعد یہ آیت پڑھے:

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○ (الواقعہ' آیت 63-64)

تو بھلا بتاؤ جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا کیا ہم بنانے والے ہیں۔ (پارہ 27، سورہ الواقعہ، آیت 63-64)

اور یہ کلمات بھی پڑھے: ''بلکہ اللہ ہی رزاع ہے وہی بیج کو اگانے والا ہے اور وہی مبلغ ہے۔ اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنی رحمت نازل فرما اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر بھی اور ہم کو اس بیج کا ثمر عطا فرما اور اس کے نقصان سے ہمیں دور رکھ اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں''۔

ابوثور نے فرمایا کہ میں نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے سنا' وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک وصاف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب کو بلند فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔ (پارہ 19، سورہ الفرقان، آیت 58)

یہ اس لئے ہے کہ بے شک لوگ توکل کے بارے میں بہت سے احوال پر تھے۔ کوئی اپنی ذات پر بھروسہ کرتا تھا تو کوئی اپنے مال پر بھروسہ کرتا تھا اور کوئی اپنی جان اور کوئی اپنی ہیبت اور کوئی اپنی سلطنت پر بھروسہ کرتا تھا۔ کسی کو اپنے پیشہ پر بھروسہ تھا اور کسی کو اپنے غلہ پر بھروسہ تھا اور کسی کو دوسرے لوگوں پر بھروسہ تھا۔ یہ توکل فنا ہونے والی چیزوں پر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان تمام چیزوں سے پاک فرمایا اور حکم دیا کہ اس ذات پر توکل کر جو زندہ ہے اور جس کے لئے موت نہیں۔ علامہ شیخ الشریعۃ والحقیقت ابوطالب مکی نے اپنی کتاب ''قوت القلوب'' میں لکھا ہے کہ بے شک علماء اللہ تعالیٰ پر اس لئے توکل نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دنیا کی حفاظت کرے اور ان کی مرادوں اور مرضیات کو پورا کرے اور نہ ہی وہ اس لئے توکل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی محبوب چیزوں کے بارے میں فیصلہ فرمائے اور ان کے ناپسندیدہ کاموں کے وقوع کو روک دے یا اپنی سابقہ مشیت کو ان کی عقل کے مطابق بدل دے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے امتحان وآزمائش کے طریقے کو ان کے لئے تبدیل کر دے بلکہ اللہ تعالیٰ علماء کرام کے نزدیک اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے اور ان کو اس کی معرفت حاصل ہے۔ اگر کوئی عارف ان مذکورہ مقاصد میں سے کسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ ضروری ہے کہ اس گناہ کبیرہ سے توبہ کرے اور اس کا یہ توکل معصیت ہے۔ اہل علم کا توکل یہ ہے کہ ان افراد نے اپنے نفوس کو احکام خداوندی پر صابر بنا دیا ہے کہ وہ جس طرح بھی ہوں ان پر رضامندی کا اظہار کرے اور ان کے دل ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔

فائدہ: حضرت کعب بن احبار نے فرمایا ہے کہ بے شک پرندہ بارہ میل کی بلندی تک اڑ سکتا ہے اور اس سے بلند پرواز نہیں کر سکتا اس لئے کہ زمین وآسمان کی درمیانی ہوا کو ''الجو'' کہتے ہیں اور اس کے اوپر ''اسکاک'' ہے۔

تعبیر: پرندے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر رزق سے دی جاتی ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

وما الرزق الطائر اعجب الوری ... فمدت لہ من کل فن حبائل

''رزق تمام مخلوق کا محبوب پرندہ ہے جس کے شکار کے لئے ہر فن سے جال بچھا دیئے گئے ہیں''۔

نیز پرندے کو خواب میں دیکھنا سعادت و ریاضت کی طرف اشارہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کالے پرندے کو خواب میں دیکھنا برے اعمال اور سفید پرندے کو خواب میں دیکھنا نیک اعمال کی نشانی ہے۔ خواب میں کسی جگہ اترتے اور اڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھنے کی تعبیر فرشتوں سے دی جاتی ہے۔ ایسے پرندوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر جو انسانوں سے مانوس ہوتے ہیں بیویوں اور اولاد سے دی جاتی ہے اور غیر مانوس پرندوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عجمیوں کی صحبت سے دی جاتی ہے۔ عقاب کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر شر' تنگدستی اور تاوان سے دی جاتی ہے۔ سدھائے ہوئے شکاری پرندے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عزت' سلطنت' فوائد اور رزق سے دی جاتی ہے۔ ماکول اللحم پرندے کو خواب میں دیکھنا آسان ترین نفع کی طرف اشارہ ہے اور آواز والے پرندے کو خواب میں دیکھنا نیک لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ نر پرندوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مردوں اور مادہ پرندوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عورتوں سے دی جاتی ہے۔ غیر معروف پرندوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر اجنبی افراد سے دی جاتی ہے ایسے پرندوں کو خواب میں دیکھنا جو خیر و شر دونوں کے حامل ہوں اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو مشکل کے بعد راحت اور تنگی کے بعد وسعت حاصل ہوگی۔ رات کے وقت نظر آنے والے پرندے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر جرأت' شدتِ طلب اور اخفاء سے دی جاتی ہے۔

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ بے قیمت پرندہ قیمت والا ہو گا تو یہ سود کی طرف اشارہ ہے اور بعض اوقات اس کی تعبیر باطل طریقہ سے کھائے جانے والے مال کی طرف اشارہ ہے۔ اگر کسی نے خواب میں ایسے پرندوں کو جو کسی خاص وقت رونما ہوتے ہیں بغیر وقت کے رونما ہوتے ہوئے دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اشیاء کا غلط موقع پر استعمال ہو رہا ہے یا یہ انوکھی خبروں کی طرف اشارہ ہے یا اس کی تعبیر لایعنی چیزوں میں مشغولیت سے دی جاتی ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ تمام اقسام کے بارے میں ہم نے خواب کی تعبیر کے اصول بیان کر دیئے ہیں سو آپ غور و فکر کر کے قیاس کیجئے۔

اہل تعبیر کا فرمان: خواب کی تعبیر بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ تمام پرندوں کا کلام صالح اور جید ہے۔ جو شخص خواب میں کسی پرندے کو کلام کرتے ہوئے دیکھے تو اس کی شان بلند ہوگی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝

اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔

(پارہ 19، سورہ النمل، آیت 16)

معبرین نے بحری پرندوں' مور اور مرغ کی آواز کو مکروہ سمجھا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی آوازیں غم و فکر اور موت کی خبر پر دلالت کرتی ہیں۔ نر شتر مرغ کی آواز بہادر خادم کی طرف سے قتل کی طرف اشارہ ہے۔ اگر شتر مرغ کی آواز کو خواب میں برا محسوس کیا تو یہ خادم کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے۔ کبوتر کی غٹرغوں کو خواب میں سننے کی تعبیر قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی عورت سے دی جاتی ہے۔ خطاف (ایک پرندہ) کی آواز کو خواب میں سننے کی تعبیر واعظ کرنے والے آدمی کی نصیحت سے دی

جاتی ہے۔واللہ اعلم

خاتمہ: ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''انس العزیز وبغیة المرید'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دس پرندوں کا ذکر ان کے ناموں کے ساتھ فرمادیا ہے۔

1:۔سورۂ بقرہ میں مچھر کا تذکرہ ہے۔

2:۔سورۂ مائدہ میں کوے کا ذکر ہے۔

3:۔سورۂ اعراف میں ٹڈی کا ذکر ہے۔

4:۔سورۂ نحل میں شہد کی مکھی کا ذکر ہے۔

5:۔سورۂ بقرہ میں اور سورۂ طٰہٰ میں ''سلوٰی'' کا ذکر ہے۔

6:۔سورۂ نمل میں چیونٹی کا ذکر ہے۔

7:۔سورۂ نمل میں ہدہد کا ذکر ہے۔

8:۔سورۂ حج میں مکھی کا ذکر ہے۔

9:۔سورۂ قارعہ میں فراش (پروانے) کا ذکر ہے۔

10:۔سورۂ فیل میں ابابیل کا ذکر ہے۔

سو یہ دس پرندے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

طیر والعراقیب

''طیر والعراقیب'' اہل عرب کے نزدیک اس کا مطلب شگون کا پرندہ ہے۔ اہل عرب ہر اس پرندے کو ''طیرہ العراقیب'' کہتے ہیں جس سے وہ بدشگونی لیتے ہیں۔

احکام: جو شخص کسی کا پنجرہ کھول کر اس کے پرندے کو باہر نکالے وہ پرندہ اڑ جائے تو جس شخص نے پنجرہ کھولا وہ پرندے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور کسی نے صرف پنجرہ ہی کھولا لیکن پرندے کو اڑانے کی کوشش نہیں کی تو اس کے بارے میں تین قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ وہ پرندے کی قیمت کا مطلقاً ضامن ہوگا۔ دوسرا قول ہے کہ وہ پرندے کی قیمت کا مطلقاً ضامن نہیں ہو گا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر پنجرہ کھلتے ہی پرندہ اڑ گیا تو پنجرہ کھولنے والا شخص پرندے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر پنجرہ کھلنے کے بعد پرندہ اس میں ٹھہرا رہا اور پھر کچھ دیر کے بعد اڑ گیا تو پنجرہ کھولنے والا پرندے کی قیمت کا ضامن نہیں ہوگا کیونکہ پنجرہ کھلنے کے بعد پرندے کا اڑ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ پرندے کی اڑان پنجرہ کو کھولنے کی وجہ سے عمل میں آئی ہے اور پنجرہ کھلنے کے وقت پرندے کا ٹھہرنا اور پھر اڑ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ پرندہ اپنے اختیار سے اڑا ہے۔ یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ اگر پنجرے سے نکلتے وقت پرندے نے کوئی چیز توڑ دی یا کوئی چیز ضائع کردی یا بلی نے پرندے کو ہلاک کردیا تو ان تمام صورتوں

میں پنجرہ کھولنے والا نقصان کا ضامن ہوگا۔ واللہ اعلم۔

طیر الماء

"طیر الماء" (پانی کا پرندہ) اس کے لقب کے لئے ابو محل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس پرندے کو ابن الماء اور بنات الماء بھی کہا جاتا ہے۔

حکم: امام رافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پرندے کی تمام قسمیں "اللقلق" (سارس کی قسم کا ایک پرندہ ہے) کے علاوہ حلال ہیں۔ "اللقلق" صحیح قول کے مطابق حرام ہے۔ رویانی نے طیر الماء کے بارے میں حمیری سے حلت اور حرمت کے دونوں قول نقل کئے ہیں لیکن صحیح قول امام رافعی کا یہی ہے۔ طیر الماء میں بطؔ اوز اور مالک الحزین بھی شامل ہیں۔ ابو عاصم عبادی نے کہا ہے کہ طیر الماء کی اقسام کی تعداد ایک سو کے قریب ہے اور اہل عرب ان میں سے اکثر کے ناموں کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے کہ ان کے ممالک میں ان کا وجود نہیں ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (یعنی ان کے سروں پر پرندہ ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا ان میں سے ہر ایک کے سر پر ایک پرندہ ہے اور وہ اس کے شکار کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ حرکت نہیں کر رہا۔ یہ صفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس کی ہوتی تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرمایا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شریک ہونے والے اپنی گردنوں کو جھکا لیتے تھے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساکن رہتے تھے اور آپس میں گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو غور سے سنتے تھے۔ پرندہ نہیں بیٹھتا مگر ساکت چیز پر جوہری نے کہا ہے کہ اس ضرب المثل کی اصل یہ ہے کہ کوا جب اونٹ کے سر پر بیٹھتا ہے تا کہ وہ چیچڑی کو پکڑ کر اپنی غذا بنالے تو چیچڑی کے پکڑنے سے اونٹ کو سکون محسوس ہوتا ہے۔ اونٹ اس خوف سے کہ کہیں یہ فرار نہ ہو جائے حرکت نہیں کرتا۔

طیطوی

"طیطوی" ارسطاطالیس نے "کتاب النعوت" میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جو ہمیشہ پانی میں رہتا ہے اور ان سے بھی الگ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ یہ پرندہ نہ کوئی زمین سے اگنے والی چیز کھاتا ہے اور نہ ہی گوشت بلکہ اس کی خوراک وہ بدبودار کیڑے ہیں جو تھوڑے رکے ہوئے پانی کے کناروں اور جھاڑی وغیرہ میں ہوتے ہیں۔ باز اپنی بیماری کے وقت اس پرندے کو تلاش کرتا ہے۔ اس لئے کہ باز عموماً حرارت کی وجہ سے جگر کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اس پرندے کو تلاش کر کے اس کا جگر کھالیتا ہے تو اس کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اصل میں طیطوی پرسکون زندگی گزارتا ہے۔ اپنی جگہ نہیں بدلتا اور چیختا رہتا ہے۔ جب باز اس کو تلاش کرتا ہے تو یہ بھاگ جاتا ہے اور اپنی جگہ بدل لیتا ہے۔ اگر یہ پرندہ رات کے وقت اپنی جگہ سے بھاگ جائے تو چیختا اور چلاتا ہے اور اگر دن کے وقت اپنی جگہ سے بھاگے تو خاموشی کے ساتھ گھاس میں چھپ جاتا ہے۔

پرندوں کا کلام: حضرت ثعلبی رضی اللہ عنہ اور حضرت بغوی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے سورۃ النمل کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس قول

وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ

اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی۔ (پارہ 19، سورہ النمل، آیت 16)

کے بارے میں کہا ہے کہ پرندوں کی بولی کو "منطق الطیر" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی گفتگو بھی انسانی گفتگو کی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔ ان حضرات نے کعب احبار اور فرقد سنجی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو بلبل کیا کہہ رہی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم نہیں جانتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے آدھی کھجور کھالی اور دنیا تباہ ہونے والی ہے۔

پھر آپ علیہ السلام ہدہد کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ ہدہد کہہ رہا ہے کہ جب قضاء خداوندی کا نزول ہوتا ہے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ کعب کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ہدہد کہتا ہے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اور فاختہ کہتی ہے اے کاش یہ مخلوق پیدا نہ ہوتی اور جب پیدا ہوگئی تو اپنی پیدائش کے مقصد کو جان لیتی۔ جب اس نے اپنی پیدائش کا مطلب جان لیا تو کاش یہ مخلوق اپنے علم پر عمل کرتی۔ لٹورا کہتا ہے کہ میرا رب جو بہت اعلیٰ ہے اور اس کی تسبیح زمین و آسمان کے برابر ہے۔ کیکڑا کہتا ہے اے گنہگارو! اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ طیطوی کہتا ہے کہ ہر زندہ کے لئے موت ہے اور ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ خطاف کہتا ہے بھلائی کو آگے بھیجو اس کو تم اللہ کے پاس پاؤ گے۔ ورشان (نرقمری) کہتا ہے کہ موت کی تیاری کرو اور اجڑے گھروں کو آباد کرو۔ مور کہتا ہے جیسا کرو گے ویسا ہی پھل پاؤ گے۔ کبوتری کہتی ہے پاک ہے میرا رب جس کا ذکر ہر زبان پر جاری ہے۔ سیپی کہتی ہے کہ رحمٰن عرش پر قائم ہے۔ عقاب کہتا ہے لوگوں سے دور رہنے میں انس ہے۔ جب خطاف چیختی ہے تو وہ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتی ہے اور جب ولا الضالین پر پہنچتی ہے تو اس پر مد کرتی ہے جس طرح قاری مد کرتا ہے۔ بازی کہتا ہے کہ میں اپنے رب کی تسبیح وتمہید کرتا ہوں۔ قمری کہتی ہے پاک ہے میرا رب جو بلند و بالا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک قمری یا کریم کا ورد کرتی ہے۔ کوا دسواں حصہ لینے والوں پر لعنت کرتا اور ان کے لئے بددعا کرتا ہے۔ چیل کہتی ہے کہ ہر چیز سوائے اللہ کے ہلاک ہونے والی ہے۔ طوطا کہتا ہے ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو دنیا کی فکر میں لگا ہے۔ زرزور کہتا ہے اے اللہ میں تجھ سے آج کے رزق کا سوال کرتا ہوں۔ چنڈول کہتی ہے اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کے ساتھ بغض رکھنے والوں پر لعنت فرما۔ مرغ کہتا ہے اے غافل رہنے والو اللہ کا ذکر کرو۔ گدھ کہتا ہے اے ابن آدم جیسے چاہے زندگی گزار، سو بے شک تجھے مرنا ہی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ دو شکروں میں مقابلے کے وقت گھوڑا کہتا ہے کہ "سبوح قدوس ربنا ورب الملئکة والروح"۔ گدھا ٹیکس وصول کرنے والے پر لعنت بھیجتا ہے۔ مینڈک کہتا ہے "سبحان ربی الاعلیٰ"

تعبیر: علامہ ابن سیرین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ طیطلوی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عورت سے دی جاتی ہے۔

خواص: طیطوی کا گوشت کھانے سے انسان کا پیٹ صاف ہو جاتا ہے اور انسان کی قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

الطیہوج

"الطیہوج" (طاء کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب چھوٹی چکور کی طرح کا ایک پرندہ ہے جس کی گردن سرخ ہوتی ہے اور اس کی چونچ اور پاؤں چکور کی چونچ اور پاؤں کی طرح سرخ ہوتے ہیں۔ نیز اس کے دونوں بازوؤں کے نیچے سیاہی اور سپیدی ہوتی ہے۔ یہ پرندہ بیبی کی طرح ہلکا پھلکا ہوتا ہے۔

حکم: یہ پرندہ حلال ہے۔

خواص: طیہوج کا گوشت گرم ہوتا ہے۔ یوحنا کا یہی قول ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس پرندے کا گوشت معتدل ہوتا ہے اور ہضم کے لحاظ سے اس گوشت کا تیسرا نمبر ہے۔ اس پرندے کی قسم سے جو پرندہ فربہ ہو اس کا گوشت موسم خریف میں استعمال کرنا قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے لیکن بیماری کے علاج کے وقت اس کا گوشت نقصان دہ ہوتا ہے البتہ دلیہ میں پکانے سے اس کی مضرت ختم ہو جاتی ہے۔ اس پرندے کا گوشت کھانے سے معتدل خون پیدا ہوتا ہے اور معتدل مزاج والے بچوں کے لئے اس کا گوشت بے حد مفید ہے۔ اس کا گوشت موسم ربیع میں استعمال کرنا بے حد نفع بخش ہے۔ یہ پرندہ بلاد مشرق میں پایا جاتا ہے۔ طیہوج، دلاج اور چکور غذائیت، اعتدال اور لطافت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ طیہوج سب سے پہلے نمبر پر ہے اور دلاج دوسرے اور چکور تیسرے نمبر پر ہے۔

بنت طبق وام طبق

"بنت طبق وام طبق" اس کا مطلب کچھوا ہے۔ اصل میں سین کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا سانپ ہے جو چھ دن سوتا ہے اور ساتویں دن بیدار ہوتا ہے۔ جس چیز پر اس سانپ کی پھنکار پڑتی ہے تو وہ ہلاک ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مثالیں: اہل عرب کہتے ہیں (فلاں شخص ایک بنت طبق اپنے ساتھ لایا) یہ مثال اس شخص کے لئے استعمال کی جاتی ہے جس سے کوئی بہت بڑا فعل سرزد ہو جائے۔

باب الظاء المعجمة

الظبی

''الظبی ''اس کا مطلب لومڑی ہے۔اس کی جمع کے لئے''اظب' ظباء اور ظبی''کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اس کی مؤنث''ظبیة''اوراس کی جمع کے لئے ظبیات اور ظباء آتی ہے۔''ارض مظباة''کا مطلب ایسی جگہ جہاں بکثرت ہرن پائے جاتے ہیں۔''ظبیة''ایک عورت کا نام بھی ہے جو دجال سے پہلے نمودار ہوگی اور مسلمانوں کو دجال سے ڈرائے گی۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ کرخی نے کہا یہ محض ان کا وہم ہی ہے کیونکہ''الغزال''تو ہرن کا چھوٹا بچہ ہے جو ابھی جوان نہ ہوا ہو اوراس کے سینگ بھی نمودار نہ ہوئے ہوں۔امام نووی علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے جو امام علامہ دمیری علیہ الرحمہ کا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔نیز امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صاحب تنبیہ کا یہ قول''فان اتلف ظبا ماحضا''صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح ''ظبیة ماخضا''ہے اس لئے کہ''ماحض''حاملہ کو کہا جاتا ہے اور مؤنث کے لئے''ظبیة''اور مذکر کے لئے''ظبی''کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔اس کی جمع''ظباء''آتی ہے جس طرح''رکوة''کی جمع''رکاء''آتی ہے۔اس لئے کہ جو معتل''فعلة''کے وزن پر ہوگا اس کی جمع ہمیشہ الف ممدودہ کے ساتھ آئے گی۔صرف لفظ''القریة''اس قاعدے کے خلاف آتا ہے کیونکہ اس کی جمع خلاف قیاس قری آتی ہے۔علامہ جوہری علیہ الرحمہ کا یہی قول ہے۔ہرن کی کنیت کے لئے''ام الخشف 'ام شادن اور ام الطلاء'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ہرن مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں اوراس کی تین قسمیں ہیں۔ہرن کی ایک قسم ایسی ہے جس کو''آلادم''کہا جاتا ہے۔یہ ہرن بالکل سفید رنگ کا ہوتا ہے اور یہ ہرن ریتلے علاقوں میں پایا جاتا ہے۔اسے''ضان الظباء''(ہرنوں کے مینڈھے) بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے جسم پر بہت گوشت اور چربی ہوتی ہے۔ہرن کی دوسری قسم کو ''العفر''کہا جاتا ہے۔اس کا رنگ سرخ اور یہ چھوٹی گردن والا ہوتا ہے۔یہ ہرن تمام ہرنوں سے دوڑنے میں بہت کمزور ہوتا ہے۔یہ ہرن زمین کے بلند اور سخت مقام پر اپنا ٹھکانہ بناتا ہے۔کمیت نے کہا ہے کہ

وکنا اذا جبار قوم ارادنا بکید حملناه علی قرن اغفرا

''اور جب کسی قوم نے ہمیں دھوکہ دینا چاہا تو ہم نے اسے''عفر''(ہرن) کے سینگوں پر اٹھالیا''۔

مطلب ہم اس قوم کو قتل کر دیتے ہیں اور ہم ان کے سروں کو نیزوں پر اٹھالیتے ہیں۔اس زمانے میں ہرن کے سینگ کے بھی نیزے بنائے جاتے تھے۔ہرن کی تیسری قسم کو''آلادم''کہا جاتا ہے۔اس قسم کے ہرنوں کی ٹانگیں اور گردنیں بہت لمبی ہوتی ہیں اور ان کے پیٹ بہت سفید ہوتے ہیں۔ہرن کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے اور یہ فرار ہونے میں

تمام جانوروں سے زیادہ تیز بھاگتا ہے۔ ہرن جب اپنی خوابگاہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ الٹے پاؤں داخل ہوتا ہے اور اپنی آنکھیں سامنے رکھتا ہے۔ اس ڈر سے کہ کہیں اسے اور اس کے بچوں کو کوئی جانور نہ دیکھ لے۔ اگر ہرن کو اس بات کا علم ہو جائے کہ اسے کسی جانور نے دیکھ لیا ہے تو وہ اپنی خوابگاہ میں داخل نہیں ہوتا حنظل ہرن کی پسندیدہ غذا ہے۔ ہرن اس کو بڑے مزے سے کھاتا ہے۔ ہرن سمندر کا کھارا پانی پی کر بھی لطف حاصل کرتا ہے۔ ابن قتیبہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہرن کا بچہ جو ایک سال کا ہو جائے اس کے لئے ''طلاء'' (طاء کے فتحہ کے ساتھ) اور خشف (خاء کے کسرہ کے ساتھ) کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ پھر جب ہرن کا بچہ دو سال کا ہو جاتا ہے تو اسے ''جذع'' کہا جاتا ہے اور تین سال کے بچے کو ثنی کہتے ہیں اور اس کے بعد ہرن کا یہ بچہ ثنی ہی کہلاتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ ابن خلکان نے حضرت جعفر صادق کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ اگر کوئی محرم آدمی ہرن کے رباعی دانت توڑ دے تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بیٹے میں نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ تو حضرت جعفر صادق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہرن رباعی نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ ثنی ہوتا ہے۔ کشاجم نے کتاب المصاید والمطارد میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ جوہری علیہ الرحمہ نے س-ن-ن کے مادہ میں اونٹ کی تعریف میں شاعر کے اس شعر کے بارے میں کہا ہے کہ

فجاءت کسن الظبی لم ار مثلھا　　　شفاء علیل او حلوبة جائع

''وہ اونٹنی ہرن کی عمر میں آئی میں نے اس کی طرح کوئی اونٹنی نہیں دیکھی' وہ بیمار کے لئے شفا یا بھوکے کے لئے دودھ دینے والی ہے''۔

شاعر نے اپنے شعر میں جس اونٹنی کا ذکر کیا ہے وہ ثنی تھی اور ثنی اس جانور کو کہتے ہیں جو دو دانت ہو جائے اور ہرن ہمیشہ ثنی مطلب دو دانتا ہی رہتا ہے۔

ابن شبرمہ نے کہا ہے کہ میں اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' میں نے عرض کیا یہ آدمی عراق کا فقیہ ہے۔ تو حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید یہ وہی شخص ہے جو دین میں اپنی رائے کے ذریعے قیاس کرتا ہے۔ کیا یہ نعمان بن ثابت ہے۔

ابن شبرمہ نے کہا ہے کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نام سے آج تک واقف نہیں ہو سکا۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہاں میں وہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے۔ حضرت جعفر صادق نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی رائے کے ذریعے دین میں قیاس نہ کرو۔ اس لئے کہ سب سے پہلے اپنی رائے میں قیاس کرنے والا ابلیس ہے جبکہ اس نے یہ کہا تھا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ ابلیس نے اپنے قیاس میں خطا کی تو وہ گمراہ ہو گیا پھر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تمہارے سر کو تمہارے جسم پر قیاس کیا جائے۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا نہیں۔ پھر حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم مجھے اس بات کی خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے ملوحت کو آنکھوں میں

اور جھلی کو کانوں میں اور پانی کو نتھنوں میں اور مٹھاس کو دو ہونٹوں میں کیوں پیدا فرمایا؟

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو پیدا فرمایا اور ان پر چربی چڑھادی اور ان میں ملوحت کو پیدا فرمایا۔ ابن آدم پر احسان کرتے ہوئے اور اگر آنکھوں میں ملوحت نہ ہوتی تو آنکھوں کی چربی پگھل جاتی اور آنکھیں ضائع ہو جاتیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر احسان کرتے ہوئے اس کے کانوں میں جھلی کو پیدا فرمایا اور اگر کانوں میں جھلی نہ ہوتی تو اس میں جانور وغیرہ گھس جاتے اور انسان کا دماغ کھا جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ناک کے نتھنوں میں پانی یعنی رطوبت اس لئے پیدا فرمائی تاکہ سانس کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہے اور انسان خراب ہوا باہر نکالے اور اس کے ذریعے تازہ ہوا حاصل کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے دو ہونٹوں میں مٹھاس کو اس لئے پیدا فرمایا تاکہ انسان اس کے ذریعے کھانے اور پینے کی چیزوں کی لذت حاصل کر سکے۔ پھر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ مجھے ایسے کلمہ کے بارے میں بتاؤ جس کا پہلا حصہ شرک ہو اور آخری حصہ ایمان ہو۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔ اگر کوئی شخص کہے ''لا الہ'' پھر خاموش ہو جائے تو یہ شرک ہے پھر فرمایا کسی کو ناحق قتل کرنے اور زنا میں کون سا جرم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ہے؟ امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا کسی انسان کو ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مبغوض ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے قتل نفس میں دو گواہوں کی شہادت کو معتبر مانا ہے لیکن زنا میں چار گواہوں کی شہادت کو ضروری قرار دیا ہے۔ قیاس نے تمہاری مدد کیوں نہیں کی۔ پھر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ کا درجہ زیادہ ہے یا نماز کا۔ ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا نماز کا درجہ زیادہ ہے۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزہ کی قضاء تو کرتی ہے لیکن نماز کی قضا نہیں کرتی۔ اے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ سے ڈر اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کر۔ بے شک ہم اور ہمارے مخالفین اللہ کے سامنے کل یعنی روز قیامت کھڑے ہوں گے۔ ہم کہیں گے ''قال اللہ وقال رسول اللہ'' اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اور تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے)۔ (ہم نے سنا اور ہم نے رائے دی یعنی قیاس کیا) سو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اور تمہارے لئے جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ زنا میں چار گواہوں سے کم کی شہادت قبول نہ کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ زنا قتل سے بڑھ کر ہے بلکہ ایسا ستر یعنی پردہ پوشی کے لئے کہا گیا ہے تاکہ مسلمان کی آبروریزی نہ ہو اور حائضہ عورت سے نماز کی قضا کو دور کرنا اس لئے ہے کہ نماز کی قضاء میں روزہ کی قضاء سے زیادہ مشقت ہے کیونکہ روزہ تو سال بھر میں ایک دفعہ آتا ہے اور نماز تمام دن رات میں پانچ مرتبہ ہے۔ واللہ اعلم (اس لئے اگر حائضہ عورت کو نماز کی قضاء کا مکلف بنایا جائے تو وہ مشقت اور تنگی میں مبتلا ہو جائے گی کیونکہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے تو ان دنوں کی قضاء نمازوں کو شمار کیا جائے تو کم از کم پندرہ نمازیں اور زیادہ سے زیادہ پچاس نمازیں ہو جائیں گی۔ اس لئے اس مشقت کو دور کرنے کے لئے ضروری تھا کہ عورت

کے لئے دوران حیض قضاء ہونے والی نمازیں معاف ہوں)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا نسب: حضرت جعفر صادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرقہ امامیہ کے عقیدہ کے مطابق بارہ اماموں میں سے ایک امام ہیں اور آپ سادات اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ کو صادق کا لقب آپ کے صدق قول کی وجہ سے ملا۔ کیمیاء فال اور شگون کے بارے میں آپ کے بہت سے اقوال ہیں۔ باب الجیم میں ''الجفرۃ'' کے تحت گزر چکا ہے کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب ادب الکاتب میں لکھا ہے کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کتاب الجفر میں ہر اس چیز کو لکھ دیا ہے جس کا علم اہل بیت کے لئے ضروری ہے اور قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کو بھی اس کتاب میں بیان فرمادیا ہے۔ ابن خلکان نے بھی اسی طرح حکایت بیان کی ہے۔ بہت سے لوگ ''کتاب الجفر'' کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں لیکن یہ ان کا وہم ہے۔ صحیح بات ہے کہ ''کتاب الجفر'' حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ہی وضع کیا تھا۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وصیت: حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کو وصیت کی آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! میری وصیت کو یاد کرلے سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت پائے گا۔ اے میرے بیٹے بے شک جو شخص اپنی قسمت پر قناعت کرتا ہے وہ بے نیاز رہتا ہے اور جو دوسروں کے ہاتھ کی طرف اپنی آنکھ اٹھاتا (ان سے مال کا خواہش مند ہوتا) ہے تو وہ تنگدستی کی حالت میں مرتا ہے اور جو شخص اس پر راضی نہیں ہوتا جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو متہم کرتا ہے اور جو شخص اپنے جرم کو عظیم سمجھتا ہے تو اسے دوسروں کے جرم ہلکے نظر آتے ہیں۔ اے میرے بیٹے جو شخص دوسروں کی پردہ داری نہیں کرتا اس کے گھر کے پردے منکشف ہوجاتے ہیں اور جو شخص بغاوت کی تلوار سونتا ہے وہ اسی تلوار سے قتل ہوجاتا ہے اور جو شخص اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے اور وہ خود ہی اس میں گر جاتا ہے جو شخص بیوقوفوں کے پاس جاتا ہے وہ معتبر ہوجاتا ہے اور جو شخص علماء کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ معزز ہوجاتا ہے اور جو شخص برے مقامات پر جاتا ہے وہ متہم ہوجاتا ہے۔ اے میرے بیٹے ہمیشہ حق بات کہو خواہ تمہارے حق میں ہو یا تمہارے خلاف ہو اور تیرے لئے ضروری ہے تو چغلی خوری سے پرہیز کرے کیونکہ چغل خوری لوگوں کے دلوں میں بغض وعداوت پیدا کردیتی ہے۔ اے میرے بیٹے! جب تو سخاوت کو طلب کرنے کا ارادہ کرے تو تجھے چاہئے کہ سخاوت کو کانوں یعنی خزانوں میں تلاش کرے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ مہنگائی میں انسان کی بھوک زیادہ ہوجاتی ہے اور ارزانی میں بھوک کم ہوجاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی پیدائش زمین سے ہوئی ہے اور یہ سب زمین کی اولاد ہیں' جب زمین پر قحط کا غلبہ ہوجائے تو انسان بھی قحط میں مبتلا ہوجاتا ہے اور جب زمین سرسبز ہوجاتی ہے تو انسان بھی سرسبز ہوجاتے ہیں۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت 80ھ اور بعض اہل علم کے نزدیک 83ھ میں ہوئی اور آپ کی وفات 160ھ میں ہوئی۔

حدیث شریف میں ہرن کا تذکرہ: نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا گزر حالت احرام میں ایک ہرن پر ہوا جو درخت کے سایہ میں سویا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے ایک صحابی سے فرمایا اے فلاں اس جگہ کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ لوگ یہاں سے گزر جائیں تا کہ کوئی آدمی بھی ہرن کو نہ دیکھ سکے یعنی ہرن کو نہ چھیڑے۔

مستدرک میں قبیصہ بن جابر اسدی کی روایت ذکر ہے۔ قبیصہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں احرام کی حالت میں تھا۔ تو میں نے ایک ہرن کو دیکھا۔ میں نے اس کی طرف تیر پھینکا جس سے وہ زخمی ہو گیا اور اس کی موت ہو گئی۔ میرے دل میں اس کی موت کا احساس پیدا ہوا تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کے بارے میں سوال کرنے آیا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خوبصورت شخص کو پایا اور وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا آپ کی رائے میں فدیہ کے طور پر ایک بکری کافی ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں ایک بکری ذبح کروں۔ ہم ان کی مجلس سے اٹھے تو میرے ساتھی نے کہا کہ امیر المومنین نے خود آپ کو فتویٰ نہیں دیا بلکہ دوسرے شخص سے پوچھ کر جواب دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھی کی گفتگو سن لی اور ایک کوڑا اٹھا کر ان کو مار دیا اور پھر مجھے بھی کوڑا مارنے کے لئے میری طرف متوجہ ہوئے۔ تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین میں نے کچھ نہیں کہا بلکہ یہ تو میرے ساتھی کا قول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرا ارادہ یہ ہے کہ تو حرام کام کرے اور ہم فتویٰ دینے میں حد سے تجاوز کریں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک انسان میں دس عادتیں ہوں اور ان میں سے نو اچھی ہوں اور ایک بری ہو تو یہ بری عادت اس کی بقیہ تمام اچھی عادتوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ پھر فرمایا کہ تم اپنی زبان کی لغزشوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔

حکایت: المبرد نے اصمعی سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے ہرنی کو دیکھا جو پانی پی رہی تھی اس شخص سے ایک اعرابی نے کہا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تو اس ہرنی کو حاصل کر لے۔ اس شخص نے کہا ہاں۔ اعرابی نے کہا تم مجھے چار درہم دے دو تو میں ہرنی پکڑ کر تمہیں دوں گا۔ اس شخص نے اعرابی کو چار درہم دے دیئے۔ وہ اعرابی ہرنی کے قدموں کے نشانات پر چل پڑا۔ اس نے ہرنی کو پالیا یہاں تک کہ اس نے ہرنی کو سینگوں سے پکڑ لیا۔ اعرابی نے اس آدمی کو ہرنی دے دی اور وہ کہہ رہا تھا:

وھی علی البعد تلوی خدھا تزیغ شدی وازیغ شدھا

کیف تری عدوی غلام ردھا وکلما جدت ترانی عندھا

''اور وہ ہرنی دوری پر اپنے رخسار خشک کر رہی تھی وہ میری طاقت کو موڑنے کی کوشش کر رہی تھی اور میں اس کی طاقت کو موڑ رہا تھا''۔

''تیرا کیا خیال ہے اس لڑکے کی رفتار کے بارے میں کہ جب اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو میں تجھے اس کے پاس

دکھائی دیا"۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ بے شک کثیر بن عزۃ ایک دن عبدالملک بن مروان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عبدالملک نے اس سے کہا کیا تو نے اپنے آپ سے بڑھ کر عاشق کسی کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں وہ اس طرح کہ میں ایک دن جنگل میں جا رہا تھا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو جال لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو یہاں کس لئے بیٹھا ہے تو اس نے کہا کہ بھوک نے مجھے اور میری قوم کو ہلاک کر دیا۔ میں نے یہ جال لگا دیا ہے تا کہ میں اپنی قوم کے لئے کوئی شکاری حاصل کر سکوں۔ میں نے اس سے کہا: اگر میں تیرے پاس ٹھہروں تو کیا تم مجھے بھی شکار کا حصہ دو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ کثیر بن عزہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں بیٹھ گئے اور کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک ہرنی جال میں پھنس گئی۔ وہ شخص مجھ سے پہلے جال کی طرف لپکا اور اس نے ہرنی کو جال سے نکالا اور اسے آزاد کر دیا۔ میں نے کہا یہ تو نے کیا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس ہرنی کو دیکھ کر میرا دل غم سے لبریز ہو گیا کیونکہ یہ لیلیٰ کی طرح لگتی ہے۔ اس نے یہ اشعار پڑھے:

ایا شبہ لیلٰی لا تراعی فاننی	لک الیوم من وحشیۃ لصدیق
اقول وقد اطلقتھا وناقھا	فانت للیلٰی ما حییت طلیق

"اے وہ جو لیلیٰ کی طرح ہے نہ بھاگ میں آج تجھ سے اپنے دوست کے لئے وحشت محسوس کر رہا ہوں"۔

"میں نے اس کو (یعنی ہرن کو) زنجیر سے آزاد کرتے ہوئے کہا کہ تو لیلیٰ کے لئے ہے اور جب تک تیری زندگی باقی ہے تو آزاد ہے"۔

ثعلبی کی کتاب "ثمار القلوب" کے تیرھویں باب میں ذکر ہے کہ بادشاہ بہرام گور سے نشانہ باز پورے عجم میں کوئی نہیں تھا۔ ایک دن بہرام گور شکار کے لئے اونٹ پر سوار ہو کر نکلا اور اصل میں اس نے اپنی ایک لونڈی کو جس سے وہ محبت کرتا تھا اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے بہت سے ہرن نظر آئے۔ اس نے لونڈی سے کہا کہ میں ہرنوں کو کس جگہ تیر ماروں تو لونڈی نے کہا میں چاہتی ہوں کہ تو ہرنوں کے نروں کو مادہ اور ان کے مادہ کو نروں جیسا بنا دے۔ بہرام گور نے ایک دو شاخہ تیر نر ہرن کے مارا جس سے اس کے دونوں سینگ اکھڑ گئے پھر ایک ہرنی کے دو تیر مارے جو اس کے سینگوں میں پیوست ہو گئے۔ پھر اس باندی نے کہا کہ ایک ہرن کے کھر کو اس کے کان میں پرو دیا جائے۔ بہرام گور نے ایک ہرن کے کان کی جڑ میں تیر کا نشانہ لگایا جس سے اس کے کان میں سوراخ ہو گیا۔ جب ہرن کے اپنا پاؤں کان کھجلانے کے لئے کان کی طرف بڑھایا تو بہرام نے اس کے پاؤں میں تیر مارا جس سے اس کا پاؤں کان میں گھس گیا۔ پھر بہرام اور شدت جذبات میں باندی کی طرف بڑھا لیکن وہ زمین پر گر پڑی اور اسے اونٹ نے اپنے پاؤں تلے روند دیا۔ پھر بہرام نے کہا اس نے میرے عجز کے اظہار کا ارادہ کیا ہے سو ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ باندی کی موت ہو گئی۔

<u>فصل:</u> ہرن کی ایک قسم "غزال المسک" ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ یہ ہرن جسامت، ٹانگوں کے پتلے پن، کھروں کے جدا جدا ہونے اور تمام اوصاف میں تیسری قسم کے ہرنوں کی طرح ہوتا ہے لیکن اس میں نمایاں فرق یہ ہوتا ہے کہ اس کے دو

ہلکے سے دانت ہوتے ہیں جو نچلے جبڑے کی طرف باہر نکلے ہوتے ہیں جس طرح خنزیر کے دانت نچلے جبڑے کی طرف باہر نکلے ہوتے ہیں۔ان میں سے ہر ایک دانت شہادت کی انگلی سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ "غزال المسک" تبت سے ہندوستان کی طرف سفر کرتا ہے اور یہاں آ کر اپنا مشک ڈال دیتا ہے۔یہ مشک ردی قسم کا ہوتا ہے۔اس ہرن کا مشک اصل میں اس کا خون ہے جو سال کے دوران مخصوص وقت میں اس کی ناک میں جمع ہو جاتا ہے۔اس مواد کی طرح جو آہستہ آہستہ کی اعضاء کی طرف بڑھتا ہے۔ہرن کے ناف کو اللہ تعالیٰ نے مشک کے لئے کان بنا دیا ہے۔یہ ناف ہر سال اپنے رب کے حکم سے پھل دار درختوں کی طرح پھل دیتی ہے اور جب تک خون کا مواد پایا تکمیل کو نہیں پہنچتا اس وقت تک ہرن بیمار رہتا ہے۔کہا جاتا ہے اہل تبت اس ہرن کے لئے جنگلوں میں کھونٹے گاڑ دیتے ہیں تا کہ وہ ان کھونٹوں سے ٹکرا کر اپنی ناف جھاڑ دے۔قزوینی علیہ الرحمہ نے "الاشکال" میں لکھا ہے کہ "دابۃ المسک" ایک جانور پانی سے نکلتا ہے جیسے ہرن وقت مقررہ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ لوگ اس جانور کا شکار کرتے ہیں اور جب اس کو ذبح کرتے ہیں تو اس کی ناف کی نالی سے خون نکلتا ہے تو یہ خون ہی مشک کہلاتا ہے۔جس جگہ اس جانور کو ذبح کیا جاتا ہے وہاں اس میں سے خوشبو نہیں آتی لیکن جب اس کو دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے تو اس میں سے خوشبو پھوٹ پڑتی ہے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ قزوینی علیہ الرحمہ کا یہ قول ضعیف ہے اور مشہور بات وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کر دی ہے۔ابن صلاح نے اپنی کتاب "مشکل الوسیط" میں لکھا ہے کہ ابن عقیل بغدادی سے مروی ہے کہ ہرن کے ناف میں پائے جانے والے مشک کی وہی شکل ہے جو بکری کے ایک سال کے بچے کے پیٹ میں "انفحہ" کی شکل ہوتی ہے۔ابن عقیل نے بلاد مشرق کی طرف سفر کیا یہاں تک کہ وہاں ایک غزال المسک کو بلاد مغرب میں لے گئے تا کہ تحقیق کرنے کے بعد اس کے بارے میں پائے جانے والے اختلاف کو حل کیا جا سکے۔ابن صلاح کی کتاب "العطر" میں علی بن مہدی طبری سے منقول ہے کہ ہرن کے پیٹ سے انڈا نکلتا ہے۔علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک مشہور بات یہی ہے کہ مشک ہرن کے پیٹ میں فطری طور پر پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک عارضی چیز ہے جو ہرن کی ناف میں پیدا ہوتی ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔واللہ اعلم

مشک کا شرعی حکم: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسولِ اکرم، نبی محتشم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جس کا قد چھوٹا تھا لیکن یہ ایسی دو عورتوں کے ساتھ چل رہی تھی جن کا قد لمبا تھا۔اس عورت نے دو پاؤں لکڑی کے بنوائے اور ایک سونے کی انگوٹھی بنائی اور اس میں مشک بھر دیا۔یہ عورت ان دو عورتوں کے ساتھ چلی سو اسے پہچان نہ سکیں۔

اس عورت نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔شعبہ راوی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے عورت کی کیفیت سے آگاہ کیا۔

(رواہ مسلم)

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مشک تمام خوشبوؤں سے افضل اور پاکیزہ

ہے۔ نیز اس کا استعمال بدن ولباس وغیرہ میں جائز ہے۔ ان تمام مسائل پر اہل علم کا اجماع ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے اس کے بارے میں اہل تشیع حضرات کا مسلک بھی نقل کیا ہے لیکن وہ باطل ہے کیونکہ اجماع مسلمین اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اہل علم نے فرمایا ہے کہ جن احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشک کا استعمال ثابت ہے اور صحابہ سے بھی مشک کا استعمال ثابت ہے وہ اس معروف قاعدے سے مستثنیٰ ہے کہ جو چیز کسی جاندار کے جسم سے برآمد ہو وہ مردار ہے۔ علامہ قزوینی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مذکورہ حدیث میں عورت کا لکڑی کے پاؤں لگا کر چلنے کا ذکر موجود ہے جس کی وجہ سے دو لمبی عورتیں اس کو نہ پہچان سکیں۔ اس کا حکم ہماری شریعت میں یہ ہے کہ اگر ایسا کرنے کا مقصود شرعی ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو چھپائے اس لئے کہ اسے پہچان کر کوئی تکلیف نہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر ایسا کرنا یعنی لکڑی کے پاؤں وغیرہ لگانا تعظیم کے لئے ہو یا اپنے آپ کو کامل عورتوں کی طرح ثابت کرنا ہو یا لوگوں کو دھوکا دینا مقصود ہو تو اس صورت میں یہ فعل حرام ہے۔

فائدہ: دار قطنی علیہ الرحمہ اور طبرانی علیہ الرحمہ نے معجم الاوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں: رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جس نے ایک ہرنی کا شکار کیا تھا اور اسے ایک خیمہ کے ستون سے باندھ رکھا تھا۔ ہرنی نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے دو بچوں کو جنم دیا ہے۔ آپ میرے لئے ان لوگوں سے اجازت لے لیں تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا سکوں اور پھر میں ان کی طرف دوبارہ لوٹ آؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو تاکہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلائے اور پھر واپس تمہارے پاس آجائے۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے لئے اس کی طرف سے کون ضامن ہوگا۔ حضور رسول اکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ضامن ہوں۔ ان لوگوں نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ ہرنی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلایا پھر واپس ان لوگوں کے پاس آگئی۔ ان لوگوں نے اس کو باندھ دیا۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس ہرنی کو میرے ہاتھ بیچ سکتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ آپ ہی کے لئے ہے۔ تب لوگوں نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔

(طبرانی کبیر، رقم الحدیث 763، مجمع الزوائد جلد 8، صفحہ 295، الترغیب، رقم الحدیث 1186)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم نے فرمایا کہ جب اس ہرنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا تو میں نے اس جنگل میں اس ہرنی کو تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ ہرنی کہہ رہی تھی "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور شہنشاہ ابرار، دافع رنج وملال، رسول بے مثال، آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جنگل میں تھے۔ ایک پکارنے والا کہہ رہا تھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! حضور پر نور، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے لیکن کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر متوجہ ہوئے تو ایک ہرنی نظر آئی جو بندھی ہوئی تھی۔ اس ہرنی نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے قریب تشریف لائیے۔ حضور صاحب کائنات، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ اس ہرنی نے عرض کیا میرے

بچے اس پہاڑ میں ہیں سو آپ مجھے کھول دیجئے تا کہ میں ان بچوں کی طرف جاؤں اور انہیں دودھ پلا کر واپس آپ کی طرف لوٹ آؤں۔ حضور اکرم' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو ایسا کرے گی تو وہ ہرنی کہنے لگی کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار جیسے عذاب میں ڈال دے۔ حضور سید السبار کین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرنی کو کھول دیا۔ وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس لوٹ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہرنی کو باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی بھی بیدار ہو گیا جس نے اس ہرنی کو باندھا تھا۔ اس اعرابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی کوئی حاجت ہے؟ حضور مختار کل کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں' تو اس ہرنی کو آزاد کر دے۔ اس اعرابی نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔ پھر وہ ہرنی نکل کر بھاگ گئی اور وہ کہہ رہی تھی:

''اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله'' (رواہ الطبرانی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور مختار کل کائنات' صاحب جود و نوال صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ہرنی پر ہوا جو ایک خیمہ سے بندھی ہوئی تھی۔ اس ہرنی نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے بچوں کے پاس جاؤں اور انہیں دودھ پلا کر واپس آپ کے پاس آ جاؤں پھر آپ دوبارہ مجھے باندھ دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے شکار کی اور اسے باندھنے کی میں ضمانت لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرنی سے حلف کا مطالبہ کیا۔ تو ہرنی نے قسم اٹھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہرنی واپس آئی اور اصل میں اس نے اپنے بچوں کو دودھ پلا کر اپنے تھنوں کو خالی کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہرنی کو باندھ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں ہرنی کے مالکان کے پاس گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ کے طور پر اس کو طلب فرمایا۔ انہوں نے کہا: ہم نے آپ کو ہرنی ہبہ کر دی۔ حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرنی کو کھول دیا۔ پھر فرمایا اگر موت کے بارے میں وہ باتیں چوپاؤں کو معلوم ہو جائیں' تو تم جانتے ہو تو تم کسی بھی فربہ جانور کو کھانے کے لئے حاصل نہ کر سکو گے۔ صالح شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے قصیدہ میں اس کے بارے میں کہا ہے:

وجاء امرؤ قد صاد يومًا غزالة	لها ولد خشف تخلف بالكدا
فنادت رسول الله والقوم حضر	فاطلقها والقوم قد سمعوا لندا

''اور ایک شخص آیا جس نے غزالہ کا ایک دن شکار کیا تھا اور اس غزالہ (ہرنی کا ایک بچہ تھا جو چراگاہ سے پیچھے آ رہا تھا''۔

''اس ہرنی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور قوم وہاں حاضر تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا اور قوم نے ہرنی کی پکار کو سن لیا تھا''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا عنقریب انشاء اللہ دوسرے اشعار ''الشعراء'' کے تحت ذکر ہو گا۔

حکم: ہرن کی تمام اقسام کا کھانا حلال ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اگر کوئی احرام کی حالت میں ہرن کو

ہلاک کرے تو اس پر بکری واجب ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی قول ہے اور رافعی علیہ الرحمہ نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے۔ امام نووی علیہ الرحمہ نے اسی قول کو صحیح کہا ہے۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ وہم ہے کیونکہ ہرن نر ہے اور بکری مادہ ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ ہرن کی ہلاکت کی صورت میں ثنی (ہرن) کی قربانی دی جائے۔ رہی مشک تو وہ طاہر ہے۔ اسی طرح صحیح قول کے مطابق ہرن کا نافہ بھی پاک ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ ہرن سے حیات کی حالت میں الگ کیا گیا ہو۔ محاملی نے ''کتاب اللباب المسک بالظبی'' میں لکھا ہے کہ ہرن کا مشک پاک ہے۔ ''المسک بالظبی'' کہہ کر محاملی نے تبتی مشک کو جو ''فارۃ'' جانور سے حاصل ہوتا ہے' مستثنیٰ کر دیا ہے کیونکہ مشک ناپاک ہے اور فاطرہ جانور سے حاصل شدہ مشک کی نجاست سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ اس جانور کا کھانا حرام ہے کیونکہ اگر اس جانور کا گوشت کھانا حلال ہوتا تو اس سے حاصل شدہ مشک بھی ہرن سے حاصل شدہ مشک کی طرح پاک ہوتا۔ طبیب حضرات مشک تز کی بھی کہتے ہیں اور یہ مشک ان کے نزدیک بہت عمدہ ہے۔ اور ضروری ہے کہ اس کی گندگی کی وجہ سے اس کے استعمال سے بچا جائے۔ شیخ ابوعمرو بن صلاح نے قفال شاشی سے نقل کیا ہے کہ فارہ جانور کے نافہ کو اس کے مشک سے دباغت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح دوسری کھالیں دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں اسی طرح نافہ بھی مشک کی دباغت سے پاک ہو جائے گا۔ غنیۃ بن سریج کے بعض شارحین نے ذکر کیا ہے کہ وہ بال جو فارہ جانور کے ناف کے اوپر ہوتے ہیں وہ بالاتفاق ناپاک ہیں اس لئے مشک صرف اس کھال کو دباغت دیتا ہے جو اس کے ساتھ جڑی ہوتی ہے اور جو اس کے ساتھ جڑی نہیں ہوتی اس جانور کے ناف کے کنارے وغیرہ پر دباغت کا اثر نہیں ہوتا۔ علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بالوں کی ناپاکی کے بارے میں ان شارحین کا قول درست نہیں ہے کیونکہ کھال پر پائے جانے والے بال بھی تبعاً پاک ہوتے ہیں۔ ازرقی نے حرم کے شکار کے احترام کے بارے میں عبدالعزیز بن رواد سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ مقام ذی طوی میں پہنچے اور وہاں پر آرام کرنے کے لئے ٹھہرے۔ حرم کے ہرنوں میں سے ایک ہرن ان کے قریب آ گیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے ہرن کی ٹانگ پکڑ لی۔ اس کے ساتھی نے اس سے کہا تو برباد ہو جا' اسے چھوڑ دے۔ تو وہ شخص ہنستا رہا اور اس نے ہرن کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ کچھ دیر بعد ہرن نے پیشاب اور پاخانہ کیا پھر اس شخص نے اس کو چھوڑ دیا۔ رات کے وقت لوگ اپنے خیمہ میں سو گئے۔ آدھی رات کے قریب کچھ لوگ جاگے تو انہوں نے دیکھا کہ اس ہرن کو پکڑنے والے آدمی کے پیٹ پر ایک سانپ لیٹا ہوا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا تو ہلاک ہو جائے حرکت نہ کرنا وہ سانپ اس وقت تک اس آدمی کے پیٹ سے الگ نہیں ہوا جب تک اس آدمی کا پاخانہ نہیں نکلا جس طرح ہرن کا پاخانہ نکلا تھا جبکہ اس شخص نے ہرن کو ٹانگ سے پکڑ رکھا تھا۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قصی بن کلاب کے دور سے پہلے شام کے تاجروں کا ایک قافلہ آیا۔ انہوں نے وادی طویٰ میں ببول کے ان درختوں کے نیچے پڑاؤ کیا جن کے سایہ میں لوگ آرام کرتے تھے۔ لوگوں نے روٹی پکائی لیکن ان کے پاس سالن نہیں تھا۔ ان میں سے ایک شخص اپنے تیر کمان لے کر کھڑا ہوا۔ اس نے حرم شریف کی ایک ہرنی کا شکار کیا جو ان کے قریب ہی چر رہی تھی۔ وہ لوگ اس ہرنی کی کھال اتار کر اس کا سالن بنانے لگے۔ جب وہ گوشت کو

بھون رہے تھے اور ان کی ہانڈی جوش مار رہی تھی تو اچانک ہانڈی کے نیچے سے ایک آتشی بہت بڑی گردن نمودار ہوئی جس نے پورے قافلے کو جلا دیا لیکن ان لوگوں کے سامان لباس اور درختوں کو جن کے نیچے انہوں نے پڑاؤ ڈالا تھا آگ نے نہیں جلایا۔

مثالیں: اہل عرب کہتے ہیں (حرم شریف کے ہرنوں سے بھی زیادہ مامون) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (ہرن کو جیسے اس نے اپنا سایہ چھوڑ دیا) یہ مثال اس شخص کے لئے استعمال کی جاتی ہے جو چوکنا رہتا ہو۔ ''وطلہ'' اس کا مطلب وہ جگہ ہے جہاں سخت گرمی میں ہرن آرام کرتا ہے۔ جب ہرن کو اس جگہ سے نفرت ہو جائے تو وہ دوبارہ کبھی بھی اس کی طرف نہیں لوٹتا۔ عنقریب انشاء اللہ ''باب العین'' میں مزید تفصیل بیان ہوگی۔

فوائد: ابن وحشیہ نے کہا ہے کہ ہرن کا سینگ چھیل کر گھر میں اس کی دھونی دینے سے تمام زہریلے جانور بھاگ جاتے ہیں۔ ہرن کی زبان سائے میں خشک کرنے کے بعد کسی زبان دراز عورت کو کھلا دی جائے تو اس کی زبان درازی ختم ہو جائے گی۔ ہرن کا پتا کان کے درد میں مبتلا شخص اپنے کان میں ٹپکا لے تو اس کا درد ختم ہو جائے گا۔ ہرن کی مینگنی اور کھال جلا کر پیس لی جائے اور پھر بچے کے کھانا میں ملا دی جائے تو وہ بچہ مینگنی اور کھال کا سفوف کھانے کے بعد ہونہار ذہین اور فصیح زبان ہو جائے گا۔ ہرن کا مشک آنکھوں کی روشنی میں اضافہ کرتا ہے اور رطوبت کو جذب کر لیتا ہے اور دل و دماغ کو طاقتور کرتا ہے۔ نیز یہ آنکھوں کی سفیدی کو چمکدار بناتا ہے اور خفقان کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ نیز ہرن کا مشک ہر زہر کے لئے تریاق ہے مگر اس کے استعمال سے انسان کے چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ ہرن کے مشک کی ایک خاصیت یہ ہے کہ اگر اس کو کھانے کے ساتھ کھا لیا جائے تو منہ بدبودار ہو جاتا ہے اور اس سے ایک خاص قسم کی بدبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔

فصل: مشک گرم خشک ہوتا ہے اور عمدہ قسم کا مشک ''العغدی'' ہے جو تبت سے لایا جاتا ہے لیکن یہ گرم دماغ والوں کے لئے نقصان والا ہے۔ اس کے نقصان کو کافور کے ذریعے دور کیا جا سکتا ہے۔ مشک کی خوشبو سرد مزاج والوں اور بوڑھوں کے لئے موافق ہے۔

حضرت امام رازی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہرن کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے اور ہرن کے شکار کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے اور ہرن کے نوزائیدہ بچے کا گوشت سب سے زیادہ عمدہ ہوتا ہے اور یہ قولنج' فالج اور بڑھے ہوئے بادی بدن کے لئے بہت فائدہ مند ہے لیکن ہرن کا گوشت اعضاء کو خشک کر دیتا ہے لیکن کھٹائی اس کے نقصان کو دور کر دیتی ہے۔ ہرن کا گوشت کھانے سے گرم خون پیدا ہوتا ہے اور موسم سرما میں ہرن کا گوشت کھانا بہت فائدہ مند ہے۔

فائدہ: نافہ تبتی مشک کی ایک رقیق قسم ہے لیکن ''الجرجادی'' رقت اور خوشبو میں نافہ کے برعکس ہے۔ القنیوی متوسط ہے لیکن صنوبری رقت اور خوشبو کے لحاظ سے قینوی سے بھی کم تر ہے۔ نافہ مشک والا ہرن سمندر سے جتنا دور رہے گا اتنا ہی اس کا مشک لذیذ اور بہترین ہوگا۔

تعبیر: ہرنی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عرب کی حسین وجمیل عورت سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ شکار کے ذریعے ہرن کا مالک بن گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص دھوکے سے کسی لونڈی کا مالک بن گیا یا مکر

وفریب سے کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ہرنی کو ذبح کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ شخص کسی لونڈی کی بکارت زائل کر دے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے بلا ارادہ شکار پر تیر چلایا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی بے گناہ عورت پر الزام لگائے گا اور اگر کسی نے خواب میں بغرض شکار تیر چلایا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس شخص کو عورت کی طرف سے مال حاصل ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ہرن کا شکار کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے دنیا حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ ہرن اس پر حملہ آور ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی بیوی تمام کاموں میں اس کی نافرمانی کرے گی۔ جاماسب نے کہا ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ ہرن کے قدموں کے نشانات پر چل رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی قوت میں اضافہ ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ہرن کے سینگ' بال اور کھال وغیرہ کا مالک بن گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے عورتوں کی طرف سے مال حاصل ہوگا۔

خاتمہ: مشک کو خواب میں دیکھنا محبوب یا لونڈی پر دلالت کرتا ہے اور کبھی اس کی تعبیر مال سے دی جاتی ہے کیونکہ مشک سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ مشک کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عیش پسند زندگی سے دی جاتی ہے اور بعض اوقات مشک کو خواب میں دیکھنا تہمت زدہ افراد کے بری ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مشک کو خواب میں دیکھنا لڑکے کی طرف اشارہ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک مشک کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عورت سے دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ شرف الدین ابن یونس صاحب شارح التنبیہ کی کتاب "مختصر الاحیاء" کے باب الاخلاص میں پڑھا ہے کہ جو شخص خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی عمل کرتا ہے اور اللہ کی رضا کے علاوہ اس کی اور کوئی نیت نہیں ہوتی تو اس پر اور اس کی آنے والی نسلوں پر اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں جس طرح کہا گیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتر کر زمین پر تشریف لائے تو جنگل کے تمام جانور آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہو گئے اور سلام کرنے لگے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جوب دیا اور ان کی ضروریات کے مطابق ان کو دعائیں دیں سو آپ کے پاس ہرن کا ایک ریوڑ حاضر ہوا۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ آپ کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان میں مشک جیسی چیز پیدا فرما دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کی تو انہوں نے ہمارے لئے دعا فرمائی اور ہماری پشت پر ہاتھ پھیرا جس کی برکت سے یہ چیز ہمارے اندر پیدا ہوگی۔ باقی ہرن بھی حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے لئے بھی دعا فرمائی اور ان کی پشت پر بھی ہاتھ پھیرا لیکن ان میں مشک جیسی کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو کام تم نے کیا ہم نے بھی کیا لیکن ہم نے وہ چیز نہیں دیکھی جو تم نے حاصل کی ہے۔ ان ہرنوں سے کہا گیا کہ تمہارا عمل مشک جیسی خوشبو کے حصول کے لئے تھا لیکن تمہارے بھائیوں کو وہ چیز یعنی مشک اس لئے حاصل ہوئی کہ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں اور ان کی نسلوں میں اس چیز یعنی مشک جیسی خوشبو کو ظاہر کر دیا۔ نیز یہ ہرن قیامت تک اس خوشبو سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اصل میں ہم نے اخلاص اور ریا کے بارے میں اپنی کتاب "الجوہر الفرید" کی چوتھی جلد میں

بحث کی ہے۔اس کتاب میں اخلاص اور ریاء کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

الظَّربان

"الظربان" کتے کے پلے کے برابر ایک بدبودار جانور جو بہت گوز مارتا ہے اصل میں الظربان اپنی بدبو کی وجہ سے واقف ہے اور یہ اپنی بدبو کو بطور اسلحہ اپنے دفاع کے لئے استعمال کرتا ہے جس طرح "اطباری" شکرا سے بچنے کے لئے ہتھیار کے طور پر اپنی بیٹ استعمال کرتا ہے۔الظربان گوہ کے بل میں پہنچ جاتا ہے جہاں گوہ کے بچے اور انڈے ہوتے ہیں۔ظربان بل کے تنگ سوراخ پر آکر اپنی دم سے اس کو بند کر دیتا ہے اور اپنی دبر کو اندر کی طرف رکھتا ہے اور پھر تین گوز مارتا ہے جس کی وجہ سے گوہ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ظربان اس کو کھالیتا ہے اور گوہ کے انڈے بھی کھا جاتا ہے۔اعرابیوں کا خیال ہے کہ جب کوئی شکاری اس کو پکڑتا ہے تو اس کے کپڑوں میں گوز مارتا ہے اس کے گوز کی بدبو اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ ختم نہیں ہوتی' یہاں تک کہ کپڑے کو پھاڑ دیا جائے۔

فوائد:ابوعلی فارسی نے طبیب احمد بن حسین متنبی شاعر سے سوال کیا ہے جو لغت کو نقل کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔کیا فُعلیٰ کے وزن پر کوئی جمع آتی ہے؟اس نے کہا کہ حجلیٰ ظربیٰ آتی ہیں۔ابوعلی کہتے ہیں میں نے تین رات تک لغت کا مطالعہ کیا۔تو میں نے ان دو کے علاوہ اس وزن پر تیسری جمع کو نہیں پایا۔علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "باب الحاء" میں بھی اس سے پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

"ظربان" بلی اور پستہ قد کتے کے برابر ہوتا ہے اور یہ ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے بدبودار ہوتا ہے۔اس کے کانوں کے بجائے صرف دو سوراخ ہوتے ہیں۔اس کے ہاتھ چھوٹے ہوتے ہیں اور اس کے چنگل بہت تیز ہوتے ہیں۔اس کی دم لمبی ہوتی ہے اور اس کی کمر میں جوڑ نہیں ہوتے بلکہ اس جانور کے سر کے جوڑ سے دم کے جوڑ تک ایک ہڈی ہی ہوتی ہے۔بسا اوقات جب آدمی اس جانور پر قابو پالیتا ہے اور اپنی تلوار سے اس پر وار کرتا ہے تو تلوار اس جانور پر اثر انداز نہیں ہوتی کیونکہ اس کی کھال بہت سخت ہوتی ہے جیسے "قد" (ایک قسم کی مچھلی) کی کھال بہت سخت ہوتی ہے۔اس کی عادت یہ ہوتی ہے کہ جب یہ اژدھے کو دیکھ لیتا ہے تو اس کے قریب آکر اس پر کود پڑتا ہے۔جب اژدھا اس کو پکڑ لیتا ہے تو لمبائی میں سکڑنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کا جسم ایک رسی کا ٹکڑا معلوم ہونے لگتا ہے اور اژدھا اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے تو یہ جانور پھولنا شروع ہو جاتا ہے پھر یہ ایک سانس مارتا ہے جس سے اژدھے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔

ظربان پرندوں کے شکار کی تلاش میں دیوار پر چڑھ جاتا ہے' جب یہ دیوار سے گرتا ہے تو اپنے پیٹ کو پھیلاتا ہے۔گرنے کی وجہ سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔بسا اوقات ظربان اونٹوں کے ریوڑ کے درمیان میں جا کر گوز مارتا ہے تو اونٹ اس طرح بکھر جاتے ہیں جس طرح چیچڑوں کے مقام سے متفرق ہو جاتے ہیں۔ایسی حالت میں چرواہا اپنے اونٹوں پر کنٹرول نہیں کر پاتا۔اسی طرح اہل عرب نے اسے "مفرق النعم" کے نام سے پکارا ہے۔یہ جانور بلاد عرب میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ "واھجۃ" اس کا مطلب اونٹوں کا ایسا ریوڑ ہے جس میں کم از کم سو اونٹ ہوں۔

حکم: ظربان کا گوشت بوجہ خبث استعمال کرنا حرام ہے۔

مثالیں: اہل عرب کہتے ہیں: (ان کے درمیان ظربان نے گوز مارا) یہ مثل اس وقت استعمال ہوتی ہے جب لوگ متفرق ہو جائیں۔ شاعر نے کہا ہے کہ

الا ابلغا قیسا وجندب انئی ضربت کثیرًا مضرب الظربان

''سن لو تم دونوں قیس اور جندب تک یہ پیغام پہنچا دو کہ بے شک میں نے قوم کے افراد کو جمع کر کے قتل کر دیا ہے''۔

الظلیم

''الظلیم'' اس کا مطلب نر شتر مرغ ہے۔ اس کا ذکر عنقریب ''ن'' کے باب میں آئے گا۔ اس کی کنیت کے لئے ابوالبیض، ابوثلاثین اور ابوصحاری کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی جمع ظلمان آتی ہے جس طرح ولید کی جمع ولدان آتی ہے۔ زبیر نے کہا ہے:

من الظلمان جؤجؤہ ھواء (ظلمان میں سے ہے جو بزدل ہے) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ(سورۃ الدھر' آیت 19)

اوران کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے۔ (پارہ 29، سورہ الدھر، آیت 19)

اسی طرح قضیب' قضبان' عریض' عرضان اور فصیل فصلان بھی ظلمان کی طرح ہیں۔ ان تمام الفاظ کو سیبویہ نے بطور جمع نقل کیا ہے لیکن الولدان کا نقل نہیں کیا اور اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ بعض اہل علم نے اس وزن پر قری کی جمع قریان اور سری کی جمع سریان اور خصی کی جمع خصیان نقل کی ہے۔

اختتام: شتر مرغ کی آواز کو ''عرار'' (عین کے کسرہ کے ساتھ) کہا جاتا ہے۔ ابن خلکان وغیرہ نے کہا ہے کہ عرار بن عمرو بن شاس الاسدی کا نام بھی ''عار الظلیم عرار'' (شتر مرغ نے آواز نکالی) سے نکلا ہے۔ اعرار بن عمرو شاس اسدی کے بارے میں ان کے والد محترم نے کہا ہے:

ارادت عرارًا بالھوان ومن یرد عرارا لعمری بالھوان فقد ظلم

فان عرارًا ان یکن غیر واضح فانی احب الجون ذا المنکب العمم

''اس عورت نے عرار کے ساتھ حقارت کا ارادہ کیا اور جس نے اعرار کے ساتھ حقارت کا ارادہ کیا مجھے میری عمر کی قسم اس نے ظلم کیا''۔

''بے شک عرار حسین و جمیل نہیں لیکن میں کامل العقل سیاہ رنگ کے آدمی کو پسند کرتا ہوں''۔

عرار کے والد کی ایک بیوی تھی جو اسی کے خاندان سے تھی لیکن عرار کی پیدائش ایک لونڈی کے بطن سے ہوئی تھی۔ اصل میں عرار اور اس کی سوتیلی ماں کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی تھی۔ عرار کے والد عمر نے صلح کی کوشش کی لیکن صلح نہیں ہو سکی۔ عرار کے والد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر اس کے بعد وہ نادم ہوا۔ عرار بہت فصیح و عقلمند تھا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے کئی اہم معاملات

میں عرار کو نمائندہ بنا کر حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس بھیجا۔ جب عرار قاصد کی حیثیت سے حجاج کے پاس گیا تو حجاج نے اس کو نہیں پہچانا اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔ عرار نے حجاج کے سامنے گفتگو کی تو اس کے کلام کی فصاحت کی بناء پر حجاج کو اس کی عظمت کا اندازہ ہوا۔ حجاج نے یہ اشعار پڑھے:

ارادت عـرارا بـالهـوان ومـن يـرد　　عـرارًا لـعـمـری بـالهـوان فقد ظلم

''اس عورت نے عرار کو رسوا کرنا چاہا تو جو عرار کو رسوا کرنا چاہے گا مجھے میری عمر کی قسم اس نے ظلم کیا''۔

عرار نے کہا:

ايـــدك الله انـــا عـــرارْ　　فـاعـجـب بـه وبـذلك الاتـفـاق

''اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے' میں ہی عرار ہوں۔ حجاج اس اتفاقی ملاقات پر حیران ہوا''۔

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ یہ قصہ بھی اسی قصہ کی طرح ہے جسے ''دینوری'' نے ''مجالۃ'' اور حریری نے ''الدرۃ'' میں نقل کیا ہے کہ عبید بن شریہ جرہمیؒ نے تین سو سال زندگی پائی اور انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ اس نے اس نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے شام میں ملاقات کی اور اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بھی تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی عجیب واقعہ مجھے سناؤ جو تم نے دیکھا ہے۔ عبید بن شریہ نے کہا کہ ایک دن میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو میت کو دفن کرنے میں مصروف تھی۔ میں ان کی طرف گیا تو قبر کی تختی کے خیال سے میری آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ پس میں شاعر کے یہ اشعار پڑھنے لگا:

يـا قـلـب انك مـن اسـمـاء مغرورْ　　فـاذكـرو هـل يـنـفـعك اليوم تذكيرْ

قـد بـحت بالحب ما تخفيه من احدٍ　　حتـى جـرت لك اطـلاقًـا محـاضيرْ

فـلـسـت تـدرى ومـا تدرى اعاجلها　　ادنـى لـرشـدك ام مـا فيـه تـاخيـر

فـاسـتـقـدر الله خيـرًا وارضـيـن بـه　　فبـيـنـمـا الـعـسـر اذ دارت مياسيـر

وبـيـنـمـا الـمـرء فـى الاحياء مغتبط　　اذ هـو الـرمـس تـعفوه الا عـاصير

يـكبـى الـغـريـب عـليه ليس يعرفه　　و ذو قـرابتـه فـى الحـى مسـرور

''اے دل بے شک تو اسماء کی طرف سے دھوکہ میں ہے سو تو نصیحت حاصل کر اور کیا آج تجھے نصیحت نفع دے گی''۔

''اصل میں تو نے محبت کے راز کو ظاہر کر دیا ہے اور وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے' یہاں تک کہ تیری محبت کی داستانیں گھوڑوں کی چال چل پڑیں''۔

''تجھے اب معلوم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آئندہ معلوم ہو سکے گا کہ دنیا کا قریبی زمانہ تیری ہدایت کے لئے قریب تر ہے۔ یا یہ کہ جس میں تاخیر ہے وہ تیری ہدایت کے لئے بہتر ہے''۔

''تو اللہ سے بھلائی کا طلبگار رہ اور اس پر راضی رہ کیونکہ تنگی کی حالت میں''۔

''اوراس دوران کہ آدمی زندوں میں خوش خرم ہوتا ہے لیکن تیز آندھیاں اس کی قبر کے نشانات بھی ختم کر دیتی ہیں''۔

''پردیسی اس پر روتا ہے حالانکہ وہ اس سے واقف بھی نہیں ہوتا اوراس کا رشتہ دار خاندان میں خوش ہوتا ہے''۔

عبید بن شریہ نے کہا ہے کہ مجھے ایک شخص نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ اشعار کس نے کہے ہیں؟ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ اس آدمی نے کہا کہ یہ اشعار اسی مردہ کے ہیں جسے ہم نے ابھی قبر میں دفن کیا ہے اور جو مسافر ہے جو اس کی موت پر آنسو بہا رہا ہے حالانکہ تو اس وقت اس سے بھی واقف نہیں ہے اور وہ شخص جو اس مردہ کو قبر میں اتار کر باہر نکلا ہے وہ مرنے والے کا قریبی رشتہ دار ہے اور وہ اس کی موت پر بہت خوش ہے۔ عبید بن شریہ کہتے ہیں کہ میں ان اشعار کو سن کر بہت خوش ہوا اور میں نے کہا (بے شک مصیبت زبان کے سپرد ہے) سو اس کے بعد یہ مثل بن گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبید بن شریہ سے فرمایا کہ اصل میں تو نے عجیب واقعہ دیکھا یہ شعر کہنے والا کون تھا؟ عبید بن شریہ نے کہا کہ اس کا نام عشیر بن عبید عذری تھا۔

باب العین المهملة

العاتق

"العاتق" جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب پرندے کا وہ بچہ ہے جو اڑنے کے قابل بچے سے قدرے بڑا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ (میں نے اڑنے کے قابل قطاۃ کے بچہ کو پکڑ لیا) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ "عاتق" کا مطلب قطاۃ کا وہ بچہ ہے جس کے پہلے بال و پر گر کر نئے بال و پر اگنے لگے ہوں۔ بعض اہل علم کے نزدیک عاتق کا مطلب کبوتر کا نو عمر اور ناتواں بچہ ہے۔ اس کی جمع کے لئے عواتق کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں (عمدہ شریف النسل گھوڑا) عتق کا معنی عمدہ اور حسین وجمیل ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے (حسین وجمیل معزز عورت)

صحیح بخاری میں ذکر ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ اور سورۂ انبیاء کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ سورتیں عتاق اول اور میرا سرمایہ ہیں۔

عتاق عتیق کی جمع ہے۔ اہل عرب ہر اس چیز کے لئے "عتیق" کا لفظ بولتے ہیں جو عمدگی میں اعلیٰ مقام تک پہنچ جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی دوسری صورتوں کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان صورتوں میں قصص انبیاء کرام کی خبریں اور دوسری امتوں کی خبریں مذکور ہیں۔ التلاد کا مطلب پرانا مال ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ لفظ التلاد بول کر اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ سورتیں اسلام کے دور اول میں سب سے پہلے نازل ہوئی ہیں کیونکہ یہ سب سورتیں مکی ہیں اور دوسری سورتوں سے پہلے ان سورتوں کا حفظ کر لیا گیا اور ان کی تلاوت کی گئی۔

العاتك

"العاتك" اس کا مطلب گھوڑا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "اعواتک" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

نتبعهم خيلا لنا عواتكا ۔۔۔ فی الحرب جردًا ترکب المهالکا

"ہم ان کے گھوڑوں کا پیچھا کرتے ہیں اور اپنے گھوڑوں کے ذریعے میدان جنگ میں ہلاکتوں پر سوار ہوتے ہیں"۔

فائدہ: عبدالباقی بن قانع اپنی معجم میں اور حافظ ابوطاہر بن محمد احمد سلفی نے حدیث سیابہ بن عاصم نقل کی ہے۔ سابہ بن عاصم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ حضرت سیابہ بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم حنین میں فرمایا میں قبیلہ سلیم کے عواتک کا فرزند ہوں۔ "سلیم العواتك" کا مطلب قبیلہ

سلیم کی تین عورتیں ہیں جو حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی امہات میں شامل ہیں۔ ان میں سے ایک عاتکہ بنت ہلال بن فالج بن ذکوان سلیمہ ہیں جو عبد مناف بن قصی کی ماں ہیں۔ دوسری عاتکہ بن مرہ بن ہلال بن فالج سلیمہ ہیں جو ہاشم بن عبداللہ مناف کی ماں ہیں۔ تیسری عاتکہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال سلیمہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وہب کی ماں ہیں۔ ان عواتک میں سے پہلی یعنی عاتکہ بنت ہلال پھوپھی ہیں۔ عاتکہ بنت اوقص کی۔ بنو سلیم اس رشتہ پر فخر کیا کرتے تھے۔ بنو سلیم کے لئے اور بھی بہت سی باتیں قابل فخر ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن بنو سلیم کے ایک ہزار افراد حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور دوسری قابل فخر بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن تمام جھنڈوں سے آگے بنو سلیم کے جھنڈے کو کیا جو سرخ رنگ کا تھا۔ تیسری قابل فخر بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں کوفہ، شام، بصرہ اور مصر کے رہنے والوں کو خطوط لکھے کہ تم میں سے سب سے افضل جو آدمی ہے اس کو میرے پاس بھیجو۔ اہل کوفہ نے عتبہ بن فرقد سلمی کو، اہل شام نے ابوالاعور سلمی کو، اہل بصرہ نے مجاشع بن مسعود کو اور اہل مصر نے معن بن یزید سلمی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک فتح مکہ کے دن بنو سلیم کے افراد کی تعداد ایک ہزار تھی لیکن صحیح بات یہ ہے کہ بنو سلیم کے لوگ فتح مکہ کے دن صرف نوسو کی تعداد میں حضور پاک، صاحب لولاک، سیاہ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو فضیلت و مرتبہ میں سو آدمیوں کے برابر ہو جائے اور تمہاری تعداد ایک ہزار پوری ہو جائے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ بنو سلیم نے ضحاک بن سفیان کو پیش کیا۔ نیز ضحاک بن سفیان بنو سلیم کے سردار تھے۔

عتاق الطیر

"عتاق الطیر" اس کا مطلب شکاری پرندے ہیں۔ حضرت امام جوہری علیہ الرحمہ کا یہی قول ہے۔

العتلة

"العتلة" اس کا مطلب وہ اونٹنی ہے جسے کوئی بھی نہیں چھیڑتا اور وہ ہمیشہ فربہ رہتی ہے۔ ابونصر کی رائے یہی ہے۔ عنقریب انشاء اللہ "باب النون" میں لفظ "الناقۃ" کے تحت اس کا تفصیلی ذکر آئے گا۔

العاضة والعاضهة

"العاضة والعاضهة" اس کا مطلب سانپ کی ایک قسم ہے جس کے ڈسنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ اصل میں اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

العاسل

"العاسل" اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "العسل" اور العواسل کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی

مؤنث عسلی آتی ہے۔ اصل میں لفظ ''الذئب'' کے تحت ''باب الذال'' میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

العاطوس

''العاطوس'' اس کا مطلب ایک چوپایہ ہے جس سے بدشگونی لی جاتی ہے۔ عنقریب انشاء اللہ باب الفاء میں الفاعوس کے تحت اس کا تذکرہ آئے گا۔

العافیة

''العافیة'' اس کا مطلب ہر طالب رزق ہے خواہ وہ انسان ہوں' چوپائے ہوں یا پرندے ہوں۔ یہ لفظ عفا' یعفو' عفوۃ سے نکلا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ (تو اس کے پاس نیکی کا طالب بن کر آیا)

فائدہ: حدیث شریف میں ذکر ہے کہ جس شخص نے مردہ زمین یعنی بنجر زمین کو زندگی دی' مطلب کاشت کے قابل بنایا' وہ زمین اسی کے لئے ہے اور اس زمین کی پیداوار میں جو چیز عافیہ کھالے تو وہ اس شخص کے لئے صدقہ ہے۔ ایک روایت میں عافیہ کی بجائے العوافی کا لفظ ذکر ہے اور یہ عافیہ کی جمع ہے۔ اس حدیث کو امام نسائی علیہ الرحمہ اور امام بیہقی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے۔ ابن حبان نے اس کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید المبارکین' راحت العاشقین' رسولِ انور' آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مدینہ کو بھلائی پر چھوڑ دو اور اس میں نہیں آئیں گے مگر عوافی۔ راوی کہتے ہیں کہ ''العوافی'' سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب درندے اور پرندے ہیں جو رزق کے طالب ہوں۔ حضور پر نور' دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینہ کا قصد کر کے اپنی بکریوں کو آواز دیتے ہوئے نکلیں گے' وہ ان بکریوں کو غیر مانوس اور وحشی پائیں گے' یہاں تک کہ جب یہ دونوں چرواہے ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے۔ (رواہ مسلم)

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مختار مسلک کے مطابق یہ ترک مدینہ آخری زمانہ میں اس وقت ہوگا جب قیامت کے آثار رونما ہوں گے۔ قبیلہ مزینہ کے دو چرواہوں کا مدینہ چھوڑنے کا قصہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی بیان کیا ہے اور کتاب بخاری میں ذکر ہے کہ دونوں چرواہے منہ کے بل گر پڑیں گے جب قیامت ان کو پالے گی اور سب سے آخر میں ان دونوں کا حشر ہوگا۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ پہلے زمانہ میں رونما ہو چکا ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔ اصل میں مدینہ منورہ کو بھلائی کی حالت میں چھوڑا جا چکا ہے جس وقت خلافت مدینہ منورہ سے شام اور عراق منتقل کی گئی اور یہ وقت دین اور دنیا کے لحاظ سے سب سے بہترین وقت تھا۔ دینی اعتبار سے اس لئے کہ مدینہ منورہ میں علماء بہت زیادہ تھے اور دنیوی اعتبار سے اس لئے کہ مدینہ منورہ کی عمارت اور کھیتی بہت اچھی تھی اور مدینہ کے رہنے والے بہت خوشحال تھے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مؤرخین نے مدینہ منورہ میں رونما ہونے والے بعض فتنوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ مدینہ کے لوگ اس سے خوفزدہ ہو گئے کہ اس کے اکثر باشندے مدینہ سے کوچ کر گئے اور اس کے تمام

پھول یا اکثر پھل عوانی کے لئے رہ گئے۔ پھر کچھ مدت ہی گزری تھی کہ مدینہ کے لوگ واپس لوٹ آئے۔

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آج کے حالات اس کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ مدینہ منورہ کے اطراف ویران ہو چکے ہیں۔

العائذ

''العائذ'' اس کا مطلب وہ اونٹنی ہے جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی ہو۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اونٹنی جب بچہ جنتی ہے تو اس کے بعد بچہ کے طاقتور ہونے تک ''العائذ'' ہی کہلاتی ہے۔

حدیث شریف میں ''العائذ'' کا تذکرہ: حدیث شریف میں ذکر ہے کہ قریش رسول انور شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کرنے کے لئے نکلے اوران کے ساتھ تازہ بیائی ہوئی اونٹنیاں تھیں ''العوذ'' العائذ کی جمع ہے۔ حدیث میں مذکور ''العوذ المطافیل'' کا مطلب یہ ہے کہ قریش دودھ والی اونٹنیوں کو اپنے ساتھ لائے تھے تاکہ دودھ کو راستے میں استعمال کریں اور میدان جنگ سے اس وقت تک واپس نہ ہوں جب تک اپنے فاسد گمان کے مطابق (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھیوں کو قتل نہ کردیں۔

''نہایت الغریب' میں ذکر ہے کہ ''العوذ المطافیل'' کا مطلب عورتیں اور بچے ہیں۔ اونٹنی کو ''العائذ'' اس لئے کہا جاتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ اس کا بچہ ہی ہوتا ہے لیکن یہ اپنے بچے پر حسد سے زیادہ مہربان ہوتی ہے جس طرح اہل عرب کہتے ہیں (نفع بخش تجارت) اسی طرح کہتے ہیں (عیش وعشرت کی زندگی) یعنی نیک و پاکیزہ زندگی۔

العبقص و العبقوص

ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک چوپایہ ہے۔

العترفان

''العترفان'' اس کا مطلب مرغ ہے۔ الدیک کے تحت دال کے بارے میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ عدی بن زید نے کہا ہے کہ

ثلاثة احوال و شهرًا محرما اقضى كعين العترفان المحارب

''تین سال اور ایک مہینہ جس میں جنگ حرام ہے وہ فیصلہ کرنے میں جنگجو مرغ سے بھی زیادہ جلد باز ہیں''۔

العتود

''العتود'' اس کا مطلب بکری کے بچے ہیں جبکہ وہ قوی (Strang) ہو جائیں اور چارہ وغیرہ کھانے لگیں۔ اس کی جمع کے لئے اعتدہ اور عدّان کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ عدان اصل میں عتدان تھا۔ تاء کو دال میں ملا کر 'عدّان' ہو گیا ہے۔

حدیث شریف میں ''عتود'' کا تذکرہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ

علیہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان بکریاں تقسیم فرمارہے تھے تو مجھے بھی ایک بکری دی اور آخر میں ایک بکری کا بچہ بچ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کو (قربانی کے لئے) ذبح کرلے۔ (رواہ مسلم)

علامہ دمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ امام بیہقی علیہ الرحمہ اور ہمارے تمام اصحاب کے نزدیک بکری کے بچہ کو قربانی کے لئے ذبح کرنے کی رخصت صرف حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے لئے ہی خاص ہے جس طرح کہ ابو بردہ ہانی بن نیار بلوی کے لئے تھی۔ امام بیہقی علیہ الرحمہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضور رسول انور، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس بکری کے بچے کو (قربانی کے لئے) ذبح کرلو لیکن تمہارے بعد کسی کے لئے اس میں رخصت نہیں ہے۔ سنن ابوداؤ میں ذکر ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن خالد کو بھی اس میں رخصت نہیں ہے۔ سنن ابوداؤد میں ذکر ہے کہ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، مختار کل کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن خالد کو بھی اس میں رخصت دی تھی۔ اس لحاظ سے تین افراد کو (قربانی کے لئے) بکری کا بچہ ذبح کرنے کی خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔ (ترمذی رقم الحدیث 1419)

1:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ 2:- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

3:- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ

العثة

''العثة'' اس کا مطلب ایسا کیڑا ہے جو کپڑوں اور اون کو کھا جاتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''عث'' اور ''عثث'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ کیڑے اون میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ محکم میں مذکور ہے کہ ''العثة'' کا مطلب ایسا کیڑا ہے جو کچے چمڑے کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور اسے کھا جاتا ہے۔

یہ قول ابن اعرابی کا ہے۔ بن درید نے کہا ہے کہ ''العثة'' بغیر ھاء کے یعنی عث ہے اور یہ کیڑا پکائے ہوئے چمڑے کو کھا جاتا ہے اور یہ دیمک کی طرح ہوتا ہے۔ جوہری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ''العثة'' کا مطلب وہ کیڑا ہے جو اون کو چاٹتا ہے۔

حکم: اس کیڑے کا کھانا حرام ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ (ایسا کیڑا جو نرم و ملائم چمڑے کو کھا جاتا ہے) یہ مثال اس شخص کے لئے دی جاتی ہے جو کسی ایسی شے پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرے جس پر وہ قادر نہیں ہے۔ یہ مثال احنف بن قیس نے حارثہ بن زید کے لئے دی تھی جبکہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی اسے حکومت میں شامل کرلیا جائے لیکن الفائق میں ذکر ہے کہ احنف نے یہ مثال اس شخص کے لئے دی تھی جس نے اس کی ہجو کی تھی جس طرح کہ کہا گیا ہے:

فان تشتمونا علی لومکم فقد تقرم العث ملس الادم

''اگر تم ہمیں اپنی ملامت پر گالی دیتے ہو تو کیڑا نرم و ملائم چمڑے کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے''۔

العثمثة

"العثمثة" اس کا مطلب شدید قوت والی اونٹنی ہے۔ مذکر کے لئے عثمثم کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حضرت جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد شہد ہے نیز جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ شیر کو ثقل وطی کی بناء پر "عثمثم" کہا جاتا ہے۔ راجز نے کہا ہے کہ خبعثن 'مشیته' عثمثم ۔

العثمان

"العثمان" (عین کے ضمہ اور ثا کے سکون کے ساتھ) اس کا مطلب سرخاب کے بچے اژدھا کے بچے اور سانپ کے بچے ہیں۔ نیز سانپ کو "العثمان" کہا جاتا ہے۔

العثوثج

"العثوثج" اس کا مطلب فربہ اونٹ ہے۔

العجروف

"العجروف" اس کا مطلب ایک لمبی ٹانگوں والا کیڑا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا مطلب وہ چیونٹی ہے جس کی ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔

العجل

"العجل" گائے کے بیٹے یا بچھڑے کو کہتے ہیں اس کی جمع "عجاجیل" آتی ہے اور مؤنث "عجلۃ" آتی ہے۔ نیز "بقرۃ معجلۃ" ایسی گائے کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ بچھڑا ہو یعنی بچھڑے والی گائے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ بچھڑے کے لئے عجل کا لفظ اس لئے استعمال ہے کہ بنی اسرائیل نے گائے کے ایک سالہ بچھڑے کی پرستش میں عجلت سے کام لیا تھا اور بنی اسرائیل نے چالیس دن تک گائے کے ایک سالہ بچھڑے کی پرستش کی تھی۔ اس جرم کی وجہ سے بنی اسرائیل چالیس سال تک مقام "تیہ" میں مبتلائے عذاب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دن کے مقابلہ میں بنی اسرائیل کے لئے ایک سال بطور سزا تجویز فرمایا۔ ابومنصور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت حذیفہ بن یمان کی یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کے لئے ایک "عجل" یعنی ایک سالہ بچھڑا ہے اور اس اُمت کا "عجل" (ایک سالہ بچھڑا) دینار و درہم ہیں۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بچھڑے کی ساخت سونے اور چاندی کے زیورات کی تھی۔ جوہری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اہل علم کا یہ قول ہے کہ بنی اسرائیل نے جس ایک سالہ بچھڑے کی پرستش کی تھی اس کا جسم سونے کا تھا اور اس کا رنگ سرخ تھا۔

بچھڑے کی پوجا کا سبب: بنی اسرائیل کے ایک سالہ بچھڑے کی پرستش کا سبب یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیس دن کی مدت مقرر کی تھی۔ پھر اس کی تکمیل کے لئے دس دن کا اضافہ فرمایا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت کے بعد دسویں دن بنی اسرائیل کو دریائے قلزم عبور کرا کے آگے لے کر بڑھے تو ان کا گزر ایک قوم پر ہوا جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر گائے کی شکل کے بتوں کی پرستش کر رہے تھے۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ گائے ایک سالہ بچھڑے کی پرستش کا نقطۂ آغاز ہے۔ بنی اسرائیل نے جب اس قوم کو گائے کی شکل کے بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے لئے بھی اسی طرح کا ایک معبود بنا دے تا کہ ہم لوگ بھی اس کی عبادت کریں جس طرح ان کے لئے ایک معبود ہے بنی اسرائیل کی شکایت عقیدہ وحدانیت میں کمزوری یا شک نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لئے کوئی ایسی چیز تیار کیجئے جس کی ہم تعظیم کریں۔ اور اس کی تعظیم کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔ نیز بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ ان کا یہ عقیدہ دین کو نقصان نہیں دیتا۔ اور بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قسم کا سوال کرنا جہالت کی وجہ سے تھا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

''بے شک تم ایک جاہل قوم ہو''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا جب آپ علیہ السلام مصر میں رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دے گا تو انہیں ایسی کتاب عطا فرمائے گا جس میں دینی و دنیوی معاملات کا دستور العمل ہوگا۔ جب بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات دے دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے اس کتاب کے بارے میں سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تیس دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے کسی درخت کی چھال کو کھا لیا تھا۔ تو فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے منہ سے جو مشک کی خوشبو آتی تھی وہ آپ نے مسواک کر کے ختم کر دی ہے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس روزے مزید رکھے اور اس دس دن یوم کے اضافہ کی مدت میں ہی ایک سالہ بچھڑے کی عبادت کا ظہور ہوا جس کا بانی سامری تھا۔ یہ شخص ایسی قوم سے تعلق رکھتا تھا جو گائے کی پوجا کرتی تھی اور سامری بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن اس کے دل میں گائے کی محبت تھی سو اللہ تعالیٰ نے سامری کے ذریعے بنی اسرائیل کو آزمائش میں ڈال دیا۔ سامری جس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا نے بنی اسرائیل کو کہا کہ سونے اور چاندی کے زیورات میرے پاس لے آو۔ بنی اسرائیل نے اپنے اپنے زیورات سامری کے پاس جمع کر دیئے۔ سامری نے ان زیورات کو پگھلا کر بچھڑے کا ایک دل بنا لیا جس میں آواز تھی اور اس میں ایک مٹھی کے برابر وہ مٹی ڈال دی جو اس نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے دریا عبور کرتے وقت اٹھالی تھی۔ اس مٹی کے ڈالتے ہی بچھڑے کے اندر گوشت پیدا ہو گیا اور وہ گائے کی طرح بولنے لگا۔ حضرت ابن عباس، حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم اور اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اور یہی قول صحیح ہے جس طرح کہ بغوی وغیرہ میں ذکر ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ ایک سال کا بچھڑا صرف ایک مرتبہ بولا تھا اور اس کی آواز سنتے ہی بنی اسرائیل کی پوری قوم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت میں مصروف ہو گئی اور وہ تمام

لوگ وجدو سرور میں بچھڑے کے ارد گرد رقص کرنے لگے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ بچھڑا بہت بولتا رہتا تھا اور جب یہ بچھڑا بولتا تھا تو لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے اور جب یہ خاموش ہو جاتا تو یہ لوگ سجدہ سے اپنے سر اٹھا لیتے تھے۔ حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ ایک سالہ بچھڑا بولتا بھی تھا اور چلتا بھی تھا۔ ''الجسد'' کا مطلب انسان کا بدن ہے اور اجسام حتغذ یہ میں سے انسان کے علاوہ کسی کے لئے ''الجسد کا لفظ نہیں کہا گیا اور جنات کے لئے بھی ''اجساد'' کا لفظ استعمال ہوا ہے''۔ بنی اسرائیل کا ایک سالہ بچھڑا ایک قالب تھا جو آواز نکالتا تھا اور وہ بچھڑا نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ڈال دی گئی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت''۔

اس کا مطلب ایک سالہ بچھڑے کی محبت ہے جو بنی اسرائیل کے دلوں میں پیوست ہو گئی تھی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے: ''وہ آیا ایک فربہ تلے ہوئے بچھڑے کے ساتھ''۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مال کا اکثر حصہ گائے وغیرہ پر مشتمل تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مہمانوں کے اکرام کی خاطر ایک فربہ بچھڑا تل کران کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بعض لغات میں عجل کے معنی ''شاۃ'' (بکری) ذکر ہیں۔ قشیری سے بھی اسی طرح کا قول منقول ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمان نواز تھے۔ آپ علیہ السلام نے مہمانوں کی ضیافت کے لئے اپنی جائیداد کا ایک حصہ وقف کر رکھا تھا جس کے ذریعے آپ علیہ السلام قوم و مذہب کی تفریق کئے بغیر تمام لوگوں کی ضیافت کرتے تھے۔ عون بن شداد نے کہا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس بچھڑے پر اپنا بازو پھیرا تو وہ بچھڑا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا' یہاں تک کہ وہ اپنی ماں سے جاملا۔

قاضی ابن قریعہ کے متعلق حکایت: قاضی محمد بن عبدالرحمٰن جو کہ ابن قریعہ کے نام سے مشہور تھے ان کی وفات 330 ہجری میں ہوئی ان کے محاسن میں سے ایک یہ ہے کہ عباس بن معلیٰ کاتب نے ان کی طرف خط لکھا کہ قاضی صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اس یہودی کے بارے میں جس نے ایک نصرانی عورت سے زنا کیا جس کے نتیجے میں اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا جسم انسان کے جسم کی طرح ہے اور اس کا چہرہ بیل کے جسم کی طرح ہے۔ نیز یہودی مرد اور نصرانی عورت کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ تو قاضی محمد بن عبدالرحمٰن نے فوراً جواب تحریر کیا کہ یہ یہودی کے ملعون ہونے کی کھلی شہادت ہے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں ایک سالہ بچھڑے کی محبت موجود ہے میری رائے یہ ہے کہ یہودی کے سر پر بچھڑے کے سر کی کھال چڑھا دی جائے اور پھر یہودی کو نصرانیہ عورت کی گردن سے باندھ کر ان دونوں کو زمین پر گھسیٹا جائے اور منادی کرا دی جائے کہ (اوپر نیچے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں) والسلام۔

فوائد: علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ان سے ایسے لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی جگہ جمع ہوتے ہیں اور قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھتے ہیں پھر اشعار کہتے ہیں اور پھر رقص کرتے ہیں اور دف بجاتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کی مجالس میں شرکت حلال ہے یا حرام؟ تو ابوبکر طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ طرطوشی کا جواب اس طرح تھا کہ صوفیا کا مسلک غلط ہے اور جہالت و ضلالت پر مبنی ہے۔ اور رہا اسلام تو وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور رہا رقص و وجد تو یہ سب سے پہلے سامری کے ساتھیوں نے کیا تھا جب سامری نے ان کے لئے ایک بچھڑا بنایا تھا تو وہ تمام لوگ اس بچھڑے کے ارد گرد رقص کرتے تھے اور وجد کرتے تھے۔ رقص و وجد کرنا کفار کا دین ہے اور ایک سالہ بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کا طریقہ ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی نہایت ادب کے ساتھ صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھتے تھے۔

سو بادشاہ اور اس کے امراء کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو مساجد میں آنے سے روکیں اور کسی ایسے شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے ان لوگوں کی مجالس میں شرکت حلال نہیں ہے اور مومن کے لئے ایسے اشخاص کی اعانت بھی جائز نہیں ہے۔ امام مالک، حضرت شافعیؒ حضرت ابوحنیفہ اور حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اور جملہ آئمہ مسلمین کا یہی مسلک ہے۔

فوائد: روایت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل میں (عامیل نامی) ایک مالدار تھا جس کا ایک بھتیجا تھا جو فقیر تھا اور اس بھتیجے کے علاوہ اس کا اور کوئی وارث نہیں تھا، جب اس شخص کی موت میں بہت دیر ہوگئی تھی تو بھتیجے نے اپنے چچا کو قتل کر دیا تا کہ اس کے مال کا وارث بن جائے اور اس کی لاش دوسرے گاؤں کے پاس ڈال دی۔ پھر جب صبح ہوئی تو اپنے چچا کے خون کا مدعی ہوا اور بستی کے چند افراد کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان پر اپنے چچا کے قتل کا دعویٰ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان افراد سے قتل کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو ان سب نے انکار کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر مقتول کا معاملہ مشتبہ رہا۔ کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ واقعہ تورات میں تقسیم میراث کا حکم نازل ہونے سے پہلے پیش آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تا کہ وہ ان کے لئے مقتول کا معاملہ واضح فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل کو اس بات سے آگاہ فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے کہ وہ گائے کو ذبح کرے۔ روایت کی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی تھا جس کا ایک لڑکا تھا اور اس صالح آدمی کے پاس ایک بچھیا بھی تھی۔ وہ شخص اس بچھیا کو ایک دن جنگ میں لے گیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میں اس بچھیا کو تیرے حوالے کرتا ہوں تا کہ یہ میرے بیٹے کے کام آئے، یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے۔ اس نیک آدمی کا انتقال ہو گیا اور وہ بچھیا جسے اس نے جنگل میں چھوڑا تھا جوان ہو گئی۔ یہ بچھیا جب بھی کسی شخص کو اپنے قریب دیکھ لیتی تو اس سے بھاگ جاتی جب اس نیک آدمی کا بیٹا بڑا ہو گیا تو وہ اپنی ماں کا فرمانبردار نکلا۔ اس لڑکے نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا وہ رات کے ایک حصہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اور ایک حصہ میں آرام کرتا تھا اور ایک حصہ میں اپنی والدہ کے سر کے پاس بیٹھ جاتا تھا تا کہ اس کی خدمت کر سکے۔

سو جب صبح ہوئی تو وہ جنگل کی طرف جاتا اور وہاں سے لکڑیاں اکٹھی کرتا اور انہیں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بازار لے جاتا اور انہیں فروخت کر کے حاصل کی ہوئی رقم کے تین حصے کرتا وہ رقم کا ایک حصہ صدقہ کرتا۔ ایک حصہ اپنے کھانے پینے میں خرچ کرتا

اور ایک حصہ اپنی والدہ کو دے دیتا سو ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا کہ بے شک تیرے باپ نے وراثت میں ایک بچھیا چھوڑ رکھی تھی اور اس کو اللہ کے حوالے کر کے فلاں جنگل میں چھوڑ دیا تھا سو تم وہاں جاؤ اور حضرت ابراہیم' حضرت اسماعیل' حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے معبود سے دعا مانگو کہ وہ اس بچھیا کو تمہاری طرف لوٹا دے۔ اس بچھیا کی پہچان یہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کی کھال سے سورج جیسی شعاعیں نکلتی ہوئی معلوم ہوں گی اور اس بچھیا کا نام اس کی خوبصورتی اور زردی کے باعث مذہبۃ (سنہری) پڑ گیا تھا۔ وہ لڑکا جنگل میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہ بچھیا چر رہی ہے اور وہ لڑکا چلا کر کہنے لگا کہ اے بچھیا میں تجھے حضرت ابراہیم' حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے معبود کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تو میرے پاس چلی آ۔ وہ بچھیا دوڑتی ہوئی آئی' یہاں تک کہ اس لڑکے کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ لڑکے نے اس کی گردن کو پکڑ لیا اور اس کو ہنکاتا ہوا گھر کی طرف چل دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بچھیا گفتگو کرنے لگی۔ اس بچھیا نے کہا کہ اے اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والے لڑکے۔ مجھ پر سوار ہو جا۔ اس میں تجھ کو آسانی ہو گی۔ لڑکے نے کہا کہ میری ماں نے مجھے سوار ہونے کا حکم نہیں دیا بلکہ مجھے حکم دیا تھا کہ اس کی گردن پکڑ کر لے آنا۔ بچھیا نے کہا کہ گر تو مجھ پر سوار ہو جاتا تو تجھے مجھ پر کبھی بھی قدرت حاصل نہ ہوتی۔ چل' تو اگر پہاڑ کو یہ حکم دے کہ وہ جڑ سے اکھڑ کر تیرے ساتھ چل پڑے تو وہ ایسا ہی کرے گا اور یہ صلاحیت تیرے اندر اس لئے پیدا ہو گئی ہے کہ تو اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ جب لڑکا بچھیا کو لے کر اپنی والدہ کے پاس پہنچا تو والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا: تم فقیر ہو اور تمہارے پاس مال وغیرہ بھی نہیں ہے اور رات کو شب بیداری کرنا اور دن میں لکڑیاں جمع کرنا تمہیں مشقت میں ڈال دیتا ہے۔ تم بازار میں جاؤ اور اس گائے کو فروخت کر دو۔ اس وقت گائے کی قیمت تین دینار رہی تھی۔ لڑکا اس گائے کو لے کر بازار کی طرف چلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کی طرف ایک فرشتہ بھیجا تا کہ پنی مخلوق کو اپنی قدرت کاملہ کا نمونہ دکھائے اور لڑکے کو آزمائے کہ وہ اپنی والدہ کا کتنا فرمانبردار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ علم رکھنے والا اور باخبر ہے۔ فرشتے نے اس لڑکے سے کہا کہ یہ گائے کتنی قیمت میں فروخت کرو گے؟ اس نے جواب دیا تین دینار میں بشرطیکہ میری والدہ اس پر راضی ہو جائے۔ فرشتہ نے اس سے کہا کہ میں تم سے یہ گائے چھ دینار کے بدلے خرید لوں گا۔ بشرطیکہ تم اپنی والدہ کا حکم نہ مانو۔ لڑکے نے جواب دیا کہ اگر تم مجھے اس گائے کے برابر سونا بھی دو تو بھی نہیں لوں گا۔ مگر یہ کہ میری والدہ اس پر راضی ہو جائیں پھر اس کے بعد لڑکا اپنی والدہ کی طرف گیا اور اسے گائے کی قیمت کے بارے میں خبر دی۔ والدہ نے کہا کہ تم جاؤ اور گائے کو میری رضامندی کے ساتھ چھ دینار میں فروخت کر دو۔ وہ لڑکا گائے کو لے کر بازار کی طرف گیا۔ فرشتہ آیا اور اس نے لڑکے سے کہا کہ تمہاری ماں نے تمہیں کیا حکم دیا ہے؟ لڑکے نے فرشتے سے کہا کہ میری ماں نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس گائے کو میری اجازت کے بغیر چھ دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا۔ فرشتے نے لڑکے سے کہا کہ میں تمہیں اس گائے کے بدلے بارہ دینار دیتا ہوں بشرطیکہ تم اپنی ماں سے اجازت نہیں لو۔ لڑکے نے انکار کر دیا اور اپنی والدہ کی طرف گیا اور اسے تمام واقعہ کی خبر دی۔ والدہ نے لڑکے سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ آدمی کی شکل میں کوئی فرشتہ ہو اور تمہیں آزمانا چاہتا ہو کہ تم میری اطاعت میں کس قدر ثابت قدم ہو' جب وہ ئے تو اسے کہنا کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں کیا ہم اس گائے کو

فروخت کریں یا نہیں؟ لڑکے نے اسی طرح کیا۔ فرشتے نے لڑکے سے کہا کہ تم اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ اس گائے کو باندھے رکھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس گائے کو بنی اسرائیل کے ایک مقتول (کا معاملہ حل کرنے) کے لئے خریدیں گے۔ تم اس گائے کو ہرگز نہ فروخت کرنا مگر یہ کہ وہ اس گائے کے برابر سونا تمہیں دے دیں۔ فرشتہ کے مشورہ کے مطابق انہوں نے گائے کو اپنے پاس روک کے رکھا۔ اصل میں اس لڑکے کی اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کا اجر دینے کے لئے بنی اسرائیل پر اسی گائے کے ذبح کرنے کو مقدر کر دیا گیا تھا۔

بنی اسرائیل اس گائے کے اوصاف کے بارے میں برابر سوالات کرتے رہے' یہاں تک کہ ان کے لئے بعینہ وہی گائے مقرر ہوگئی۔ گائے کے رنگ کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے سو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اس گائے کا رنگ صاف تھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس گائے کا رنگ زرد سیاہی مائل تھا لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے اس لئے قرآن کریم میں اس گائے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ''صفراءُ فاقع'' (گہرے زرد رنگ کی) فرمایا ہے۔ نیز سواد کے ساتھ فاقع کا استعمال نہیں ہوتا۔ ''سوادٌ فاقع'' نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ''صفراء'' ''فاقع'' کہا جاتا ہے اور سواد کے ساتھ مبالغہ کے لئے حالاک کا استعمال ہوتا ہے۔ جب بنی اسرائیل نے گائے کو ذبح کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم دیا کہ گائے کے بعض حصہ کو مقتول کے بدن پر ماردیں۔ اہل علم کا گائے کے اس بعض حصہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ گائے کا کون سا حصہ تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور مفسرین نے فرمایا ہے کہ وہ گائے کی ہڈی تھی جو غا فروف (یعنی نرم ہڈی جیسے کان وناک وغیرہ) کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ مجاہد اور حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ دم کی جڑ تھی۔ اس لئے کہ سب سے پہلے اسی کی تخلیق ہوتی ہے۔ ضحاک نے فرمایا کہ مقتول پر گائے کی زبان ماری گئی تھی کیونکہ زبان گفتگو کرنے کا آلہ ہے عکرمہ اور کلبی نے کہا ہے کہ مقتول پر گائے کی داہنی ران ماری گئی تھی۔ بعض اہل علم سے منقول ہے کہ مقتول پر مارا جانے والا کوئی خاص جز نہیں تھا' جب بنی اسرائیل کے لوگوں نے اس گائے کے بعض حصہ کو مقتول کے جسم پر مارا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور اس کی رگیں خون سے پھول رہی تھیں اور مقتول نے کہا کہ مجھے فلاں نے قتل کیا ہے پھر اس کے بعد مقتول مر گیا سو اس شخص کا قاتل میراث سے محروم ہو گیا۔

''الخمر'' میں ہے کہ اس کے بعد کوئی بھی قاتل میراث کا حصہ دار نہیں رہا اور مقتول کا نام عامیل تھا۔ بغوی وغیرہ کا یہی قول ہے۔ زمخشری وغیرہ نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بوڑھا شخص تھا جو بہت نیک تھا۔ اس کے پاس ایک بچھیا تھی وہ اس کو لے کر جنگل میں پہنچا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے اللہ میں اس کو اپنے بیٹے کے لئے تیرے حوالے کرتا ہوں' یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے۔ لڑکا بڑا ہو گیا اور وہ اپنی والدہ کا فرمانبردار تھا۔ بچھیا جوان ہوگئی اور یہ گائے بہت خوبصورت اور موٹی تھی بنی اسرائیل نے اس یتیم اور اس کی والدہ سے گائے کی کھال بھر سونے کے بدلے گائے کو خرید لیا۔ حالانکہ اس وقت گائے کی قیمت تین دینار تھی۔ زمخشری وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل اس گائے کو چالیس سال تک تلاش کرتے رہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتے ہی کسی بھی گائے کو ذبح کر دیتے تو

ان کے لئے کافی ہوتا لیکن انہوں نے شدت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا معاملہ شدید بنا دیا اور استقصاء (یعنی پوری کوشش کرنا) نحوست ہے۔

بعض خلفاء کے واقعات: ایک خلیفہ نے اپنے گورنر کو لکھا کہ فلاں قوم کے پاس جاؤ اور ان کے درختوں کو کاٹ دو اور ان کے مکانات کو گرادو۔ گورنر نے خلیفہ کی طرف لکھا کہ درختوں کو کاٹنے اور مکانات کو گرانے میں کون سا کام پہلے کروں؟ خلیفہ نے جواب میں لکھا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ درختوں کے کاٹنے سے پہلے کام شروع کرو تو تم مجھ سے سوال کرو گے کہ کس قسم کے درختوں سے آغاز کروں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے گورنر کو لکھا کہ جب میں تمہیں حکم دوں کہ فلاں کو ایک بکری دے دو تو تم مجھ سے سوال کرو گے کہ ضان دوں یا معز دوں سو اگر اس کی بھی وضاحت کر دوں تو تم مجھ سے پوچھو گے کہ نر یا مادہ؟ اگر میں تجھے اس کی بھی خبر دوں تو تم کہو گے کہ سیاہ یا سفید؟ اگر میں تجھے کسی چیز کا حکم دوں تو تم اس میں مراجعت نہ کیا کرو۔

اختتامیہ: جب کسی جگہ مقتول پڑا ہوا پایا جائے اور اس کا قاتل معلوم نہ ہو تو اگر کسی جگہ پر لوث ہو اور لوث ان قرائن کو کہا جاتا ہے جس سے دل مدعی کی صداقت کی طرف مائل ہو جائے۔ جیسے لوگوں کی ایک جماعت کسی گھر یا جنگل میں جمع ہو اور پھر وہ ایک مقتول کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں تو غالب گمان یہی ہوگا کہ قاتل انہی میں سے ہے یا مقتول کسی محلہ یا گاؤں میں پایا جائے تو محلہ یا گاؤں کے تمام افراد مقتول کے دشمن ہوں تو غالب گمان یہی ہوگا کہ قاتل اہل محلہ قریہ میں سے ہی ہے نیز اگر مقتول کا وارث ان پر دعویٰ کر دے تو مدعی علیہ کے خلاف مدعی سے پچاس قسمیں لی جائیں گی۔ اگر مقتول کے ورثاء تعداد میں زیادہ ہوں تو ان پچاس قسموں کو باہم تقسیم کر دیا جائے گا پھر قسمیں کھا لینے کے بعد مدعا علیہ (جس پر قتل کا دعویٰ کیا گیا ہے) کے عاقلہ (یعنی رشتہ داروں) سے مقتول کی دیت ادا کی جائے گی۔ جبکہ اس پر قتل خطا کا دعویٰ کیا گیا ہو۔ اگر کسی شخص پر قتل عمد کا دعویٰ کیا گیا ہو تو پھر قاتل کے مال سے دیت ادا کی جائے گی۔ اکثر اہل علم کے نزدیک اس صورت میں قصاص نہیں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں بھی قصاص واجب ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اگر کسی شخص پر قتل کا الزام کا کوئی قرینہ نہ ہو تو اس صورت میں مدعا علیہ (جس پر قتل کا دعویٰ کیا گیا ہو) کا قول قسم کے ساتھ تسلیم کیا جائے گا۔ نیز یا ایک ہی قسم کافی ہوگی یا پچاس ہوں گی اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ دیگر تمام دعوؤں کی طرح اس صورت میں بھی ایک ہی قسم کافی ہوگی۔ جس طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن ابی خثیمہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر کے لئے چلے اور جب وہاں پہنچے تو دونوں اپنی اپنی حاجت وغیرہ کے لئے علیحدہ ہو گئے سو حضرت عبداللہ بن سہل قتل کر دیئے گئے حضرت محیصہ بن ابی مسعود اور عبدالرحمٰن جو مقتول کے بھائی تھے اور حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ پچاس قسمیں کھا لو پھر تم اپنے ساتھی کے خون بہا کے حقدار ہو جاؤ گے تو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! نہ ہم نے اسے قتل کرتے

ئے دیکھا ہے اور نہ ہی ہم بوقت قتل حاضر تھے۔ حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود پچاس قسمیں کھا کر بری ہو
ئیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کافر قوم کی قسموں کو کیسے قبول کر لیں۔ حضور سید المبارکین،
حت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ان کی دیت ادا فرمائی۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے معالم التنزیل میں لکھا
ہے کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کی ابتداء مدعیین سے کی کیونکہ قرآئن کی بناء پر ان کا
قدمہ مضبوط تھا۔ نیز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قتل خیبر میں ہوا تھا اور انصار اور اہل خیبر (یعنی یہود) کے درمیان دشمنی بھی تھی
وغالب گمان یہی تھا کہ یہودیوں نے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہوگا۔ نیز قسم ہمیشہ اس کے لئے حجت ہوتی ہے
س کی طرف قوی ہو۔ گمان یہی تھا کہ یہودیوں نے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہوگا۔ عدم لوث (یعنی قرآئن
کے نہ ہونے) کی وجہ سے مدعا علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہو) کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہے کیونکہ اصل ان کا بری الذمہ ہونا ہے۔ قسم
کے ساتھ مدعا علیہ کے قول کو قبول کیا جائے گا۔

خواص: علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک سالہ بچھڑے کا خصیہ خشک کر کے جلا کر پینے سے قوت باہ میں اضافہ ہوگا اور کثرت جماع کے لئے فائدہ مند ہے۔ یہاں تک کہ اس کی عجیب وغریب تاثیر ہے۔ ایک سالہ بچھڑے کا قضیب خشک کر کے اچھی طرح پیس کر اگر کوئی شخص ایک درہم کے بقدر پی لے تو ایسا بوڑھا جو جماع سے عاجز ہو گیا ہو وہ بھی باکرہ لڑکی کے پردہ بکارت کو زائل کر سکتا ہے۔ نیز اگر ایک سالہ بچھڑے کا قضیب پیس کر نیم برشت انڈے پر ڈال کر کھالیا جائے تو قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ بعض اطباء نے کہا ہے کہ ایک سالہ بچھڑے کے خصیہ کو خشک کر کے پیس کر پینے سے قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے اور کثرت جماع کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا قضیب جلا کر پیس لیا جائے اور پھر کوئی شخص اسے پی لے تو دانتوں کا درد ختم ہو جاتا ہے اور ایک سالہ بچھڑے کے قضیب کو سکنجبین کے ساتھ پینے سے جگر بڑھنے میں مفید ہے۔

تعبیر: ایک سالہ بچھڑے کو خواب میں دیکھنا نرینہ اولاد پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کی روشنی میں خواب دیکھنے والا شخص خوف سے مامون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''سو دیر نہیں لگائی کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ایک تلا ہوا بچھڑا لائے اور ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے۔ سو وہ فرشتے کہنے لگے نہ خوفزدہ ہوں)۔

اختتام: بنو عجل عرب میں ایک بہت بڑا مشہور ومعروف قبیلہ ہے جو عجل بن لجیم کی طرف منسوب ہے اس عجل کا شمار بیوقوف لوگوں میں ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پاس ایک عمدہ گھوڑا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ ہر عمدہ گھوڑے کا نام ہوتا ہے۔ تمہارے گھوڑے کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کا کوئی نام نہیں رکھا۔ اس سے کہا گیا کہ اس گھوڑے کا نام (اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی گئی) رکھ دے۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے اس گھوڑے کا نام اعور (یعنی کانا) رکھ دیا ہے۔

عرب کے ایک شاعر نے کہا ہے کہ ؎

رمتنی بنو عجل بداء ابیهم — وهل احد فی الناس احمق من عجل

الیس ابوهم عار عین جوادہٖ — فسارت به الامثال فی لاناس بالجهل

''مجھے بنو عجل نے تیر مار دیا اپنے باپ کی حماقت کی وجہ سے اور کیا لوگوں میں عجل سے زیادہ کوئی بے وقوف ہے''۔

''کیا ان کے والد نے اپنے عمدہ گھوڑے کی آنکھ نہیں پھوڑ دی تھی جس کی وجہ سے لوگوں میں اس کی جہالت ضرب المثل بن گئی''۔

العجمجمة

''العجمجمة'' اس کا مطلب طاقتور اونٹنی ہے جوہری نے کہا ہے کہ

بات یاری ورشات کالقطاء — عجمجمات خشفا تحت السری

''اس نے فخر کی حالت میں رات گزاردی جس طرح قطاء جانور زمین کی تہہ کے نیچے گونگا ہو جائے''۔

ام عجلان

''ام عجلان'' جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک معروف پرندہ ہے۔

العجوز

''العجوز'' خرگوش' شیر' گائے' بیل' مادہ' بھیڑیا' بچہ' گھوڑا' گھوڑی' گدھا اور کتے کو ''العجوز'' کہا جاتا ہے۔

عدس

''عدس'' اس کا مطلب خچر ہے اور اس کا یہ نام اس لئے پڑ گیا ہے کہ ''عدس'' اس آواز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے خچر کو ہانکا جاتا ہے۔شاعر نے کہا ہے کہ

اذا حملت بزتی علی عدس — علی الذی بین الحمار والفرس

''جب میں ہتھیار اس خچر پر لاد دیتا ہوں جو گدھے اور گھوڑے کی مشترک اولاد ہے''۔

''تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کون دوڑتا ہے اور کون بیٹھتا ہے''۔

یزید بن مفرغ نے کہا ہے کہ

عدس ما لعباد علیك امارة — نحوت وهذا تحملین طلیق

''خچر نہیں ہے انسانوں پر اس کا کوئی تسلط تو نے نجات پائی اور یہ تجھے بسہولت سوار کر کے لے جائیں گے''۔

العذفوط

''العذفوط'' اس کا مطلب سفید رنگ کا خوبصورت کیڑا ہے۔

العربج

''العربج'' اس کا مطلب شکاری کتا ہے المدخل میں اسی طرح ذکر ہے۔

عرار

"عرار" یہ ایک گائے کا نام ہے ایک کہاوت ہے کہ (گائے سرمہ سے ہلاک ہوگئی) اس کہاوت کی تفصیل یہ ہے کہ دو گایوں کی آپس میں لڑائی ہوئی سو دونوں نے ایک دوسری کو سینگ سے مارا تو دونوں ہلاک ہوگئیں۔

العربد

''العربد'' اس کا مطلب وہ سانپ ہے جو صرف پھنکار مارتا ہے لیکن موذی نہیں ہوتا۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔''العربد'' بدخلق کو کہتے ہیں۔ اہل عرب کا قول ہے (بدخلق آدمی) یہ مثال ''العربدة'' سے نکلی ہے ابن قتیبہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے۔

العربض والعرباض

''العربض والعرباض'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب مضبوط سینے والی گائے ہے۔

العرس

''العرس'' اس کا مطلب شیرنی ہے اس کی جمع کے لئے ''اعراس'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ مالک بن خویلد خناعی نے کہا ہے کہ

لیث هزبر مدل عند خيسته
بالرقمتين له اجر واعراس

''شیر ریتلے میدان میں اس وقت متحرک ہوا جب شیرنی اس کے سامنے آ گئی''۔

العريقطة والعريقطان

"العريقطة والعريقطان" اس کا مطلب ایک لمبا کیڑا ہے۔

العسا

"العسا" اس کا مطلب مادہ ٹڈی ہے اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

العساعس

"العساس" اس کا مطلب بڑی سیہہ ہے۔

العساس

"العساس" اس کا مطلب بھیڑیا ہے اصل میں باب الذال میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

العسبار

"العسبار" بھیڑیئے اور بجو کی طرح مشترک بچے کو کہا جاتا ہے مادہ کے لئے عسبارۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کی جمع عسابر آتی ہے۔

حکم: اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم کی مشترکہ اولاد ہے۔

العسبور

"العسبور" اس کا مطلب کتے اور بھیریئے کی مشترکہ اولاد ہے۔

العسنج

"العسنج" اس کا مطلب نر شتر مرغ ہے اس کا ذکر باب الظاء میں الظلیم کے تحت گزر چکا ہے۔

العسلق

"العسلق" اس کا مطلب ہر قسم کا شکاری درندہ ہے نیز شتر مرغ کو بھی "العسلق" کہا جاتا ہے ابن سیدہ نے کہا ہے کہ لومڑی کو بھی "العسلق" کہتے ہیں۔

العشراء

"العشراء" اس کا مطلب ایسی اونٹنی ہے جو ایک ماہ کی حاملہ ہو چنانچہ جب اونٹنی دس ماہ کی حاملہ ہو تو اس کے لئے "مخاض" کا لفظ استعمال نہیں کرتے اور وضع حمل تک اور وضع حمل کے بعد بھی اس اونٹنی کے لئے "عشراء" کا لفظ ہی استعمال کرتے ہیں۔ دو اونٹنیوں کے لئے "عشراوان" اور سب اونٹنیوں کے لئے "عشار" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کلام عرب میں "عشراء" اور "نفساء" کے علاوہ "فعلاء" کے وزن پر کوئی بھی ایسا لفظ نہیں آتا جس کی جمع "فعال" کے وزن پر آتی ہو۔ عشراء کی جمع کے لئے "عشار" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور "نفساء" کی جمع "نفاس" آتی ہے۔

فوائد: شیخ ابو عبداللہ بن نعمان نے اپنی کتاب "المستغیثین بخیر الانام" میں لکھا ہے کہ لکڑی کے اس ستون کے رونے کی حدیث متواتر ہے جس کے ساتھ ٹیک لگا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کثیر تعداد اور جم غفیر نے اس کو روایت کیا ہے جن میں حضرت جابر بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ نیز ان دونوں حضرات کی سند سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس روایت کی تخریج کی ہے۔

(بخاری رقم الحدیث 438' بخاری رقم الحدیث 876' بخاری رقم الحدیث 3391' بخاری رقم الحدیث 3382' دارمی رقم الحدیث 41)

نیز حضرت انس بن مالک' عبداللہ بن عباس' سہل بن سعد ساعدی' ابوسعید خدری' بریدہ' ام سلمہ اور مطلب ابن ابی وداعہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ وہ لکڑی اس طرح چیخنے لگی جس طرح بچہ چیختا ہے سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ ہم نے اس لکڑی کے ستون کے رونے کی آواز سنی۔ اس ستون سے ایسی آواز سنائی دیتی تھی جس طرح دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کے رونے کی آواز آتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب منبر تیار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ دینے لگے' وہ لکڑی کا ستون رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔

بعض روایات میں ذکر ہے کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اس ستون کو تسلی نہ دیتا تو یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں قیامت تک روتا رہتا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو نقل فرماتے تو رو پڑتے اور فرماتے اللہ کے بندو! لکڑی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں روتی ہے حالانکہ تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ تمہارے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا شوق ہو۔ صالح شافعی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ

وحن الیہ الجذع شوقاً ورقۃ	ورجع صوتاً الع
فبادرہ ضماً فقر لوقتہ	لکل امری من دھرہ ما تعودا

"اور رو پڑا لکڑی کا ستون فرط شوق اور رقت قلبی کی بناء پر اور وہ آواز کو ایسے گھما گھما کر نکالتا تھا جس طرح عشار گھما گھما کر آواز نکالتی ہے"۔

سو آپ (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت کو غنیمت جانتے ہوئے اس کی طرف تیزی سے بڑھے ہر آدمی دنیا میں اپنی عادات ہی پر چلتا ہے"۔

لکڑی کے ستون کا رونا اور پتھروں کا سلام کرنا کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہے مگر نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لکڑی کا ستون رویا اور پتھروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا"۔

العصاری

"العصاری" اس کا مطلب ٹڈی کی ایک قسم ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

حکم: اس کا کھانا حلال ہے۔ ابوعاصم عبادی نے حکایت بیان کی ہے کہ طاہر زیادی نے کہا ہے کہ ہم "العصاری" کو حرام سمجھتے تھے اور ہم اس کی حرمت کا فتویٰ دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہمارے پاس الاستاذ ابوالحسن ماسرجسی تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ "عصاری" حلال ہے سو ہم جنگل میں اس کے شکار کے لئے نکلے تو ہم نے اہل عرب سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ مبارک ٹڈی ہے پس ہم نے اہل عرب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

العصفور

"العصفور" (عین کے ضمہ کے ساتھ) ابن رشیق نے "کتاب الغرائب والشذوذ" میں عصفور کو عین کے فتحہ کے ساتھ نقل کیا ہے اس کی مؤنث کے لئے "عصفورۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

شاعر نے کہا ہے کہ۔

کعصفورۃ فی کف طفل یسومها   حیاض الردی والطفل یلهو ویلعب

"جیسے چڑیا کا بچہ کسی چڑیا کے ہاتھ میں ہو اور چڑیا موت وحیات کی کشمکش میں ہو لیکن بچہ اس چڑیا کے بچہ سے کھیل رہا ہو"۔

اس کی کنیت کے لئے "ابوالعصور ابومحرز ابومزاحم اور ابویعقوب کے لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ حمزہ نے کہا ہے کہ چڑیا کو عصفور کا نام سے اس لئے دیا گیا ہے کہ اس نے نافرمانی کی اور بھاگ گئی۔ چڑیوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کی آواز بہت خوبصورت اور عجیب وغریب ہوتی ہے اور بعض جمیل وحسین ہوتی ہیں۔

چڑیا کی ایک قسم "العراز" بھی ہے۔

یہ ایسی چڑیا ہے جب اسے بلایا جائے تو جواب بھی دیتی ہے۔ چڑیا کی ایک قسم عصفور الجنۃ (ابابیل) بھی ہے تحقیق چڑیا کی ان دونوں قسموں (یعنی اعرار اور ابابیل) کا ذکر ہو چکا ہے۔ رہی گھریلو چڑیا تو ان کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ان چڑیوں میں سے بعض کی طبیعت میں درندگی ہوتی ہے اور ان کی غذا گوشت ہے۔ نیز اس قسم کی چڑیا اپنے بچوں کو خوراک نہیں کھلاتی۔ گھریلو چڑیوں میں سے بعض کی طبیعت بہائم جیسی ہے اور ان کے مخلب اور منسر وغیرہ نہیں ہوتیں۔ جب چڑیاں کسی درخت کی شاخ پر بیٹھتی ہے تو اپنی تین انگلیوں کو آگے اور دو انگلیوں کو پیچھے کر کے اس پر جم کر بیٹھتی ہے لیکن دوسرے تمام پرندے اپنی دو انگلیوں کو آگے اور دو انگلیوں کو پیچھے کر کے بیٹھتے ہیں۔ چڑیا دانہ اور سبزیاں وغیرہ کھاتی ہے۔ چڑیا کے مذکر کی تمیز اس کی کلی داڑھی ہوتی ہے۔ جس طرح مردہ بکرے اور مرغ کے نر اور مادہ میں فرق کیا جاتا ہے۔ زمین پر کوئی پرندہ یا جانور ایسا نہیں ہے جو اپنے بچوں پر چڑیا سے زیادہ شفیق ہو اور نہ ہی چڑیا سے زیادہ اپنے بچوں کا عاشق کوئی پرندہ اور کوئی جانور روئے زمین میں پایا جاتا ہے۔ چڑیا کی اپنی بچوں کے ساتھ محبت کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کے بچوں کو پکڑ لیا جائے۔ چڑیا شکاری پرندوں کے خوف کی وجہ سے اپنا گھونسلہ گھر کی چھت میں بناتی ہے۔ جب کوئی شہر انسانوں سے خالی ہو جائے تو چڑیا بھی وہاں سے چلی جاتی ہے۔ جب اس شہر کے لوگ واپس آ جائیں تو وہ چڑیا بھی واپس لوٹ آتی ہے۔ چڑیا چلنے کا طریقہ نہیں جانتی اس لئے وہ کود کود کر اپنا سفر طے کرتی ہے۔ چڑا بکثرت جفتی کرتا ہے سو چڑا بعض اوقات ایک وقت میں سو دفعہ بھی جفتی کرتا ہے اس لئے اس کی عمر تھوڑی ہوتی ہے۔ چڑا زیادہ سے زیادہ ایک سال تک زندہ رہتا ہے۔ چڑیا کے بچوں میں اڑنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے یہاں تک کہ چڑیا کے بچے کو اس کے والدین اڑنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً اڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ چڑیوں کی ایک قسم "عصفور اشوک" بھی ہے۔ اس کا ٹھکانہ اکثر انگور وغیرہ کی بیل پر ہوتا ہے۔ ارسطو کا خیال ہے کہ اس چڑیا اور گدھے میں دشمنی ہوتی ہے اس لئے

کہ اگر گدھے کی پشت پر کوئی زخم ہو تو یہ چڑیا اس زخم کو اپنی کاٹنے سے کریدتی ہے جب گدھے کو موقع ملتا ہے تو وہ چڑیا کے بچے کو توڑ دیتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے۔ جب گدھا ہوتا ہے تو اس چڑیا کے بچے یا انڈے گھونسلے سے گر جاتے ہیں اس لئے یہ چڑیا جب گدھے کو دیکھ لیتی ہے تو اس کے سر کے اوپر اور اس کی آنکھوں کے سامنے چلانے اور اڑنے لگتی ہے اور چیخ پکار اور چیخ وپکار سے گدھے کو تکلیف دیتی ہے۔ چڑیا کی ایک قسم "القبرۃ" بھی ہے اور کتاب الاذکار میں ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ایک آدمی نے چڑیا پر پتھر مارا تو اس کا نشانہ خطا ہو گیا ایک دوسرے آدمی نے اس سے کہا واہ واہ تو شکاری کو غصہ آیا اور کہنے لگا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے اس شخص نے کہا نہیں میں نے تیرا مذاق نہیں کیا بلکہ میں نے چڑیا کے لئے واہ واہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جان بچائی۔

متوکل کا قصہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے بعض تعالیق میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ متوکل نے ایک چڑیا کو پتھر مارا لیکن نشانہ خطا کھا گیا اور چڑیا اڑ گئی تو احمد ابن حمدان نے متوکل سے کہا آپ نے بہت اچھا کیا ہے سو متوکل نے اس سے کہا کہ میں نے کیا اچھا کیا؟ ابن حمدان نے کہا کہ چڑیا پر احسان کیا کہ اس کی جان بچادی۔

ایوب جمال کا قصہ: حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن وہب نے اپنے بعض رفقاء کا حال سنایا کہ ایک مرتبہ وہ ایوب جمال کے ساتھ حج کے لئے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم صحراء میں داخل ہوئے اور چند منزل طے کر چکے تو ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ ہمارے سروں پر چکر لگا رہی ہے۔ ایوب جمال نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا تو یہاں بھی آ گئی ہے تو انہوں نے ایک روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس روٹی کے ٹکڑے کو مل کر اپنی ہتھیلی پر رکھا چڑیا ایوب جمال کی ہتھیلی پر بیٹھ گئی اور روٹی کا ٹکڑا کھانے لگی۔ پھر اس کے بعد انہوں نے چلو میں پانی لیا چڑیا کو پلایا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے چڑیا کو حکم دیا کہ اب اڑ جا۔ چڑیا اڑ گئی۔ دوسرے دن کا آغاز ہوا تو وہ چڑیا دوبارہ آ گئی۔ ایوب جمال نے اس کو اسی طرح کھلایا پلایا جس طرح پہلے دن کھلایا پلایا تھا۔ آخر سفر تک ہر روز چڑیا آتی رہی اور ایوب جمال اس کو بھی کھلاتے پلاتے رہے۔ پھر ایوب جمال نے کہا کہ تمہیں چڑیا کے قصہ کا علم ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں۔ ایوب جمال نے کہا یہ چڑیا روزانہ میرے گھر آیا کرتی تھی۔ میں اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتا تھا۔ جو تم نے دیکھا ہے یعنی اس کو کھلاتا پلاتا تھا جب ہم سفر کے لئے نکلے تو یہ چڑیا بھی ہمارے ساتھ آ گئی۔

ایک چڑیا کا قصہ: بیہقی اور ابن عساکر نے ابو مالک کی سند سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گزر ایک چڑے کے پاس سے ہوا جو ایک چڑیا کے ارد گرد گھوم رہا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ چڑا کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی آپ ہی بتائیے یہ کیا کہہ رہا ہے" حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اس چڑیا کو نکاح کا پیغام دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اگر تو مجھ سے شادی کر لے تو پھر تو دمشق کے جس محل میں چاہے گی میں تجھے بسادوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ چڑا جانتا ہے کہ دمشق کے محلات سنگین ہیں اور ان میں گھونسلا رکھنے کی جگہ نہیں لیکن یہ چڑا پھر بھی جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح کا پیغام دینے والے اکثر جھوٹ بولتے ہیں۔

فوائد: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار کے ایک بچہ کی وفات پر (جس کے والدین مسلم تھے) فرمایا خوشخبری ہو اس کے لئے کہ یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ حضور سید المبارکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ معاملہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ حالانکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے اور اسی طرح ایک مخلوق کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ بھی ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔ (رواہ مسلم)

بعض اہل علم نے اس حدیث کی سند پر کلام کیا ہے کہ یہ روایت طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے اور یہ متکلم فیہ ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ صحیح مسلم میں ذکر ہے البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بچوں کے بارے میں قطعی طور پر ایسا کہنے سے (یعنی وہ جنتی ہیں) منع فرمایا ہے۔ اس نفی کی علت بعض اہل علم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمائی ہو جب آپ کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں یا نہیں لیکن یہ تاویل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ سورۃ طور کلیہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بچے والدین کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اور سورۂ طور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی اتباع کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے''۔

سو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا۔ یہ اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کے جنتی ہونے کا قطعی حکم اس کے والدین کے ایمان کی قطعیت کی وجہ سے لگایا ہو لیکن بچے کے والدین کا قطعی مومن ہونا ضروری نہیں کیونکہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ بچے کے والدین منافق ہوں۔ اس صورت میں بچہ ابن کافرین یعنی کافر ماں، باپ کا بیٹا ہوگا۔ یعنی قطعی طور پر اس کے جنتی ہونے کا حکم لگانا صحیح نہیں۔ ابن قانع نے شرید بن سوید ثقفی کے حالات زندگی میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بغیر کسی ضرورت و حاجت کے کسی چڑیا کو قتل کر دیا تو قیامت کے دن چڑیا چیخ کر اللہ تعالیٰ سے کہے گی، اے میرے رب! تیرے بندے نے مجھے قتل کر دیا حالانکہ میرا قتل کرنا اس کے لئے نفع بخش نہیں تھا۔

ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی شہید ہوئے تو ان کی والدہ نے کہا تجھے مبارک ہو تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے کیونکہ تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو گیا۔ نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کیا معلوم کہ یہ لایعنی گفتگو کرتا ہو اور اس چیز کو منع کرتا ہو جو اس کے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں مالک حضرت بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: اس دور کے قراء کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک جال نصب کیا سو ایک چڑیا آئی تو وہ اس کے جال میں بیٹھ گئی سو چڑیا نے کہا کیا بات ہے میں تجھے مٹی میں چھپا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ تواضع کی وجہ سے میں مٹی میں چھپا ہوا ہوں۔ چڑیا نے کہا کہ تیری

کر کیوں جھک گئی۔ اس شخص نے کہا کہ زیادہ عبادت کرنے کی وجہ سے' چڑیا نے کہا کہ تیرے منہ میں یہ دانہ کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے یہ دانہ روزداروں کے لئے رکھا ہے۔ جب شام ہوئی تو اس نے وہ دانہ کھالیا' وہ جال اس شخص کی گردن میں پڑ گیا سو اس کا گلا گھٹ گیا۔ چڑیا نے کہا کہ اگر بندوں کا گلا اس طرح گھٹ جاتا ہے جیسے تیرا گلا گھٹا ہے تو آج کے دور میں بندوں میں کوئی خیر نہیں ہے۔

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت: بیہقی کی شعب الایمان میں ہی حضرت حسن کی روایت ذکر ہے کہ وہ فرماتے ہیں: حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے چٹان' لوہے اور ہر بھاری چیز کو اٹھایا ہے لیکن میں نے برے پڑوسی سے زیادہ بوجھل کسی چیز کو نہیں پایا اور میں نے تمام کڑوی چیزوں کا ذائقہ چکھ لیا ہے لیکن میں نے فقر و تنگی سے زیادہ تلخ کوئی چیز نہیں پائی۔ اے میرے بیٹے! جاہل آدمی کو اپنا قاصد نہ بناؤ سو اگر تجھے کوئی عقلمند نہ ملے تو خود ہی اپنا قاصد بن جا۔ اے میرے بیٹے جھوٹ سے پرہیز کر کیونکہ یہ چڑیا کے گوشت کی طرح مرغوب ہے اور تھوڑا جھوٹ بھی انسان کو جلا دیتا ہے۔ اے میرے بیٹے جنازوں میں حاضر ہوا کر اور شادی کی تقریبات میں شرکت سے پرہیز کر۔ کیونکہ جنازوں میں تیرا شریک ہونا تجھے آخرت کی یاد دلائے گا اور شادیوں میں شریک ہونا دنیا کی خواہشات کو جنم دے گا۔ اگر تیرا پیٹ بھرا ہو تو پھر دوبارہ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھا' کیونکہ اس صورت میں کتوں کو کھانا ڈال دینا تیرے لئے پیٹ بھر کر کھانے سے بہتر ہے۔ اے میرے بیٹے نہ اتنا میٹھا ہو کہ لوگ تجھے نگل جائیں اور نہ اتنا کڑوا ہو کہ تھوک دیا جائے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بعض مجموعوں میں دیکھا ہے کہ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے جان لے کہ تیرے دربار میں تجھ سے محبت کرنے والا حاضر ہوگا یا تجھ سے ڈرنے والا۔ جو تجھ سے خوفزدہ ہے۔ اس کو اپنے قریب بیٹھنے کی جگہ دے اور اس کے چہرہ پر نظر رکھ اور اپنے آپ کو اس کے پیچھے سے اشارہ سے بچا اور جو تجھ سے محبت کرنے والا ہے اس سے خلوص دل اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کر اور اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی اس کو عطا کر کیونکہ اگر تو نے اس کو سوال کا موقع فراہم کیا تو وہ اپنے چہرے کی معصومیت کی بناء پر تجھ سے دوگنا مال حاصل کر لے گا۔ اسی کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ

اذا اعطیتنی فقد اعطیتنی واخذت منی

''جب تو نے مجھے سوال کئے بغیر ہی عطا کر دیا تو تحقیق تو نے مجھے عطا کر دیا اور مجھ سے لے بھی لیا۔

اے میرے بیٹے! قریب و بعید کے لئے اپنے حلم (بردباری) کو وسیع کر دے اور کمینے شخص سے اپنی جہالت کو روک لے نیز رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا کہ وہ تیرے بھائی بن جائیں۔ جب تو ان سے جدا ہو اور وہ تجھ سے جدا ہوں تو ان کی عیب جوئی نہ کر اور نہ وہ تیری عیب جوئی کریں۔

حضرت لقمان کی اس نصیحت سے مجھے (یعنی علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کو وہ حکایت یاد آ گئی جو مجھے میرے شیخ نے سنائی تھی کہ سکندر بادشاہ نے بلاد مشرق کے بادشاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا سو قاصد ایک خط لے کر واپس آیا لیکن خط کے ایک لفظ

کے بارے میں سکندر کو شک ہو گیا تو اس نے قاصد سے کہا تو ہلاک ہو جائے۔ بے شک بادشاہوں پر کوئی خوف نہیں ہوتا مگر یہ کہ ان کے راز ظاہر ہو جائیں۔ اصل میں تو میرے پاس ایک صحیح خط لایا ہے جس کے الفاظ وضع ہیں لیکن ایک حرف نے اس خط کو ناقص بنا دیا ہے؟ کیا یہ حرف مشکوک ہے یا تجھے اس بات کا یقین ہے کہ یہ بادشاہ نے ہی لکھا ہے۔ قاصد نے کہا کہ مجھے اس بات پر یقین ہے کہ یہ خط بادشاہ نے ہی لکھا ہے سکندر نے محرر کو حکم دیا کہ اس خط کے الفاظ حرف بہ حرف دوسرے کاغذ پر لکھ کر کسی دوسرے قاصد کے ذریعہ بادشاہ کے پاس واپس بھیج دے اور اس کے سامنے پڑھ کر اس کا ترجمہ کیا جائے جب وہ خط شاہ مشرق کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے اس لفظ کا انکار کیا۔ اس نے مترجم کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے اس حرف کو کاٹ دے اور بادشاہ نے اسکندر کو لکھا کہ میں نے اس حرف کو کاٹ دیا ہے جو میرا کلام نہیں تھا۔ اس لئے کہ آپ کے قاصد کی زبان کو قطع کرنے کا مجھے کوئی اختیار نہیں تھا۔ جب قاصد سکندر کے پاس خط لے کر آیا تو اس نے پہلے قاصد کو بلایا اور اسے کہا کہ تو نے یہ حرف کیوں لکھا تھا کیا تو دو بادشاہوں کے درمیان فساد کرانا چاہتا ہے۔ قاصد نے اعتراف کیا اور کہا کہ جس بادشاہ کے پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا اس کی کوتاہی کی وجہ سے میں نے خط میں یہ لفظ لکھ دیا تھا۔ اسکندر نے قاصد سے کہا کہ تو نے یہ کوشش اپنے مفاد کے لئے کی ہے نہ کہ ہماری خیر خواہی کے لئے۔ جب تیری امید پوری نہ ہو سکی تو تو نے معزز اور بلند مرتبہ نفوس کے درمیان اس کو بدلہ کے طور پر استعمال کیا پھر اسکندر نے حکم دیا کہ اس قاصد کی زبان گدی سے کھینچ دی جائے سو ایسا ہی کیا گیا۔ یحییٰ بن خالد بن برمک نے کہا ہے کہ تین چیزوں کے ذریعے لوگوں کی عقل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہدیہ' قاصد اور خط' ابوالاسود الدؤلی نے ایک شخص کو یہ شعر کہتے ہوئے سنا۔

اذا کنت فی حاجة مرسلا   فارس لحکیما ولا توصه

"جب تو کسی حاجت کے لئے قاصد بھیجے۔ تو کسی عقلمند آدمی کو بھیج اور اسے وصیت نہ کر"۔

ابوالاسود نے کہا اصل میں کہنے والے نے غلط کہا ہے کیا یہ قاصد غیب کا علم رکھتا ہے جب وہ قاصد کو وصیت نہیں کرے گا تو وہ اس کے مقصد کو کیسے سمجھے گا اس نے یوں کیوں نہیں کہا

اذا ارسلت فی امر رسولا   فافهمه وارسله ادیبًا

ولا تترك وصيته بشیء   وان هو کان ذا عقل اریبًا

فان ضیعت ذاك فلا تلمه   علٰی ان لم یکن علم الغیوبَا

"جب تو کسی معاملہ میں کسی قاصد کو بنا کر بھیجے تو اس کو سمجھا دے اور اس کو سکھا کر روانہ کر"۔

"اور اس کو کسی بھی وصیت میں ڈھیل نہ دے اگر چہ وہ عقل مند اور باشعور ہی کیوں نہ ہو"۔

"تو نے اگر وصیت کو ضائع کر دیا تھا تو پھر قاصد کو ملامت نہ کر کیونکہ وہ غیب کا علم نہیں رکھتا"۔

زمخشری کا قصہ: تاریخ ابن خلکان اور تاریخ کی دیگر کتب میں ذکر ہے کہ زمخشری مقطوع الرجل تھے۔ (یعنی ان کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی) سوان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو زمخشری نے فرمایا کہ میری والدہ کی بددعا سے میری یہ حالت ہوئی

ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور اس کی ٹانگ میں ایک دھاگہ باندھ دیا اور وہ چڑیا میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اڑ کر ایک دیوار کے سوراخ میں گھس گئی' میں نے دھاگہ پکڑ کر زور سے کھینچا جس کی وجہ سے چڑیا کی ٹانگ کٹ گئی۔ یہ دیکھ کر میری والدہ کو بہت رنج ہوا' وہ کہنے لگی اللہ تیری ٹانگ بھی کاٹ دے جس طرح تو نے اس چڑیا کی ٹانگ کاٹ دی۔ جب میں طالب علم کی عمر میں پہنچا۔ میں تحصیل علوم کے لئے بخارا کے لئے چلا۔ دوران سفر میں سواری سے گر پڑا اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی چنانچہ بہت علاج کروایا لیکن آخر کار ٹانگ کٹوانی پڑی (اور یوں میری والدہ کی بددعا پوری ہو گئی)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ: صحیحین' سنن نسائی' اور جامع ترمذی میں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکور ہے جس طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے زیادہ عالم ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس جواب پر ناراضگی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین پر رہتا ہے جو آپ سے زیادہ عالم ہے۔ ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ سے زیادہ عالم کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ ہمارا بندہ خضر سب سے زیادہ عالم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب عزوجل! اس سے کیسے ملاقات ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنے توشہ دان میں ایک مچھلی رکھ لو جب وہ مچھلی غائب ہو جائے تو وہیں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توشہ دان میں مچھلی رکھ لی اور سفر پر روانہ ہو گئے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ حضرت یوشع علیہ السلام تھے' وہ ایک پتھر کے پاس گئے اور دونوں اس پتھر پر سر رکھ کر سو گئے اور مچھلی توشہ دان سے نکل کر سمندر میں راستہ بناتی ہوئی بھاگ گئی جس کو حضرت یوشع علیہ السلام نے دیکھا اور یہ منظر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلانا بھول گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام نے پھر سفر شروع کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ اصل میں ہمیں اس سفر میں بہت تکلیف پہنچی ہے۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جب ہم پتھر کے پاس سوئے تھے تو مچھلی اسی وقت غائب ہو گئی تھی اور میں آپ کو مچھلی کا واقعہ بتانا بھی بھول گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی وہ جگہ ہے جس کی تلاش میں ہم نے سفر کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس لوٹے اور جب اس پتھر کے پاس پہنچے تو وہاں ایک شخص کو دیکھا جو چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ موسیٰ بن اسرائیل' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے وہ علم سکھا دیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سکھایا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علم عطا فرمایا ہے جو آپ کو نہیں عطا فرمایا اور

جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے وہ مجھے نہیں سکھایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عنقریب انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی بھی کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں سمندر کے کنارے کنارے چل دیئے۔ ان دونوں کو ایک کشتی نظر آئی اور انہوں نے کشتی والوں سے گفتگو کی تا کہ وہ ان کو کشتی میں سوار ہونے کی اجازت دیں تو انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر اجرت کے ان دونوں کو کشتی میں سوار کر لیا سو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ چڑیا نے پانی پینے کے لئے سمندر میں ایک یا دو چونچ ماری۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا! اے موسیٰ! میرے اور آپ کے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم سے صرف اتنا حصہ کم کیا ہے جتنا اس چڑیا نے سمندر سے پانی کم کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے جان بوجھ کر اس کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کشتی والوں نے ہمیں بغیر کسی اجرت کے سوار کیا اور آپ نے کشتی کا ایک تختہ عمداً اکھاڑ دیا تا کہ وہ ڈوب جائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں بھول گیا تھا۔ آپ میری بھول پر گرفت نہ کریں اور میرے اس معاملہ میں ذرا سختی سے کام نہ لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر شرط کی پہلی خلاف ورزی کی وہ دونوں چلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک بچہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کا سر اوپر سے پکڑ کر الگ کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ نے ایک بے گناہ کو بغیر کسی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ آپ نے بے جا حرکت کی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے آپ سے کہا نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ ابن عیینہ نے فرمایا کہ پہلے کے مقابلہ میں حضرت خضر علیہ السلام کی یہ تنبیہ زیادہ سخت ہے۔ وہ دونوں آگے چلے اور ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا لیکن انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا بس میرا تمہارا ساتھ ختم ہوا اب میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں۔ جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کاش وہ اتنا صبر کر لیتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان رموز واسرار کو بیان فرمایا ہے۔

واقعہ خضر و موسیٰ میں موسیٰ کون تھے؟: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ نوفا بکالی کا خیال ہے کہ اس واقعہ میں مذکور موسیٰ سے مراد بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ موسیٰ کے نام کا کوئی اور شخص تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے مجھ سے حضرت ابی بن کعب نے یہ کہہ کر پوری حدیث بیان کی جس میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مکمل واقعہ تھا اور فرمایا کہ ایک چڑیا آئی یہاں تک کہ وہ کشتی کے کنارے بیٹھ گئی۔ پھر اس نے سمندر میں ٹھونک ماری پھر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میرے اور آپ کے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم سے اتنا کم کیا ہے جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ

کے۔ یہ سمندر سے پانی کم کیا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ یہاں لفظ ''النقص'' (کمی) کا ظاہری معنی محمول نہیں ہے بلکہ یہ لفظ سمجھانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ورنہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم اللہ کے علم سے بہت ہی کم ہے۔

حکم: چڑیا کا کھانا حلال ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چڑیا کو یا اس سے بڑے جانور کو ناحق قتل کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس سے اس کے بارے میں سوال فرمائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کا حق کیا ہے؟ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کر کے کھایا جائے اور اس کا سر کاٹ کر نہ پھینکا جائے۔ (رواہ النسائی)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور شہنشاہ ابرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ابن آدم کا دل چڑیا کی طرح ہے جو دن میں سات مرتبہ بدلتا ہے۔ (رواہ الحاکم)

سود اور رباء کے معاملے میں چڑیوں کی تمام اقسام ایک جنس شمار کی جائیں گی۔ اسی طرح بطخ، کبوتر کی تمام اقسام بھی ایک ہی جنس شمار کی جائیں گی لیکن سارس، مرغابی اور سرخاب علیحدہ علیحدہ ایک جنس ہیں۔ صحیح قول کے مطابق چڑیا کو پکڑ کر پھر آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اہل علم کے نزدیک جائز ہے اس لئے کہ حافظ ابونعیم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بچوں سے چڑیوں کو خریدتے تھے اور پھر انہیں چھوڑ دیتے تھے۔ یعنی آزاد کر دیتے تھے۔ ابن صلاح نے فرمایا کہ اختلاف صرف ان چڑیوں کے بارے میں ہے جو بذریعہ شکار قبضہ میں آئی ہوں مانوس جانوروں کو آزاد چھوڑنا جاہلیت کے سوائب کے مشابہ ہونے کے باعث قطعاً ناجائز اور باطل ہے۔ شیخ ابواسحٰق شیرازی نے اپنی کتاب ''عیون المسائل'' میں لکھا ہے کہ چڑیا کی بیٹ وغیرہ نجس مصنوعہ ہے لیکن اس کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ چڑیا کی بیٹ کے حکم میں اختلاف ہے۔ جس طرح ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کے بارے میں اختلاف ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے (فلاں چڑیا سے بھی کم بردبار ہے) حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ

لا باس بالقوم من طول وعظیم ‏ ‏ ‏ جسم البغال واحلام العصافیر

''کوئی حرج نہیں اگر قوم طویل القامت اور طویل الجثہ ہو اور ان کے جسم خچروں کی طرح اور ان کی عقلیں چڑیوں کی طرح ہوں''۔

تعنب نے کہا ہے

ان یسمعوا ریبة طاروا بھا فرحا ‏ ‏ ‏ منی وما سمعوا من صالح دفنوا

مثل العصافیر احلاما ومقدرة ‏ ‏ ‏ لو یوزنون برق الریش ما وزنو

''اگر وہ میری کوئی بری بات سن لیتے ہیں تو اسے ہر جگہ پھیلا دیتے ہیں لیکن میری اچھی بات کو دفن کر دیتے ہیں''۔

"یہ عقل اور طاقت میں چڑیوں کی طرح ہے اگر ان کا وزن کیا جائے تو ایک پر کے برابر بھی ان کا وزن نہیں"۔
اہل عرب کہتے ہیں (فلاں چڑے سے زیادہ جفتی کرنے والا)۔

فوائد: چڑیا کا گوشت گرم خشک اور مرغی کے گوشت سے زیادہ سخت ہوتا ہے چڑیا کا سب سے عمدہ گوشت موسم سرما میں چربی دار ہوتا ہے۔ چڑیا کا گوشت کھانے سے منی اور قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے لیکن رطوبت والوں کے لئے چڑیا کا گوشت مضر ہے۔ نیز اگر چڑیا کے گوشت میں روغن بادام ڈال دیا جائے تو مضرت ختم ہو جاتی ہے بوڑھوں اور سرد مزاج والوں کے لئے چڑیا کا گوشت موسم سرما میں موافق ہے۔ چڑیا کا گوشت خلط صفراوی پیدا کرتا ہے۔ مختار بن عبدون نے کہا کہ چڑیا کا گوشت کھانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی چھوٹی سی ہڈی بھی پیٹ میں چلی گئی تو اس سے پتا اور آنت میں چربی پیدا ہو جاتی ہے جب چڑیا کے بچوں کو ذبح کر لیا جائے اور ان کا گوشت انڈوں اور پیاز میں ملا کر کھا لیا جائے تو یہ قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ چڑیا کے گوشت کا شوربہ طبیعت کو صاف کرتا ہے کمزور چڑیا کا گوشت نہایت ثقیل ہوتا ہے۔

وہ چڑیا جو کسی گھر میں رہتی ہو اس کا گوشت بہت زیادہ چربی دار ہوتا ہے۔ بعض اطباء کا قول ہے اس چڑیا کا مغز عرق سنداب اور شہد میں ملا کر نہار منہ پینے سے بواسیر کا درد ختم ہو جاتا ہے۔ چڑیوں کی بیٹ کو انسانی لعاب دہن میں حل کر کے پھنسیوں میں لگانے سے پھنسیاں ختم ہو جاتی ہیں اور جب عصفور اشوک کو ذبح کر کے نمک میں ملا کر بھون لیا جائے اور پھر کھایا جائے تو اس سے مثانہ اور گردے کی پتھری ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ مہرا ریش نے کہا ہے کہ اگر چڑیا کو ذبح کر کے اس کا خون مسور کے بیسن پر ٹپکا لیا جائے اور پھر اس کی گولیاں بنا کر خشک کر لی جائیں تو ان گولیوں کو کھانے سے قوت باہ میں زبردست اضافہ ہوتا ہے۔ نیز اگر ان میں سے ایک گولی کو زیتون کے تیل میں حل کر کے آدمی اپنے احلیل کی مالش کرے تو آدمی کا عضو تناسل بہت زیادہ سخت اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

فائدہ: جو آدمی بہت زیادہ جماع کرتا ہے اس کے جسم میں خارش اور قوت بینائی میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے اور ایسا شخص جماع کی حقیقی لذت سے محروم ہونے کے ساتھ جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے جو شخص پیشاب یا پاخانہ کو روکتا ہے اور وقت پر ان سے فراغت حاصل نہیں کرتا تو ایسے شخص کا مثانہ کمزور اور جلد سخت اور پیشاب میں جلن وسوزش پیدا ہو جاتی ہے اور مثانہ میں پتھری بھی ہو جاتی ہے جو شخص اپنے پیشاب پر تھوکنے کا معمول بنالے تو وہ کمر کے درد سے محفوظ رہے گا حضرت امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس نسخہ کو متعدد بار آزمایا گیا ہے۔

اس کی تعبیر: چڑیا کو خواب میں دیکھنا قصہ گو اور لہو لعب میں مبتلا شخص پر دلالت کرتا ہے اور اس کی تعبیر ایسے فرد سے بھی دی جاتی ہے جو لوگوں کو کہانیاں سنا کر ہنساتا ہو۔ بعض اہل علم کے نزدیک چڑیا کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر لڑکے سے بھی دی جاتی ہے۔ کسی کا لڑکا بیمار ہو اور وہ خواب میں چڑیا کو ذبح کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کے لڑکے کی موت کا خطرہ ہے بعض اوقات چڑیا کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر طاقتور اور مالدار شخص سے دی جاتی ہے جو اپنے کاموں میں چالاک ہو نیز چڑیا کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر خوبصورت اور محبت کرنے والی عورت سے بھی دی جاتی ہے۔ خواب میں چڑیوں کی آواز سننے کی تعبیر

عمدہ کلام یا راست علم سے دی جاتی ہے نیز چڑیوں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مال اور اولاد سے بھی دی جاتی ہے ایک شخص امام المعبرین ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں چڑیوں کے بازو پکڑ پکڑ کر اپنے کمرے میں بند کر رہا ہوں۔ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اس نے کہا ہاں۔ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسلمانوں کی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈر۔ایک اور شخص ابن سیرین کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں چڑیا ہے اور میں اس کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔چڑیا نے مجھ سے کہا تیرے لئے حلال نہیں ہے کہ تو میرا گوشت کھائے۔ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو ایسا شخص ہے کہ تو صدقہ کھاتا ہے لیکن اس کا مستحق نہیں ہے۔اس آدمی نے ابن سیرین سے کہا آپ میرے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہیں۔امام ابن سرین نے کہا ہاں اگر تو چاہے تو میں تجھے صدقہ کے ان دراہم کی تعداد بھی بتادوں جو تیرے پاس ہیں۔اس شخص نے کہا کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ چھ دراہم ہیں۔تو اس شخص نے کہا کہ ایسا ہی ہے یہ دیکھئے صدقہ کے دراہم میرے ہاتھ میں ہیں اور میں توبہ کرتا ہوں اور آئندہ صدقہ کا مال نہیں کھاؤں گا۔حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ تعبیر کیسے نکالی۔ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چڑیا خواب میں سچ بولتی ہے اور چڑیا کے چھ اعضاء ہیں سو چڑیا کے اس قول کہ "تیرے لئے حلال نہیں ہے کہ تو میرا گوشت کھائے" میں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ شخص اس مال کو حاصل کرتا ہے جس کا یہ حقدار نہیں ہے۔ ایک شخص حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک چڑیا ہے۔حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو دس دینار حاصل کرے گا' وہ شخص چلا گیا اور اسے نو دینار حاصل ہوئے وہ دوبارہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں پورا واقعہ سنایا۔حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنا پورا خواب بیان کر۔اس شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک چڑیا ہے اور اس کی دم نہیں ہے۔حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر چڑیا کی دم ہوتی تو تجھے پورے دس دینار حاصل ہوتے۔واللہ اعلم۔

العفل

"العفل" اس کا مطلب نر چوہا ہے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

العرفط

"العرفوط" اس کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے جس کی خوراک سانپ ہے۔

العریقطة

"العریقطة" یہ ایک قسم کا لمبا کیڑا ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

العفمجة

"العفمجة" اس کا مطلب لومڑی ہے اصل میں "الثعلب" "باب الثاء" میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

العضرفوط

"العضرفوط" اس کا مطلب نر چھپکلی ہے اس کی تصغیر "عضیرف" اور عفریف آتی ہے۔

فوائد: ابن عطیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "ہم نے کہا: اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراہیم پر" کی تفسیر میں کہا ہے کہ کوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کے لئے ایندھن (لکڑیاں) جمع کر رہا تھا اور گرگٹ آگ کو دہکانے کے لئے پھونکیں مار رہا تھا اور خچر بھی اسی طرح کر رہا تھا۔ یعنی آگ کو دہکانے کے لئے پھونکیں مار رہا تھا۔ نیز خطاف، مینڈک اور چھپکلی اپنے اپنے منہ میں پانی بھر کر لا رہے تھے تاکہ آگ کو اس کے ذریعے بجھا دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خطاف، چھپکلی اور مینڈک کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور کوے، گرگٹ اور خچر کو مصیبت میں ڈال دیا۔

بخار کو دور کرنے کا عمل: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے مشائخ سے پتا چلا ہے کہ ہر قسم کے بخار کے لئے یہ کلمات تین مرتبہ قلنا یانار کونی بردا سلاما سلاما سلاما لکھ کر تین تعویذ بنا لئے جائیں اور ہر روز ایک تعویذ نہار منہ جب بخار شروع ہو، مریض کو پلا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر قسم کا بخار ختم ہو جائے گا۔ یہ عمل عجیب و غریب اور مجرب ہے۔

عطار

"عطار" حضرت امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الاشکال" میں لکھا ہے کہ یہ ایک کیڑا ہے جو سیپ اور گونگے میں رہتا ہے اور یہ بلاد ہند میں رکے ہوئے پانی میں اور سرزمین بابل میں پایا جاتا ہے یہ ایک عجیب و غریب جانور ہے جس کا گھر صدفی ہوتا ہے۔ اس کیڑے کا سر، منہ، دو آنکھیں اور دو کان ہوتے ہیں۔ جب یہ کیڑا اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ یہ سیپ ہے جب یہ کیڑا اپنے گھر سے باہر نکل کر زمین پر چلتا ہے تو یہ اپنے گھر کو بھی ساتھ ساتھ گھسیٹتا ہے۔ جب موسم گرما میں زمین خشک ہو جاتی ہے تو اس کیڑے کو جمع کیا جاتا ہے اور اس کیڑے میں سے عطر جیسی خوشبو آتی ہے۔

فوائد: اگر اس کیڑے کی دھونی مرگی کے مریض کو دی جائے تو اس کے لئے بہت فائدہ مند ہے اس کیڑے کو جلا کر اس کی راکھ کو دانتوں پر مل لیا جائے تو دانت سفید اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کیڑے کو آگ سے جلے ہوئے بدن کے حصہ پر رکھ دیا جائے تو یہ خشک ہو جائے۔

العطار

"العطار" اس کا مطلب شیر ہے الکامل کے مصنف نے خطبۃ الحجاج کی تفسیر میں "العطار" (عین کے ضمہ کے ساتھ) نقل کیا ہے بعض اہل علم نے عین کے فتحہ کے ساتھ نقل کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ایک معروف پرندہ ہے۔

العطرف

"العطرف" اس کا مطلب "افعی" (سانپ) ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

العظاء ۃ

"العظاء ۃ" اس کا مطلب ایک کیڑا ہے جو گرگٹ سے بڑا ہوتا ہے۔ واحد کے لئے عظایۃ کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع عظاء اور عظایا آتی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا ہے کہ (اس بلی کی طرح جو عظایا کو تلاش کرتی ہے)۔ زہری نے کہا ہے کہ یہ ایک ایک ملائم جسم والا کیڑا ہے جو دوڑ کر چلتا ہے اور چھپکلی کی طرح ہوتا ہے مگر اس سے زیادہ حسین وجمیل ہوتا ہے۔ یہ کیڑا کسی کو اذیت نہیں دیتا۔ اس کیڑے کا نام شحمۃ الارض اور شحمۃ الرمل ہے۔ اس کی بہت سی اقسام ہیں جن میں سفید، سرخ، زرد اور سبز رنگ کے کیڑے شامل ہیں۔ اس کیڑے کے یہ مختلف رنگ اس کے مسکن کے اختلاف کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ بعض کیڑے ریت میں بعض پانی کے قریب بعض گھاس کے قریب رہتے ہیں اس کیڑے کی اقسام میں بعض کیڑے ایسے بھی ہیں جو انسانوں سے مانوس ہو جاتے ہیں یہ کیڑا اپنے سوراخ میں چار ماہ تک بغیر کچھ کھائے پئے رہ سکتا ہے اس کیڑے کی طبیعت میں سورج کی محبت پائی جاتی ہے۔ دھوپ میں رہنے کی وجہ سے اس کیڑے کا بدن سخت ہو جاتا ہے۔

اہل عرب کے خرافات: اہل عرب کہتے ہیں بے شک جب جانوروں کو زہر تقسیم ہو رہا تھا تو اس وقت "عظاءۃ" کو قید کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ زہر ختم ہو گیا اور سب حیوانوں نے اپنی طاقت کے مطابق اپنا حصہ لے لیا لیکن عظاءۃ کو زہر کا کچھ حصہ بھی نہیں ملا۔ اس کیڑے کی خاصیت یہ ہے کہ یہ کچھ دور تیز دوڑتا ہے پھر رک جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ کیڑا زہر سے محرومی کی یاد پر افسوس کرتے ہوئے اس انداز سے چلتا ہے۔ مصر میں اس کیڑے کو "السحلیۃ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حکم: اس کیڑے کو کھانا حرام ہے۔ باب السین میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

فوائد: جو شخص اس کیڑے کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کپڑے میں لپیٹ کر اپنے اوپر لٹکا لے تو وہ اپنی خواہش کے مطابق عورت سے جماع کر سکتا ہے۔ اگر اس کیڑے کے مذکورہ اعضاء کو کسی کالے کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسے شخص کے جسم پر لٹکا دیا جائے جس کو پرانا چوتھیاں بخار ہو تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ اگر اس کیڑے کا دل کسی عورت پر لٹکا دیا جائے تو جب تک یہ اس کے بدن پر رہے گا ولادت نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کیڑے کو گائے کے گھی میں تل کر سانپ کی ڈسی ہوئی جگہ پر مل لیا جائے تو زہر ختم ہو جائے گا اور مریض شفایاب ہو جائے گا اگر اس کیڑے کو کسی پیالے میں ڈال کر اس پیالے میں روغن زیتون بھر کر اس کو دھوپ میں رکھ دیا جائے تو روغن کو اس میں نچوڑ لیا جائے تو وہ نچوڑا ہوا روغن زہر قاتل ہو گا۔

تعبیر: اس کیڑے کو خواب میں دیکھنا فریب اور اختلاف اسرار پر دلالت کرتا ہے۔ (واللہ اعلم)

العفر

"العفر" اس کا مطلب پہاڑی بکری کا بیٹا ہے نیز "العفر" عین کے کسرہ کے ساتھ نر خنزیر کو بھی کہتے ہیں اور خبیث آدمی کے لئے بھی "العفر" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اسی طرح خبیث عورت کے لئے "عفرۃ" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

العفریت

"العفریت" اس کا مطلب طاقتور جن ہے اس میں تاء زائد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

''جنوں میں سے ایک قوی ہیکل نے عرض کیا میں اسے حاضر کر دوں گا''۔ (النمل۔ آیت 39)

ابو رجاء عطاردی اور عیسیٰ ثقفی نے اسے ''عفریت'' پڑھا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق اور بعض اہل علم کے قول کے مطابق ''عفر'' بھی پڑھا جاتا ہے۔ بلقیس کا تخت لانے والے اس عفریت (طاقتور جانور) کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہب نے کہا ہے کہ اس طاقتور جن کا نام کوذا تھا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا نام ذکوان تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اس کا نام ''مخر الجنی'' تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے تخت کو منگوانا کس غرض سے تھا۔ اس میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت قتادہ اور دیگر مفسرین نے فرمایا ہے کہ ہدہد نے اس تخت کے اوصاف اور اس کی عظمت بیان کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہ تخت پسند آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے بلقیس اور اس کی قوم کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی اس تخت کو اپنے قبضہ میں لینے کا ارادہ کیا۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کو جانتے تھے کہ اگر بلقیس نے اسلام قبول کر لیا تو اس کا مال ان پر حرام ہو جائے گا سو آپ علیہ السلام نے اس سے پہلے کہ بلقیس کا مال ان پر حرام ہو جائے۔ بلقیس کا تخت اپنے قبضہ میں لینے کا ارادہ کیا۔ ابن زید نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کا تخت اس لئے منگوایا تا کہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت و سلطنت کا مظاہرہ ہو سکے۔

تخت بلقیس کیسا تھا: مروی ہے کہ بلقیس کا عرش تخت چاندی اور سونے کا بنا ہوا تھا اور اس میں یاقوت اور دیگر جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ نیز بلقیس کا تخت سات مقفل کمروں میں بند تھا۔ ثعلبی کی کتاب ''الکشف والبیان'' میں مذکور ہے کہ بے شک بلقیس کا عرش بھاری اور حسین و جمیل تھا اس کا اگلا حصہ سونے کا تھا۔ جس میں سرخ یاقوت اور سبز زمرد جڑے ہوئے تھے اور پچھلا حصہ چاندی کا تھا جس میں مختلف اقسام کے جواہرات اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ اس عرش (یعنی تخت) کے چار پائے تھے۔ ایک پایہ سرخ یاقوت کا دوسرا زرد یاقوت کا تیسرا از برجد کا اور چوتھا سفید موتیوں کا اس کے تختے سونے کے تھے۔ بلقیس کے حکم کے مطابق یہ تخت سب سے آخری کمرے میں رکھا گیا تھا۔ بلقیس کے سات محلوں میں سے جو سب سے پچھلا محل تھا۔ اس میں سات کمرے تھے اور ہر کمرے کا دروازہ مقفل تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ بلقیس کا تخت تیس گز لمبا تیس گز چوڑا اور تیس گز راونچا تھا اور مقاتل نے کہا ہے کہ اس تخت کی لمبائی اسی ہاتھ' چوڑائی اسی ہاتھ اور ایک قول کے مطابق اس تخت کی لمبائی اسی ہاتھ اور عرض چالیس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بارعب تھے اور کسی آدمی کو آپ کے ساتھ گفتگو کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ خود ہی اس سے سوال کرتے تو ایک دن خواب میں اپنے قریب

آپ نے آگ جیسی چمک دیکھی آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ آپ کو جواب دیا گیا یہ بلقیس کا عرش ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے سرداران تم میں سے کون بلقیس کا تخت میرے پاس لائے گا۔ قبل اس کے کہ اس کی قوم مسلمان ہو جائے ایک جن نے کہا کہ میں آپ کی مجلس سے اٹھنے سے پہلے ہی بلقیس کا تخت آپ پاس لاؤں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح سے ظہر تک لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے دربار لگایا کرتے تھے۔ اس جن نے کہا میں اتنا طاقتور ہوں کہ اس مدت میں بلقیس کے تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا اور میں امین ہوں۔ میں اس تخت میں چوری نہیں کروں گا۔ ایک ایسا شخص جس کے پاس کتاب (تورات) کا علم تھا کہنے لگا کہ اس سے پہلے آپ کی نگاہ اس کی طرف لوٹے' میں بلقیس کو آپ کے پاس لے آؤں گا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر اہل علم کا قول ہے کہ یہ شخص آصف بن برخیا تھا اور یہ صدیق (سچا) تھا۔ نیز یہ اسم اعظم سے واقف تھا۔ اسم اعظم کے ذریعے جو بھی دعا کی جاتی ہے۔ وہ مقبول ہوتی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نگاہ لوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو منتہائے نظر پر جو آدمی دکھائی دے اس کے آپ تک پہنچنے سے پہلے تخت آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا جائے گا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نگاہ گھومنے سے پہلے وہ شخص آپ کے پاس آ جائے گا۔ مجاہد نے فرمایا ہے کہ جب تک نگاہ تھک کر ٹھہر جائے۔ وہب نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی نگاہ کو پھیلائیں آپ کی نگاہ پھیلنے بھی نہ پائے گی کہ میں آپ کے پاس بلقیس کا تخت لے آؤں گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ (جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا) اس مذکورہ شخص کا مطلب ''اسطوم'' تھا بعض نے کہا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہی نے اپنے آپ سے یہ گفتگو فرمائی تھی۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ وہ شخص بنی اسرائیل کا عالم تھا۔ جس کا نام ارسطوم تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے بے حد فہم و فراست اور معرفت حق سے نوازا تھا۔ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا کہ اس سے پہلے کہ آپ کی نگاہ اس کی طرف لوٹے میں بلقیس کا تخت آپ کے پاس لے آؤں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا لے آؤ۔ اس شخص نے کہا آپ نبی ہیں اور نبی کے بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ کوئی شخص بھی محبوب و مقرب نہیں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں اور بلقیس کے تخت کو طلب کریں تو وہ تخت آپ کے پاس آ جائے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔

اسم اعظم: اس شخص کو جو علم دیا گیا تھا وہ اسم اعظم کا علم ہے سو اسطوم نے اسم اعظم کے ذریعے دعا کی تھی۔ اسم اعظم یہ ہے ''یاحی یاقیوم یاالھنا والہ کل شئ واحداً لا الہ الا انت'' بعض اہل علم کے نزدیک اسم اعظم کے یہ الفاظ ہیں جو ارسطوم نے ادا کئے تھے ''یاذالجلال والاکرام'' بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس کیسے پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ زمین پھٹ گئی اور تخت زمین میں سما گیا اور زمین کے اندر ہی اندر تخت چشمہ کی طرح بہتا رہا' یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے زمین شق ہوئی اور تخت برآمد ہوا۔ کلبی کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا سو انہوں نے تخت کو اٹھایا اور زمین کو اندر ہی اندر چیرتے ہوئے لے کر چلے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے زمین شق ہوئی اور تخت برآمد ہوا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ بلقیس کا تخت ہوا کے ذریعے اڑا کر لایا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کے تخت کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ ایک تیز رفتار شخص اس فاصلہ کو دو ماہ میں طے کر سکتا تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے سامنے بلقیس کے تخت کو دیکھا تو اللہ کا شکر ایسے بہترین الفاظ میں کیا جو لوگوں کے لئے باعث ہدایت تھے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بلقیس کے عرش کی ہیئت کو تبدیل کر دو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے عرش کی ہیئت بدلنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ بلقیس کی ذہانت وفراست اور تجربہ کو پرکھ سکیں۔ مفسرین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ بے شک جب جنات نے محسوس کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس سے شادی کر لیں گے تو انہوں نے بلقیس کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دیں۔ بلقیس کی ماں جنیہ تھی اور جنات کا خیال تھا کہ اگر بلقیس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا تو وہ ہم پر حکمرانی کرے گا۔ تو اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی اولاد ہم پر ہمیشہ حکمرانی کرتی رہے گی۔ جنات نے بلقیس کے خلاف بری باتیں بیان کرنا شروع کر دیں تاکہ آپ کا دل بلقیس سے پھر جائے نیز جنات حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگے کہ بلقیس بے وقوف عورت ہے اس کے پاؤں گھوڑے کے سم کی طرح ہیں۔ جنات نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ بلقیس کے پاؤں گدھے کے پاؤں کی طرح ہے اور اس کی پنڈلیوں پر بالوں کی کثرت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس کی ہیئت بدل کر اس کی عقل وفراست کا امتحان لیا اور شیشے کے حوض سے اس کی پنڈلیوں کی حالت دیکھی۔ بلقیس کے تخت کی ہیئت اس طرح بدل دی گئی تھی کہ اس کے کسی حصہ میں اضافہ کر دیا گیا تھا اور کسی حصہ میں کمی کر دی گئی تھی۔ جب ملکہ "بلقیس" مشرف باسلام ہو گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت قبول کر کے اپنی ذات پر ظلم کا اقرار کر لیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے شادی کر لی۔ اور اسے اس کی سلطنت پر واپس یمن بھیج دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس سے ملاقات کے لئے ہر ماہ ہوا کے ذریعے جایا کرتے تھے۔ بلقیس کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام حضرت سلیمان علیہ السلام نے داؤد رکھا سو یہ لڑکا داؤد حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے تخت میں نقوش کا اضافہ کر لیا یعنی سبز جواہرات کی جگہ سرخ اور سرخ کی جگہ سبز جواہرات نصب کر دیئے۔ جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا عرش ہے؟ بلقیس نے کہا ہاں بعض اہل علم نے کہا ہے کہ بلقیس نے اپنے تخت کو پہچان لیا تھا لیکن اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو شبہ میں ڈالنے کے لئے واضح طور پر اظہار نہیں کیا تھا۔ کہ یہ میرا تخت ہے کیونکہ بلقیس کو بھی یہ شبہ ڈالا گیا تھا۔ مقاتل کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلقیس بہت سمجھدار عورت تھی۔ اس لئے اس نے تکذیب کے خوف سے واضح طور پر یہ نہیں کہا تھا کہ وہ میرا ہی ہے۔ اور انکار بھی نہیں کیا تھا اس نے کہا "کانہ ھو" (ہاں ایسا ہی ہے) سو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کی فہم وفراست کا اندازہ لگایا کہ نہ تو اس نے انکار کیا اور نہ ہی اقرار کیا۔ بعض اہل علم کے نزدیک بلقیس پر اس کے عرش کا معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا کیونکہ جب اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تھا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ان سے کہا اللہ کی قسم یہ صرف بادشاہ ہی نہیں ہے اور ہم اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت

نہیں رکھتے پھر بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ بے شک میں اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ آپ کے پاس آ رہی ہوں تا کہ آپ کے حکم اور آپ کے دین کا جائزہ لیں جس کی آپ نے ہمیں دعوت دی ہے۔ پھر اس نے اپنے عرش کے بارے میں حکم دیا جو سونے اور چاندی سے بنا ہوا تھا اور اس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس نے عرش کے سات کمروں کو سات تابوں میں بند کرا دیا۔ جیسے پہلے گزرا نیز اس نے عرش کی حفاظت کے لئے نگران مقرر کر دیئے۔ پھر اس نے اپنے قائم مقام بادشاہ کو حکم دیا کہ اس تخت کی حفاظت کرنا اور اس تک کسی کو نہ پہنچنے دینا اور نہ ہی تم کسی کو دکھلانا یہاں تک کہ میں واپس تیرے پاس آ جاؤں۔ پھر اس کے بعد بلقیس یمن کے بارہ ہزار سرداروں کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں روانہ ہوگئی۔ ان بارہ ہزار سرداروں کے تحت کئی ہزار لشکر تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئے تو بلقیس کو بلایا' جب وہ آ گئی تو اس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جاؤ جب بلقیس نے محل کو دیکھا تو اس نے پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور اس نے اس میں داخل ہونے کے لئے اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو بلقیس کی پنڈلیوں کو نہایت خوبصورت پایا۔ لیکن اس کی پنڈلیوں پر بال نہیں تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اسلام کی دعوت دی اور بلقیس تخت اور محل کو دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف مائل ہو چکی تھی۔ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت قبول کر لی۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جب بلقیس محل میں پہنچی تو اس نے محل کو پانی سے بھرا ہوا خیال کیا تو اس نے کہا کہ بے شک حضرت سلیمان علیہ السلام اسے غرق کرنا چاہتے ہیں اور ان کا قتل کرنا میرے لئے ڈوبنے سے زیادہ آسان ہے۔ بلقیس نے کہا (میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا) پھر اس کا مطلب وہی گمان ہے جو بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں کیا تھا کہ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔

صفوف کا آغاز: کہتے ہیں کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ وہ بلقیس سے نکاح کریں تو آپ نے بلقیس کی پنڈلیوں کے بال دیکھے تو ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ سو آپ نے انسانوں سے مشاورت کی کہ یہ بال کیسے دور ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ان بالوں کو استرے کے ذریعے ختم کیا جائے۔ بلقیس نے کہا کہ میرے بدن پر کبھی استرا نہیں لگا۔ نیز حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی استرا کا استعمال مناسب نہیں سمجھا اس لئے کہ کہیں بلقیس کی نرم و نازک پنڈلیاں استرے سے زخمی نہ ہو جائیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے مشاورت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین سے مشورہ کیا سو انہوں نے کہا آپ کو ایسی ترکیب بتاتے ہیں جس سے بلقیس کی پنڈلیاں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار ہو جائیں گی۔ شیاطین نے حمام اور بال صفا پاؤڈر استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ اس دن سے حمام اور بال صفا پاؤڈر کا استعمال شروع ہو گیا۔ اس سے پہلے ان چیزوں کا استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے نکاح کر لیا تو اس سے آپ کو بہت زیادہ محبت ہو گئی اور آپ نے اس کی پہلی سلطنت کو باقی رکھا اور جنات کو حکم دیا تو انہوں نے بلقیس کے لئے یمن میں تین محل تعمیر کئے جو بہت بلند اور خوبصورت تھے۔ ان محلات کے نام یہ ہیں:

1۔ سلیحین 2۔ بینون 3۔ غمدان

پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام ہر ماہ ایک مرتبہ بلقیس کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کے پاس تین دن تک قیام کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کے ذریعے شام سے یمن تشریف لے جاتے تھے اور پھر یمن سے شام کی طرف بھی ہوا کے ذریعے تشریف لے جاتے تھے۔ بلقیس کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے داؤد رکھا' وہ آپ کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔

اس کا نسب: بلقیس شراحیل کی بیٹی تھی جو یعرب بن قحطان کی نسل سے تھا۔ بلقیس کا والد شراحیل یمن کا بہت بڑا بادشاہ تھا اصل میں اس کے خاندان میں چالیس بادشاہ ہوئے اور شراحیل آخری بادشاہ ہوا۔ شراحیل کی بادشاہت پورے یمن میں پرچھائی ہوتی تھی۔ شراحیل دوسری سلطنتوں کے بادشاہوں سے کہتا تھا کہ تم میرے کفو نہیں ہو۔ اس لئے شراحیل نے دوسری سلطنتوں کے بادشاہوں کی لڑکیوں سے شادی سے انکار کر دیا تھا۔ شراحیل نے ایک جنیہ عورت شادی کر لی۔ جس کا نام ریحانہ بنت سکن تھا۔ ریحانہ بنت سکن کے بطن سے بلقیس پیدا ہوئی اور اس کے بعد اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بلقیس کے والدین میں سے ایک (والد یا والدہ) جنات میں سے تھے۔

دور حکومت کی ابتداء: جب بلقیس کا باپ مر گیا تو اس میں بادشاہت کی خواہش پیدا ہوئی اور اس نے اپنی قوم کو جمع کیا تا کہ وہ اس کی بیعت کریں۔ قوم کے کچھ افراد نے اس کی اطاعت کا اظہار کیا اور کچھ نے انکار کر دیا۔ چنانچہ بلقیس کی بادشاہت کا انکار کرنے والوں نے ایک دوسرے آدمی کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ یمن کے لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے اور یوں یمن میں دو ریاستیں قائم ہو گئیں۔ پھر اس کے بعد وہ شخص جسے بادشاہ مقرر کیا گیا تھا بے کار کاموں میں ملوث ہو گیا' یہاں تک کہ وہ اپنی رعایا کی عورتوں کے ساتھ دست درازی کرنے لگا۔ اس کی قوم نے اس کو بادشاہت سے الگ کرنا چاہا لیکن وہ اس بات پر قادر نہ ہو سکے۔ جب بلقیس کو ان حالات کی خبر پہنچی تو اس کو غیرت آئی۔ اس نے بادشاہ کو اپنے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ بادشاہ نے نکاح کا پیغام منظور کرتے ہوئے لکھ کہ مجھے آپ کو نکاح کا پیغام دینے کی ہمت اس لئے نہیں ہوئی کہ میں آپ کی طرف سے مایوس ہو چکا تھا۔ بلقیس نے کہا کہ میں آپ سے روگردانی نہیں کر سکتی کیونکہ آپ میرے بہترین کفو ہیں۔ آپ میرے قوم کے آدمیوں کو جمع کریں اور ان کے ذریعے مجھے نکاح کا پیغام بھیجیں۔ بادشاہ نے بلقیس کی قوم کے لوگوں کو جمع کیا اور ان کی ملکہ سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ لوگوں نے اس کا ذکر بلقیس سے کیا تو بلقیس نے پیغام نکاح کو قبول کر لیا۔ لوگوں نے بلقیس کا نکاح بادشاہ سے کر دیا۔ جب زفاف کا وقت ناؤ کا ذکر آیا اور بلقیس اپنے خاوند کے کمرہ میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے خاوند کو شراب پلائی یہاں تک کہ وہ نشہ میں مدہوش ہو گیا۔ پھر اس کے بعد بلقیس نے اپنے شوہر کا سر کاٹ دیا اور راتوں رات اس کا سر لے کر اپنے محل میں واپس آ گئی اور اس نے حکم دیا کہ سر کو محل کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ جب لوگوں نے بادشاہ کا سر محل پر لٹکا دیکھا تو انہیں معلوم ہوا کہ بلقیس کا بادشاہ سے نکاح دھوکہ تھا۔ لوگ بلقیس کے پاس جمع ہوئے اور اسے اپنی ملکہ تسلیم کر لیا۔

عورت کی حکمرانی: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو اپنا حکمران تسلیم کرلیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے امور کی باگ دوڑ عورت کے سپرد کردے"

(بخاری رقم الحدیث۔4163' بخاری رقم الحدیث۔6686' ترمذی رقم الحدیث۔2262' مسند امام احمد جلد 5 صفحہ 15' مستدرک جلد 4 صفحہ 525' مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 209)

تذنیب: جان لو بے شک حکماء نے بیان کیا ہے کہ حمام اور نورہ (چونا اور بال صفاء پاؤڈر) کے استعمال میں فوائد بھی ہیں اور مضرات بھی ہیں۔ حمام کے فوائد یہ ہیں کہ اس سے بدن کے مسامات وسیع ہو جاتے ہیں جس سے فاسد بخارات خارج ہو جاتے ہیں۔ ہوا تحلیل ہو جاتی ہے۔ طبیعت ہیضہ اور رطوبت سے محفوظ رہتی ہے۔ جسم میل کچیل سے صاف ستھرا رہتا ہے۔ تر وخشک خارش کا خاتمہ ہو جاتا ہے جسم کی تھکن کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ جسم کو نرم کرتا ہے۔ قوت ہاضمہ کو درست کرتا ہے اور بدن میں غذا کو ہضم کرنے کی قوت پیدا کرتا ہے اعضاء کے تشنج کو کھلتا ہے۔ نزلہ اور زکام کو پکاتا ہے نیز ہر قسم کے بخار "یومیہ" چوتھیہ "دق" "بلغمیہ" وغیرہ کے لئے مفید ہے بشرطیکہ ماہر حکیم اس کو تجویز کرے۔

اس کا وبال: فضول مادہ اعضاء ضعیفہ میں آسانی سے سرایت کر جاتا ہے۔ بدن میں استرخاء پیدا کرتا ہے بدن میں حرارت غریزہ کو کمزور کر دیتا ہے۔ اعضاء عصبیہ اور قوت باہ میں ضعف پیدا کرتا ہے۔

اس کے اوقات: ورزش کرنے کے بعد اور غذا سے پہلے حمام (غسل خانہ) میں داخل ہونا چاہئے لیکن ڈھیلے بدن اور صفراوی مزاج والے اس سے مستثنیٰ ہیں تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم گرمی کی حالت میں نہ تو حمام میں داخل ہونا اور نہ اس سے باہر نکلنا جب کپڑے اتارنے کی جگہ جانا چاہو تو آہستہ آہستہ جاؤ اور برہنہ نہ جاؤ بلکہ اپنے اوپر کوئی صاف اور بھاپ دیا ہوا کپڑا ڈال لو۔ نیز ایک رات اور ایک دن عورت کے ساتھ جماع کرنے سے پرہیز کرو۔ حمام کے اندر مجامعت کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے استسقاء کا مرض اور امراض ردیہ پیدا ہوتے ہیں۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کھانے کے فوراً بعد میٹھا کھانے کے بعد اور جماع کرنے کے بعد اور تھکن کی صورت میں ٹھنڈا پانی پینے سے اجتناب کرے کیونکہ یہ صحت کے لئے مضر ہیں۔ بہترین حمام وہ ہیں جو قدیمی اور صاف ستھرے ہیں۔

نورہ

بال صفاء پاؤڈر گرم خشک ہوتا ہے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ بے شک نورہ کا حمام سے پہلے استعمال جذام سے محفوظ رکھتا ہے موسم سرما میں ٹھنڈے پانی کے ساتھ دونوں پاؤں کو دھونا نقرس سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح موسم سرما میں حمام میں پیشاب کرنا بہت سی بیماریوں کے لئے دوا پینے سے زیادہ نافع ہے۔ حمام کی دیوار کے پیچھے پھول لگانا مکروہ ہے حمام سے پہلے نورہ کا استعمال اس طرح کیا جاتا ہے کہ جسم پر پانی ڈالنے سے پہلے بال صفاء پاؤڈر کی مالش کرے اور پھر حمام میں جائے۔

نورہ سے پہلے خطمی کا استعمال کرنا مناسب ہے تاکہ جسم حرارت سے محفوظ رہے پھر اس کے بعد ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اور بدن کو صاف کرے۔ نیز اگر کوئی آدمی خطمی کے استعمال سے پہلے ہی نورہ کا استعمال کرے تاکہ جذام سے محفوظ رہے تو چاہئے کہ انگلی پر تھوڑا سا بال صفا پاؤڈر لے کر سونگھ لے اور یہ کلمات "صلی اللہ علی سلیمان بن داؤد پڑھے اور یہی کلمات اپنی دائیں ران پر بھی لکھے۔ اس عمل سے پاؤڈر لگانے سے پہلے اس کو پسینہ آئے گا' وہ پسینہ کو صاف کرے اور پاؤڈر لگائے نیز نورہ لگانے والے کے لئے ضروری ہے کہ یہ عمل کسی گرم کمرے میں کرے تاکہ جلدی پسینہ آئے اس کے بعد عصفر' تخم' خربوزہ' پسے ہوئے چاول کو سیب کے جوس اور عرق گلاب میں حل کر کے برتن میں اس کو گرم کرے اور پھر شہد میں ملا کر جسم پر اس کی مالش کرے۔ اس ترکیب سے بدن صاف رہتا ہے اور جذام' برص اور اس قسم کے تمیں امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ حکیم قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر بال صفا پاؤڈر میں ہڑتال اور انگور کی لکڑی کی راکھ ملا کر بدن پر مل جائے اور اس کے بعد جو کا آٹا اور باقلہ و خربوزہ کے بیج سے چند بار جسم کو دھولیا جائے تو بال کمزور ہو جائیں گے اور ایک طویل مدت تک بال نہیں نکلیں گے۔

اس کا اختتام: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے "موطأ" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب معراج میں دیکھا کہ ایک عفریت جن مجھے آگ کے ایک شعلہ کے ذریعے بلا رہا ہے' جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو وہ کلمات نہ سکھا دوں کہ آپ ان کو پڑھیں تو آگ کا شعلہ بجھ جائے اور یہ اوندھے منہ گر پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں ضرور سکھائیے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا (آپ یہ کلمات پڑھیے)

"قل اعوذ بوجه الله الكريم وبكلمات التامات التي لايجاوزوهن ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها ومن شر ما ذرا في الارض ومن شر ما يخرج منها ومن فتن الليل والنهار ومن طوارق الليل والنهار الاطارقا يطريق بخير يارحمن"

اصل میں باب الجیم میں "الجن" کے تحت بھی اس حدیث کو نقل کیا گیا ہے۔

العفر

"العفر" (عین کے کسرہ کے ساتھ) ابن اثیر نے نہایہ میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب "الحبش" یعنی گھریلو جنگلی گدھے کا بچہ ہے اس کی مؤنث کے لئے "عفرۃ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

العقاب

"العقاب" یہ ایک مشہور پرندہ ہے اس کی جمع کے لئے "اعقب" کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے کہ عقاب مؤنث ہے اور "افعل" کا وزن جمع مؤنث کے لئے مختلف ہے۔ جس طرح "عناق" کی جمع "اعنق" اور "ذراع" کی جمع "اذرع" آتی ہے عقاب کی جمع کثرت کے لئے "عقبان" اور جمع کے لئے "عقابین" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں شاعر نے کہا ہے کہ "مقابلے

کے دن عقاب بلند و بالا اور اسفل (یعنی نیچے گرنے والے) ہوتے ہیں"۔
عقاب کے لقب کے لئے ابوالاشیم' ابوالحاج' ابواحسان' ابوالدھر' ابوالھیثم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں عقاب کی مؤنث کے لئے ام الحوار' ام الشعو' ام طلبۃ' ام لوح اور ام الھیثم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اہل عرب عقاب کو الکاسر کے نام سے پکارتے ہیں۔ نیز عقاب کو اس کے رنگ کے اعتبار سے "الخذریۃ" بھی کہا جاتا ہے عقاب مؤنث لفظ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقاب کا اطلاق مذکر اور مؤنث دونوں پر ہوتا ہے اور مذکر و مؤنث میں تمیز اسم اشارہ سے ہوتی ہے۔ کامل میں ذکر ہے کہ عقاب تمام پرندوں کا سردار ہے اور گدھ کو اس کا معاون مانا ہے ابن ظفر نے کہا ہے کہ عقاب کی بینائی بہت تیز ہوتی ہے۔ اسی لئے اہل عرب عقاب کی بینائی کو مثال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں (عقاب سے زیادہ بینائی رکھنے والا) مادہ عقاب کو "لقوۃ" کہا جاتا ہے بطلیموس اور خلیل نے کہا کہ ہے کہ "الملقوۃ" کا مطلب "تیز اڑنے والے) عقاب ہیں اور اس کو "عنقاء مغرب" کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ وہ بہت دور سے آتا ہے لیکن اس "لقوۃ" سے مراد وہ عنقاء مراد نہیں جس کا ذکر آگے آنے والا ہے۔ ابوالعلاء المصری نے بھی اس کی یہی تفسیر کی ہے۔

اری العنقاء تکبر ان تصادًا	فعاند من تطیق لہ عنادًا
وظن بسائر الاخوان شرًا	ولا تامن علٰی سر فوادًا
فلو خبرتھم الجوزاء خبری	لما طلعت مخافۃ ان تصادًا
وکم عین تؤمل ان ترانی	وتفقد عند رؤیتی السوادا
فان کنت تھوی العیش فابغ توسطا	فعندا التناھی یقصر المتطاول
توافی البدور النقص وھی اھلۃ	ویدر کھا النقصان وھی کوامل
ایسعدنی یا طلعۃ البدر طالع	ومن شقوتی خط فخدیك نازل
نعم قد تناھی فی الجفاء تطاولاً	وعند التناھی یقصر المتطاول

"میں عقاب کے شکار کو بہت مشکل سمجھتا ہوں سو تو اس سے دشمنی رکھ جس سے دشمنی کی تو طاقت رکھتا ہے"۔
"اور وہ تمام اپنے بھائیوں سے شر کا خطرہ محسوس کرتا ہے اور اپنے دل کے راز سے بھی مامون نہیں ہے"۔
"اگر ان کو جوزا دھی میری اطلاع دے تب بھی وہ شکار کئے جانے کے ڈر سے باہر نہیں آئیں گے"۔
"اور کتنی ہی آنکھیں ایسی ہیں اگر تو ان سے کوئی امید رکھے تو معاملہ کے وقت ان سے خیر حاصل نہیں ہوگی۔
"اگر تو عیش پسند زندگی کا خواہشمند ہے تو میانہ روی اختیار کر کیونکہ لمبی سے لمبی چیز بھی انتہا کو پہنچ کر چھوٹی ہو جاتی ہے"۔
"چھوٹا سا چاند' جب وہ ہلال ہوتا ہے تو بڑھ کر بدر کامل کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور بدر کامل مکمل ہونے کے باوجود نقصان پالیتا ہے"۔

''کیا تو میری مدد کرے گا اے چاند کی طرح چمکنے والے اور یہ میری بدبختی ہے کہ تیرے رخسار پر ایک برا نشان نظر آتا ہے''۔

''ہاں اصل میں میں ظلم میں انتہاء پر پہنچ گیا ہوں اور آخر کار انتہاء سے واپس لوٹنا پڑتا ہے''۔

کہا جاتا ہے کہ عقاب جب آواز نکالتا ہے تو یہ الفاظ کہتا ہے (لوگوں سے دوری باعث راحت ہے) عقاب کی دو قسمیں ہیں۔

1۔عقاب 2۔زمج

رہا عقاب تو وہ مختلف رنگوں کا ہوتا ہے۔ان کے رہنے کی جگہ بھی مختلف ہے بعض عقاب پہاڑوں میں بعض صحراء میں' بعض جنگلوں میں اور بعض شہروں میں رہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ مذکورہ عقاب بہت نرم و نازک مزاج والا پرندہ ہے اور اس کی نزاکت میں کوئی پرندہ بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

ابن خلکان نے عماد الکاتب کے حالات کے آخر میں لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ عقاب مادہ ہوتا ہے اس کا کوئی نر نہیں ہوتا۔ جو نر اس سے جفتی کرتا ہے وہ کوئی دوسرا جانور ہوتا ہے جو اس کا ہم جنس نہیں ہوتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لومڑی مادہ عقاب سے جفتی کرتی ہے۔ابن خلکان کہتے ہیں کہ یہ بات بہت عجیب وغریب ہے ابن عنین کے اس شعر سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے جو اس نے ابن سیّدہ کی ہجو میں کہا ہے۔

ما انت الا کالعقاب فامہ معروفۃ ولہ اب مجھول

''نہیں ہے تو مگر عقاب کی طرح' اس کی ماں تو معروف ہے (یعنی لوگ اسے جانتے ہیں) لیکن اس کا باپ کسی کو معلوم نہیں''۔

مادہ عقاب تین انڈے دیتی ہے اور تیس دن تک ان انڈوں کو سیتی ہے لیکن اس کے برعکس تمام شکاری پرندے دو انڈے دیتے ہیں اور ان کے انڈے سینے کی مدت بیس دن ہوتی ہے۔جب عقاب کے بچے نکل آتے ہیں تو وہ عقاب تیسرے بچے کو نیچے گرا دیتی ہے اسے ایک دوسرا پرندہ جسے ''کاسر العظام'' (ہڈی مسکن) کہتے ہیں اٹھا لیتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے اس پرندے کی یہ خصوصیت ہے کہ ہر اس بچے کی پرورش کرتا ہے جس کو اس کی ماں پھینک دیتی ہے۔جب عقاب کسی چیز کا شکار کرتا ہے تو اسے فوراً اپنے ٹھکانہ پر نہیں لے جاتا بلکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہتا ہے۔عقاب صرف اور صرف بلند و بالا مقامات میں ہی بیٹھتا ہے۔جب عقاب خرگوش کا شکار کرتا ہے تو یہ شکار کی ابتداء چھوٹے گوشت سے کرتا ہے اور پھر اس کے بعد بڑے گوشت کا شکار کرتا ہے۔عقاب شکاری پرندوں میں سب سے زیادہ حرارت والا اور تیز حرکت والا واقع ہوا ہے۔نیز عقاب خشک مزاج ہوتا ہے عقاب کے بازو ہلکے ہوتے ہیں اور یہ تیزی کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔اس کی تیز پرواز کا یہ حال ہے کہ اگر یہ صبح کو عراق میں ہے تو شام کے وقت یمن میں ہوگا۔جب عقاب بھاری ہو جاتا ہے اور پرواز کے قابل نہیں رہتا۔تو عقاب کے بچے اس کو اپنی کمر پر سوار کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں' جب ان کو بلاد ہند میں پانی کا کوئی صاف چشمہ دکھائی

دیتا ہے تو اس میں عقاب کو غوطہ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعوں کے سامنے بیٹھا دیتے ہیں۔ جب عقاب پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو اس کے پر جھڑ جاتے ہیں اور اس کی جگہ نئے پر نکل آتے ہیں۔ نیز اس کی آنکھوں کا اندھیر دور ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد عقاب خود اس چشمہ میں غوطہ لگاتا ہے۔ وہ پہلے کی طرح دوبارہ جوان ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو ہر چیز کی طرف الہام کرنے پر اور ہر نفس کو ہدایت دینے پر قادر ہے۔

توحیدی نے کہا ہے کہ عقاب کی ایک عجیب وغریب خاصیت یہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف الہام کی ہے کہ جب یہ اپنے گردوں میں تکلیف محسوس کرتا ہے تو خرگوش اور لومڑی کا شکار کر کے ان کے گردوں کو کھالیتا ہے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے۔ عقاب سانپ کو بھی اپنی غذا بناتا ہے لیکن اس کا سر نہیں کھاتا۔ عقاب ہر قسم کے پرندوں کا شکار کر کے انہیں اپنی غذا بناتا ہے لیکن ان کا دل نہیں کھاتا۔

امراء القیس کا شعر اس بات کی تائید کرتا ہے

کان قلوب الطیر رطبا ویابسطا لدی وکرھا العناب والحشف البالی

"پرندوں کے دل خشک وتر ان کے گھونسلوں کے اردگرد یوں معلوم ہوتے ہیں گویا کہ وہ عناق اور خشک کھجوریں ہیں"۔

طرفہ بن عبد کا شعر بھی اس کے ہم معنی ہے

کان قلوب الطیر فی قعر عشھا نوی القسب ملقی عند بعض المآذب

"پرندوں کے دل ان کے گھونسلوں میں یوں دکھائی دیتے ہیں کہ گویا وہ خشک کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں جو بوقت دعوت پھینک دی گئی ہیں"۔

بشار بن بردائمی سے کہا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار دے کہ تم حیوان ہو جاؤ تو آپ کون سا حیوان بننا پسند فرماؤ گے بشار بن بردائمی نے کہا میں عقاب بننا پسند فرماؤں گا۔ کیونکہ وہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں درندے اور چوپائے نہیں پہنچ سکتے۔ شکاری جانور عقاب سے دور رہتے ہیں۔

عقاب خود بہت کم شکار کرتا ہے یہ اکثر دوسرے شکاری جانوروں سے ان کے شکار چھین لیتا ہے۔ عقاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے پروں سے ایک خاص قسم کی آواز نکلتی ہے۔ عمرو بن حزم نے کہا ہے کہ

لقد ترکت عفراء قلبی کانہ جناح عقاب دائم الخفقان

"اصل میں عفراء نے میرے دل کو ایسا کر دیا ہے کہ وہ عقاب کا بازو ہے جو ہمیشہ پھڑ پھڑاتا رہتا ہے"۔

عجائب المخلوقات میں پتھروں کے بیان میں لکھا ہے کہ حجر العقاب ایک قسم کی پتھری ہے جو تمر ہندی (یعنی املی) کے بیج کے مشابہ ہوتی ہے جب اس کو حرکت دی جائے تو اس میں ایک خاص قسم کی آواز سنائی دیتی ہے اور اگر اس کو توڑ دیا جائے تو اس میں سے کچھ بھی نہیں نکلتا یہ پتھری عقاب کے گھونسلہ میں پائی جاتی ہے۔ عقاب اس پتھری کو بلاد ہند سے حاصل کرتا ہے جب کوئی انسان عقاب کے گھونسلا کے قریب آتا ہے تو عقاب اس کی طرف یہ پتھری پھینک دیتا ہے تاکہ انسان یہ پتھری اٹھالے اور واپس

چلا جائے۔ کیونکہ عقاب یہ سمجھتا ہے کہ انسان اسی پتھری کو حاصل کرنے کے لئے اس کے گھونسلہ کی طرف آیا ہے سو اس پتھری کی خاصیت یہ ہے کہ جب اس کو ایسی عورت کے گلے میں لٹکا دیا جائے جو عسر ولادت میں مبتلا ہو تو بہت جلد ولادت ہو جائے گی۔ اسی طرح جو شخص اس پتھری کو اپنی زبان کے نیچے رکھ لے تو وہ بحث و مباحثہ میں اپنے مدمقابل پر غالب رہے گا اور اس کی تمام حاجات پوری ہو جائیں گی سب سے پہلے اہل مغرب نے عقاب کو سدھایا اور شکار کیا۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ قیصر شاہ روم نے شاہ فارس کسریٰ کو بطور ہدیہ ایک عقاب بھیجا اور اس کی طرف لکھا کہ یہ عقاب بہت سمجھدار ہے اور یہ بہت سے کام کر سکتا ہے جو دوسرے باز وغیرہ نہیں کر سکتے۔ کسریٰ نے اسے قبول کیا اور سدھا کر اس سے شکار کیا تو بہت حیران ہوا۔ ایک دن کسریٰ نے عقاب بھوکا رکھا تا کہ اس سے شکار کرے تو عقاب نے بھوک کی وجہ سے کسریٰ کے ہم نشین کے چھوٹے بچے پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ کسریٰ نے کہا یہ قیصر نے ہمارے ملک میں کسی لشکر کے بغیر جنگ کی پھر اس کے بعد کسریٰ نے ایک چیتا بطور ہدیہ قیصر کی طرف بھیجا اور اس کی طرف لکھا کہ اصل میں میں آپ کی طرف ایک ایسا جانور بھیج رہا ہوں جس کے ذریعے آپ ہرن اور دوسرے جنگلی جانوروں کا شکار کر سکتے ہیں۔ کسریٰ نے عقاب کے معاملہ کو چھپائے رکھا۔ جب قیصر نے کسریٰ کے بیان کردہ اوصاف چیتے میں پائے تو بہت حیران ہوا۔ ایک دن قیصر چیتا سے غافل ہوا تو اس نے قیصر کے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ قیصر نے کہا کہ کسریٰ نے ہمارا شکار کیا سو اگر ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے تو اصل میں ہم نے بھی اس کا شکار کیا تھا۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ خبر کسریٰ کو پہنچی تو اس نے کہا کہ میں ساسان کا باپ ہوں۔

ابن خلکان نے جعفر بن یحییٰ برمکی کے حالات میں اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو ایک رات مجھے بلایا۔ میں اس کی طرف اس حال میں آیا کہ میں خوفزدہ تھا۔ اس نے میری طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گیا رشید میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ چند اشعار ہیں کیا آپ انہیں سننا پسند کریں گے؟ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا اگر امیر المؤمنین کا ارادہ ہے تو ٹھیک ہے۔ امیر المؤمنین ہارون الرشید نے یہ اشعار سنائے۔

لو ان جعفر خاف اسباب الردی	لنجابه منها طمر ملجم
ولكان من حذيق المنية حيث لا	يرجو اللحاق به العقاب القشعم
لكنه لما اتاه يومه	لم يدفع الحدثان عنه منجم

"اگر جعفر مہلک اشیاء سے پرہیز کرتا تو ہلاکت سے محفوظ رہتا"۔

"اور جو شخص موت سے اپنی حفاظت کر رہا ہے اس بات کی امید رکھتا ہے کہ موت اسے نہیں آئے گی"۔

"لیکن ایک دن اسے موت ضرور آئے گی اور کوئی تجربہ و ذہانت اسے موت کے حملہ سے نجات نہیں دے سکتی"۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ یہ اشعار رشید ہی کے ہیں۔ میں نے کہا یہ بہت عمدہ اشعار ہیں۔ رشید نے کہا اب تم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤ۔ میں سوچنے لگا کہ رشید نے یہ اشعار مجھے کیوں سنائے؟ مجھے سوائے اس بات کے اور کوئی بات سمجھ نہیں آئی کہ رشید کے اشعار سنانے کا مقصد یہ تھا کہ میں ان اشعار کو جعفر سے نقل کر دوں۔

جعفر کے قتل کا سبب: اصل میں تاریخ لکھنے والوں نے جعفر کے قتل کے سبب کے بارے میں مختلف حکایات بیان کی ہیں جن میں سے چند حکایات یہ ہیں:

حکایت نمبر 1: ابو محمد یزیدی نے کہا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ رشید نے جعفر کا قتل یحیٰ بن عبداللہ علوی کے بغیر سبب کیا ہے تو تم اس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ رشید نے یحیٰ بن عبداللہ کو جعفر کے سپرد کیا تو جعفر نے اسے قید کرلیا۔ پھر ایک رات جعفر نے یحیٰ کو بلایا اور اس سے پوچھ گچھ کی یحیٰ نے جعفر کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیا۔ پھر اس کے بعد یحیٰ نے جعفر سے کہا کہ میرے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ اور میرے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کر۔ اگر تو نے ایسا کیا تو قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں تیرے ساتھ مخالفت کریں گے۔ اللہ کی قسم نہ تو میں نے کوئی برا کام کیا اور نہ ہی کسی شریر آدمی کو پناہ دی ہے۔ یہ بات سن کر جعفر کو یحیٰ پر رحم آ گیا جعفر نے یحیٰ کو رہا کر دیا اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ آئندہ کوئی شرارت نہیں کرے گا۔ نیز جعفر نے ایک آدمی کو یحیٰ کے ساتھ روانہ کیا تا کہ وہ اس کو اس کے گھر تک پہنچا دے۔ یہ بات رشید تک بھی پہنچ گئی رشید نے جعفر سے کہا کہ تو نے یحیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے جعفر نے کہا۔ اے امیر المومنین وہ ابھی تک جیل ہی میں بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ رشید نے کہا میری زندگی کی قسم کھا کر بتاؤ کہ یحیٰ ابھی تک قید ہی میں ہے۔ جعفر نے محسوس کیا کہ اصل میں امیر المؤمنین کو یحیٰ کی رہائی کی خبر مل گئی ہے۔ جعفر نے کہا: امیر المومنین آپ کی زندگی کی قسم میں نے یحیٰ کو رہا کر دیا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ یحیٰ بے قصور ہے۔

سو ظاہری طور پر رشید نے جعفر کے اس فعل کو سراہا اور کہا کہ تم نے وہی کام کیا جو ہمارے دل میں تھا لیکن جعفر کے اس کام سے رشید کے دل میں جو خلش پیدا ہوئی اس کو اس نے جعفر سے پوشیدہ رکھا۔ جب جعفر دربار سے باہر نکلا تو رشید اس کو دیکھتا رہا اور کہنے لگا کہ اگر میں تمہیں قتل نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے دشمنوں کی تلوار سے قتل کرا دے۔

حکایت نمبر 2: "تاریخ صاحب حمام" میں ذکر ہے کہ جعفر کو اپنی بہن عباسہ بنت مہدی کے ساتھ بہت محبت تھی رشید نے جعفر سے کہا کہ میں اپنی بہن سے تیری شادی کر دیتا ہوں تا کہ تیرے لئے اس کو دیکھنا حلال ہو جائے لیکن تو عباسہ کو نہیں چھوئے گا کیونکہ یہ نکاح صرف اس لئے ہے کہ تیرے لئے اس کو دیکھنا حلال ہو جائے اور مجلس میں بیٹھنے میں دشواری نہ ہو۔ یہ دونوں (جعفر اور عباسہ) رشید کی مجلس میں حاضر ہوئے پھر اس کے بعد رشید مجلس سے اٹھ کر چلا جاتا سو ان دونوں شراب پی اور دونوں نوجوان تھے۔ عباسہ کھڑی ہوتی اور جعفر کی طرف لپک جاتی۔ جعفر اس سے جماع کرتا سو عباسہ حاملہ ہو گئی۔ اور اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا سو عباسہ نے رشید کے ڈر سے بیٹے کو اپنی خاص باندیوں کے ذریعے مکہ مکرمہ بھیج دیا اور یہ معاملہ پوشیدہ رہا لیکن ایک دن عباسہ کا اپنی کچھ لونڈیوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تو ان لونڈیوں میں سے ایک لونڈی نے بچے کی پیدائش، پرورش کی جگہ، بچے کی حفاظت کرنے والی لونڈی اور جو کچھ ساز و سامان اس کے ساتھ تھا سب کچھ رشید کو بتا دیا۔ جب رشید حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ گیا تو اس نے بچے کی پرورش کرنے والی کو بلایا۔ رشید نے باندی کی طرف سے موصول ہونے والی خبر کو درست پایا۔ اس کے بعد رشید نے خاندان برمک کو تباہ و برباد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

حکایت نمبر 3: بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ رشید نے جعفر کو اس لئے قتل کیا تھا کہ جعفر نے اپنے لئے دنیا کا ساز و سامان جمع کر لیا تھا۔ جب رشید کسی باغ یا زمین کے قریب سے گزرتا تو کہا جاتا یہ جعفر کی زمین ہے اس طرح جعفر کی ملکیت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ ایک دن جعفر نے ایک شخص کو بلاوجہ قتل کر دیا۔ رشید نے اس شخص کے بدلے میں جعفر کو قتل کر دیا۔

حکایت نمبر 4: بعض اہل علم نے کہا کہ رشید نے جعفر کو اس لئے قتل کیا کہ جعفر کو ایک قصہ سنایا گیا اس قصہ کے راوی کا نام رشید کو نہیں بتایا گیا' اس قصہ میں یہ اشعار بھی تھے

قل لامین اللہ فی ارضہ ومن الیہ الحل والعقد
ھذا ابن یحیی قد غدا مالگا مثلک ما بینکما حدّ
امرک مردود الی امرہ و امرہ لیس لہ ردّ
وقد بنی الدار التی ما بنی الفرس لھا مثلا ولا الھند
والدر والیاقوت حصباؤھا وتربھا العنبر والندّ
ونحن نخشی انہ وارث ملک ان غیبک اللحد
ولن یباھی العبد اربابہ الا اذا ما بطر العبد

''امین اللہ اور اس شخص سے کہہ دو جو سلطنت میں حل وعقد کا اختیار رکھتا ہے''۔
''یہ ابن یحییٰ (یعنی جعفر) ہے جو تیری سلطنت کا مالک بن گیا ہے اور تم دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے''۔
''تیرا حکم تو اس کے حکم کے ذریعے رد کر دیا جاتا ہے لیکن اس کے حکم کو کوئی رد نہیں کر سکتا''۔
''اور اصل میں اس نے ایک ایسا محل بنوایا ہے کہ اہل فارس اور اہل ہند ایسا محل تعمیر نہیں کر سکے''۔
''اور موتی اور یاقوت اس محل کی اینٹیں ہیں اور عنبر و شبنم اس محل کا گارا ہے''۔
''اور ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تیری موت کے بعد یہی (یعنی جعفر) تیری سلطنت کا وارث ہوگا''۔
''اور غلام ہرگز اپنے آقاؤں پر فخر نہیں کر سکتا مگر جب غلام کثرت نعمت کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو جائے''۔
سو جب رشید کو جعفر کے قتل کے بارے میں اس طرح کی خبریں ملیں تو اس کے دل میں خلش پیدا ہوگئی اور اس نے جعفر کو قتل کر دیا''۔

حکایت نمبر 5: بعض اہل علم کے نزدیک جعفر کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ برامکہ کے خاندان نے ملک میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تو رشید ان کا مخالف ہو گیا اور ان کو قتل کر دیا لیکن میں (علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ قول بعید ہے اور میں اس کی صحت کا اعتقاد نہیں رکھتا۔

حکایت نمبر 6: بعض اہل علم کا قول ہے کہ مسرور نے کہا ہے کہ میں نے رشید کو 186ھ میں حج کے موقع پر طواف کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا! اے اللہ تو جانتا ہے کہ اصل میں جعفر کو قتل کرنا واجب ہے اور میں تجھ سے اس کے قتل کے بارے میں

استخارہ کرتا ہوں' جب رشید حج سے فارغ ہو کر واپس انبار پہنچا تو مسرور اور حماد کو جعفر کی طرف بھیجا یہ دونوں جب جعفر کے پاس پہنچے تو ان میں سے ایک جعفر کے سامنے گویا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

فلا تبعد فکل فتی سیاتی علیہ الموت یطرق او یغادی

''تو دوری اختیار نہ کر کیونکہ ہر شخص پر موت کا آنا یقینی ہے چاہے رات کے وقت آ جائے یا صبح کے وقت''۔

مسرور نے کہا میں بھی تیرے پاس اسی لئے آیا ہوں اصل میں اللہ کی قسم تیری موت آ چکی ہے تو امیر المؤمنین کے پاس چل۔ جعفر نے اپنا مال صدقہ کر دیا اور اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا اور لوگوں کو اپنے حقوق معاف کر دیئے۔ پھر اس کے بعد مسرور کے ساتھ رشید کے مکان کی طرف گیا۔ پس جعفر کو گرفتار کر کے گدھے کی رسی سے باندھ دیا گیا اور اس کی خبر رشید کو دے دی گئی۔ رشید نے کہا جعفر کا سر کاٹ کر پیش کیا جائے۔ جعفر کا سر کاٹ کر رشید کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ واقعہ اوائل صفر 187ھ میں پیش آیا اور اس وقت جعفر کی عمر صرف 37 سال تھی۔ اس کے بعد جعفر کا سر ایک پل پر لٹکا دیا گیا پھر جعفر کے جسم کے ہر حصے کو کاٹ کر پل پر لٹکا دیا گیا اور ایک عرصہ دراز تک جعفر کے جسم کے اعضاء لٹکے رہے یہاں تک کہ جب رشید کا گزر خراسان جاتے ہوئے اس پل سے ہوا تو اس نے کہا کہ جعفر کے جسم اور سر کو جلا دیا جائے۔ پس جعفر کے جسم اور سر کو جلا دیا گیا' جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو خاندان برامکہ اور ان کے متبعین کو اپنی تحویل میں لے کر اعلان کرا دیا کہ محمد بن خالد بن برمک اور اس کی اولاد پر اس کے ساتھیوں کے علاوہ کسی کو امان نہیں ہے کہا جاتا ہے کہ جب علیہ بنت مہدی نے رشید سے کہا کہ تو نے جعفر کو کس وجہ سے قتل کیا ہے؟ تو رشید نے کہا کہ اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جائے کہ میری قمیص کو جعفر کے قتل کی وجہ معلوم ہے تو میں اسے بھی جلا دوں۔ جب جعفر کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا گیا تو یزید رقاشی نے اس کے پاس کھڑے ہو کر یہ اشعار کہے۔

اما واللہ لو لا خوف واش وعین للخلیفۃ لا تنام

لطفنا حول جذعك واستلمنا کما للناس بالحجر استلام

فما ابصرت قبلك یا ابن یحییٰ حسامًا فلہ السیف الحسام

علی اللذات والدنیا جمیعًا لدولۃ ال برمك السلام

''اللہ کی قسم اگر میں چغل خور اور خلیفہ کی اس آنکھ سے جو نہیں جھپکتی خوفزدہ نہ ہوتا''۔

''تو ہم تیری سولی کا طواف کرتے اور اسے چومتے جس طرح لوگ حجر اسود کو چومتے ہیں''۔

''تو نے اس سے پہلے اے یحییٰ کے بیٹے قاطع کی تلوار کا مشاہدہ نہیں کیا جو''۔

''لذت اور دنیا دونوں کو قطع کرنے والی ہے اور موت کے گھاٹ اتارنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ برمک کو اس سے محفوظ رکھے''۔

سو رشید کو یزید رقاشی کے اشعار کی خبر ملی تو اس نے اسے بلایا اور کہا کہ تجھے یہ اشعار کہنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ جو شخص جعفر کی نعش کے پاس آ کر مرثیہ کہے گا ہم اسے سخت سزا دیں گے۔ یزید رقاشی نے کہا کہ جعفر مجھے ہر سال

ایک ہزار دینار دیتا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی نعش پر یہ اشعار کہے۔ تو رشید نے اس کو دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا کہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تجھے دو ہزار دینار ملتے رہیں گے۔

کہتے ہیں ایک عورت جعفر کی نعش کے پاس کھڑی ہوئی اور اس کے سر کو سولی پر لٹکا ہوا دیکھا تو اس نے کہا اللہ کی قسم آج تو ایک نشانی بن گیا ہے۔ تحقیق تو مکارم کے اعلیٰ مقام پر ہے۔ پھر اس عورت نے یہ اشعار کہے۔

ولما رایت السیف خالط جعفرًا ۔۔۔ ونادی منادٍ للخلیفة فی یحییٰ

بکیت علی الدنیا وایقنت انما ۔۔۔ قصاری الفتٰی یومًا مفارقة الدنیا

وما ھی الا دولة بعد دولة ۔۔۔ تخول ذا نعمتی و تعقب ذا بلوی

اذا انزلت ھٰذا منازل رفعة ۔۔۔ من الملك حطت ذا الی الغایة السفلٰی

"اور جب میں نے تلوار کو دیکھا تو وہ جعفر کے سر پر پڑی اور خلیفہ نے یحییٰ کے قتل کی بھی منادی کر دی"۔

"میں دنیا کی تبدیلیوں پر رو پڑا اور مجھے یقین آ گیا کہ ایک دن دنیا سے جدائی اختیار کرنی پڑے گی"۔

"اور نہیں ہے دنیا کی حقیقت مگر یہ کہ آج وہ اس کے پاس اور کل اس کے پاس ہے"۔

"جب دنیا کسی کو بلند مقام پر فائز کرتی ہے تو کسی کو پستیوں کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے"۔

اس کے بعد وہ عورت وہاں سے چلی گئی گویا کہ وہ ایک ہوا ہے جو تیز رفتاری کے ساتھ گزر گئی اور وہاں ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں رہی۔ جب سفیان بن عیینہ کو جعفر کے قتل کی خبر ملی تو اس نے اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کیا اور کہا: اے اللہ! بے شک جعفر نے میری دنیاوی ضرورتوں کا خیال رکھا سو تو اس کی اخروی ضروریات کا خیال رکھ جعفر معزز اور سخی آدمی تھا۔ اس کی سخاوت کے بہت سے واقعات مشہور ہیں اور یہ واقعات بہت سی کتابوں میں نقل کیے گئے ہیں۔ رشید کے دربار میں جو مرتبہ جعفر کو حاصل تھا کسی اور وزیر کو حاصل نہیں تھا۔ رشید نے جعفر کو اپنا بھائی قرار دیا تھا اور اسے اپنے لباس میں بٹھاتا تھا۔ بے شک جب رشید نے جعفر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے والد یحییٰ کو قید خانہ میں ڈال دیا۔

خاندان برامک جود و سخا میں اونچے مقام پر فائز تھے جس طرح کہ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ خاندان برمکہ کے افراد سترہ سال تک رشید کے وزیر رہے ہیں۔ ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے کہ زبیر بن عبد الملک نے اس سانپ کے بارے میں یہ اشعار کہے کہ جس کی وجہ سے قریش کعبہ کی تعمیر سے گھبرا گئے تھے یہاں تک کہ اس سانپ کو ایک عقاب نے اچک لیا تھا۔

زبیر بن عبد الملک کے وہ اشعار درج ذیل ہیں۔

عجبت لما تصوبت العقاب ۔۔۔ الی الثعبان وھی لھا اضطراب

وقد کانت یکون لھا کشیش ۔۔۔ واحیانا یکون لھا وثابٌ

اذا قمنا الی التاسیس شدت ۔۔۔ فھبنا للبناء وقد تھابٌ

فلما ان خشینا الزجر جاءت ۔۔۔ عقابٌ حلقت ولھا انصبابٌ

فضمتها الیها ثم خلت لنا البنیان لیس له حجابٌ
فقمنا حاشدین الٰی بناء لنا منه القواعد والترابٌ
غداة نرفع التاسیس منه ولیس علٰی مساوینا ثیابٌ
اعز به الملیك بنی لؤی فلیس لاصله منه ذهابٌ
وقد حشدت هناك بنی عدی ومرة قد تعدها کلابٌ
فبوأنا الملیك بذاك عزا وعند اللہ یلتمس الثواب

''میں حیران ہوا جب عقاب اژدھے پر حملہ آور ہوا اور عقاب کے حملے نے اژدھے کو تڑپا دیا''۔
''اور اصل میں کبھی اژدھا مضطرب ہو جاتا اور کبھی اچھلنے لگتا''۔
''جب ہم بنیاد رکھتے ہیں تو اس کی مضبوطی کا خیال رکھتے ہیں حالانکہ مضبوط عمارتیں اچانک گر جاتی ہیں''۔
''جب ہم صرف ڈانٹ ڈپٹ سے ہی خوفزدہ ہو جاتے تھے لیکن اس کے بعد ایسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جو ٹلنے والی نہ تھیں''۔
''میں اس سے لپٹ گیا لیکن وہ ایسی عمارت تھی کہ اس میں اوٹ نہیں تھی''۔
''ہم اپنی عمارتوں کی طرف دوڑتے ہوئے چلے لیکن ہمارے لئے نہ وہاں ستون تھے اور نہ ہی مٹی تھی''۔
''کل ہم پھر بنیادیں کھڑی کریں گے اور ہمارے عیوب کو چھپانے والا کوئی نہیں''۔
''عزتوں کے زیادہ حقدار تو خاندان بنی لوی کے لوگ ہیں کہ جن کو کوئی ختم نہیں کرے گا''۔
''اور اصل میں بنی عدی نے اس خاندان یعنی بنی لوی پر ایسا حملہ کیا جیسے راہ گیر پر کتے بھونکتے ہیں''۔
''ہم نے بادشاہ سے پناہ طلب کی تو اس نے ہمیں پناہ دی اور اس نیکی کا اجر اسے اللہ ہی عطا فرمائے گا''۔

ابن عبدالبر نے تمہید میں ذکر کیا ہے کہ عمرو بن دینار فرماتے ہیں: جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا تو وہاں سے ایک سانپ نکلا۔ وہ سانپ قریش اور کعبۃ اللہ کے درمیان حائل ہو گیا پس ایک سفید عقاب آیا۔ اس نے سانپ کو اٹھا لیا اور اس کو ''اجیاد'' کی طرف پھینک دیا۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''تمہید'' کے بعض نسخوں میں لکھا ہے کہ عقاب سفید تھا لیکن بعض نسخوں میں ذکر ہے کہ ایک سفید رنگ کا پرندہ تھا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے جب ہدہد کو غائب پایا تو پرندوں کے سردار عقاب کو بلایا۔ اور اس کو سزا اور سختی کی دھمکی دی اور فرمایا کہ ہدہد کو اسی وقت میرے پاس لاؤ' عقاب آسمان کی طرف اڑا اور ہوا کے ساتھ مل گیا۔ وہ دنیا کو اس طرح دیکھنے لگا جس طرح کوئی آدمی اپنے سامنے کسی تھالی کو دیکھے۔ پھر اس کے بعد عقاب دائیں اور بائیں طرف متوجہ ہوا! سو اس نے ہدہد کو یمن کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو اس نے ہدہد کو پکڑ لیا ہدہد نے عقاب سے کہا کہ میں اس ذات کے واسطے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے مجھ پر قوت دی ہے۔ تو مجھ

پر رحم کر عقاب نے کہا تو ہلاک ہو جائے۔ بے شک اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی ہے کہ وہ تجھے سزا دیں گے یا ذبح کریں گے۔ پھر اس کے بعد عقاب اسے واپس ہوا تو راستہ میں گدھ اور پرندوں کے دوسرے لشکروں سے ملاقات ہوئی سو انہوں نے ہدہد کو ڈرایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی دھمکی کی خبر دی۔ ہدہد نے کہا جو میرے مقدر میں ہے وہ تو ہونا ہی ہے۔ تم یہ بتاؤ اللہ کے نبی نے استثناء کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہدہد کسی واضح دلیل کے ساتھ آیا تو نجات پالے گا۔ ہدہد نے کہا اب میری نجات ہوگی۔ ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو عاجزی وانکساری کی وجہ سے اس نے اپنا سر اٹھالیا اور اپنی دم اور اپنے بازوؤں کو جھکا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی خدمت اور اپنی جگہ سے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ میں ضرور تجھے سزا دوں گا یا تجھے ذبح کر دوں گا۔ ہدہد نے کہا۔ اے اللہ کے نبی آپ اس وقت کو یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسی طرح کھڑے ہوں گے جس طرح آج میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسم پر اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزہ طاری ہو گیا سو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو معاف کر دیا۔ باب الھاء میں اس کا تفصیل سے ذکر آئے گا۔

عقاب کا شرعی حکم: عقاب کا کھانا حرام ہے اس لئے کہ یہ ذی مخلب ہے البتہ اس بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا عقاب کا ہلاک کرنا مستحب ہے یا نہیں؟ حضرت امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقاب کو قتل کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ شرح مہذب میں ذکر ہے کہ عقاب ان پرندوں میں شامل ہے جن کا قتل کرنا پسندیدہ ہے۔ عقاب کے قتل کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس کا قتل کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں نفع ونقصان دونوں پائے جاتے ہیں۔ قاضی ابوالطیب طبری کا یہی قول ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک یہی قول معتمد ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (ہوا کے عقاب سے بھی زیادہ دور) یہ مثال عمرو بن عدی نے قیصر بن سعد کے بارے میں رباء نامی عورت کے مشہور واقعہ میں بیان کی ہے۔ ابن درید نے اسی کے بارے میں مقصورہ میں یہ اشعار تحریر کئے ہیں۔

واخترم الوضاح من دون التی	املها سیف الحمام المنتضی.
وقد سما عمرو الی او تارهٗ	فاحتط منها کل عالی المنتهی
فاستنزل الزباء قسرًا وهی من	عقاب لوح الجو اعلٰی منتهی

"اور میں ان تمام رکاوٹوں کو توڑتا ہوں جو میرے راستے میں آتی ہیں"۔

"اور اصل میں عمرو نے اپنے اپنے مقاصد کی بلندیوں کو پالیا ہے اور وہ اتنے بلند مقام پر پہنچ گیا ہے کہ وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا"۔

"زباء نے اس کی بلندی کو پستی میں بدل دیا اور خود زباء ایسے بلند مقام پر پہنچ گئی جہاں عمرو کے قدم بھی نہیں پہنچ سکے تھے"۔

عقاب بہت بلندی پر پرواز کرنے والا پرندہ ہے اور کسی کی گرفت میں نہیں آتا۔ اسی لئے شاعر نے اس کو "لوح الجو" سے

تشبیہ دی ہے۔ لوح کا مطلب زمین و آسمان کی درمیانی فضاء ہے اور "الجو" بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ قصہ ابن ہشام اور ابن جوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ناقدین نے کہا ہے کہ مؤرخین کے کلام کو نقل کرنے والوں نے ایک دوسرے سے مخلط کر دیا ہے۔ جزیمہ ابرش سرزمین حیرہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کا بادشاہ تھا۔ ان علاقوں پر وہ ساٹھ سال تک حکومت کرتا رہا۔ جزیمہ ابرش ہی وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے اپنے سامنے شمع روشن کرائی اور جنگ میں سب سے پہلے منجنیق نصب کرانے کا اعزاز بھی جزیمہ کو حاصل ہے۔ جزیمہ ہی وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے پوری سرزمین عراق پر حکومت کی۔ جزیمہ نے ملیح بن براء سے جنگ کی اور ملیح سرزمین حضر کا بادشاہ تھا جو سرزمین روم اور فارس کے درمیان حائل تھا۔ عدی بن زید نے اپنے اس قول میں اسی بادشاہ کا ذکر کیا ہے۔

واخوا الحضر اذ بناه واذ دجلة — تجبى اليه والخابورٌ

شاده مرمرًا وجلله كلسًا — فللطير فى ذراه وكورٌ

لم يهبه ريب المنون وباد — الملك عنه فبابه مهجورٌ

"سرزمین حضر کا بادشاہ جس نے اس شہر کو آباد کیا اور دجلہ نامی ندی جو شہر سے نکلتی تھی"۔

"اس نے اس ندی کو سنگ مرمر سے مضبوط کیا اور اس پر سفیدی پھیری۔ پرندے ندی کے کنارے گھونسلے بنانے لگے"۔

"لیکن اس بادشاہ کو بھی موت نے نہیں چھوڑا۔ اس کی سلطنت تباہ ہوگئی اور اب محلات کے دروازے بند ہوگئے ہیں"۔

سو جزیمہ نے ملیح کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی زباء کو چھوڑ دیا وہ لڑکی روم چلی گئی۔ ملیح کی بیٹی زباء عقلمند، عربی زبان کی ادیب، شیریں بیان، شدید القوۃ اور بلند ہمت تھی۔ ابن کلبی نے کہا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی عورت زباء سے زیادہ خوبصورت نہیں تھی۔ اس لڑکی کا اصلی نام فارعہ تھا۔ اس کے بالوں کی لمبائی اتنی زیادہ تھی کہ جب یہ چلتی تو اس کے بال زمین پر گھسٹتے تھے اور جب بالوں کو کھولتی تو بالوں سے بدن چھپ جاتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کی لڑکی کا نام زباء پڑ گیا۔ ابن کلبی کہتے ہیں کہ اس کے باپ کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے ہوا تھا اس لڑکی نے اپنی ہمت اور کوشش کی وجہ سے لوگوں کو جمع کیا اور مال خرچ کیا اور اپنے باپ کی سلطنت واپس لے لی۔ اور جزیمہ کو اپنے باپ کی سلطنت سے بھگا دیا۔ اس نے دریائے فرات کے دونوں طرف مشرق و مغرب میں دو شہر آباد کئے اور ان دونوں شہروں کے درمیان دریائے فرات کے نیچے ایک سرنگ بنائی۔ جب یہ لڑکی دشمنوں سے ڈر محسوس کرتی تو اس سرنگ میں پناہ لے لیتی تھی۔ اصل میں اس لڑکی کا ابھی تک کسی مرد سے اختلاط نہیں ہوا تھا۔ اس لئے یہ دوشیزہ اور کنوری تھی اس لڑکی اور جزیمہ بادشاہ کے درمیان جنگ کے بعد صلح ہوگئی تھی۔ ایک مرتبہ جزیمہ کے دل میں اس لڑکی کو پیغام نکاح دینے کا خیال پیدا ہوا۔ تو اس نے اپنے خاص ساتھیوں کو جمع کیا اور ان سے اس معاملہ میں مشاورت کی۔ وہ تمام لوگ خاموش رہے اور قیصر جو اس کا چچا زاد تھا گفتگو کرنے لگا۔ قیصر نہایت عقلمند تھا اور جزیمہ کا وزیر خزانہ اور مشیر بھی تھا۔ قیصر نے کہا: اے بادشاہ اللہ تعالیٰ بری چیزوں سے آپ کو محفوظ رکھے۔ بے شک زباء ایک ایسی عورت ہے جو مردوں سے ہمیشہ علیحدہ رہی۔ وہ کنواری ہے نیز زباء کو مال اور جمال میں کوئی رغبت نہیں اور آپ کے ذمہ اس کا خون بہا ہے اور

زباء نے آپ کو مصلحت اور خوف کی وجہ سے چھوڑ رکھا ہے حالانکہ اس کے دل میں حسد اس طرح چھپا ہوا ہے جس طرح پتھروں میں آگ چھپی ہوئی ہے اگر آپ اس کو (یعنی پتھر کو) رگڑیں گے تو آگ ظاہر ہو جائے گی اور اگر اس کو چھوڑ دیں تو وہ پوشیدہ ہی رہے گی۔ بادشاہ کی بیٹیوں میں آپ کا کفو موجود ہے اور ان سے نکاح کرنے میں نفع ہے اور اصل میں اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی طمع سے آپ کو ارفع بنایا ہے جو آپ کی شان نہیں ہے نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کا مرتبہ بہت بلند کیا ہے۔ آپ کی طرح کوئی بھی بلند مرتبہ نہیں ہے۔ ابن جوزی وغیرہ نے یہ حکایت بیان کی ہے۔

''شارح درید یہ'' ابن ھشام وغیرہ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ بے شک زباء نے خود جزیمہ بادشاہ کو نکاح کا پیغام بھیجا تا کہ جزیمہ کی سلطنت کو اپنی سلطنت میں شامل کر سکے۔ جزیمہ نے نکاح کے پیغام کے بارے میں اپنے وزراء سے مشورہ کیا تو تمام مشیروں نے زباء کے پیغام کو سراہا لیکن قیصر نے مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ زباء کی طرف سے نکاح کا پیغام دھوکہ اور فریب ہے۔ جزیمہ نے قیصر کی بات کو نہیں سنا۔ ابن ھشام کہتے ہیں قیصر اصل میں چھوٹے قد کا نہیں تھا بلکہ اس کا نام ہی قیصر تھا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جزیمہ نے کہا: اے قیصر جو تو نے رائے دی ہے وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن میرا دل تیری رائے کو قبول نہیں کرتا ہے بلکہ میرا دل زباء کی محبت سے لبریز ہے۔ ہر شخص کی تقدیر معین ہے جس سے کوئی بھی نہیں بھاگ سکتا۔ پھر اس کے بعد جزیمہ بادشاہ نے زباء کی رائے جاننے کے لئے قاصد کو بھیجا جزیمہ کا قاصد زباء کے پاس آیا جب زباء نے جزیمہ کا پیغام سنا اور اس کے ارادے کو جان لیا تو قاصد سے کہا کہ میں تیرے لئے اور جس چیز کے ساتھ تو آیا ہے اس کے استقبال کے لئے اپنی آنکھیں بچھانا چاہتی ہوں۔ نیز زباء نے جزیمہ کے پیغام پر خوشی کا اظہار کیا اور قاصد کا بہت اعزاز و اکرام کیا اور اس سے کہا کہ میں خود بادشاہ کو پیغام نکاح دینا چاہتی تھی لیکن اس ڈر سے کہ جزیمہ بادشاہ کی کفو نہیں ہوں۔ نکاح کا پیغام دینے سے اجتناب کرتی رہی۔ اس لئے کہ بادشاہ کا مرتبہ مجھ سے بہت بڑا ہے اور میرا رتبہ بادشاہ سے بہت کم ہے۔ اصل میں جو تم نے سوال کیا میں اس کو قبول کرتی ہوں اور اس میں رغبت بھی رکھتی ہوں اور اگر نکاح کے معاملات بھی کوشش کرنا مردوں کے لئے ضروری نہ ہوتا تو میں ضرور جزیمہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتی۔ زباء نے قاصد کے ذریعے جزیمہ بادشاہ کے لئے ہدایا میں بڑے قیمتی غلام' لونڈیاں' ہتھیار' زرہیں اور بہت سامال' اونٹ بکریاں' اور بیش بہا سامان و جواہرات روانہ کئے' جب قاصد جزیمہ بادشاہ کے پاس آیا تو جزیمہ بادشاہ زباء کے جواب کو سن کر بہت حیران ہوا نیز قاصد کے ساتھ زباء کے لطف و کرم سے بہت خوش ہوا اور اس نے یہ سمجھا کہ زباء نے یہ سب میری محبت میں کیا ہے۔ اس کے بعد جزیمہ بادشاہ اپنے خاص وزراء کو ساتھ لے کر روانہ ہو گیا جن میں ان کا وزیر قیصر بھی تھا اصل میں جزیمہ بادشاہ نے سلطنت کے کام چلانے کے لئے عمر بن عدی لخمی کو اپنا نائب مقرر کیا۔ عمر بن عدی وہ پہلا شخص ہے جو خاندان لخم میں بادشاہ بنا۔ اس کی بادشاہت ایک سو بیس برس تک قائم رہی۔ عمر بن عدی وہ شخص ہے جس کو بچپن میں جنات نے اٹھا لیا تھا اور پھر جوان ہو جانے پر چھوڑ دیا تھا۔ جب جنات عمر بن عدی کو اس کے گھر چھوڑ کر گئے تو اس کی ماں نے اسے ایک سونے کا ہار پہنایا اور اسے حکم دیا کہ اپنے ماموں جزیمہ سے ملاقات کرو جب جزیمہ نے عمرو بن عدی کے گلے میں ہار اور اس کے چہرے پر داڑھی دیکھی تو کہا کہ عمرو جوان ہو گیا ہے جزیمہ نے عمرو کو واپس اس کی

والدہ کے پاس بھیج دیا۔ اور ابن ہشام نے کہا ہے کہ عمرو بن عدی نے ایک سو اٹھارہ برس حکومت کی۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جزیمہ نے عمرو بن عدی کو اپنا نائب مقرر کیا اور زباء کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ فرات پر واقع زباء کے گاؤں کے قریب پہنچ گیا جیسے "تیفہ کہا جاتا ہے اور وہ وہاں قیام کے لئے رک گیا"۔ جزیمہ نے شکار کر کے کھایا اور شراب پی پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو تمام ساتھی ٹھہر گئے۔ لیکن قیصر نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ! میں ہر عزم جزم کی تائید نہیں کرتا۔ سو آپ جہاں کہیں بھی ہوں بے مقصد اور فضول باتوں پر اعتماد نہ کریں اور خواہشات کی وجہ سے رائے کو نظر انداز نہ کیجئے کیونکہ اس طرح رائے فاسد ہو جائے گی۔ نیز بادشاہ کے لئے میری رائے یہ ہے کہ وہ اس کام کو چھوڑ دیں کیونکہ تمام کام تقدیر الٰہی کے مطابق ہی پورے ہوتے ہیں۔ جزیمہ بادشاہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کیونکہ میری رائے وہی ہوگی جو جماعت کی رائے ہوگی۔ تم اس کام کے بارے میں جو ارادہ کرتے ہو وہی درست ہے۔ قیصر نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تقدیر حذر سے سبقت لے جائے گی۔ سو اس کام میں قیصر کی رائے نہیں مانی جائے گی۔ قیصر کا یہ قول ضرب المثل کی صورت اختیار کر گیا۔ پھر اس کے بعد جزیمہ بادشاہ روانہ ہو گیا' جب وہ زباء کے شہر کے قریب پہنچا تو اسے اپنے آنے کی خبر دینے کے لئے قاصد کو بھیجا' زباء نے جزیمہ کے آنے کی خبر سنی تو وہ بہت خوش ہوئی اور جزیمہ کی طرف کھانے پینے کا سامان بھیجا اور اپنے لشکر کے افراد اور اپنی مملکت کے خواص و عوام سے کہا کہ اپنے سردار اور اپنی سلطنت کے بادشاہ کا استقبال کرو۔ زباء کا جواب لے کر قاصد واپس جزیمہ کے پاس گیا اور اس کے سامنے تمام حالات پیش کئے۔ جزیمہ سن کر بہت خوش ہوا۔ جب جزیمہ بادشاہ نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو قیصر کو بلایا اور کہا کہ کیا تو اپنی رائے پر قائم ہے؟ قیصر نے کہا ہاں' بلکہ میری بصیرت میں اضافہ ہو گیا ہے اور کیا آپ اب بھی اپنے ارادے پر قائم ہیں؟ بادشاہ نے کہا ہاں! بلکہ میری رغبت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ قیصر نے کہا جو شخص عواقب اور نتائج پر غور نہ کرے زمانہ اس کا ساتھی نہیں ہے۔ قیصر کا یہ قول بھی ضرب المثل بن گیا۔ پھر اس کے بعد قیصر نے کہا کہ فوت ہونے سے پہلے معاملہ کا تدارک کیا جا سکتا ہے اور معاملہ ابھی بادشاہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے اس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ اے بادشاہ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم حکومت و سلطنت کے مالک خاندان اور اعوان والے ہو تو بے شک آپ نے اپنی سلطنت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور آپ اپنے خاندان و معاونین سے جدا ہو گئے ہیں اور آپ نے اپنے آپ کو ایسے شخص کے قبضہ میں دے دیا ہے۔ جس کے مکر و فریب کو آپ نہیں جانتے اگر آپ اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں تو سن لیجئے۔ کہ کل کو زباء کی قوم آپ کو قطار در قطار ملے گی اور وہ آپ کے استقبال کے لئے صفوں میں کھڑے ہو جائیں گے' یہاں تک کہ جب آپ ان کے درمیان میں پہنچ جائیں گے تو وہ آپ کو گھیر لیں گے اور آپ پر حملہ کر دیں گے۔ پس جزیمہ زباء کی طرف چل پڑا تو اس نے اس کے بالوں کو دیکھا تو ان سے اس کا جسم چھپ گیا تھا اور جزیمہ نے زباء کا کلام سنا لیکن اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ ادھر دوسری طرف زباء نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جب جزیمہ بادشاہ تمہاری طرف آئے تو تم اس کا استقبال کرنا اور اس کے دائیں اور بائیں صفیں بنا لینا اور جب وہ درمیان میں پہنچ جائے تو اسے گھیر لینا اور پھر اس پر حملہ کر دینا' چنانچہ جب جزیمہ آگے بڑھا اور قیصر اس کی دائیں طرف تھا' جب جزیمہ نے زباء کی قوم کے

لوگوں سے ملاقات کی تو وہ لوگ دو صفوں میں تقسیم ہو گئے۔ جب جزیمہ درمیان میں آیا تو لوگوں نے اسے گھیر لیا جزیمہ کو معلوم ہو گیا کہ اب ہلاکت قریب ہے تو قیصر بادشاہ کے دائیں طرف ہو گیا۔ جزیمہ جب قیصر کے قریب ہوا تو کہنے لگا اے قیصر تو نے سچ کہا تھا۔ جب قیصر نے دیکھا کہ جزیمہ بادشاہ حالات سے واقف ہو گیا ہے اور اسے اپنے قتل کا یقین ہو گیا ہے تو قیصر سواری پر سوار ہو کر بھاگ گیا چنانچہ زباء کے لشکر نے جزیمہ بادشاہ کو قتل کر دیا۔ ادھر عمرو بن عدی ہر روز سرزمین حیرہ میں اپنے ماموں جزیمہ کے حالات کو جاننے کے لئے بیقرار تھے۔ قیصر بھی عمرو بن عدی کے پاس پہنچ گیا اور اسے تمام حالات کے بارے میں بتا دیا۔ قیصر نے کہا کہ میں نے تمہارے ماموں کو زباء کے پاس جانے سے پہلے منع کیا تھا لیکن انہوں نے میری رائے کی مخالفت کی اور آخر کار زباء نے بادشاہ کو ہلاک کر دیا۔ عمرو بن عدی نے کہا کہ مجھے زباء کے علاقے کا پتا بتاؤ میں اس سے اپنے ماموں کا بدلہ لوں گا۔ قیصر نے کہا میں نے تمہارے ماموں کو بھی نصیحت کی تھی اور تمہیں بھی نصیحت کرتا ہوں کہ تم زباء کو حاصل نہیں کر سکتے۔ عمر و بن عدی نے قیصر سے کہا کہ میں تمہاری ناک اور کان کاٹ دوں گا اور تجھے قتل کر دوں گا کیونکہ تو نے ہی میرے ماموں کو زباء کے پاس جانے کا مشورہ دیا تھا۔ ابن جوزی نے کہا ہے کہ پھر اس کے بعد قیصر عمرو بن عدی سے بھاگ گیا اور زباء کے پاس پہنچ گیا پھر زباء نے قیصر سے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تو قیصر نے کہا عمرو بن عدی نے مجھے اپنے ماموں کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ تو نے ہی میرے ماموں کو زباء کے پاس جانے کا مشورہ دیا ہے۔ نیز عمرو بن عدی نے کہا ہے کہ میں تمہارے ناک' کان کاٹنے کے بعد تمہیں قتل کر دوں گا۔ میں ڈر کر وہاں سے بھاگ آیا تا کہ مجھے آپ کے پاس امن حاصل ہو۔ زباء نے قیصر کو خوش آمدید کہا اور اس کی بہت عزت کی قیصر زباء کی خدمت میں ایک مدت تک رہا اور موقع کی تلاش میں رہا۔ قیصر نے ملکہ زباء کی بہت زیادہ خدمت کی اور اس پر احسان کرنے کے ساتھ ساتھ اتنی وفاداری کا ثبوت دیا کہ زباء اس کی گرویدہ ہو گئی۔ قیصر نے ایک دن ملکہ سے کہا عراق میں بہت ساز و سامان ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے لئے وہاں سے مال و اسباب لے آؤں۔ ملکہ کی اجازت سے قیصر عراق گیا اور وہاں سے بہت سا سامان' جواہرات و ریشمی لباس وغیرہ لے کر آیا۔ قیصر اس سرنگ سے بھی واقف ہو گیا تھا جس کے اوپر ملکہ زباء نے اپنا محل بنا رکھا تھا اور یہ سرنگ دریائے فرات کے نیچے تھے۔ ایک مرتبہ ملکہ زباء نے اپنے دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے قیصر کو ساز و سامان فراہم کرنے کا حکم دیا۔ قیصر عمرو بن عدی کے پاس پہنچا۔ اور اس کے سامنے تمام واقعہ بیان کیا۔ عمرو اپنے لشکر کے ساتھ زباء پر حملہ کرنے کے لئے چل پڑا۔ قیصر قافلہ سے آگے تھا۔ قیصر ملکہ زباء کے پاس آیا تو اس سے کہا کہ کھڑی ہو جا اور قافلہ کی طرف دیکھ ملکہ زباء اپنے محل کی چھت پر چڑھی اور اس نے دیکھا کہ قافلہ آدمیوں اور سامان سے بھرا ہوا ہے۔ تو ملکہ نے کہا: اے قیصر۔

ما للجمال مشيها وئيدًا   اجندلًا يحملن ام حديدًا

ام صرفانا باردًا شديدًا   ام الرجال جثمًا قعودًا

"اونٹوں کو کیا ہوا کہ ان کی چال میں تیزی نہیں آ رہی کیا ان پر فوجی سوار ہیں یا ہتھیاروں کے بوجھ کی وجہ سے ان کی یہ حالت ہے"۔

''یا سخت سردی نے ان کے پاؤں کو سن کر دیا ہے یا خود سوار ہی حوصلہ ہار کر اکڑوں بیٹھ گئے ہیں''۔

قیصر نے عمرو بن عدی کو زباء اور اس کی سرنگ کے بارے میں ساری معلومات فراہم کر دی تھیں' جب ساز و سامان اور سپاہیوں سے لدا ہوا سوا اونٹوں کا قافلہ شہر میں داخل ہوا تو ملکہ زباء نے سمجھا کہ یہ قیصر کی امدادی فوج ہے لیکن جب فوج محل میں داخل ہوگئی تو ملکہ زباء کی نظر عمرو بن عدی پر پڑی تو ملکہ اس کو ان اوصاف سے جو قیصر نے اس سے بیان کئے تھے پہچان لیا' جب ملکہ زباء کو قیصر کی غداری کا یقین ہوگیا تو اس نے اپنے ہاتھ میں موجود زہر آلود انگوٹھی چوس لی اور کہنے لگی کہ میں عمرو بن عدی کے ہاتھ سے مرنے کی بجائے خود اپنے ہاتھوں سے مرنے کو ترجیح دوں گی۔ اس طرح ملکہ زباء کی موت ہوگئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عدی نے ملکہ زباء کو تلوار سے قتل کیا تھا۔

محمد بن جریر طبری اور یعقوب بن السکیت نے لکھا ہے کہ ملکہ زباء کا نام نائلہ تھا۔ ابن جریر طبری نے یہ نام شاعر کے اس قول سے اخذ کیا ہے

اتعرف منزلا بین النقاء وبین ممر نائلة القدیم

''کیا تم اس جگہ کو جانتے ہو جو مقام نقع اور نائلہ کی قدیم گزرگاہ کے درمیان ہے''۔

ابن درید نے کہا ہے کہ اس جگہ کا نام ''میسون'' ہے اور ابن ہشام اور جوزی کے نزدیک اس جگہ کا نام فارعہ ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں ''عقاب کے بچے سے زیادہ سننے والا'' (ہوا میں اڑنے والے عقاب سے بھی زیادہ بلند)

عجیبہ: ابن زہر نے ارسطاطالیس سے نقل کیا ہے کہ بے شک عقاب ایک سال میں چیل کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور چیل عقاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے سو ہر سال اسی طرح عقاب اور چیل میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

خواص و فوائد: صاحب عین الخواص نے عطاء بن محمد سے نقل کیا ہے کہ بے شک عقاب ایلوے سے بھاگ جاتا ہے اور جب وہ ایلوے کی بو سونگھ لیتا ہے تو اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے جب عقاب کے پروں کی دھونی گھر میں دی جائے تو گھر کے سانپ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر عقاب کا پتا آنکھوں میں سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو آنکھ کے دھندلے پن اور نزول الماء کے لئے نافع ہے۔

تعبیر: عقاب کا خواب میں دیکھنا اس شخص کے لئے کامیابی کی علامت ہے جو دشمن کے ساتھ لڑائی میں مصروف ہو۔ اس لئے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا۔ جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس عقاب اترا ہے تو اس کی تعبیر خواب دیکھنے والے کی سزا سے دی جائے گی۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ چیل یا عقاب کا مالک ہوگیا تو اس کی تعبیر یہ دی جائے گی کہ خواب دیکھنے والے کو نصرت و غلبہ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ طویل عمر بھی حاصل ہوگی۔ اگر خواب میں دیکھنے والا محنت و مشقت کرنے والا ہے تو وہ لوگوں سے الگ ہو کر زندگی بسر کرے گا اگر خواب دیکھنے والا بادشاہ ہے تو وہ دشمن سے صلح کر لے گا۔ اور ان کے شر اور فریب سے محفوظ رہے گا اور دشمن کے مال و ہتھیار سے اسے نفع حاصل ہوگا کیونکہ عقاب کے پاس تیر بھی ہیں اور مال بھی۔

ابن المقری نے کہا ہے کہ عقاب کے چھوٹے پر اور اولا د زنا پر دلالت کرتے ہیں۔ مقدسی نے کہا ہے کہ جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ عقاب اس کو اپنے پنجے سے مار رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو مالی طور پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جس نے خواب میں عقاب کا گوشت کھایا تو اس کی تعبیر لالچ سے دی جائے گی۔

بعض اوقات خواب میں عقاب کو دیکھنے کی تعبیر ایسے جنگجو آدمی سے دی جاتی ہے جسے قریب اور دور میں پناہ نہ ملے۔ اگر کسی نے خواب میں عقاب کو گھر کے اوپر یا کسی کمرہ کے اوپر دیکھا تو اس کی تعبیر ملک الموت سے دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ عقاب پر سوار ہو گیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا فقیر ہے اسے مال حاصل ہوگا اور اگر غنی ہے یا بڑے لوگوں میں سے ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کی موت واقع ہو جائے گی۔ اس لئے کہ دور قدیم میں لوگ وفات شدہ مالدار لوگوں کی تصویریں عقاب کی صورت میں بناتے تھے اگر کسی عورت نے دیکھا کہ اس کے ہاں عقاب کی پیدائش ہوئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا بیٹا بادشاہ کی خدمت کرے گا۔ (واللہ اعلم)

العقرب

"العقرب" اس کا مطلب بچھو ہے مذکر اور مؤنث کے لئے یہی لفظ "العقرب" استعمال ہوتا ہے مؤنث کو عقربت اور عقرباء کہتے ہیں اس کی جمع کے لئے "عقارب" اور تصغیر کے لئے "عقیرب" کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے زینب کی تصغیر زییب استعمال ہوتی ہے اس کا لقب ام عریط اور ام ساھرۃ ہے اور فارسی میں بچھو کو "الرشک" کہتے ہیں۔

بچھو سیاہ، سبز اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ تینوں قسمیں مہلک ہیں لیکن سب سے زیادہ مہلک سبز رنگ کا بچھو ہے۔ اس کی طبیعت مائیہ ہوتی ہے اور یہ بہت زیادہ بچے دیتا ہے بچھو مچھلی اور گوہ کی طرح ہوتا ہے سبز رنگ کے بچھو کے بارے میں عوام الناس کا خیال ہے کہ جب اس کی مادہ حاملہ ہوتی ہے تو بچہ کی ولادت کے وقت ماں کی موت ہو جاتی ہے کیونکہ جب بچے پیٹ کے اندر بچھو کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تو وہ اپنی ماں کا پیٹ کھاتے ہیں اور باہر نکل آتے ہیں سو ان کی ماں کی موت ہو جاتی ہے لیکن جاحظ نے اس قول کو تسلیم نہیں کیا ہے جاحظ کہتے ہیں کہ مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے خبر دی ہے کہ اس نے بچھو کو اپنے منہ سے بچے دیتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ مادہ بچھو اپنے بچوں کو اپنی پشت پر چڑھائے ہوئے پھرتی تھی۔ نیز ان بچوں کی جسامت جوں کے برابر ہوتی ہے۔ یہ بچے تعداد میں زیادہ تھے اور یہ تیزی سے دوڑتے پھرتے تھے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جاحظ نے جس رائے کو اختیار کیا وہی درست ہے مادہ بچھو جب حاملہ ہوتی ہے تو اس کے مزاج میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ بچھو کی آٹھ ٹانگیں ہوتی ہیں۔ اور اس کی آنکھ اس کی پشت پر ہوتی ہے۔ بچھو کی خاصیت یہ ہے کہ وہ کسی مردہ کو ڈنگ نہیں مارتا اور نہ ہی کسی سوئے ہوئے آدمی کو ڈنگ مارتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے بدن کے کسی حصہ کو حرکت دے۔ اگر سویا ہوا آدمی اپنے بدن کے کسی حصہ یعنی ٹانگ وغیرہ کو حرکت دیتا ہے تو بچھو اسے کاٹ لیتا ہے۔ بچھو گبریلا (کیڑے) کی طرح ہوتا ہے۔ بعض اوقات بچھو کے ڈسنے سے سانپ کی موت ہو جاتی ہے۔ جاحظ کا یہی قول ہے قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب بچھو سانپ کو ڈنگ مارتا ہے تو اگر بچھو کو سانپ نے پکڑ لیا اور اسے کھا لیا تو سانپ بچ جائے گا ورنہ اس کی موت

ہو جائے گی اصل میں فقیہ عمارۃ الیمنی نے اپنے اشعار میں علامہ قزوینی کے اس قول کی تائید کی ہے۔

اذا لم یسا لمك الزمان فحارب — وباعد اذا لم تنتفع بالاقارب

فقد هدقدما عرش بلقیس هدهد — وخرب فار قبل ذا سد مارب

اذا كان راس المال عمرك فاحترز — علیه من الانفاق فی غیر واجبِ

فبین اختلاف اللیل والصبح معرك — یكر علینا جیشه بالعجائب

''جب زمانہ تیرے موافق نہ ہو تو اس سے جنگ کر اور اگر تجھے رشتہ داروں سے نفع حاصل نہ ہو تو ان سے دور ہو جا''۔

''اصل میں ملکہ بلقیس نے ہدہد کو گم کر دیا اور چوہے نے محارب کے بند کو قطع کر دیا''۔

''جب تمہارا اصل سرمایہ تمہاری زندگی ہے تو پھر تم اپنی زندگی کو مکروہ چیزوں میں ضائع کرنے سے پرہیز کرو''۔

''صبح وشام کے اختلافات ہمارے سامنے ہیں اور یہ ہمارے سامنے عجائبات کا ایک دفتر کھولتے ہیں''۔

بچھو کی ایک خاصیت یہ ہے کہ جب یہ کسی انسان کو ڈنگ مارتا ہے تو پھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح کوئی مجرم سزا کے ڈر سے بھاگتا ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ بچھو میں ایک عجیب خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ تیر نہیں سکتا اور اگر بچھو کو پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ حرکت نہیں کرے گا چاہے پانی ساکن ہو یا بہہ رہا ہو۔ جاحظ نے مزید کہا ہے کہ بچھو ٹڈیوں کے شکار کے لئے اپنے سوراخ سے باہر نکلتا ہے کیونکہ یہ ٹڈیوں کے کھانے کا بہت شوقین ہوتا ہے۔ بچھو کو پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ٹڈی کو پکڑ کر کسی لکڑی میں دھنسا دیا جائے پھر وہ لکڑی بچھو کے سوراخ میں ڈال دی جائے' تو جب بچھو ٹڈی کو دیکھے گا تو اس کے ساتھ چمٹ جائے گا اور پھر اس لکڑی کو سوراخ سے باہر نکال لیا جائے۔

بچھو کو پکڑنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کراث (یعنی گندنا) بچھو کے سوراخ میں ڈال کر نکال لیا جائے تو بچھو بھی اس کے ساتھ باہر نکل آئے گا۔ بسا اوقات بچھو پتھر یا ڈھیلے پر بھی ڈنگ مارتا ہے اس کے بارے میں شاعر نے بہت عمدہ اشعار کہے ہیں ۔

رأیت علی صخرۃ عقربا — وقد جعلت ضربها دیدنا

فقلت لها انها صخرۃ — وطبعك من طبعها الینا

فقالت صدقت ولكننی — ارید اعرفها من انا

''میں نے سخت پتھر پر ایک بچھو دیکھا اور وہ عادت کے طور پر اس پر ڈنگ مار رہا تھا''۔

''میں نے اس سے کہا کہ یہ تو سخت پتھر ہے اور تیرا مزاج اس کے مزاج سے بہت نرم ہے''۔

''وہ کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا لیکن میرا ارادہ یہ ہے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ میں کون ہوں''۔

قاتل بچھو دو جگہ یعنی شہرزور اور عسکر مکرم میں پائے جاتے ہیں۔ ان دونوں مقامات کے بچھو دوڑ کر ڈنگ مارتے ہیں۔ اور آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں بعض اوقات ان کے کاٹے ہوئے کا گوشت بکھر جاتا ہے اور اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور

گوشت لٹک جاتا ہے اور بدبو اتنی شدید ہوتی ہے کہ آدمی ناک بند کئے بغیر اس کے قریب نہیں جا سکتا۔ لطف یہ ہے کہ بچھو اگرچہ چھوٹا جسم رکھتا ہے لیکن یہ اپنے ڈنگ سے اونٹ اور ہاتھی کو قتل کر دیتا ہے۔ بچھو کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو ہوا میں اڑتی ہے۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ اور جاحظ نے کہا ہے کہ غالباً یہ وہی بچھو ہے جو کسی کو ڈنگ مار دے تو اس کی موت ہو جاتی ہے۔ رافعی اور عبادی نے کہا ہے کہ "نصیبین" کے علاقے میں جہاں اڑنے والے بچھو پائے جاتے ہیں چیونٹیوں کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ یہ چیونٹیاں اڑنے والے بچھو کے علاج کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

نصیبین کے علاقے کے قاتل بچھو کے بارے میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ شہر زور کے علاقے سے آیا ہے۔ ایک بادشاہ نے نصیبین کے علاقے کا محاصرہ کیا تو وہاں کے بادشاہ نے زندہ بچھو پکڑوا کر انہیں سخت کوزوں میں بھر کر بذریعہ منجنیق دشمن کی فوج پر ڈلوایا۔ جاحظ نے کہا کہ نصر بن حجاج سلمی کے گھر میں بچھو تھے جب وہ کسی کو ڈنگ مارتے تو اس کی موت ہو جاتی تھی۔ نصر بن حجاج کے یہاں کوئی مہمان آیا۔ تو بچھو نے اس کی شرمگاہ پر ڈنگ مارا۔

نصر بن حجاج نے مہمان سے کہا۔

ودارى اذا نام سكانها	اقام الحدود بها العقرب
اذا غفل الناس عن دينهم	فان عقاربها تضرب
فلا تامنن سرى عقرب	بليل اذا اذنب المذنب

"اور میرے گھر والے جب نماز سے غافل ہو کر سو جاتے ہیں تو بچھو ان پر حد شرعی جاری کرتا ہے"۔

"جب لوگ اپنے دین سے غافل ہو جاتے ہیں تو بچھو ان کو کاٹتے ہیں"۔

"کوئی گنہگار گناہ کرنے کے بعد رات کے وقت بچھو کے چلنے سے مامون نہ ہو"۔

نصر بن حجاج اپنے گھر کے ارد گرد گھومنے کے بعد کہنے لگا کہ ان بچھوؤں کو سیاہ ناگ سے زہر ملتا ہے سو نصر بن حجاج نے گھر میں ایک خاص جگہ کا جائزہ لیا اور کہا کہ اس جگہ کو کھودا جائے۔ جگہ کھودی گئی تو وہاں انہوں نے سیاہ رنگ کا ایک جوڑا (نر و مادہ) پایا۔

حدیث شریف میں بچھو کا تذکرہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور رسولِ انور، شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرف کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے۔

سو ایک بچھو آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا لیکن ان کو نہیں کاٹا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بچھو کو جوتے سے مارا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ تو حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھو کے قتل پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ (رواہ الطبرانی)

یہ روایت عبداللہ بن صالح جو لیث کے کاتب تھے، کی سند سے بھی نقل کی گئی ہے اور عبداللہ بن صالح کو محدثین نے ضعیف

قرار دیا ہے حضرت ابو رافع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور نورِ مجسم دافع رنج وملال بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے ایک بچھو کو قتل کر دیا۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے ایک بچھو نے کاٹ لیا۔ تو حضور سراج السالکین انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو بچھو پر کہ وہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نمازی کو لہٰذا تم اسے حل وحرم جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ (رواہ ابن ماجہ)

اس کے ڈسنے کا علاج: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اکرم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے ایک بچھو نے کاٹ لیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو بچھو پر کہ وہ کسی نمازی یا غیر نمازی اور نبی یا غیر نبی کو کاٹے بغیر نہیں چھوڑتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتا لیا اور اس کو ہلاک کر دیا پھر حضور پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نمک اور پانی ملا جہاں بچھو نے ڈنگ مارا تھا۔ نیز حضور رسولِ انور شافع روزِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے "قل ھو اللہ احد" اور معوذتین بار پڑھ کر دم کیا۔ (رواہ بیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صاحب جود وسخا صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں پاؤں کے انگوٹھے میں بچھو نے ڈنگ مارا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ سفید چیز لاؤ جو آٹے میں ڈالی جاتی ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نمک لے گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر تین مرتبہ چاٹا اور باقی نمک اس جگہ رکھ دیا جہاں بچھو کے ڈنگ مارا تھا سو درد کو سکون ہو گیا۔ (عوارف المعارف)

منفرد حکایت: حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت ذوالنون کا یہ واقعہ معلوم ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ کپڑے دھونے کے لئے دریائے نیل پر پہنچا۔ تو میں نے دیکھا کہ سامنے سے ایک بہت بڑا بچھو آ رہا ہے۔ میں ڈر گیا اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگا۔ وہ بچھو دریائے نیل کے کنارے پر آیا تو پانی سے ایک مینڈک باہر نکلا اس نے بچھو کو اپنی پیٹھ پر سوار کر لیا اور دریا میں تیرتا ہوا دوسرے کنارے کی طرف چل دیا۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: میں بھی ایک تہبند باندھ کر دریا میں اتر گیا اور بچھو کے دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچنے تک میں اسے دیکھتا رہا۔ مینڈک جب بچھو کو دریا کے دوسرے کنارے پر لے کر گیا تو بچھو مینڈک کی پشت سے اتر کر تیز تیز چلنے لگا۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: میں بھی بچھو کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اور آخر کار ایک گھنے سایہ دار درخت کے پاس پہنچا جس کے نیچے ایک سفید رنگ کا لڑکا سویا ہوا تھا اور وہ شراب کے نشہ میں چور تھا۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے لڑکے کی حالت دیکھ کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ شاید یہ بچھو اس لڑکے کو کاٹنے کے لئے یہاں آیا ہے۔ یکا یک ایک اژدھا نمودار ہوا جو لڑکے کو ڈسنے کے لئے اس کی طرف دوڑا تھا۔ تو بچھو اس اژدھے کے سر میں لپٹ گیا اور اس اژدھے کو قتل کر دیا پھر پانی کی طرف لوٹا اور مینڈک کی پشت پر سوار ہو کر دریا کے اس کنارے کی طرف چلا گیا جہاں سے

آیا تھا۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ منظر دیکھ کر میری زبان سے یہ اشعار جاری ہو گئے

یـا راقـدًا والـجـلیل یحفظـه من کل سوء یکون فی الظلم

کیف تـنـام الـعیون عن ملك تـاتیك مـنـه فـوائد النعم

''اے سونے والے تو آرام کر رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تاریکی میں ہونے والی ہر برائی سے تیری حفاظت کر رہا ہے''۔

''آنکھیں غافل ہو کر کیسے سو سکتی ہیں ایسے بادشاہ سے جس سے تجھے اچھی اچھی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں''۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سن کر لڑکا اٹھ گیا تو آپ نے تمام واقعہ اس کو سنایا۔ پس اس لڑکے نے توبہ کی اور لہو ولعب کو چھوڑ کر نیکیوں کا راستہ اختیار کر لیا۔ پھر اسی حالت میں اس کی موت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ثعبان بن ابراہیم تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام فیض بن ابراہیم تھا۔ حضرت ذوالنون مصری کے کلام میں درج ذیل باتیں بھی شامل ہیں۔

1۔ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ تو اس چیز کو محبوب جانے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو اور تو اس چیز کو مبغوض جانے جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو جا اور ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو اللہ کی خوشنودی میں حائل ہو اور تو اس کے بارے میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کر۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عارف باللہ دنیا میں ہمیشہ فخر اور فقر کے درمیان رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر تجھے افتخار عطا کرے گا اور اپنے نفس کا ذکر تجھے فقر میں مبتلا کرے گا۔

2۔ حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا کہ وہ شخص عقلمند نہیں ہے جو دنیاوی معاملات میں کوشش کرے اور اخروی معاملات میں غفلت کا مظاہرہ کرے۔ حلم و بردباری کی جگہ حماقت کا اظہار کرے تواضع کی جگہ تکبر کو اختیار کرے، تقویٰ کو تو ترک کر دے۔ کسی کا حق غصب کر لے۔ عقلاء کی مرغوبات سے اجتناب کرنے والا اور عقلاء کی مرغوبات میں مشغول ہونے والا ہو۔ اپنے لئے غیر سے انصاف کا طالب ہو۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اوقات میں اسے بھلا دے۔ وہ آدمی شہرت کے لئے علم حاصل کرے اور پھر علم کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو ترجیح دے۔ اللہ کے شکر سے غافل ہو۔ اپنے دشمن یعنی نفس سے مجاہدہ کرنے سے عاجز ہو پھر اس کے بعد حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کیونکہ کلام کا سلسلہ جب چلتا ہے تو بہت لمبا ہوتا ہے اور جب تک اس کو ختم نہ کیا جائے ختم نہیں ہوتا۔

امام ابوالفرج بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری کے وطن کا اصلی نام ''النوبت'' تھا آپ کا تعلق اس خاندان سے تھا جو کنواں صاف کرنے کا کام کرتے تھے۔ آپ مصر منتقل ہو گئے اور وہیں مستقل رہنے لگے کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام فیض اور لقب ذوالنون تھا۔ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم عصر افراد پر فوقیت رکھتے تھے اور علم و تقویٰ کے لحاظ سے اونچے مرتبہ پر تھے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال جیزہ کے مقام پر ہوا جبکہ ماہ ذیقعدہ کے دو راتیں گزر چکی تھیں۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو ''قرافتہ الصغریٰ'' کے مقام پر دفن کیا گیا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابن قیس کرخی تھا۔ آپ مستجاب الدعوات کی حیثیت سے مشہور تھے۔ اہل بغداد آپ کی قبر کے پاس بارش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر تریاق مجرب ہے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ حضرت معروف کرخی سے مرض وفات میں کہا گیا کہ آپ وصیت کریں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو میری قمیض صدقہ کردینا'' میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے ننگا ہی جاؤں جس طرح دنیا میں ننگا ہی داخل ہوا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک پانی پلانے والے کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا کہ جو شخص پانی پیئے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ روزہ دار ہونے کے باوجود آگے بڑھے اور پانی پیا۔ آپ سے کہا گیا کیا آپ روزہ دار نہیں تھے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیوں نہیں میں روزہ دار ہی تھا لیکن میں نے اس شخص کی دعا کی وجہ سے روزہ توڑ دیا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 300ھ میں ہوا۔

علامہ زمخشری نے ''ربیع الابرار'' میں لکھا ہے کہ سرزمین حمص میں بچھو زندہ نہیں رہتے اور حمص کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک طلسم (یعنی جادو) کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ اہل حمص کہتے ہیں کہ اگر کسی دوسری جگہ سے بھی بچھو لا کر اس زمین میں چھوڑ دیا جائے تو وہ فوراً ہلاک ہو جائے گا۔ حمص ایک مشہور شہر ہے جو ملک شام کے مشرق کی طرف ہے یہ زمین کا سب سے بڑا افضل حصہ ہے اور ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے پہلے وقت میں یہ شہر علم وفضل کے اعتبار سے دمشق سے زیادہ مشہور تھا۔ علامہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حمص کے مقام پر غزاوات کے سلسلہ میں سات سو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نزول فرمایا ہے۔

فائدہ: بچھو کے ڈنگ مارنے پر جھاڑ پھونک (یعنی دم وغیرہ) کرنا جائز ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص کو بچھو نے ڈنگ مارا اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا میں اس پر دم کردوں؟ حضور صاحب معجزات، صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو بھی اپنے بھائی کو فائدہ دینے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ ضرور ایسا کرے۔ (رواہ مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آل عمر بن حزم حضور سید المبارکین، راحت العاشقین، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے پاس ایک رقیہ (دم) ہے جس سے ہم بچھو کے کاٹے کو جھاڑا کرتے ہیں اور آپ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا ہے۔ تو حضور اکرم، بی بی آمنہ کے لال، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا رقیہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ وہ رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس میں کوئی حرج کی بات نہیں دیکھتا۔ جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ایسا ضرور کرے۔

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں ''کہ مجھے اپنا رقیہ سناؤ کیونکہ جس منتر میں خلاف شرع چیز نہ ہوتو اس کے دم میں کوئی حرج نہیں''۔

علامہ میری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کتاب اللہ اور اللہ کے ذکر سے دم کرنا جائز ہے۔ البتہ منع اس صورت میں ہے کہ دم کے الفاظ فارسی یا عجمی زبان میں ہوں یا ایسے الفاظ ہوں جن کے معنی سمجھ میں نہ آتے ہوں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان کے معنی میں کفر کا پہلو پایا جاتا ہو۔ اہل کتاب کے دم کے بارے میں بعض اہل علم کا اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل کتاب کے دم کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل کتاب کے دم کو اس لئے مکروہ کہا ہے کہ عین ممکن ہے کہ دم کے الفاظ وہ ہوں جن میں اہل کتاب نے تحریف کی ہے۔

قابل اعتماد دم: دم کرنے والا بچھو کے کاٹے ہوئے آدمی سے یہ سوال کرے کہ اس کے جسم کے حصہ پر کہاں تک درد ہے پھر درد کے اوپر والے حصہ پر لوہے کا ٹکڑا رکھ کر مندرجہ ذیل عزیمت کو بار بار پڑھتا رہے اور درد کی جگہ کو لوہے کے ٹکڑے سے اوپر کی طرف سے نیچے کی طرف مسلسل رہے تاکہ تمام زہر نیچے کے حصہ میں جمع ہو جائے۔ پھر نچلے حصہ کو جہاں زہر جمع ہو چکا ہے چوسنا شروع کردے یہاں تک کہ درد ختم ہو جائے۔

عزیمت درج ذیل ہے۔

''سلام علی نوح فی العالمین وعلی محمد فی المرسلین من حاملات السم اجمعین لادابة بین السمآء والارض الاربی اخذبنا صیتها اجمعین كذلك يجزى عباده المحسنين ان ربی علی صراط مستقیم نوح نوح قال لكم نوح من ذكر نی لاتا كلوه ربی بكل شیء عليم وصلی الله علی سيدنا محمد واله وصحبه وسلم''

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ابن صلاح کے سفر نامہ میں انہی کے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک دم دیکھا ہے۔ ابن صلاح نے لکھا ہے کہ اگر کوئی انسان اس دم کے ذریعے جھاڑ کرے تو کوئی بچھو اسے نہیں کاٹے گا اگر وہ بچھو کو ہاتھ سے بھی پکڑ لے گا تب بھی بچھو اس کو ڈنگ نہیں مارے گا۔ اور اگر ڈنگ مار بھی دے تو جھاڑنے والے کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا۔ وہ دم یہ ہے۔

''بسم الله وبالله وبسم جبريل وميكائيل كازم كازم وبزازم فتيزالى مون الى مرن يشتا مرايشتا مر اهوذ اهوذاهى لمظا انا الراضى والله الشافى''

ختم کردینے والا وصف: بچھو کے کاٹے، مجنون کے افاقہ، نکسیر اور آنکھوں کے درد کے لئے جو ریح بارد کی وجہ سے لاحق ہو کے لئے یہ عمل نفع بخش ہے۔ بلور احمر کے نگینہ پر یہ اسماء

''فطلسلسلة لطوده دل محوه اوسطاً ابی ممه بيلهی سفاهة''

نقش کرلیں، بچھو کے کاٹے کے لئے اس نگینہ کو صاف پانی میں غوطہ دے کر کاٹنے کی جگہ پر رکھ دے اور اسی طرح مجنون

اس نگینہ کو برابر دیکھتا رہے تو اللہ کے حکم سے بچھو کے کاٹے میں اور حالت جنون میں افاقہ ہوگا۔ نکسیر کے لئے یہ عمل مریض کی پیشانی پر لکھ دیا جائے۔ بخار والے کے لئے ان اسماء کو زیتون کے پتے پر لکھ کر اس کو کھلا دیا جائے۔ ریح کے لئے اس نگینہ کو درد کی جگہ پر پھیرا جائے۔

بیمار کے لئے ایک عمل: جس شخص کو بخار ہو اس کے لئے یہ نقش تین پتوں پر لکھ کر اس کی دھونی دی جائے تو بخار ختم ہو جائے گا۔ نقش درج ذیل ہے۔

اوّل: ااااط لا

کو

دوم: اااا ط ط

کو

سوم: اااالح لوم

کو

اسی طرح بخار والے شخص کو تین پتوں پر یہ کلمات لکھ کر بخار کے وقت روزانہ کھلائے۔

1۔ پہلے پتے پر یہ کلمات لکھے: "بسم اللہ نارت واستنارت"

2۔ دوسرے پتے پر لکھے: "بسم اللہ فی علم لا الغیب نحارث"

3۔ تیسرے پتے پر یہ لکھے: "بسم اللہ حول العرش وارث"

نکسیر کیلئے مریض کی پیشانی پر یہ کلمات تین سطروں میں لکھے جائیں۔

"لوطا لوطا لوطا"

صاحب عین الخواص نے ذکر کیا ہے کہ جس آدمی کو تیز بخار ہو یا اس کو سانپ نے ڈس لیا ہو تو اس کے لئے کسی پتے پر یا کسی صاف طشت میں یا اخروٹ کے پیالہ میں یہ کلمات لکھیں اور اس پر مریض کے والدین (ماں اور باپ) کا نام بھی لکھیں اور پھر مریض کو پلا دیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت افاقہ ہو جائے گا کلمات یہ ہیں۔

"سارا سارا الی سارا مالی یرن یرن الی با مال واصال باطوطو کالعو مارا ساب یافارس اردد باب ھا کانا ما ابین لھا نا رانا رکاس متمرنا کالمن صلو بیرص صاروب انا وین ودی"

یہ کلمات سانپ کے ڈسنے پر بھی مفید ہیں۔ بعض علماء متقدمین نے کہا ہے کہ جو شخص رات کے اول وقت اور دن کے اول وقت یہ کلمات "اشھدان لا الـه الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ" پڑھ لیا کرے تو بچھو اور سانپ کی زبان اور چور کے ہاتھ پر گرہ لگ جائے گی۔ یعنی ان سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا:

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے بچھو نے ڈنگ مارا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتا "اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ماخلق" تو انشاء اللہ تجھے کوئی ضرر نہ ہوتا۔

اس روایت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تمام محدثین نے نقل کیا ہے۔ ان میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ کامل ابن عدی میں وہب بن راشد کے حالات میں ذکر ہے کہ اس روایت میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ جو شخص شام کے وقت یہ کلمات پڑھے گا (اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق) تو اس رات اسے کوئی ڈنگ ضرر نہیں پہنچائے گا۔ سہیل کہتے ہیں کہ ہمارے گھر والے ہر رات یہ کلمات پڑھتے تھے۔ ایک دن ہماری ایک لونڈی کو کسی چیز نے ڈنگ مارا تو اسے کسی قسم کا درد محسوس نہیں ہوا۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس دعا میں "کلمات اللہ" کا مطلب قرآن مجید ہے اور "التامات" کا مطلب یہ ہے کہ اس قرآن میں نقص اور عیب نہیں ہے۔ جیسے لوگوں کے کلام میں نقص اور عیب ہوتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات نفع بخش اور کافی ہیں ہر اس چیز کے لئے جس کے لئے ان کلمات کے ذریعے (اللہ تعالیٰ) پناہ طلب کی جائے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو "تامۃ" اس لئے کہا گیا ہے کہ قرآن مجید میں نقص اور عیب ناممکن ہے جس طرح انسانوں کے کلام میں نقص اور عیب ہوتا ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچی ہے کہ وہ "بکلمات اللہ التامات" سے استدلال کیا کرتے تھے۔ کہ بے شک قرآن کریم غیر مخلوق ہے۔ ابو عمر ابن عبدالبر نے "التمہید" میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جو شام کے وقت یہ کلمات "سلام علی نوح فی العالمین" پڑھے گا اس کو بچھو ڈنگ نہیں مارے گا۔

عمرو بن دینار فرماتے ہیں: جو شخص یہ کلمات "سلام علی نوح فی العالمین" صبح و شام پڑھتا رہے اسے بچھو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دو سال میں کشتی (Boat) تیار فرمائی۔ اس کشتی کی لمبائی تین سو ذراع اور چوڑائی پچاس ذرائع اور بلندی تیس ذراع تھی۔ یہ کشتی "الساج" کی لکڑی سے تیار کی گئی تھی اور اس کے تین حصے تھے۔

سب سے نچلے حصے میں جنگلی جانور، درندے اور کیڑے مکوڑے تھے اور درمیانی حصے میں چوپائے اور مویشی تھے اور سب سے اوپر والے حصے میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی سوار تھے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمیں حافظ فخر الدین عثمان بن عثمان توریزی جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے سے

روایت ملی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں شیخ تقی الدین چورانی سے "کتاب الفرائض" پڑھ رہا تھا۔ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچھو رینگتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کو شیخ نے پکڑ کر ہاتھ میں لے لیا اور الٹ پلٹ کرنے لگے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے کتاب رکھ دی۔ شیخ نے فرمایا کہ تم کتاب پڑھو۔ میں نے کہا میں نہیں پڑھوں جب تک اس فائدے کے بارے میں آپ سے نہ سیکھ لوں۔ شیخ نے فرمایا یہ تو تیرے پاس ہے میں نے کہا وہ کیا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ حضور نورِ مجسم سراج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح اور شام یہ کلمات "**بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولافی السماء وھو السمیع العلیم**" پڑھے گا اس کو کوئی چیز بھی نقصان نہیں دے گی۔ اصل میں یہ کلمات شروع دن میں ہی پڑھ چکا ہوں۔

جو شخص سانپ اور بچھو کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہو وہ سوتے وقت یہ کلمات تین مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

"**اعوذ بزب اوضافہ سمیۃ من کل عقرب وحیۃ سلام علی نوح فی العالمین انا کذلک نجزی المحسنین اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ماخلق**"

ماحصل: کہا جاتا ہے کہ بچھو نے اس کو ایسا ڈنگ مارا کہ وہ ڈنگ زدہ ہو گیا۔ ابوداؤد طیالسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا" کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک مومن اپنے گناہ پر دو مرتبہ سزا نہیں پائے گا۔ یعنی ایک مرتبہ اس کو دنیا میں سزا دی جائے اور دوسری مرتبہ آخرت میں۔ جس آدمی کے بارے میں نبی کریم رؤف الرحیم رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: وہ ابوعزۃ جمحی شاعر تھا جس کا نام عمرو تھا یہ شخص غزوہ بدر میں قید کر لیا گیا تھا لیکن اس کے پاس مال وغیرہ نہیں تھا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں عیالدار ہوں۔ حضور اکرمؐ شفیع معظم راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی نہیں لڑے گا۔ وہ واپس مکہ گیا اور اس نے اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ دھوکا دیا ہے۔ پھر جب وہ شخص دوبارہ مشرکین کے ساتھ غزوۂ احد میں آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس کو بھاگنے کا موقع فراہم نہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور غزوۂ احد میں صرف وہی شخص قیدی بنایا گیا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں عیالدار ہوں مجھے آزاد کر دیں۔ حضور نبی اکرمؐ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم فرمایا۔ اس حدیث کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند علی میں ابوسخلیلہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں کتاب اللہ کی سب سے افضل آیت کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتایئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "**وَمَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ**" پھر اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! دنیا میں تجھ پر مصیبت یا بیماری وغیرہ آئے تو وہ تیرے اعمال کی وجہ سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند و برتر ہے کہ وہ آخرت میں اپنے بندوں کو دوبارہ سزا

دے اور جو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ بہت معزز و بردبار ہے وہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ سزا نہیں دے گا۔ اسی لئے واحدی نے کہا ہے کہ بے شک یہ آیت قرآن کریم میں زیادہ پر امید ہے کیونکہ مومنین کے گناہوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جن کا کفارہ مصائب سے ہو جاتا ہے اور دوسری وہ ہے جو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ سو وہ جلال و عظمت والی ذات ایک مرتبہ معاف کرنے کے بعد اپنے بندے کو سزا نہیں دے گی۔

ما حصل: کہا جاتا ہے کہ بچھو اور سانپ نے اس کو ایسا ڈسا کہ وہ ڈنگ زدہ ہو گیا۔
شاعر نے کہا ہے کہ

قالوا حبیبك ملسوع فقلت لهم　　من عرقب الصدغ ام من حیة الشعر
قالوا بلٰی من افاعی الارض قلت لهم　　وکیف تسعٰی افاعی الارض للقمر

''لوگوں نے کہا تیرا دوست ڈنگ زدہ ہے میں نے اس سے کہا کنپٹی کے بچھو جیسے بالوں نے ڈس لیا ہے یا سر کے سانپ جیسے بالوں نے''۔
''انہوں نے کہا کیوں نہیں زمین کے ناگ نے ڈس لیا ہے میں نے کہا کہ زمین کا ناگ چاند کو شکار کرنے کے لئے کیسے چل سکتا ہے؟''

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں بچھو کے ضمن میں شطرنج اور نرد کا بھی ذکر کیا ہے۔
اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کمال الدین ادفوی نے اپنی کتاب ''الطالع السعید'' میں لکھا ہے کہ شیخ تقی الدین بن دقیق العید اپنے بچپن کے دور میں اپنے بہنوئی شیخ تقی الدین بن شیخ ضیاء الدین کے ساتھ شطرنج کھیل رہے تھے جب عشاء کی اذان ہوئی تو دونوں کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے نماز ادا کی۔ پھر اس کے بعد شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے اپنے بہنوئی سے کہا کہ تم پھر شطرنج کھیلنا پسند کرو گے؟ ان کے بہنوئی نے کہا کہ

ان عادت العقرب عدنا لها　　وکانت النعل لها حاضرة

''اگر بچھو لوٹا تو ہم بھی اس کی طرف لوٹیں گے اور جوتی بچھو کے لئے حاضر ہو گی''۔
شیخ تقی الدین کو اپنے بہنوئی کا جواب ناگوار لگا۔ سو اس کے بعد شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے مرتے دم تک شطرنج نہیں کھیلی۔

ما حصل: ابن خلکان نے ابوبکر صولی مشہور کاتب کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ شطرنج بازی میں اپنے دور کا سب سے زیادہ ماہر تھا اور اسی وجہ سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ابوبکر صولی نے ہی شطرنج کو ایجاد کیا ہے لیکن یہ خیال غلط ہے شطرنج کو ایجاد کرنے والا صصعہ تھا جس نے ہندوستان کے بادشاہ شہرام کے لئے اسے ایجاد کیا تھا۔ اردشیر بن بابک فارس کے بادشاہوں میں سے سب سے پہلا بادشاہ ہے جس نے نرد کو ایجاد کیا تھا۔ اس لئے اس کو ''نردشیر'' بھی کہا جاتا ہے۔ سو اس بادشاہ نے نرد کو دنیا اور اصل دنیا کی ایک تمثیل قرار دیا۔ اس نے نرد کے بساط میں بارہ خانے سال کے بارے مہینے کے حساب سے

رکھے تھے اور مہینوں کے دنوں کے لحاظ سے ایک خانہ میں تیس چھوٹے خانے رکھے تھے اور پانسوں کو قضاء وقدر قرار دیا تھا۔ اہل فارس اس بات پر فخر کرتے تھے کہ انہوں نے نرد کو ایجاد نہیں کیا۔ صصعہ ہندوستانی حکیم نے ہندوستان کے بادشاہ کے لئے شطرنج کو ایجاد کیا۔ جب اس دور کے حکماء نے شطرنج کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے شطرنج کو نرد سے اعلیٰ قرار دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب صصعہ نے شطرنج کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور اس کو اس کے کھیلنے کا طریقہ سکھایا تو بادشاہ کو یہ کھیل بہت پسند آیا اور صصعہ سے کہا کہ تیری کیا تمنا ہے؟ صصعہ نے کہا میری کوئی خواہش نہیں اگر آپ کی تمنا ہے تو بساط کے پہلے خانہ میں صرف ایک درہم رکھ دیجئے اور اخیر خانہ تک اس کو دوگنا کرتے چلے جائیں۔ تو بادشاہ نے کہا تو نے کچھ بھی نہیں مانگا بلکہ تو نے اس صنعت کی قدر کو کم کر دیا ہے۔ بادشاہ کے وزیر نے بادشاہ کی بات سن کر کہا کہ آپ کے اور زمین کے بادشاہوں کے سارے خزانے ختم ہو جائیں گے لیکن صصعہ کا مطالبہ پورا نہیں ہوگا۔ ابن خلکان نے نرد کی صفات بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ نرد کی بساط پر بارہ خانے سال کے چار موسموں کی طرح چار پر تقسیم کئے جاتے ہیں۔ ایک خصوصیت یہ ہے کہ تیس چھوٹے خانے رات دن کی طرح کالے اور سفید ہوتے ہیں اور چھ مہروں سے چھ جہات کی طرف اشارہ ہے جو بانسوں کے اوپر نیچے سات نقطے ہوتے ہیں۔ ان سے افلاک وزمین اور آسمان کو اکب کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب سات سات ہیں شطرنج اور سطرنج سین مہملہ اور شین معجمہ دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اگر شطرنج شین معجمہ کے ساتھ ہے تو یہ مشاطرہ سے نکلا ہوگا اور اگر سین مہملہ کے ساتھ سطرنج ہو تو یہ تسطیر سے نکلا ہوگا۔

اس کی شرعی حیثیت: بچھو کا کھانا حرام ہے اور اس کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے۔ نیز حل وحرم میں اس کو قتل کر ڈالنا مستحب ہے جب بچھو پانی میں مرجائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے لیکن عام علماء کے نزدیک پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

اشارہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شوافع کے نزدیک شطرنج کا کھیلنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن بعض علماء شوافع نے شطرنج کو حرام اور بعض نے مباح قرار دیا ہے لیکن پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شطرنج حرام ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) میں سے حلیمی اور رویانی نے شطرنج کو حرام قرار دیا ہے۔ نیز نرد بازی بھی صحیح قول کے مطابق حرام ہے۔ نبی کریم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نرد سے کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور پر نور، بی بی آمنہ کے لال، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی نرد سے کھیلتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سؤر اور خنزیر کے خون سے وضو کرے اور پھر وہ نماز کے لئے کھڑا ہو۔

فائدے: صاحب عین الخواص نے کہا ہے کہ بچھو جب چھپکلی کو دیکھ لیتا ہے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اور اسی وقت

سوکھ جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر بچھو کو جلا کر گھر میں دھونی دی جائے تو وہاں سے بچھو بھاگ جاتے ہیں جب بچھو کو تیل میں بھون کر بچھو کے کاٹے پر لگا دیا جائے تو درد ختم ہو جاتا ہے۔ بچھو کی راکھ مثانے کی پتھری کو توڑ دیتی ہے اگر مہینہ ختم ہونے سے تین دن پہلے بچھو کو پکڑ کر کسی برتن میں بند کر کے اس برتن کے اوپر ایک رطل تیل ڈال دیا جائے اور پھر برتن کا منہ بند کر کے اس کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ تیل میں بچھو کا اثر آ جائے تو پھر اس تیل سے ایسا شخص مالش کرے جو کمر اور رانوں کے درد میں مبتلا ہو تو اس کے لئے نفع بخش ہے۔ انشاء اللہ درد ختم ہو جائے گا اور کمر اور رانیں مضبوط ہو جائیں گی۔ اگر تخم خس (ایک خاص قسم کی سبزی کے بیج) کو کسی پینے والی چیز (پانی، دودھ وغیرہ) میں ملا کر پی لیا جائے تو پینے والا بچھو کے ڈنگ سے محفوظ رہے گا۔

اگر مولی کا ایک ٹکڑا کسی ہانڈی میں ڈال دیا جائے اور ہانڈی کو کسی جگہ رکھ دیا جائے تو جو بچھو بھی اس ہانڈی پر آئے گا وہ فوراً ہلاک ہو جائے گا۔ اگر خس کے پتے تیل میں مل کر کے جسم کے ایسے حصے پر لگائے جائیں جہاں بچھو نے ڈنگ مارا ہو تو فوراً آرام آ جائے گا۔

اگر بچھو کو گائے کے گھی میں بھون لیا جائے اور پھر اس سے جسم کے ایسے حصے پر مالش کی جائے جہاں بچھو نے ڈس لیا ہو تو فوراً آرام ہوگا۔ ابن سویدی نے کہا ہے کہ اگر بچھو کسی مٹی کے برتن میں رکھ کر اس کا منہ بند کر دیا جائے اور پھر اس کو جلانے کے لئے تنور میں رکھ دیا جائے، یہاں تک کہ بچھو جل کر راکھ ہو جائے اور وہ راکھ کسی چیز میں حل کر کے ایسے مریض کو پلا دی جائے جسے پتھری ہو تو اس کے لئے فائدہ مند ہے اور اس کی پتھری ٹوٹ کر باہر نکل جائے گی۔ ارسطو نے کہا ہے کہ اگر گھر میں بچھو کی دھونی دی جائے تو وہاں بچھو جمع ہو جائیں گے لیکن دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ گھر میں بچھو کی دھونی دینے سے تمام بچھو بھاگ جائیں گے اگر کسی انسان کے کپڑے میں بچھو کا کانٹا ڈال دیا جائے تو وہ شخص بیمار ہو جائے گا، یہاں تک کہ اس کے کپڑے سے بچھو کا کانٹا نکال نہ دیا جائے۔ اگر بچھو کو پیس کر جسم کے ایسے حصہ پر لیپ کیا جائے جہاں بچھو نے کاٹ لیا ہو تو فوراً آرام آ جائے گا۔ اگر پانی میں بچھو گر جائے اور کوئی آدمی لاعلمی میں اس پانی کو پی لے تو اس کا جسم زخموں سے بھر جائے گا۔ اگر گھر میں سرخ ہڑتال اور گائے کی چربی کی دھونی دی جائے، تو وہاں سے بچھو بھاگ جائیں گے۔

عجائب المخلوقات میں ذکر ہے کہ اگر زیتون کے درخت کی جڑ کو جسم کے کسی ایسے حصہ پر باندھ دیا جائے جہاں بچھو نے ڈنگ مارا ہو تو فوراً ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر انار کے درخت کی لکڑی کی گھر میں دھونی دی جائے تو وہاں سے بچھو بھاگ جائیں گے۔ اگر مینڈھے کی چربی، گائے کا گھی، زرد ہڑتال، گدھے کے سم اور گندھک کسی ایسے پانی میں حل کیا جائے جس میں ہینگ بھگوئی ہوئی ہو اور پھر اس پانی کو گھر میں چھڑک دیا جائے تو وہاں سے بچھو بھاگ جائیں گے اسی طرح اگر گھر میں مولی کے چھلکے رکھ دیئے جائیں تب بھی بچھو بھاگ جائیں گے۔ یہ تمام عملیات عجیب و غریب اور مجرب ہے۔ الموجز نامی کتاب میں ذکر ہے کہ اگر کٹی ہوئی مولی کا عرق یا اس کے پتے اور باذروخ کوئی آدمی اپنے پاس رکھے تو بچھو اس کے قریب نہیں آئیں گے۔ اگر کٹی ہوئی مولی بچھو کے سوراخ سے باہر رکھ دی جائے تو بچھو باہر نہیں آئے گا۔ روزہ دار کا لعاب دہن سانپ اور بچھو کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرح گرم مزاج والے افراد کا تھوک بھی بچھو اور سانپ کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرح ''سیا'' ستارے کو دیکھنا بھی بچھو

کے ڈنگ اور چور سے محفوظ رکھتا ہے۔ اصل میں یہ تمام خواص بوعلی سینا نے اسی کتاب میں نقل کیے ہیں۔
اس کی تعبیر: بچھو کو خواب میں دیکھنا چغل خور مرد کی طرف اشارہ ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ بچھو سے جھگڑا کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص چغل خور سے جھگڑا کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے بچھو پکڑ کر اپنی بیوی پر ڈال دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا اپنی بیوی کے ساتھ غیر فطری عمل کرتا ہے۔ نیز اگر کوئی شخص خواب میں بچھو پکڑ کر لوگوں پر ڈال دے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا لڑکوں سے زنا کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے بچھو کو قتل کر دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا مال چوری ہو جائے گا۔ لیکن بعد میں وہ مال اسے واپس بھی مل جائے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے پاجامہ میں بچھو گھس گیا ہے تو اس کی تعبیر فاسق مرد سے دی جائے گی جو شخص خواب میں بچھو کا بھنا ہوا گوشت کھائے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو وراثت سے مال ملے گا۔ (واللہ اعلم)

العقف

"العقف" اس کا مطلب لومڑی ہے (اس کی تفصیل باب الثاء میں گزر چکی ہے)۔

العقق

"العقق" اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جو کبوتر کے برابر ہوتا ہے اور یہ پرندہ شکل وصورت میں کوے کی طرح ہوتا ہے۔ اس پرندے کے بازو کبوتر کے بازو سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس پرندے کی دو قسمیں ہیں سفید اور سیاہ۔ اس پرندے کی دم لمبی ہوتی ہے یہ پرندہ نہ چھتوں کے نیچے رہتا ہے نہ ہی اس کے سایہ میں آتا ہے بلکہ یہ اونچی جگہ میں اپنا گھونسلہ بناتا ہے اس کی طبیعت میں زنا' خیانت' چوری اور خبیث برائیاں پائی جاتی ہیں۔ اہل عرب ان اوصاف میں اس پرندے کو بطور ضرب المثل استعمال کرتے ہیں۔ جب اس پرندے کی مادہ انڈے دیتی ہے تو وہ چمگادڑ کے ڈر سے انڈوں کو چنار کے درختوں میں چھپا دیتی ہے۔ جونہی چمگادڑ کی بو اس پرندے کی مادہ کے انڈوں کو پہنچتی ہے تو وہ گندے ہو جاتے ہیں۔ علامہ زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے۔ (پارہ 21، سورۃ العنکبوت، آیت 60)

کی تفسیر میں حضرت سفیان بن عیینہ کی روایت ہے کہ انسان' چیونٹی' چوہے اور عقعق کے علاوہ اور کوئی حیوان ایسا نہیں ہے۔ جو اپنی غذا چھپا کر رکھتا ہو۔ بعض اہل علم سے مروی ہے کہ بلبل بھی اپنی خوراک کو چھپا لیتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقق پرندہ بھی اپنی غذا چھپاتا ہے لیکن یہ اس جگہ کو بھول جاتا ہے جہاں اس نے اپنی غذا کو چھپایا ہوتا ہے۔ اس پرندے کی ایک بری عادت یہ ہے کہ جب یہ زیور دیکھ لیتا ہے تو اسے اٹھا لیتا ہے۔" سو ہار کتنا ہی قیمتی ہوں نہ ہو یہ اسے دائیں بائیں سے اچک لیتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ۔

اذا بـــارك الله فـــی طـــائـــرٍ	فـــلا بـــارك الله فـــی الـعـقـق
قـصیـر الـذنـابـی طـویـل الجناح	متـی مـا یـجـد غـفـلة فـی العقق
یـقـلـب عـیـنـیـه فـی راسـه	کـانـهـمـا قـطـرتـا زئبـق

''جب اللہ تعالیٰ کسی پرندے کی نسل میں برکت عطا فرمادے تو اللہ تعالیٰ عقق پرندے کی نسل میں برکت نہ دے''۔

''یہ پرندہ چھوٹی دم والا اور لمبے بازو والا ہے جب وہ غفلت پاتا ہے تو چوری کرتا ہے''۔

''وہ اپنی آنکھیں اپنے سر میں گھماتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ پارہ کے دو قطرے ہیں''۔

ماحصل: اس پرندے کا نام عقق کس وجہ سے پڑ گیا ہے اس کے بارے میں ماہرین حیوانات کا اختلاف ہے۔

سو جاحظ نے کہا ہے کہ اس پرندے کو العقق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں سے محبت کرتا ہے اور ان کو غذا وغیرہ کھلائے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پرندے کوے کی ایک قسم ہے کیونکہ تمام کوے اپنے بچوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس پرندے کو اس کی آواز کی وجہ سے ''العقق'' کہا جاتا ہے۔

اس کی شرعی حیثیت: اس پرندے کی حلت وحرمت کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہ پرندے کوے کی طرح حلال ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ پرندہ حرام ہے۔ ''الروضۃ'' وغیرہ میں اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور البوشنجی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس پرندے کی حلت وحرمت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر یہ پرندہ نجاست نہیں کھاتا تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں (یعنی حلال ہے) لیکن اگر نجاست سے غذا حاصل کرتا ہے تو پھر حرام ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہ پرندہ گندگی کھاتا ہے۔ یہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی وجہ سے حرام ہوگا۔

ماحصل: علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بیان کی ہے کہ اہل عرب اس پرندے اور اس کی آواز کو منحوس سمجھتے ہیں کہ وہ پرندوں اور ان کی آواز سے بدشگونی لیتے ہیں۔ اہل عرب اگر عقق کی آواز سنتے تو اس سے والدین کی نافرمانی مراد لیتے ہیں اور اگر عقاب کی آواز سنتے تھے تو اس سے سزا مراد لیتے ہیں۔ جب وہ کسی ''بید کے درخت'' کو دیکھتے تو اس سے اختلاف وافتراق مراد لیتے ہیں۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بیان کی ہے کہ جو شخص سفر کے لئے نکلے اور پھر راستہ میں عقق کی آواز سن کر واپس لوٹ آئے تو وہ اس بدشگونی کی وجہ سے کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک یہ شخص کافر ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں بھی ذکر ہے کہ ایسا شخص کافر ہوگا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ محض وہ اس حرکت پر ہمارے نزدیک کافر نہیں ہوگا۔

مثالیں: اہل عرب کہتے ہیں فلاں شخص عقق سے بھی زیادہ چور اور عقق سے بھی زیادہ بیوقوف ہے۔

عقق پرندہ شتر مرغ کی طرح اپنے انڈوں اور بچوں کو ضائع کر کے دوسرے جانوروں کے انڈوں میں مشغول ہو جاتا

ہے۔

شاعر نے کہا ہے کہ۔

کتارکة بیضها بالعراء وملبسة بیض اخری جناحًا

''اس جانور کی طرح جو اپنے بچوں کو ننگا چھوڑ کر دوسرے کے انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپالیتا ہے۔

خصوصیات: اگر کسی شخص کے جسم میں تیر کی نوک یا کانٹا وغیرہ گھس گیا ہو تو عقق پرندے کا بھیجہ روئی کے پھایہ میں رکھ کر اس جگہ پر لگادیا جائے تو تیر یا کانٹا آسانی سے نکل آئے گا عقق پرندے کا گوشت گرم خشک اور ردی ہوتا ہے۔

تعبیر: عقق پرندے کو خواب میں دیکھنا ایسے شخص کی طرف اشارہ ہے جس میں امانت وو فا نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ عقق سے باتیں کررہا ہے تو خواب دیکھنے والا کسی غائب شخص کی خبر سنے گا۔ اسی طرح ''عقق'' پرندے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے شخص سے دی جاتی ہے جو غلہ اس نیت سے خریدے کہ جب مہنگا ہوگا تو فروخت کرے گا۔

العقیب

''العقیب'' اس کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے۔

العکرشة

''العکرشة'' (عین کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب مادہ خرگوش ہے۔

العکرمة

''العکرمة'' اس کا مطلب کبوتری ہے اس لفظ سے اہل عرب میں انسانوں کا نام بھی رکھا جاتا ہے۔ جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کا نام عکرمہ تھا۔ یہ عکرمہ نامی غلام بہت بڑے عالم تھے۔ نیز جب عکرمہ کے مولی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہوگئی تو آپ (عکرمہ) آزاد نہیں ہوئے تھے بلکہ غلام ہی تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ کو حضرت خالد بن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چار ہزار دینار میں فروخت کردیا۔ عکرمہ نے حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ نے اپنے والد محترم کے علم کو چار ہزار دینار میں فروخت کردیا۔ تو یہ سن کر حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خالد سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت خالد نے علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کا غلام واپس کردیا۔ پھر اس کے بعد حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام عکرمہ کو آزاد کردیا۔ حضرت عکرمہ اور کثیر عزہ شاعر کی وفات ایک ہی دن مدینہ منورہ میں 105ھ کو ہوئی اور ان دونوں کی نماز جنازہ ایک ہی جگہ پڑھائی گئی ان دونوں کی وفات پر لوگوں نے کہا کہ آج سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے شاعر کی وفات ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے۔

ابن خلکان اور دیگر مؤرخین نے کہا ہے کہ کثیر عزہ شاعر عرب کا آخری شاعر تھا اور وہ کیسانیا مذہب کا پیروگار تھا کیسانیا روافض کا ایک فرقہ ہے جو محمد بن علی بن ابی طالب کی امامت کا معتقد ہے۔ نیز محمد بن علی بن ابی طالب محمد بن حنیفہ کے نام سے مشہور تھے۔ اس فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ محمد بن علی بن ابی طالب رضوی نام کے پہاڑ میں رہتے تھے اور ان کے ساتھ ان کے چار ہزار ساتھی بھی تھے۔ فرقہ کیسانیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب زندہ ہیں اور ان کو پہاڑ کے اندر رزق بھی دیا جاتا ہے اور عنقریب وہ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے اور دنیا کو عدل سے پر کر دیں گے۔

عزہ شاعر کہتا ہے کہ:

وسبط لا یذوق الموت حتی   تعود الخیل یقدمها اللواء

یغیب فلا یری فیهم زماناً   برضوی عنده عسل وماءٌ

''ایک وہ (یعنی محمد بن ابی طالب) جو موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے یہاں تک کہ گھوڑ سوار جن کے آگے جھنڈا لہراتا ہوگا واپس نہ آ جائیں''۔

''وہ غائب رہیں گے ایک زمانہ تک رضوی پہاڑ میں اور لوگوں کو نظر نہیں آئیں گے اور ان کے پاس کھانے پینے کے لئے شہد اور پانی ہے''۔

(میں یعنی علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ اشعار حمیدی کے ہیں۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا ہے کہ محمد بن حنیفہ کا انتقال 273ھ میں ہوا۔ (واللہ اعلم)

العلامات

اس کا مطلب مچھلیاں ہیں۔ ابن عطیہ نے کہا ہے کہ مجھے میرے والد محترم نے بتایا کہ میں نے بلاد مشرق میں بعض اہل علم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک بحر ہند میں بہت لمبی لمبی رقیق (دبلی پتلی) مچھلیاں ہیں جو اپنے رنگ اور حرکات میں سانپوں کی طرح ہیں۔ ان مچھلیوں کو ''العلامات'' کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بلاد ہند میں داخل ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہیں ان مچھلیوں کو دیکھنا ہلاکتوں سے نجات کی علامت سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ سمندر کے طویل ہونے کی وجہ سے اس کو عبور کرتے وقت بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''العلامات'' کا مطلب وہ علامات ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت ''وعلامات وبالنجم هم یهتدون'' میں کیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ مچھلیاں جنہیں علامات کہا جاتا ہے بحر ہند میں پائی جاتی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ''العلامات'' کا مطلب پہاڑ ہیں۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ العلامات کا مطلب ستارے ہیں جو رات کے وقت راستہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں یعنی ان کی روشنی میں انسان اپنا راستہ تلاش کر کے منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔

العلق

"العلق" اس کا مطلب سیاہ اور سرخ رنگ کا کیڑا ہے جو پانی میں پایا جاتا ہے اور یہ بدن کے ساتھ چمٹ جاتا ہے اور خون چوستا ہے۔ یہ کیڑا علق کی بیماریوں میں دوا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ کیڑا انسان کے جسم میں جو خون غالب ہوتا ہے اس کو چوستا ہے حدیث عامر میں ذکر ہے کہ بہترین دوا جونک اور پچھنے لگوانا ہے۔ "العلیق" وہ درخت ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (وادی طویٰ میں) آگ جلتی ہوئی دیکھی تھی۔ ابن سیدہ کا یہی قول ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "العلق" ایک خاردار درخت ہے جسے (ابتدائی حالت میں) "عوسج" اور جب بڑا ہو جائے تو "غرقد" کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ "شجر یہود" ہے جو گفتگو کرتا ہے یعنی جب (قرب قیامت میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے اور یہود سے جنگ کریں گے۔ تو یہودیوں میں سے کوئی ایک اس درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو یہ درخت (باذن اللہ) گفتگو کرے گا اور کہے گا۔ اے مسلم میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے تو اس کو قتل کر دے۔

فائدے: حضرت ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اس قول "مبارک ہے جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے ماحول میں ہے پاک ہے اللہ سب جہان والوں کا پروردگار اے موسیٰ یہ میں ہوں اللہ زبردست اور دانا"۔ (النمل۔ آیت 8-9)

کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "بورك من فی النار" کا مطلب "قدس من فی النار" ہے یعنی پاک ہے وہ ذات جو آگ میں ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات مراد لی ہے۔ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس قول "پاک ہے وہ ذات جو آگ میں ہے" اس کا مطلب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرشتے ہیں۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں نکلے تھے اور اس کے قریب پہنچ گئے تھے اور فرشتے بھی آگ کے ارد گرد موجود تھے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ "من حولها" میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تحیہ (یعنی سلامتی) ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تحیہ (یعنی سلامتی) پہنچائی تھی۔ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے "رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد" سو اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلامی پہنچانا اصل میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے میں (یعنی امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ جب بندہ اپنے رب عزوجل کا ذکر کرتا ہے یا اس کی حمد کرتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی بھی ہستی لائق ذکر اور لائق حمد نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے واسطے سے خود اپنی حمد وثنا کر رہا ہے۔ اور بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ليس لك من الامر شیء" اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور اسی کی طرف تمام امور لوٹنے والے ہیں"۔ سو بندہ کے کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور اللہ تعالیٰ ہی نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور ان چیزوں کو بھی جنہیں تم بناتے ہو"۔ (سورۃ صافات آیت۔96) نیز بندے کی طرف کسب (یعنی کام کرنے) کی نسبت کی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور بندہ کاسب (کام کرنے والا) ہے تاکہ اس کام کی وجہ سے اسے جزا یا سزا دی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل عرب کہتے ہیں:

بارك الله لك بارك الله فيك بارك الله عليك باركك .

شاعر نے کہا ہے کہ

فبوركت مولودًا وبوركت ناشئًا وبوركت عند الشيب اذ انت اشيب

''آپ کی ولادت بابرکت تھی اور آپ مبارک انداز میں جوان ہوئے اور جب آپ پر بڑھاپا ظاہر ہوا تو وہ بھی بابرکت تھا''۔

اور رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا درخت سے کلام سننا۔تو جان لے کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حمہٗ کلام مکان وزمان اور جہت سے مستغنی ہے۔ کیونکہ یہ حدوث کی علامات ہیں جو اس کی مخلوق کی شایان شان ہیں اور اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ اور عظمت والا ہے اور ان تمام صفات سے پاک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب انہوں نے (درخت سے) اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو درخت کی کسی ایک جہت کی طرف سے آواز نہیں آتی تھی بلکہ چاروں طرف سے آواز آتی تھی۔

فوائد: اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ الاسریٰ میں اپنے رب سے بالواسطہ کلام کیا یا بلاواسطہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ' ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ اور متکلمین کی جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے ساتھ بلاواسطہ کلام کیا ہے۔ نیز اہل علم کی ایک جماعت نے اس کی نفی کی ہے۔ اہل علم کا اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ کیا دیدار الٰہی عزوجل ممکن ہے یا نہیں؟ اکثر مبتدعین دنیا وآخرت میں دیدار الٰہی کے منکر ہیں اور اکثر اہل السنۃ وسلف صالحین دیدار الٰہی کے قائل ہیں اور آخرت میں اس کے وقوع پر یقین رکھتے ہیں۔ اہل علم کا اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ کیا ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرب ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سلف کی ایک جماعت نے اس کا انکار کیا ہے اور متکلمین ومحدثین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے لیکن سلف کی ایک جماعت نے اس کی تصدیق کی ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ الاسراء میں اپنے رب عزوجل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ' حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ' حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ کا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے لیکن ان دونوں حضرات کا مشہور قول وہ ہے جو پہلے نقل کیا گیا ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کو نہیں دیکھا) حضرت ابوالحسن رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کے نزدیک یہی قول زیادہ صحیح ہے کہ (حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا) نیز محققین صوفیاء حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی

کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیلیت کے لئے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار کے لئے مختص کیا ہے۔
اہل علم کی ایک جماعت نے اس مسئلہ میں خاموشی اختیار کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک دیدار الٰہی کے انکار یا اثبات پر کوئی دلیل قاطع نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے دیدار الٰہی کے جواز کو عقلاً تسلیم کیا ہے۔ نیز علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم نے دیدار الٰہی عزوجل کے جواز کو صحیح قرار دیا ہے۔ میں (امام علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جائز ہے۔ رہے عقلی دلائل تو وہ علم کلام سے معلوم ہو سکتے ہیں اور رہے دلائل نقلیہ تو ان میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار الٰہی کے بارے میں سوال بھی ہے اس سوال سے تمسک کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات سے واقف تھے کہ دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ ممکن ہے اس لئے آپ نے سوال کیا "رب ارنی انظر الیك" اور اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ ناممکن ہے تو آپ رؤیت الٰہی کے بارے میں سوال کیوں کرتے اور اگر آپ کو یہ علم نہ ہوتا تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بلند مرتبہ کے باوجود جس کی انتہاء یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ہمکلامی سے سرفراز فرمایا (نعوذ باللہ) جاہل تھے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جس کا دنیا میں وقوع ناممکن ہے۔ دوسری دلیل رؤیت باری تعالیٰ کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔ جو ایمان والے ہیں کہ انہیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور کتنے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے''۔ جب آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہے اور ممکن ہے نیز احادیث متواترہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا و آخرت میں جائز و ممکن ہے۔ رہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عدم رؤیت پر استدلال تو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ''نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں اور وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے''۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول رؤیت باری کے ثبوت میں کافی ہے اس لئے کہ ادراک اور ابصار میں فرق ہے۔ ''لاتدركه الابصار'' کے معنی یہ ہوئے کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتی ہیں۔ لیکن اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا یہی قول ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں باوجود رؤیت کے ادراک کے نفی کی گئی ہے۔ وہ قول یہ ہے: ''سو جب دونوں جماعتیں یعنی بنی اسرائیل اور فرعون کی جماعت نے ایک دوسرے کو دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا کہ بے شک ہم دشمنوں کے نرغے میں آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا''۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ آیت 'عدم جواز الرؤیۃ' کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم۔

اس مسئلہ میں بہت سے اسرار ہیں لیکن ہم نے ان کو نقل نہیں کیا کیونکہ ہماری کتاب کا حصہ نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص اس مسئلہ میں تحقیق کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ ہماری کتاب ''جوہر الفرید'' کا مطالعہ کرے ہم نے اس کتاب میں تمام تفصیلات نقل کی ہیں اور علماء ظاہر و باطن کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔ یہ کتاب بہت اہم ہے اور یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

فوائد: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o

پڑھواپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کوخون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھیےاورآپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کوسکھایا جو نہ جانتا تھاہاں ہاں۔ (پارہ 30، سورۃ العلق، آیت 4-3-2-1)

یہ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیات ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ جس طرح کہ صحیحین میں حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ثابت ہے۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کا یہ قول ہے کہ "خلق من علق اور التعلیم بالقلم اور تعلیم العلم" کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ انسان کا ادنیٰ مرتبہ "علق" جمے ہوئے خون کا لوتھڑا ہے۔ اوراعلیٰ مرتبہ نسان کا عالم ہونا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے احسان پر احسان فرمایا کہ اس کو ادنی مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچادیا۔ نیز اعلیٰ مرتبہ علم ہے۔ علامہ زمخشری نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن کی اس آیت میں "من علق" کیوں کہا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو "علقة واحدة" ایک خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے "من نطفة ثم من علقة" (نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے انسان کو پیدا کیا) (یہاں علق کی بجائے علقة کہنا چاہئے تھا)۔ علامہ زمخشری فرماتے ہیں۔ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ "خلق الانسان من علق" میں انسان جمع کے معنی میں استعمال ہوا ہے جس طرح سورۃ عصر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "ان الانسان لفی خسر" (بے شک انسان خسارے میں ہے) "وربك الاكرم" اس آیت میں لفظ "اکرم" کا صیغہ اسم تفصیل استعمال کرنے کی وجہ سے ہے کہ "اکرم" وہ ذات ہے جس کے اندر "تکرم" کا مادہ کمال زیادتی کے ساتھ موجود ہے۔ یہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جو اپنے ناچیز بندوں کو ایسی ایسی نعمتوں سے نوازتا ہے جس کا احصاء ناممکن ہے اور اللہ تعالیٰ حلیم (بردبار) بھی ہے اور وہ اپنے بندوں کو ان کے کفر (نافرمانی) کے باوجود اور ارتکاب جرائم پر جلدی سزا دینے والا نہیں ہے۔ اور اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے (بہت زیادہ کرم کرنے والی وہ ذات ہے جس نے انسان کو قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا) سو یہ آیت اللہ کے کرم پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس نے اپنے بندوں کو علم سکھایا حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے جہالت کی تاریکی سے نکال کر علم کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔ یہ آیت فضیلت کتابت پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں بہت سے فائدے ہیں جن کا انسان احاطہ نہیں کرسکتا کیونکہ اگر کتابت نہ ہوتی تو علوم اخبار اور مقالات ہم تک کیسے پہنچ پاتے اور امور دین و دنیا کیسے قائم رہتے۔ نیز قرآن پاک اور کتب احادیث سے افادہ کتابت ہی کا ذریعہ ہوا ہے۔

اس کی شرعی حیثیت: جونک کا کھانا حرام ہے لیکن اس کی بیع جائز ہے کیونکہ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔

مثالیں: اہل عرب کہتے ہیں (فلاں جونک سے بھی زیادہ چڑ چڑا ہے)۔

طبی خواص: جن افراد کی ترکیب اعضاء ضعیف ہوتی ہے ان کے اعضاء (مثلاً گوشت وغیرہ اور وہ مقامات جہاں درد ہو) میں جونک لگانا بہت فائدہ مند ہے۔ کیونکہ یہ پچھنوں کے قائم مقام ہو کر انسان کا فاسد خون چوس لیتی ہے۔ بالخصوص بچوں، عورتوں اور آرام طلب لوگوں کو اس طریقہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات پانی (یعنی کنوئیں) میں جونک پیدا ہو جاتی

ہے۔ انسان پانی کے ساتھ جونک کو بھی پی جاتا ہے اور وہ جونک انسان کے حلق میں چمٹ جاتی ہے جونک کے خارج کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حلق میں لومڑی کے ریشم کی دھونی دی جائے' جب دھواں حلق تک جاتا ہے تو جونک گر پڑے گی۔ اس طرح جب اونٹ کے کھر کی دھونی حلق میں دی جائے تو جونک مر جاتی ہے۔ یہ دونوں ترکیبیں صحیح ہیں۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب الذخیرۃ الحمیدۃ نے کہا ہے کہ جب جونک حلق میں چمٹ جائے تو شراب کے سرکہ میں باقلاء کے اندر مکھی ایک درہم کی مقدار میں حل کر کے غرارے کئے جائیں تو جونک حلق سے الگ ہو جائے گی۔ اگر تم کسی خاص جگہ کا خون نکالنا چاہو تو جونک کو مٹی کے غلہ میں لپیٹ کر اس جگہ لگا دو تو جونک اس جگہ چپک جائے گی اور خون چوسنے لگے گی' جب تم اس جگہ سے اس کو الگ کرنا چاہو تو اس پر نمک کا پانی چھڑک دو تو جونک گر پڑے گی۔

صاحب عین الخواص نے کہا ہے کہ جب جونک کو سائے میں خشک کر کے نوشادر کے ساتھ پیس لیا جائے تو پھر اس کو ''داء الثعلب پر ملا جائے تو بال نکل آئیں گے ایک دوسرے حکیم نے کہا ہے کہ جس گھر میں جونک کی دھونی دی جائے تو وہاں سے کھٹمل اور بچھو وغیرہ بھاگ جائیں گے اس طرح ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ اگر جونک کو کسی شیشی میں رکھ کر چھوڑ دیا جائے اور وہ مر جائے پھر اس کو شیشی سے نکال کر باریک پیس لیا جائے اور جس جگہ کے بال اتارنے ہوں بال اکھاڑ لئے جائیں اور پھر اس جگہ اس کی مالش کر دی جائے تو پھر کبھی اس جگہ بال نہیں آئیں گے۔ ایک نسخہ یہ ہے کہ ایک بڑی جونک جو ندی نالوں میں بہت پائی جاتی ہے لی جائے اور اس کو عمدہ قسم کے تیل میں تلا جائے اور پھر اس کو سرکہ میں پیس لیا جائے یہاں تک کہ وہ مرہم کی طرح ہو جائے پھر اس مرہم کا پھایہ بنا کر بواسیر پر لگایا جائے تو بواسیر کا مرض ختم ہو جائے گا اور اگر شیشہ کی دکان میں جونک کی دھونی دی جائے تو دکان میں جس قدر شیشے ہوں گے سب ٹوٹ جائیں گے جب تازہ جونک کو پکڑ کر احلیل پر مل دیا جائے تو کسی قسم کے درد کے بغیر ہی احلیل (PAINS) کا سوراخ بڑا ہو جائے گا۔

تعبیر: جونک کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر کیڑوں کی طرح ہے یعنی یہ دونوں اولاد پر دلالت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی اس تعبیر کی تائید کرتا ہے۔ ''اس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا''۔ (سورۃ العلق آیت۔2) اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کی ناک' ذکر' دبر' پیٹ یا اس کے منہ سے کوئی خونی کیچوا نکل پڑا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اگر اس کی بیوی حاملہ ہے تو اس کا حمل ساقط ہو جائے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جونک' چیچڑی' الدلم ' (چیچڑیوں کی ایک قسم) چیونٹی اور اس کی طرح کسی چیز کا خواب میں دیکھنا دشمنی اور حسد پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی آیا سو اس نے کہا: اے خلیفۃ الرسول! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک تھیلی ہے اور میں نے اس تھیلی کو الٹ دیا تو اس میں جو کچھ بھی تھا وہ باہر نکل آیا۔ اور اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد اس تھیلی میں سے ایک جونک نکل پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو میرے پاس سے چلا جا۔ وہ شخص وہاں سے چلا گیا اور ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ ایک چوپائے نے اسے سینگ مار کر قتل کر دیا سو اس واقعہ کی خبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اس

شخص کو اپنے پاس سے اس لئے نکال دیا تھا تا کہ وہ میرے سامنے نہ مرے کیونکہ تھیلی بمنزلہ قالب انسان تھی اور اس کے اندر جو درہم تھے وہ اس کی عمر کے سال تھے اور جونک روح تھی۔ جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○

''اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا''۔ (سورۃ العلق آیت۔2) (واللہ اعلم)

العناق

''العناق'' اس کا مطلب بکری کا مادہ بچہ ہے اس کی جمع کے لئے ''اعنق'' اور عنوق کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ یمن کی شاہراہ پر جا رہا تھا کہ میری ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی جو سڑک کے کنارے کھڑا تھا۔ اس لڑکے نے اپنے کانوں میں بالیاں پہنی ہوئی تھیں۔ ان بالیوں میں جواہرات کے نگینے جڑے ہوئے تھے جن کی چمک سے لڑکا چہرہ جگمگا رہا تھا اور وہ اشعار کے ذریعے اپنے رب کی حمد وثنا کر رہا تھا۔ حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں لڑکے کے پاس آیا اور اس کو سلام کیا' لڑکے نے کہا میں آپ کے سلام کا جواب نہیں دوں گا یہاں تک کہ میرا حق جو آپ پر واجب ہے ادا نہ کریں۔ میں نے کہا تیرا کیا حق ہے اس نے کہا میں ایک لڑکا اور مہمان نوازی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہم مشرب ہوں اور میں ہر روز صبح وشام کا کھانا نہیں کھاتا یہاں تک کہ میں ایک یا دو میل مہمانوں کی تلاش میں سفر طے نہ کرلوں۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس لڑکے کی دعوت قبول کر لی۔ وہ لڑکا بہت خوش ہوا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا' یہاں تک کہ ہم ایک خیمہ کے قریب پہنچ گئے۔ لڑکے نے اپنی بہن کو آواز دی تو خیمہ سے ایک لڑکی نے گریہ آمیز لہجہ میں جواب دیا: لڑکے نے کہا کہ مہمان کی ضیافت کا انتظام کرو۔ لڑکی نے کہا پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرلوں جس نے اپنے فضل سے ہمارے لئے مہمان بھیجا ہے۔ پھر اس کے بعد لڑکی کھڑی ہوئی اور اس نے دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی۔ حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نوجوان نے مجھے ایک خیمہ میں لے جا کر بیٹھا دیا۔ پھر وہ لڑکا چھری لے کر بکری کے بچہ کے پاس گیا اور اس کو ذبح کیا۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں خیمہ میں بیٹھا تو میں نے ایک خوبصورت لڑکی دیکھی۔ میں نظر چرا کر بار بار اس کو دیکھ رہا تھا۔ لڑکی کو میری حرکت کا اندازہ ہو گیا۔ لڑکی نے مجھ سے کہا نظر چرا کر دیکھنا چھوڑ دیجئے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بے شک آنکھوں کا زنا کسی غیر محرم عورت کو گھور گھور کر دیکھنا ہے۔

(بخاری شریف کتاب الاستئذان رقم الحدیث۔5889' بخاری شریف رقم الحدیث۔6238' ابوداؤد کتاب النکاح)

لڑکی نے کہا کہ اس سے میرا مقصد آپ کو ذلیل کرنا نہیں بلکہ میرا ارادہ تادیب ہے تا کہ آپ دوبارہ ایسی حرکت نہ کریں۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب سونے کا وقت ہوا تو میں اور وہ لڑکا خیمہ کے باہر سوئے اور لڑکی نے خیمہ کے اندر رات گزار دی۔ میں نے رات بھر نہایت عمدہ آواز میں قرآن پاک کی تلاوت سنی پھر اس کے بعد فصیح وبلیغ انداز میں یہ اشعار پڑھنے کی آواز سنی

ابی الحب ان یخفی وکم کتمتہ — فاصبح عندی قد اناخ وطنبا

اذا اشتد شوقی هام قلبی بذکرہ ۔۔۔ وان رمت قربا من حبیبی تقربا

ویبدو فافنی ثم احیا بذکرہ ۔۔۔ ویسعدنی حتی الذ و اطربا

''محبت پوشیدہ رہنے سے انکار کرتی ہے حالانکہ کتنی باراس کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی' وہ میرے پاس اس طرح آئی کہ اس نے مجھے اپنی خوابگاہ بنالیا اور میرے پاس قیام کرلیا''۔

''جب میرا شوق بڑھ گیا تو میرے دل نے اس کو یاد کیا اور جب میں نے اپنے دوست کو اپنے قریب بلانے کا ارادہ کیا تو وہ میرے قریب ہو گیا''۔

''اور وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں پھر اس کو یاد کر کے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہ میرا اس قدر ساتھ دیتا ہے یہاں تک کہ مجھے اس کی محبت میں لذت اور طرب کی حالت حاصل ہوتی ہے''۔

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب صبح ہوئی تو میں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ یہ آواز کس کی تھی؟ اس لڑکے نے کہا یہ میری بہن کی آواز تھی۔ نیز ہر رات میری بہن کی یہی حالت ہوتی ہے۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے لڑکے تم اپنی بہن سے بدرجہ اولیٰ شب بیداری کے مستحق تھے کیونکہ تم مرد ہو اور وہ عورت ہے لڑکا مسکرا کر کہنے لگا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ توفیق اور تقریب سب اسی کی طرف (اللہ تعالیٰ کی طرف) سے ہے۔ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں ان دونوں بہن بھائیوں سے رخصت ہوا اور اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔

حکم: بکری کا مادہ بچہ حلال ہے اگر کوئی محرم حالت احرام میں اس کو ہلاک کر دے تو اسے فدیہ کے طور پر ''ارنب'' (خرگوش) دینا ہوگا۔ بکری کے بچہ کو قربانی کے لئے ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔ (اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے)۔ شیخین (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد خطبہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے نماز جیسی نماز پڑھی اور ہماری قربانی جیسی قربانی دی۔ اصل میں اس کی قربانی صحیح ہے اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی' اس کی قربانی درست نہیں ہوئی۔ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ جو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے نماز سے پہلے ہی بکری ذبح کی ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ آج کھانے پینے کا دن ہے' میں نے اس بات کو پسند کیا کہ سب سے پہلے میرے ہی گھر میں بکری ذبح ہو تو میں نے بکری کو ذبح کر دیا اور نماز سے پہلے ہی بکری کے گوشت کا ناشتہ کر لیا' حضور اکرم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری بکری کھانے کی بکری ہوئی (قربانی کی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس ایک مادہ بکری کا بچہ ہے جو مجھے دوسری بکریوں سے زیادہ پیارا ہے۔ کیا یہ میری طرف سے قربانی کے لئے کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (کافی ہو جائے گا) لیکن تیرے بعد کسی کے لئے بھی ''عناق'' قربانی کے لئے کافی نہیں ہوگا۔

(بخاری رقم الحدیث۔ 911' بخاری رقم الحدیث۔ 941' مسلم شریف رقم الحدیث۔ 1962' مستدرک رقم الحدیث۔ 4396' سنن الکبری رقم

الحدیث۔4488،طبرانی کبیر رقم الحدیث۔12141)

امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ اور ابو عمر بن عبد البر نے ''الاستیعاب'' میں حضرت قیس بن نعمان کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت قیس بن نعمان فرماتے ہیں: جب حضور شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خفیہ طور پر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے جا رہے تھے۔ تو ان کا گزر ایک غلام پر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام سے دودھ مانگا۔ اس غلام نے کہا کہ میرے پاس دودھ دینے والی کوئی بھی بکری نہیں سوائے ایک عناق (بکری کا مادہ بچہ) کے جو موسم سرما کے آغاز میں بلاحمل دودھ دیتی تھی لیکن اب وہ بھی دودھ سے خالی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ''عناق'' کو میرے پاس لاؤ۔ وہ غلام ''عناق'' کو لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عناق'' کے پاؤں باندھ کر اس کے تھنوں کو سہلایا' یہاں تک کہ ''عناق'' کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پیالہ نما پتھر لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالہ نما پتھر میں دودھ دوہا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا۔ پھر مزید دودھ دوہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ چرواہے کو پلایا پھر مزید دودھ دوہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ نوش فرمایا۔ پھر چرواہے نے کہا: سچ بتلایئے آپ کون ہیں؟ اللہ کی قسم میں نے آپ کی طرح کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میرے بارے میں کسی کو نہ بتلاؤ تو میں تمہیں اپنا نام بتا سکتا ہوں۔ چرواہے نے کہا ہاں میں کسی کو آپ کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ''اللہ کا رسول'' ہوں۔ چرواہے نے کہا آپ وہی ہیں وہ جن کے بارے میں قریش کا خیال ہے کہ بے شک آپ صابی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش اسی طرح کہتے ہیں۔ چرواہے نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ سچا دین لے کر آئے ہیں اور میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن تم میرے ساتھ جانے کی طاقت نہیں رکھتے' جب تمہیں یہ خبر ملے کہ میرا غلبہ ہو گیا ہے تو پھر تم میری طرف چلے آنا۔

اختتام: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جسے مرثد بن ابی مرثد کہا جاتا تھا۔ وہ قیدیوں کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ لے جاتا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک فاحشہ عورت رہتی تھی جسے ''عناق'' کہا جاتا تھا اور وہ عورت مرثد کی دوست تھی مرثد نے ایک قیدی سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے آکر لے جاؤں گا۔ مرثد کہتے ہیں میں مکہ مکرمہ آیا اور چاندنی رات میں مکہ مکرمہ کی ایک دیوار کے ساتھ سایہ میں بیٹھ گیا مرثد کہتے ہیں کہ وہ فاحشہ عورت ''عناق'' آئی سو اس نے دیوار کی ایک طرف سے میرا سایہ دیکھا۔ جب وہ میرے قریب آئی تو اس نے کہا مرثد ہو؟ میں نے جواب دیا ہاں مرثد ہی ہوں۔ اس عورت نے کہا ''خوش آمدید'' تم آج کی رات ہمارے پاس گزارنا۔ میں نے کہا تحقیق اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس عورت نے کہا: اے خیمہ والو! یہ آدمی تمہارا قیدی چرا کے لے جاتا ہے مرثد کہتے ہیں سو میری طرف آٹھ آدمی مجھے پکڑنے کے لئے دوڑے تو میں ایک اجنبی راستہ کی طرف بھاگنے لگا یہاں تک کہ میں ایک غار میں پہنچ گیا۔ مجھے پکڑنے والے بھی غار کی طرف آئے' یہاں تک کہ میرے سر کے اوپر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے پیشاب کیا جو

میرے سر پر گرا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اندھا کر دیا اور وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ تب وہ واپس لوٹ گئے اور میں اپنے (قیدی) ساتھی کی طرف (مکہ مکرمہ) گیا میں نے اسے اٹھایا اس حال میں کہ وہ بہت بھاری آدمی تھا اور میں اسے باہر لے آیا۔ میں نے اس کی بیڑیاں کھول دیں اور اسے اپنے ساتھ لایا۔ اور ہم دونوں مدینہ پہنچ گئے۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا میں "عناق" سے نکاح کر سکتا ہوں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

"زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک"۔

(سورۃ النور آیت۔3)

حضور سید الانبیاء، تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے مرثد! زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ۔ اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک اور یہ حرام کر دیا گیا ہے، پس تم اس سے نکاح نہ کرو"۔

خطابی نے کہا کہ یہ حکم اس عورت کے لئے خاص ہے جو کافر ہو۔ رہی مسلمان زانیہ تو اس کے ساتھ نکاح کرنا صحیح ہے۔ اگر کسی نے مسلمان زانیہ کے ساتھ نکاح کر لیا تو نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں: اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بے شک زانی کا ارادہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ زانیہ سے نکاح کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ آیت "اور تم اپنے نوجوانوں کا نکاح کر دو"۔ نیز "الایامی" (نوجوانوں) کا مطلب مسلمان نوجوان ہیں۔

العنبر

"العنبر" اس کا مطلب سمندر کی بڑی مچھلی ہے جس کی جلد سے ڈھالیں بنائی جاتی ہیں۔ اور ان ڈھالوں کو بھی عنبر کہا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ کی قیادت میں قریش (کے قافلہ) سے تعرض کرنے کے لئے بھیجا اور ہمیں ایک بوری زادِ راہ کے لئے دی جس میں کھجوریں تھیں اور حضور اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمیں بطور زادِ راہ دینے کے لئے اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں کھانے کے لئے ایک کھجور فی کس دیتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: میں (حضرت جابر رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ آپ (ایک کھجور کو) کیا کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اس کھجور کو چوستے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے اور پھر اوپر سے پانی پیتے تھے۔ یہ کھجوریں ہمارے لئے کافی ہوگئیں۔ نیز ہم بھوک کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں سے پتے جھاڑتے۔ پھر انہیں پانی میں بھگو کر کھا لیتے پھر جب ہم سمندر کے ساحل پر پہنچے تو ہم نے سمندر کے کنارے پر کوئی چیز ایک اونچے ٹیلے کی طرح پڑی ہوئی دیکھی سو ہم نے اس کی طرف دیکھا تو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ایک چوپایہ ہے جسے عنبر کہا جاتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مردار ہے پھر فرمایا نہیں بلکہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد ہیں اور اللہ کے

راستے میں جہاد کر رہے ہیں اور اصل میں تم لوگ بھوک سے بے چین ہو۔ تم اس کو کھاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس جگہ پر ایک ماہ تک رہے اور ہماری تعداد تین سو تھی یہاں تک کہ ہم اس مچھلی سے غذا حاصل کرتے رہے اور ہم مچھلی کا گوشت کھانے کی وجہ سے طاقتور ہو گئے اور اگر ہمیں یہ مچھلی نہ ملتی تو ہم میں قوت و تازگی نہ آتی۔ راوی کہتے ہیں ہم نے اس مچھلی کو دیکھا تو اس کی آنکھ کا حلقہ اس قدر بڑا تھا کہ اس کے اندر تیرہ آدمی آسانی سے بیٹھ گئے تھے اور اس کی ایک پسلی اتنی بڑی تھی کہ جب اس کو کھڑا کیا گیا تو اس کے نیچے سے ایک قد آور اونٹ بمع سوار کے نکل جاتا تھا۔ راوی کہتے ہیں ہم نے اس مچھلی کا گوشت کھایا اور جب ہم مدینہ منورہ واپس آئے تو حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس مچھلی کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکالا تھا۔ کیا تمہارے پاس اس مچھلی کے گوشت میں سے (بچا ہوا) گوشت ہے کہ ہم اس کو کھائیں۔ راوی کہتے ہیں ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس مچھلی کا گوشت پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔ (رواہ البخاری)

سریہ ابی عبیدہ کو "سریۃ الخبط" بھی کہا جاتا ہے اور یہ رجب 8ھ کو پیش آیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

عنبر کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟: عنبر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سمندر کی جھاگ سے حاصل ہوتا ہے جس کو بعض جانور اس کی چکناہٹ کی وجہ سے کھا لیتے ہیں۔ اور پھر اس کو اپنے پیٹ سے نکال دیتے ہیں۔ وہ ایک بڑے پتھر کی صورت میں پانی کی سطح پر تیرتا رہتا ہے اور سمندر کی لہریں اس کو ساحل سمندر تک پہنچا دیتی ہیں۔ عنبر دل اور دماغ کو طاقتور بنا دیتا ہے اور اس کا استعمال فالج، لقوہ اور غلیظ بالغم کے لئے فائدہ مند ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ عنبر سمندر سے نکلتا ہے سب سے عمدہ عنبر اشہب ہوتا ہے پھر ازرق (نیلگوں) پھر "اصفر" (زرد رنگ کا) اور پھر "اسود" (سیاہ رنگ کا) عنبر عمدہ ہوتا ہے۔ ابن سیدہ کہتے ہیں کہ عنبر مچھلیوں کے پیٹ میں پایا جاتا ہے جو اس کو کھا کر مر جاتی ہیں بعض تاجروں کا خیال ہے کہ عنبر دریا سے انسانی کھوپڑیوں کی شکل میں نکلتا ہے اور اس کے بڑے ٹکڑے کا وزن ایک مثقال ہوتا ہے۔ مچھلیاں ان کو کھا جاتی ہیں اور پھر ان کی موت ہو جاتی ہے۔ جو جانور "عنبر" کو کھاتا ہے۔ اہل عرب اس جانور کو "العنبر" کے نام سے پکارتے ہیں۔

حکم: الماوردی اور الرویانی نے "کتاب الزکاۃ" میں لکھا ہے کہ "العنبر" اور "المسک" میں زکوٰۃ نہیں ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "العنبر" میں خمس واجب ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر اعتراض کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ عنبر سمندر سے حاصل ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "العنبر" معدنیات میں سے نہیں ہے کہ اس پر خمس واجب ہو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ "العنبر" میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "العنبر" (مال) غنیمت نہیں ہے (الحدیث)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان وجوب زکوٰۃ کی نفی کرتا ہے۔ الماوردی اور الرویانی اور اکثر فقہا نے فرمایا ہے کہ "العنبر"

(سمندری بڑی مچھلی) پاک ہے۔ الماوردی الرویانی نے کہا ہے کہ "العنبر" میں بیع سلم جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی اقسام کی وضاحت کی جائے کہ اشہب ہے یا ابیض ہے یا اخضر ہے یا اسود۔ نیز اس کے وزن کی بھی وضاحت کی جائے۔ اہل علم نے کہا ہے کہ "العنبر" ایک قسم کا پھل ہے اور پھلوں میں سے کوئی بھی پھل حرام نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "العنبر" کی خرید وفروخت جائز ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے فرمایا کہ ایک آدمی نے مجھے خبر دی کہ ایک مرتبہ اس نے بحری سفر کیا۔ بادمخالف کی بناء پر ہماری کشتی ایک جزیرہ میں پہنچ گئی۔ ہم نے وہاں چند درخت دیکھے جو بکریوں کی گردن کی طرح تھے۔ ان کے پھل بھی آ رہے تھے۔ ہم نے ان کو چھوڑ دیا تا کہ وہ بڑے ہو جائیں۔ پھر اس کے بعد تیز ہوا چلنے لگی۔ تو وہ پھل سمندر میں گر گئے' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مچھلی اور سمندری جانوران پھلوں کو کھا جاتے ہیں اور پھلوں کی گرمی کی وجہ سے مچھلیوں اور دوسرے سمندری جانوروں کی موت ہو جاتی ہے۔ جب شکاری مچھلی کو پکڑ لیتا ہے تو اس کے پیٹ میں عنبر پاتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ عنبر اسی مچھلی کے پیٹ میں پایا جاتا ہے حالانکہ وہ ایک درخت کا پھل ہے۔

عنبر کے طبی خواص: مختار بن عبدون نے کہا ہے کہ "العنبر" گرم خشک ہوتا ہے۔ اس کی سب سے عمدہ قسم وہ ہے جسے "الاشہب" کہا جاتا ہے اس میں چکنائی بہت کم ہوتی ہے۔ "العنبر" دماغ اور دل کو تقویت دیتا ہے اور فالج اور لقوہ اور غلیظ بلغم کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ "العنبر" کا استعمال انسان میں بہادری پیدا کرتا ہے لیکن بواسیر والے افراد کے لئے العنبر کا استعمال نقصان دہ ہے۔ اس کی مضرت کافور اور کھیرا سونگھنے سے دور ہو جاتی ہے۔ سرد مزاج والے افراد اور بوڑھوں کے لئے "العنبر" بے حد فائدہ مند ہے۔ موسم سرما میں "العنبر" کا استعمال بے حد فائدہ مند ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ "العنبر" کسی جانور کا گوبر ہے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ العنبر سمندر کی جھاگ ہے۔ اس کی سب سے عمدہ قسم وہ ہے جسے "الاشہب" کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

العندلیب

"العندلیب" اس کا مطلب بلبل ہے۔ بلبل کی آواز میں اعتدال ہوتا ہے اس لئے اس کو "عندلیب" کہا جاتا ہے اس کی جمع کے لئے "العنادلب" آتی ہے۔ ابوسعید المؤید بن محمد اندلسی نے کہا ہے کہ

وطنبور مليح الشكل يحكى ... بنغمة الفصيحة عندليبا

روى لما ذوى نغما فصاحا ... حواها فى تقلبه قضيبا

كذا من عاشر العلماء طفلا ... يكون اذا نشاشيخا اديبا

احب العذول لتكراره ... حديث الحبيب على مسمعى

واهوى الرقيب لأن الرقيب ... يكون اذا كان حبى معى

"اور طنبور جو دیکھنے میں خوش شکل ہے لیکن بجنے میں اس کا فصیح نغمہ بلبل کے نغمہ کی طرح ہے"۔

"جب وہ خوش آوازی کے ساتھ بجتا ہے تو وہ گانے والی کی آواز کو دہراتا ہے اور وہ آواز لکڑیوں کو اوپر نیچے کرنے

سے پیدا ہوتی ہے"۔

"اسی طرح وہ آدمی جو بچپن سے اہل علم کی صحبت اختیار کرتا ہے تو وہ بڑھاپے کی عمر میں علماء جیسا (مؤدب) ہو جاتا ہے"۔

یہ عمدہ اشعار بھی ابوسعید ہی کے ہیں۔

"میں حلاوت گر سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ وہ میرے کانوں کو میرے محبوب کا ذکر سناتا رہتا ہے"۔

"اور میں رقیب سے بھی محبت رکھتا ہوں اس لئے کہ وہ اس وقت رقیب بنتا ہے جب میرا محبوب میرے پاس ہوتا ہے"۔

ابوسعید المؤید کا انتقال 557ھ میں ہوا۔

حکم: بلبل کا کھانا حلال ہے۔ کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

تعبیر: بلبل کو خواب میں دیکھنا ذہنی بچے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

العندل

"العندل" اس کا مطلب بڑے سر والا اونٹ ہے اس میں مذکر و مؤنث یکساں ہوتے ہیں۔

العنز

"العنز" اس کا مطلب بکری ہے اس کی جمع "اعنز اور عنوز" آتی ہے۔

حدیث شریف میں "العنز" کا تذکرہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس خصلتیں ہیں جن میں سب سے اعلیٰ یہ ہے کہ آدمی (اپنی) بکری کو دودھ پینے کے لئے دے اور جو شخص بھی ان خصلتوں میں سے کسی خصلت پر عمل کرے گا اور اس پر ثواب کا امیدوار ہوگا اور جو کچھ اس کے بارے میں وعدہ کیا گیا ہے اس کی تصدیق کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

احسان بن عطیہ جنہوں نے ابی کبشہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ فرماتے ہیں: ہم نے ان (چالیس خصلتوں) کو شمار کیا تو تم نے "منیحۃ المعز" کے علاوہ ان کو شمار کیا۔ (وہ خصلتیں یہ ہیں) سلام کا جواب دینا، چھینک کا جواب دینا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا وغیرہ۔ حسان بن عطیہ فرماتے ہیں: ہم طاقت ہونے کے باوجود صرف پندرہ خصلتیں ہی شمار کر سکے۔ ابن بطال نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منیحۃ المعز کے علاوہ) باقی انتالیس خصلتوں کا حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ حضور رسول انور، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں جانتے تھے۔ لیکن نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید اس لئے ان کا تذکرہ نہیں کیا کہ اگر ان خصائل کو ظاہر کر دیا جائے تو دوسرے معروف خصائل بھی جن کی تعداد بے شمار ہے اور جن کی تعمیل کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے (ان کے بارے میں) لوگوں کے دلوں میں بے رغبتی پیدا ہو جائے گی۔ اصل میں "صاحب الترغیب والترہیب" نے باب قضاء حوائج المسلمین، میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ حضور تاجدار رسالت، فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے لئے اس کے

بھائی پر تیس حق ہیں جن سے وہ بری نہیں ہو سکتا۔ الا یہ کہ وہ حق ادا کر دیئے جائیں یا معاف کر دیئے جائیں۔ (وہ حقوق یہ ہیں)۔

اپنے مسلمان بھائی کی لغزشوں کو معاف کرنا۔

اشکباری پر رحم کرنا۔

اس کی شرمگاہ کو ڈھانپنا یعنی ننگے کو کپڑا وغیرہ دینا۔

اس کی معذرت قبول کرنا۔

اس کی غیبت کی تردید کرنا۔

ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرنا۔

اس کی دوستی کی حفاظت کرنا۔

اس کی ذمہ داری کی رعایت کرنا۔

اس کی بیماری میں عیادت کرنا۔

اس کے جنازے میں شرکت کرنا۔

اس کی دعوت قبول کرنا۔

اس کا ہدیہ قبول کرنا۔

اس کے سلوک کا بدلہ دینا۔

اس کی طرف سے ملنے والی نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا۔

اچھی طرح اس کی مدد کرنا۔

عورت کی حفاظت کرنا۔

اس کی حاجت پوری کرنا۔

سوال کے وقت سفارش کرنا۔

سفارش قبول کرنا۔

اس کے مقصد کو ناکام نہ کرنا۔

اس کی چھینک کا جواب دینا۔

اس کی گمشدہ چیز کو تلاش کرنا۔

سلام کا جواب دینا۔

اس کے کلام سے خوش ہونا۔

اس کے انعام میں اضافہ کرنا۔

اس کی قسموں کی تصدیق کرنا۔

اس کی مدد کرنا' ظالم ہو یا مظلوم ہو۔

اگر وہ ظالم ہے تو اس کو ظلم سے باز رکھنا (اس کی مدد کرنا) اور اگر وہ مظلوم ہے تو اس کا حق دلانے میں کوشش کرنا۔

اس سے دوستی کرنا دشمن سے پرہیز کرنا۔

دھوکہ نہ دینا۔

اس کے لئے بھی وہی چیز پسند کرنا جو اپنے لئے پسند ہو اور اس کے لئے بھی وہی چیز ناپسند کرنا جو اپنے لئے ناپسند ہو۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم میں سے کسی ایک نے بھی اپنے بھائی کے ان حقوق میں سے ایک حق کو ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اس کا مطالبہ ہوگا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک تم میں سے کسی ایک نے بھی اپنے بھائی کے حقوق میں سے صرف چھینک کا جواب نہ دیا تو قیامت کے دن اس کی بھی باز پرس ہوگی۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ وہ خصائل ہیں جن کو حسان بن عطیہ نے شمار کیا تو ان کی تعداد چالیس سے بھی زیادہ پائی۔

فائدہ: ابو القاسم سلیمان بن احمد طبری نے ''کتاب الداعوات'' میں سوید بن غفلہ کی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فاقہ میں مبتلا ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتیں (تو اچھا تھا)۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور شہنشاہِ بنی آدم دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تشریف لے گئیں تو اس وقت حضور سید الانبیاء' خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور صاحب کائنات' صاحب کوثر' صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ (دروازہ پر) دستک تو فاطمہ کی معلوم ہوتی ہے اصل میں وہ ہمارے پاس ایسے وقت میں آئی ہیں کہ ان کی عادت اس وقت آنے کی نہیں تھی۔ تم کھڑی ہو جاؤ اور اس کے لئے (فاطمہ رضی اللہ عنہا) دروازہ کھول دو۔ راوی کہتے ہیں: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دروازہ کھول دیا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر میں داخل ہوئیں تو رسول اکرم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! اصل میں تو ہمارے پاس ایسے وقت میں آئی ہے کہ اس وقت تمہارے آنے کی عادت نہیں تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جو فرشتے ہیں ان کی غذا اللہ تعالیٰ کی تسبیح' تمہید وتقدیس ہے۔ ہمارا کھانا کیا ہے؟ حضور رسولِ انور' صاحب جود وسخا' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آل محمد (یعنی ازواج مطہرات) کے ہاں (گھر میں) تیس دنوں میں آگ نہیں جلی اور اصل میں ہمارے پاس کچھ (عنز) یعنی بکریاں آئیں ہیں سو اگر تم چاہو تو میں تمہیں پانچ بکریاں دینے کا حکم دوں اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں پانچ کلمات سکھا دوں جو ابھی جبرائیل امین (علیہ السلام) نے مجھے سکھائے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ پانچ کلمات

سکھادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہا کرو "یا اول الاولین ویا آخر الآخرین ویا ذالقوۃ المتین ویاارحم المساکین ویاارحم الراحمین"

راوی کہتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر تشریف لے گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے پاس سے دنیا کی طلب میں گئی تھی لیکن میں آپ کے پاس آخرت لے کر واپس آئی ہوں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ سنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ دن آپ کے لئے تمام دنوں سے افضل ہے۔

حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی کی کتاب "صفوۃ التصوف" میں روایت ذکر ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور شاہ ابرار، دافع رنج وملال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سو حضور شاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! یہ گیارہ بکریاں جو گھر میں ہیں تمہیں زیادہ پسند ہیں یا وہ کلمات جو مجھے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے ابھی سکھائے ہیں جن میں تمہارے لئے دنیا وآخرت کی بھلائیاں جمع (کر دی گئی) ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ کی قسم! میں ان کلمات کا محتاج ہوں اور یہ مجھے بہت محبوب ہیں۔ حضور شہنشاہِ مدینہ، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ کہا کرو:

اللھم انک تواب رحیم انک رب العرش العظیم اللھم انک الجواد الکریم اغفرلی وارحمنی واجبرنی ووفقنی وارزقنی واھدنی ونجنی وعافنی واسترنی ولاتضلنی وادخلنی الجنۃ برحمتک ارحم الراحمین۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار باران کلمات کو پڑھتے تھے یہاں تک میں نے ان کلمات کو یاد کر لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کلمات کو سیکھ لو پھر ان کی تعلیم دوسروں کو بھی دو۔ پھر حضور شاہ ابرار، مکی مدنی سرکار، بی بی آمنہ کے لال، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! ان کلمات کو حفاظت سے اپنے پاس رکھنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان کلمات کو حفاظت سے اپنے پاس رکھا۔ تفسیر قشیری وغیرہ میں ذکر ہے کہ بے شک جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اس (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی ماں کو لے کر مکہ مکرمہ لے جارہے تھے تو آپ کا گزر "قوم عمالیق" پر ہوا سو عمالیق کی قوم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دس بکریاں تحفہ میں دیں۔ مکہ مکرمہ میں تمام بکریاں انہیں دس بکریوں کی نسل سے ہیں اور یہ مثال پہلے بھی گزر چکی ہے کہ مکہ مکرمہ کے حرم شریف کے تمام کبوتر اس کبوتر کی نسل سے ہیں جنہوں نے (ہجرت مدینہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی غرض سے) غار ثور پر انڈے دیئے تھے۔

فائدہ: نبی کریم، رؤف الرحیم، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں دو بکریاں سینگ نہیں ماریں گی۔ اس قول کی وجہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کو عصماء بنت مروان کہا جاتا تھا۔ اس کا تعلق بنی امیہ سے تھا۔ یہ عورت لوگوں (یعنی مشرکین) کو مسلمانوں کے خلاف اکساتی اور انہیں (یعنی مسلمانوں کو) اذیت پہنچاتی تھی اور ان (مسلمانوں) کی

ہجو میں اشعار کہتی تھی۔ حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے (اللہ کے لئے) نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر سے صحیح وسالم واپس لوٹا دیا تو میں اس (عصماء) کو قتل کر دوں گا۔ جب حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر سے کامیابی سے واپس تشریف لائے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے آدھی رات کے وقت اس عورت پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے اور آپ کے پیچھے صبح کی نماز ادا کی۔ جب حضور پاک صاحب لولاک' سیاحِ افلاک' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے تاکہ وہ اپنی نشست گاہ کی طرف تشریف لے جائیں تو حضور دافع رنج وملال' صاحب جود ونوال' بی بی آمنہ کے لال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تو نے عصماء کو قتل کر دیا ہے؟ حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں۔ حضور نبی کریم' رؤف رحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا عصماء کے قتل میں تمہیں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟ حضور رسول اکرم' شفیع معظم' فخر بنی آدم' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس (مکہ مکرمہ) میں دو بکریاں سینگ نہیں ماریں گی" یعنی عصماء کے بعد اب مکہ مکرمہ میں کوئی ایسی عورت نہیں ہوگی جو مسلمانوں کو تکلیف دے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' شافع روز شمار' دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے ایسا کلام نہیں کیا اور یہ کلام موجز وبدیع اور منفرد ہے کوئی بھی کلام اس کا مقابل نہیں ہے اس طرح حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جود وسخا' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات اور بھی ہیں (جو بطور ضرب المثل استعمال ہوتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ (تنور گرم ہو گیا) یعنی لڑائی میں شدت آ گئی۔ (اور وہ ناک کی راہ دم نکل کر مر گیا) یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب کوئی شخص میدان جنگ کی بجائے بستر پر مرے (اور نہیں ڈسا جاتا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ) یعنی ایک مرتبہ دھوکا کھا کر دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا۔ (اور اے اللہ کے سوار' سوار ہو جا) (بچہ صاحب فراش کے لئے ہے) مطلب جس (شوہر) کے بستر پر بچہ پیدا ہوا ہے وہ اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ (زانی کے لئے پتھر ہیں) یعنی زانیہ عورت کو یا مرد کو سنگسار کیا جائے گا۔ (جنگ کی حالت میں دشمن کو دھوکا دینا جائز ہے) (ان کے علاوہ اور بھی حضور صاحب معراج' صاحب قرآن' صاحب موجو دات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں جو بطور ضرب المثل استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن طوالت کے باعث ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ مترجم۔)

"العنز" کا شرعی حکم: بکری کا گوشت حلال ہے اور اگر کوئی محرم آدمی اس کو حالت احرام میں قتل کر دے تو اسے اس کے فدیہ میں ہرن کا بچہ دینا ہوگا۔

خواص: بکری کے پتا میں نوشادر ملا کر اگر کسی جگہ پر ملا جائے جہاں کے بال اکھاڑنے ہوں تو دوبارہ اس جگہ بال نہیں آئیں گے ارسطو نے کہا ہے کہ بکری کا پتا گندنا میں ملا کر جسم کے کسی حصہ پر ملا جائے جہاں کے بال اکھاڑنے ہوں تو وہاں

دوبارہ بال نہیں اگیں گے۔ اگر بکری کی پنڈلی کو دھویا جائے گا.......... اگر بکری کے دودھ سے کسی کاغذ پر لکھا جائے تو کتابت ظاہر نہیں ہوگی اور اگر اس کاغذ پر راکھ چھڑک دی جائے تو کاغذ کی کتابت ظاہر ہو جائے گی۔ ہرمس نے کہا ہے کہ اگر بکری کا دماغ اور بجو کا خون ایک ایک دانق اور دوحبہ کافور لے کر تینوں.......... کے اندر محبت اور روحانیت پیدا ہو جائے گی۔ اگر بکری کا پتا اور اس کا خون ایک ایک دانق اور سیاہ بلی کا دماغ نصف دانق لے کر ان سب کو کسی کو کھلا دیا جائے تو اس کی قوت جماع ساقط ہو جائے گی اور وہ شخص اپنی عورت کے پاس نہیں جا سکتا یہاں تک کہ اس کا اتار نہ کر لیا جائے۔ اس کا اتار اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس آدمی کو ہرنی کی اوجھڑی دودھ میں پکا کر گرم گرم پلا دی جائے۔ واللہ اعلم۔

العنظب

"العنظب" اس کا مطلب مذکر ٹڈی ہے کسائی نے کہا کہ مذکر ٹڈی کے لئے "العنظب والعنظاب والعنظوب" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور مؤنث کے لئے "عنظوبۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے نیز اس کی جمع "عناظت" آتی ہے۔

العنظوانة

"العنظوانة" اس کا مطلب مؤنث ٹڈی ہے اس کی جمع "عنظوانات" آتی ہے۔ اصل میں اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

عنقاء مغرب و مغربة

"عنقاء مغرب ومغربة" بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایک عجیب وغریب پرندہ ہے یہ پرندہ انڈے دیتا ہے اور اس کے انڈے کی جسامت دیکھ کر محسوس ہوتا ہے گویا کہ ایک پہاڑ ہے اس پرندے کی پرواز بہت دراز ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پرندے کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کی گردن میں طوق کی طرح سفیدی ہوتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ پرندہ سورج کے غروب ہونے کے موقع پر اڑتا ہے۔ (اس لئے اس کا نام عنقاء مغرب ومغربۃ پڑ گیا) قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ جسامت کے لحاظ سے بہت بڑا ہوتا ہے اور باعتبار خلقت بھی یہ پرندوں میں سب سے بڑا ہوتا ہے یہ پرندہ اپنے پنجوں کی مدد سے ہاتھی کو اس طرح اٹھا لیتا ہے جس طرح چیل چوہے کو اپنے پنجوں سے اٹھاتی ہے دور قدیم میں یہ پرندہ انسانوں کے ساتھ رہتا تھا لیکن انسانوں کو اس پرندے سے تکلیف ہوتی تھی جس کی وجہ سے انسانوں کا اس کے ساتھ رہنا مشکل ہو گیا سو ایک مرتبہ یہ پرندہ دلہن کو زیور کے ساتھ ہی اٹھا لے گیا۔ اس پرندے کے لئے اس وقت کے نبی حضرت حنظلہ علیہ السلام نے بددعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پرندے کو بحر محیط کے کسی جزیرہ میں خط استواء پر منتقل کر دیا ہے۔ یہ ایسا جزیرہ ہے جس کی طرف کوئی انسان نہیں جاتا۔ اس جزیرہ میں حیوانات جیسے ہاتھی' گینڈا' بھینسا' گائے' بیل وغیرہ بہت زیادہ موجود ہوتے ہیں۔ نیز ان کے علاوہ جملہ اقسام کے درندو پرند بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ عنقاء کی پرواز کے وقت اس کے پروں سے ایسی آواز نکلتی ہے جس طرح بجلی گرج رہی ہو یا زور کا سیلاب بہہ رہا ہو۔ یہ پرندہ ہزار سال تک زندہ رہتا ہے۔ نیز یہ پرندہ جب پانچ سو برس کا ہو جاتا ہے تو

اپنی مادہ سے جفتی کرتا ہے جب انڈے دینے کا وقت آتا ہے تو مادہ کو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے۔ارسطاطالیس نے ''النعوت'' میں لکھا ہے کہ ''عنقاء مغرب ومغربۃ'' کا شکار کیا جاتا ہے۔اس پرندہ کے پنجوں سے پانی پینے کے لئے بڑے بڑے پیالے تیار کئے جاتے ہیں۔ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ ''عنقاء مغرب'' کے شکار کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ (شکاری لوگ) دو بیل کھڑے کرتے ہیں اور پھر ان بیلوں کے درمیان ''عجلیۃ'' (ایک قسم کی گھاس) بچھا دیتے ہیں اور بیلوں پر بڑے بڑے پتھر لاد کر بیلوں کو بوجھل کر دیتے ہیں اور گھاس کے سامنے ایک گھر تیار کرتے ہیں جس میں ایک آدمی ہاتھ میں آگ لے کر چھپ جاتا ہے سو عنقاء (پرندہ) بیلوں پر ان کو اچکنے کے لئے اترتا ہے جب اس کے ناخن دونوں بیلوں یا ایک بیل کے جسم میں پیوست ہو جاتے ہیں تو وہ ان کو پتھروں کے بوجھ کی وجہ سے اٹھانے پر قادر نہیں ہو پاتا اور ان سے خلاصی کی قدرت بھی نہیں رکھتا۔گھر میں چھپا ہوا آدمی آگ لے کر نکلتا ہے اور وہ اس کے (یعنی عنقاء کے) پروں کو (آگ سے) جلا دیتا ہے۔ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ عنقاء کا پیٹ بیل کے پیٹ کی طرح ہوتا ہے اور اس کی ہڈیاں پرندوں کی ہڈیوں کی طرح ہوتی ہیں اور یہ پرندہ تمام شکاری پرندوں سے بڑا ہوتا ہے۔امام علامہ ابوالبقاء عکبری نے ''مقامات حریری'' کی شرح میں لکھا ہے کہ اہل رس کی سرزمین میں ایک پہاڑ تھا جسے ''مخ'' کہا جاتا تھا۔اور اس پہاڑ کی بلندی (آسمان کی طرف) ایک میل تھی اور اس پر بہت زیادہ پرندے رہتے تھے جن میں عنقاء (پرندہ) بھی شامل تھا۔اور یہ سب سے بڑا پرندہ تھا۔یہ پرندہ اس پہاڑ میں ایک مرتبہ ہی آتا تھا۔یہ پرندہ دوسرے پرندوں کو اٹھا لیتا تھا۔یہ پرندہ کئی سالوں تک بھوکا رہا کیونکہ اسے (کھانے کیلئے) پرندے نہیں مل سکے تھے (اس لئے کہ جب ''عنقاء'' کی آمد کا زمانہ آتا تھا تو پرندے پہاڑ سے منتقل ہو کر کسی جگہ چھپ جاتے تھے) سو اس سال (اپنی بھوک کو مٹانے کے لئے) عنقاء نے ایک بچے کو اٹھا لیا اور پھر دوبارہ ایک لڑکی کو اٹھا کر لے گیا۔لوگوں نے اپنے نبی حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام سے اس کے بارے میں شکایت کی تو حضرت حنظلہ علیہ السلام نے عنقاء کے لئے بددعا کی عنقاء پر آسمانی بجلی گری جس کی وجہ سے وہ جل کر ہلاک ہو گیا۔کسی دوسرے آدمی نے ذکر کیا کہ اس پہاڑ کو (جس پر عنقاء پرندوں کے شکار کے لئے آتا تھا) ''فتخ'' کہا جاتا تھا نیز عنقاء کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی گردن لمبی تھی (اس لئے اس کو عنقاء کہا جانے لگا) چنانچہ عنقاء کی ہلاکت کے بعد لوگوں نے (اصحاب رس) نے اپنے نبی علیہ السلام کو قتل کر دیا۔تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

سہیلی نے اپنی کتاب ''التعریف والاعلام'' میں اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وبئر معطلۃ وقصر مشید'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب کنواں ہے۔یہ کنواں ''عدن میں تھا اور ان لوگوں کی ملکیت میں تھا جو قوم ثمود (جس کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا تھا) کے بقیہ افراد تھے ان لوگوں کا بادشاہ عادل اور نیک سیرت تھا۔اس کو ''علبس'' کہا جاتا تھا۔اس کنویں سے پورا شہر اور اس کے مویشی پانی پیتے تھے اس کنویں میں ان کے لئے بہت برکات تھیں اور بہت سے لوگ اس کنویں کی نگرانی کیا کرتے تھے۔اس کنویں پر سنگ رخام کے بہت بڑے بڑے برتن رکھے ہوئے تھے جو حوضوں کی طرح تھے۔اور لوگ ان میں پانی بھر بھر کر اپنے گھروں میں لے جاتے تھے۔نیز ان کے جانور اور وہ خود اس کنویں سے دن رات پانی پیتے تھے۔اس کنویں کے علاوہ ان کے لئے پانی حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔اس قوم کے بادشاہ نے لمبی عمر پائی۔جب اس قوم کا بادشاہ مر گیا تو لوگوں

نے اس کی لاش پر ایک قسم کا روغن مل دیا تا کہ لاش گلنے سڑنے نہ پائے کیونکہ ان لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب بھی ان کی قوم میں کوئی معزز آدمی کا انتقال ہو جاتا تو اس کی لاش پر ایک قسم کا روغن مل دیا جاتا تا کہ اس کی لاش گلنے سڑنے سے محفوظ رہے۔ بادشاہ کی موت نے انہیں غمزدہ کر دیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ان کی سلطنت میں فساد برپا ہو گیا ہے۔ وہ لوگ یہ منظر دیکھ کر رونے لگے۔ شیطان کو اس قوم کے گمراہ کرنے کا موقع مل گیا۔ شیطان بادشاہ کے جسم میں حلول کر کے کہنے لگا کہ میں مرا نہیں ہوں اور کبھی نہیں مروں گا اور پھر کہا کہ میں تم سے غائب ہوا ہوں تا کہ میں دیکھوں کہ میری غیر موجودگی میں تم کیا اعمال کرتے ہو؟ یہ حالت دیکھ کر لوگ بہت خوش ہوئے اور قوم کے بڑے لوگوں نے حکم دیا کہ بادشاہ اور قوم کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے تا کہ وہ (بادشاہ) ان سے پردہ کے پیچھے سے کلام کرتا رہے۔ قوم کے لوگوں نے بادشاہ کا بت بنا کر پردہ کے پیچھے رکھ دیا اور پھر اس بت سے آواز آنے لگی۔ کہ نہ میں کھاتا ہوں نہ میں پیتا ہوں اور نہ مجھے کبھی موت آئے گی اور میں ہی تمہارا معبود ہوں یہ آواز شیطان کی تھی جو بادشاہ کے مردہ جسم میں تھا اور بادشاہ کے لہجہ میں قوم سے کلام کرتا تھا۔ لوگوں کی اکثریت نے شیطان کی تصدیق کی اور بعض لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے اس پر شک کا اظہار کیا' جب کوئی بندہ مومن قوم کے لوگوں کو نصیحت کرتا کہ یہ شیطان کی کارستانی ہے تو لوگ اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کرا دیا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ اس قوم میں کفر اور بت پرستی کا آغاز ہوا۔ جب اس قوم کی نافرمانی اپنے عروج پر پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک نبی بھیجا جس پر (بیداری کی بجائے) خواب میں وحی نازل ہوتی تھی ان کا نام حنظلہ بن صفوان علیہ السلام تھا۔

حضرت حنظلہ علیہ السلام نے قوم کو بتلایا کہ یہ صورت بت کی ہے اس میں روح نہیں ہے اور شیطان نے انہیں (یعنی قوم کے لوگوں کو) گمراہ کر دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتا اور یہ کہ بادشاہ جو مر چکا ہے۔ تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم مردہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناؤ۔ حضرت حنظلہ علیہ السلام نے ان کو نصیحت کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر اور اس کے انتقام سے ڈرایا لیکن قوم نے حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کو تکلیفیں دیں اور ان کے دشمن بن گئے۔ حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام لوگوں کو نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ اس قوم کے لوگوں نے حضرت حنظلہ کو قتل کر دیا اور ان کو کنویں میں پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے انتقام لیا۔ اس طرح کہ جب قوم کے لوگ رات کو خوب کھا پی کر سو گئے تو اللہ تعالیٰ نے کنویں کو خشک کر دیا' جب صبح لوگ بیدار ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ کنواں خشک ہو چکا ہے سو قوم کے مرد' عورتیں' بچے' سردار' عوام اور ان کے جانور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اور اس کے بعد ان کی بستی میں درندے رہنے لگے اور وہاں انسانوں کی بجائے شیروں' مینڈکوں اور جنات کی آوازیں آنے لگیں اور بستی کے تمام باغات خاردار جھاڑیاں بن گئیں۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ حضرت سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس طرح ان کا "قصر مشید" جس کو شداد بن عاد بن ارم نے تعمیر کیا تھا اور زمین سے اس کا نام ونشان بھی مٹ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کنویں اور قصر کا ذکر فرمایا ہے اور مکذبین کو اپنے رسول کی نافرمانی سے ڈرایا ہے اور ان کو غیرت دلائی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

محمد بن اسحٰق نے محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور سید المبارکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا شخص ایک حبشی غلام ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بستی والوں کی طرف اپنا ایک نبی بھیجا سو بستی والوں میں کوئی بھی اس حبشی غلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اس نبی پر ایمان نہیں لایا۔ پھر بستی والوں نے نبی پر ظلم وزیادتی شروع کر دی۔ بستی والوں نے پیغمبر کے لئے کنواں کھودا۔ تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو بستی والوں نے کنواں میں پھینک دیا اور پھر کنواں کے منہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا۔ حبشی غلام جنگل میں لکڑیاں جمع کرنے کے لئے جاتا اور پھر انہیں سر پر لاد کر بازار لے جاتا۔ وہ لکڑیوں کو فروخت کرتا اور ان کی قیمت سے کھانے پینے کا سامان خریدتا پھر وہ غلام اس کنویں پر آتا اور پتھر ہٹا کر کھانے پینے کا سامان رسی کے ساتھ باندھ کر اللہ کے پیغمبر کو پہنچا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے حبشی غلام کو پتھر اٹھانے کی طاقت دی۔ پھر وہ پتھر کو اس طرح رکھ دیتا جیسے پہلے پڑا ہوا تھا۔ یہ حبشی غلام ایسا ہی کرتا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وہ حبشی غلام ایک دن جنگل میں لکڑیاں لینے کے لئے گیا۔ اس نے لکڑیوں کو جمع کیا اور انہیں باندھ کر فارغ ہوا۔ جب اس نے لکڑیاں اٹھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس حبشی غلام پر نیند طاری کر دی۔ اور وہ سو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ سات سال تک ایک ہی کروٹ پر سوتا رہا۔ جب اس نے دوسری کروٹ بدلی تو اس کروٹ پر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سات سال تک سوتا رہا۔ جب چودہ سال کے بعد جب وہ اٹھا تو اس نے گمان کیا کہ وہ نہیں سویا مگر ایک گھنٹہ۔ وہ غلام بستی کی طرف گیا سو اس نے لکڑیوں کو فروخت کیا اور اس سے کھانے پینے کا سامان خریدا جس طرح وہ پہلے خریدتا تھا۔ پھر وہ غلام کنویں کی طرف گیا تو دیکھا کہ اللہ کے نبی کنویں میں نہیں ہیں۔ اس حبشی غلام نے اللہ کے پیغمبر کو تلاش کیا لیکن ان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اصل میں گزرے ہوئے چودہ سال میں بہت بڑے واقعات ہوئے اور یہ بھی واقعہ پیش آیا کہ اس کی قوم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر پر ایمان لے آئی اور اس کی تصدیق کی۔ اللہ کے نبی کی قوم کے لوگوں نے اس حبشی غلام کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا ہوا؟ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو قبض کر لیا اور حبشی غلام پر بھی نیند کی حالت کو ختم کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ حبشی غلام سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ (الحدیث)

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رسولِ اکرم' نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت خالد بن سنان علیہ السلام نبی تھے لیکن ان کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا۔ (الحدیث)

بہت سے اہل علم نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن سنان علیہ السلام کی صاحبزادی حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب' منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور رسول محتشم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رداء مبارک ان کے لئے بچھا دی اور فرمایا (خوش آمدید بہترین نبی کی بیٹی) یا اس کی طرح کے الفاظ کہے۔ الکورشی' زمخشری' اور دوسرے اہل علم نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور شہنشاہ خوشخصال' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چار انبیاء گزرے ہیں۔ تین بنی اسرائیل میں اور ایک عرب میں سے اور وہ حضرت خالد بن سنان علیہ السلام تھے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان

کوئی نبی نہیں آیا۔ واللہ اعلم۔ عنقاء کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ:

الجود والغول والعنقاء ثالثة اسماء اشیاء فلم توجد ولم تکن

''سخاوت غول بیابانی اور عنقاء یہ تین ایسی چیزوں کے نام ہیں جو نہ کبھی پائی گئیں اور نہ کبھی سنی گئیں''۔

تعبیر: عنقاء کو خواب میں دیکھنا ایک ایسے عظیم آدمی کی طرف اشارہ ہے جو مبتدع ہو اور کسی کے ساتھ نہ رہتا ہو۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ عنقاء کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے خلیفہ (یعنی بادشاہ مملکت) سے رزق حاصل ہوگا یا وہ بادشاہ کا وزیر بن جائے گا جو شخص خواب میں اپنے آپ کو عنقاء کے اوپر سوار دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی عظیم آدمی پر غالب آ جائے گا۔ اگر کسی شخص نے خواب میں عنقاء کا شکار کیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی حسین وجمیل عورت سے نکاح کرے گا۔ بعض اوقات عنقاء کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بہادر لڑکے سے دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ خواب دیکھنے والے کی بیوی حاملہ ہو۔ (واللہ اعلم)

العنکبوت

''العنکبوت'' اس کا مطلب ایک کیڑا ہے جو جالا تنتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''عناکب'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور مذکر کے لئے ''عنکب'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کا لقب ابوخیثمہ اور ابوقشعم ہے اس کی مؤنث کے لئے ''ام قشعم'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی ٹانگوں والا اور بڑی آنکھوں والا کیڑا ہے۔ ایک کیڑے (یعنی مکڑی) کی آٹھ ٹانگیں اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں۔ جب مکڑی، مکھی کو شکار کرنا چاہتی ہے تو زمین کے کسی حصہ میں ساکن ہو کر بیٹھ جاتی ہے اور اپنے آپ کو سکیڑ لیتی ہے پھر جب مکھی اس کے قریب آتی ہے تو یہ اسے پکڑنے میں خطا نہیں کرتی۔ افلاطون نے کہا ہے کہ تمام چیزوں میں سے سب سے زیادہ حریص مکھی ہوتی ہے اور تمام چیزوں میں سے سب سے زیادہ قانع مکڑی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ قانع (مکڑی) کا رزق تمام چیزوں میں سب سے زیادہ حریص کو بنا دیا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو لطیف وخبیر ہے۔ مکڑی کی ایک قسم ایسی ہے جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور اس کے بال زرد ہوتے ہیں۔ اس کے سر میں چار ڈنگ ہوتے ہیں مکڑی کی یہ قسم جالا نہیں تنتی بلکہ زمین میں اپنا گھر بناتی ہے اور یہ اپنے گھر سے رات کے وقت نکلتی ہے جس طرح دیگر حشرات الارض رات کے وقت نکلتے ہیں۔ مکڑی کی ایک قسم ''الرتیلاء'' ہے جاحظ نے کہا ہے کہ حیوان کے ان بچوں میں جو ماں کے پیٹ میں کھاتے پیتے اور تن ڈھکے نکلتے ہیں ان میں مکڑی کے بچے عجیب تر واقع ہوئے ہیں اس لئے کہ یہ بچے پیدا ہوتے ہی بغیر کسی تعلیم وتلقین کے جالا تننے لگتے ہیں۔ مکڑی کے بچے پیدائش کے وقت چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ پھر تین دن کے بعد وہ مکمل مکڑی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ مکڑی طویل مدت تک جفتی میں مشغول رہتی ہے جب نر اپنی مادہ سے جفتی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ جالے کے بعد تاروں کو درمیان سے قریب کر لیتا ہے۔ جب نر یہ عمل کرتا ہے تو مادہ بھی یہ عمل کرتی ہے۔ اس طرح وہ دونوں نر و مادہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ نر اپنا پیٹ مادہ کے ساتھ ملا لیتا ہے۔ مکڑی کی اس قسم کو ''حکیم'' کہتے ہیں۔ اس کی حکمت میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ تار کو لمبا کرتی ہے پھر جالا تنتی ہے اور جالے کی ابتدا درمیان سے کرتی ہے اور

جالے کا گھر تیار کرنے کے بعد ایک اور گھر اس کے ساتھ شکار کو رکھنے کے لئے بطور مخزن تیار کرتی ہے جب کوئی چیز جالے میں پھنس کر حرکت کرتی ہے تو مکڑی تیزی کے ساتھ آ کر اس کو جالے میں جکڑ لیتی ہے اور جب وہ چیز کمزور ہو جاتی ہے اور مکڑی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے شکار پر ضعف کا غلبہ ہو گیا ہے تو وہ اسے اٹھا کر اپنے مخزن میں لے جاتی ہے۔ جب شکار کے جالے میں پھنسنے کے باعث جالے کا کوئی تار ٹوٹ جائے تو مکڑی اس کو صحیح کرتی ہے۔ مکڑی کا لعاب جس سے وہ جالا تنتی ہے اس کے پیٹ سے نہیں بلکہ اس کی جلد کے خارجی حصہ سے نکلتا ہے۔ مکڑی کی وہ قسم جو جالا تنتی ہے ہمیشہ اپنا گھر مثلث نما بناتی ہے اور اس گھر کو اتنا وسیع کرتی ہے کہ وہ خود اس میں سما سکے۔

فائدہ: ثعلبی اور ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہما اور دوسرے محدثین نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور شاہِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھروں سے مکڑی کے جالے صاف کر دو کیونکہ ان (جالوں) کو گھروں میں چھوڑ دینا فقر لاتا ہے''۔ ابوداؤد میں یزید بن مزید سے مروی ہے کہ حضور محبوبِ رب اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مکڑی شیطان ہے سو تم اسے قتل کر دو۔ کامل ابن عدی میں مسلمہ بن علی خشنی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شاہِ ابرار، شفیع روزِ شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکڑی شیطان کی مسخ شدہ صورت ہے سو تم اسے قتل کر دو۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

ابونعیم نے اپنی کتاب ''الحلیۃ'' میں مجاہد کے حالات میں لکھا ہے کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے قول: ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پالے گی۔ اگر تم مضبوط قلعوں میں بھی ہو''۔ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک عورت تھی اور اس کے ہاں ایک تنخواہ دار ملازم تھا۔ اس عورت نے ایک لڑکی جنی۔ اس عورت نے اپنے ملازم سے کہا کہ ہمارے ہاں کہیں سے آگ لے آؤ۔ وہ نوکر آگ لینے کے لئے نکلا تو اس نے دروازے پر ایک آدمی کو پایا۔ اس آدمی نے ملازم سے کہا کہ اس عورت نے کیا جنا ہے؟ ملازم نے کہا لڑکی۔ اس آدمی نے کہا یاد رکھو یہ لڑکی نہیں مرے گی یہاں تک کہ ایک سو مردوں سے زنا کروا لے اور یہ اپنے نوکر سے نکاح کرے گی اور اس کی موت ایک مکڑی کے ذریعہ ہو گی۔ ملازم نے اپنے دل میں سوچا کہ اللہ کی قسم میں ایسی عورت سے نکاح نہیں کرنا چاہتا جو سو مردوں سے زنا کرا چکی ہو۔ میں ضرور اس کو قتل کروں گا۔ نوکر نے ایک چھری لی اور گھر میں داخل ہوا۔ اس نوکر نے لڑکی کا پیٹ چاک کر دیا اور وہاں سے بھاگ گیا اور ساحل پر پہنچ کر جہاز میں سوار ہو گیا۔ لڑکی کے زخم کاری نہیں لگا تھا سو اس کا علاج کر لیا گیا اور وہ لڑکی شفایاب ہو گئی۔ جب لڑکی جوان ہو گئی تو وہ اپنے دور کی حسین وجمیل عورتوں میں شمار ہونے لگی پھر اس کے بعد لڑکی نے بغاوت (یعنی زنا) کا راستہ اختیار کر لیا اور ساحل سمندر کے قریب رہنے لگی اور زنا میں مصروف ہو گئی۔ نیز ملازم بھی اپنے کام میں مصروف رہا جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر ایک مدت کے بعد وہ ساحل پر اترا اور اس کے پاس بہت سا مال بھی تھا۔ اس نے اہل ساحل کی ایک عورت سے کہا کہ میرے لئے اس شہر میں حسین وجمیل عورت تلاش کر دو تا کہ میں اس سے نکاح کروں۔ اس عورت نے کہا یہاں ایک حسین وجمیل عورت ہے لیکن وہ فاحشہ ہے۔ نوکر نے کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ وہ عورت اس حسین وجمیل عورت کے پاس آئی اور کہنے لگی یہاں ایک آدمی بہت زیادہ مال کے

ساتھ آیا ہے اور اس نے اس طرح کہا ہے۔ میں نے اسے یہ جواب دیا ہے۔ اس حسین عورت نے کہا میں نے زنا چھوڑ دیا ہے اگر وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہے تو ٹھیک ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس نوکر نے اس خوبصورت عورت سے نکاح کر لیا۔ ملازم کو یہ لڑکی بہت پسند آئی اور وہ اس سے محبت کرنے لگا۔ آج اس آدمی کی پیشن گوئی کا پہلا جز و پورا ہو گیا۔ ایک دن ملازم نے اپنی بیوی کو اپنے معاملہ کی خبر دی اور کہا کہ میں نے ایک نوزائیدہ بچی کا پیٹ چاک کیا تھا اور پھر بھاگ گیا تھا۔ وہ حسین وجمیل عورت نے کہا میں وہی نوزائیدہ بچی ہوں اور اپنا پیٹ کھول کر شوہر کو چھری کے زخموں کے نشانات دکھائے پھر اس عورت نے کہا کہ میں نے جسم فروشی کا دھندا شروع کر دیا اور میں نہیں جانتی کہ میرے ساتھ ایک سو یا اس سے کم یا زیادہ مردوں سے زنا کیا ہے۔ شوہر نے کہا کہ تمہاری موت کا سبب ایک مکڑی ہوگی۔ اس کے بعد شوہر نے اپنی بیوی کے لئے جنگل میں ایک مضبوط محل بنایا اور چونا وگچ سے اس کو مزید پکا کیا تا کہ کوئی موذی جانور اس میں داخل نہ ہو سکے۔ دونوں میاں بیوی اس محل میں رہنے لگے۔ ایک دن شوہر نے محل کی چھت میں ایک (زہریلی) مکڑی دیکھی تو کہا یہ مکڑی ہے؟ عورت نے کہا یہ مکڑی ہی ہے میں اس کو قتل کر دیتی ہوں' وہ عورت اس مکڑی کی طرف آئی اور اسے پر اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا' وہ اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے مکڑی کو مسلنے لگی مکڑی نے اس عورت کے انگوٹھے میں کاٹ لیا جس سے اس مکڑی کا زہر عورت کے جسم میں سرایت کر گیا سو اس عورت کا پاؤں سیاہ ہو گیا اور اس کی موت ہوگئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ" اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت منافقین (مدینہ) کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے شہداء احد کے بارے میں کہا تھا "اگر وہ ہمارے ساتھ ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے"۔ سو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے اس قول کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی: "اینما تکونو ایدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ" علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مکڑی کے لئے یہی فخر و شرف کافی ہے کہ اس نے غار ثور پر جالا تن دیا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوران ہجرت غار میں مقیم تھے۔ یہ مشہور قصہ کتب تفسیر میں موجود ہے۔ نیز مکڑی نے اس غار پر بھی جالا تنا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے پناہ لی تھی۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خالد بن نبیح ہذلی کو قتل کرنے کے لئے مقام عرفہ کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے خالد بن نبیح ہذلی کو قتل کر دیا۔ پھر اس کا سر اٹھا کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ میں ایک غار میں روپوش ہوئے۔ مکڑی نے اس غار پر جالا تن دیا۔ خالد کی قوم کے افراد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ لیکن انہوں نے یہاں کچھ بھی نہیں پایا۔ وہ ناکام ہو کر واپس ہو گئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ غار سے باہر آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس خالد بن نبیح ہذلی کا سر بھی تھا۔ حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن نبیح ہذلی کا سر دیکھا تو فرمایا۔ اصل میں تیرا چہرہ کامیاب ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بلکہ آپ کا چہرہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اور خالد بن ہذلی کا سر حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا اور تمام واقعہ سنایا۔ حضور شہنشاہ ابرار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے ہاتھ کا ایک عصاء حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ تم اس عصاء کو ہاتھ میں لے کر جنت میں داخل ہونا۔ جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے اپنے اہل وعیال کو وصیت کی کہ اس عصاء کو میرے کفن میں رکھ دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد گھر والوں نے ایسا ہی کیا حضرت انیس رضی اللہ عنہ کے روپوش ہونے کی مدت اٹھارراتیں تھی۔

حکم: مکڑی کو کھانا حرام ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (مکڑی کے گھر سے بھی زیادہ کمزور گھر) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ۝ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ العنکبوت آیت 41تا44)

ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنالیے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر کیا اچھا ہوتا اگر جانتے اللہ جانتا ہے جس چیز کی اس کے سوا پوجا کرتے ہیں اور وہی عزت وحکمت والا ہے اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے بے شک اس میں نشانی ہے مسلمانوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال مکڑی کے جالے سے دی ہے جنہوں نے اللہ کے علاوہ اور معبود ٹھہرا رکھے ہیں۔ اس لئے کہ مکڑی کا جالا اس قدر کمزور ہوتا ہے کہ ذرا سے اشارے سے ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح مشرکین کے من گھڑت معبود نفع ونقصان کی قدرت نہیں رکھتے اور قیامت کے دن وہ انہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔ قریش کے جہلا کہتے تھے کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرتے اور ہنستے تھے۔ حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ ان ظاہری مثالوں میں کتنے دقیق معانی چھپے ہیں۔

خواص: اگر مکڑی کا جالا تازہ زخموں پر رکھ دیا جائے تو یہ ظاہری بدن کی حفاظت کرتا ہے اور اسی طرح اگر کسی زخم سے خون نہ رکتا ہو تو اس پر بھی مکڑی کا جالا لگانے سے خون بند ہو جائے گا۔ اگر چاندی پر میل وغیرہ جم گیا ہو تو اس پر مکڑی کا جالا لگانے سے چمک آ جائے گی وہ مکڑی جو پاخانہ وغیرہ میں جالا تنتی ہے اگر اس کو بخار میں مبتلا شخص کے بدن پر لٹکا دیا جائے تو اس کے لئے نافع ہے اور اس کا بخار ختم ہو جائے گا اگر مکڑی کو کسی پارچہ میں لپیٹ کر کسی چوتھیا بخار میں مبتلا شخص کے گلے میں لٹکا دیا جائے تو اس کا بخار ختم ہو جائے گا۔ اگر گھر میں آس کے درخت کے پتوں کی دھونی دی جائے تو تمام مکڑیاں گھر سے بھاگ جائیں گی۔ صاحب عین الخواص کا یہی قول ہے۔

تعبیر: مکڑی کا خواب میں دیکھنا ایسے شخص پر دلالت کرتا ہے جو فریبی دو ہزہیں زاہد بنا ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکڑی کو

خواب میں دیکھنا ملعونہ عورت کی طرف اشارہ ہے جو اپنے شوہر کے بستر سے کنارہ کش ہوتی ہے۔ خواب میں مکڑی کا گھر اور اس کا جالا دیکھنے کی تعبیر سستی اور کمزوری سے دی جاتی ہے۔

العود

"العود" اس کا مطلب بوڑھا اونٹ ہے بوڑھی اونٹنی کو "عودۃ" جاتا ہے۔

العواساء

"العواساء" (عین کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب گبریلا کی قسم کا ایک کیڑا ہے۔

العوس

"العوس" بکریوں کی ایک قسم کو "العوس" کہا جاتا ہے۔

العومۃ

"العومۃ" اس کا مطلب ایک قسم کا چوپایہ ہے جو پانی میں رہتا ہے۔ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کی جمع "عوم" آتی ہے۔

العوھق

"العوھق" اس کا مطلب پہاڑی ابابیل ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب سیاہ کوا ہے۔

العلا

"العلا" اس کا مطلب ایک معروف پرندہ ہے قطاء عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔

العلام

"العلام" اس کا مطلب باز کی ایک قسم "الباشق" ہے اصل میں "باب الباء" میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

العیثوم

"العیثوم" اس کا مطلب بجو ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعبیدہ سے یہی نقل کیا ہے لیکن دوسرے اہل علم کے نزدیک مادہ ہاتھی کو "العیثوم" کہا جاتا ہے۔

العیر

"العیر" اس کا مطلب وحشی اور اہلی گدھا ہے اس کی جمع کے لئے "اعیار" معیلو راء اور عیور" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ابن ماجہ نے عتبہ بن عبداللہ سلمی کی ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور شاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس (ہم بستری کے لئے) آئے۔ تو اسے چاہئے کہ وہ پردہ کرے (یعنی کوئی کپڑا اپنے اوپر ڈال لے) اور گدھے گدھی کی طرح برہنہ ہو کر یہ کام (جماع) نہ کرے نسائی میں عبداللہ بن سرجس سے مروی ہے کہ حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے چاہئے کہ اپنے اوپر کپڑا ڈال لے اور گدھا گدھی کی طرح برہنہ ہو کر یہ کام نہ کرے۔ ابو منصور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی پر اس طرح نہ پڑے جس طرح گدھا (گدھی پر) پڑتا ہے جبکہ دونوں (میاں بیوی کے) درمیان ''رسول'' ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''رسول'' کیا ہے؟ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوسہ اور نرم گفتگو۔ حدیث میں ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی (نافرمان) بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس پر لادتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ بندہ گناہوں سے لدا ہوا ایسا معلوم ہوگا جس طرح کہ جنگلی گدھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدینہ کے ایک پہاڑ کا نام بھی ''عیر'' ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ سمجھتے تھے اور مکروہات میں اس سے مثال دی جاتی ہے اور ''عیر العین'' آنکھ کے حلقہ کو بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ: روایت کی گئی ہے کہ حضرت خالد بن سنان عبسی علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو وحشی گدھے میری قبر پر آئیں گے اور ان کے آگے ایک نر گدھا ہوگا۔ جب تم یہ منظر دیکھو تو میری قبر کو کھول دینا میں تم کو اولین واخرین کے علم کی خبر دوں گا۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو قوم آپ کی وصیت کے مطابق متفق ہوگئی آپ کے صاحبزادے نے اس فعل پر کراہت کا اظہار فرمایا کہ وہ آپ کی قبر کو کھولیں تو آپ کے (یعنی خالد بن سنان علیہ السلام کے) صاحبزادے نے قبر کو کھولنے سے منع کر دیا کہ ہم پر لوگ طعن وتشنیع کریں گے اور کہیں گے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے والد کی قبر (دوبارہ) کھودی تھی۔

راوی کہتے ہیں کہ اگر قوم کے افراد قبر کھود دیتے تو حضرت خالد بن سنان علیہ السلام ضرور ان کو اولین وآخرین کے علم کی خبر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ نہیں تھا۔

اصل میں پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا ''اهلاً بنت خير نبي'' یا اسی طرح کے الفاظ فرمائے۔

مروی ہے کہ جب حضرت خالد بن سنان علیہ السلام کی صاحبزادی نے رسول انور، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو قل هو الله احد پڑھتے ہوئے دیکھا تو وہ کہنے لگی کہ میرے والد محترم بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔ شاعر نے کسی آدمی کی ہجو میں یہ اشعار کہے

لو كنت سيفًا كنت غير عضب
او كنت ماء كنت غير عذب
او كنت لحمًا كنت لحم كلب
او كنت عيرًا كنت غير ندب

''اگر تو تلوار ہوتا تو کند تلوار ہوتا یا اگر تو پانی ہوتا تو میٹھا نہ ہوتا''۔

''یا تو گوشت ہوتا تو کتے کا گوشت ہوتا یا گدھا ہوتا تو چال میں کمزور ہوتا یعنی سست رفتار ہوتا''۔

ابن عرس

''ابن عرس'' اس کا مطلب نیولا ہے اس کے لقب کے لئے ابوالحکم اور ابوالوثاب کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ایسا چوپایہ ہے جس کو فارسی میں ''راسو'' کہا جاتا ہے یہ لفظ ''ابن عرس'' عین کے کسرہ کے ساتھ اور راء کے سکون کے ساتھ ہے اس کی جمع ''بنات عرس'' اور ''بنی عرس'' آتی ہے۔ اخفش کا یہی قول ہے۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ ایک پتلا حیوان ہے جو چوہوں کا دشمن ہے اور ان کے بلوں میں داخل ہو جاتا ہے اور ان چوہوں کو باہر نکال دیتا ہے۔ یہ جانور مگرمچھ کا بھی دشمن ہے سو مگرمچھ عام طور پر اپنا منہ کھولے رکھتا ہے۔ نیولا مگرمچھ کے منہ میں داخل ہو کر اس کے پیٹ میں چلا جاتا ہے اور اس کی آنتیں کھاتا ہے اور پھر باہر نکل آتا ہے۔ نیولا سانپ کا بھی دشمن ہے۔ اس لئے یہ سانپ کو قتل کر دیتا ہے۔ جب نیولا بیمار ہوتا ہے تو مرغی کے انڈے کھاتا ہے سو اس کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔

حکایت بیان کی گئی ہے کہ نیولا چوہے کے پیچھے اسے شکار کرنے کے لئے دوڑا۔ چوہا درخت پر چڑھ گیا نیولا بھی چوہے کے پیچھے درخت پر چڑھ گیا' یہاں تک کہ چوہا درخت کی چوٹی پر پہنچ گیا اور اب اس کے لئے بھاگنے کا راستہ نہ رہا۔ چوہا ایک شاخ کا پتا منہ میں دبا کر لٹک گیا سو نیولا چیخا تو اس کی پکار سن کر اس کی مادہ آ گئی' جب نیولا کی مادہ درخت کے نیچے آ گئی تو نیولے نے درخت کی اس شاخ کو کاٹ دیا جس پر چوہا لٹکا ہوا تھا۔ چوہا نیچے گرا تو نیولے کی مادہ نے چوہے کو پکڑ لیا جو (پہلے سے) درخت کے نیچے (موجود) تھی۔

عبداللطیف بغدادی مزید کہتے ہیں کہ یہ حیوان طبعاً چور ہوتا ہے اس لئے جب اس کو سونے چاندی جیسی چیز مل جائے تو یہ اس کو اٹھا کر اپنے بل میں لے جاتا ہے جس طرح چوہے چیزیں اٹھا کر بل میں لے جاتے ہیں۔ یہ حیوان چوہے کا دشمن ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے لیکن اس کے باوجود چوہا نیولے کی بجائے بلی سے زیادہ خائف رہتا ہے۔

عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ نیولا مصر کے علاقے میں بہت پایا جاتا ہے۔ عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے ایک حکایت بیان کی کہ ایک آدمی نے نیولے کے بچے کا شکار کیا اور اسے پنجرے میں بند کر کے ایسی جگہ رکھا جہاں سے اس کی ماں اسے دیکھ سکے۔ جب اس کی ماں نے اسے دیکھ لیا تو وہ اپنے بل میں گئی۔ پھر وہ پنجرے کی طرف آئی اور اس کے منہ میں ایک دینار تھا۔ اس نے اس دینار کو پنجرے کے پاس رکھ دیا۔ یہ اس کے بچے کی رہائی کا فدیہ تھا۔ جب شکاری نے اس کے بچے کو رہا نہیں کیا تو وہ پنجرے کی طرف گئی اور ایک دوسرا دینا لے کر آ گئی یہاں تک کہ اس نے پانچ دینار اپنے بل سے لا کر پنجرے کے سامنے رکھ دیئے' جب اس (نیولے کی ماں) نے دیکھا کہ اس کے بچے کی رہائی نہیں ہوئی تو وہ اپنے بل کی طرف گئی اور ایک خالی تھیلی لا کر پنجرے کے پاس رکھ دی۔ وہ یہ بتانا چاہتی تھی کہ اب اس کے پاس کوئی دینار نہیں۔ شکاری نے اس کے بچے کو رہا نہیں کیا تو وہ دیناروں کی طرف لپکی تاکہ انہیں اٹھا لے۔ تو شکاری نے دینار چھن جانے کے ڈر سے اس کے بچے کو رہا کر دیا۔

اصل میں یہ واقعہ بھی ''باب الجیم'' میں گزر چکا ہے۔

جاحظ نے کہا ہے کہ نیولا چوہے کی ایک قسم ہے اور ثبوت کے طور پر جاحظ نے شمعمق شاعر کا یہ قول پیش کیا ہے

نزل الفارات بیتی رفقة من بعد رفقة

وابن عرس رأس بیتی صاعدًا فی رأس طبقه

صبغة ابصرت منها فی سواد العین زرقه

مثل هذا فی ابن عرس اغبش تلوه بلقه

''میرے گھر میں پرانے رفقا کے جانے کے بعد اب چوہے میرے رفیق ہیں''۔

''میرے گھر کا کل متاع اب صرف وہ نیولے ہیں جو اوپر نیچے ہر جگہ گھر میں دکھائی دیتے ہیں''۔

''آنکھوں کی سیاہی میں رنگ چڑھ گیا ہے حالانکہ آنکھیں نیلی تھیں''۔

''نیولے کے رنگ کی طرح کہ ہلکی سیاہی جس پر سفیدی کا غلبہ ہو''۔

سو شاعر نے ''اغبش'' اور ''ابلق'' کو نیولے کی صفت قرار دیا ہے۔ یہ دو نام ''اغبش'' اور ''ابلق'' چوہے کی تیرہ اقسام میں شامل ہیں۔ ارسطاطالیس نے ''نعوت الحیوان'' میں اور توحیدی نے ''الاقناع والموانسۃ'' میں لکھا ہے کہ نیولے کی مادہ منہ کے ذریعے حاملہ ہوتی ہے اور دم سے بچہ جنتی ہے۔

حکم: کہا گیا ہے کہ نیولا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ چوہے کی طرح ہوتا ہے۔ شرح مہذب میں مرقوم ہے کہ نیولا کھانا حلال ہے۔ اس میں ایک قول یہ بھی ہے جسے ماوردی نے نقل کیا ہے کہ نیولا کھانا حرام ہے۔ شافعی مذہب میں نیولے کے بارے میں حلت وحرمت کے دونوں قول ہیں لیکن احناف کے نزدیک نیولا حرام ہے۔

خواص: نیولے کا دماغ سرمہ کے طور پر آنکھوں کی دھند کے لئے فائدہ مند ہے اگر نیولا کا دماغ خشک کر کے سرکہ کے ساتھ پی لیا جائے تو مرگی کے مرض میں بے حد مفید ہے۔ نیولا کے گوشت کی مالش کرنا جوڑوں کے درد کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ نیولے کی چربی دانتوں پر ملنے سے دانت فوراً گر جاتے ہیں۔ نیولے کا گرم پتا پینا ہلاکت کا باعث ہے۔ نیولے کے خون کی مالش سے کنٹھ مالا تحلیل ہو جاتی ہے۔ اگر نیولے اور چوہے کے خون کو پانی میں حل کر کے کسی گھر میں چھڑک دیا جائے تو گھر والوں میں لڑائی ہو جائے گی۔ یہی تاثیر نیولے اور چوہے کو کسی گھر میں دفن کر دینے کی ہے۔ نیولے کا پاخانہ زخموں پر لگا دیا جائے تو خون بہنا بند ہو جائے گا۔ اگر نیولے کی دونوں ہتھیلیاں کسی عورت کے گلے میں لٹکا دی جائیں تو جب تک اس کے گلے میں نیولے کی ہتھیلیاں لٹکی رہیں گی وہ حاملہ نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

ام عجلان

''ام عجلان'' حضرت جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک قسم کا سیاہ پرندہ ہے جسے ''قوبع'' کہا جاتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ایک سیاہ پرندہ ہے جس کی دم سفید

ہوتی ہے اور یہ اکثر اپنی دم کو حرکت دیتا رہتا ہے۔اس پرندے کو ''الفتاح'' بھی کہا جاتا ہے۔

ام عزة

''ام عزۃ'' اس کا مطلب مادہ ہرن ہے مادہ ہرن کے بچوں کو ''عزۃ'' کہا جاتا ہے۔

ام عویف

''ام عویف'' اس کا مطلب ایک قسم کا چوپایا ہے جس کا سر موٹا ہوتا ہے اور اس کے سر میں ایک نشان ہوتا ہے اور اس کی دم بھی ہوتی ہے اس جانور کے چار کندھے (پر) ہوتے ہیں جب یہ جانور انسان کو دیکھ لیتا ہے تو اپنی دم پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے پروں کو پھیلا لیتا ہے لیکن اڑتا نہیں ہے۔

ام العیزار

ام العیزار'' اس کا مطلب ''السبیطر'' (یعنی لمبا مرد) ہے۔المہذب کے باب البدنۃ میں ذکر ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں جس شخص نے کاٹی تھیں اس کا نام ''العیزار بن سالف'' ہے۔

باب الغین المعجمة

الفاق

"الفاق" اس کا مطلب ایک قسم کا معروف آبی پرندہ ہے۔

الغداف

"الغداف" اس کا مطلب کوّے کی ایک قسم ہے اس کی جمع "غدفان" آتی ہے۔

الغذی

"الغذی" اس کا مطلب "السخلة" (یعنی بکری کا بچہ) ہے۔ اس کی جمع "غذا" آتی ہے جس طرح "فیصل" کی جمع "فصال" آتی ہے۔

الغراب

"الغراب" اس کا مطلب معروف پرندہ کوا ہے اس کا یہ نام اس کے سیاہ ہونے کی وجہ سے پڑ گیا ہے۔ (عربی میں "غراب" سیاہ کے مطلب ہی میں استعمال ہوتا ہے)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "اور بعض نہایت سیاہ پہاڑ"۔ اسی طرح حدیث شریف سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہ ابرار شافع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ سیاہ بوڑھے کو ناپسند کرتا ہے۔ حضرت راشد بن سعد نے اس حدیث کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "الشیخ الغربین" کا مطلب وہ بوڑھا آدمی ہے جو خضاب وغیرہ لگاتا ہو "الغراب" کی جمع کے لئے غربان' اغربۃ' اغرب' غربین' غرب کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اصل میں ان تمام الفاظ کو ابن مالک نے اپنے اس قول میں جمع کیا ہے۔

واغرب وغرابین وغربان
بالغرب اجمع غرابا ثم اغربة

"غراب کی جمع "غرب" ہے پھر اغربۃ' اغرب' غرابین' غربان بھی غراب کی جمع ہیں"۔

اس کے لقب کے لئے ابو حاتم' ابو جحاوف' ابو الجراح' ابو حذر' ابو زیدان' ابو زاجہ' ابو اشوام' ابو غیاث' ابو القعقاع اور ابو المر کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اس کو ابن الابرص' ابن بریح اور ابن دابت بھی کہا جاتا ہے کوے کی مختلف قسمیں ہیں جن میں الغداف (گرم کوا جس کا رنگ راکھ کی طرح ہوتا ہے) الزاغ' الاکحل' غراب الزرع (کھیتی کا کوا) اور الاورق" شامل ہیں۔ "الاورق" یہ ایسا کوا ہے جو جو کچھ بھی سنتا ہے اسے اپنی زبان سے بیان کرتا ہے۔ کوے کی ایک قسم "غراب الاعصم" بھی ہے جو

نہایت قلیل الوجود ہے۔ اہل عرب کوے کی اس قسم کی قلت کو مثال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ (غراب اعصم سے بھی زیادہ نکمیاب)۔

''غراب الاعصم'' کا حدیث میں تذکرہ: حضور شہنشاہ ابرار دافع رنج و ملال شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورتوں میں نیک عورت کی مثال ایسی ہے جس طرح کہ سو کوؤں میں ایک ''غراب الاعصم'' ہے۔ (رواہ الطبرانی من حدیث ابی امامۃ)

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ''غراب الاعصم'' کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس (کوے کا) ایک پاؤں سفید ہو۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرالظہران میں تھے تو ہم نے وہاں بہت سے کوے دیکھے اور ان میں ''غراب الاعصم'' بھی تھا جس کی چونچ سرخ اور پاؤں سرخ تھے۔ حضور شہنشاہ مدینہ قرار قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں عورتوں میں سے (عورتیں) داخل نہیں ہوں گی مگر اتنی تعداد میں جتنی تعداد ان کوؤں میں ''غراب الاعصم'' کی ہے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

احیاء میں ذکر ہے کہ ''غراب الاعصم'' کا مطلب سفید پیٹ والا کوا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک سفید بازوؤں والے کوا ''غراب اعصم'' ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ سفید پاؤں والا کوا ''غراب اعصم'' ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور تاجدار رسالت فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح عورتوں کی کمی اور جنت میں عورتوں کی کمی کو ''غراب الاعصم'' کی مثال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیونکہ ''غراب العصم'' کوؤں میں بہت کم ہوتے ہیں۔ حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ''اے بیٹے بری عورت سے بچنا کیونکہ بری عورت تجھے بڑھاپے سے پہلے ہی بوڑھا کر دے گی اور بری عورتوں سے بھی بچنا کیونکہ وہ تجھے بھلائی کی دعوت نہیں دیں گی اور نیک عورتوں سے محتاط رہنا''۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم جو شخص بھی اپنی عورت کی خواہشات کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ ان کی مخالفت میں برکت ہے۔ اصل میں اسی طرح کہا گیا ہے کہ ان سے (یعنی عورتوں سے) مشورہ کرو اور پھر ان کے مشورہ کے برعکس عمل کرو۔

تاریخ میں زمزم کی کھدائی میں ذکر ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب نے دیکھا کہ کہنے والا کہہ رہا ہے ''احفر طیبة'' (طیبہ کی کھدائی کرو) حضرت عبدالمطلب نے کہا ''طیبہ'' کیا ہے؟ کہنے والے نے کہا کہ زمزم ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا اس کی نشانی کیا ہے؟ کہنے والے نے جواب دیا کہ اوجھ اور خون کے درمیان ''غراب العصم'' کے انڈے دینے کی جگہ ہے سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بے شک جو شخص کعبۃ اللہ کو منہدم کرے گا اس میں کوے کی صفات پائی جائیں گی اور وہ ''ذو السویقتین'' ہے۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ حضور شاہ بنی آدمؑ دو عالم کے مالک ومختار رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حبشہ کا آدمی "ذو السویقتین" کعبۃ اللہ کو خراب کرے گا۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے کہ حضور رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ سیاہ ہے بانڈا ہے۔ وہ کعبۃ اللہ کے پتھروں کو اکھاڑ رہا ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ حبشی ہے کشادہ پنڈلیوں والا، نیلی آنکھوں والا، چپٹی ناک والا، بڑے پیٹ والا ہے اور اس کے ساتھی کعبۃ اللہ کے پتھروں کو توڑ رہے ہیں اور وہ ان پتھروں (کعبۃ اللہ کے پتھروں) کو اٹھا کر سمندر میں پھینک رہے ہیں۔

ابو الفراج ابن جوزی نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ حلیمی نے ذکر کیا ہے کہ کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کا یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا (جبکہ وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے) حدیث شریف میں ہے کہ اس گھر (کعبۃ اللہ) کا بہت زیادہ طواف کرو اس سے پہلے کہ اسے اٹھا لیا جائے۔ اصل میں کعبۃ اللہ دو مرتبہ ڈھایا جا چکا ہے اور اب تیسری مرتبہ اٹھا لیا جائے گا۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "غراب اللیل" بھی کوے کی ایک قسم کا نام ہے جاحظ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ایسا کوا ہے جس نے عام کوؤں کی عادت کو چھوڑ کر الو کی طرح عادت اپنا لی ہے۔ "طیر اللیل" رات کا پرندہ ہے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے بعض افراد کو یہ کہتے سنا ہے کہ یہ کوا اکثر رات کے وقت دکھائی دیتا ہے۔ ارسطا طالیس نے "النعوت" میں لکھا ہے کہ کوے کی چار قسمیں ہیں:

1۔ بالکل سفید

2۔ سیاہ وسفید

3۔ سر اور دم قدرے سفید

4۔ سیاہ طاؤسی

جس کے پروں پر چمک ہوتی ہے اور ٹانگوں کا رنگ مرجان کی طرح ہوتا ہے۔

کوے کی ان تمام قسموں کی خاصیت یہ ہے کہ یہ چھپ کر جفتی کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ نر اپنی مادہ کوی کی دم کے ساتھ اپنی دم ملا لیتا ہے اور جفتی سے فراغت کے بعد اپنی مادہ کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتا کیونکہ اس میں وفا بہت کم ہوتی ہے۔ کوے کی مادہ چار یا پانچ انڈے دیتی ہے اور جب انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں تو مادہ ان بچوں کو تنہا چھوڑ دیتی ہے۔ اس لئے کہ بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں تو بہت بدصورت ہوتے ہیں ان کا جسم چھوٹا، سر اور چونچ بہت لمبی ہوتی ہے جسم کے حصے ایک دوسرے سے الگ اور بے جوڑ ہوتے ہیں۔ بچوں کے والدین ان کی بدصورتی کی وجہ سے ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے گھونسلوں میں مچھر، مکھی اور بھنگے وغیرہ کو ان کا رزق بنا دیتا ہے۔ کوے کے بچے ان سے قوت حاصل کرتے ہیں۔ جب

ان بچوں میں قوت آ جاتی ہے اور ان کے بال پر وغیرہ نمودار ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے والدین واپس ان کے پاس آ جاتے ہیں۔ مادہ (یعنی بچوں کی ماں) ان کو اپنے پروں میں دبا لیتی ہے اور نر ان کے لئے خوراک وغیرہ کا بندوبست کرتا ہے کوّے کی یہ خاصیت ہے کہ یہ شکار نہیں کرتا بلکہ اگر وہ گندگی کو پالیتا ہے تو اسے کھالیتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو بھوک کی وجہ سے مر جاتا ہے کوا ایسے چلتا اور چڑھتا ہے جس طرح کمزور پرندے چلتے اور چڑھتے ہیں۔ ''الغداف'' نامی کوا ''الو'' سے لڑتا ہے اور اس کے انڈے اٹھا کر کھا جاتا ہے۔ اس کوے میں ایک عجیب غریب خاصیت ہے کہ جب انسان اس کے بچوں کو اٹھانے کا ارادہ کرتا ہے تو نر اور مادہ دونوں اپنے پنجوں میں کنکریاں اٹھا کر فضا میں اڑتے ہیں تو وہ دونوں کنکریاں ان پر پھینکتے ہیں۔ ان دونوں نر و مادہ کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کو اٹھانے کے لئے آنے والا ڈر کر بھاگ جائے۔ جاحظ کہتے ہیں کہ صاحب منطق الطیر نے کہا ہے کہ کوا منحوس پرندہ ہے اور اس اس میں کسی قسم کی کوئی خوبی نہیں ہوتی کوا گندگی اور کیڑے مکوڑوں سے غذا حاصل کرتا ہے۔

فائدہ: اہل عرب کوے کو منحوس سمجھتے ہیں اس لئے انہوں نے اس کے نام ''الغراب'' سے مختلف اسماء مشتق کئے ہیں۔ مثلاً ''غربت' اغتراب'' وغیرہ اور یہ تمام برے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

سو لفظ ''غ'' سے غدر' غرور' غیبت' غم' غلتہ (کینہ) غرۃ اور غول لفظ راء سے زرء (مصیبت) روع اور ردی (ہلاکت) لفظ ''ب'' سے ''بلویٰ'' اور ''بوس'' (تنگی) برح (مکر) بوار (ہلاکت) نکلتے ہیں۔

محمد بن ظفر نے اس طرح نقل کیا ہے کہ کوے کی ایک قسم ''غراب البین الابقع'' ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ ''غراب البین الابقع'' کا مطلب وہ کوا ہے جو سیاہ اور سفید ہو۔ صاحب المجالس نے کہا ہے کہ اس کوے کو ''غراب البین'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام سے جدا ہو گیا تھا' جب حضرت نوح علیہ السلام نے اس کو پانی تلاش کرنے بھیجا تو یہ پانی کی تلاش میں نکلا لیکن واپس نہیں آیا۔ اس لئے اس کوے کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ اس کوے کو فاسق کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کوے کو پانی کی تلاش میں بھیجا تھا لیکن یہ حضرت نوح علیہ السلام کے حکم کو پورا کرنے کی بجائے گندگی کھانے میں مصروف ہو گیا تھا اس لئے اس کو فاسق (نافرمان) کہا جاتا ہے۔

صاحب منطق الطیر نے کہا ہے کہ کوا حیوانات کی ایسی قسم ہے جس کو حل و حرم میں ہر جگہ قتل کرنے کا حکم ہے۔ نیز اس کو ''فواسق'' میں شمار کیا ہے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''الفواسق'' ابلیس کے نام سے نکلا ہے جاحظ نے کہا ہے کہ ''غراب البین'' کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ''غراب الصغیر'' ہے جو نحوست اور کمزوری کے لئے معروف ہے دوسری قسم وہ ہے جو ان گھروں میں آ کر بیٹھتا ہے جن کو لوگ خالی کر کے کہیں اور چلے جاتے ہیں' جب اہل عرب ''غراب البین'' سے ''ناپاکی'' مراد لیتے ہیں تو ایک صورت میں یہ لفظ کوؤں کی تمام اقسام کو شامل ہوتا ہے نہ کہ خاص اس کوے جو سیاہ سفید ہوتا ہے۔ مقدسی نے ''کشف الاسرار'' میں لکھا ہے کہ ''غراب البین'' کا مطلب وہ سیاہ کوا ہے جو نوحہ کرتا ہے۔ جس طرح مصیبت اور غم کے وقت نوحہ کیا جاتا ہے۔ نیز جب یہ کوا دوست واحباب کو ایک ساتھ دیکھتا ہے تو ان کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے اور ان کی جدائی اور

مکانوں کی ویرانی کی خبر دیتا ہے۔

ارسطاطالیس نے ''النعوت'' میں لکھا ہے کہ ''غراب البین'' وہ کوا ہے جس کا جسم سیاہ اور اس کی چونچ اور ٹانگیں زرد ہوتی ہیں۔اس کی غذا گوشت اور گندگی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے منع فرمایا۔یعنی سجدے میں اتنی دیر سر رکھنا جتنا کوا کھانے کے لئے اپنی چونچ (زمین پر) رکھتا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الادب'' میں اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''المستدرک'' میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شعب الایمان'' میں اور علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن حرث اموی سے روایت کیا ہے وہ اپنی ماں ''ریطہ بنت مسلم'' سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ میرے والد فرماتے ہیں: میں حضور شاہ مدینہ قرار قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوا سو حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا میرا نام ''غراب'' ہے۔حضور سراج السالکین انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ تمہارا نام ''مسلم'' ہے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم مختار کل کائنات شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے ''غراب'' نام کو تبدیل کر دیا اس لئے کہ یہ ایسے پرندے کا نام ہے جو فعل اور غذا کے لحاظ سے خبیث ہے۔اسی لئے حضور مکی مدنی سرکار سرکار ابد قرار بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حل وحرم میں قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

سنن ابی داؤد میں ذکر ہے کہ حضور شاہ ابرار شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔حضور پاک صاحب لولاک سیاح افلاک بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا میرا نام ''اصرم'' ہے سو حضور پاک مختار کل کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ تیرا نام ''زرعۃ'' ہے۔علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصرم'' نام کو اس لئے بدل دیا کہ ''اصرم'' میں توڑنے کا مطلب ہوتا ہے۔امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور شاہ ابرار دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عاص'عزیز'عقلۃ' شیطان'الحکم حباب'شہاب'عفرۃ'' ناموں کو تبدیل فرمایا ہے۔

''عاص'' نام کو اس لئے تبدیل فرمایا کہ اس میں نافرمانی کے معنی پائے جاتے ہیں اور مومن کی صفت اطاعت وفرمانبرداری ہے اور عزیز نام کو بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں صاحب عزت کے معنی ہوتے ہیں اور عزت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور بندے کی شان عاجزی اور انکساری ہے۔عقلۃ کے نام کو اس لئے بدل دیا کہ اس میں شدت اور غلاظت کے معنی ہیں جبکہ مومن کی صفت نرمی اور سہولت ہے ''الحاکم'' نام کو بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ حاکم جس کا فیصلہ بدلا نہیں جاسکتا اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔اور حباب اس نام کو بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شیطان کا نام ہے ''الشیطان'' اس نام کو بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خیر سے دوری کے معنی پائے جاتے ہیں ''الشہاب'' نام کو بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مطلب شعلہ اور آگ کے ہیں اور آگ اللہ کی عقوبیت میں داخل ہے۔اس لئے اس نام کو بدل دیا۔''عفرۃ'' سے مراد وہ زمین ہے جس میں کوئی بھی چیز اگانے کی صلاحیت نہ ہو سو حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو بدل کر اس کی جگہ ''خضرۃ'' نام رکھ دیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الزہد'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کوے کی آواز پر فرمایا کرتے تھے ''اللھم لاطیر الا طیرک ولاخیر الاخیرک ولا الہ الا غیرک'' علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں ابن طبرزد کی مسند سے روح ابن حبیب کا یہ واقعہ پہنچا ہے کہ وہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس ایک کوالایا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوے کے باوز دیکھے تو ''الحمدللہ'' کہا پھر فرمایا کہ حضور اکرم شفیع المذنبین راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی جانور شکار نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی تسبیح میں کمی نہ آ جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اگنے والی ہر جڑی بوٹی پر کوئی نہ کوئی فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو اس کی تسبیح کرتا رہتا ہے اور کوئی درخت بھی جھاڑا یا کاٹا نہیں جاتا ہے جب تک کہ اس کی تسبیح میں کمی نہ آ جائے۔ انسان کو کوئی برائی نہیں پہنچتی مگر اس کے گناہوں کی وجہ سے اور بہت سے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے کوے! اللہ تعالیٰ کی عبادت کر پھر حضرت ابوبکر صدیق نے اس کوے کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: ابوالہیثم نے فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ کوا زمین کے اندر کی چیز اپنی چونچ کی لمبائی کے بقدر گہرائی تک دیکھ لیتا ہے۔

جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس (تدفین کا طریقہ سکھانے کے لئے) ایک کوے کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی اور پرندے کیوں نہیں بھیجا؟ اس میں یہ حکمت تھی کہ ہابیل کے قتل کا کام انوکھے قسم کا تھا جو اس سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے کوے کو بھیجا کیونکہ ''الغراب'' کوے کے نام میں بھی انوکھا پن پایا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ واتل علیھم نبا بنی آدم بالحق اذ قربانا''

مفسرین نے فرمایا ہے کہ قابیل کاشتکار تھا۔ اس نے ایسی چیز قربانی کے لئے پیش کی جو اس کے نزدیک کم قیمت تھی۔ ہابیل بھیڑ بکریوں کا مالک تھا۔ اس نے ایک عمدہ مینڈھا قربانی کیلئے (اللہ تعالیٰ کے حضور) پیش کیا۔ اس زمانے میں قربانی کے قبول ہونے کا ثبوت یہ تھا کہ آگ آتی اور قربانی والی چیز کو کھا جاتی۔ آگ نے مینڈھے کو کھالیا جو ہابیل نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی کے لئے دیا تھا۔ یہ قربانی کے لئے پیش کیا جانے والا مینڈھا جنت میں چرنے لگا' یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں قربانی کے لئے لایا گیا۔ قابیل حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں عمر کے لحاظ سے بڑا تھا۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو جاتے ہوئے قابیل کو اپنے بیٹوں پر وصی بنا دیا قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا' جب حضرت آدم علیہ السلام حج سے واپس تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے قابیل سے پوچھا ہابیل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ! اس زمین کے ٹکڑے پر لعنت فرما جس نے ہابیل کا خون پیا ہے۔ اسی وقت سے زمین نے خون پینا چھوڑ دیا ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سو سال تک زندہ رہے لیکن آپ مسکرائے نہیں' یہاں تک آپ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے اور کہنے لگے ''حیاک اللہ یا آدم وبیاک'' حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ''بیاک'' کا کیا مطلب ہے؟ ملک الموت نے کہا یہ لفظ تو میں نے آپ کو ہنسانے کے لئے کہا ہے۔ مروی ہے کہ قابیل اپنے بھائی کی لاش کو ادھر ادھر اٹھائے

پھرتا تھا یہاں تک کہ شام ہوگئی اور اس کے ذہن میں کوئی حل نہ آیا کہ وہ لاش کا کیا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو کوؤں کو بھیجا سوان میں سے ایک کوے نے دوسرے کوّے کو قتل کر دیا اور پھر اپنی چونچ سے زمین کو کھودا اور مرے ہوئے کوّے کی لاش کو زمین میں دفن کر دیا۔ قابیل نے بھی ایسا ہی کیا کہ زمین کھود کر اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔

کوے کو بھیجنے میں بڑی حکمت تھی تا کہ ابن آدم دیکھ لے کہ فنا کیا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ٥

''پھر اسے موت اور قبر میں پہنچایا''۔ (عبس آیت:21)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنی آدم پر احسان فرمایا کہ اس نے روح نکلنے کے بعد اس پر بدبو کو مسلط کر دیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرتا۔ (الحدیث)

قابیل حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے پہلا وہ شخص ہوگا جس کو آگ کی طرف ہنکایا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''دو گمراہ کرنے والے جنات سے مراد ہابیل (انسانوں میں سے) اور ابلیس (جنات میں سے) ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ رسالت، مخزنِ جود و سخا، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم سے منگل کے دن کے بارے میں پوچھا گیا؟ حضور شافع روزِ شمار، مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منگل ''یوم الدم'' یعنی خون کا دل ہے اس دن حضرت حوا علیہا السلام کو حیض آیا اور اسی دن ابن آدم نے (قابیل نے) اپنے بھائی کو قتل کیا۔ (الحدیث)

مقاتل نے کہا ہے کہ قتل کے اس واقعہ سے پہلے پرندے اور وحشی جانور بنی آدم سے مانوس تھے جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو ابن آدم کے پاس سے درندے پرندے سب بھاگ گئے۔ درختوں پر کانٹے آ گئے اور پھل اور میوے کھٹے ہو گئے اور سمندروں کا پانی نمکین ہو گیا اور زمین غبار آلود ہو گئی۔

حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور اکرم، نورِ مجسم، صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر کوئی انسان مجھ پر دست درازی کرے تو میں کیا کروں؟ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب و سینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ طریقہ اختیار نہ کرنا جو طریقہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے صالح بیٹے نے اختیار کیا تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیت کریمہ پڑھی (جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے)۔

ایک عجیب حکایت: علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حامد اندلسی سے نقل کیا ہے کہ بحر الاسود پر اندلس کے کنارے ایک ''کنیسہ'' نامی پتھر ہے جو ایک پہاڑ پر نصب ہے اس پتھر پر ایک بڑا قبہ بنا ہوا ہے اور اس قبے پر ایک کوا بیٹھا ہوا ہے جو اس سے الگ نہیں ہوتا اور اس قبہ کے سامنے مسجد بنی ہوئی ہے۔ جس کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس جگہ مانگی جانی والی دعا قبول ہوتی ہے۔ اصل میں پادریوں سے یہ بات طے ہے کہ جو مسلمان مسجد کی زیادت کے لئے آئیں پادری ان کی

ضیافت کریں۔ جو کوئی مسلمان زیارت کی غرض سے وہاں پہنچتا ہے تو کوا قبہ کے ایک سوراخ میں اپنا منہ ڈالتا ہے اور چیختا ہے اور اگر زیارت کرنے والے دو افراد ہوں تو دو مرتبہ چیختا ہے اور اسی طرح جتنی تعداد ہو لوگوں کی اس کے مطابق چیختا ہے جب کوے کی آواز پادریوں کو جاتی ہے وہ اس آواز سے زائرین کی تعداد معلوم کر لیتے ہیں اور اسی کے مطابق کھانا لاتے ہیں یہ کنیسہ ''کنیسۃ الغراب'' کے نام سے مشہور ہے۔ پادریوں کا خیال ہے کہ ہم عرصہ دراز سے اس کوے کو اسی قبے پر دیکھ رہے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کہاں سے کھاتا پیتا ہے۔

ایک دوسری عجیب وغریب حکایت: ابوالفراج المعانی بن زکریا نے ''کتاب الجلیس والانیس'' میں نقل کیا ہے کہ ہم قاضی ابوالحسن کے پاس بیٹھے تھے سو حسب معمول ہم ان کے پاس آئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے۔ ایک اعرابی بھی کسی ضرورت سے وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ قاضی صاحب کے گھر میں کھجور کا ایک درخت تھا اس پر ایک کوا آ کر بیٹھ گیا۔ وہ کوا کائیں کائیں کرنے لگا پھر اڑ گیا۔ پھر اعرابی نے کہا یہ کوا کہہ رہا ہے کہ اس گھر کے مالک کا سات دن بعد انتقال ہو جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے اعرابی کو ڈانٹا اور وہ اعرابی اٹھ کھڑا ہوا اور چل دیا پھر قاضی صاحب نے ہمیں اندر بلایا۔ ہم گھر میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ قاضی صاحب کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے اور پریشان ہیں۔ ہم نے کہا کیا خبر ہے؟ قاضی صاحب نے فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں ایک آدمی کو یہ کہتے ہوا سنا ہے

منـــــازل آل عبـــادِ بـن زیـدٍ　　　علـــی اهـلیك والـنـعـم السلام

''اے آل عباد بن زید کے گھر والو! تم پر اور تمہاری نعمتوں پر سلامتی ہو''۔

قاضی صاحب نے فرمایا کہ اصل میں اس خواب نے میرے دل کو پریشان کر دیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے قاضی صاحب کو دعائیں دیں اور واپس آ گئے۔ جب ساتواں دن ہوا تو ہم نے سنا کہ قاضی صاحب کو دفن کر دیا گیا ہے۔

قاضی ابوطیب طبری نے کہا ہے کہ میں نے یہ حکایت ''شیخنا ابی الفرج'' کے الفاظ کے ساتھ سنی ہے۔

ایک تیسری عجیب غریب حکایت: یعقوب بن سکیت نے کہا ہے کہ امیہ بن ابی الصلت ایک دن شراب پی رہے تھے کہ ایک کوا آیا۔ اور وہ کوا بولنے لگا۔ امیہ نے کوے کو کہا تیرے منہ میں مٹی' کوا پھر بولنے لگا۔ امیہ نے اس سے کہا کہ تیرے منہ میں مٹی۔ پھر امیہ اپنے ساتھیوں کے سامنے آیا تو امیہ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ حاضرین نے کہا ہمیں نہیں پتا۔ امیہ نے کہا اس کوے کا خیال ہے کہ میں شراب کا پیالہ پیتے ہی مر جاؤں گا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ کوا فلاں ٹیلے کی طرف جائے گا۔ وہ ایک ہڈی کھائے گا اور ہڈی اس کے حلق میں پھنسنے کی وجہ سے اس کی موت ہو جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ کوا ٹیلے کی طرف گیا اس نے ہڈی کھائی اور ہڈی اس کے حلق میں پھنس گئی اور اس کوے کی موت ہوگی۔ پھر امیہ نے شراب کا پیالہ پیا تو اسی وقت اس کی موت ہوگئی۔ ۱ ھ میں (یعنی علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ امیہ بن ابی الصلت کافر تھا۔ یہ بات ''مختصر المزنی اور المہذب'' وغیرہ میں ذکر ہے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امیہ کے وہ اشعار بھی سنتے تھے جن میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کا ذکر تھا۔ امیہ بن ابی صلت کا نام عبداللہ بن ربیعہ بن عوف تھا۔

امیہ زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اور رسولِ انور، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ایمان رکھتا تھا اور اس کے بارے میں اس نے بہترین اشعار کہے۔ امیہ نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن وہ مسلمان نہیں ہوا۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں یہ روایت ہے کہ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسولِ انور، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا (یعنی سواری پر ان کے پیچھے بیٹھتا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تجھے امیہ بن ابی صلت کا شعر یاد ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سناؤ۔ میں نے شعر کی ایک جز سنائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور سناؤ۔ پھر میں نے شعر کا ایک حصہ سنایا۔ حضور اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور سناؤ، میں نے سو شعر سنا دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! وہ (امیہ) مسلمان ہو جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم، نبی محتشم، رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن ابی صلت کا یہ شعر:

لك الحمد والنعماء والفضل ربنا فلا شيء اعلىٰ منك حمدًا وامجد

''اے ہمارے رب تیرے لئے ہی حمد، نعمتیں اور فضل ہے سو کوئی چیز تیری حمد و تمجید سے اعلیٰ نہیں''۔

سن کر فرمایا: ہو سکتا ہے امیہ بن ابی صلت اپنے اسی شعر کی وجہ سے مسلمان ہو جائے۔ مسند دارمی میں حدیث عکرمہ میں ذکر ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ زمانہ جاہلیت میں امیہ نے تورات و انجیل پڑھی تھی۔ ان کے پڑھنے سے اسے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے لیکن امیہ نے خیال کیا وہ نبی میں ہی ہوں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس کی امید پوری نہیں ہوئی اور امیہ حسد کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا۔

اہل عرب میں امیہ ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے کتابت (خط) کے شروع میں "باسمك اللهم" لکھنا شروع کیا اور پھر قریش بھی جاہلیت کے خطوط میں اس کلمہ کو لکھنے لگے۔ امیہ بن ابی صلت نے یہ کلمہ کہاں سے سیکھا؟ اس کے بارے میں مسعودی نے ایک عجیب داستان بیان کی ہے کہ امیہ مصحوب تھا اسے جنات دکھائی دیتے تھے۔ پھر وہ قریش کے کسی قافلہ کے ساتھ سفر کے لئے نکلا۔ تو ایک سانپ نمودار ہوا اور قافلہ والوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ایک اور سانپ نکلا اور قتل ہونے والے سانپ کا قصاص طلب کرنے لگا اور کہنے لگا کہ تم نے فلاں کو قتل کیا۔ پھر اس نے زمین پر ایک لکڑی ماری جس کی وجہ سے اونٹ بھاگ گئے سو قافلے والوں نے بڑی مشکل سے اونٹوں کو جمع کیا تو پھر وہ سانپ آیا اور اس نے دوسری مرتبہ زمین پر لاٹھی ماری۔ اونٹ پھر بھاگ گئے۔ قافلہ والوں نے بڑی مشکل سے آدھی رات تک اونٹوں کو جمع کر لیا تو وہ سانپ پھر نکلا پھر اس نے تیسری مرتبہ لاٹھی زمین پر ماری اونٹ پھر بھاگ گئے۔ تو قافلہ والے اونٹوں کو جمع نہ کر سکے یہاں تک کہ وہ اونٹوں کی تلاش میں ایسی جگہ پہنچ گئے۔ قریب تھا کہ وہ تھکن اور پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے۔ تب قافلہ والوں نے امیہ بن ابی صلت سے کہا کہ کیا تیرے پاس اس مصیبت سے نکلنے کا کوئی ذریعہ ہے؟ تو امیہ نے کہا شاید کوئی نجات کی صورت مل جائے۔ پس وہ وہاں سے چل دیا اور ایک ٹیلا پار کرنے کے بعد اسے آگ جلتی ہوئی نظر آئی، وہ آگ کی طرف چل دیا اور ایک خیمہ میں رہنے والے ایک

بوڑھے کے پاس پہنچا۔ امیہ نے اس بوڑھے سے اپنی اور اپنے قافلہ والوں کی پریشانی کی شکایت کی۔ وہ بوڑھا اصل میں جن تھا اس بوڑھے نے امیہ سے کہا تم جاؤ سو اگر تمہارے پاس سانپ آئے تو تم یہ کلمات "باسمك اللهم" سات بار پڑھ لینا۔ امیہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ گیا اور ان کلمات کے بارے میں بتایا۔ پس جب سانپ ان کی طرف آیا تو انہوں نے (قافلہ والوں نے) یہ کلمات پڑھے۔ سانپ کہنے لگا (جو اصل میں جن تھا) تمہارا برا ہو تمہیں یہ کلمات کس نے سکھائے؟ پھر وہ سانپ وہاں سے بھاگ گیا۔ اور قافلہ والوں کی پریشانی دور ہوگئی۔ اس قافلہ میں حرب بن امیہ بن عبد شمس بھی تھا جو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دادا ہیں۔ اس واقعہ کے بعد ایک جن نے ان کو سانپ کے قصاص میں قتل کر دیا۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ

وقبر حرب بمكان قفر   وليس قرب قبر حرب قبرٌ

"حرب کی قبر "ہو" کے مقام میں ہے اور حرب بن امیہ بن عبد شمس کی قبر کے قریب کوئی قبر نہیں ہے"۔

اصل میں امیہ بن ابی صلت کی بہن عاتکہ مسلمان ہوگئی اور اس نے اپنے بھائی کا یہ واقعہ بیان کیا۔ عبد الرزاق نے اس کی تفسیر بیان کی ہے۔

حکم: کوے کی تمام اقسام حرام ہیں البتہ "غراب الزرع" کھیتی کا کوا جو دانے وغیرہ کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا صحیح قول کے مطابق حلال ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں کہ ان کے قتل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں وہ جانور یہ ہیں۔

کوا، چیل، چوہا، سانپ، اور وہ کتا جو کاٹنے والا ہو۔ سنن ابن ماجہ اور بیہقی میں ذکر ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول انور شاہ بنی آدم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سانپ فاسق (نافرمان) ہے چوہا فاسق ہے اور کوا فاسق ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کون ایسا شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد ان کا (چوہے اور کوے وغیرہ کا) گوشت کھائے گا۔

امثال: شاعر نے کہا ہے کہ

ومن يكن الغراب له دليلاً   يمر به على جيف الكلاب

"اور وہ شخص جس کی رہنمائی کوا کرے تو وہ کوا اسے کتوں کے مردار پر لے جا کر کھڑا کر دے گا"۔

اہل عرب کہتے ہیں (میں ایسا نہیں کروں گا یہاں تک کہ کوا بوڑھا ہو جائے) یہ مثال اس وقت استعمال دی جاتی ہے جب کوئی ہمیشہ کے لئے کسی کام کو نہ کرنے کا وعدہ کر لے کیونکہ کوے پر بڑھاپا نہیں آتا۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیۃ" میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مسعر بن کدام کی روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی بحری سفر پر روانہ ہوا تو باد مخالف کی وجہ سے کشتی ٹوٹ گئی اور وہ آدمی ایک جزیرہ میں پہنچ گیا، وہ وہاں تین دن تک

ٹھہرا رہا لیکن اسے کوئی آدمی نظر نہیں آیا اور نہ ہی اسے کچھ کھانے کو مل سکا۔ وہ شخص زندگی سے مایوس ہو کر شاعر کا یہ شعر پڑھنے لگا ہے

اذا شاب الغراب اتیت اهلی وصار القار کاللبن الحلیب

''جب کوے پر بڑھاپا آجائے تو میں اپنے گھر واپس آؤں گا'' سو کسی نے اس کی آواز کا جواب دیا جسے وہ دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

عسی الکرب الذی امسیت فیه یکون وراءہٗ فرجٌ قریبٌ

''عنقریب مصیبت کے بعد جس میں تم مبتلا ہو فراخی حاصل ہو گی''

اس نے دیکھا کہ ایک کشتی اس کے سامنے ہے جو سو کشتی قریب آئی تو کشتی والوں نے اس کو سوار کر لیا۔ اس آدمی کو اس سفر میں بہت زیادہ نفع حاصل ہوا اہل عرب کہتے ہیں (کوے سے زیادہ تیز نگاہ والا) ابن الاعرابی کا خیال ہے کہ اہل عرب نے کوے کا ایک نام ''الغراب الاعور'' بھی رکھا ہے کیونکہ اس کی بینائی بہت تیز ہوتی ہے اس لئے یہ ایک آنکھ کو بند رکھتا ہے۔

مسعودی نے بعض حکماء فارس سے نقل کیا ہے کہ ان میں سے ایک حکیم کا قول ہے کہ میں نے ہر چیز سے اس کی اچھی عادت حاصل کی ہے' یہاں تک کہ میں نے کتے' بلی' خنزیر اور کوے کی اچھی بھی عادت حاصل کی ہے ان سے کہا گیا کہ آپ نے کتے کی کون سی اچھی خصلت اخذ کی ہے؟ حکیم صاحب نے کہا کہ کتے کی اپنی مالک کے گھر والوں سے الفت ومحبت اور اپنے مالک کے جان ومال کی حفاظت۔ ان سے کہا گیا کہ بلی کی کون سی اچھی عادت آپ نے اخذ کی ہے؟ حکیم صاحب نے کہا بلی کی چاپلوسی جبکہ وہ کھانے کے لئے کوئی چیز مانگے اس میں یہ بے مثل ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے خنزیر کی کون سی اچھی عادت اخذ کی ہے؟ حکیم صاحب نے کہا کہ خنزیر سے میں نے اس کی اپنی ضروریات سے سویرے سویرے ہی فراغت پالینے کی اچھائی کو اخذ کیا ہے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے کوے سے کون سی اچھی عادت اخذ کی ہے؟ حکیم صاحب نے کہا سختی کے ساتھ اپنی حفاظت اور دفاع کی اچھی عادت میں نے کوے سے اخذ کی ہے۔

ایک عجیب حکایت: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے امام ابی القاسم الطبرانی کی ''کتاب الدعوات'' اور ''تاریخ ابن نجار'' میں ابو یعقوب بن یوسف بن فضل میلانی'' کے حالات میں'' اور ''احیاء'' میں ''کتاب آداب السفر'' میں یہ روایت دیکھی ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے لوگوں سے مخاطب تھے کہ ایک آدمی اپنے لڑکے کے ساتھ آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری بردباری میں' میں نے ایسی مشابہت تو کوؤں میں بھی نہیں دیکھی جیسی تجھ میں اور تیرے بیٹے میں ہے۔ اس شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس لڑکے کو اس کی ماں نے اس وقت جنم دیا جبکہ وہ مر چکی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا مجھے اس لڑکے کا قصہ سناؤ۔ اس شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! ایک مرتبہ میں سفر کے لئے نکلا اور اس کی ماں حاملہ تھی۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ کر سفر میں جا رہے ہو' اس حال میں کہ میں حمل کے بوجھ سے بوجھل ہو رہی ہوں' میں نے کہا جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے میں اسے اللہ

کے سپرد کرتا ہوں پھر میں سفر کے لئے نکلا۔ میں کئی سال تک گھر سے غائب رہا۔ پھر میں گھر واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے گھر کا دروازہ بند ہے میں نے پڑوسیوں سے کہا کہ فلانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا وہ مرچکی ہے' میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر میں اس (اپنی بیوی) کی قبر پر گیا۔ میں اس کی قبر پر رونے لگا۔ پھر میں واپس لوٹنے لگا اور میرے ساتھ میرے چچازاد بھائی بھی تھے تو میں اور میرے چچازاد بھائی چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ مجھے قبرستان میں ایک آگ نظر آئی۔ میں نے اپنے چچازاد بھائیوں سے کہا یہ آگ کیسی ہے؟ انہوں نے کہا ہم ''فلانہ'' بھابی کی قبر پر رات کو آگ دیکھتے ہیں' میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ''اللہ کی قسم اصل میں یہ عورت بہت صالح اور تہجد گزار تھی۔ تم مجھے دوبارہ اس کی قبر پر لے چلو۔ ہم اس کی قبر پر گئے۔ میرے چچازاد بھائی قبرستان میں داخل ہوتے ہی رک گئے۔ اور میں اپنی بیوی کی قبر پر آیا۔ میں نے دیکھا کہ قبر کھلی ہے اور میری بیوی بیٹھی ہے اور یہ لڑکا اس کے اردگرد چکر لگا رہا ہے۔ میں اس منظر کی طرف متوجہ تھا ایک منادی کرنے والے نے کہا: اے وہ جس نے اپنی امانت اپنے رب کے سپرد کی تھی اپنی امانت واپس لے لے۔ اللہ کی قسم اگر تو اس کی والدہ کو بھی اللہ کے سپرد کرتا تو اس کو بھی پالیتا سو میں نے اس لڑکے کو لے لیا اور قبر بند ہوگئی۔ اس شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم! یہ واقعہ صحیح ہے۔ ابو یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں کوفہ والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس شخص کو (جس نے یہ واقعہ بیان کیا ہے) ''خزین القبور'' کہا جاتا ہے۔

اسی طرح کا ایک عجیب واقعہ حافظ مزنی نے ''التھذیب'' میں عبید بن واقد لیثی بصری کے حالات میں لکھا ہے کہ عبید بن واقد لیثی بصری فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حج کے ارادے سے گھر سے نکلا سو میری ملاقات ایک آدمی سے ہوئی جس کے ساتھ ایک لڑکا تھا جو بہت خوبصورت اور تیز رفتار تھا' میں نے اس آدمی سے کہا یہ لڑکا کون ہے؟ اور کس کا ہے؟ اس آدمی نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اور عنقریب میں تمہیں اس کے بارے میں ایک قصہ سناتا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ میں حج کرنے کے لئے گھر سے نکلا تو میرے ساتھ اس لڑکے کی ماں بھی تھی اور وہ اس وقت حاملہ تھی۔ جب ہم نے کچھ سفر طے کیا تو اس کی والدہ کو دردزہ شروع ہو گیا۔ اس نے یہ لڑکا جنا اور اس کی ماں کی موت ہوگئی۔ قافلہ کی روانگی کا وقت قریب تھا تو میں نے بچہ کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر ایک غار میں رکھ دیا اور اس کے اوپر ایک پتھر رکھ دیا اور قافلہ کے ساتھ اس خیال سے روانہ ہوگیا کہ کچھ دیر بعد ہی اس بچہ کی موت ہو جائے گی۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہیں لوٹے تو ہم نے اسی جگہ قیام کیا تو میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص غار کی طرف گیا سو اس نے غار سے پتھر ہٹائے تو اس نے اس بچہ کو زندہ دیکھا اور یہ لڑکا اپنی انگلی چوس رہا ہے سو ہم نے دیکھا کہ اس بچہ کی انگلی سے دودھ نکل رہا ہے۔ میں نے اسے اٹھالیا۔ یہ وہی بچہ ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔

خواص: اگر کوے کی چونچ کسی انسان کی گردن میں لٹکا دی جائے تو وہ نظر بد سے محفوظ رہے گا۔ اگر کوے کی کلیجی آنکھ میں سرمہ کے طور پر استعمال کی جائے تو آنکھ کا اندھیرا دور ہو جائے گا کوے کی تلی اگر گلے میں لٹکا دی جائے تو قوت باہ میں اضافہ ہو گا۔ اگر کسی انسان کو کوے کا خون نبیذ میں ملا کر پلا دیا جائے تو وہ نبیذ سے متنفر ہو جائے گا۔ اور وہ کبھی بھی نبیذ نہیں پئے گا۔ کوے کا خون خشک کر لیا جائے اور بواسیر پر لگایا جائے تو بواسیر ختم ہو جائے گی اور اگر کسی انسان کو پلا دیا جائے تو پینے والا پلانے والے

سے محبت کرنے لگے گا سوا گر ایسے کوے کا بھنا ہوا گوشت جس کے گلے میں طوق ہو کھالیا جائے تو قولنج کے لئے فائدہ مند ہے۔
کوے کا پتا کسی ایسے شخص پر مل دیا جائے جس پر جادو کیا گیا ہو تو اس پر سے جادو کا اثر ختم ہو جائے گا اگر سیاہ کوے کو پروں سمیت سرکہ میں ڈبو دیا جائے اور پھر اس سرکہ کو سر پر ملا جائے تو سر کے بال سیاہ ہو جائیں گے "غراب ابلق" (سیاہ سفید کوا) جس کا نام "ایہودی" بھی ہے کی بیٹ خنازیر اور خوانیق کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر "غراب ابلق" کی بیٹ کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسے بچے کے گلے میں لٹکا دی جائے جسے کھانسی ہو تو اس کی کھانسی ختم ہو جائے گی۔
تعبیر: کوے کو خواب میں دیکھنا ایسے آدمی پر دلالت کرتا ہے جو غدار، خودغرض، حریص، زمین کھودنے والا، کسی کی جان کو تلف کرنے کو حلال سمجھنے والا، گورکن اور مردوں کو دفن کرنے والا ہو اور کوے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر غربت بدشگونی، فکر و غم طویل سفر سے دی جاتی ہے۔ نیز کوے کو خواب میں دیکھنا ایسے آدمی پر دلالت کرتا ہے جو دعا کا محتاج ہو "غراب الزرع" کو خواب میں دیکھنا ولدالزنا، اور ایسے شخص پر دلالت کرتا ہے جس میں خیر و شر دونوں کا مادہ پایا جاتا ہو "غراب الابقع" کو خواب میں دیکھنا ایسے شخص پر دلالت کرتا ہے جس میں عجیب و غریب صفات پائی جاتی ہوں۔ جو شخص خواب میں کوے کو شکار کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے مال حرام حاصل ہوگا اگر کسی نے خواب میں کوے کو اپنے گھر میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ جس نے خواب دیکھا وہ عورت سے زنا کرتا ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ کوا باتیں کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے ہاں خبیث بچے کی پیدائش ہوگی۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا اپنے بھائی کو قتل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس برائی سے بچائے۔ ارطامیدورس نے کہا ہے کہ "الغراب الابقع" کو خواب میں دیکھنا لمبی عمر پر دلالت کرتا ہے۔ ایک خواب کی تعبیر یوں ہے کہ ایک شخص نے دیکھا کہ ایک کوا خانہ کعبہ پر بیٹھ گیا ہے سو اس شخص نے یہ خواب حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تو امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک فاسق آدمی کسی شریف عورت سے شادی کرے گا۔ کچھ دنوں بعد حجاج نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اجمعین کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔

الغر

"الغر" ابن سیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب سیاہ رنگ کا ایک بحری پرندہ ہے۔

الغرنیق

"الغرنیق" (کونج) غین کے ضمہ اور نون کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ جوہری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ یہ ایک سفید آبی پرندہ ہے۔ اس کی گردن لمبی ہوتی ہے نہایت الغریب میں لکھا ہے کہ یہ ایک مذکر آبی پرندہ ہے جسے غُرنیق، غرنوق کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب بڑی بطخ ہے۔ ابو مہرہ اعرابی نے کہا ہے کہ اس پرندے کا نام "غرنوق" اس کی سفیدی کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ الغرانیق، الغرانقہ بطخ کے برابر ایک سیاہ پرندہ ہے۔ طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما کا طائف میں انتقال ہوا تو ہم ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ غرنیق کی طرح کا ایک پرندہ آیا یہاں تک کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نعش میں داخل ہو گیا۔ پھر ہم نے اس پرندے کو نعش سے باہر نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دفن کر دیا گیا تو قبر کے کنارے سے یہ آیت تلاوت کرنے کی آواز آئی لیکن ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ تلاوت کرنے والا کون تھا۔ "یاایھا النفس المطمئنة الرجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" پھر حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عبداللہ بن یاسین رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی طرح روایت کی ہے لیکن اس میں ہے کہ ایک سفید پرندہ آیا جسے غرنوق کہا جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ گویا کہ وہ قبطیہ تھا اور "القبطیہ" سفید کپڑے کو کہتے ہیں۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ غرنیق موسمی پرندوں میں سے ہے جب یہ پرندہ موسم کی تبدیلی محسوس کرتا ہے تو اپنے وطن کی طرف جانے کا عزم کرتا ہے سو یہ پرندہ اڑنے سے پہلے ایک رہنما اور ایک راستہ بتانے والا نگرانی کے لئے منتخب کرتا ہے۔ پھر یہ تمام پرندے ایک ساتھ پرواز کرتے ہیں' جب یہ اڑتے ہیں تو بہت جلدی پرواز کرتے ہیں' یہاں تک کہ کوئی شکاری ان پر حملہ نہیں کر سکتا۔ جب یہ پرندہ بادلوں کو دیکھتا ہے تو بارات کی تاریکی محسوس کرتا ہے یا اسے کھانے پینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو نیچے اتر آتا ہے اور اپنی آواز بلند کر لیتا ہے تاکہ دشمن کو ان کی خبر نہ ہو سکے جب یہ پرندہ سوتا ہے تو ہر ایک اپنا منہ اپنے بازوؤں میں چھپا لیتا ہے کیونکہ یہ جانتا ہے کہ بازو سر کی نسبت صدمہ برداشت کرنے کی زیادہ طاقت رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتا ہے کہ آنکھ اور دماغ اشرف الاعضاء ہیں اور وہ بھی سر میں ہی ہیں یہ پرندہ نیند کے وقت اپنا ایک پاؤں اٹھا لیتا ہے تاکہ گہری نیند نہ آ سکے' جو پرندے قائد (رہنما) اور حارس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں وہ نہیں سوتے اور نہ ہی وہ اپنے پروں میں سر کو چھپاتے ہیں بلکہ وہ چوکس رہتے ہیں اور چاروں طرف نگاہ رکھتے ہیں' جب وہ کسی کی آہٹ محسوس کر لیتے ہیں تو بلند آواز سے چیخنا شروع کر دیتے ہیں۔

یعقوب بن سراج رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بیان کی ہے کہ میں نے ایک رومی شخص کو دیکھا' اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میں "بحر الزنج" میں ایک کشتی پر سوار ہوا سو ہوا نے مجھے ایک جزیرہ میں پہنچا دیا۔ میں چلتا چلتا ایک شہر میں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کے رہنے والے افراد کا قد صرف ایک بالشت ہے اور ان کے بہت سے لوگ ایک آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ ان لوگوں نے مجھے دیکھا تو وہ میرے اردگرد جمع ہو گئے اور انہوں نے مجھے پکڑا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے مجھے قید کرنے کا حکم دیا۔ مجھے ایک قید خانے میں جو پنجرے کی طرح کا تھا' قید کر دیا گیا۔ پھر کچھ دنوں بعد میں نے ان کو لڑائی کے لئے تیار ہوتے دیکھا میں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے دشمن ان ہی دنوں میں ہم پر حملہ کرتے ہیں سو کچھ ہی دن گزرے تھے کہ میں نے دیکھا کونجوں کا ایک جھنڈ آیا اور ان لوگوں کو ٹھونگیں مارنے لگا اور ان کی ایک آنکھ کی روشنی بھی اسی وجہ سے ختم ہوئی تھی' میں نے عصا لیا اور کونجوں کو بھگانے لگا سو تمام کونجیں بھاگ گئیں' وہ لوگ اس وجہ سے کہ میں نے ان کے دشمنوں کو بھگا دیا ہے میری عزت کرنے لگے۔

فائدہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ حضور شاہ ابرار ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورۂ

نجم کی تلاوت فرمائی اور اس آیت پر پہنچے:

توکیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور اس تیسری منات کو۔ (پارہ 27، سورۃ النجم، آیت 19-20)

اور یہ کلمات کہے "تلك الغرانيق العلا وان شفاعتهن لترتجى" جب حضور انور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری سورۃ ختم کی تو حضور شاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو مسلمان تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا اور کفار مکہ نے جب اپنے معبودوں کی تعریف سنی تو انہوں نے بھی سجدہ کیا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔ (پارہ 17، سورۃ الحج، آیت 52)

اہل علم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ صحیح اور رواۃ ثقہ میں سے کسی نے صحیح ومتصل سند کے ساتھ اس کو نقل نہیں کیا بلکہ یہ حدیث اور ایسی دیگر روایات ان مفسرین وملعون مؤرخین کی من گھڑت ہیں جنہوں نے ہر ان ہونی صحیح وسقیم بات کو بیان کرنا آسان سمجھ رکھا ہے۔ صحیح حدیث میں صرف اتنا واقعہ ذکر ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ نے (اختتام سورۃ پر) سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا نیز مشرکین اور جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث کی لفظی توجیہ ہے اور معنوی توجیہ یہ ہے کہ اصل میں اس کام پر یہ دلیل شرعی اور اجماع امت ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ اس قسم کے جملہ امور سے معصوم اور منزہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی ذات شریفہ پر شیطان کا کوئی تسلط نہیں رکھا اور اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو محققین کے نزدیک اس کی راجح توجیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی تلاوت ترتیل وتفصیل کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ تو اس ترتیل وتفصیل میں جو سکتات واقع ہوتے تھے ان کی تاک میں شیطان لگا رہتا تھا۔ موقع پاتے ہی شیطان نے ان سکتات کے دوران کفار کے کان میں یہ کلمات "تلك الغرانيق العلا وان شفاعتهن لترتجى" ڈال دیئے اور کفار یہ خیال کرنے لگے کہ یہ کلمات حضور نور کے پیکر، ہم غریبوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں۔ حالانکہ حضور شہنشاہِ مدینہ، مکی مدنی سرکار، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو ان کلمات کا علم ہی نہیں ہوا تھا۔

فائدہ: امام محمد بن ربیع جیزی رضی اللہ عنہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور خادم حاضر ہوا تھا۔ میرے پاس اہل کتاب کے کچھ لوگ مصاحف یا کتابیں لے کر آئے۔ تو انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے لئے حاضری کی

اجازت لیں، میں حضور پاک، نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچایا اور ان کا حلیہ بیان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا مجھ سے کیا واسطہ، وہ مجھ سے ایسی باتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو مجھے معلوم نہیں۔ آخر میں بھی اس کا (اللہ) بندہ ہی ہوں صرف وہی بات جانتا ہوں جو مجھے میرے رب عزوجل نے سکھائی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے وضو کرا دو۔ حضور شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر گھر کے مصلیٰ پر تشریف لے گئے۔ اور دو رکعت نماز ادا کی، جب حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر بشارت کے آثار دکھنے لگے پھر حضور شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور ان لوگوں کو میرے پاس لے آؤ۔ اور میرے صحابہ میں سے جس کو بھی پاؤ لے آؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ میں سب کو حضور پاک، صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ جب اہل کتاب حضور دافع رنج وملال، صاحب جود ونوال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے تو حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں تمہارے سوال کا جواب دے دوں۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ سے سوال کرو اور اگر تم چاہو تو خود ہی سوال کرو اور میں تمہیں اس کا جواب دوں۔ ان لوگوں نے کہا نہیں آپ ﷺ ہماری گفتگو سے پہلے ہی ہمیں ہمارا سوال بتا دیں۔ تب حضور رسول اکرم، شفیع معظم، فخر بنی آدم، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے پاس اس لئے آئے ہو کہ مجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرو۔ تو میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں جو تمہاری کتابوں میں ان کے بارے میں لکھا ہوا ہے وہ یہ کہ ذوالقرنین ایک رومی لڑکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سلطنت عطا فرمائی۔ پھر وہ بلاد مصر کے ساحل پر گیا اور وہاں ایک شہر آباد کیا جس کو اسکندریہ کہا جاتا ہے۔ وہ جب اس شہر کی تکمیل سے فارغ ہوا تو اس کے پاس ایک فرشتہ آیا، اس نے ذوالقرنین کا رخ قبلہ کی طرف کیا اور اسے آسمان کی طرف اٹھا لیا پھر فرشتے نے ذوالقرنین سے کہا کہ نیچے کی طرف نگاہ کرو اور بتلاؤ کہ تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے؟ ذوالقرنین نے کہا کہ میں اپنے اور دوسرے شہروں کو دیکھ رہا ہوں پھر فرشتہ نے اس کو اور اوپر اٹھایا اور کہا نیچے کی طرف نگاہ کرو اور بتاؤ تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ ذوالقرنین نے کہا کہ میں اپنا شہر اور دوسرے ملے جلے شہروں کو دیکھ رہا ہوں۔ اس حال میں کہ میں اپنے شہر کو نہیں پہچان سکتا۔ پھر فرشتہ اس کو اور اوپر لے گیا اور کہا نیچے کی طرف دیکھو اور بتلاؤ کہ تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟ ذولقرنین نے کہا میں تنہا اپنے شہر کو دیکھ رہا ہوں۔ فرشتہ نے کہا یہ سب زمین ہے اور جو کچھ اس کے چاروں طرف ہے وہ سمندر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ تجھے زمین دکھلا دے اور اصل میں اللہ تعالیٰ نے تجھے اس زمین کا سلطان بنا دیا ہے۔ اس کے بعد ذوالقرنین نے دنیا کا سفر اختیار کیا یہاں تک کہ وہ سورج غروب ہونے کی جگہ پر پہنچ گیا پھر وہ وہاں سے چلا یہاں تک کہ سورج طلوع ہونے کی جگہ پر پہنچ گیا پھر ''السدین'' یعنی دو دیواروں کے پاس پہنچا جو اصل میں دو نرم پہاڑ تھے اور ان پہاڑوں کی نرمی کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی چیز بھی ان پہاڑوں سے ٹکراتی تو وہ ان سے چپک جاتی تھی۔ اس کے بعد ذوالقرنین نے ایک دیوار بنوائی اور پھر یاجوج ماجوج کے پاس آیا اور ان کو دوسری مخلوق سے علیحدہ کیا۔ اس کے بعد وہ ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی طرح ہیں اور وہ لوگ یاجوج ماجوج سے لڑائی کیا

کرتے تھے۔ پھر ذوالقرنین نے ان کو بھی یاجوج ماجوج سے علیحدہ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ایسی قوم کو پایا جو ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کرتے تھے اور ایک دوسرے کو کھا جاتے تھے۔ ذوالقرنین نے وہاں ایک "عظیم صخرہ" بھی دیکھا۔ پھر وہ بحر محیط کے ایک ملک میں پہنچا سو یہ تمام واقعہ سن کر اہل کتاب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ذوالقرنین کے بارے میں جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: وہی ہم نے کتابوں میں پایا ہے۔

مروی ہے کہ جب ذوالقرنین اسکندریہ کی تعمیر سے فارغ ہوا اور اس کو مضبوط بنا دیا تو آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا یہاں تک کہ آپ ایک صالح قوم کے پاس سے گزرے جو حق کے راستے پر اپنی زندگی گزار رہی تھی۔ اور عدل وانصاف پسند قوم تھی نیز وہ لوگ آپس میں صلہ رحمی کرتے تھے اور ان کے کاموں میں جھگڑا نہیں تھا۔ ان کا راستہ سیدھا تھا۔ ان کی قبریں ان کے دروازوں کے سامنے تھیں۔ ان کے دروازے بند نہیں تھے' ان کا کوئی امیر اور قاضی نہیں تھا' ان میں کوئی غنی' فقیر' سردار' غلام نہ تھا' نہ آپس میں کسی قسم کا جھگڑا' نہ گالی گلوچ' نہ فقرہ بازی' نہ رنج وغم' آفات سماویہ سے محفوظ' ان کی عمریں لمبی ہوتی تھیں' نہ ان میں کوئی مسکین تھا نہ کوئی غریب" جب ذوالقرنین نے ان کے حالات دیکھے تو بہت حیران ہوا اور فرمانے لگے: اے لوگو! تم مجھے اپنے حالات کی خبر دو کیونکہ میں دنیا میں گھوما ہوں اور بے شمار بحری وبری سفر کیے ہیں لیکن تمہاری طرح کی مجھے کوئی نیک قوم نظر نہیں آئی۔ ان لوگوں نے کہا آپ ہم سے سوال کریں ہم آپ کے سوال کا جواب دیں گے۔ ذوالقرنین نے فرمایا تم لوگ مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری قبریں تمہارے گھروں کے دروازوں کے سامنے کیوں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا ہم نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تا کہ ہم موت کو نہ بھلا بیٹھیں اور ہمارے دلوں سے موت کی یاد نہ نکل جائے۔ ذوالقرنین نے پوچھا تمہارے دروازوں پر تالے کیوں نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان کوئی شک وغیرہ نہیں ہم سب امانتدار ہیں۔ ذوالقرنین نے فرمایا تم پر سردار کیوں مقرر نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں امراء کی حاجت نہیں ہے۔ ذوالقرنین نے کہا تم پر حکام کیوں مقرر نہیں؟ لوگوں نے کہا ہم آپس میں جھگڑا نہیں کرتے۔ ذوالقرنین نے کہا تمہارے یہاں بادشاہ کیوں نہیں؟ لوگوں نے کہا ہمارے یہاں زیادہ مال نہیں ہے۔ ذوالقرنین نے پوچھا تمہارے اندر اشراف کیوں نہیں؟ لوگوں نے کہا ہم آپس میں فخر نہیں کرتے۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ تم آپس میں اختلاف کیوں نہیں کرتے اور لڑائی جھگڑا کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم صلح کو پسند کرنے والے ہیں' ذوالقرنین نے کہا کہ تم آپس میں قتال کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں نے کہا ہمارے اندر حلم وبردباری کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ تم سب کی بات ایک ہے اور طریقہ درست ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے اور ایک دوسرے کی غیبت نہیں کرتے۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ مجھے اس بات کی خبر دو کہ تمہارے سب کے دل اور تمہارا ظاہر وباطن یکساں کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہماری نیتیں صحیح ہیں۔ ہم نے اپنے سینوں سے دھوکے اور دل سے حسد کو نکال دیا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا تم میں کوئی مسکین وفقیر کیوں نہیں؟ لوگوں نے کہا ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے ہم اس کو آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا تم میں کوئی درشت مزاج اور تندخو کیوں نہیں ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم خاکسار اور متواضع ہیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ تمہاری عمریں لمبی ہونے کی وجہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہم ایک دوسرے کا حق ادا کرتے

ہیں اور آپس میں عدل کرتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا تم لوگ آپس میں ہنسی مذاق کیوں نہیں کرتے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ آپس میں مذاق اس لئے نہیں کرتے تا کہ استغفار سے غافل نہ رہیں ذوالقرنین نے پوچھا کہ تم لوگ غمگین کیوں نہیں ہوتے؟ لوگوں نے کہا ہم بچپن سے سختی جھیلنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور اس لئے ہم ہر مصیبت سے محبت رکھتے ہیں اور ہم اس کے حریص ہیں۔ ذوالقرنین نے فرمایا کہ تم لوگ دوسرے لوگوں کی طرح آفات میں مبتلا کیوں نہیں ہوتے؟ لوگوں نے جواب دیا ہم غیر اللہ پر توکل نہیں رکھتے اور نہ ہی ہم نجوم وغیرہ پر عمل کرتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا میرے سامنے اپنے آباؤ اجداد کا حال بیان کرو کہ تم نے انہیں کیسا پایا؟ لوگوں نے کہا ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اس حال میں پایا کہ وہ مساکین پر رحم کرتے' فقیروں سے بھائی چارہ کرتے' جوان پر ظلم کرتا انہیں معاف کر دیتے' جوان کے ساتھ برائی کرتا اس کے ساتھ نیکی کرتے' جوان کے ساتھ جہل کا معاملہ کرتا وہ ان کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرتے' آپس میں صلہ رحمی کرتے' ایک دوسری کی امانتیں ادا کرتے' نماز کے اوقات کی حفاظت کرتے' اپنے وعدوں کو پورا کرتے اپنے وعدوں کی تصدیق کرتے۔

سو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر کام کو درست کر دیا اور جب تک زندہ رہے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے خلفاء یعنی ہمیں بھی انہی کے نقش قدم پر ثابت قدم رکھا۔ ذوالقرنین نے فرمایا کہ اگر میں کسی جگہ قیام کرتا تو تمہارے پاس قیام کرتا لیکن مجھے اللہ کی طرف سے قیام کا حکم نہیں دیا گیا۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ذوالقرنین کے نام ونسب اور نبوت کے بارے میں اختلاف کو "باب السین" میں "السعلاۃ" کے تحت نقل کر دیا ہے۔

خواص: غرنیق (یعنی کونج) کی بیٹ پیس کر پانی میں ڈال دی جائے تو پھر اس پانی میں ایک بتی تر کر کے ناک میں رکھی جائے تو ناک کے تمام زخموں کے لئے نفع بخش ہے۔

حکم: غرنیق (کونج) حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔ (واللہ اعلم)

الغرغر

"الغرغر" اس کا مطلب جنگلی مرغی ہے۔ "کتاب الغریب" میں ذکر ہے کہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بنی اسرائیل جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز تھے۔ انہوں نے کوئی ایسی بات کہہ دی جو کسی نے بھی نہیں کہی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب ڈال دیا۔ اب تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے مردوں کو بندر' ان کے کتوں کو سیاہ' ان کے اناروں کو حنظل' انگوروں کو راک' اخروٹ کے درختوں کو سرو اور ان کی مرغیوں کو "الغرغر" یعنی جنگلی مرغی بنا دیا تھا۔ جس کا گوشت بو کی وجہ سے استعمال نہیں کیا جاتا۔

حکم: جنگلی مرغی کا کھانا حلال ہے کیونکہ اہل عرب اسے خباثت میں شمار کرتے۔ واللہ اعلم۔

الغرناق

"الغرناق" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے۔

الغزال

"الغزال" ہرن کے اس بچہ کو کہا جاتا ہے جس کے سینگ نہ نکلے ہوں اور اس میں قوت بھی نہ آئی ہو۔اس کی جمع غزلۃ اور
غزلان آئی ہے جیسے غلمۃ کی جمع غلمان ہے۔مؤنث کے لئے غزالۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ابن سیدہ کا بھی یہی قول ہے۔اس
کے بعد مذکر کے لئے "ظبی" اور مؤنث کے لئے "ظبیۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

خواص: ہرن کے بچے کے دماغ کو "روغن غار" میں ڈال کر خوب پکایا جائے اور پھر اس میں زیرہ کا پانی ڈال کر اس کا ایک
گھونٹ پی لیا جائے تو کھانسی نہیں ہوگی۔اگر ہرن کے بچے کا پتا نمک میں ملا کر کسی ایسے شخص کو پلا دیا جائے تو جس کی کھانسی میں
خون اور پیپ آتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ شفایاب ہو جائے گا۔ہرن کے بچے کی چربی کو اگر کوئی شخص احلیل کے سوراخ پر
مل لے اور پھر اپنی بیوی سے جمع کرے تو اس کی بیوی اس کے علاوہ کسی اور شخص کو جماع کے لئے پسند نہیں کرے گی۔ہرن کے
بچے کا گوشت خشک گرم ہوتا ہے اور فالج کے مریض کے لئے فائدہ مند ہے۔ہرن کے بچے کا گوشت دوسرے تمام جانوروں
کے گوشت سے بہتر ہے۔واللہ اعلم۔

الغضارۃ

"الغضارۃ" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب "القطاۃ" ہے۔اس کا ذکر قاف کے باب میں آئے گا۔

الغضب

"الغضب" اس کا مطلب بیل اور شیر ہے۔

الغضوب

"الغضوب" اس کا مطلب شیر اور خبیث سانپ ہے' ہمزہ کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الغضیض

"الغضیض" اس کا مطلب جنگلی گائے کا بچہ ہے۔اصل میں البقرۃ الوحشیۃ کے تحت باب میں اس کا ذکر ہو
چکا ہے۔

الغطرب

"الغطرب" افعی سانپ کو کہتے ہیں۔

الغطریف

"الغطریف" اس کا مطلب باز کے بچے' مچھر' شریف' سردار اور سخی آدمی ہے اس کی جمع "غطارفۃ" آتی ہے۔

الغطلس

"الغطلس" اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ ذال کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الغطاط

"الغطاطا" یہ "الغطا" پرندے کی ایک قسم ہے جس کا پیٹ اور بدن سیاہ ہوتا ہے' نیز اس کی ٹانگیں اور گردن لمبی ہوتی ہے۔

الغفر

"الغفر" غین کے ضمہ کے ساتھ "اروية" (پہاڑی بکری) کے بچے کو کہتے ہیں اس کی جمع اغفار آتی ہے۔ نیز غین کے کسرہ کے ساتھ "الغفر" جنگلی گائے کے بچے کو بھی کہتے ہیں۔

الغماسة

"الغماسة" (مرغابی) اس کا مطلب وہ پرندہ ہے جو پانی میں غوطے لگاتا ہے۔ اس کی جمع "غماس" آتی ہے۔

الغنافر

"الغنافر" (غین کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب نر بجو ہے اصل میں ضاد کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الغنم

"الغنم" یہ لفظ اسم جنس ہے۔ یہ نر مادہ اور ہر قسم کی بکریوں (یعنی بھیڑیں وغیرہ سمیت) کو شامل ہے۔ اس کی جمع کے لئے اغنام' غنوم' اغانم اور غنم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

اصل میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں کہا ہے کہ

ساكتم علمي من ذوى الجهل طاقتي   والا انثر الدر النفيس على الغنم

"میں اپنی طاقت کے مطابق اپنے علم کو جاہلوں سے چھپائے رکھتا ہوں اور میں نفیس موتیوں کو بکریوں کے آگے نہیں بکھرتا"۔

فان يسر الله الكريم بفضله   وصادفت اهلا للعلوم وللحكم

بثثت مفيدًا واستفدت ودارهم   والا فمخزون لدى ومكتتم

فمن منح الجهال علمًا اضاعه   ومن منع المستوجبين فقد ظلم

اللہ کریم نے اپنے فضل سے آسانی پیدا فرمادی اور مجھے علم و حکمت کا اہل آدمی مل گیا۔

"میں اس پر فائدہ دینے والا علم پیش کروں گا' اور اس کی دوستی سے فائدہ حاصل کروں گا بصورت یہ کہ میرے علوم میرے پاس محفوظ رہیں"۔

''جس نے جاہلوں پر علم کی بخشش کی اس نے علم کو ضائع کر دیا اور جس نے مستحق افراد سے علم کو روک لیا اور اس نے ظلم کیا''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ اونٹ اور بکریوں والوں نے حضور پاک' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کیا۔ حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سکینہ اور وقار بکری والوں میں ہے اور فخر اور تکبر اونٹ والوں میں ہے۔

صحیحین (بخاری و مسلم) میں یہ حدیث مختلف الفاظ سے منقول ہے۔ حدیث میں "السکینة" کا مطلب سکون اور وقار یعنی انکساری ہے اور فخر سے مراد زیادہ مال پر فخر اور ''خیلاء'' کا مطلب دوسروں پر اپنی بڑائی جتانا ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''اہل غنم'' کا مطلب اہل یمن ہیں۔ کیونکہ ربیعہ اور مضر کے سوا باقی تمام اہل علم یمن بکریوں والے ہیں۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضور سید المبارکین' انیس الغریبین' راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں سب دے دیں۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو کہنے لگا اے میری قوم! تم مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دینا ایسے شخص کا دینا ہے جسے فقر کا کوئی خوف نہ رہتا۔

اصل میں ''دال کے باب'' میں یہ حدیث گزر چکی ہے جسے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اغنیاء کو بکریاں اور فقراء کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب اغنیاء مرغیاں پالنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آبادی کی ہلاکت کا حکم فرماتا ہے۔ (رواہ ابن ماجہ)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اصل میں ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد میں علی ابن عروہ دمشقی ہیں۔ ان کے بارے میں ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ حدیث وضع کرتے تھے "الغنم" کی دو قسمیں ہیں۔

بکری اور بھیڑ۔ جاحظ نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ بھیڑ' بکری' سے افضل ہے۔ میں (علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اہل علم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ذکر کی گئی افضلیت قربانی کے بارے میں ہے اور اس فضیلت پر اہل علم نے دلائل بھی پیش کیے ہیں بھیڑ کی فضیلت کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھیڑ کا ذکر کیا ہے اور بکری کا ذکر بعد میں کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ

آٹھ نر و مادہ ایک جوڑا بھیڑ کا اور ایک جوڑا بکری کا۔ (پارہ 8، سورۃ الانعام، آیت 143)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۣ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۣ (سورۃ ص آیت: 23)

بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ (پارہ23، سورۃ الصٰفٰت، آیت107)

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے قربانی کا جو جانور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا تھا وہ مینڈھا تھا (مینڈھے کا تفصیلی ذکر کاف کے باب میں ہوگا)۔

بھیڑ سال میں ایک مرتبہ بچے دیتی ہے اور غالباً ایک ہی بچہ دیتی ہے لیکن بکری سال میں دو مرتبہ بچہ جنتی ہے اور دو تین بچے بھی بیک وقت دیتی ہے۔ اس کے باوجود بھیڑ میں بکری کی نسبت برکت زیادہ ہے۔ یعنی بھیڑوں کی تعداد بکریوں سے زیادہ ہے۔ بھیڑ اگر کسی درخت وغیرہ کو چر لیتی ہے تو وہ دوبارہ سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بکری کسی درخت سے کھالے تو وہ دوبارہ سرسبز نہیں ہوتا۔ کیونکہ بھیڑ درخت کا اوپر والا حصہ کھاتی ہے اور بکری درخت کو جڑ تک کھالیتی ہے۔ بھیڑ کی فضیلت اس لئے بھی ہے کہ بھیڑ کی اون بکری کے بالوں سے افضل ہوتی ہے اور اون بھیڑ پر ہی ہوتی ہے۔ بھیڑ کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اہل عرب جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ مینڈھا ہے اور جب کسی کی مذمت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ بکری ہے۔ بکری کی شرم گاہ ظاہر جبکہ بھیڑ کی شرمگاہ چھپی ہوتی ہے نیز حضور شافع روز محشر، ہم غریبوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے کو بکری سے تشبیہ دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: حلالہ کرنے والا (کے لئے جفتی) مستعار لئے ہوئے بکرے کی طرح ہے۔ بھیڑ، بکری سے اس لئے افضل ہے کہ بھیڑ کی سری بکری کی سری سے طیب وافضل ہوتی ہے اور اسی طرح بھیڑ کا گوشت بھی بکری کے گوشت سے طیب وافضل ہوتا ہے کیونکہ بکری کا گوشت سوداویت، بلغم اور فساد خون ونسیان پیدا کرتا ہے جبکہ بھیڑ کے گوشت میں اس قسم کا مضر پن نہیں ہوتا۔

ان سے مروی ہے کہ حضور اکرم، شاہ بنی آدم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم بکریاں پالو کیونکہ ان میں برکت ہے۔ ایک عورت نے حضور شہنشاہِ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میری بکریاں عمدہ نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تمہاری بکریوں کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے عرض کیا سیاہ۔ حضور سید الانبیاء سراج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان بکریوں کو بدل کر سفید رنگ کی بکریاں پال لو کیونکہ سفید بکریوں میں برکت ہے۔ (رواہ ابن ماجہ)

اصل میں تمام انبیاء اور نیک لوگوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ حضور شہنشاہ ابرار، دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العزت نے کوئی بھی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نے بکریاں چرائیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سکینت ووقار، یعنی تواضع "اہل غنم" بکری والوں میں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اطراف مدینہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے۔ کھانے کے وقت ان کے ساتھیوں نے دستر خوان لگایا۔ اسی وقت ایک چرواہا ادھر سے گزرا اس نے سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے چرواہے ہمارے ساتھ آؤ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ اس چرواہے نے

کہا میں روزہ سے ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا تم آج اتنی سخت گرمی میں روزے سے ہو۔ اس حال میں کہ تم ان پہاڑوں پر بکریاں چرا رہے ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چرواہے کی ایمانداری کا امتحان لینے کی غرض سے اس سے کہا کہ کیا تم اپنی بکریوں میں سے کوئی بکری ہمیں فروخت کرو گے کہ ہم تمہیں بکری کی قیمت دے دیں اور ہم اس بکری کا گوشت کھائیں اور تو بھی بکری کے گوشت سے افطار کرے۔ تو چرواہے نے کہا کہ یہ بکریاں میری نہیں بلکہ میرے آقا کی ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم اپنے آقا سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ چرواہے نے پیٹھ پھیر لی اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا اور چرواہا آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کر رہا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ چرواہے کے قول سے بہت متاثر ہوئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو غلام (یعنی چرواہے) کو اور بکریوں کو خرید لیا اور چرواہے کو آزاد کر دیا اور بکریاں بھی اسے ہبہ کر دیں۔

(رواہ الطبرانی والبیہقی فی الشعب)

''الاستیعاب'' وغیرہ میں حضرت اسود رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ ذکر ہے کہ حضرت اسود حبشی ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضور اکرم نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو یہ (یعنی حضرت اسود رضی اللہ عنہ) حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کیجئے۔ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اسلام کی تعلیمات پیش کیں۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں ان بکریوں والوں کا غلام ہوں۔ اور یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں۔ میں ان بکریوں کا کیا کروں؟ حضور صاحب کوثر، صاحب قرآن، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے منہ پر مارو۔ یہ اپنے مالک کی طرف چلی جائیں گی۔ حضرت اسود کھڑے ہوئے اور انہوں نے کنکریاں لیں اور بکریوں کے منہ پر ماریں اور کہا کہ تم اپنے مالک کی طرف لوٹ جاؤ۔ اللہ کی قسم اس کے بعد میں کبھی بھی تمہاری نگرانی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد بکریاں جمع ہو کر چل پڑیں گویا کہ ان کو کوئی ہانکنے والا ہانک کر لے جا رہا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے مالک کے گھر داخل ہو گئیں۔ پھر اس کے بعد حضرت اسود مسلمانوں کے ساتھ کفار سے جنگ کرنے لگے کہ انہیں ایک پتھر لگا'' وہ شہید ہو گئے۔ حالانکہ آپ (حضرت اسود رضی اللہ عنہ) نے ایک بھی نماز ادا نہیں کی۔ (یعنی آپ کو اسلام لانے کے بعد نماز کا موقع میسر نہیں آیا۔ اسلام قبول کیا اور میدان جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔) حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسود رضی اللہ عنہ کی نعش کے پاس آئے اور نعش کو دیکھ کر چہرہ انور ایک طرف پھیر لیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے حضرت اسود رضی اللہ عنہ کی نعش سے اعراض کیوں فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے ساتھ اس وقت جنت کی حوروں میں سے دو بیویاں تھیں۔ جو ان کے چہرہ سے مٹی صاف کر رہی تھیں اور وہ کہہ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کا چہرہ خاک آلود کرے جس نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا (شہید کیا)۔ اللہ تعالیٰ اس کو قتل کر دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: میں نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کی بکریاں ہیں جن میں بہت سی سفید رنگ کی بکریاں آ کر مل گئیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر لی ہے؟ حضور شاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ) عجمی لوگ تمہارے دین اور نسب میں شریک ہو جائیں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا عجمی لوگ ہمارے شریک ہوں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایمان (دین) ثریا میں بھی معلق ہوگا تو عجم کے لوگ اس کو وہاں سے بھی نکال لائیں گے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

ایک روایت میں ہے کہ حضور شہنشاہ خوشخصال، دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سیاہ بکریوں کی اتباع میں (ان کے پیچھے) سفید بکریاں آ رہی ہیں۔ پھر حضور اکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر! اس کی تعبیر بیان کرو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے پھر عجمی لوگ دین میں عرب کی اتباع کریں گے۔ حضور پاک صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے نے بھی یہی تعبیر بتلائی ہے۔ اصل میں حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم) ایک کنویں سے ڈول بھر بھر کھینچ رہے ہیں۔ اور ان کے اردگرد سیاہ اور سفید بکریاں ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کمزوری کے ساتھ ڈول کو کھینچنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے سو انہوں نے ڈول ہاتھ میں تھاما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ طاقتور آدمی نہیں دیکھا کہ جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح قوت کے ساتھ کنویں سے پانی نکالا۔ حضور شافع روز محشر، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر یہ لی کہ حضور رحمت دوعالم، دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم کے (وصال کے) بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور البزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابو مسلم خولانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو مسلم خولانی نے کہا "السلام علیکم ایھا الاجیر" لوگوں نے کہا کہ یوں کہیے "السلام علیکم ایھا الامیر" ابو مسلم نے کہا "السلام علیکم ایھا الاجیر" (اے خادم تجھ پر سلام ہو) لوگوں نے ابو مسلم سے کہا کہ یوں کہیے "السلام علیك ایھا الامیر" ابو مسلم نے کہا "السلام علیکم ایھا الاجیر" حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ ابو مسلم کو چھوڑ دو وہ جو کہتے ہیں انہیں کہنے دو کیونکہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابو مسلم نے کہا کہ آپ ان مسلمانوں کے خادم ہیں اور ان کے پروردگار نے آپ کو ان کی حفاظت کے لئے رکھا ہے۔ اگر یہ بیمار ہوں تو ان کا علاج وغیرہ کریں اور ان بکریوں کے مالک نے آپ کو یہ فرمایا

ہے کہ اگر تو نے بیماروں کا علاج کیا اور کمزوروں کی دیکھ بھال کی تو تم اجر کے مستحق ہو گے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر بکریوں کے سردار کے عذاب کے حقدار قرار پاؤ گے۔

رسالہ قشیریہ کے باب الدعاء میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک آدمی پر ہوا جو گڑگڑا کر دعا مانگ رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! اے اللہ اگر اس کی حاجت میرے قبضہ قدرت میں ہوتی تو میں اس کی حاجت کو پورا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ اے موسیٰ میں اس آدمی پر تم سے زیادہ رحیم ہوں لیکن وہ دعا مجھ سے مانگ رہا ہے اور اس کے پاس بکریاں ہیں اس کا دل بکریوں میں لگا ہوا ہے میں ایسے بندوں کی دعا قبول نہیں کرتا جو دعا تو مجھ سے کرے لیکن اس کا دل میرے علاوہ کسی اور سے وابستہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو اس بات کی خبر دی تو اس کے بعد اس شخص نے حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت پوری فرما دی۔ "المجالسۃ الدینوری" میں حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ ابن اعین راعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بکریاں شیر اور دوسرے جنگلی جانور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک ہی جگہ پر چرا کرتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک دن ایک بھیڑیا بکریوں میں گھس گیا اور ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا۔ میں نے کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" اور میں نے خیال کیا کہ شاید مرد صالح کی وفات ہوگئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ جس رات بھیڑیا بکری کو اٹھا کر لے گیا تھا اسی دن حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے تین رات تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے وہ شخص دکھلا دے جو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ مجھ سے کہا گیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ) اے عبدالواحد جنت میں تیری رفیق میمونہ سوداء (عورت) ہے۔ میں نے کہا وہ کہاں رہتی ہے؟ مجھ سے کہا گیا کہ وہ کوفہ میں فلاں قبیلہ میں ہے۔ میں کوفہ کی طرف گیا اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ فلاں جنگل میں بکریاں چرا رہی ہے۔ میں اس کی طرف آیا تو دیکھا کہ بکریاں بھیڑیئے کے ساتھ چر رہی ہیں اور وہ نماز پڑھ رہی ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو اس نے کہا! اے زید! یہ وعدہ کی جگہ نہیں ہے بلکہ وعدہ کی جگہ جنت ہے۔ میں نے کہا تجھے اس بات کا کیسے پتا چلا کہ میں زید ہوں؟ اس عورت نے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ جب ارواح کو ایک جگہ جمع کیا گیا تھا تو اس وقت بہت سی روحیں متعارف ہوئی تھیں۔ اور بہت سی متعارف نہیں ہوئیں تھیں۔ جو عالم ارواح میں متعارف ہوئیں تھیں وہ یہاں بھی متعارف ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے کہا کہ مجھے وعظ و نصیحت کیجئے۔ اس عورت نے کہا کہ جو خود واعظ ہو دوسروں کے وعظ کا محتاج ہے (عجیب بات ہے) میں نے اس عورت سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ چر رہی ہیں۔ اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ سے درست کر لیا ہے۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کر دیا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ: مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے قول "اذ یحکمن فی الحرث نفشت فیہ غنم القوم" کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے ان میں ایک کاشتکار تھا اور دوسرا بکریوں والا تھا۔ کاشتکار نے عرض کیا کہ اس آدمی نے رات کے وقت اپنی بکریاں کھلی چھوڑ دیں۔ وہ میرے کھیت میں گھس گئیں اور انہوں نے میرا کھیت تباہ کر دیا اور اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کاشتکار کے نقصان کے بدلے بکریوں والے کی بکریاں کاشتکار کو دے دیں۔ وہ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس سے گئے تو ان کا گزر حضرت سلیمان علیہ السلام پر ہوا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا کہ تمہارے درمیان کیا فیصلہ ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تمہارا فیصلہ میرے سپرد ہوتا تو میں اس فیصلے کی بجائے دوسرا فیصلہ کرتا۔ خبر ملنے پر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا اے میرے بیٹے تمہیں حق نبوت اور حق ابوت کی قسم! تم مجھے بتاؤ کہ تم ان دونوں کے درمیان کیا فیصلہ کرتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بکریاں کھیتی والے کسان کو دے دیجئے تا کہ وہ ان کے دودھ' ان اون اور نسل وغیرہ سے نفع حاصل کرے اور کھیت بکری والے کے سپرد کر دیجئے تا کہ وہ اس کو بوئے اور کھیتی کرے۔ اس طرح جب کھیت کی حالت ایسی ہو جائے جس طرح کہ بکریوں کے چرنے سے پہلے تھا تو اس وقت کھیت کسان کو اور بکریاں بکری والے کو دلا دیجئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے فیصلہ کو منسوخ کر دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ کو نافذ کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب یہ فیصلہ کیا تو اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر گیارہ سال تھی۔

''عجائب المخلوقات'' کے شروع میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چشمہ کے قریب سے گزرے جو ایک پہاڑ کے قریب بہہ رہا تھا۔ آپ نے اس چشمہ کے پانی سے وضو کیا پھر پہاڑ کی طرف چل دیئے تا کہ نماز پڑھیں۔ کچھ دیر بعد ایک سوار آیا۔ اس نے چشمہ سے پانی پیا اور چل دیا لیکن اس چشمہ کے پاس تھیلی بھول گیا جس میں دراہم تھے۔ اس کے بعد ایک چرواہا چشمہ کے پاس آیا۔ اس نے اس تھیلی کو دیکھا۔ تو اس نے تھیلی اٹھالی اور چل دیا۔ اس کے بعد ایک بوڑھا اس چشمہ کے پاس آیا' وہ آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ سوار اپنی تھیلی کو تلاش کرنے کے لئے اس چشمہ کے پاس آیا اور اس کو تھیلی نہیں ملی تو وہ بوڑھے شخص سے تھیلی کا مطالبہ کرنے لگا۔ بوڑھے آدمی نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے آپ کی تھیلی نہیں دیکھی۔ سوار نے بوڑھے کو مارنا شروع کر دیا۔ اور بوڑھے کی موت ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اس منظر کو دیکھ رہے تھے عرض کیا اے میرے رب اس معاملہ میں کیسے عدل کروں؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بے شک بوڑھے آدمی نے سوار کے والد کو قتل کر دیا تھا اور اس سوار پر چرواہے کے والد کا اتنا ہی قرض تھا جتنی رقم تھیلی میں موجود ہے (جو چرواہے نے اٹھالی ہے) سو قاتل سے قصاص لے لیا گیا اور قرض خواہ کو قرض وصول ہو گیا ہے۔ معاملہ برابر ہو گیا ہے۔ اے موسیٰ میں حاکم و عادل ہوں (میں ناانصافی کیسے کر سکتا ہوں)۔

''کتاب الحکم'' اور ''الغایات'' میں ذکر ہے کہ اہل تجربہ نے کہا ہے کہ بکریوں کے درمیان چلنا' بیٹھ کر عمامہ باندھنا' کھڑے ہو کر پاجامہ پہننا' داڑھی کا دانتوں سے کترنا' دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھنا' بائیں ہاتھ سے کھانا' دامن سے منہ پونچھنا' انڈوں کے چھلکوں پر چلنا' دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا اور قبروں پر قہقہہ مار کر ہنسنا انسان کو غم میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حکم: ''غنم'' بھیڑ بکری کا کھانا حلال ہے اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے اور ہر چالیس بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ کے طور پر واجب ہے اور جب ایک سو اکیس ہو جائیں تو دو بکریاں زکوٰۃ واجب ہیں اور پھر جب دو سو بکریاں ہو جائیں تو تین بکریاں زکوٰۃ کے طور پر واجب ہیں۔ چار سو بکریوں پر چار بکریاں زکوٰۃ دی جائے گی اور پھر ہر سو پر ایک ایک بکری کا اضافہ ہوتا رہے گا۔ (یعنی پانچ سو ہو جائیں تو پانچ بکریاں' چھ سو ہو جائیں تو چھ بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہوں گی)۔

امثال: اصل میں بکری کے بارے میں امثال بعض تو ''بـــاب الـجیـم'' میں ذکر کر دی گئی ہیں اور بعض کا ذکر ''باب الشین'' میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح بکری کے خواص کا ذکر انشاءاللہ میم کے باب میں آئے گا۔

تعبیر: بھیڑ' بکری کو خواب میں دیکھنا صالح و مطیع رعایا' مالِ غنیمت' بیویاں' اولاد' املاک' کھیتی' پھل درخت پر دلالت کرتا ہے سواون والی بھیڑ' بکری کو خواب میں دیکھنا ایک خوبصورت عورت کی طرف اشارہ ہے۔ بالوں والی بکری کو خواب میں دیکھنا ایسی نیک عورتوں پر دلالت کرتا ہے جو فقیر ہو۔ ابن المقری کا یہی قول ہے۔ المقدسی نے کہا ہے کہ جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ معز (بکری) اور ضان (بکری) کو ہانک رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بہت مال حاصل ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ بکری کا دودھ دوہ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے مال حاصل ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ مکان میں بکری کھڑی ہوئی ہے تو ایسے لوگوں پر دلالت کرتی ہے جو کسی معاملہ کے لئے کسی جگہ کھڑے ہوں' اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سامنے سے بکریاں آ رہی ہیں تو یہ خواب دیکھنے والے کے دشمن کی طرف اشارہ ہے۔ جس پر اسے غلبہ حاصل ہوگا۔ لیکن اسے پکڑ نہیں سکتا۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کی معیشت (آمدنی) بند ہو جائے گی یا اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی عورت کا پیچھا کرے گا لیکن اس میں ناکام رہے گا۔

جاماسب نے کہا ہے کہ اگر کسی نے خواب میں بکریوں کا ریوڑ دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ ہمیشہ خوش رہے گا اگر اس نے خواب میں ایک بکری دیکھی تو ایک سال تک خوش رہے گا۔ جو شخص خواب میں دنبی کو ذبح کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی مبارک عورت سے جماع کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کی صورت بھیڑ بکری کی صورت کی طرح ہوگئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے مال حاصل ہوگا۔

الغواص

''الغواص'' یہ ایک ایسا پرندہ ہے جسے مصر والے ''الغِرطاس'' کہتے ہیں۔ اس کا ذکر قاف کے باب میں آئے گا۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاشکال'' میں لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا پرندہ ہے جو نہروں کے کنارے پایا جاتا ہے یہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے اور مچھلی کا شکار کرتا ہے اور مچھلی کا گوشت کھا کر قوت حاصل کرتا ہے۔ اس پرندے کے شکار کرنے کی حالت یہ ہے کہ یہ پانی میں شدید قوت سے غوطہ لگاتا ہے اور پانی کے نیچے رکا رہتا ہے اور جونہی اسے کوئی مچھلی نظر آتی ہے تو یہ اسے پکڑ لیتا ہے اور اسے اپنا شکار بنا لیتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ پرندہ پانی کے نیچے ٹھہرا رہتا ہے یہ پرندہ بصرہ کی زمین میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا ہے کہ میں نے ایک غواص دیکھا جس نے ایک مچھلی کا شکار کیا سو ایک کوے نے مچھلی ''غواص'' سے

چھین لی۔ "غواص" نے ایک اور مچھلی کا شکار کیا پھر کوے نے دوسری مچھلی کو بھی چھین لیا۔ پھر تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ تو جب کوا مچھلی کھانے لگا تو غواص نے کوے کی ٹانگ پکڑ لی اور پانی میں غوطہ لگایا اور جب تک کوا مر نہیں اس کو پانی سے باہر نہیں نکالا۔

حکم: علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر "غواص" کا کھانا حلال ہے تو یہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی بنا پر ہی ہے۔

خواص: اگر "غواص" کا خون خشک کر کے انسان کے بالوں کے ساتھ پلپس کر لیا جائے اور پھر اس کی مالش کی جائے تو یہ "طحال" (تلی کا بڑھ جانا) کے لئے نفع بخش ہے۔ "غواص" کی ہڈی کو بھی اگر انسانی بالوں کے ساتھ پیس کر اس کی جسم پر مالش کی جائے تو یہ بھی طحال کے لئے فائدہ مند ہے۔ (واللہ اعلم)

الغوغاء

"الغوغاء" اس کا مطلب ٹڈی ہے جبکہ اس کے پر نکل آئیں اور اس کی رنگت سرخ ہو جائے۔

الغول

"الغول" یہ لفظ "الغیلان" کا واحد ہے اس کا مطلب جنات اور شیاطین ہیں اور اس گروہ کا شمار جادوگروں میں ہوتا ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "الغول" السعالی کو کہتے ہیں اس کی جمع "اغوال اور غیلان" آتی ہے ہر وہ چیز جو انسان کو اچانک پکڑ کر ہلاک کر دے وہ "غول" کہلاتی ہے۔ الغول "التغول" سے نکلا ہے جس کا مطلب رنگ بدلنے کے ہیں حضرت کعب بن زہیر بن ابی سلمٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ۔

فما تدوم علیٰ حالٍ تکون بھا کما تلون فی الوابھا الغول

"وہ ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتی بلکہ اپنی حالت تبدیل کرتی رہتی ہے جس طرح "غول" یعنی بھوت اپنے کپڑوں میں رنگ بدلتا رہتا ہے"۔

اہل عرب کہتے ہیں "(عورت نے رنگ بدل لیا) یہ الفاظ اس وقت کہے جاتے ہیں جب عورت اپنے کپڑوں کا رنگ بدل لیتی ہے جب کوئی آدمی ہلاکت میں مبتلا ہوتا ہے تو اہل عرب کہتے ہیں (اس کو غول نے پکڑ لیا)"

فائدہ: ایک آدمی نے ابوعبیدہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ" کے بارے میں سوال کیا اور اس شخص کا اعتراض یہ تھا کہ جب کسی برائی کی دھمکی یا بھلائی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو ایسی چیزوں سے مثال دی جاتی ہے جو لوگوں میں معروف ہوں لیکن یہ مثال ایسی ہے کہ لوگ اسے نہیں پہچانتے' حضرت ابوعبیدہ نے اس شخص کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب سے ان کے محاورات کی رعایت سے کلام کیا ہے کیا انہوں نے سنا نہیں کہ امراء القیس نے کیا کہا ہے۔

اتقتلنی والمشرفی مضاجعی ومسنونة زرق کانیاب اغوال

"کیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اس حال میں کہ تلوار میرے پاس ہے اور میرے پاس ایسے نیزے بھی ہیں گویا

شیطان کے دانت ہوں''۔

اہل عرب نے ''غول'' کو دیکھا نہیں لیکن وہ اس سے خائف رہتے تھے۔ اسی لئے اس کو وعید کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

ابوعبیدہ کا نام علامہ معمر بن مثنی بصری نحوی ہے آپ مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے۔ ابوعبیدہ عربیت اور اخبار وایام عرب کا ماہر تھا لیکن اس کے باوجود اشعار کو غلط پڑھتا تھا اور قرآن بھی غلط پڑھتا تھا کیونکہ یہ لڑکوں کا شوقین تھا۔

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک دن میں اور ابوعبیدہ مسجد میں داخل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اس ستون پر جس کے پاس ابوعبیدہ بیٹھا تھا یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

صلی الالہ علی لوط وشیعتہ ابا عبیدۃ قل باللہ آمینا

''اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی جماعت پر رحمت نازل فرمائے۔ اے ابوعبیدہ اللہ کے لئے تو بھی اس پر آمین کہہ دے''۔

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے مجھے حکم دیا کہ اس شعر کو مٹا دے۔ میں ابوعبیدہ کی کمر پر سوار ہوا اور شعر کو مٹا دیا پھر میں نے کہا کہ اب صرف لفظ ''طاء'' باقی رہ گیا ہے سو ابوعبیدہ نے کہا لفظ ''طاء'' ہی تو برا لفظ ہے کیونکہ اس کا مطلب قیامت ہے جو طاء سے شروع ہوتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوعبیدہ کے بیٹھنے کی جگہ پر ایک ورق پڑا ہوا ملا جس پر مذکورہ بالا شعر کے علاوہ یہ شعر بھی لکھا ہوا تھا۔

فانت عندی بلا شک بقیتھم منذ احتلمت وقد جاوزت تسعینا

''اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تو بھی میرے نزدیک ''قوم لوط'' کا بقیہ ہے جب سے تو بلوغت کو پہنچا ہے اور اب بھی جبکہ تیری عمر نوے سال سے زیادہ ہو چکی ہے''۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابوعبیدہ بلاد فارس کی طرف موسیٰ بن عبدالرحمٰن ہلالی سے ملاقات کے ارادہ سے نکلے۔ جب وہ (ابوعبیدہ) وہاں پہنچے تو موسیٰ بن عبدالرحمٰن نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ تم ابوعبیدہ سے بچنا کیونکہ ان کی گفتگو بڑی پیچیدہ ہوتی ہے۔ جب کھانا لگایا گیا تو کسی لڑکے نے ابوعبیدہ کے دامن پر شوربا گرا دیا۔ موسیٰ بن عبدالرحمٰن نے ابوعبیدہ سے کہا کہ اصل میں آپ کے کپڑوں پر شوربا گر گیا ہے میں آپ کو اس کے بدلے دس کپڑے دے دوں گا۔ ابوعبیدہ نے کہا کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ کے شوربے سے کپڑوں کو نقصان نہیں ہوتا۔ یعنی اس میں روغن نہیں ہے جو کپڑوں کو خراب کرے۔ موسیٰ بن عبدالرحمٰن ابوعبیدہ کی گفتگو کا مطلب سمجھ کر خاموش ہو گئے۔ ابوعبیدہ کا انتقال 209ھ میں ہوا۔

ابوعبیدہ کا لقب ''ھاء'' کے ساتھ ہے لیکن قاسم بن سلام کا لقب ''ابوعبید'' بغیر ''ھاء'' کے ساتھ ہے۔ ابوعبیدہ کے والد ''باجروان'' نامی بستی میں رہنے والے تھے۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے قیام کے دوران بستی والوں سے ضیافت کا مطالبہ کیا اس بستی کا ''برقہ'' کے نام سے قرآن کریم میں بھی ذکر موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

طبرانی اور بزاز نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور شاہ مدینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ'

صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں بھوک دھوکہ دینے کا ارادہ کرے تو تم اذان پڑھا کرو کیونکہ شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو گوز مارتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الاذکار'' میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسولِ اکرم' شاہِ بنی آدم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کو دفع نقصان کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور تاجدارِ رسالت' مکی مدنی سرکار' بی بی آمنہ کے لال' سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لئے ضروری ہے کہ اول شب گھر آیا کرو کیونکہ زمین رات کے وقت سمٹتی ہے سو اگر تم پر بھوت وغیرہ ظاہر ہوں تو جلدی سے اذان پڑھ دیا کرو۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت سہل بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے اور ایک غلام کو بنی حارثہ کے ایک محلہ میں بھیجا۔ راستہ میں کسی پکارنے والے نے دیوار کے اوپر سے غلام کا نام لے کر پکارا۔ غلام دیوار پر چڑھ کر پکارنے والے کو دیکھنے لگا۔ لیکن اسے کوئی دکھائی نہیں دیا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے والد سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر مجھے پتا ہوتا کہ تمہارے ساتھ یہ واقعہ پیش آئے گا تو میں تمہیں ہرگز وہاں نہ بھیجتا۔ جب بھی تم ایسی آواز سنو تو اذان پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ حضور شہنشاہ خوش خصال' دافع رنج وملال' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صاحب جود ونوال' مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ' قرارِ قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام میں عدوی' بدفالی' اور غول کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جمہور اہل علم کا قول ہے کہ اہل عرب کا خیال تھا کہ ''غیلان'' بھوت وغیرہ جنگلوں میں ہوتے ہیں اور یہ شیاطین کی ایک جنس ہیں جو انسانوں پر ظاہر ہوتے ہیں اور اپنا رنگ تبدیل کر کے انسانوں کو راستہ بھلا دیتے ہیں۔ اور انہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔ حضور پاک' شافع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول (کہ اسلام میں عدوی' بدفالی اور غول کی کوئی حقیقت نہیں ہے) سے اہل عرب کے عقیدہ کی تردید فرمادی ہے۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ''غول'' کے وجود کی نفی نہیں ہے بلکہ اس عقیدہ کا رد ہے کہ ''غول' بھوت طرح طرح کے رنگ بدل کر انسان کو دھوکہ دیتے ہیں جس طرح اہل علم کا خیال ہے۔ حدیث میں لفظ ''لاغول'' کا مطلب یہ ہے کہ بھوت میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی انسان کو راستہ سے بھٹکا دے اس معنی کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لاغول ولکن السعال'' اہل علم نے فرمایا ہے کہ ''السعال'' کا مطلب ''سحرۃ الجن'' ہیں یعنی جنات کا ایسا گروہ جن کا شمار جادوگروں میں ہوتا ہے۔ جس طرح کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے گھر میں ایک پالکی (ڈولی) تھی جس میں کھجوریں رکھی رہتی تھیں۔ ''غول'' بلی کی صورت میں نمودار

ہوتے، وہ اس ڈولی سے کھجوریں نکال کر لے جاتے۔ میں نے حضور رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور جب تم اسے دوبارہ دیکھو تو "بسم اللہ اجیبی رسول اللہ" کے الفاظ پڑھ لینا۔ راوی کہتے ہیں جب وہ بلی دوبارہ آئی تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گی۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں حضور سید السابرکین، سراج السالکین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا اس نے قسم کھائی ہے کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گی۔ حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا اور جھوٹ بولنا اس کی عادت ہے۔ راوی کہتے ہیں جب دوبارہ (بھوت) بلی کی صورت میں آئی تو میں نے اسے پکڑ لیا سو اس نے دوبارہ نہ آنے کی قسم اٹھائی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر اس کے بعد رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اس نے دوبارہ نہ آنے کی قسم اٹھائی ہے۔ حضور شہنشاہ خوشخصال، دافع رنج وملال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا اور جھوٹ بولنا اس کی عادت ہے۔
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "غول" دوبارہ بلی کی شکل میں آئی تو میں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ اس مرتبہ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ تجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ بلی کہنے لگی کہ میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں وہ یہ کہ تم اپنے گھر میں آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تو تمہارے گھر میں شیطان یا کوئی اور چیز نہیں آئے گی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے قیدی کا کیا بنا۔ میں نے کہا جو اس نے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس کی طرح ایک حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقۃ الفطر کے مال کا نگران بنایا اور پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ پیش آنے والے معاملہ کا ذکر کیا (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہی معاملہ پیش آیا جو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا تھا)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اس کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اس نے مجھے ایسے کلمات کی تعلیم دی ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع عطا فرمائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے کیا کہا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس نے (شیطان نے) مجھے کہا کہ تم اپنے بستر پر لیٹنے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری حفاظت کرے گی اور تمہارے قریب کوئی شیطان نہیں آئے گا' یہاں تک کہ صبح ہو جائے گی۔ حضور اکرم، رؤف رحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ (شیطان) بہت جھوٹا ہے۔
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے تین دن تک کس سے گفتگو کی۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ حضور مختار کل کائنات، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

الغيداق

"الغیداق" (غین کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب گوہ کا بچہ ہے۔

الغيطلة

"الغیطلۃ" اس کا مطلب جنگلی گائے ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ جنگلی گائے کے گروہ کو بھی "الغیطلۃ" کہا جاتا ہے۔

الغيلم

"الغیلم" (بروزن دیلم) اس کا مطلب خشکی کا کچھوا ہے اس کا ذکر "سین کے باب" میں گزر چکا ہے۔

الغيهب

"الغیہب" اس کا مطلب شتر مرغ ہے۔

باب الفاء

الفاختة

"الفاختة" (فاختہ) یہ "الفواحت" کا واحد ہے۔ فاختہ ان پرندوں میں سے ہے جن کے گلے میں طوق ہوتا ہے۔ یہ فاء کے فتحہ خاء کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ "الکفایۃ" میں اس طرح ذکر ہے فاختہ کو "الصلصل" بھی کہا جاتا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ فاختہ کی آواز سن کر سانپ بھاگ جاتا ہے۔

ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی سرزمین میں بہت زیادہ سانپ تھے۔ وہاں کے لوگوں نے کسی حکیم سے اس کی شکایت کی تو اس حکیم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس سرزمین میں فاختہ کو چھوڑ دو۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو فاختہ کی آواز سن کر وہاں سے سانپ بھاگ گئے۔ یہ خاصیت صرف عراقی فاختہ میں ہے۔ حجازی میں نہیں۔ فاختہ کی آواز میں ملاحت اور کشش ہوتی ہے اور یہ فطری طور پر انسانوں سے مانوس ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے یہ گھروں میں بھی رہتی ہیں۔ اہل عرب فاختہ کو کذب سے منسوب کرتے ہیں کیونکہ یہ اپنی آواز میں کہتی ہے (یہ کھجور پکنے کا وقت ہے) حالانکہ اس وقت کھجور کے خوشے بھی نہیں نکلے ہوتے۔ شاعر نے کہا ہے کہ

اکذب من فاختۃ	تقول وسط الکرب
والطلع لم یبدلھا	ھذا اوان الرطب

"فاختہ سے زیادہ اور کون جھوٹا ہوسکتا ہے جو کلیوں کے پھوٹنے کے وقت کہتی ہے"۔

"جبکہ ابھی کھجور کے خوشے بھی نہیں نکلے ہوتے کہ یہ کھجور پکنے کا وقت ہے"۔

میں (علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ فاختہ کے ساتھ جھوٹ کو منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ "جیسا کہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء العلوم" کے آخر میں لکھا ہے کہ وہ عشاق جن کی محبت حد سے آگے بڑھ جاتی ہے ان کی گفتگو سننے سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنے کلام میں معذور سمجھے جاتے ہیں۔ جس طرح حکایت ہے کہ ایک فاختہ کا نر اپنی مادہ کو اپنے قریب بلا رہا تھا لیکن فاختہ اس کے قریب جانے سے انکار کر رہی تھی۔ تو فاختہ کے نر نے کہا تو مجھ سے کیوں دور رہتی ہے حالانکہ تیری محبت میں میرا یہ حال ہے کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو پلٹ دوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فاختہ کے نر کی اس بات کو سن لیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو بلا کر فرمایا۔ تجھے اس قسم کی گفتگو کرنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ فاختہ کے نر نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میں محبت کرنے والا ہوں اور محبت کرنے والے عاشق کو اس کی باتوں

پر ملامت نہیں کیا جاتا اور عاشقوں کے کلام کو لپیٹ دیا جاتا ہے یعنی ان کا کلام قابل گرفت نہیں ہوتا۔ نیز عاشقوں کی باتوں کو مشہور نہیں کیا جاتا۔ جس طرح کہ شاعر نے کہا ہے کہ۔

اریـد وصـالـہ و یـریـد ھـجـری فـاتـرک مـا اریـد لـمـا یـریـد

''میں محبوب کے وصال کا طالب ہوں اور وہ مجھ سے جدائی چاہتا ہے' میں اپنی خواہش کو اس کی خواہش کے مقابلہ میں چھوڑ دیتا ہوں''۔

فائدہ: جان لے کہ لوگوں نے محبت کی حقیقت کو اپنے ذوق اور اجتہاد کے مطابق بیان کیا ہے لیکن میں (دمیری رحمۃ اللہ علیہ) ان کے اقوال کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔ عبدالرحمن بن نصر نے کہا ہے کہ اہل طب کے نزدیک عشق ایک قسم کا مرض ہے جو نظر وسماع یعنی کسی کا چہرہ دیکھنے یا کسی کی آواز سننے سے جنم لیتا ہے۔ اور اطباء نے اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے جس طرح کہ دوسرے امراض بدنیہ کا علاج ہوتا ہے۔

محبت کا پہلا درجہ ''استحسان'' کسی چیز کا اچھا لگنا ہے جو نظر وسماع سے جنم لیتا ہے۔ پھر اس مرتبہ کو محبوب کے محاسن اور صفات جمیلہ کے ذکر سے تقویت حاصل ہوتی ہے سو یہ درجہ ذوق کہلاتا ہے۔ اس درجہ میں محبوب کی ذات سے انسیت اور رغبت پیدا ہوتی ہے اور پھر یہ رغبت اور انسیت پختہ ہو کر محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ محبت ائتلاف روحانی قلبی کا نام ہے جب محبت کا مرتبہ مزید ترقی کرتا ہے تو اس کو ''خـلـة'' کہتے ہیں۔ انسانی خلت یہ ہے کہ محب کے دل میں محبوب کی محبت جاگزین ہو جاتی ہے اور ان میں جو درمیانی پردے ہیں وہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جب یہ مرتبہ تقویت حاصل کرتا ہے تو ''ھوی'' کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے اس مرتبہ میں محب کے دل میں محبوب کی محبت میں کسی قسم کا تغیر و تلون داخل نہیں ہوتا اور پھر رفتہ رفتہ ترقی کر کے یہ مرتبہ عشق کے مرتبہ میں بدل جاتا ہے۔

عشق افراط محبت کا نام ہے اور اس کی تاثیر یہ ہے کہ خود معشوق کے دل میں اپنے عاشق کا تخیل پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا ذکر اس کے دل سے کبھی غائب نہیں ہوتا پھر عاشق کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہوانی قویٰ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور کھانا پینا سب رخصت ہو جاتے ہیں اور پھر عشق ترقی کر کے اپنی آخری حالت کو پہنچ جاتا ہے جس کو ''تیم'' کہتے ہیں اس مرحلہ میں آ کر عاشق کے دل میں معشوق کی صورت کے سوا اور کوئی چیز نہیں رہتی وہ اور معشوق کے علاوہ کسی چیز سے راضی نہیں ہوتا۔ ''تیم'' سے آگے ایک اور مرتبہ ہے جسے ''ولہ'' کہا جاتا ہے اس درجہ میں عاشق حدود و قربت سے باہر آ جاتا ہے۔ اس کی صفات میں تبدیلی آ جاتی ہے اور احوال غیر منضبط ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت وساوس میں رہتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ اور کہا جا رہا ہے' جب وہ اس حالت میں پہنچتا ہے تو اطباء اس کے علاج سے عاجز ہوتے ہیں اور ان کی عقل اس بارے میں کوئی کام نہیں کرتی اصل میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

یـقـول انـاسٌ لـو نـعـت لـنـا الھوی و واللہ مـا ادری لھـم کـیـف انـعـت

فـلـیـس لـشـیء مـنـہ حـدٌّ احـدُّہٗ ولـیـس لـشـیء منـہ وقـت مؤقـتٌ

اذا اشتد کم بی کان اٰخر حیلتی	لہ وضع کفی فوق خدی واصمت
وانضح وجہ الارض طور بعبرتی	واقرعہا طوراً بظفری وانکت
وقد زعم الواشون انی سلوتہا	فما لی اراہا من بعید فأبہت

''لوگ مجھے کہتے ہیں کہ کاش میں ان کے سامنے محبت کی تعریف کروں اور اللہ تعالیٰ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں ان کے سامنے کیسے محبت کی تعریف کروں''۔

''محبت کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کی حد بندی ہو سکے اور محبت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے لئے وقت مقرر ہو سکے''۔

''جب محبت میں میری حالت غیر ہوتی ہے تو میرا آخری حیلہ یہ ہوتا ہے کہ میں اپنے رخسار پر ہاتھ رکھ لیتا ہوں اور خاموش بیٹھ جاتا ہوں''۔

''اور میں کبھی سطح زمین کو اپنے اشکوں سے سیراب کرتا ہوں اور کبھی اپنے ناخنوں سے زمین کو کریدتا ہوں''۔

''اور اصل میں چغل خوروں کا یہ گمان ہے کہ میں نے اسے (محبوبہ کو) چھوڑ دیا ہے اور وہ مجھے بتائیں اگر ایسا ہی ہے تو جب میں محبوبہ کو دور سے دیکھتا ہوں تو حیران و ششدر کیوں ہو جاتا ہوں''۔

حکیم جالینوس نے کہا ہے کہ عشق نفس کا ایک فعل ہے جو دماغ' دل اور جگر میں چھپا رہتا ہے دماغ تین چیزوں کا مسکن ہے۔ دماغ کے اگلے حصہ میں تخیل' درمیانی حصہ میں فکر اور پچھلے حصہ میں ذکر قرار پکڑتا ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک عاشق نہیں کہلا سکتا جب تک معشوق کی جدائی میں اس کا تخیل اور فکر و ذکر معطل نہ ہو جائے اور اپنے قلب و جگر کی مشغولیت کی وجہ سے کھانے اور پینے سے غافل نہ ہو جائے اور معشوق کی جدائی میں دماغ کی مشغولیت کی وجہ سے نیند نہ آڑے آ جائے۔ گویا عاشق کے جملہ قویٰ معشوق کی ہی دھن میں لگ جائیں اور اگر کسی میں یہ اوصاف نہیں ہیں تو وہ عاشق کہلانے کا حقدار نہیں ہے اور ایسا شخص حالت اعتدال پر سمجھا جائے گا۔ ابوعلی دقاق نے کہا ہے کہ عشق' محبت میں حد سے بڑھ جانے کا نام ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کو عشق سے متصف نہیں کیا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے یہ دور ہے کہ وہ اپنے کسی بندہ سے محبت میں حد سے بڑھے اللہ تعالیٰ کی توصیف صرف محبت سے ہو سکتی ہے۔ جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی اس بندے سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو مخصوص انعام دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جس طرح کہ اس کی رحمت کا مفہوم ہے کہ بندے کو کسی خاص نعمت سے مخصوص کرنے کا ہوتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے سے محبت اس کی مدح و ثناء ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور یہ احسان ہے جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے۔ بندے کی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے ایک مخصوص کیفیت کا نام ہے جو محبت کرنے والے اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ جس کے آثار یہ ہیں کہ محبت کرنے والے کے دل میں عظمت الٰہی گھر کر

لیتی ہے اور اس میں رضا وایثار کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کو ذکر الٰہی کے بغیر سکون نہیں ملتا۔ اصل میں محبت اور عشق کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے بعض اہل علم کے نزدیک محبت "صفاء مودۃ" (خالص دوستی) کا نام ہے کیونکہ عرب خالص سپیدی کو حب کہتے ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ محبت بہت زیادہ پانی سے نکلا ہے جب اونٹ بیٹھ اٹھنے نہ پائے تو اہل عرب اس کے لئے "احب البعیر" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح محبّ کا دل بھی محبوب کے ذکر سے خالی نہیں ہوتا عشق "عشقۃ" سے نکلا ہے اور عشقۃ ایک قسم کی گھاس کو کہتے ہیں جو درختوں کی جڑوں کو لپیٹ لیتی ہے۔ اسی طرح جب عشق عاشق کو لپٹ جاتا ہے تو پھر موت کے علاوہ کوئی چیز اس کو عاشق سے جدا نہیں کر سکتی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "عشقۃ" ایک قسم کی زرد گھاس ہے جس کے پتے متغیر ہو جاتے ہیں اور عاشق کا حال بھی عشق کی وجہ سے متغیر ہو جاتا ہے اور اس کے چہرہ سے بشاشت ختم ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ پرندہ (فاختہ) لمبی عمر پاتا ہے۔ بعض فاختہ ایسی بھی دیکھی گئی ہیں جو پچیس اور چالیس سال تک زندہ رہیں۔ ابوحیان توحیدی اور ارسطو کا یہی قول ہے۔

حکم: فاختہ کا گوشت کھانا اور اس کی خرید وفروخت بالاتفاق حلال ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں "فلاں فاختہ سے زیادہ جھوٹا ہے"۔

خواص: فاختہ اور سیاہ کبوتر کے خون کی اگر برص کے مرض میں مبتلا شخص کے جسم پر مالش کی جائے تو اسے افاقہ ہوگا اور برص کے داغوں کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اگر ایسے بچے کے گلے میں فاختہ کی بیٹ لٹکا دی جائے جو مرگی کے مرض میں مبتلا ہو تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ اگر آنکھوں میں فاختہ کا خون ٹپکا دیا جائے تو آنکھوں میں موجود چوٹ یا زخم کے نشانات کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

تعبیر: ابن المقری نے کہا ہے کہ فاختہ' قمری اور دبسی یا اس طرح کے دوسرے پرندوں کا خواب میں مالک ہونا عظمت ورفعت اور حصول نعمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عام طور پر اس قسم کی چیزیں مالداروں کی ملکیت ہوتی ہیں۔ کبھی ان جانوروں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر عابدین' قارئین' قرآن اور تسبیح وتہلیل کرنے والے افراد سے دی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

"کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو"۔ (بنی اسرائیل آیت: 44)

کبھی فاختہ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر کھیلنے کودنے اور گانے بجانے والے افراد سے دی جاتی ہے اور اس کی تعبیر بیویوں اور باندیوں سے بھی دی جاتی ہے۔ مقدسی نے کہا ہے کہ فاختہ کو خواب میں دیکھنا جھوٹے لڑکے یا بے وفا' بے دین اور جھوٹی عورت سے دی جاتی ہے ارطامیدوس نے کہا ہے کہ فاختہ کو خواب میں دیکھنا باوقار اور حسین وجمیل عورت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم۔

الفار

"الفار" (چوہا) یہ "فارۃ" کی جمع ہے نیز "مکان فعر وارض فئرۃ" ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت زیادہ چوہے

ہوں۔

"الفارۃ" چوہیا کی کنیت ام فراب اور ام ارشد ہے چوہے کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً چھچھوندر' یربوع' ذات النطق' فارۃ الابل' فارۃ المسک' فارۃ البیت' الخلاء الزباب اور فارۃ البیش وغیرہ۔ چوہے کی تمام قسمیں فاسق ہیں جنہیں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حل وحرم اور ہر جگہ قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ فسق کا مطلب اطاعت سے نکل جانا ہے۔ اسی لئے عاصی کو فاسق کہتے ہیں۔ چوہے کے علاوہ اور جانور جیسے سانپ' بچھو وغیرہ بھی فواسق میں داخل ہیں۔ ان تمام جانوروں کو ان کی خباثت کی وجہ سے فواسق کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حل وحرم میں ان جانوروں کی حرمت ختم ہوگئی۔ اسی وجہ سے ان کو "فواسق" کہا جاتا ہے۔ ان جانوروں کو فواسق کہنے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی رسی کاٹ دی تھی۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں یزید بن ابی نعیم کی سند سے لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ چوہے کو "الفویسقۃ" کے نام سے کیوں پکارا جاتا ہے؟ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک رات نبی اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ چوہے نے چراغ کی بتی اٹھائی ہوئی ہے تا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو جلا ڈالے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہے کو اٹھایا اور قتل کر دیا۔ حضور سید المبارکین' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم وحلال ہر شخص کے لئے اس کا قتل کر دینا حلال کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ چوہا آیا اور اس نے اپنے منہ میں چراغ کی بتی پکڑی ہوئی تھی۔ اس نے وہ بتی رسول اکرم' نبی محتشم' سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مصلیٰ جس پر حضور تاجدار رسالت' شہنشاہ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آ کر الٹ دی' مصلیٰ کا وہ حصہ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا کرتے تھے ایک درہم کے برابر جل گیا۔ (راوہ ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک چوہا آیا' اس نے چراغ کی بتی منہ میں ڈالی' ایک لونڈی چوہے کو بھگانے کے لئے گئی تو حضور اکرم نور مجسم' رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ چوہا بتی لے کر آیا اور اس نے وہ بتی اس مصلیٰ پر ڈالدی جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے جس سے مصلیٰ ایک درہم کے برابر جل گیا۔ حضور نور کے پیکر' تمام نبیوں کے سرور' عظمت ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سونے کا ارادہ کرو تو چراغ کو بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان ان جیسوں کو ایسے کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے تا کہ وہ تمہیں جلا دے۔ (رواہ الحاکم)

مسلم شریف میں بھی ذکر ہے کہ حضور اکرم' سراج السالکین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ سوتے وقت آگ بجھا دیا کرو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چوہے گھر میں آگ لگا کر گھر والوں کو جلانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح حضور شہنشاہ ابرار' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھروں میں آگ نہ چھوڑو جب تم سونے کا ارادہ کرو یہاں تک کہ آگ کو بجھا دو۔ (یعنی سوتے وقت آگ کو بجھا دیا کرو) "الفار" چوہے کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم "جرذان" اور دوسری قسم "فئران" ہے چوہے کی ان دونوں اقسام کی قوت سماعت اور قوت بصارت بہت تیز ہوتی ہے۔ حیوانات میں چوہے سے زیادہ اور موذی کوئی

جانور نہیں ہے۔ چوہے نہ کسی بڑے کو تکلیف دینے میں دریغ کرتے ہیں اور نہ حقیر سے حقیر چیز ان کی اذیت سے محفوظ رہتی ہے۔ چوہے جس چیز کو پا لیتے ہیں اس کو ضائع کر دیتے ہیں۔ چوہے کے مفسد ہونے کے لئے ''سد مارب'' کا قصہ ہی کافی ہے۔ چوہے کے مکروفریب کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب چوہا کسی ایسی بوتل یا برتن کے پاس آتا ہے جس میں تیل ہو اور اس میں چوہے کا سر داخل نہ ہو سکتا ہو تو یہ اپنی دم اس بوتل یا برتن میں ڈال دیتا ہے۔ جب دم تیل سے تر ہو جاتی ہے تو یہ اسے نکال کر چوس لیتا ہے' یہاں تک کہ یہ تمام تیل ختم کر دیتا ہے۔ چوہے اور بلی کی دشمنی کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں ہم نے ''الاسد'' کے تحت نقل کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب کشتی میں ہر چیز کے جوڑے کو سوار کیا تو کشتی میں سوار لوگوں نے چوہے کی شکایت کی کہ ان کے کھانے پینے کا سامان خراب کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے شیر کو حکم دیا تو اس نے چھینک مار دی تو شیر کی چھینک سے بلی نکلی اور اس نے چوہے کو اپنی خوراک بنا لیا۔

تذنیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی کو دو سال میں تیار کیا اور اس کشتی کی لمبائی تین سو ذراع اور چوڑائی پچاس ذراع تھی اور آسمان کی طرف اس کی بلندی تیس ذراع تھی۔ یہ کشتی ''الساج'' کی لکڑی سے تیار کی گئی تھی اور اس میں آپ علیہ السلام نے تین منزلیں بنائی تھیں۔ سب سے نچلی منزل میں وحشی جانور' درندے اور حشرات الارض کو سوار کیا گیا اور درمیانی منزل میں چوپائے' مویشی اور سواری کے جانوروں کو سوار کیا گیا اور سب سے اوپر والی منزل میں خود حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکار اپنے ضروری سامان کے ساتھ سوار ہوئے۔ مروی ہے کہ نچلی میں چوپائے اور وحشی جانور اور درمیانی منزل میں انسان اور سب سے اوپر والی منزل میں پرندوں کو سوار کیا گیا۔ جب کشتی میں گوبر ولید وغیرہ کی کثرت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ہاتھی کی دم کو دباؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی سو ہاتھی کی دم دبانے سے ایک نر سوز اور مادہ سور پیدا ہوئے اور ان دونوں نے کشتی میں موجود گوبر ولید وغیرہ کو کھا لیا۔ جب چوہا کشتی کے کنارہ پر آ کر لنگر کی رسیوں کو کاٹنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ضرب لگائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ضرب لگائی تو ایک نر بلا اور بلی برآمد ہوئے تو یہ دونوں چوہے پر حملہ آور ہوئے جس سے چوہا رسیوں کو کترنے سے باز آ گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسی طرح کشتی تیار کی جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

چوہے کی دو قسمیں ''الزباب اور الخلد'' ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے اور ایک قسم ''الیربوع'' اس کا ذکر عین کے باب میں گزر چکا ہے۔ اور انشاء اللہ آگے بھی تذکرہ آئے گا۔ بخاری و مسلم میں ذکر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین' نبی محتشم' رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک قوم گم ہو گئی اور کسی کو بھی پتا نہ چل سکا کہ ان کا کیا انجام ہوا؟ سوائے اس کے کہ جہاں وہ لوگ رہتے تھے وہاں چوہے نظر آ رہے تھے اور ان چوہوں کی حالت یہ تھی کہ اگر ان

کے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جاتا تو یہ اسے نہیں پیتے اور جب ان چوہوں کے سامنے بکری کا دودھ رکھا جاتا تو یہ پی لیتے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر اونٹنی کا گوشت حرام کر دیا گیا تھا اور بکری کا دودھ اور گوشت حلال تھا۔ اس لئے چوہوں کا اونٹنی کے دودھ سے اعراض کرنا اور بکری کے دودھ کو پی لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ چوہے بنی اسرائیل کی مسخ شدہ قوم تھی۔

''فارۃ البیش'' بیش کا مطلب ایک قسم کا زہر ہے اور ''فاربیش'' ایک جانور ہے جو چوہے کی طرح ہوتا ہے یہ چوہا نہیں ہوتا۔ یہ جانور جنگلوں اور باغات میں رہتا ہے اور ایک زہریلی بوٹی کھاتا ہے جو سم قاتل (قتل کرنے والا زہر ہے)۔ اسی وجہ سے اس جانور کو ''فارۃ البیش'' کہتے ہیں۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاشکال'' میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

''ذات النطاق'' اس کا مطلب وہ چوہا ہے جس کے بدن پر سفید نقطے ہوں اور اس کا اوپر والا حصہ سیاہ ہو۔ اس چوہے کو عورت سے تشبیہ دیتے ہوئے اس کا نام ''ذات النطاق'' رکھا گیا ہے۔ ذات النطاق کا مطلب وہ عورت ہے جو مختلف رنگ کی دو قمیصیں اس طرح پہنے ہو کہ کمر میں پٹی باندھ کر اوپر والا حصہ نیچے والے حصہ پر اور نیچے والا حصہ اوپر والے حصہ پر لٹکا دیا گیا ہو قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

''فارۃ المسک'' چوہے کی ایک قسم ہے جاحظ نے کہا ہے کہ ''فارۃ المسک'' کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جو تبت میں پائی جاتی ہے اور لوگ اس کی ناف کو حاصل کرنے کے لئے اس کا شکار کرتے ہیں۔ لوگ اسے پکڑ کر ایک کپڑے کی پٹی سے اس کی ناف کو کس کر باندھ دیتے ہیں' جب اس کا خون ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے تو پھر اس چوہے کو مار ڈالتے ہیں اور جب اس کی موت ہو جاتی ہے تو اس کی ناف جو کپڑے میں بندھی ہوئی ہوتی ہے' کاٹ لی جاتی ہے اور اس کو ''جو'' میں دبا دیتے ہیں اور کچھ مدت کے بعد وہ خون جمع ہو کر ایک خوشبودار مشک کی طرح ہو جاتا ہے ''فارۃ المسک'' کی دوسری قسم ''جرذان'' ہے یہ چوہے گھروں میں رہتے ہیں اس قسم کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ اس میں مشک نہیں ہوتا بلکہ مشک جیسی خوشبو ہوتی ہے۔ اصل میں اس کا ذکر ظاء کے باب میں گزر چکا ہے۔ ''فارۃ الابل'' یہ بھی چوہے کی ایک قسم ہے ''الفارۃ التی خرجت سدمارب'' اس کا مطلب چوہے کی ایک قسم ''الخلد'' ہے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے۔ (پارہ 26، سورہ محمد، آیت 4) کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور ہر یہودی' نصرانی اور ہر ملت کا پیروکار اسلام قبول کرلے گا اور چوہا بلی سے بچ جائے گا اور بکری' بھیڑیے سے اور چوہے تھیلے کترنے چھوڑ دیں گے اور تمام دشمنوں کا خاتمہ ہو جائے گا تو اس وقت دین اسلام تمام ادیان پر غالب آ جائے گا۔ (یعنی یہ ظہور اسلام کا زمانہ ہوگا)۔

حکم: ''یربوع'' کے علاوہ چوہوں کی تمام اقسام حرام ہیں اور وہ چیز جسے چوہے نے کاٹ کر جھوٹا کر دیا ہو اس کا کھانا مکروہ ہے۔ ابن وہب نے لیث کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابن شہاب زہری کھٹا سیب کھانے کو اور چوہے کے جھوٹے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔ ابن شہاب زہری شہد نوش فرماتے تھے کہ شہد ذہین کرتا ہے۔ شیخ علم الدین سخاوی نے نسیان پیدا کرنے والی چیزوں کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے۔

توق خصالاً خوف نسیان ما مضی قراءة الواح القبور تدیمها

واکلك للتفاح ما کان حامضًا و کزبرة خضراء فیها سمومها

کذا لمشی ما بین القطار و حمك القفاء ومنها الهم وهو عظیمها

ومن ذاك بول المرء فی الماء راکدًا کذلك تبذا القمل لست تقیمها

ولا تنظر المصلوب فی حال صلبه واکلك سؤر الفار وهو تمیمها

''گزری ہوئی باتوں کے بھول جانے کے ڈر سے تو چند خصلتوں سے پرہیز کر' قبروں کے کتبوں کو بار بار اور مسلسل پڑھنا''۔

''اور تیرا ترش سیب کھانا اور ایسا سبز دھنیا کھانا جس میں تیز خوشبو ہو''۔

''اسی طرح قطار کے درمیان چلنا اور قدموں کے نشانات پر چلنا (بھی نسیان کو پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں) لیکن غم نسیان پیدا کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے''۔

''اور نسیان پیدا کرنے والی چیزوں میں سے ایک کھڑے پانی میں پیشاب کرنا بھی ہے۔ اسی طرح جوں پکڑ کر زندہ چھوڑنا بھی نسیان پیدا کرتا ہے''۔

''اور تو نہ دیکھ سولی پر لٹکے ہوئے شخص کی طرف جبکہ اس کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہے اور تیرا چوہے کا جھوٹا کھانا بھی نسیان پیدا کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے''۔

تتمہ

حضور اکرم' نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گھی میں ایک چوہا گر کر مر گیا۔ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چوہے اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دو باقی گھی کو استعمال کر لو۔ (رواہ البخاری)

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت نقل ہے جس کا مطلب بھی اوپر والی روایت کی طرح ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا یا کوئی بھی مردار چیز گر جائے تو اس مردار اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دیا جائے اور باقی گھی استعمال کر لیا جائے۔ اور اگر سیال چیز مثلاً سرکہ' روغن زیتون' پگھلا ہوا گھی یا تیل وغیرہ تو مشہور قول کے مطابق چراغ میں استعمال کرنا جائز ہے۔ بعض اہل علم نے ''والرجز فاهجر'' سے استدلال کرتے ہوئے اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا کہ ''والرجز'' کا مطلب نجاست اور مصیبت ہے نیز ناپاک گھی یا تیل کے استعمال کی اجازت مساجد کے علاوہ دوسرے مقامات کے لئے ہے۔ مساجد کے چراغ میں ناپاک گھی یا تیل کو استعمال کرنا ناجائز نہیں ہے۔ ناپاک گھی یا تیل وغیرہ کو کشتی میں لگانا اور اس سے کپڑے وغیرہ دھونے کا صابن بنانا جائز ہے لیکن اس ناپاک گھی اور تیل کی خرید وفروخت جائز

نہیں ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ناپاک تیل اور گھی وغیرہ کی خرید وفروخت حلال ہے۔ بشرطیکہ اس کی ناپاکی کو بیان کر دیا جائے۔ اہل ظاہر نے کہا ہے کہ ناپاک گھی کا استعمال اور اس کی خرید وفروخت دونوں جائز ہیں اور دوسری چیزیں اس حرمت میں شامل نہیں کیونکہ حدیث میں دوسری اشیاء کی بجائے گھی کے بارے میں یہی وارد ہوا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ (فلاں چوہے سے زیادہ چور ہے) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (فلاں چوہے سے زیادہ کمائی کرنے والا ہے) چوہا ہر کارآمد اور بے کار آمد چیز چیر لیتا ہے۔ اگر چہ اسے اس کی ضرورت بھی نہ ہو۔

خواص: ''عین الخواص'' میں ذکر ہے کہ چوہے کا سر کتان کے کپڑے میں لپیٹ کر ایسے شخص کے سر پر لگا دیا جائے جس کے سر میں بہت زیادہ درد ہو تو اس کا سر درد ختم ہو جائے گا۔ نیز یہ عمل مرگی کے لئے بھی نفع بخش ہے۔ اگر گھر میں بھیڑیئے کے پاخانہ یا کتے کے پاخانہ کی دھونی دی جائے تو گھر سے سب چوہے بھاگ جائیں گے۔ اگر آٹے میں چوہے کی بیٹ ملا کر چوہے یا کسی اور حیوان کو کھلا دی جائے تو وہ فوراً ہلاک ہو جائے گا۔ اگر پیاز کوٹ کر چوہے کے بل کے دروازہ (یعنی منہ) پر رکھ دیا جائے تو چوہا پیاز کو سونگھتے ہی مر جائے گا۔ اگر اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی کو باریک کوٹ کر پانی میں حل کر لیا جائے اور پھر یہ پانی چوہوں کے بلوں میں ڈال دیا جائے تو یہ پانی چوہوں کو قتل کر دے گا۔ اگر چوہے کو پکڑ کر اس کی دم کاٹ لی جائے اور اس کی دم گھر کے درمیان میں دفن کر دی جائے تو جب تک یہ دم گھر میں دفن رہے گی چوہے داخل نہیں ہوں گے۔

اگر چوہوں کے بلوں کے پاس زیرہ، بادام اور بورہ ارمنی کی دھونی دی جائے تو تمام چوہے مر جائیں گے۔ اگر گھر میں سیاہ خچر کے کھر کی دھونی دی جائے تو گھر کے سارے چوہے بھاگ جائیں گے۔ اگر چوہے کی آنکھ کسی ایسے شخص کے گلے میں لٹکا دی جائے تو جس کو چوتھیا بخار ہو گا تو ختم ہو جائے گا۔ اگر چوہے کی دم گدھے کی کھال میں رکھ کر ریشم کے ٹکڑے میں سی لی جائے اور پھر کوئی شخص اسے اپنے بائیں ہاتھ میں لٹکا لے اور وہ شخص کسی بادشاہ یا حاکم کے پاس اپنی حاجت لے کر جائے گا تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ چوہے کا پیشاب ورق سے کتابت کو مٹا دیتا ہے۔ چوہے کا پیشاب حاصل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ لوہے کے پنجرے میں چوہے کو قید کر لیا جائے اور پنجرے میں کوئی برتن رکھ دیا جائے اور پھر بلی کو اس پنجرے کی طرف چھوڑ دیا جائے تو چوہا بلی کو دیکھتے ہی شدت ڈر سے پیشاب کر دے گا۔

اگر رانگ کے چار ٹکڑوں پر یہ کلمات "یاربیق یاسلویوا" لکھ کر چوہوں کے بل کے منہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوہے بھاگ جائیں گے۔ میں (علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ دھبے وغیرہ ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مٹی لے لی جائے جو جلی ہوئی زرد رنگ کی ہوتی ہے جس کو عورتیں ''حمام'' میں استعمال کرتی ہوں پھر اس کے بعد اس مٹی کو باریک پیس کر کاغذ پر جہاں دھبہ ہو یا کسی اور چیز پر جہاں دھبہ لگا ہوا ہو اور اسے ایک دن اور ایک رات کسی وزنی چیز سے اس کاغذ یا دھبہ والی چیز کو دبا دیا جائے تو دھبے ختم ہو جائیں گے۔ یہ عمل مجرب ہے۔ ''سم الفار'' اس کا مطلب ایک قسم کی ہلاک کرنے والی مٹی ہے۔ جسے اہل عراق خراسان سے لاتے ہیں اور یہ چاندی کی کانوں میں ملتی ہے اس مٹی کی دو قسمیں ہیں سفید اور زرد۔ اگر اس مٹی کو آٹے

میں ملا کر گھر میں ڈال دیا جائے تو جو چوہا بھی اس کو کھائے گا اس کی موت ہو جائے گی اور اسی طرح اس مرے ہوئے چوہے کی بو جو چوہا سونگھ لے گا اس کی بھی موت ہو جائے گی اور تمام چوہے مر جائیں گے۔

تعبیر: تعبیر بتلانے والے افراد نے کہا ہے کہ چوہے کو خواب میں دیکھنا فاسقہ عورت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ حضور شاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوہوں کو قتل کر دو۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوہے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر نوحہ کرنے والی ملعون یہودی عورت سے دی جاتی ہے یا فاسق یہودی مرد سے یا چور نقب زن سے اس کی تعبیر دی جاتی ہے۔ چوہے کو خواب میں دیکھنا رزق کی کشادگی پر دلالت کرتا ہے سو جو شخص خواب میں اپنے گھر میں بہت زیادہ چوہے دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے رزق میں اضافہ ہو جائے گا۔ کیونکہ چوہے اسی گھر میں رہتے ہیں جہاں رزق ہو۔ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اس کے گھر سے چوہے نکل گئے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے گھر سے برکت ونعمت ختم ہو جائے گی۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ چوہے کا مالک بن گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی خادم کا مالک بن جائے گا کیونکہ چوہے وہی چیز کھاتے ہیں جو انسان کھاتا ہے اور اسی طرح خادم بھی وہی چیز کھاتا ہے جو مالک کھاتا ہے۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کے گھر میں چوہے کھیل رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس سال اسے خوشی نصیب ہوگی۔ کیونکہ خوشحال انسان ہی کھیل کود میں مشغول ہوتا ہے۔ خواب میں سفید اور سیاہ چوہے کو دیکھنا رات اور دن کی طرف اشارہ ہے۔ جو شخص خواب میں سفید اور سیاہ چوہے کو آتے جاتے دیکھے تو یہ اس کی لمبی عمر پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ چوہا اس کے کپڑے کاٹ رہا ہے تو یہ اس کی عمر کے گزر جانے کی نشانی ہے۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ چوہا سوراخ کر رہا ہے تو یہ چور کی طرف اشارہ ہے سو خواب میں دیکھنے والے کو چاہئے کہ وہ اس سے بچنے کی تدابیر اختیار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفازر

"الفازر" اس کا مطلب سرخی مائل سیاہ چیونٹی ہے۔

الفاشیة

"الفاشیة" اس کا مطلب مویشی یعنی اونٹ، گائے، بھینس اور بکریاں وغیرہ ہیں اس کی جمع کے لئے "فواش" کا لفظ استعمال ہوتا ہے ان جانوروں کو "الفاشیة" اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ میدانوں اور جنگلوں میں پھیل جاتے ہیں اور چارہ وغیرہ کھاتے ہیں اور عربی میں "الفاشیة" کے معنی منتشر ہونے والی چیزیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے مویشیوں اور بچوں کو کھلا نا چھوڑ دو یہاں تک کہ "فحمة العشاء" ختم ہو جائے۔ (رواہ مسلم فی الاشربۃ وابوداؤد فی الجہاد)

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ شیطان غروب آفتاب کے وقت چھوڑے جاتے ہیں "الفحمة" کا مطلب

رات کی تاریکی کے پہلے حصہ کی آمد ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''تم اپنے مویشیوں کو باندھ دو جب تک رات داخل ہو جائے' عنقریب انشاء اللہ میم کے باب میں اس کا ذکر ہوگا۔

الفاعوس

''الفاعوس'' اس کا مطلب سانپ ہے کلام عرب میں ایسا کلمہ جو ''فاعول'' کے وزن پر ہوں اور اس کے آخر میں ''سین'' ہو جس طرح ''فاعوس'' (سانپ) ''البابوس'' (شیر خوار بچہ) ''الراموس'' (قبر) ''القاموس'' (وسط سمندر) ''القابوس'' (خوبصورت) ''العاطوس'' (ایک چوپایہ جس سے لوگ بدفالی لیتے ہیں) ''الفانوس'' (چغل خور) ''الجاموس'' (بھینس) ''الجاروس'' (بہت زیادہ کھانے والے) ابن درید نے کہا ہے کہ ''الکابوس'' ایک قسم کی بیماری ہے جس میں انسان کو نیند کی حالت میں یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس کو کسی چیز نے دبا رکھا ہے ''الناموس'' (اس کا مطلب خیر کا راز دار شخص ہے) ''الجاسوس'' (اس کا مطلب شر کا راز دار شخص ہے)۔

بخاری و مسلم میں ذکر ہے کہ ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ وہی ''ناموس'' (وحی لے کر آنے والا فرشتہ) ہے جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر اترا تھا (وحی لے کر آیا تھا) حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محدثین نے فرمایا ہے کہ تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ یہاں (اس جگہ) ''الناموس'' کا مطلب حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ''ناموس'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (جبرائیل علیہ السلام) کو وحی اور علم غیب سے خاص کیا ہے۔ عنقریب انشاء اللہ ''باب النون'' میں اس کا مزید ذکر ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

الفاطوس

''الفاطوس'' اس کا مطلب ایک بڑی مچھلی ہے جو کشتی کو توڑ دیتی ہے۔ ملاح اس مچھلی کو پہچانتے ہیں سو ملاح اس مچھلی سے بچاؤ کی تدبیر کرتے ہیں کہ وہ حیض کے کپڑے کو (یعنی جس کپڑے کے ساتھ حائضہ عورت نے حیض کا خون صاف کیا ہو) کشتی کے ساتھ چمٹا لیتے ہیں تو یہ مچھلی بھاگ جاتی ہے۔ شاید یہ مچھلی ''حوت الحیض'' ہو۔ اصل میں باب الحاء میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الفالج

''الفالج'' اس کا مطلب دو کوہانوں والا موٹا اونٹ ہے جو سرزمین ہند میں بار برداری کے کام آتا ہے۔ اس کو ''الدھانج'' بھی کہتے ہیں جس طرح کہ دال کے باب میں گزر چکا ہے۔

فالیۃ الافاعی

''فالیۃ الافاعی'' اس کا مطلب گبریلے کی طرح کا ایک کیڑا ہے اسے ''بنات وردان'' بھی کہتے ہیں۔ عنقریب انشاء اللہ

''واؤ'' کے باب میں اس کا ذکر ہوگا۔

فتاح

"فتاح" اس سے مراد ایک قسم کا پرندہ ہے جس کا لقب ''ام عجلان'' ہے عین کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الفتح

"الفتح" اس کا مطلب ایک قسم کا سرخ کیڑا ہے جو لکڑی کھاتا ہے۔

الفحل

''الفحل'' (سانڈ) کھروں والے جانور جس طرح گائے' بھینس' بکری' اونٹ' ہرن وغیرہ ''سم'' والے جانور جس طرح گدھا' گھوڑا' خچر اور گدی رکھنے والے جانور جس طرح ہاتھی' اونٹ ان تمام جانوروں کے مذکر کے لئے "الفحل" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''افحل'' فحولۃ' فحول' فحال اور فحال کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الجہاد'' میں بیان کیا ہے کہ راشد بن سعد نے کہا ہے کہ سلف (گزرے ہوئے لوگ) گھوڑوں کے مقابلہ والے گھوڑوں کو پسند کرتے ہیں کیونکہ گھوڑا زیادہ بہادر اور تیز رفتار ہے۔ حافظ ابونعیم نے غیلان بن ثقفی کی روایت نقل کی ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی کہتے ہیں کہ ہم حضور پرنور' شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کے لئے نکلے سو راستہ میں ہم نے عجیب منظر دیکھا (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ) دیکھا کہ ایک آدمی حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا ایک باغیچہ ہے جو میرے گھر کے گزر اوقات کا ذریعہ ہے اور اس باغیچہ میں میرے دو نر اونٹ ہیں۔ جن میں رہٹ (جس کے ذریعے کنویں سے پانی نکالتے ہیں) میں چلاتا تھا اور اب وہ دونوں اونٹ نہ مجھے اپنے پاس آنے دیتے ہیں اور نہ ہمیں باغ میں داخل ہونے دیتے ہیں۔ حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور باغ کے پاس پہنچے۔ حضور پاک' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ والے سے فرمایا دروازہ کھولو۔ اس نے کہا کہ اونٹوں کا معاملہ سنگین ہے سو حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھولو' جب اس شخص نے دروازہ کھولنا شروع کیا تو دونوں نر اونٹ دوڑتے اور بڑبڑاتے ہوئے دروازہ کے سامنے آگئے اور جب دروازہ کھولا تو ان اونٹوں کی نظر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو وہ دونوں بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ نبی اکرم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں اونٹوں کا سر پکڑ کر ان کو باغ والے کے سپرد کیا اور باغ والے سے فرمایا کہ ان سے کام لو اور انہیں عمدہ چارہ کھلاؤ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو چوپائے سجدہ کرتے ہیں۔ آپ ہمیں کیوں اجازت نہیں دے دیتے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سجدہ صرف زندہ جاوید ہستی کے لئے ہے جسے کبھی موت نہیں آتی۔ اور اگر میں تم میں سے کسی ایک کو بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

حافظ دمیاطی نے ''کتاب الخیل'' میں لکھا ہے کہ عروۃ البارقی کہتے ہیں کہ میرے پاس گھوڑیاں تھیں اور ان میں ایک ''فحل'' (سانڈ) بھی تھا جس کو میں نے بیس ہزار درہم میں خریدا تھا۔ ایک دیہاتی نے میرے سانڈ کی آنکھ پھوڑ دی' تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ اس دیہاتی کو حکم دو کہ وہ بیس ہزار درہم کے بدلے سانڈ لے لے یا نر گھوڑے کی چوتھائی قیمت تاوان کے طور پر ادا کرے۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کی رائے کے مطابق حکم دیا تو دیہاتی نے کہا کہ میں نر گھوڑے کو کیا کروں گا اور دیہاتی نے نر گھوڑے کی چوتھائی قیمت تاوان کے طور پر ادا کر دی۔ اصل میں حاء کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

حرمت رضاعت کے مسائل: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سانڈ کا دودھ باعث حرمت نہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اس کا مطلب یہ ہے کہ دودھ پینے والے بچے اور دودھ پینے والی عورت کے شوہر کے درمیان رضاعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ حرمت کا تعلق صرف ''مرضعۃ'' (دودھ پلانے والی) کے اقارب سے ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ داؤ داصم کا بھی یہی قول ہے اور عبدالرحمٰن ابن بنت الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے لیکن فقہاء سبعہ' ائمہ اربعہ اور دوسرے علماء امت کا مسلک یہ ہے کہ دودھ پینے والے بچے اور دودھ پلانے والی اور اس کے شوہر کے درمیان جس سے عورت کا دودھ بنا ہے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے۔ ''مرضعۃ'' یعنی دودھ پلانے والی عورت اس بچے کی ماں اور اس عورت کا خاوند بچے کا باپ بن جاتا ہے۔ اس کی دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حرمت رضاعت دو شرطوں سے ثابت ہوتی ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ دودھ پینے کا عمل دو سال مکمل ہونے سے پہلے ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور مائیں اپنے بچے کو مکمل دو سال تک دودھ پلائیں''۔

اسی طرح ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' فرمایا: حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ رضاعت آنتوں کو کھولے۔ ایک روایت میں ہے کہ رضاعت نہیں ہے مگر یہ کہ وہ رضاعت ہڈیوں اور گوشت کی نشوونما کا سبب بنے۔ حدیث کے مطابق یہ حالت صرف بچپن میں ہوتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رضاعت کی مدت تیس مہینے ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے اس قول سے استدلال کیا ہے ''اور بچہ کی مدت حمل اور مدت رضاعت تیس مہینے ہے''۔

دوسری شرط جس میں حرمت ثابت ہوتی ہے کہ جس بچے نے متفرق اوقات میں دودھ پیا ہو اور ہر مرتبہ سیراب ہو کر پیا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح منقول ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن اہل علم کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ کم دودھ پینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے جس طرح زیادہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (ایک روایت کے مطابق) اوزاعی حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حرمت رضاعت کے بارے میں تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول انور ہم غریبوں کے سرور تمام نبیوں کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کے بارے میں صرف دودھ سے اندیشہ رکھتا ہوں کیونکہ شیطان دودھ کے جھاگ اور تھنوں کے درمیان ہوتا ہے۔ (رواہ احمد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول انور شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت میں دودھ والے لوگ ہلاک ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کون لوگ ہیں؟ حضور تاجدار رسالت دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے لوگ جو دودھ کو پسند کرتے ہیں اور دودھ کی تلاش میں جماعت سے نکل جاتے ہیں اور جمعہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حربی نے کہا ہے کہ میرا خیال ہے جماعت سے نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ دودھ کی تلاش میں چراگاہوں اور جنگلوں کی طرف جاتے ہیں اور شہروں اور جماعت کی نمازوں سے دور ہو جاتے ہیں بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے وعید ہے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور شہوات کی پیروی کی۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہ خوش خصال دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم نے "عسب الفحل" (سانڈوں کی لڑائی) سے منع فرمایا ہے"۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں ذکر "عسب الفحول" کی مشہور تفسیر سانڈوں کی لڑائی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "عسب الفحول" کا مطلب سانڈوں کے مادہ منویہ کی قیمت ہے یعنی کسی نر جانور کی کسی مادہ کے ساتھ جفتی کرانا اور پھر اس کی قیمت وصول کرنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ روایت میں "نھی عن ثمن عسب الفحل" کے الفاظ ہیں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈ کے مادہ منویہ کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

امثال: عسکری نے کہا ہے کہ سانڈ کے بارے میں سب سے عمدہ مثال اہل عرب کا یہ قول ہے کہ (یہ سانڈ یعنی نر اپنی ناک نہیں رگڑے گا) اصل میں ورقہ بن نوفل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی مثال بیان کی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مثال ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے

اس وقت بیان کی تھی جس وقت حضور مکی مدنی سرکار بی بی آمنہ کے لال سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اگر کسی شخص نے کسی کا "فحل" (بکرا) چھین لیا اور پھر اس سے اپنی بکری کو گابھن کرالیا تو بکری کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ غاصب کے لئے ہوگا اور جس سے بکرا چھینا گیا ہے اسے کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر بکرے کا نقصان ہوا تو اس کا تاوان بکرا چھیننے والے کو ادا کرنا پڑے گا اور اگر کسی آدمی نے کسی کی بکری چھین لی اور اسے اپنے بکرے سے گابھن کرالیا تو بکری کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ بکری والے کا ہوگا۔

تذنیب: یونس کہتے ہیں کہ ہر قسم کا دودھ معتدل ہوتا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میٹھا دودھ گرم ہوتا ہے اور عمدہ دودھ وہ ہوتا ہے جو نوجوان بھیڑوں سے حاصل ہو۔ یہ دودھ سینے اور پھیپھڑوں کے لئے نفع بخش ہے لیکن بخار میں مبتلا افراد کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس دودھ کے پینے سے عمدہ غذا بنتی ہے اور یہ معتدل مزاج اور بچوں کو موافق آتا ہے۔ اس دودھ کے استعمال کا بہترین وقت موسم ربیع ہے۔ ترش دودھ مطلب دہی سرد ہوتا ہے۔ عمدہ دہی وہ ہوتا ہے جس پر بالائی ہو دہی پیاس کی شدت کو کم کرتا ہے لیکن یہ دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مضر ہے۔ اگر دہی کھا کر شہد کے پانی سے کلی کرلی جائے تو نقصان نہیں ہوگا۔ دہی معتدل مزاج والے افراد اور بچوں کے موافق ہے۔ دہی کے استعمال کا بہترین وقت موسم گرما ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے چالیس دن بعد جانور کا دودھ بلاضرر استعمال ہوتا ہے۔ دودھ کی خاصیت دوسری چیزوں کے اختلاط سے تبدیل ہو جاتی ہے اور جب دودھ میں گیہوں اور چاول ڈال کر پکائے جائیں تو یہ گرم مزاج والوں کے لئے نفع والا ہے۔ ایسا دودھ جس سے مکھن نکال لیا گیا ہو گرم مزاج والوں کے لئے مفید ہے۔ اسے عرب میں "الودع" کہا جاتا ہے اگر آگ میں پتھر پکا کر دودھ میں ڈال دیا جائے تا کہ اس کی مائیت خشک ہو جائے تو یہ دودھ جگر کی بیماری کے لئے فائدہ مندہ ہے۔ گدھی کا دودھ "سل اوردق" کے نافع ہے۔ گابھن گدی کا دودھ اگر اس کے پیشاب میں ملا کر استعمال کیا جائے تو استسقاء کے لئے فائدہ والا ہے۔ گدھی کے دودھ کی دہی بھی ٹھنڈی ہوتی ہے سو گدھی کے دودھ کی دہی طبیعت میں امساک خلط غلیظ معدے اور گردے میں پتھری پیدا کرتی ہے۔

تتمہ: دودھ کو خواب میں دیکھنا فطرت اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اس کا مطلب حلال مال ہے جو بلاتعب (مشقت) کے حاصل ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ○ (النحل آیت:66)

خالص دودھ گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لیے۔

دہی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر حرام مال سے دی جاتی ہے۔ بکری کے دودھ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر شریف مال سے دی جاتی ہے۔ گائے کے دودھ کو خواب میں دیکھنا غنی شخص پر دلالت کرتا ہے۔ گھوڑی کے دودھ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر شفاء سے دی جاتی ہے۔

مادہ خچر کے دودھ کو خواب میں دیکھنا تنگی کی طرف اشارہ ہے۔ مادہ چیتا کے دودھ کو خواب میں دیکھنا غالب آجانے والے

دشمن کی طرف اشارہ ہے۔ شیرنی کے دودھ کوخواب میں دیکھنا ایسے مال پر دلالت کرتا ہے جو بادشاہ سے حاصل ہو۔ جنگلی گدھی کے دودھ کوخواب میں دیکھنا دین میں شک پر دلالت کرتا ہے۔ مادہ خنزیر کے دودھ کوخواب میں دیکھنا فتور عقل اور مالی خسارہ پر دلالت کرتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں مادہ خنزیر کا دودھ پی لے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بہت زیادہ مال حاصل ہوگا۔ لیکن عقل کے کم ہونے کا ڈر ہے خواب میں عورت کا دودھ پینا مال میں اضافہ کی علامت ہے۔ لیکن خواب میں عورت کا دودھ پینے والا التعریف کے قابل نہیں کیونکہ عورت کا دودھ مکروہ بیماری پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خواب میں نہ دودھ پینے والے کو پسند کرتا ہوں اور نہ ہی دودھ پلانے والی کو۔

سو اگر کسی مریض نے خواب میں کسی عورت کا دودھ پی لیا تو وہ شفایاب ہو جائے گا اور جس نے خواب میں دودھ کو گرا دیا تو اصل میں اس نے اپنا دین ضائع کر دیا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ زمین سے دودھ نکل رہا ہے تو اس کی تعبیر فتنہ سے دی جائے گی۔ خواب دیکھنے والے نے جس قدر دودھ زمین سے نکلتے ہوئے دیکھا اتنی ہی خونریزی ہوگی۔ خواب میں کتے' بلی اور بھیڑوں کا دودھ دیکھنا ڈر اور بیماری پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواب میں مادہ بھیڑیئے کا دودھ دیکھنا بادشاہ سے ملنے والے مال کی طرف اشارہ ہے یا اس کی تعبیر قوم کی سربراہی سے دی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں حشرات الارض کا دودھ پی لے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنے دشمن سے صلح کر لے گا ۔ واللہ اعلم ۔

الفدس

"الفدس" اس کا مطلب مکڑی ہے اس کی جمع کے لئے "فدسۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

الفرا

"الفرا" اس کا مطلب حمار وحشی ہے اس کی جمع "الفراء" آتی ہے۔ جس طرح جبل کی جمع جبال آتی ہے۔ اہل عرب مثال کے طور پر کہتے ہیں (ہر قسم کا شکار حمار وحشی کے پیٹ میں ہے)۔

حضور سید المبارکین' سراج السالکین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حرث کے لئے یہ مثال استعمال فرمائی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مثال ابوسفیان بن حرب کے لئے فرمائی تھی۔

ابوعمر عبدالبر کا یہی قول ہے۔ حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ حضور اکرم' شہنشاہ بنی آدم' نور مجسم' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سفیان بن حرب کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے فرمائے تھے اور اس کا واقعہ یہ ہوا کہ ابوسفیان بن حرب نے حضور شہنشاہ خوشخصال' دافع رنج وملال' رسول بے مثال' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے اجازت طلب کی۔ تو حضور شاہ ابرار' ہم غریبوں کے غمخوار' رسول انور' صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو

کچھ دیر کے لئے روکے رکھا اور پھر اجازت دے دی۔ جب ابوسفیان بن حرب حضور شفیع المذنبین‘ سراج السالکین‘ محبوب رب العالمین‘ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو کہا یہ جتنی دیر آپ وادی کی کنکریوں کو اجازت دیتے اتنی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ حضور شہنشاہ مدینہ‘ راحت قلب وسینہ‘ فیض گنجینہ‘ صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ (ہر قسم کا شکار حمار وحشی کے پیٹ میں ہے)

حضور پاک‘ صاحب لولاک‘ سیاحِ افلاک‘ بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ابوسفیان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کیلئے فرماتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ (اے ابوسفیان) جب تک تم رکے رہے تو تمہاری وجہ سے دوسرے لوگ بھی رکے رہے۔

حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم‘ رؤف الرحیم‘ سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ابوسفیان بن حرث کے لئے فرمائے تھے۔ اور ابوسفیان بن حرث حضور رسولِ اکرم‘ شفیع معظم‘ فخر بنی آدم‘ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ دونوں نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا۔ ابوسفیان بن حرث بعثت نبوی سے پہلے حضور مکی مدنی سرکار‘ سرکار ابد قرار‘ شافع روز شمار دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت رکھتے تھے اور ایک لحہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں ہوتے تھے۔ جب حضور صاحب شریعت‘ مختار کل کائنات‘ مخزن جودوسخا‘ تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوری اختیار کر لی (ان کی محبت دشمنی میں بدل گئی) اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے لگا‘ جب ابوسفیان بن حرث نے اسلام قبول کر لیا تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پھر حضور صاحب کائنات‘ صاحب قرآن‘ صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بغیر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو سکون نہیں ملتا تھا۔ اس ضرب المثل کا پس منظر یہ ہے کہ ایک جماعت شکار کے لئے گئی۔ ان میں سے ایک آدمی نے ہرن کا شکار کیا اور دوسرے آدمی نے خرگوش کا شکار کیا۔ اور تیسرے شخص نے حمار وحشی کا شکار کیا سو خرگوش کا شکار کرنے اور ہرن کا شکار کرنے والے دونوں اپنے اپنے شکار پر خوش تھے اور وہ دونوں تیسرے شخص کو طعنہ دینے لگے جس نے حمار وحشی کا شکار کیا تھا تیسرے شخص نے ان سے کہا (ہر قسم کا شکار حمار وحشی کے پیٹ میں ہے) اسی وقت سے یہ مثل مشہور ہوگئی اور ہر اس چیز کے لئے استعمال ہونے لگی جو دوسری چیزوں کو شامل اور حاوی ہو۔

الفراش

”الفراش“ (پروانہ) اس کا مطلب ایک اڑنے والا کیڑا ہے جو مچھر کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے واحد کے لئے ”فراشہ“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ کیڑا اڑتا ہے اور چراغ کے اردگرد گھومتا رہتا ہے کیونکہ اس کی آنکھوں کی روشنی کم ہوتی ہے اس لئے یہ دن کی روشنی کو تلاش کرتا ہے‘ جب یہ رات کے وقت چراغ کی بتی جلی ہوئی دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ میں ایک اندھیرے گھر میں ہوں اور یہ چراغ اندھیرے گھر سے نکلنے کا سوراخ ہے سو یہ روشنی کی تلاش میں رہتا ہے اور اسی کوشش میں اپنے آپ کو آگ میں گرا دیتا ہے‘ جب یہ چراغ جلنے کی جگہ سے باہر چلا جاتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ کسی اندھیرے گھر سے نکلنے کا سوراخ اسے ہاتھ

نہیں آیا اور کم بینائی کی وجہ سے یہ وہاں تک نہیں پہنچ پایا۔
سو وہ بار بار چراغ کی روشنی کی طرف لوٹتا ہے اور چراغ کی آگ میں جل جاتا ہے۔
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ (اے مخاطب) شاید تو سمجھتا ہے کہ پروانہ کی ہلاکت اس کی کم عقل اور جہالت کی وجہ سے ہے (تو تیرا گمان صحیح نہیں ہے)۔
پھر حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سو جان لے کہ انسان کا جہل پروانہ کے جہل سے زیادہ ہے بلکہ انسان جس صورت سے شہوات پر پڑتا ہے اور ان میں ڈوب جاتا ہے اور وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو پروانہ کو پیش آتی ہے کیونکہ پروانہ تو چراغ کے گرد گھومتے ہوئے اپنے آپ کو اس پر گرا دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیتا ہے۔ کاش انسان کا جہل بھی پروانہ کے جہل کی طرح ہوتا کیونکہ پروانہ ظاہری روشنی پر جل کر خلاصی پا لیتا ہے لیکن انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے آگ (جہنم میں) میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اسی لئے حضور مکی مدنی سرکار بی بی آمنہ کے لال، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تم لوگ آگ میں اس طرح گر رہے ہو جس طرح پروانے اور میں تمہاری ازار پکڑ کر تمہیں آگ سے روک رہا ہوں"۔ حضرت امام علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اصل میں مہلہل ابن یموت نے کیا خوب کہا ہے کہ

جلت محاسنه عن كل تشبيه	وجل عن واصف في الحسن يحكيه
انظر الى حسنه واستغن عن صفتي	سبحان خالقه سبحان باريه
النرجس الغض والورد الجني له	والاقحوان النضير الغض في فيه
دعا بالحاظه قلبي الى عطبي	فجاءه مسرعا طوعا يلبيه
مثل الفراشة تأتي اذ ترى لهبا	الى السراج فتلقى نفسها فيه
لهيب الخد حين بدا الطرفي	هوى قلبي عليه الكفراش
فاحرقه فصار عليه خالا	وها اثر الدخان على الحواشي

"اس کے "یعنی محبوب کے" محاسن ہر قسم کی تشبیہ سے برتر ہیں اور ہر تعریف کرنے والے کی تعریف سے بالا تر محبوب کا حسن ہے"۔
"تم اس کے حسن کی طرف دیکھو اور میری تعریف سے بے نیاز ہو جاؤ پاک اور بے عیب ہے وہ ذات جو اس محبوب کی خالق ہے"۔
"اس کی آنکھ نرگس کے پھول کی طرح ہے اور اس کے رخسار گلاب کی طرح ہیں"۔
"اس نے آنکھ کے اشارے سے میرے دل کو میری تباہی کی طرف بلایا سو میں اس کے پاس خوشی خوشی اس کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے چلا آیا"۔
"پروانے کی طرح کہ جب وہ چراغ کی روشنی دیکھتا ہے تو دوڑتا ہوا آتا ہے اور اپنے آپ کو چراغ کی روشنی میں گرا

دیتا ہے''۔

عون الدین عجمی نے کہا ہے کہ

''محبوب کے رخساروں کی سرخی جب مجھ پر ظاہر ہوئی تو میرا دل پروانہ کی طرح اس کی طرف راغب ہوا''۔

''اس سرخی نے میرے دل کو جلا دیا اور میرا دل جلنے کے بعد اس کے رخساروں کا قاتل بن گیا اور یہ دیکھ اس کے بالوں کا رواں''۔

فائدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ'' قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت والوں کو بکھرے ہوئے پروانوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ قیامت کے دن لوگ اپنی کثرت انتشار' ضعف اور ذلت کے باعث داعی (بلانے والے) کی طرف ہر طرف سے دوڑتے ہوئے آئیں گے جس طرح پروانے شمع کے گرد گھومتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سید السارکین' راحت العاشقین' انیس الغریبین' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی سو اس آگ پر بھنگے اور پروانے آ کر گرنے لگے اور وہ شخص ان کو اس آگ میں گرنے سے روک رہا ہے اور وہ ہیں کہ آگ میں گرتے جاتے ہیں۔ اسی طرح میں تمہیں پکڑ آ گ میں گرنے سے روک رہا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے چھوٹے جا رہے ہو۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور یہ چھٹے آسمان میں ہے۔ زمین سے جو چیزیں اوپر پہنچائی جاتی ہیں وہ چھٹے آسمان پر لے لی جاتی ہیں اور اسی طرح اوپر جو احکام نازل ہوتے ہیں اس پر پہنچا دیئے جاتے ہیں اور یہاں سے فرشتے لے لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝

''اس سدرۃ پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا''۔ (النجم آیت 16)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ سونے کے پروانے تھے۔ (رواہ مسلم)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شاہ مدینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ' صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں جھوٹ میں اس طرح گرتے دیکھ رہا ہوں جس طرح پروانے آگ میں گرتے ہیں۔ ہر جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ (اس پر سزا دی جائے گی) سوائے اس جھوٹ کے جو جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے بولا جاتا ہے اور وہ جھوٹ جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے بولا جائے اور وہ جھوٹ جو آدمی اپنی بیوی کے سامنے بولے تاکہ وہ اس سے راضی ہو جائے۔ (رواہ بیہقی فی شعب الایمان)

حکم: پروانے کا کھانا حرام ہے۔

امثال: اہل عرب کسی کی جہالت' سفاہت' ضعف' ذلت' خفت اور خطا کو بیان کرنے کے لئے کہتے "اطیش من فراشة واصف واذل واجهل واخطا من فرشة" یہ ضرب المثل اس لئے بیان کی جاتی ہے کیونکہ پروانہ اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیتا ہے (اسی طرح انسان بھی جہالت' ضعف' ذلت' خفت کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے)۔

اہل عرب مکھی کے لئے اس طرح کی ضرب المثل استعمال کرتے ہیں (فلاں مکھی سے زیادہ خطا کار اور جاہل ہے) یہ مثل مکھی کے لئے استعمال کی جاتی ہے کہ مکھی اپنے آپ کو گرم کھانے میں ڈال کر ہلاک کر لیتی ہے۔

تعبیر: خواب میں پروانے کو دیکھنے کی تعبیر کمزور اور زبان دراز شخص سے دی جاتی ہے ارطامیدوس نے کہا ہے کہ کسانوں کے لئے پروانہ کو خواب میں دیکھنا بے کاری کی علامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفرافصة

"الفرافصة" (فاء کے ضمہ کے ساتھ) اس لفظ کا مطلب شیر ہے اور (فاء کے فتحہ کے ساتھ) یہ لفظ آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کلام عرب میں "فرافصة" (فاء کے ضمہ کے ساتھ) ہے سوائے "فرافصة ابا نائلة" کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ یہ فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے اس کا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''موطا'' میں ''ابواب الصلاۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ فرافصة بن عمیر حنفی فرماتے ہیں: میں نے سورۂ یوسف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فجر کی نماز میں سن کر یاد کی۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز فجر میں سورۃ یوسف پڑھتے تھے۔

الفرخ

"الفرخ" اس کا مطلب پرندے کا بچہ ہے۔ اصل میں یہ لفظ شروع میں پرندوں کے بچوں کے لئے وضع کیا گیا تھا لیکن بعد میں حیوانات کے ہر چھوٹے بچے کے لئے یہی لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ اس کی مؤنث ''فرخۃ'' آتی ہے اس کی جمع قلت ''افرخ'' اور ''افراخ'' آتی ہے اور جمع کثرت ''فراخ'' آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شاہ ابرار' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن تک غم منانے کی مہلت دی گئی۔ پھر حضور شہنشاہ مدینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم (آل جعفر کے) یہاں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بھائی پر آج کے بعد مت رونا پھر حضور نور کے پیکر' تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بھائی کے لڑکوں کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضور شہنشاہ خوشخصال' دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا جیسے کہ ہم ''پرندہ کے بچے'' ہوں۔ حضور صاحب جودونوال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجام کو بلاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمارے سر مونڈنے کا حکم دیا۔

حجام نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔ (رواہ ابوداؤد باسناد صحیح علی شرط شیخین)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شاہ ابرار ہم غریبوں کے غمخوار رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ کسی غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ہم میں سے کسی آدمی نے راستہ میں چلتے چلتے کسی پرندہ کے بچہ کو پکڑ لیا۔ اس بچے کے والدین میں سے کوئی ایک آیا یہاں تک کہ اس شخص کے ہاتھ پر گر گیا۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں اس پرندے پر تعجب نہیں ہوا کہ تم نے اس کے بچے کو پکڑا اور وہ آیا اور اس شخص کے ہاتھ پر گر گیا جس نے اس کے بچے کو پکڑ لیا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم پرندے کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہوئے ہیں۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس پرندے سے بھی زیادہ رحیم ہے۔ (رواہ بزار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شاہِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں سو رحمتیں ہیں اور ان میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں میں تقسیم فرمائی ہے جس کی وجہ سے آدمی اپنی اولاد پر رحم کرتا ہے۔ اور پرندے اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔ جب قیامت کا دن آئے گا اللہ تعالیٰ ان سو رحمتوں کو پورا فرمائے گا اور ان سو رحمتوں کے ذریعے اپنی مخلوق پر رحم فرمائے گا۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوایوب بجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا جو حصہ دنیا میں تقسیم فرمایا ہے اس میں سے میں نے بھی حصہ پایا اور وہ اسلام ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ننانوے رحمتیں جو آخرت میں تقسیم ہوں گی اس میں سے مجھے دنیا میں ملنے والے حصے سے زیادہ حصہ ملے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شفیع المذنبین سراج السالکین محبوب رب العالمین رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان مرد کی عیادت فرمائی جو کمزور ہو گیا تھا۔ ترمذی کی روایت ہے کہ وہ آدمی کمزوری کی وجہ سے پرندے کے بچے کی طرح ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا کہ تم اللہ سے دعا مانگتے ہو یا اس سے کسی چیز کا سوال کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں میں کہتا تھا! اے اللہ! جو عذاب تو نے مجھے آخرت میں دینا چاہتا ہے وہ مجھے دنیا ہی میں دے دے۔ حضور پاک صاحب لولاک سیاح افلاک بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سبحان اللہ'' ہم تو اس کی طاقت نہیں رکھتے تو یہ کیوں نہیں کہتا کہ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ راوی کہتے ہیں اس کے بعد اس شخص نے ان کلمات کے ذریعے دعا مانگی سو اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا یاب کر دیا۔ (رواہ المسلم والنسائی والترمذی)

حدیث میں ذکر ''مثل الفرخ'' کا مطلب اس شخص کی بیماری کی وجہ سے کمزوری اور لاغر پن ہے چنانچہ اس بیمار آدمی کو پرندے کے بچے سے تشبیہ دینا اس کے جسم کی کمزوری کو بیان کرنا ہے کہ جس طرح پرندے کا بچہ جسمانی لحاظ سے لاغر ہوتا ہے اسی طرح بیماری نے اس شخص کو لاغر کر دیا ہے۔ اس حدیث سے تعجیل عذاب کی دعا مانگنے سے منع کرنا معلوم ہوتا ہے اور افضل دعا بھی

معلوم ہوئی وہ یہ ہے۔

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اس حدیث میں "سبحان اللہ" کے الفاظ عجیب بات کے کہنے پر معلوم ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد (تو آخرت کے عذاب کو برداشت کرنے کی دنیا میں طاقت نہیں رکھتا) اس سے یہ بات پتا چلی کہ کوئی بھی انسان آخرت کے عذاب کو برداشت کرنے کی دنیا میں طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ دنیا کی زندگی کمزور ہوتی ہے۔ اس زندگی میں انسان سخت عذاب کو برداشت نہیں کرسکتا اور جو انسان دنیا کی زندگی میں عذاب میں مبتلا ہوگا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ اس کے برعکس آخرت کی زندگی بقاء کے لئے ہے خواہ یہ بقاء جنت میں ہو یا دوزخ میں۔ وہاں موت نہیں آئے گی جس طرح اللہ تعالیٰ کا کفار کے بارے میں ارشاد ہے: "جب ان کے بدن کی کھال جل جائے گی تو ان کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں"۔ (سورۃ النساء آیت: 56)

ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں پھر اس حدیث میں حضور دافع رنج وملال صاحب جود ونوال بی بی آمنہ کے لال، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا بیان کی ہے جو دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کو شامل ہے۔ "حسنة" کی تفسیر میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں بعض اہل علم کے نزدیک دنیا کی بھلائی علم اور عبادت ہے اور آخرت کی بھلائی جنت اور مغفرت ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے "حسنة" کا مطلب عافیت ہے یہ بھی کہا گیا ہے فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کا مطلب مال اور حسن مال ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک "فی الدنیا حسنة" کا مطلب نیک عورت ہے اور "وفی الآخرة حسنة" کا مطلب "الحور العین" ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ "فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة" کو عموم پر محمول کیا جائے تا کہ ہر قسم کی بھلائی اس میں شامل ہو۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "فی الدنیا حسنة" کا مطلب عبادت وعافیت ہے اور "وفی الاخرة حسنة" کا مطلب جنت اور مغفرت ہے بعض اہل علم کے نزدیک "فی الدنیا حسنة" کا مطلب دنیا کی نعمتیں اور "وفی الاخرة حسنة" کا مطلب آخرت کی نعمتیں ہیں۔

صدقہ مصیبتوں کو دور کرنے کا ذریعہ: تاریخ ابن نجار میں ذکر ہے اور بصرہ کے قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی بن انس بن مالک انصاری رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور رسول اکرم، شفیع معظم، فخر بنی آدم، رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی امتوں میں ایک آدمی تھا جو ایک پرندے کے گھونسلے پر آتا تھا اور جب پرندہ بچے نکالتا تھا تو وہ آدمی اس پرندہ کے بچے اٹھا لیتا تھا۔ پرندے نے اس آدمی کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کی۔ اللہ تعالیٰ نے پرندے کو بتایا اگر یہ آدمی دوبارہ تمہارے گھونسلے کی طرف آیا اور اس نے تمہارے بچے اٹھائے تو میں اسے ہلاک کر دوں گا۔ جب پرندے کے دوبارہ بچے نکلے تو یہ آدمی پرندے کے بچوں کو پکڑنے کے

لئے گھر سے نکلا جس طرح پہلے نکلتا تھا۔ راستہ میں اسے ایک سائل ملا اور اس سائل نے اس آدمی سے کھانا مانگا۔ اس آدمی نے سائل کو اپنے کھانے میں سے ایک روٹی دیدی۔ پھر چل پڑا اور پرندے کے گھونسلے کے پاس آ گیا اس نے سیڑھی لگائی اور درخت پر چڑھ کر پرندے کے گھونسلہ سے وہ بچے پکڑ لئے اور ان بچوں کے والدین اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے ہمارے رب! بے شک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شخص جب دوبارہ ایسی حرکت کرے گا تو اس کو ہلاک کر دے گا لیکن یہ شخص دوبارہ آیا اور اس نے ہمارے بچوں کو پکڑ لیا لیکن تو نے اسے ہلاک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خبر دی کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں صدقہ کرنے والوں کو بری موت کے ذریعے ہلاک نہیں کرتا اور اصل میں اس شخص نے آج ہی صدقہ کیا ہے۔

فائدہ: ایک پرندے کے بچے کو دیکھنا ہی "حضرت عمران کی بیوی حنہ" کی تمنا اور مراد کا سبب بنا تھا جس کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت حنہ (حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ) بانجھ تھیں اور بڑھاپے تک ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن یہ ایک درخت کے سائے میں بیٹھی تھیں تو انہوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے بچے کو دانہ کھلا رہا ہے سو آپ کے دل میں اولاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ جب آپ (عمران کی بیوی حنہ) حاملہ ہوئیں تو آپ نے کہا:

عرض کی اے میرے رب میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے تو تو مجھ سے قبول کر لے بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔ (پارہ3، سورۃ آل عمران، آیت35)

یعنی اے میرے رب تو میرے دل کے حال کو جانتا ہے' میں نے نذر مانی ہے جو بچہ پیدا ہوگا میں اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کروں گی بچے کو وقف کرنا ان کی شریعت میں جائز تھا۔ حضرت حنہ کو حضرت مریم کا حمل قرار پا گیا تو حضرت عمران علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت ہو گئی۔ حضرت حنہ نے عرض کیا:

اے میرے رب! یہ تو میں نے ایک لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے (دھتکارے) ہوئے شیطان سے تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اسے اچھا پروان چڑھایا۔

(پارہ3، سورۃ آل عمران، آیت37-36)

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کی تفسیر: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کی صفت "اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا" بیان فرمائی ہے۔ علامہ زمخشری نے فرمایا ہے کہ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اپنی شرمگاہ کی حلال و حرام دونوں طرح سے حفاظت فرمائی جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: "مریم نے کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں"۔ (مریم۔ آیت 20) حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا میں "فرج" کا مطلب قمیص کے فرج (قمیص کے کھلے حصے) ہیں تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے کپڑے ہمیشہ پاک و صاف رہے اور ان کبھی ناپاکی کا دھبہ نہیں لگ سکا "فروج القمیص" (قمیص کے

کھلے ہوئے حصے) چار ہیں دو آستینیں اور ایک کپڑے کا اوپر کا حصہ اور ایک نیچے کا حصہ۔

مسئلہ: جب کوئی آدمی کسی سے انڈے چھین کر اپنی مرغی کے ذریعے ان انڈوں سے بچے نکلوالے تو ان بچوں کا مالک وہ شخص ہوگا جو انڈوں کا مالک ہے اور یہ بچے "عین المغصوب" ہیں جن کا واپس کرنا ضروری ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ غاصب انڈوں کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ بچوں کو نہیں لوٹائے گا۔ کیونکہ بچے انڈوں کے علاوہ ایک دوسری مخلوق ہیں۔ انڈے تو ضائع ہو گئے۔ اب ان کا ضمان واجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مومنوں میں فرمایا:

"ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ"

تحفہ مکیہ میں قاضی نصر عمادی نے ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل کے کسی آدمی نے گائے کے سامنے اس کے بچھڑے کو ذبح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے (اس بے رحمی کی وجہ سے) اس کا ایک ہاتھ خشک کر دیا۔ وہ شخص ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک کسی پرندے کا بچہ گھونسلے سے زمین پر گر گیا' وہ بچہ اپنے والدین کو بے بسی سے دیکھنے لگا اور اس کے والدین بھی اسے بے بسی سے دیکھنے لگے۔ اس آدمی نے اس بچے کو اٹھایا اور گھونسلے میں رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے (پرندے کے بچے پر رحم کرنے کی وجہ سے) اس آدمی پر رحم کیا اور اس کا خشک ہاتھ ٹھیک کر دیا۔ (واللہ اعلم)۔

تعبیر: خواب میں پرندوں کے بھنے ہوئے بچے دیکھنے کی ایسے رزق اور مال سے تعبیر دی جاتی ہے جو کافی کوشش کے بعد حاصل ہو۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ شکاری پرندوں (شاہین' چیل' عقاب وغیرہ) کے بچوں کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ آدمی بادشاہ کی اولاد کی غیبت میں مبتلا ہوگا یا ان سے نکاح کرے گا جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ پرندے کے بچے کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ حضور سید المبارکین' راحت العاشقین' انیس الغریبین' صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت یا شرفاء کی غیبت میں مبتلا ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے) اگر کسی نے خواب میں پرندہ کے بچے کا بھنا ہوا گوشت خریدا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ آدمی کسی کو ملازم رکھے گا۔ واللہ اعلم۔

الفرس

"الفرس" اس کا مطلب گھوڑا ہے۔ مذکر ومؤنث کی جمع کے لئے "افراس" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ابن جنی اور فراء کے نزدیک گھوڑی کے لئے "فرسۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "الفراس" اسم ہے جو مذکر اور مؤنث (گھوڑے اور گھوڑی) دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے مؤنث کے لئے "فرسۃ" کا لفظ استعمال نہیں ہوگا۔ "الفرس" کا لفظ "افراس" سے بنایا گیا ہے۔ اور اس کے معنی پھاڑنے کے آتے ہیں اور گھوڑا بھی اپنی تیز رفتاری کے ذریعے زمین پھاڑتا ہے اس لئے اس کو "الفرس" کہا جاتا ہے اور گھوڑے پر سوار ہونے والے کو "فارس" کہا جائے گا جیسے دودھ والے کو "لابن" اور کھجور والے کو "تامر" کہتے ہیں۔ اس کی جمع کے لئے "فوارس" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ گھوڑی کے لئے "الفرس" کا لفظ استعمال کیا جائے گا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابوداوٗد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوحاکم رحمۃ اللہ

علیہ نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑی کو ''فرس'' کہا کرتے تھے۔ (رواہ ابوداؤد اور رواہ ابوحاکم)

ابن السکیت نے کہا ہے کہ ''سم'' والے جانور خواہ وہ گدھا ہو یا خچر اس کے سوار کے لئے ''فارس'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے شاعر نے کہا ہے کہ۔

وانی امرؤ للخیل عندی مزیۃ علی فارس البرذون او فارس البغل

''اور میں دوست کی قدر کرنے والا آدمی ہوں، خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو یا خچر پر سوار ہو''۔

عمار بن عقیل بن بلال بن جریر نے کہا ہے کہ خچر پر سوار ہونے والے کے لئے ''فارس'' لفظ استعمال نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے ''بغال'' کا لفظ استعمال کیا جائے گا۔ اسی طرح گدھے پر سوار ہونے والے کو بھی ''فارس'' کی بجائے ''حمار'' کہا جائے گا۔ گھوڑے کے لقب کے لئے ''ابوشجاع' ابوطالب' ابومدارک' ابومغنی'! ابواعصمار اور ابوالمجی'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ گھوڑا بزرگی وعظمت و بلند ہمتی کی صفات کی وجہ سے انسان کی طرح زیادہ ہوتا ہے۔

اہل عرب کا خیال ہے کہ گھوڑا ایک وحشی جانور تھا۔ گھوڑے پر سب سے پہلے سواری کرنے کا شرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حاصل ہے۔ گھوڑوں میں مختلف اوصاف رکھنے والے گھوڑے ہوتے ہیں۔ بعض گھوڑے وہ ہیں جو سواری کے دوران پیشاب اور لید نہیں کرتے اور بعض وہ ہوتے ہیں جن کو اپنے مالک کی پہچان ہوتی ہے اور وہ کسی دوسرے شخص کو سواری نہیں کرنے دیتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پروں والے گھوڑے تھے گھوڑے کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کا نام عتیق ہے۔ دوسری قسم کا نام ہجین ہے جسے برذون بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ فرس کے مقابلے میں ہجین کی ہڈیاں بڑی ہوتی ہیں اور فرس کی ہڈیاں چھوٹی ہونے کے باوجود مضبوط ہوتی ہیں۔ برذون زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے اور اس کے برعکس فرس، برذون سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ عتیق اور برذون میں بھی وہی فرق ہے جو ہرن اور بکری کے درمیان ہے سو ''عتیق'' وہ گھوڑا ہے جس کے والدین عربی النسل ہوں یہ گھوڑا تمام عیوب سے پاک ہوتا ہے اس لئے اس کو ''عتیق'' کہا جاتا ہے۔ خانہ کعبہ کو بھی ''بیت العتیق'' کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عیب سے پاک ہے۔ نیز ملوک جبابرہ (ظالم و جابر بادشاہوں) میں سے کوئی بھی خانہ کعبہ پر قابض نہیں ہو سکا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے حسن و جمال اور بدصورتی سے مامون ہونے کی وجہ سے ''عتیق'' کہا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''عتیق'' اس لئے کہتے ہیں کہ حضور تاجدار انبیاء، مخزن جود و سخا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا تھا (آپ کو رحمٰن نے آگ سے آزاد کر دیا ہے) اور آپ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل رہی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''عتیق'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ کی نرینہ اولاد پیدا ہوتے ہی فوت ہو جاتی تھی لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدا ہو کر زندہ رہے تو آپ کی والدہ نے آپ کا نام ''عتیق'' رکھ دیا کیونکہ آپ کو بچپن کی موت سے آزادی مل گئی تھی۔

فائدہ: علامہ زمخشری نے سورۂ انفال کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حدیث میں ہے کہ "شیطان عربی گھوڑے کے مالک اور جس گھر میں عربی گھوڑا ہو اس کے قریب نہیں آتا"۔ حافظ شرف الدین نے "کتاب الخیل" میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عریب ملیکی اپنی والدہ سے اپنے دادا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ "حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اس گھر میں کسی ایک کو بھی مخبوط نہیں کرسکتا جس گھر میں عربی گھوڑا ہو"۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی اس آیت: اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اور انہیں اللہ جانتا ہے۔ (پارہ10، سورۃ الانفال، آیت60) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ "آخرین" کا مطلب "جنات" ہیں جو کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں عربی گھوڑا ہو۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ "آخرین" کا مطلب "کفار جنات" ہیں جس طرح پہلے بھی بیان ہو اہے۔ ابن عبدالبر نے "التمھید" میں لکھا ہے کہ "العتیق چست وچالاک گھوڑے کو کہتے ہیں۔ صاحب العین نے کہا کہ ہے "العتیق" کا مطلب تیز رفتار گھوڑا ہے۔

معاویہ بن حدیج خیوی نے مصر میں محمد بن ابی بکر کی نعش کو گدھے کی لید میں رکھ کے جلوا دیا تھا۔ ان کے حوالے سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی عربی گھوڑا ایسا نہیں ہے جس کو ہر روز دو مرتبہ یہ دعا مانگنے کی اجازت نہ دی جائے۔ وہ (گھوڑا) کہتا ہے۔

"اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے فلاں شخص کی ملکیت میں دیا ہے اسی طرح مجھے اس شخص کا محبوب ترین مال بنا دے"۔ (رواہ المستدرک)

اس حدیث کو حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن نسائی میں "کتاب الخیل" میں نقل کیا ہے کہ ابوعبیدہ نے کہا کہ معاویہ بن حدیج نے کہا کہ جب مصر فتح ہوا تو وہاں ہر قوم کے لئے ایک میدان تھا جس میں وہ لوگ اپنی سواریوں کے جانوروں کو لٹایا کرتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو اپنے گھوڑے کو لٹا رہے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو سلام کیا پھر کہا۔ اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارا گھوڑا کیسا ہے؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ گھوڑا ایسا ہے کہ اس کی طرح کا میں نے دعا مانگنے والا نہیں دیکھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں گھوڑا اپنے رب سے یہ دعا نہ کرتا ہو کہ

"اے میرے رب تو نے مجھے بنی آدم (انسان) کا غلام بنا دیا ہے اور میرا رزق اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے اے اللہ تو نے مجھے اس کے نزدیک اس کے اہل واولاد سے زیادہ محبوب بنا دے۔" اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض گھوڑے دعا مانگتے ہیں اور بعض گھوڑے دعا نہیں مانگتے لیکن میں نے اپنے گھوڑے کو دعا کرنے والا پایا ہے۔

"الھجین" کا مطلب وہ گھوڑا ہے جس کا باپ عربی النسل ہو اور اس کی ماں عجمی ہو۔ "المقرف" (میم کے پیش کے ساتھ) وہ گھوڑا ہے جس کی ماں عربی النسل ہو اور باپ عجمی ہو۔ ایسا ہی معاملہ انسانوں میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت: سنن بیہقی "کتاب البیوع" میں ذکر ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار درہم کے بدلے ایک گھوڑا خریدا اور جو گھوڑا حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد اقرار' شافع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے خریدا اور اس کی خریداری کی گواہی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے دی تھی اور گھوڑے کا نام "المرتجز" تھا اور اعرابی کا نام سواد بن حرث صحابی تھا۔ حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گھوڑا خریدا' وہ اعرابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل دیا تاکہ گھوڑے کی قیمت وصول کرے۔ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم جلدی چل رہے تھے اور اعرابی آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ راستہ میں کچھ لوگوں نے "جنہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے" گھوڑے کی خریداری شروع کر دی۔

تو اعرابی نے آواز لگائی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو معاملہ طے کر لیں ورنہ میں اس گھوڑے کو فروخت کر دوں گا۔ حضور دافع رنج و ملال' صاحب جود و نوال' بی بی آمنہ کے لال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے یہ گھوڑا مجھے فروخت کر دیا ہے۔ اعرابی نے کہا نہیں اللہ کی قسم! (میں نے گھوڑا آپ کو فروخت نہیں کیا) اعرابی نے انکار کرتے ہوئے کہا کیا آپ کے پاس گواہ ہے (کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کو فروخت کیا ہے) تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں۔ حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جود و سخا' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کس وجہ سے گواہی دے رہے ہو؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی تصدیق کی وجہ سے حضور شاہ ابرار' ہم غریبوں کے غمخوار' رسول انور' صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے خزیمہ (رضی اللہ عنہ) کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے قائم مقام کر دیا۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

ایک روایت میں اس طرح ذکر ہے کہ حضور سید المبارکین' خاتم المرسلین' رحمت اللعالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے خزیمہ کیا تم معاملہ کے وقت ہمارے پاس موجود تھے؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خزیمہ تم (آج) دو گواہوں کے قائم مقام ہو۔

طبرانی میں ایک صحیح روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور رسول اکرم' شہنشاہ بنی آدم' نور مجسم' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے حق میں یا جس کے خلاف حضرت خزیمہ (رضی اللہ عنہ) گواہی دے دیں۔ ان کی گواہی ہی اس کے لئے کافی ہے۔

حضرت سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "مسند حرث" میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضور شہنشاہ خوش خصال' دافع رنج و ملال' رسول بے مثال' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو گھوڑا واپس کر دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت نہ دے۔ اس اعرابی نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے گھوڑے کی موت واقع ہو گئی تھی۔

ایک عجیب وغریب واقعہ: حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے ثقہ افراد سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضور شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار رسول انور، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواب بیان کیا۔ حضور دافع رنج وملال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کیا۔

گھوڑے کو پالنا باعث ثواب: ''مسند امام احمد'' میں روح بن زنباع کے حوالے سے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے صاف جو لئے اور پھر وہ اپنے گھوڑے کے پاس آئے اور اسے وہ جو کھلا دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے ہر جو کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی ہے۔

مجاہد کی فضیلت: ''کتب الغریب'' میں ذکر ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، فخر بنی آدم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس طاقتور آدمی کو پسند کرتا ہے جو گھوڑے پر سوار ہو کر آ جاتا ہے یعنی جو ایک غزوہ بدر میں شریک ہوا پھر واپس ہوا اور پھر دوسری مرتبہ غزوہ میں شریک ہوا۔ اسی طرح وہ گھوڑا بھی ''مبدی ومعید'' کہلائے گا۔ جس پر سوار ہو کر اس کے مالک نے بار بار غزوات میں شرکت کی ہو۔ بعض اہل علم کے نزدیک ''مبدی ومعید'' کا مطلب وہ گھوڑا ہے جس کو سدھایا جائے اور وہ اپنے مالک کا فرمانبردار ہو جائے۔

گھوڑے کی عادت: گھوڑے کی طبیعت میں غرور اور تکبر پایا جاتا ہے۔ گھوڑا اپنی ذات میں مگن رہنے کے باوجود اپنے مالک سے محبت کرتا ہے۔ گھوڑے کے شریف اور معزز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ کسی دوسرے جانور کا باقی ماندہ چارہ وغیرہ نہیں کھاتا اور بلند ہمتی بھی گھوڑے کے معزز ہونے کی دلیل ہے۔ مروان کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام ''اشعر'' تھا یہ گھوڑا جس گھر میں رہتا تھا۔ اس گھر میں اس گھر کے محافظ بھی اس گھوڑے کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے تھے گھوڑے کی اجازت کی صورت یہ تھی کہ رکھوالے گھر میں داخل ہونے سے پہلے گھوڑے کی طرف اپنا پنجہ لہراتے تو وہ ہنہناتا۔ وہ محافظ کمرے میں داخل ہو جاتے اگر گھوڑے کے ہنہنائے بغیر کوئی محافظ گھر میں داخل ہو جاتا تو اسے مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ گھوڑی میں گھوڑے کی بہ نسبت بہت زیادہ شہوت ہوتی ہے اس لئے یہ اکثر گھوڑوں کے علاوہ دوسرے نر جانوروں کے پیچھے بھی لگی رہتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ گھوڑی کو حیض آتا ہے لیکن اس کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ گھوڑے کی شہوت چالیس سال اور بعض اوقات نوے سال تک برقرار رہتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ گھوڑا بھی اسی طرح خواب دیکھتا ہے جس طرح انسان خواب دیکھتا ہے۔ گھوڑے کی ایک خاص عادت یہ ہے کہ یہ صرف گدلا پانی پیتا ہے اور اگر یہ صاف پانی دیکھ لے تو اسے گدلا کر دیتا ہے۔

جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ گھوڑے کے تلی نہیں ہوتی۔ حضرت امام ابوالفرج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص

جوتا پہنتے وقت دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جوتا اتارتے وقت بایاں پاؤں پہلے اتارے تو ایسا شخص تلی کی بیماری سے محفوظ ہو جائے گا۔

تلی کے مرض کے لئے ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ "سورۃ الممتحنہ" کو لکھ کر پانی میں ڈال دیا جائے اور پانی تلی کے مرض میں مبتلا شخص کو پلا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی بیماری دور ہو جائے گی یہ نسخہ بھی تلی کے مرض کے لئے بہتر ہے۔ درج ذیل الفاظ کو کسی چمڑے کے ٹکڑے میں لکھ کر جمعہ کے دن مریض کے بائیں طرف لٹکا دیں اور جمعہ کا پورا دن لٹکا رہنے دیں۔ نقش یہ ہے۔

اداح ح ھم مال ملما محمد الی اری 18973

صالح صح وصح م لہ صالح دون مانع من الی ان تنصرہ ومرہ

اسی طرح ایک دوسرا عمل تلی کے لئے یہ ہے کہ مندرجہ ذیل حروف کو لکھ کر مریض کے بائیں بازو میں لٹکا دیں حروف یہ ہیں۔

259481923 ح دصوغ

تلی کے مرض کے لئے ایک تیسرا عمل یہ ہے کہ مندرجہ ذیل الفاظ کو کسی کاغذ پر لکھ کر اس کاغذ کو تلی کے سامنے کر کے جلا دیں۔

الفاظ یہ ہیں۔

وعلم بضمیر ھم"

تلی کے مریض کے لئے ایک عمل یہ ہے کہ ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے کسی کاغذ پر درج ذیل الفاظ لکھ کر اس کاغذ کو تلوار لٹکانے کی طرح اپنی دائیں جانب اونی دھاگے سے لٹکا لے۔ الفاظ یہ ہیں۔

ح ح ہ دم ص ھا اص

اح اا ح ماتت الی الابد

دینوری کی کتاب "المجالسۃ" کی دسویں جلد میں اسماعیل بن یونس کی روایت ذکر ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے ریاشی سے سنا اور انہوں نے ابوعبیدہ اور ابوزید کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گھوڑے کی تلی نہیں ہوتی۔

اسی طرح اونٹ کے پتا نہیں ہوتا۔

شترمرغ کے گودا نہیں ہوتا۔

پانی کے پرندوں اور دریا کے سانپوں کے دماغ اور زبان نہیں ہوتی۔

اور مچھلی کے پھیپھڑے نہیں ہوتے۔

حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت بیان کی ہے کہ حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بھلائی کسی چیز میں ہے تو وہ ان تین چیزوں ''عورت گھر اور گھوڑا'' میں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ بدفالی تین چیزوں' عورت' گھر اور گھوڑے میں ہے ایک روایت میں ہے کہ بدفالی چار چیزوں عورت' گھر' گھوڑے اور خادم'' میں ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اہل علم کے درمیان اس حدیث کے مطلب میں اختلاف ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ''مسند ابوداؤد طیالسی'' میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور تاجدار رسالت' مخزن جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدفالی تین چیزوں عورت' گھر اور گھوڑے میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کو یاد نہیں کیا اس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے 'اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے کہ وہ کہتے ہیں کہ بدفالی تین چیزوں عورت' گھر اور گھوڑے میں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے آخری الفاظ سن لئے (کہ بدفالی تین چیزوں عورت' گھر اور گھوڑے میں ہے) لیکن حدیث کے پہلے الفاظ (اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے) وہ فرماتے نہیں سنا''۔

اختتامیہ: حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ انور' صاحب کوثر' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک آدمی کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ وہ شخص اس بچہ کو لے کر حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضور رسولِ اکرم' شہنشاہِ بنی آدم' نورِ مجسم' نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کی پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ اس بچہ کی پیشانی پر بال اگ آئے جس طرح گھوڑے کی پیشانی پر بال ہوتے ہیں' وہ بچہ جوان ہو گیا تو اس وقت بھی اس کی پیشانی پر یہ موجود تھے' جب خوارج کا زمانہ آیا تو اس لڑکے نے خوارج کو پسند کیا تو اس کی پیشانی سے بال جھڑ گئے اس لڑکے کے باپ نے اسے پکڑ کر قید کر لیا تاکہ وہ خوارج کے گروہ میں شامل نہ ہو سکے۔ ابوطفیل کہتے ہیں: ہم اس لڑکے کے پاس گئے ہم نے اسے وعظ و نصیحت کی اور ہم نے اس سے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے تمہاری پیشانی پر خوبصورت بال اگ گئے تھے (اور وہ بھی اب جھڑ گئے ہیں اس لئے تم توبہ کرو اور خوارج کے غلط راستے سے باز رہو تو اس نوجوان نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ کر کے فضل سے وہ بال اس کی پیشانی پر پھر سے اگ آئے اور تاحیات باقی رہے۔ (رواہ احمد بسند صحیح)

حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: میں خیبر کے دن حضور شفیع المذنبین' سراج السالکین' محبوب رب العالمین' رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کر رہا تھا کہ اچانک ایک تیر میرے چہرے پر آ لگا جس کی وجہ سے میرا چہرہ' میری داڑھی اور میرا سینہ خون سے بھر گیا۔ حضور پاک' دافع رنج و ملال' صاحب جود و نوال' بی بی آمنہ کے لال' رسول بے

مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا خون صاف کیا اور میرے لئے برکت کی دعا کی سو خون صاف کرتے ہوئے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک ان کے جس حصہ جسم پر پڑا اس جگہ لمبے لمبے بالوں کے خوشنما گچھے بن گئے جس طرح کہ گھوڑے کی پیشانی پر بال ہوتے ہیں۔ (راوہ الطبرانی)

ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے ''اعلام النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ ایک یہودی عالم مکہ مکرمہ میں رہتا تھا۔ ایک دن وہ اس مجلس میں پہنچا جس میں بنی عبد مناف اور بنی مخزوم کے افراد تھے۔ اس یہودی عالم نے کہا کہ آج رات تمہارے ہاں کسی بچے کی پیدائش ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم۔ اس یہودی عالم نے کہا کہ تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تم یاد رکھو کہ میں تمہیں یہ بات بتا رہا ہوں کہ آج کی رات اس آخری امت کے نبی پیدا ہوئے ہیں اور ان کی نشانی (مہر نبوت) ان کے دونوں شانوں کے درمیان ہوگی اور اس کے گرد زرد رنگ کے تل ہوں گے۔ نیز مہر نبوت کے گرد بال بھی ہوں گے وہ مہر نبوت گھوڑے کی کلغی کی طرح ہوگی۔ وہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دو رات دودھ نہیں پئیں گے۔

یہودی عالم کی بات سن کر مجلس کے سب لوگ حیران ہوئے۔ سب جب یہ لوگ اپنے اپنے گھر پہنچے تو ان کی عورتوں نے ان کو یہ خبر دی کہ اصل میں عبداللہ بن عبدالطلب کے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جب یہ لوگ دوبارہ اپنی مجلس میں جمع ہوئے تو اس (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر) کے بارے میں گفتگو کرنے لگے تو ان کے اس یہودی عالم نے کہا کہ تم مجھے اس کے پاس لے کر چلو یہاں تک کہ میں اسے دیکھ سکوں۔ وہ لوگ یہودی کے ساتھ چلے وہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے تو حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے کر بچہ کو یہودی عالم کے پاس لے گئے۔ یہودی نے بچہ کی پشت مبارک سے کپڑا اٹھا کر مہر نبوت کو دیکھا تو یہودی عالم بے ہوش ہو گیا جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے اس بے ہوشی کے بارے میں سوال کیا یہودی عالم نے کہا نبوت بنی اسرائیل سے نکل گئی ہے یہودی عالم نے کہا تم اس بات سے خوش نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی زبردست دبدبہ والی حکومت قائم کریں گے جن کی شہرت مشرق و مغرب تک جا پہنچے گی۔

کلبی نے اللہ کے قول "وقالت النصارى المسيح ابن الله ذلك قولهم بافواههم" کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اکیاسی سال تک نصاریٰ دین اسلام پر قائم رہے اور وہ نماز روزہ ادا کرتے رہے یہاں تک کہ یہودی و نصاریٰ کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی یہود میں ایک بہادر آدمی تھا جس کو ''بولس'' کہا جاتا تھا۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ اس آدمی (بولس) نے یہودیوں سے کہا کہ اگر حق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا تو ہم نے ان کا انکار (ان کے ساتھ کفر کیا) کیا سو آگ ہمارا ٹھکانہ ہے۔ اگر وہ اور ان کے ساتھی جنت میں داخل ہوئے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔ لیکن تم مطمئن رہو میں عنقریب ایسے حیلہ سے ان کو گمراہ کروں گا یہاں تک کہ وہ بھی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ بولس کے پاس ایک گھوڑا تھا جسے ''العقاب'' کہا جاتا تھا۔ وہ بولس اس گھوڑے پر سوار ہو کر قتال کرتا تھا۔ بولس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے سر میں مٹی ڈال کر شرمندگی کا اظہار کیا۔ نصاریٰ نے اس دن سے کہا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا تمہارا دشمن بولس ہوں۔ اور اصل میں میں نے آسمان سے ایک آواز

سنی ہے کہ تمہارے لئے توبہ نہیں ہے (تمہاری توبہ قبول نہیں ہوگی) جب تک تم نصاریٰ نہ بن جاؤ۔ میں نے توبہ کرلی ہے اور اب میں نصاریٰ میں شامل ہوگیا ہوں۔ نصاریٰ نے بولس کو اپنے گرجا گھر میں داخل کرلیا سو بولس نصاریٰ کے گرجا گھر میں ایک سال تک ٹھہرا اور اس سے رات دن کو کسی بھی وقت باہر نہیں نکلا' یہاں تک کہ اس نے انجیل سیکھ لی۔ پھر وہ گرجا سے باہر نکلا تو اس نے نصاریٰ سے کہا کہ مجھے ندا آئی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کرلی ہے۔ نصاریٰ نے بولس کے قول کی تصدیق کی اور وہ اس سے محبت کرنے لگے۔

پھر اس کے بعد بولس بیت المقدس چلا گیا اور اس نے "لنطور" کو نصاریٰ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا اور ان سے اس بات کی تعلیم دی کہ بے شک عیسیٰ' مریم علیہما السلام اور اللہ تعالیٰ تین تھے۔ پھر اس کے بعد بولس بیت المقدس سے روم چلا گیا اور اس نے روم کے لوگوں کو صفات باری تعالیٰ اور انسانیت کی تعلیم دی اور ان سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو انسان تھے نہ جن بلکہ وہ اللہ کے بیٹے تھے (نعوذ باللہ) پھر بولس نے ایک شخص کو اپنا خلیفہ بنایا جسے یعقوب کہا جاتا تھا۔ پھر ایک دوسرے شخص کو بلایا جسے ملکان کہا جاتا تھا اور اس سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ہمیشہ معبود رہے۔ پھر اس کے بعد بولس نے اپنے ان تین نائبوں کو الگ الگ کرکے بلایا اور ہر ایک سے کہا کہ تم میرے خاص خلیفہ ہو اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں اور بولس نے اپنے ہر ایک خلیفہ سے کہا کہ کل میں اپنی طرف سے قربانی کروں گا سو تم لوگوں کو یہ کہہ کر قربانی کی جگہ بلانا کہ وہ ہمارے لئے عطیہ لے جائیں۔ پھر اس کے بعد بولس قربان گاہ میں داخل ہوا اور اس نے اپنی طرف سے قربانی کی اور کہا کہ یہ قربانی میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کی ہے۔ بولس کے تینوں نائبین نے اپنے اپنے پیروکاروں کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں بولس سے عطیہ قبول کرتے رہے۔ نصاریٰ اسی دن سے تین فرقوں نسطوریہ' یعقوبیہ اور ملکیہ میں تقسیم ہوگئے اور پھر ان تینوں فرقوں میں اختلاف اس قدر ہوگیا کہ وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا:

اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں۔ (پارہ 10 سورۃ التوبہ آیت 30)

اہل معانی نے اس آیت کے تحت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قول کو "الافواہ والالسن" کے الفاظ کے ساتھ بیان نہیں فرمایا بلکہ یہ کہ وہ جھوٹ ہو۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نصاریٰ کا عقیدہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اس کے رد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے مونہوں کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے اس جھوٹے عقیدے کو "قولھم بافواھھم" کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حضرت امام بلیان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب ہارون الرشید خلیفہ بنے تو سفیان ثوری کے علاوہ تمام علماء ان کو مبارک باد دینے کے لئے ان کے پاس گئے۔ حالانکہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے کے دوست تھے۔ ہارون الرشید کو بڑی تکلیف ہوئی اور اس نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک خط لکھا جس کا متن درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ ہارون امیر المؤمنین کی طرف سے اپنے بھائی سفیان ثوری کی طرف۔ امابعد۔ اے میرے بھائی اصل میں آپ کو معلوم ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین کے درمیان ایسی بھائی چارگی اور محبت ودیعت کی ہے کہ جس میں کوئی غرض نہیں۔ چنانچہ میں نے بھی آپ سے ایسی ہی محبت اور بھائی چارگی کی ہے کہ اب میں اس کو نہ توڑ سکتا ہوں اور نہ ہی اس سے علیحدہ ہو سکتا ہوں۔ اگر یہ خلافت کا طوق جو اللہ تعالیٰ نے میرے گلے میں ڈال دیا ہے۔ (میرے گلے میں) نہ ہوتا تو ضرور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا کیونکہ میرے دل میں آپ کی محبت سمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ اب جبکہ میں منصب خلافت پر فائز ہوا ہوں تو میرے دوست احباب مجھے مبارکباد دینے کے لئے آئے تو میں نے ان کے لئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے اور قیمتی سے قیمتی چیزوں کا عطیہ دے کر اپنے دل کو اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا لیکن آپ تشریف نہیں لائے میں آپ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اصل میں یہ خط میں آپ کی طرف بڑے ذوق و شوق اور محبت سے لکھ رہا ہوں۔ اے ابوعبداللہ آپ جانتے ہیں کہ مومن کی زیارت اور مواصلت کی کتنی فضیلت ہے۔ جب آپ کو میرا یہ خط ملے تو میری طرف تشریف لائیے گا''۔

پھر اس کے بعد ہارون الرشید نے عباد طالقانی کو یہ خط دیا اور اس کو حکم دیا کہ یہ خط موصول ہو تو آپ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا دو اور وہ جو بھی جواب دیں اسے غور سے سننا اور ان کے احوال کی بھی خبر لانا۔

عباد کہتے ہیں کہ میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا وہاں پہنچ کر میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مسجد میں پایا۔ جب دور ہی سے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا۔

''میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سننے اور جاننے والا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے جو رات میں آتا ہے الا یہ کہ وہ بھلائی کے ساتھ آیا ہو۔ عباد کہتے ہیں کہ میں مسجد کے دروازے پر اپنے گھوڑے سے اترا تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ یہ کسی نماز کا وقت نہیں تھا۔ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور حاضرین مجلس والوں کو سلام کیا' سو کسی ایک نے بھی میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی مجھے مجلس میں بیٹھنے کے لئے کہا۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور میں نے وہ خط حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پھینک دیا۔ جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے خط کو دیکھا تو اس سے دور ہٹ گئے گویا کہ وہ کوئی سانپ ہو۔ کچھ دیر بعد حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس خط کو اپنے کپڑے کی آستین سے پکڑا اور ایک آدمی کی طرف پھینک دیا جو آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم میں سے کوئی آدمی اس خط کو پڑھے کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کہ میں کسی ایسی چیز کو چھوؤں جس کو کسی ظالم کے ہاتھ نے چھوا ہو۔

عباد کہتے ہیں کہ حاضرین مجلس میں سے ایک آدمی نے اس خط کو کھولا اور اس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے۔ پھر اس نے خط کو پڑھا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کسی حیران آدمی کی طرح مسکرائے۔ جب خط پڑھنے والے نے خط پڑھ لیا تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: کہ اس خط کو پلٹ کر اس کے پیچھے ظالم کے لئے اس خط کا جواب لکھ دو۔

آپ سے کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ وہ خلیفہ ہیں۔ آپ اگر کسی صاف کاغذ پر اس کی طرف خط لکھتے تو بہتر ہوتا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم اس ظالم کی طرف اسی خط کے پیچھے اس کے خط کا جواب لکھو۔ اگر اس نے یہ کاغذ حلال کی کمائی کا استعمال کیا ہے تو عنقریب اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور اگر اس نے یہ کاغذ حرام کی کمائی کا استعمال کیا ہے سو عنقریب اس کو عذاب دیا جائے گا اور ہمارے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہ رہے جس کو کسی ظالم کے ہاتھ نے چھوا ہو کیونکہ یہ ہمارے دین میں فساد کا باعث ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ ہم کیا لکھیں؟ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم لکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفیان کی طرف سے مغرور بندے ہارون کی طرف جس سے حلاوت ایمان اور قرأت قرآن کی لذت کو سلب کر لیا گیا ہے۔ امابعد۔ تو میں یہ خط تمہاری طرف اس لئے لکھ رہا ہوں تا کہ تم جان لو کہ اصل میں میں نے تم سے اپنی بھائی چارگی اور محبت کو منقطع کر لیا ہے اور بے شک تم نے اپنے خط میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ تم نے اپنے دوست واحباب کو شاہی خزانہ سے مالا مال کر دیا ہے سو اب میں اس بات کا گواہ ہوں کہ تم نے مسلمانوں کے بیت المال کا غلط استعمال کیا ہے۔ اور مسلمانوں کی اجازت کے بغیر ان کے مال کو اپنے نصاب پر خرچ کیا اور اس اضافہ پر کہ تم نے مجھ سے بھی اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میں تمہارے پاس آؤں لیکن یاد رکھو کہ میں اس کے لئے کبھی راضی ہونے والا نہیں ہوں اور میری مجلس والوں میں سے جس نے بھی خط کو سنا وہ تمہارے خلاف گواہی دینے کے لئے کل قیامت کے دن انشاء اللہ خدا کے حضور حاضر ہوں گے کہ تم نے مسلمانوں کے مال کو غیر مستحق لوگوں پر خرچ کیا۔ اے ہارون! ذرا غور کرو' کیا تمہارے اس کام پر اہل علم'' قرآن کی خدمت کرنے والوں' مولفۃ القلوب' مجاہدین' مسافر' یتیم' بیوہ عورتیں' عاملین) سب راضی تھے یا نہیں؟ کیونکہ میرے نزدیک حقدار اور غیر حقدار دونوں کی اجازت لینی ضروری تھی۔ اے ہارون! اب تم ان سوالات کے جواب دینے کے لئے اپنی کمر مضبوط کر لو کیونکہ بہت جلد تمہیں اللہ کے حضور جو عادل وحکیم ہے پیش ہونا ہے سو تم اپنے نفس کو اللہ سے ڈراؤ جس نے قرآن کی تلاوت' علم کی مجالس کو چھوڑ کر ظالم اور ظالموں کا امام بننا پسند کر لیا ہے۔

اے ہارون! اب تم سریر پر بیٹھنے لگے اور حریر تمہارا لباس ہو گیا اور تم نے ایسے لوگوں کا لشکر جمع کر لیا جو عوام پر ظلم کرتے ہیں مگر تم انصاف نہیں کرتے تمہارے یہ لوگ شراب پیتے ہیں لیکن تم ان پر حد جاری کرنے کی بجائے دوسروں پر حد جاری کرتے ہو' تمہارے یہ ساتھی زنا کرتے ہیں لیکن تم زنا کی حد ان کے علاوہ دوسروں پر جاری کرتے ہو یہ لوگ چوری کرتے ہیں لیکن تم ہاتھ کسی اور کے کاٹتے ہو' تمہارے یہ ساتھی قتل عام کرتے ہیں اور تم ہو کہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہو' اے ہارون! کل میدان حشر کیسا ہو گا جب اللہ کی طرف سے پکارنے والا پکارے گا کہ'' ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں کو جمع کرو سو تم اس وقت اس حال میں آگے بڑھو گے کہ تمہارے دونوں ہاتھ تمہاری گردن میں بندھے ہوں گے اور تمہارے اردگرد تمہارے ظالم مددگار ہوں گے اور بالآخر تم ان ظالموں کے امام بن کر آگ کی طرف جاؤ گے اور اس دن تم اپنی نیکیوں کو دوسروں کے میزان میں دیکھو گے اور دوسروں کی برائیاں اپنے میزان میں دیکھو گے اور وہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا''۔ اے ہارون! تم اپنی رعایا کے بارے میں اللہ

تعالیٰ سے ڈرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حفاظت کرو اور یہ بادشاہت تمہارے پاس ہمیشہ نہیں رہے گی۔ یہ یقیناً دوسروں کے پاس جانے والی ہے۔ بادشاہت کے ذریعے بعض لوگ دنیا و آخرت سنوار لیتے ہیں اور بعض دنیا و آخرت برباد کر لیتے ہیں۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم میری طرف آج کے بعد خط نہ لکھو اور اگر تم نے خط لکھا بھی تو میں اس کا جواب نہیں دوں گا۔ والسلام

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے خط قاصد کی طرف پھینکنے کا حکم دیا اور نہ ہی خط پر مہر لگائی اور نہ ہی اس کو چھوا۔ عباد کہتے ہیں میں نے خط لیا اور کوفہ کی طرف چل پڑا اصل میں خط کے مضمون نے میرے دل کی کیفیت کو بدل دیا تھا۔ میں نے آواز لگائی اے کوفہ والو کون ہے جو ایسے آدمی کو خرید لے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جا رہا ہے۔ لوگ دراہم اور دینار لے کر میرے پاس آئے' میں نے کہا کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے ایک جبہ اور قطوانی عبا کی ضرورت ہے۔ لوگ میرے پاس چیزیں لے کر آ گئے۔ میں نے اپنا وہ قیمتی لباس اتارا جسے میں ہارون کے پاس جاتے وقت پہنتا تھا اور اس کے بعد میں نے گھوڑے کو ہنکایا۔ میں ننگے سر پیدل چلتا ہوا ہارون الرشید کے دربار پر پہنچا۔ محل کے دروازے پر لوگوں نے میری حالت دیکھ کر میرا مذاق کیا اور اور پھر ہارون الرشید سے میری حاضری کی اجازت لی' میں دربار میں داخل ہوا' جب ہارون الرشید نے میری حالت دیکھی تو کھڑا ہو گیا اور اپنے سر اور چہرے کو سمیٹتے ہوئے کہنے لگا وائے بربادی وائے خرابی قاصد کامیاب ہو گیا اور بھیجنے والا برباد ہو گیا۔ اب اسے دنیا کی کیا ضرورت ہے۔ ہارون نے بڑی تیزی سے مجھ سے جواب طلب کیا' میں نے خط ہارون کی طرف پھینک دیا جس طرح حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف پھینکنے کا حکم دیا تھا۔ ہارون الرشید نے جھک کر ادب کے ساتھ خط پڑھا سو خط پڑھتے پڑھتے ہارون الرشید کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے' یہاں تک کہ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ ہارون کی محفل میں موجود افراد میں سے کسی نے کہا: اے امیر المؤمنین سفیان کی یہ جرأت کے وہ آپ کو اس قسم کا خط لکھیں۔ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم اسی وقت سفیان کو زنجیروں میں جکڑ کر لے آئیں تا کہ اس کو عبرتناک سزا ملے۔ ہارون الرشید نے کہا: اے مغرور! اے دنیا کے غلام سفیان کے بارے میں کچھ نہ کہو ان کو ان کے حال پر رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم دنیا نے ہمیں دھوکہ دیا اور بدبخت بنا دیا ہے سو تمہارے لئے میرا یہ مشورہ ہے کہ تم سفیان کی مجلس میں جا کر بیٹھو کیونکہ اس وقت حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ حضور پاک' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی امتی ہیں۔ عباد کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہارون الرشید کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے اس خط کو اپنے پاس رکھتے اور ہر نماز کے بعد اس کو پڑھتے اور خوب روتے۔ یہاں تک کہ ہارون کا انتقال ہو گیا۔

سفیان و منصور کا واقعہ: ابن سمعانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ جب منصور کو اس بات کا علم ہوا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حق پر ہونے کے بجائے انکار کر دیا ہے تو منصور نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا۔ حضرت سفیان منصور کے پاس آنے کی بجائے مکہ مکرمہ کی طرف چلے گئے۔ منصور جب حج کرنے کیلئے جانے لگا تو اس نے سولی دینے والے جلاد کو حکم دیا کہ سولی تیار کرو اور جب بھی تمہیں سفیان مل جائے اسے پھانسی دے دو۔ جلادوں نے سولی تیار کر لی۔ جب یہ خبر حضرت سفیان

ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ملی تو آپ سوئے ہوئے تھے اس حال میں کہ آپ کا سر فضیل بن عیاض کی گود میں اور دونوں پاؤں سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کی گود میں تھے۔ منصور کا حکم سن کر عیاض اور عیینہ ڈر کر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ آپ دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور کعبۃ اللہ شریف کی طرف چل پڑے۔ آپ نے غلاف کعبہ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے: اے دنیا کے مالک ورب اس کو یہاں داخل نہ ہونے دینا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو قبول فرمایا اور اسی وقت ''مجون'' کے مقام پر منصور کی سواری کا پاؤں پھسلا اور وہ سواری کے ساتھ ہی نیچے گرا اور مر گیا۔

اصل میں اس بارے میں "باب الحاء" میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

حکم: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ گھوڑے کی وہ تمام اقسام جن میں گھوڑے کا نام پایا جاتا ہے ''العراب' المقاریف' البراذین'' وغیرہ ان تمام اقسام کا گوشت حلال ہے۔ قاضی شریح' حسن ابن زبیر' عطاء' سعید بن جبیر' حماد بن زید' لیث بن سعد' ابن سیرین' اسود بن یزید' سفیان ثوری' ابو یوسف' محمد بن حسن' ابن مبارک' احمد' اسحٰق' ابو ثور رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔ نیز اصحاب سلف کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے۔ ان حضرات نے دلیل کے طور پر بخاری و مسلم کی وہ روایت پیش کی ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ انور' مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت میں اجازت دی''۔ (الحدیث)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ تنزیہی ہے۔ ان حضرت نے دلیل کے طور پر وہ حدیث پیش کی ہے جسے ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے کہ حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جودو سخا' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے' خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے روکا ہے۔ (الحدیث)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ

''اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق بنیں''۔ (النحل۔ آیت 8)

فائدہ: حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کافی گھوڑے تھے جن میں بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ السکب' یہ گھوڑا حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی فزارہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ اعرابی کے یہاں اس گھوڑے کا نام ''الفرس'' تھا۔ حضور پاک' مدینے کے تاجدار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ''السکب'' رکھ دیا تھا۔ یہ پہلا گھوڑا ہے جس پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ میں شرکت کی۔

2۔ "المرتجز" اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

3۔ "الزاز"

4۔ "الظروب"

5۔ "اللحیف" حضرت سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ گھوڑا بہت تیز رفتار تھا گویا کہ یہ زمین کو چیرتا ہوا گزر رہا ہو۔ اس گھوڑے کا نام فاء کے ساتھ "اللحیف" بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "صحیح بخاری" میں اس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے۔

6۔"الورد" یہ گھوڑا تمیم داری نے حضور پاک صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تھا۔ حضور شفیع المذنبین سراج السالکین محبوب رب العالمین رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گھوڑا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس گھوڑے پر سوار ہو کر غزوہ میں شریک ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھوڑوں کے علاوہ اور بھی بہت گھوڑے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

الابلق، ذوالعقال، المرتحل، ذواللمۃ، اسرحان، الیعوب، البحرہ کمیت، ادھم، ملاوح، اسحا اطرف، المراوح، المقدام، مندوب، الغزیر ۔حضرت سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور شارہ مدینہ قرار قلب وسینہ فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کے بارے میں کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پندرہ گھوڑے تھے۔

تعبیر: حاملہ عورت کا خواب میں گھوڑے کو دیکھنا گھوڑ سوار بچے کی دلالت کا ثبوت ہے۔ گھوڑے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر آدمی اور تجارت سے بھی دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں گھوڑے کی موت واقع ہو گی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا کوئی بیٹا مر جائے گا۔ یا اسے تجارت میں نقصان ہو گا یا اس کا شریک تجارت مر جائے گا۔

چتکبرے گھوڑے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب میں دیکھنے والا مشہور امیر بنے گا۔ سیاہ رنگ کے گھوڑے اور "ادھم" نامی گھوڑے کو خواب میں دیکھنا مال پر دلالت کرتا ہے۔ زرد رنگ کے گھوڑے کو خواب میں دیکھنا بیماری پر دلالت کرتا ہے۔ گہرے سرخ رنگ کے گھوڑے کو خواب میں دیکھنا اس کی تعبیر غم سے دی جاتی ہے۔ بعض اہل علم نے اس کی تعبیر فتنہ سے دی ہے۔ علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے سرخ رنگ کا گھوڑا پسند نہیں کیونکہ وہ خون کی طرح ہوتا ہے۔ سفید اور سیاہ رنگ کے گھوڑے کو خواب میں دیکھنا لکھنے والے آدمی کی طرف اشارہ ہے۔ سفید اور سرخ رنگ کے گھوڑے کو خواب میں دیکھنا لہو ولعب پر دلالت کرتا ہے بعض اوقات اس کی تعبیر لڑائی اور مار پیٹ سے بھی دی جاتی ہے۔ اگر کسی نے خواب میں گھوڑے کو دوڑایا یہاں تک کہ گھوڑے کو پسینہ آ گیا تو اس کی تعبیر خواہش نفسانی سے دی جاتی ہے۔ اور کبھی اس کی تعبیر مال کی بربادی سے دی جاتی ہے۔ گھوڑے کے پسینے کی تعبیر بھی یہی ہے۔ خواب میں گھوڑے کو ایڑی مارنے کی تعبیر خواہشات نفسانی کے مرتکب ہونے سے دی جاتی ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰی مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ

"بھاگو نہیں، جاؤ اپنے انہی گھروں اور عیش کے سامانوں میں جن کے اندر تم سکون کر رہے تھے"۔ (الانبیاء آیت: 13)

اگر کوئی شخص خواب میں گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کی نیت دوبارہ گھوڑے پر سوار ہونے کی نہیں ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اگر خواب دیکھنے والا گورنر ہے تو معزول ہو جائے گا۔ اگر خواب میں گھوڑے کی دم لمبی زیادہ بالوں والی اور موٹی دیکھی تو اس کی تعبیر اولاد یا مال کی کثرت سے دی جائے گی۔ اگر بادشاہ نے خواب میں گھوڑے کی اس قسم کی دم دیکھی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ کی فوج میں اضافہ ہوگا۔ یعنی فوجیوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ اگر کسی نے خواب میں گھوڑے کی دم کٹی ہوئی دیکھی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کی کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ اور اگر اولاد ہوئی بھی تو فوت ہو جائے گی۔ اگر اسی قسم کا خواب کوئی بادشاہ دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی فوج بغاوت کرے گی۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہے تو اس کی تعبیر عزوجاہ سے دی جائے گی۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں بھلائی ہے۔ بعض اوقات خواب میں گھوڑے پر سوار ہونے کی تعبیر سفر سے دی جاتی ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا معتدل زندگی بسر کرے گا۔ یعنی نہ تو زیادہ امیر ہوگا اور نہ ہی غریب ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ گھوڑی پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ نکاح کرے گا۔ ابن مقری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے خواب میں سفید و سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سواری کی تو اس کی تعبیر عزت اور غیبی مدد سے دی جائے گی۔ اس لئے کہ یہ رنگ فرشتوں کے گھوڑوں کا ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ ''کمیت'' یعنی سرخ و سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص شراب پئے گا کیونکہ کمیت شراب کے ناموں میں سے ہے اگر کوئی شخص خواب میں گھوڑے پر سوار ہو تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی شریف آدمی کی خدمت کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں خصی گھوڑا دیکھا تو اس کی تعبیر خادم سے دی جائے گی۔ تمام چوپائے جن پر سواری کی جاتی ہے ان کو خواب میں دیکھنا زانیہ عورت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ زانیہ بھی جس کسی کے ساتھ چاہتی ہے اپنے تعلقات قائم کر لیتی ہے۔ تیز رفتار گھوڑے کو خواب میں دیکھنا زانیہ عورت کی طرف اشارہ ہے ایک شخص علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس شخص نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایسے گھوڑے پر سوار ہوں جس کی ٹانگیں لوہے کی ہیں۔ اس شخص سے ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ عنقریب تیرا انتقال ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

فرس البحر

''فرس البحر'' (دریائی گھوڑ) یہ ایک ایسا جانور ہے جو دریائے نیل میں پایا جاتا ہے۔ اس کی پیشانی گھوڑے کی پیشانی کی طرح ہوتی ہے۔ اور اس کی ٹانگیں گائے کی ٹانگوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اس کا چہرہ چپٹا ہوتا ہے اس جانور کی دم چھوٹی ہوتی ہے جو خنزیر کی طرح ہوتی ہے۔ اس جانور کی شکل وصورت گھوڑے کی طرح ہوتی ہے لیکن اس کا چہرہ چپٹا ہوتا ہے۔ اس جانور کی کھال موٹی اور مضبوط ہوتی ہے۔ یہ جانور پانی سے خشکی پر بھی آتا ہے اور گھاس وغیرہ چرتا ہے۔ بعض اوقات انسان اس جانور کو قتل کر دیتا ہے۔

حکم: ''فرس البحر'' (دریائی گھوڑا) کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ جنگلی گھوڑے کی طرح ہوتا ہے۔

تعبیر: دریائی گھوڑے کوخواب میں دیکھنا جھوٹ اور کسی ایسے کام پر دلالت کرتا ہے جو مکمل نہیں ہوسکتا۔

فصل: دریا کوخواب میں دیکھنے کی تعبیر بادشاہت اور قید سے دی جاتی ہے کیونکہ جوشخص دریا میں گر جائے وہ باہر نہیں نکل سکتا۔ بعض اوقات دریا کوخواب میں دیکھنا اس کی تعبیر عالم ومعزز آدمی سے دی جاتی ہے۔ کیونکہ اکثر بحر علم، بحر کرم کے الفاظ گفتگو میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ دریا کوخواب میں دیکھنے کی تعبیر دنیا سے بھی دی جاتی ہے سو جوشخص خواب میں دیکھے کہ وہ دریا کے کنارے پر بیٹھا ہوا ہے یا لیٹا ہوا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بادشاہت حاصل ہوگی۔ نیز اس کی تعبیر خطرہ سے بھی دی جاتی ہے کیونکہ پانی میں ڈوبنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔ جوشخص خواب میں دیکھے کہ اس نے دریا کا سارا پانی پی لیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے کسی بادشاہ کا مکمل خزانہ ملے گا۔ جوشخص خواب میں دور سے دریا کو دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا کوئی کام بگڑ جائے گا جوشخص خواب میں دیکھے کہ وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ دریا کا پانی پی رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کا دوست اس سے علیحدہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ (پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت 50)

اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا۔

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ دریا میں بالکل اسی طرح چل رہا ہے جیسے خشکی کے کسی راستہ پر آدمی چلتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا ڈر ختم ہو جائے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ موتی نکالنے کے لئے دریا میں غوطہ لگا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص علم میں گہرائی و بڑائی حاصل کرے گا اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے تیرتے ہوئے دریا کو پار کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو مصیبت اور فکر سے نجات ملے گی۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ سرد موسم میں دریا میں تیر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا بادشاہ کی طرف سے کسی مصیبت میں پھنس جائے گا یا قید کر لیا جائے گا یا کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے گا یا اس کے جسم کے کسی حصہ میں درد ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ دریا کا پانی شہر کے گلی کوچوں میں داخل ہو گیا یا کھیتوں اور فصلوں میں داخل ہو گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس علاقہ کا حکمران لوگوں پر ظلم کرے گا اور کبھی اس کی تعبیر شدید قحط سالی سے بھی دی جاتی ہے۔

الفرش

''الفرش'' اس کا مطلب اونٹ کا چھوٹا بچہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب اونٹ' گائے' بکری کے وہ بچے ہیں جو ذبح کرنے کے قابل نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے قول کہ

اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے (جھکے)۔ (پارہ 8 سورۃ الانعام آیت: 142)

میں ''حمولۃ'' کو مقدم کیا گیا ہے کیونکہ ''حمولۃ'' انسان کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے اس لئے اس کو کھایا جاتا ہے اور اس کی سواری بھی کی جاتی ہے۔ فراء نے کہا ہے کہ میں نے ''الفرش'' کی جمع نہیں سنی اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ مصدر ہے اور اس کے معنی پھیلانے کے ہیں کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کو تمام زمین پر پھیلا دیا ہے۔

الفرفر

"الفرفر" (بروزن ہدہد) یہ پانی کے پرندوں میں سے ایک پرندہ ہے یہ پرندہ جسامت میں کبوتر کے برابر ہوتا ہے۔

الفرع

"الفرع" اس کا مطلب چوپاؤں کا پہلا بچہ ہے بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام میں "فرع اور عتیرہ" نہیں ہے۔ (رواہ البخاری و مسلم)

حضور اکرم نور مجسم مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "لافرع ولاعتیرۃ" کا مقصد یہ ہے کہ کفار مکہ "عتیرۃ" کو اس لئے ذبح کرتے تھے اور اس کا گوشت بھی نہیں کھاتے تھے کہ اس سے اس کی ماں کو برکت حاصل ہوگی اور اس کی نسل میں اضافہ ہوگا (اس قسم کے اعتقاد کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے) "العتیرۃ" یہ ہے کہ کفار مکہ رجب کے مہینے کے پہلے دن اس کو ذبح کرتے تھے اس لئے اس کو "الرجبیۃ" بھی کہا جاتا ہے۔

حکم: "فرع اور عتیرہ" کی کراہت کے بارے میں دو صورتیں ہیں جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے اور احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ حضور تاجدار انبیاء مخزن جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم دیہاتیوں کی طرح اونٹوں کے ذبح کرنے میں مقابلہ کرنے میں منع فرمایا ہے' سو عرب کے دیہاتیوں کی یہ عادت تھی کہ وہ ایک دوسرے پر فخر حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کئی کئی گوشت ذبح کرتے تھے۔ نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے اونٹ کے گوشت کو مکروہ قرار دیا۔ اس لئے کہ شاید اس میں یہ شبہ تھا کہ یہ اونٹ غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں میں شامل ہو جائے گا۔

الفرعل

"الفرعل" اس کا مطلب بجو کا بچہ ہے اس کی جمع کے لئے "فراعل" کا لفظ استعمال ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے "ولد الضبع" بجو کے بچہ کے بارے میں سوال کیا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ "فرعل" ہے اور اس میں بکری کا بچہ بھی شامل ہے۔ (رواہ البیہقی)

ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ اہل عرب کے نزدیک "الفرعل" کا مطلب بجو کا بچہ ہے اور حدیث مذکور میں "نعجۃ من الغنم" کا مطلب یہ ہے کہ یہ بکری کے بچہ کی طرح حلال ہے۔

الفرقد

"الفرقد" اس کا مطلب گائے کا بچہ ہے وحشی بیل کی کنیت بھی "ابوفرقد" ہے۔

الفرنب

"الفرنب" (فاء کے کسرہ کے ساتھ) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چوہا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب

چوہے کا بچہ ہے جس کا تعلق ''یربوع'' کی قسم سے ہے۔

الفرهود

''الفرهود'' (بروزن جلمود) اس کا مطلب درندے کا بچہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب پہاڑی بکرے کا بچہ ہے۔

الفروج

''الفروج'' اس کا مطلب نوجوان مرغی ہے۔

الفریر و الفرار

''الفریر و الفرار'' اس کا مطلب بکری اور گائے کا چھوٹا بچہ ہے ابن سیدہ نے کہا ہے کہ ''الفریر'' واحد ہے اور ''الفرار'' جمع ہے۔

فسافس

''فسافس'' ابن سینا نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چیچڑی کی طرح ایک جانور ہے۔ قزوینی نے کہا ہے کہ پسو کی طرح ایک حیوان ہے۔

الفصیل

''الفصیل'' اس کا مطلب اونٹنی کا وہ بچہ ہے جو اپنی ماں کا دودھ پینا چھوڑ دے۔ جب اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے تو اسے ''الفصیل'' کہا جاتا ہے۔ فصیل بروزن فعیل بمعنی مفعول یعنی جس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو اس کی جمع کے لئے فصلان (فاء کے ضمہ کے ساتھ) اور ''فصال'' (فاء کے کسرہ کے ساتھ) کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: حضور پاک صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اہل قباء کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو اس وقت وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اوابین کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب مٹی گرم ہو جائے''۔ (رواہ احمد و مسلم)

تعبیر: فصیل (اونٹنی کا بچہ) کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر شریف لڑکے سے دی جاتی ہے تمام حیوانات کے چھوٹے بچوں کو خواب میں دیکھنا غم پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

الفلحس

''الفلحس'' اس کا مطلب چوپایہ اور سن رسیدہ (بڑی عمر والا) کتا ہے بنی شیبان کے سرداروں میں سے کسی سردار کا نام بھی ''فلحس'' تھا فلحس نامی سردار کی ایک عادت یہ تھی کہ مالِ غنیمت میں سے جب یہ اپنا حصہ حاصل کر لیتا تو پھر اپنی بیوی

کے حصہ کا بھی سوال کرتا اور جب اسے اس کی بیوی کا حصہ دے دیا جاتا تو یہ اپنی اونٹنی کا حصہ مانگتا تو اس سے کہا جاتا ''میں فلحس سے سوال کرتا ہوں''۔

الفلو

''الفلو'' (فاء کے ضمہ فتحہ اور کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب بچھیرا ہے جو دودھ چھڑانے کے قابل ہو یا جس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو حضرت امام جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''الفلو'' واؤ مشدد کے ساتھ ہے جس کا مطلب بچھیرا ہے کیونکہ یہ اپنی ماں سے علیحدہ کردیا جاتا ہے۔ یعنی اس کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے۔ اہل عرب ''الفلو'' کے مؤنث کے لئے ''فلوہ'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں جیسے ''عدو'' کا مؤنث ''عدوۃ'' ہے اس کی جمع ''افلاء'' ہے جیسے ''عدو'' کی جمع ''اعداء''۔

الفناۃ

''الفناۃ'' اس کا مطلب گائے ہے اس کی جمع ''فنوت'' آتی ہے۔

الفهد

''الفهد'' اس کا مطلب تیندوا ہے یہ لفظ ''الفهود'' کا واحد ہے۔ اہل عرب ایسے شخص کے لئے جو بکثرت سوتا ہے اور بہت زیادہ سست ہے۔ ضرب المثل استعمال کرتے ہیں۔ (فلاں آدمی تیندوا کے مشابہ ہے) حدیث ام زرع میں ذکر ہے (عورت اپنے شوہر کی حالت بیان کرتے ہوئی کہتی ہے کہ) اگر وہ گھر میں داخل ہو جائے تو تیندوے جیسا بن جاتا ہے۔

(رواہ البخاری)

ارسطو کا خیال ہے کہ تیندوا چیتے اور شیر کے باہم اختلاط سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ تیندوے کا مزاج چیتے کے مزاج کی طرح ہوتا ہے۔ تیندوے کی عادات کتے کی عادات کی طرح ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ جب تیندوے کی مادہ حاملہ ہونے کی وجہ سے بھاری ہو جاتی ہے تو تمام نر تیندوے اپنی مادہ کے لئے غذا کا بندوبست کرتے ہیں۔ جب ولادت کا وقت قریب آ جاتا ہے تو تیندوی اس جگہ چلی جاتی ہے جو اس نے پہلے سے ولادت کے لئے تیار کر رکھی ہوتی ہے۔ زیادہ نیند کی وجہ سے اہل عرب تیندوے کو مثال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ تیندوا بھاری جسم رکھنے والا حیوان ہے۔ تیندوے کے مزاج میں بہت غصہ ہوتا ہے۔ تیندوا جب شکار پر حملہ کرتا ہے تو اپنا سانس روک لیتا ہے جس سے اس کا غصہ اور زیادہ ہو جاتا ہے جب اس کا شکار اس کے ہاتھ سے نکل جائے تو انتہائی غصہ کی حالت میں واپس ہوتا ہے اور بعض اوقات اس غصہ کی وجہ سے یہ اپنے مالک کو بھی قتل کر دیتا ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تیندوے کو خوبصورت آواز کے ذریعے شکار کیا جاسکتا ہے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا ہے کہ تیندوے میں تعلیم قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ یہ انسانوں سے بہت جلد مانوس ہو جاتا ہے اور خاص طور پر اس انسان سے جو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے چھوٹا تیندوا بڑے تیندوے کی نسبت جلد تعلیم قبول کرتا ہے تیندوے کو سب سے پہلے جس شخص نے شکار کیا اس کا نام کلیب بن وائل ہے اور سب سے پہلے تیندوے کو گھوڑے پر سوار کرنے

والے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ تیندوے کے ساتھ سب سے زیادہ کھیلنے والے شخص ابو مسلم خراسانی ہیں۔

فائدہ: الکیا الھر اسی سے سوال کیا گیا کہ یزید بن معاویہ صحابہ میں سے ہیں یا نہیں؟ کیا ان پر لعن طعن کرنا جائز ہے؟ ایک بار الھر اسی نے جواب دیا کہ یزید بن معاویہ صحابہ میں سے نہیں ہیں کیونکہ ان کی ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی ہے سلف میں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے یزید "پر لعن طعن" کرنے بارے میں دو قول ہیں۔

پہلا قول ہے کہ صراحتاً یزید کی غلطی کا اظہار کیا جائے اور دوسرا قول ہے کہ یزید کی غلطی کو اشارتاً بیان کیا جائے۔ ہمارے (شوافع کے) یہاں صرف ایک قول ہے اور وہ یہ ہے کہ غلطی ظاہر کر دی جائے۔ اشارہ سے کام نہ لیا جائے اور یزید کی غلطی کو کیوں نہ بیان کیا جائے حالانکہ یزید تیندوے کا شکار کرتا تھا اور چیتے کے ساتھ کھیلتا تھا اور مستقل شراب پیتا تھا اور یزید نے شراب کے سلسلہ میں اشعار کہے۔

اصل حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں ابوالحسن الکیا الھر اسی کے فتویٰ کے خلاف فتویٰ دیا ہے وہ اس طرح کہ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا یزید پر صراحتاً لعن طعن کرنا جائز ہے یا اس کے فاسق ہونے کی وجہ سے اجازت دی گئی ہے اور کیا یزید کا ارادہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا تھا یا صرف ان کو دور کرنے کا ارادہ تھا؟ کیا یزید کے معاملہ میں چپ رہنا بہتر ہے؟ تو حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ کسی مسلمان پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے اور جو شخص کسی مسلمان پر لعن طعن کرے گا وہ ملعون ہوگا اور اصل میں حضور دافع رنج وملال، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کسی پر لعنت نہیں کرتا۔ پھر مسلمان پر لعنت کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ جبکہ اس سلسلے میں حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ (یعنی مسلمان پر لعنت کرنے سے منع فرمایا گیا ہے) اور مسلمان کی حرمت کعبۃ اللہ کی حرمت سے بدتر ہے۔ یہ بات نبی کریم رؤف الرحیم، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے ثابت ہے یزید کا اسلام لانا ثابت ہے اور یزید کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا یا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے بارے میں حکم دینا۔ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر رضامندی کا اظہار کرنا یہ سب مشتبہ کام ہیں۔

اس لئے ایک مسلمان پر بدگمانی کرنا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (پارہ 26، سورۃ الحجرات آیت 12)

جو شخص یہ ارادہ کرے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حقیقت کو جان لے تو وہ اس پر قادر نہیں ہوسکتا تو اس پر واجب ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے بارے میں اچھا گمان رکھے۔ اگر کسی مسلمان پر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہے تو اہل حق کا مذہب ہے کہ وہ کافر نہیں ہوگا (یعنی جس مسلمان نے دوسرے مسلمان کو قتل کیا وہ کافر نہیں ہوگا) اور قتل کفر

نہیں ہے بلکہ ایک مصیبت ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ قاتل نے اس حال میں وفات پائی ہو کہ اس نے موت سے پہلے اپنے کئے ہوئے گناہ سے توبہ کرلی ہو۔ لہٰذا اگر کافر بھی اپنے کفر سے توبہ کرلے تو پھر بھی اس پر لعنت کرنا جائز نہیں تو جو مسلمان قاتل ہے جب وہ توبہ کرلے تو اس پر لعنت کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے چنانچہ یہ بات بھی ہمیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل توبہ سے پہلے مرا یا بعد؟ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص پر لعنت کرے جس کی موت اسلام پر ہوئی ہو اور جو شخص بھی لعنت کرے گا وہ فاسق ہوگا۔ اگر شریعت میں کسی پر لعنت کرنا جائز ہو اور وہ شخص اس پر لعنت نہ کرے تو بالا جماع وہ گنہگار نہیں ہوگا۔ جس طرح کہ شیطان پر لعنت کرنا جائز ہے لیکن اگر کوئی آدمی اپنی زندگی میں شیطان پر لعنت نہ کرے تو قیامت کے دن اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم نے ابلیس پر لعنت کیوں نہیں کی؟ لیکن اگر کوئی آدمی کسی مسلمان پر لعنت کرے تو قیامت کے دن اس سے ضرور پوچھا جائے گا کہ تم نے اس مسلمان پر لعنت کیوں کی اور تم نے کیسے معلوم کرلیا کہ یہ معلون ہے اور ملعون وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوا اور یہ بات اسی وقت کہی جاسکتی ہے جبکہ ہمیں پتا ہو کہ فلاں شخص حالت کفر میں مرا ہے۔ اب جس شخص کے بارے میں ہمیں معلوم ہی نہیں تو ہم اس پر کیسے لعنت کرسکتے ہیں اور یہ ہی بات کہ کیا ہم ایسے شخص پر رحم کریں تو ہمارے نزدیک یہ جائز ہی نہیں بلکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ نیز ہمارے نزدیک وہ آدمی ہمارے قول اللھم اغفر لمؤمنین و المؤمنات میں داخل ہوجائے گا اور وہ مومن ہوگا۔

حکم: تیندوے کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ ذی ناب میں سے ہے۔ اور یہ شیر کی طرح ہوتا ہے لیکن شکار کے لئے تیندوے کی بیع جائز ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (تیندوے سے زیادہ سونے والا) (تیندوے سے زیادہ کام کرنیوالا) کیونکہ تیندوے کی مادہ حاملہ ہونے کے بعد شکار نہیں کرسکتی۔ اس لئے تمام تیندوے جمع ہوکر اس کے لئے روز شکار کرتے ہیں۔

خواص: تیندوے کا گوشت کھانے سے ذہن تیز ہوتا ہے اور بدن میں قوت آتی ہے جو شخص اس کا خون پی لے اس کے بدن میں زبردست قوت پیدا ہوجائے گی۔ اگر کسی جگہ تیندوے کا پنجہ رکھ دیا جائے تو وہاں سے چوہے بھاگ جائیں گے۔ صاحب عین الخواص نے کہا ہے کہ میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ تیندوے کا پیشاب اگر کوئی عورت پی لے تو وہ حاملہ نہیں ہوسکتی اور بعض اوقات تیندوے کا پیشاب پینے سے عورت بانجھ ہوجاتی ہے۔

تعبیر: تیندوے کو خواب میں دیکھنا ایسے دشمن کی طرف دلالت کرتا ہے جو نہ تو اپنی دشمنی ظاہر کرسکے اور نہ اپنی دوستی کا اظہار کرسکے۔ جو شخص خواب میں تیندوے کے ساتھ جھگڑا کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ صاحب خواب کا کسی انسان سے جھگڑا ہوگا۔ ابن عقربی نے کہا ہے کہ تیندوے کو خواب میں دیکھنا عزت و رفعت پر دلالت کرتا ہے اور اس کی دیگر تعبیر وہی ہے۔ جو دوسرے وحشی جانوروں کی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفویسقة

"الفویسقة" اس کا مطلب چوہا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: تم رات کے وقت اپنے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزوں کو الٹ دیا کرو اور اپنے گھروں کے دروازے بند کر دیا کرو اور اپنے بچوں کو روکے رکھو تا کہ یہ تمام چیزیں جنات کے سفر سے محفوظ رہیں اور تم سوتے وقت اپنے چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ چوہا بسا اوقات چراغ سے جلتی موم بتی اٹھا لیتا ہے اور (اس بتی کے ذریعے) گھر کو اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے)۔

الفیاد

"الفیاد" (بروزن صیاد) اس کا مطلب الو ہے اس کو "الصدی" بھی کہا جاتا ہے۔

الفیل

"الفیل" اس کا مطلب ایک معروف جانور ہاتھی ہے اس کی جمع کے لئے افیال، فیول اور فیلۃ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ابن سکیت نے کہا ہے کہ تم "افیلۃ" نہ کہو فیل کے صاحب (مہاوت) کو "فیال" کہتے ہیں۔

سیبویہ نے کہا ہے کہ فیل کی جمع افلیۃ جائز ہے کیونکہ فیل کی اصل فیل تھی لیکن یاء اپنے سے پہلے حرف کو کسرہ کی طرف کھینچتی ہے۔ اس کو کسرہ دے کر "فیل" کر دیا جیسے وہ (اہل عرب) کہتے ہیں۔ "البیض، ولبیض" اس کی کنیت کے لئے ابوالحاج، ابوالحرمان، ابونفل، ابومکثوم اور ابومزاحم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ الفیلۃ کی کنیت "ام شبل" آتی ہے۔ ربیع الابرار میں ہاتھی کی کنیت "ابرھہ" مرقوم ہے "ابرھہ" حبشہ کے بادشاہ ابوالعباس کو کہا جاتا ہے۔ ہاتھی کا نام محمود بھی ہے "الفیلۃ" (ہتھنی) کی فیل اور زندبیل دو قسمیں ہیں۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ "الفیل" نر (ہاتھی) کو اور "الزندبیل" مادہ ہتھنی کو کہا جاتا ہے۔ ہاتھی اپنی قیام گاہ کے علاوہ کسی اور جگہ جفتی نہیں کرنا چاہتا اس پر شہوت کا غلبہ ہی کیوں نہ ہو۔ ہاتھی شہوت کی شدت وجہ سے بدخلق ہو جاتا ہے اور اونٹ کی طرح کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے، یہاں تک کہ شہوت کی شدت کی وجہ سے اس کے سر پر ورم ہو جاتا ہے جب ہاتھی شدت شہوت کی وجہ سے بدخلق ہو جاتا ہے تو "ہاتھی بان" ہتھنی کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ ہاتھی پانچ سال کی عمر میں ہی بالغ ہو جاتا ہے اور اس کی شہوت کا زمانہ موسم ربیع ہے۔ ہاتھی کی مؤنث دو سال میں حاملہ ہوتی ہے اور جب ہتھنی حاملہ ہو جاتی ہے تو ہاتھی اس کے قریب نہیں جاتا نہ ہی اس کو چھوتا ہے اور نہ ہی جفتی کرتا ہے۔ ہتھنی حاملہ ہونے کے تین سال بعد بچہ جنتی ہے۔ عبداللطیف بغدادی نے کہا ہے کہ ہتھنی سات سال کی مدت میں حاملہ ہوتی ہے اور ہاتھی صرف اور صرف اپنی ہی ہتھنی سے جفتی کرتا ہے۔ ہاتھی بہت عزت مند جانور ہے، جب ہتھنی بچہ جننے کے قریب ہوتی ہے تو نہر میں داخل ہو جاتی ہے اور اس وقت تک نہر میں ہی رہتی ہے یہاں تک وہ بچہ جن لے۔ کیونکہ ہتھنی بیٹھ کر بچہ جننے کی طاقت نہیں رکھتی اس لئے پانی میں کھڑے ہو کر بچہ جنتی ہے۔ ہاتھی اس دوران نہر کے باہر اپنی مادہ اور بچے کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہاتھی اونٹ کی طرح کینہ رکھنے والا حیوان ہے۔ بعض اوقات ہاتھی کینہ کی وجہ سے اپنے مہاوت کو بھی قتل کر دیتا ہے۔ اہل ہند کا خیال ہے کہ ہاتھی کی زبان الٹی ہوتی ہے اور اگر اس کی زبان الٹی نہ ہوتی تو یہ گفتگو کرتا جس طرح انسان گفتگو کرتا ہے۔ ہاتھی کے دو بڑے دانت بھی ہوتے ہیں۔ بسا اوقات

ہاتھی کے ان دانتوں کا وزن پانچ پانچ من تک دیکھا گیا ہے۔ ہاتھی کی سونڈ لچکدار ہڈیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ سونڈ ہی اس کی ناک بھی ہے اور یہی اس کے ہاتھ بھی ہیں۔ اسی سونڈ کے ذریعے لڑائی کرتا ہے اور سونڈ کے ذریعے چیختا ہے لیکن اس کی چیخ اس کے جسم کے مقابلے کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ اس کی چیخ بچوں کی چیخ کی طرح ہوتی ہے۔ ہاتھی کی سونڈ بہت طاقتور ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے ہاتھی درختوں کے پتے توڑ کر اپنی خوراک بناتا ہے۔ ہاتھی کو اللہ تعالیٰ نے فہم وفراست کی نعمت سے نوازا ہے۔ اس لئے یہ بہت جلد تعلیم قبول کر لیتا ہے۔ ہاتھی اپنے مالک کے حکم کے مطابق کام کرتا ہے۔ ہاتھی کی ایک خصلت یہ بھی ہے کہ ہاتھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے ہیں اور غصہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں۔ اہل ہند ہاتھی کے بہترین بڑی شکل وصورت' لمبی سونڈ' عجیب چال' کان' آنکھ کی وجہ سے اس کی عزت کرتے ہیں۔ ہاتھی کی چال بہت دھیمی ہوتی ہے' یہاں تک کہ ہاتھی بسا اوقات انسان کے قریب سے گزر جاتا ہے لیکن اس کے چلنے کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ہاتھی کے پاؤں بہت ہی گدے دار ہوتے ہیں اور اس کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے۔ ارسطو نے حکایت بیان کی ہے کہ ہاتھی کی عمر چار سو سال تک ہوتی ہے اور اس کا مشاہدہ ہوا کہ ارسطو نے ایک ہاتھی دیکھا جس پر ایک مخصوص نشان تھا جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس ہاتھی کی عمر چار سو سال ہے۔ ہاتھی اور بلی کے درمیان فطری طور پر دشمنی ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ہاتھی بلی کو دیکھ لے تو بھاگ جاتا ہے جس طرح درندے سفید مرغ کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔

جس طرح کہا جاتا ہے کہ اگر بچھو کسی چھپکلی کو دیکھ لے تو اس کی موت ہو جاتی ہے۔ حضرت امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ہتھنی کی فرج (شرمگاہ) اس کی بغل کے نیچے ہوتی ہے' جب جفتی کا وقت ہوتا ہے تو یہ اپنی بغل کو بلند کر لیتی ہے' یہاں تک کہ ہاتھی اس پر قابو پالیتا ہے۔ وہ ذات پاک ہے جو کسی امر سے عاجز نہیں۔

ایک قصہ: ''الحلیۃ'' میں ابو عبداللہ قلانسی کے حالات میں ذکر ہے۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ بعض سیاحوں کے ساتھ بحری سفر کے لئے کشتی پر سوار ہوئے۔ تیز ہوا چلی جس کی وجہ سے کشتی بے قابو ہو گئی۔ کشتی والے اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں کرنے لگے اور نذریں ماننے لگے کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے نجات دیدی تو ہم فلاں کام کریں گے۔ کشتی والوں نے ابو عبداللہ سے بھی کہا کہ وہ بھی کوئی نذر مانیں۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں لوگوں کے اصرار پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلاصی دے دی تو میں ہاتھی کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کشتی ٹوٹ گئی لیکن مجھے اور میرے کچھ ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے ہلاکت سے بچالیا اور سمندر کی لہروں نے ہمیں ساحل پر پھینک دیا سو ہم ساحل پر کئی دن ٹھہرے رہے لیکن ہمارے کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی سوا ایک چھوٹا ہاتھی کا بچہ کہیں سے ساحل پر آ گیا۔ میرے ساتھیوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا لیکن میں نے نذر کی وجہ سے ہاتھی کا گوشت نہیں کھایا۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں میرے ساتھی سو گئے تو ہاتھی کے بچے کی ماں اس کے نشانات قدم دیکھتی ہوئی ہمارے قریب آ گئی سو ہتھنی نے میرے ساتھیوں کا منہ سونگھا اور سونگھنے کے بعد ہر ایک کو اپنے پاؤں سے روند کر ہلاک کر دیا۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں جب ہتھنی نے میرے ساتھیوں کو قتل کر دیا تو وہ میری طرف آئی۔ جب میں اس نے میرے منہ سے گوشت کی بو نہ پائی تو اس نے اشارہ کیا کہ

میں اس کی پیٹھ پر سوار ہو جاؤں' میں اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا۔ تو وہ ہتھنی مجھے لے کر اس قدر تیز دوڑی کہ میں نے کبھی بھی ہاتھیوں کو اتنی تیز دوڑتے ہوئے نہیں دیکھا' یہاں تک کہ وہ ہتھنی مجھے ایک دن اور پھر پوری رات اپنی پیٹھ پر سوار کیے ہوئے دوڑتی رہی۔ اور پھر جب صبح ہوئی تو اس نے مجھے ایسی جگہ اپنی پیٹھ سے اترنے کا اشارہ کیا جہاں لوگ کاشتکاری کر رہے تھے۔ میں اس کی پیٹھ سے اتر گیا لوگوں نے مجھے دیکھا تو ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے اس کو سارا قصہ سنایا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ہتھنی نے جو مسافت آدھے دن اور ایک رات میں طے کی ہے وہ ساحل یہاں سے آٹھ دن کی مسافت پر ہے۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں میں ان لوگوں کے پاس ہی ٹھہرا' یہاں تک کہ ہتھنی دوبارہ حاملہ ہو گئی اور میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آیا۔

دوسرا قصہ: صاحب النشوں نے ذکر کیا ہے کہ ایک خارجی آدمی شاہ ہند کے علاقہ میں گیا بادشاہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیجا سو خارجی نے امان طلب کی۔ تو ان کو امان دے دی گئی خارجی بادشاہ کی طرف ملاقات کے لئے چلا۔ جب خارجی بادشاہ کے شہر کے قریب پہنچا تو بادشاہ نے اپنے ایک لشکری کو حکم دیا کہ خارجی کا استقبال (Wellcome) کرے خارجی کے استقبال کے لئے ہر قسم کے آلات حرب وغیرہ سے تیار ایک لشکر روانہ ہوا اور عام لوگ بھی خارجی کو دیکھنے کے لئے شہر سے باہر نکلے لشکر شہر کی آخری حد پر آ کر رک گیا۔ عام لوگ بھی خاجی کا استقبال دیکھنے کے لئے رک گئے خارجی شہر کے نزدیک آ گیا۔ اس نے ریشمی کرتا پہن رکھا تھا اور لباس اور چہرے سے وہ نڈر آدمی معلوم ہو رہا تھا۔ جونہی خارجی لشکر کے قریب پہنچا تو لشکر والے اس سے ملاقات کرنے لگے اور پھر اس کو لے کر محل کی طرف چلنے لگے۔ استقبالیہ لشکر میں کچھ ہاتھیوں کو بھی زینت کے لئے شامل کیا گیا تھا۔ اس لشکر میں وہ بڑا ہاتھی بھی تھا جو بادشاہ کے لئے مخصوص تھا اور صرف بادشاہ ہی اس پر سواری کیا کرتا تھا۔ مہاوت نے خارجی سے کہا کہ تم بادشاہ کے ہاتھی کے راستہ سے دور رہو۔ خارجی نے مہاوت کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مہاوت نے پھر اپنا قول دہرایا۔ خارجی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مہاوت نے خارجی سے کہا! اے فلاں اپنی جان کی حفاظت کرو اور بادشاہ کے ہاتھی کے راستہ سے دور رہ۔ خارجی نے مہاوت سے کہا کہ تم بادشاہ کے ہاتھی سے کہہ دو کہ وہ میرے راستے سے دور رہے۔ مہاوت کو بہت غصہ آیا اور ہاتھی نے بھی خارجی کی بات سن لی۔ ہاتھی غصہ ہو کر خارجی کی طرف دوڑا اور اپنی سونڈ سے پکڑ کر زمین سے اوپر اٹھا لیا لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد ہاتھی نے خارجی کو زمین پر گرا دیا۔ خارجی سمجھ گیا کہ ہاتھی اس کو اپنے قدموں سے کچلنے کا ارادہ رکھتا ہے سو خارجی نے ہاتھی کی سونڈ کو پکڑ لیا۔ ہاتھی کا غصہ اور زیادہ ہو گیا۔ ہاتھی نے خارجی کو اپنی سونڈ سے دوسری مرتبہ اٹھایا اور پہلے سے زیادہ بلند کیا پھر زمین پر پھینک دیا تا کہ خارجی کو اپنے قدموں سے کچل دے۔ خارجی ہاتھی کی سونڈ پر لپٹا رہا اور اس نے ہاتھی کی سونڈ سے اپنے آپ کو نہیں ہٹایا۔ ہاتھی نے تیسری بار خارجی کو اپنی سونڈ سے اوپر اٹھایا اور اس کو اوپر ہوا میں کئی جھٹکے دیئے تا کہ اس کی پکڑ کمزور ہو جائے لیکن ہاتھی اپنی کوشش میں ناکام رہا اور خارجی اس کی سونڈ سے لپٹا رہا اور برابر اپنا دباؤ سونڈ پر بڑھاتا رہا۔ جس سے ہاتھی کو سانس لینے میں مشکل ہونے لگی اور ہاتھی کی سانس رک گئی اور ہاتھی کی موت ہو گئی۔ جب اس واقعہ کی خبر بادشاہ کو ملی تو اس نے خارجی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ بادشاہ کے بعض وزیروں

نے کہا کہ آپ خارجی کو قتل نہ کریں بلکہ معاف کر دیں اور ایسا کرنا آپ کے لئے شہرت کا باعث ہوگا کیونکہ خارجی کے زندہ رہنے کی صورت میں جب کہیں اس کا ذکر کیا جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ اس بادشاہ کا خادم ہے جس نے اپنی طاقت وحیلہ سے اس ہاتھی کو بغیر اسلحہ کے قتل کر دیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے وزراء کے مشورے کے مطابق خارجی کو معاف کر دیا۔

فائدہ: اگر کسی آدمی کو کسی حاکم' بادشاہ وغیرہ سے بھی شر کا خطرہ ہو تو وہ آدمی حاکم وغیرہ کے پاس جانے سے پہلے یہ کلمات "کھیعص' حم' عسق" پڑھے ان تینوں کلمات کے دس حروف کا اس طرح شمار کرے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے شروع کرے اور بائیں کے انگوٹھے پر ختم کرے اور پھر اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر لے اور اپنے دل میں سورۃ فیل پڑھے۔ جب وہ ترمیھم' پر پہنچے تو ترمیھم کو دس مرتبہ پڑھے اور ہر مرتبہ اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کھولتا جائے۔ اگر وہ عمل کرے گا تو انشاء اللہ حاکم وغیرہ کے شر سے محفوظ رہے گا۔ یہ عمل عجیب اور مجرب ہے۔

فائدہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ عمل مجھے بزرگوں نے بتایا ہے۔ عمل یہ ہے کہ جو شخص سورۃ فیل کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ اس طرح کہ ہر روز سورۃ فیل ایک سو مرتبہ پڑھے اور یہ عمل دس دن تک جاری رکھے اور سورۃ فیل روزانہ پڑھتے ہوئے اس شخص کا خیال اپنے دل میں رکھے جس سے اس کو ڈر ہو پھر دسویں دن سورۃ فیل سو مرتبہ پڑھنے کے بعد کسی جاری پانی (بہتے ہوئے پانی) کے کنارے بیٹھ جائے اور یہ کلمات پڑھے۔

"اللهم انت الحاضر المحيط بمكنونات الضمائر اللهم اعز الظالم وقبل الناصر وانت المطلع العالم اللهم ان فلانا ظلمني وآذاني ولا يشهد بذلك غيرك اللهم انك مالكه فاهكه' اللّٰهم سربله سربال اقوام وقمصه' قميص الرذى اللهم اقضه .

ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھنے کے بعد یہ کلمات پڑھے۔

"فاخذهم الله بذنوبهم وما كان لهم من الله من واق فان الله يهلكه ويكفيه شره" ۔ یہ عمل آزمودہ ہے۔

حکم: مشہور قول کے مطابق ہاتھی کا گوشت حرام ہے۔ "الوسیط" میں ہاتھی کے گوشت کی حرمت کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ "ذوناب" والے جانوروں مطلب لڑنے اور قتل کرنے والے جانوروں میں سے ہے اس لئے اس کا گوشت حرام ہے لیکن اس کے برعکس ایک شاذ قول بھی ہے جسے حضرت رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعبداللہ بوشجی سے نقل کیا ہے کہ ہاتھی حلال ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہاتھی مسلمانوں کے کھانے میں سے نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھی کے گوشت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھی کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔

ہاتھی کی خرید وفروخت جائز ہے۔ اس لئے کہ اس پر سواری کی جاتی ہے اور اس پر سوار ہو کر جنگ کی جاتی ہے اور اس سے اور بھی بہت فائدہ لئے جاسکتے ہیں۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے یعنی (شوافع کے) نزدیک ہاتھی ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی ہڈی پاک ہوتی ہے اس سے گوداوغیرہ نکال کر اگر اسے صاف کیا جائے یا گوداوغیرہ نہ نکالا جائے ہاتھی کی ہڈی کسی بھی

صورت میں پاک نہیں ہوگی چاہے وہ کسی زندہ ہاتھی کی ہو یا مردہ ہاتھی کی ہو لیکن ایک شاذ قول یہ ہے کہ مردار کی ہڈی پاک ہوتی ہے۔ یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک ہڈی مطلقاً پاک ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ہاتھی کی ہڈی کو پالش وغیرہ کرلیا جائے تو وہ پاک ہوگی جیسے سین کے باب میں ''السلحفاۃ'' کے تحت اس بات کو نقل کردیا گیا ہے۔ ہاتھی کی بیع جائز نہیں ہے۔ اور ہاتھی کی قیمت بھی حلال نہیں ہے۔ حضرت طاؤس' عطاء بن ابی رباح' عمر بن عبدالعزیز' امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی قول ہے۔ ابن منذر نے کہا ہے کہ حضرت عروہ زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت ابن سرین رضی اللہ عنہ اور ابن جریج رضی اللہ عنہ نے اس ہاتھی کی تجارت اور قیمت میں اجازت دی ہے۔ ''شامل'' (ایک کتاب کا نام ہے) میں ذکر ہے کہ ہاتھی کی جلد دباغت کو قبول نہیں کرتی کیونکہ یہ بہت موٹی ہوتی ہے۔

ہاتھی کے جائز ہونے کے بارے میں دو قول ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ ہاتھی سے مسابقت کرنا جائز ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار رسالت' مخزن جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حدیث میں لفظ ''السبق'' باء کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ''وہ چیز جس کو مسابقت کے لئے رکھتے ہیں اس کی جمع ''اسباق'' آتی ہے۔ ایک دوسر الفظ ''السبق''. باء کے سکون کے ساتھ ہے اور مصدر ہے جیسے کہا جاتا ہے ''سبقت الرجل سبقہ'' چنانچہ حدیث میں ذکر ''السبق'' کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑا' اونٹ اور شیر کے علاوہ وہ آدمی عطیہ کا حقدار نہیں ہوتا۔ اہل علم نے صرف ان تین چیزوں میں انعام کے ثابت ہونے کی وجہ بیان کی ہے کہ یہ مسابقت ایک طرح سے دشمنان اسلام کے خلاف بطور تیاری کے ہے اور اس پر عطیہ وغیرہ مقرر کرنا بھی لوگوں کو دین اسلام کے دشمنوں کے خلاف ترغیب دینا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ہاتھی کو شامل نہیں کیا۔ حضرت ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہاتھی کی مسابقت بھی جائز ہے۔ اس لئے کہ ہاتھی سے بھی دشمنوں کی مخالفت کی جاتی ہے۔ جس طرح کہ اونٹوں سے اور ہاتھی ''ذوخف'' میں شامل ہے۔ اور نادر صورت اصولیین کے نزدیک عموم میں شامل ہوتی ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہاتھی میں گھوڑے کی طرح شان وشوکت نہیں اس لئے اس کی مسابقت کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ یعنی بے فائدہ ہے۔ اگر ایک کہنے والا یہ کہے کہ اونٹ تو ہاتھی کی طرح ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل عرب لڑائی کے لئے اونٹ کو سواری کے لئے استعمال کرتے تھے اور یہ اہل عرب کی عادت تھی۔ اہل عرب لڑائی میں ہاتھی کو استعمال نہیں کرتے تھے۔ اگر اعتراض کرنے والا کہے کہ ہاتھی تو صرف ہند میں پایا جاتا ہے اس لئے اہل عرب اس کو جنگ کے لئے سواری کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے۔ واللہ اعلم۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (ہاتھی سے زیادہ کھانے والا) (ہاتھی سے زیادہ سخت) (ہاتھی سے زیاہ عجیب الخلقت) مروی

ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ہر وقت ایک جماعت ایسے افراد کی موجود رہتی تھی جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کرتے تھے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس جاری تھی کہ اچانک ایک ہاتھی سامنے سے گزرا۔ ایک کہنے والے نے کہا ہاتھی جا رہا ہے۔ مجلس کے سارے لوگ ہاتھی کو دیکھنے کے لئے چلے گئے لیکن یحییٰ بن یحییٰ لیثی اندلسی نہیں گئے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا آپ اس جانور کو دیکھنے کے لئے کیوں نہیں گئے۔ حالانکہ آپ کے ملک میں یہ جانور نہیں ہے۔ تو یحییٰ بن یحییٰ نے عرض کیا میں اپنے ملک سے صرف اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی زیارت کروں۔ آپ سے علم حاصل کروں، ہاتھی دیکھنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن یحییٰ کا جواب سن کر حیران ہوئے اور آپ نے یحییٰ بن یحییٰ کا نام "عاقل اہل اندلس" رکھ دیا پھر اس کے بعد یحییٰ بن یحییٰ اندلس واپس چلے گئے تو ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ان کے علم و کمالات کی شہرت پھیل چکی تھی۔ چنانچہ یحییٰ بن یحییٰ تمام اہل اندلس کے مرجع ہو گئے اور وہاں پر آپ کے علم و شہرت کے ساتھ ساتھ مالکی مذہب بھی مشہور ہو گیا اور مؤطا امام مالک کی وہ تمام روایتیں جو یحییٰ بن یحییٰ نے روایت کیں وہ سب سے زیادہ مشہور و معروف ہو گئیں۔ یحییٰ بن یحییٰ اس زمانے میں تمام عوام و خواص میں بڑے تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ کا انتقال 234ھ میں ہوا۔ آپ کی قبر قرطبہ سے باہر مقبرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب بنائی گئی۔ آپ کی قبر آج بھی مرجع خلائق ہے۔

خواص: جو آدمی ہاتھی کے کان کا میل پی لے تو وہ سات دن لگا تار سوتا رہے گا۔ اگر ہاتھی کے پتا کو برص کا مریض تین دن تک مالش کرے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ اگر ہاتھی کی ہڈی کو مرگی والے کے گلے میں ڈال دیا جائے تو مرگی والے کا مرض ختم ہو جائے گا۔ اگر ہاتھی کا دانت کسی درخت پر لٹکا دیا جائے تو وہ درخت ایک سال پھل نہیں دے گا۔ اگر ہاتھی کے دانت کی دھونی کسی درخت یا کھیتی کے پاس دی جائے تو وہاں کھیتی کو نقصان پہنچانے والے کیڑے نہیں آئیں گے۔ اگر ہاتھی کے دانت کی دھونی کسی ایسے گھر میں دی جائے جہاں پسو ہوں تو وہاں سے پسو مر جائیں گے جو شخص دو درہم بقدر ہاتھی کے دانت کا ٹکڑا شہد میں ملا کر پی لے تو اس کی قوت حافظہ میں اضافہ ہو گا۔ اگر کوئی بانجھ عورت ہاتھی کے دانت کا ٹکڑا دو درہم کے برابر شہد اور پانی میں ملا کر سات دن تک پئے پھر اس کے بعد جماع کرے تو اللہ کے حکم سے حاملہ ہو جائے گی اگر ہاتھی کی کھال کا ایک ٹکڑا بخار کا مریض اپنے گلے میں ڈال لے تو بخار ختم ہو جائے گا۔ اگر ہاتھی کی لید کو جلانے کے بعد باریک پیس لیا جائے اور پھر شہد میں ملا کر ایسے شخص کی پلکوں پر اس کا لیپ کر دیا جائے جس کی پلکیں جھڑ گئی ہوں تو اس کی پلکوں کے بال دوبارہ نکل آئیں گے۔ اگر کوئی عورت لاعلمی میں ہاتھی کا پیشاب پی لے تو پھر اس کے بعد جماع کرے تو وہ حاملہ نہیں ہو گی۔ اگر ہاتھی کی لید کسی عورت کے گلے میں لٹکا دی جائے تو جب تک یہ لید اس کے گلے میں لٹکی رہے گی وہ حاملہ نہیں ہو گی ہاتھی کی جلد کا دھواں بواسیر کی بیماری کو ختم کر دیتا ہے۔

تعبیر: ہاتھی کو خواب میں دیکھنا ایک عجمی بادشاہ پر دلالت کرتا ہے جو بارعب تو ہو لیکن کم عقل ہو اور وہ جنگی امور کا جاننے والا ہو نہ وہ خواہ مخواہ کے کام میں ملوث ہو جاتا ہو۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے یا ہاتھی کا مالک بن گیا ہے یا

ہاتھی پر حاکم بن گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو بادشاہ کی قربت حاصل ہوگی اور اسے اچھا مرتبہ حاصل ہوگا اس کی عزت وسربلندی زیادہ دیر تک قائم رہے گی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہاتھی کو خواب میں دیکھنا طاقتور عجمی شخص پر دلالت کرتا ہے سو جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ ہاتھی پر سوار ہوا اور ہاتھی اس کی اطاعت کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا کسی طاقتور بخیل آدمی پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ اگر کسی نے دن کے وقت خواب میں دیکھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا۔ یہ تعبیر اس لئے دی جاتی ہے کہ پرانے زمانے میں وہ ملک جہاں ہاتھی پائے جاتے تھے ہیں جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا اس کو ہاتھی پر سوار کیا جاتا اور پھر اس کو شہر میں گھمایا جاتا تھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اگر کوئی بادشاہ جنگ کے دوران خواب میں دیکھے کہ وہ ہاتھی پر سوار ہو رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا بادشاہ میدان جنگ میں ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ○

اے محبوب آپ نے نہ دیکھا آپ کے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔ (پارہ 30 سورہ الفیل آیت 1)

جو شخص خواب میں کسی ہودج والے ہاتھی پر سوار ہو تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی موٹے عجمی آدمی کی لڑکی سے شادی کرے گا۔ اگر خواب دیکھنے والا تاجر ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی تجارت وسیع ہو جائے گی جو شخص خواب میں دیکھے کہ ہاتھی اس پر حملہ کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس شخص کی موت واقع ہو جائے گی۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ کسی ہتھنی کی نگرانی کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا کسی عجمی بادشاہ سے دوستی کرے گا۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ ہتھنی کا دودھ دوہ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ شخص کسی عجمی بادشاہ سے مکروفریب کرے گا یہود کہتے ہیں کہ ہاتھی کو خواب میں دیکھنا عزت وتوقیر پر دلالت کرتا ہے جو شخص خواب میں دیکھے کہ اسے ہاتھی نے اپنی سونڈ سے مارا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو بھلائی حاصل ہوگی اور جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ سے وزارت وولایت حاصل ہوگی۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ اسے ہاتھی نے اپنی پشت سے پھینک دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا آدمی مر جائے گا۔ اگر کوئی شخص خواب میں ہاتھی کو کسی ایسے علاقہ میں دیکھے جہاں ہاتھی نہیں پایا جاتا تو اس کی تعبیر فتنہ سے دی جائے گی۔ یہ تعبیر ہاتھی کی بدصورتی اور بدرنگ ہونے کی وجہ سے دی جاتی ہے اگر کوئی شخص ہاتھی کو ایسے علاقہ میں دیکھے جہاں ہاتھی پایا جاتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شریف آدمی ہے اگر کوئی عورت خواب میں ہاتھی کو کسی بھی رنگ وصفت میں دیکھے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ ہتھنی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر گائے کی طرح قحط سالی سے دی جاتی ہے۔ خواب میں ہاتھی کو کسی ایسے شہر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھنا جس میں طاعون کی بیماری پھیل چکی ہو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس شہر سے طاعون کی بیماری ختم ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص خواب میں ہاتھی پر کسی ایسے شہر میں سوار ہو جس میں چھوٹا سمندر ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص کسی کشتی پر سوار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفینة

"الفینة" اس کا مطلب عقاب کی طرح کا ایک پرندہ ہے جب یہ پرندہ سردی محسوس کرتا ہے تو یمن کی طرف چلا جاتا ہے ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ "الفینات" کا مطلب "الساعات" (لحظہ) ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ (میں نے تم سے ایک لحہ ساعت کے بعد ملاقات کی) اگر تو چاہے تو الف اور لام کو حذف کر دے۔ جس طرح (میں نے تم سے ایک ساعت کے بعد دوبارہ ملاقات کی)۔

سو یہ پرندہ ایک مدت کے بعد یمن کی طرف چلا جاتا ہے اس لئے اس کا نام زمانہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔

ابو فراس

"ابو فراس" یہ شیر کی کنیت ہے۔ کہا جاتا ہے (اس کی گردن پر حملہ کیا)۔

"الفرس" کی اصل یہ ہے کہ یہ شیر کی کنیت ہے اور اس کا مطلب گردن کاٹ کر قتل کرنا ہے پھر یہ لفظ "الفرس" عام ہو گیا اور ہر قتل کرنے والا کو "فرس" کہا جانے لگا۔ سیف الدولہ ابن حمدان کے بھائی کا نام بھی ابوفراس بن حمدان تھا۔ ابوفراس بن حمدان بہت بڑے سردار اور مشہور شاعر تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب القاف

القادحة

"القادحة" اس کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے۔ کہا جاتا ہے (دانتوں اور درختوں میں کیڑا لگ گیا ہے) جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کہا ہے۔

القارة

"القارة" اس کا مطلب چوپایہ ہے۔

القارية

"القارية" (بروزن سارية) اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جس کی ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں اور اس کی چونچ لمبی ہوتی ہے اور اس کی پیٹھ سبز ہوتی ہے اہل عرب اس پرندے سے محبت کرتے ہیں اور اس سے نیک شگون لیتے ہیں اور سخی آدمی کو اس پرندے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس کی جمع کے لئے القواری کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یعقوب نے کہا ہے کہ عرب میں عام لوگ "قـارّية" تشدید کے ساتھ بولتے ہیں۔ حضرت امام جوہری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ بطلیوسی نے کہا ہے کہ اہل عرب جس طرح اس پرندے سے نیک شگون لیتے ہیں اسی طرح اس پرندے سے براشگون بھی لیتے ہیں۔ نیک شگون یہ ہے کہ اہل عرب اس پرندے کو دیکھ کر بارش کی بشارت مراد لیتے ہیں۔

اور براشگون یہ ہے کہ اگر اہل عرب میں سے کوئی شخص سفر کے لئے نکلا اور اس کی نظر اس پرندہ پر پڑ گئی تو وہ خوفزدہ ہو کر گھر واپس آجاتا ہے۔ حالانکہ کوئی بارش وغیرہ بھی نہیں ہوتی۔ ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ "الـقـارية" کا مطلب ایک سبز رنگ کا پرندہ ہے جس سے عرب والے محبت رکھتے ہیں اور سخی آدمی کو اس پرندے سے تشبیہ دیتے ہیں اور اسی سے بارش کے لئے نذر مانتے ہیں۔

حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لوگ زمین میں ایک دوسرے کے گواہ ہیں۔ (الحدیث)

چنانچہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کا گواہ بن جاتا ہے تو اس پر اس کے اچھا یا برا ہونے کی گواہی واجب ہو جاتی ہے۔ "الـقـواری" کا واحد "قار" ہے "الـقـواری" یہ جمع شاذ ہے میں (علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) اس معنی کو لوگ زمین پر ایک

دوسرے کے گواہ ہیں کی صحت کے لئے کہتا ہوں کہ حضور رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو''۔ (الحدیث)

القاریۃ کا شرعی حکم: ''القاریۃ'' حلال ہے کیونکہ اہل عرب اس کو کھاتے ہیں حمیری وغیرہ نے کہا ہے کہ ''کتاب الحج'' میں لکھا ہے کہ حالت احرام میں شکار کئے گئے کبوتر کا فدیہ ایک بکری ہے اور اگر حالت احرام میں شکار کیا گیا جانور اس کبوتر سے چھوٹا ہو''قواری'' کی طرح تو پھر فدیہ قیمت سے ہی دیا جائے گا۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حکم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قواری پرندہ حلال ہے اور اس بات کی وضاحت بھی ہوگئی کہ ''قواری'' پرندے سے مراد کبوتر نہیں ہے ابن سکیت نے ''اصلاح المنطق'' میں لکھا ہے کہ ''القواری'' کا مطلب سبز رنگ کے پرندے ہیں۔

القاق

''القاق'' اس کا مطلب پانی کا پرندہ ہے جس کی گردن لمبی ہوتی ہے۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے جیسے پہلے گزرا ہے۔

القاقم

''القاقم'' اس کا مطلب سنجاب (چوہے سے بڑا ایک جانور) کی طرح کا ایک جانور ہے یہ جانور مزاج کے اعتبار سے ''سنجاب'' سے ٹھنڈے مزاج کا ہوتا ہے یہ جانور سفید رنگ کا ہوتا ہے اس کی جلد ''الفنک'' (لومڑی کی طرح ایک جانور) کی جلد یک طرح ہوتا ہے''القاقم'' کی جلد''سنجاب'' کی جلد سے زیادہ قیمتی سمجھی جاتی ہے۔

حکم: اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

القانب

''القانب'' اس کا مطلب ''الذئب العواء'' بلبلانے والا بھیڑیا ہے ''المقانب الذئاب الضاربة'' کا مطلب بھیڑیئے کا چنگل ہے۔ اصل میں لفظ''الذئب'' کے تحت ''باب الذال'' میں بھیڑیے کا تفصیلی ذکر گزر چکا ہے۔

القاوند

''القاوند'' اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جو سمندر کے کنارے اپنا گھونسلہ بناتا ہے اور سمندر کے کنارے ریت میں انڈے دے کر سات دن تک ان کو سیتا ہے اور ساتویں دن انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ پھر اس کے بعد یہ پرندہ سات دن تک ساحل سمندر پر ہی اپنے بچوں کو دانہ کھلاتا ہے۔ مسافر اپنے بحری سفر کا آغاز اس پرندہ کے انڈے دینے کے دنوں میں ہی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مسافروں کو یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ اچھا وقت ہے۔ یہ وقت سفر کرنے کے لئے مناسب ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ موسم سرما میں اس پرندہ کے انڈے دینے کے زمانہ میں سمندر کی موجوں کو روک دیتے ہیں تا کہ اس پرندے کے بچے انڈوں سے نکل آئیں۔ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ یہ سلوک ان پرندوں کے بچوں کے حسن اخلاق اور

اپنے والدین کے حسن اخلاق کی وجہ سے کرتے ہیں کیونکہ اس پرندے کے بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو اپنے والدین کے لئے دانہ وغیرہ لاتے ہیں اور والدین کے کمزور ہو جانے پر ان کے منہ میں دانہ وغیرہ ڈالتے ہیں یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہو جائے۔ یہ پرندہ ایسا ہے کہ اس کی چربی سے ایک مشہور تیل بھی بنتا ہے جسے ''شحم القاوند'' کہا جاتا ہے یہ تیل اپاہج اور گھنٹیا کے مریضوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس تیل کے لیپ سے پرانا بلغم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ مفردات میں ذکر ہے کہ مشہور ''قاوند تیل'، جو گھی کی طرح ہوتا ہے اور جو یمن' حبشہ اور ہند میں پایا جاتا ہے وہ اسی پرندے کی چربی سے بنتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''قاوند تیل'' اخروٹ کی طرح ایک قسم کے پھل کو نچوڑ کر نکالا جاتا ہے۔ یہ تیل سردی سے پیدا ہونے والے ہر قسم کے امراض اور پٹھوں کے درد کے لئے نافع ہے۔

القبج

''القبج'' (قاف کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب چکور ہے اس کو ''قبجة الحجل'' بھی کہتے ہیں ''القبج'' قبجة کی جمع ہے۔ قبجة اسم جنس ہے۔ جس کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔ کراع نے ''المجرد'' میں لکھا ہے کہ ''القبج'' فارسی لفظ ہے اور معرب ہے القبیح کے عربی نہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ کلام عرب میں قاف جیم اور کاف ایک جگہ جمع نہیں ہوتے جس طرح کہ ''جوالق' جلق' القج' الکیلجة' وغیرہ ''القبج'' کی مادہ پندرہ انڈے دیتی ہے نر چکور بہت زیادہ جفتی کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ جس طرح مرغ اور چڑا بہت زیادہ جفتی کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ نر چکور اس قدر جفتی کا حریص ہوتا ہے کہ جب مادہ چکور انڈے دیتی ہے تو نر چکور ان انڈوں کو توڑ دیتا ہے تاکہ مادہ چکور ان انڈوں پر نہ بیٹھے۔ اسی لئے جب مادہ چکور کے انڈے دینے کا وقت قریب ہوتا ہے تو نر چکور سے بھاگ جاتی ہے اور اس سے چھپ جاتی ہے کیونکہ مادہ چکور میں بچوں کی شدید خواہش ہوتی ہے۔ مادہ چکور انڈے دینے کی غرض سے جب اپنے نر سے بھاگ جاتی ہے تو نر چکور اور مادہ چکور ایک دوسرے کو مارتے ہیں اور بہت چیختے چلاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد جو بھی مغلوب ہو جاتا ہے وہ غالب کی اتباع کرتا ہے نر چکور اپنی ضرورت کے مطابق اپنی آواز تبدیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے نر چکور کی عمر پندرہ سال ہوتی ہے۔

ایک عجیب واقعہ جس کو امام علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جب شکاری چکور کو پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ اپنا سر برف میں چھپا لیتی ہے۔ اس خیال سے کہ شکاری اس کو نہیں دیکھ سکے گا نر چکور بہت غیرت مند ہوتا ہے مادہ چکور اپنے نر کی بو سونگھ کر حاملہ ہو جاتی ہے اس قسم کے پرندے کو اس کی خوبصورت آواز کی وجہ سے امیر لوگ پسند کرتے ہیں۔ بسا اوقات اس کی آواز سن کر شکاری اس کو پکڑ لیتے ہیں۔

چکور کا شرعی حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

خواص: عبدالملک بن زہیر نے کہا ہے کہ نر چکور کا پتا آنکھ میں سرمہ کے طور پر استعمال کرنے سے نزول الماء کے لئے نافع ہے۔ اگر نر چکور کا پتا عرق بادیان میں ملا کر آنکھوں میں سرمہ کے طور پر لگایا جائے تو آنکھ کا رتوندھا پن (آنکھ کی ایک بیماری جس کی وجہ سے رات کو دکھائی نہیں دیتا) دور ہو جائے گا۔ چکور کی چربی کو ناک میں ٹپکایا جائے تو لقوہ کے امراض کے لئے

فائدہ مند ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ چکور کا پتا روغن زنبق میں ملا کر بخار میں مبتلا مریض کی ناک میں بخار کے وقت ٹپکایا جائے تو اس کا بخار ختم ہو جائے گا۔

چکور کو پکڑنے کی ترکیب: چکور کو پکڑنے کی ترکیب یہ ہے کہ جو کے آٹے کو شراب میں گوندھ کر چکور کے چگنے کی جگہ پر رکھ دیا جائے' یہاں تک کہ چکور اس آٹے کو کھالے۔ جب چکور اس آٹے کو کھالے گی تو نشہ کے اثر سے اس پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ پھر شکاری اس کو پکڑ لے گا۔

القبرة

''القبرة'' (قاف کے پیش کے اور باء مشدد کے ساتھ) اس کا مطلب ''حمرة'' (گوریا کی قسم میں سے ایک چڑیا) کی طرح ایک پرندہ ہے۔ اس کا واحد ''القبر'' ہے جوہری نے کہا ہے کہ عام طور پر یہ لفظ ''قبرة'' ہے بطلیوسی نے شرح ادب الکاتب میں یہ لفظ ''قنبرة'' نون کے ساتھ نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فصیح لغت ہے اس پرندہ کے نر کی کنیت ابو صابر' ابو الہیثم اور مادہ کی کنیت ''ام العلعل'' آتی ہے۔ طرفہ نے جبکہ وہ اس پرندے کا شکار کر رہا تھا یہ اشعار کہے ۔

یا لک من قبرة بمعمر	خلالک الجو فبیضی واصفری
قد رفع الفخ فماذا تحذری	ونقری ما شئت ان تنقری
قد ذهب الصیاد عنک فابشری	لا بد من اخذک یوما فاحذری

''اے قبرہ کیا ہے تیرے لئے کہ تو کھلے میدان میں نہیں اترتی۔
حالانکہ کھانے پینے کی بہت سی چیزیں موجود ہیں۔ میدان خالی ہے' تجھے چاہئے کہ تو انڈے دے اور چہچہائے''
''اصل میں جال تو اٹھالیا گیا اب تو کس چیز سے فائق ہے۔ اگر تو بھوکی ہے تو اپنی خواہش کے مطابق کھانا چگ لے''۔
''اصل میں شکاری تجھ سے دور ہو گیا ہے اب تو خوش ہو جا احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھام لے کیونکہ ایک نہ ایک دن تو ضرور پکڑی جائے گی''۔

طرفہ کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ طرفہ جب سات سال کا تھا تو اپنے چچا کے ساتھ سفر کے لئے نکلا۔ انہوں نے راستہ میں ایسی جگہ قیام کیا جہاں پانی تھا۔ طرفہ کو وہاں چنڈول نظر آئے تو اس نے جال چنڈول اترنے کی جگہ پر بچھا دیا صبح سے شام ہو گئی لیکن ایک چنڈول بھی نہ اترا۔ پھر طرفہ نے جال اٹھایا اور اپنے چچا کی طرف لوٹ آیا' جب وہ اس جگہ سے جانے لگا تو اس نے دیکھا کہ جس جگہ اس نے چنڈول کو شکار کرنے کے لئے دانہ ڈالا تھا اور جال بچھایا تھا وہاں چنڈول اتر رہے ہیں اور دانہ کھا رہے ہیں۔ طرفہ نے دیکھا کر اوپر والے اشعار کہے۔

ابو عبیدہ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا۔ (تیرے لئے میدان خالی ہے تجھے چاہئے کہ تو انڈے دے اور

چھپائے)

کہا جاتا ہے کہ عمرو بن منذر جسے عمرو بن ہند بھی کہا جاتا ہے نہ تو وہ مسکراتا تھا اور نہ ہی کھل کھلا کر ہنستا تھا۔ اہل عرب نے عمرو بن منذر کا نام شدت مزاج اور شدت حکومت کی وجہ سے "مسفوط الحجر" (یعنی اس کی مقعد سے ریح کی بجائے پتھر نکلتے ہیں) رکھ دیا تھا۔ عمرو بن منذر نے 53 سال حکومت کی اہل عرب اس کی ہیبت سے خوفزدہ رہتے تھے۔ حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عمرو بن منذر بن ماء السماء ہے اور اس کی ماں کا نام ہند ہے۔ عمرو کے والد المنذر کو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے "ابن ماء السماء" کہا جاتا تھا۔ حالانکہ ان کا اصل نام منذر بن اسود تھا۔ عمرو "محرق" (آگ جلانے والا) کے لقب سے مشہور تھا کیونکہ اس نے ایک شہر کو جلا دیا تھا۔ شعبی اور مبرد نے کہا ہے کہ عمرو بن منذر کو "محرق" اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس کے قبیلہ بنو تمیم کے سو آدمی جلا دیئے تھے۔

عمرو بن منذر 53 سال تک حکمران رہا۔ طرفہ بن عبد کا عمرو بن منذر بن امری ءوالقیس جسے عمرو بن ہند بھی کہا جاتا تھا کے ساتھ عجیب واقعہ گزرا ہے۔ طرفہ عجیب و غریب غلام تھا۔ ایک مرتبہ طرفہ عمرو بن منذر کے سامنے کسی مجلس میں اکڑ کر چلا تو عمرو بن منذر نے ایسی خونخوار نظروں سے دیکھا کہ وہ ابھی اس کو نگل جائے گا۔ ملتمس نے طرفہ سے کہا (جب وہ دونوں یعنی طرفہ اور ملتمس بادشاہ کی مجلس سے اٹھ کر باہر آئے)۔ اے طرفہ بادشاہ نے آج تمہیں جس نظر سے دیکھا ہے اس سے مجھے تمہاری جان کا خطرہ ہو گیا ہے۔ طرفہ نے کہا ایسا ممکن نہیں ہے۔ پھر اس واقعہ کے کچھ دن بعد بادشاہ نے طرفہ اور ملتمس کو دو خط دیئے جو اس نے (بادشاہ نے) مکعبر کے نام لکھے تھے اور مکعبر بحرین اور عمان کا عامل تھا۔ وہ دونوں خط لے کر بادشاہ کے دربار سے نکلے اور بحرین کی طرف سفر کرنے لگے یہاں تک کہ جب طرفہ اور ملتمس دونوں "الحیرۃ" کے قریب پہنچے تو انہیں ایک بوڑھا آدمی نظر آیا جو بول و براز کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ گوشت کھا رہا تھا اور اپنے جسم سے جوئیں پکڑ کر مار رہا تھا۔ ملتمس نے اس بوڑھے سے کہا اللہ کی قسم میں نے تم سے زیادہ بیوقوف، کم عقل اور بد بخت نہیں دیکھا۔ بوڑھے نے ملتمس سے کہا کہ میری کون سی بات تجھے بری لگی، ملتمس نے کہا اس سے زیادہ اور کیا بری بات ہوگی کہ تو بول و براز بھی کر رہا ہے کھا بھی رہا ہے اور جوئیں بھی مار رہا ہے۔ بوڑھے نے کہا میں خبیث چیز کو خارج کر رہا ہوں اور پاک چیز (گوشت) کو کھا رہا ہوں اور اپنے دشمن کو قتل کر رہا ہوں۔ مجھ سے زیادہ بیوقوف اور بد بخت وہ ہے جو اپنے دائیں ہاتھ میں اپنی موت کو لے کر جا رہا ہے اور اسے معلوم بھی نہیں کہ اس کے ہاتھ میں کیا ہے۔ ملتمس بوڑھے آدمی کے جواب پر ایسے چونکا جس طرح کوئی سویا ہوا آدمی چونک کر اٹھتا ہے۔ اسی دوران اہل حیرہ میں سے ایک لڑکا اپنی بکریوں کو نہر حیرہ سے پانی پلانے کے لئے لایا۔ ملتمس نے اس لڑکے سے کہا: اے غلام! کیا تو (تحریر) پڑھ سکتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ملتمس نے کہا یہ خط پڑھو۔ لڑکے نے خط پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا "باسمك اللهم" یہ خط عمرو بن ہند کی طرف سے المکعبر کی طرف لکھا گیا ہے۔ جب تیرے پاس میرا خط ملتمس کے ذریعہ پہنچے تو تم اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے دفن کر دینا۔ ملتمس نے بادشاہ کا خط نہر میں ڈال دیا اور کہا اے طرفہ اللہ کی قسم تیرے خط میں بھی اسی طرح کا مضمون ہو گا۔ طرفہ نے کہا ایسا ممکن نہیں ہے کہ بادشاہ میرے لئے بھی وہی حکم دے جو تیرے بارے میں دیا ہے۔ (ملتمس اپنے گھر

والوں کی طرف لوٹ گیا) لیکن طرفہ مکعبر کی طرف گیا اور اس کو خط دیا مکعبر نے خط پڑھتے ہی طرفہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اسے دفن کر دیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے ملتمس کا صحیفہ اہل عرب میں مثال بن گیا اور یہ ضرب المثل ایسے شخص کے لئے استعمال کی جانے لگی جو اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے۔

عمرو بن ہند نے جو بنی تمیم کے سو آدمی جلا دیئے تھے جس طرح کہ عتبی اور مرو نے کہا ہے اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ عمرو بن ہند کا ایک بھائی تھا جس کا نام اسد بن منذر تھا اور اسد بن منذر نے بنی تمیم کی کسی عورت کا دودھ پیا تھا۔ ایک دن اسد بن منذر شکار سے واپس آ رہا تھا تو شراب کے نشہ سے چور تھا۔ اس کا گزر سوید بن ربیعہ تمیمی کے اونٹوں پر ہوا تو اس نے ایک نوجوان اونٹنی کو پکڑ کر ذبح کر دیا۔ سوید نے تیر مار کر اسد بن منذر کو قتل کر دیا۔ جب عمرو بن ہند نے اپنے بھائی کے قتل کی خبر سنی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ ضرور قبیلہ بنی تمیم کے سو آدمی جلائے گا۔ اس نے بنی تمیم کے ننانوے آدمی پکڑ لئے اور ان کو آگ میں ڈال دیا۔ پھر اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے بنی تمیم کی ایک بڑھیا کو پکڑ لیا تا کہ اس کی تعداد پوری سو ہو جائے۔ بڑھیا نے کہا کیا کوئی جوان اس بڑھیا کی طرف سے اپنی جان کا فدیہ نہیں دے سکتا۔ پھر بڑھیا کہنے لگی افسوس ایسا کوئی جوان باقی نہیں بچا کہ وہ بڑھیا کی طرف سے اپنی جان کا فدیہ دے دے۔ تمام نوجوان جل چکے تھے۔ اچانک قبیلہ وافد ابراجم کا ایک نوجوان وہاں سے گزرا۔ اس کو وہاں گوشت کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اس نوجوان نے خیال کیا کہ شاید بادشاہ نے کھانا پکوایا ہے۔ وہ گوشت کی تلاش میں مطبخ گیا۔ بادشاہ کے سپاہی اس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ نے اس نوجوان سے کہا تو کون ہے؟ اس نوجوان نے کہا میں قبیلہ وافد ابراجم سے ہوں۔ عمرو نے اس نوجوان سے کہا ''وافد البراجم'' بد بخت ہے۔ اسی وقت یہ مثال مشہور ہو گئی۔ پھر بادشاہ نے اس نوجوان کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا۔ اس نوجوان کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ ابن درید نے اپنے شعر میں اس قصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ۔

ثم ابن ھند باشرت نیرانہ
یوم اوارات تمیما بالصلی

''پھر اس کے بعد ابن ہند کی آگ نے ''اوارات'' کے دن قبیلہ بنی تمیم کے آگ میں داخل ہونے کی اطلاع دی۔

''اوارات'' ایک جگہ کا نام ہے اس کا واحد ''اوارۃ'' ہے تمیم کا مطلب قبیلہ بنی تمیم ہے ''والصلی'' کا مطلب آگ ہے۔ القبرۃ (چنڈول) کا رنگ خاکی ہوتا ہے اور اس کی چونچ لمبی ہوتی ہے اور اس کے سر کے بال ابھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ القبرۃ (چنڈول) عصفور (گوریا) کی ایک قسم ہے۔

اسے ''قاسی القلب'' (سنگدل) بھی کہا جاتا ہے۔

''القبرۃ'' کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہ چیخ و پکار سے نہیں گھبراتا۔ بسا اوقات اگر ''القبرۃ'' کی طرف پتھر وغیرہ بھی پھینکے جائیں تو یہ زمین کے ساتھ چمٹا رہتا ہے وہاں سے نہیں بھاگتا یہاں تک کہ وہ پتھر کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ لے تو اپنے سر کو جھکا لیتا ہے تا کہ سر چوٹ سے محفوظ رہے۔ شکاری چنڈول کی اسی عادت میں غصہ آجاتا ہے اور چنڈول پر مسلسل پتھر پھینکنا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کہ کوئی نہ کوئی پتھر چنڈول کو لگ جاتا ہے اور یوں چنڈول زندہ پکڑا جاتا ہے۔ یا ہلاک ہو جاتا ہے۔

یہ پرندہ اپنا گھونسلا شاہراؤں پر بناتا ہے کیونکہ یہ انسانوں سے محبت رکھتا ہے۔

امام حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے داؤد بن ابی ہند کی سند سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے قبرۃ (چنڈول) کا شکار کیا۔ چنڈول نے کہا کہ تم میرا کیا کرو گے؟ آدمی نے کہا ذبح کروں گا اور پھر پکا کر کھاؤں گا۔ چنڈول نے کہا اللہ کی قسم میں تو نہ تمہارا پیٹ بھر سکتا ہوں اور نہ ہی تمہاری بھوک ختم کر سکتا ہوں اور اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں تین ایسی قیمتی باتیں بتاؤں گا جو تمہارے لئے میرے کھانے سے زیادہ بہتر ہوں گی۔ چنانچہ پہلی بات میں تم کو اس وقت بتاؤں گا جب تمہاری گرفت سے نکل کر تمہارے ہاتھ پر بیٹھ جاؤں گا اور دوسری بات اس وقت بتاؤں گا جب میں درخت پر بیٹھ جاؤں گا اور تیسری بات اس وقت بتاؤں گا جب میں پہاڑ پر بیٹھوں گا۔ شکاری نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ جب شکاری کے ہاتھ پر چنڈول بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کرنا۔ جب چنڈول درخت پر بیٹھ گیا تو کہنے لگا کہ اگر کوئی ناممکن چیز کو ممکن بتانے لگے تو تم اس کی تصدیق نہ کرنا" جب چنڈول اڑ کر پہاڑ پر پہنچ گیا تو کہنے لگا۔ اے بدبخت اگر تو مجھے ذبح کر لیتا تو تجھے میرے پیٹ سے موتی حاصل ہوتا جس کا وزن بیس مثقال ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر شکاری اپنے ہونٹ کاٹنے لگا (افسوس کرنے لگا) پھر شکاری نے کہا تیسری نصیحت کیا ہے سو چنڈول نے کہا تو نے میری پہلی دو نصیحتوں کو بھلا دیا ہے اب میں تجھے تیسری نصیحت کس لئے بتاؤں؟ شکاری نے کہا کہ میں نے تیری پہلی دو نصیحتوں کو کیسے بھلا دیا ہے۔ چنڈول نے کہا کہ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ فوت شدہ چیز پر افسوس نہ کرنا لیکن تو نے میرے کھو جانے پر افسوس کیا اور میں نے تجھے کیا کہا تھا کہ اگر کوئی ناممکن کو ممکن بتائے تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔ اور اصل میں تو نے اس بات کی تصدیق کی سو اگر تو میری ہڈیاں، میرے پر اور میرا گوشت جمع کرلے تب بھی وہ بیس مثقال وزن نہیں ہوگا۔ تو نے کیسے میری بات کی تصدیق کی کہ میرے پیٹ میں بیس مثقال وزن کا موتی ہے۔

قشیری نے اپنے رسالہ میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل کی ہے کہ ان سے کسی نے ان کی توبہ کا سبب دریافت کیا؟ تو حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مصر سے کسی دوسرے شہر کی طرف جا رہا تھا راستے میں ایک جنگل تھا میں اس میں آرام کرنے کے لئے سو گیا۔ پھر میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ ایک اندھا چنڈول اپنے گھونسلہ سے گرا اور اس کے گرتے ہی زمین پھٹ گئی اور اس زمین سے دو پیالیاں نکلیں۔ ایک سونے کی پیالی اور دوسری چاندی کی تھی۔ ایک پیالی میں تل تھے اور دوسری میں پانی تھا۔ اندھے چنڈول نے ایک پیالی سے کھایا اور دسری سے پیا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ منظر دیکھ کر میں نے توبہ کرلی اور اس پر دوام اختیار کیا اور میں نے جان لیا جس ذات بابرکت نے چنڈول کو ضائع نہیں کیا وہ مجھے بھی ضائع نہیں کرے گا۔

چنڈول کا شرعی حکم: چنڈول کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔ اگر کوئی محرم (احرام کی حالت میں) چنڈول کو قتل کردے تو اس پر ضمان واجب ہے۔

خواص: چنڈول کا گوشت دستوں کو روکتا ہے اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے چنڈول کے انڈے بھی دستوں کو روکتے

ہیں۔اس کی بیٹ انسانی لعاب میں ملا کر مسوں پر لگائی جائے تو مسے ختم ہو جائیں گے۔ جب کوئی عورت اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہے تو خاوند کو چاہئے کہ وہ چنڈول کی چربی کی مالش سے اپنے آلہ تناسل کو لمبا کرے اور پھر اس سے اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کی بیوی اس سے محبت کرنے لگے گی۔

اختتامیہ: ''قنبر'' (قاف کے ضمہ نون ساکن اور باء کے فتحہ کے ساتھ) لفظ اہل عرب کے ہاں نام کے طور پر استعمال ہوتا ہے سیبویہ کے دادا عمرو بن عثمان ابن قنبر تھے اور ان کا لقب ''سیبویہ'' تھا۔ یہ لفظ عجمی ہے اور اس کا مطلب ''سیب کی خوشبو'' ہے۔ قنبر ابراہیم بن علی قنبر بغدادی کے دادا کا نام ہے ابوالفتح محمد بن احمد بن قنبر البز ارکا نام بھی قنبر تھا۔ قنبر ابوالعشاء قنبر کا نام ہے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام سے حدیث روایت کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام کا نام بھی قنبر تھا۔ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ قنبر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ یعنی (قنبر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پہرہ دار تھے۔

شیخ ابن حبان نے ''المہذب'' میں ''کتاب القضاء'' میں لکھا ہے کہ امام کے لئے یہ بات مکروہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا پہرہ دار مقرر کرے کیونکہ ''یرفا'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پہرہ دار تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پہرہ دار تھے۔ اور قنبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پہرہ دار تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ابو یوسف یعقوب بن السکیت ایک دن خلیفہ متوکل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور یہ اس کی اولاد کو ادب بھی سکھاتے تھے۔ متوکل نے ابن السکیت سے کہا کہ اے یعقوب میرے یہ دونوں بیٹے تمہارے زیادہ محبوب ہیں یا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ؟ ابن السکیت نے کہا اللہ کی قسم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا غلام ''قنبر'' تجھ اور تیرے دونوں بیٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔ متوکل نے اپنے غلاموں سے کہا کہ اس کی گدی سے زبان کھینچ لو۔ غلاموں نے ایسا ہی کیا۔ 2 رجب 244ھ اتوار کی رات کو ابن السکیت کی موت ہوگئی۔ پھر اس کے بعد متوکل نے ابن السکیت کے بیٹے کی طرف دس ہزار درہم بھیجے اور کہا کہ یہ تیرے باپ کی دیت ہے۔

ابن خلکان نے ابن السکیت کے حالات میں اسی طرح لکھا ہے۔ ابن السکیت کے اس واقعہ کے بارے میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ ابن سکیت جب متوکل کے بیٹوں کو تعلیم دے رہے تھے تو ان کی زبان سے بے ساختہ یہ اشعار نکلے

يصاب الفتى من عثرة بلسانه — وليس يصاب المرء من عثرة الرجل

فعثرته بالقول تذهب راسه — وعثرته بالرجل تبرا على مهل

''جوان زبان کی لغزش کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے اور قدم کی لغزش سے وہ مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا''۔

''زبان کی لغزش سے اس کا سر جاتا رہتا ہے لیکن قدم کی لغزش سے آنے والا زخم کچھ مدت کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے''۔

ابن السکیت کے عمدہ اشعار یہ بھی ہیں۔

اذا اشتملت على الياس القلوب — وضاق لما به الصدر الرحيب

واوطنت المکارہ واستقرت — وأرست فی اماکنھا الخطوب
ولم تر لا نکشاف الروجھا — ولا اغنی بحیلۃ الاریب
اتاك علی قنوط منك عفو — یمن بہ اللطیف المستجیب
وکل الحادثات اذا تناھت — فموصول بھا فرج قریب

''جب مایوسی انسانی دلوں کا مشغلہ بن جاتی ہے تو سینے کھلے ہونے کے باوجود تنگ ہو جاتے ہیں''۔
''اور انسانی دلوں میں ناپسندیدہ امور اور گندے خیالات جگہ بنا لیتے ہیں''۔
''اور ہمیں نقصان کے دور ہونے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی اور عقلمند کا کوئی حیلہ کامیاب نہیں ہوتا''۔
''اے مخاطب'' تیری مایوسی کے بعد اللہ کی طرف سے معافی آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والا لطیف اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے''۔
''اور جملہ حادثات جب انتہاء کو پہنچ جاتے ہیں تو عنقریب اللہ کی طرف سے کشائش حاصل ہوتی ہے''۔
ابن السکیت رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام تھے اور ان کی تصانیف مفید ہیں۔

القبعۃ

''القبعۃ'' (قاف کے پیش کے ساتھ) اس کا مطلب چڑیا کی طرح ایک سیاہ و سفید رنگ کا پرندہ ہے جو چوہوں کے بلوں کے قریب بیٹھتا ہے۔ جب کوئی اسے ڈراتا ہے یا اس کی طرف پتھر پھینکتا ہے تو یہ چوہوں کی بلوں میں گھس جاتا ہے۔ ابن سکیت نے اسی طرح بیان کیا ہے ''القبع'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ پرندہ چوہوں کے بلوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

القبیط

''القبیط'' (بروزن حمیر) اس کا مطلب ایک مشہور پرندہ ہے۔

القتع

''القتع'' (قاف کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک ایسا کیڑا ہے جو لکڑی میں پایا جاتا ہے اور یہ کیڑا لکڑی کھاتا ہے اس کا واحد ''قتعۃ'' ہے یہ کیڑا لکڑی میں سوراخ کرتا ہے پھر اس سوراخ میں گھس جاتا ہے۔

ابن قترۃ

''ابن قترۃ'' اس کا مطلب ایک قسم کا سانپ ہے۔ اس سانپ کا ڈسا ہوا سلامت نہیں رہتا (ہلاک ہو جاتا ہے)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''ابن قترۃ'' کا مطلب ''الافعی'' سانپ کا نر ہے اور یہ سانپ ایک بالشت کے برابر لمبا ہوتا ہے ابن سیدہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ''ابو قترۃ'' ابلیس کی کنیت ہے۔

القدّان

"القدان" (قاف کے کسرہ اور دال مشدّد کے ساتھ) اس کا مطلب پسو ہے۔ ابن سیدہ کا بھی یہی قول ہے۔ بعض دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ "القدان" کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے جو پسو کی طرح ہوتا ہے۔ یہ کیڑا کاٹتا بھی ہے۔

راجز نے کہا ہے کہ۔

یـــا ابتـــا ارقـــنـــی الـــقـــدان　　　فـــالـــنـــوم لا تـــطـــعـــمـــه الـــعـــیـــنـــان

"اے میرے باپ "قدان" نے مجھے سونے نہیں دیا اور (رات بھر) میری آنکھوں نے نیند کا ذائقہ نہیں چکھا"۔

ابو حاتم نے "کتاب الطیر" میں اسی طرح کا قول نقل کیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قدان اکثر ممالک میں پایا جاتا ہے اور یہ ریت پر چلتا ہے لوگ اس کو "الدلم" بھی کہتے ہیں جو اونٹوں کو کاٹتا ہے۔

القراد

"القراد" اس کا مطلب چیچڑی ہے یہ "القردان" کا واحد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "قرد بعیرک (اپنے اونٹ سے چیچڑی کو ہٹاؤ) اصل میں "القراد" (چیچڑی) کا ذکر "الحلم" کے تحت بھی ہو چکا ہے۔ اصل میں ہم نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ہمارا (یعنی شوافع) کا مذہب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں چیچڑی کو قتل کرنا مستحب ہے۔ عبدری نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک محرم کے لئے حالت احرام میں اپنے اونٹوں سے چیچڑی کو ہٹانا جائز ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر فقہاء کا یہی قول ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ احرام کی حالت میں چیچڑی کو اونٹ سے نہ ہٹائے۔

ابن منذر نے کہا ہے کہ جن حضرات نے حالت احرام میں محرم کے لئے اپنے اونٹ سے چیچڑی ہٹانے کو جائز قرار دیا ہے ان میں حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت جابر بن زیدؒ حضرت عطاءؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام احمدؒ حضرت اسحٰق رضی اللہ عنہم اور دوسرے اصحاب شامل ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حالت احرام میں محرم کا اپنے اونٹ سے چیچڑی ہٹانا مکروہ قرار دیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: اگر محرم چیچڑی قتل کر دے تو ایک کھجور یا دو کھجوریں صدقہ کرے۔ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میرے خیال میں حالت احرام میں چیچڑی کو قتل کرنا مکروہ نہیں ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (چیچڑی سے زیادہ سننے والا) یہ مثال اس لئے استعمال کی جاتی ہے کیونکہ چیچڑی ایک دن کی دوری کی مسافت سے اونٹوں کے قدموں سے نکلنے والی آواز کو سن لیتی ہے اور خوشی سے متحرک ہو جاتی ہے (یعنی ناچنے لگتی ہے)

ابو زیاد اعرابی نے کہا ہے کہ اکثر ایسے مشاہدے میں آیا ہے کہ کسی اصطبل میں اونٹ تھے اور پھر ان کو وہاں سے نکال دیا گیا اور اصطبل خانہ بند کر دیا گیا۔ پھر جب پندرہ بیس سال کے بعد اصطبل خانہ کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ پندرہ بیس سال پہلے یہ چیچڑیاں

اصطبل خانہ میں موجود تھیں وہ اب بھی موجود ہیں۔ اسی لئے اہل عرب چیچڑی کی عمر سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ (چیچڑی سے زیادہ عمر پانے والا) کہتے ہیں کہ اہل عرب کا خیال ہے کہ چیچڑی بغیر کچھ کھائے پیئے سات سو سال تک زندہ رہتی ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ ایک جھوٹی بات ہے۔

تعبیر: چیچڑی کو خواب میں دیکھنا دشمن اور رذیل حاسد پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ زمین اور ریت پر چیچڑیاں ہی چیچڑیاں ہیں تو اس کی تعبیر بھی دشمن اور رذیل حاسد سے دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

القرد

"القرد" اس کا مطلب ایک معروف بندر ہے اس کے لقب کے لئے ابو خالد' ابو حبیب' ابو خلف' ابو ربتہ اور ابوقشہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں "القرد" (قاف کے کسرہ اور راء کے سکون کے ساتھ) اس کی جمع "قرود" آتی ہے اس کی مؤنث کی جمع قاف کے ساتھ کسرہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ آتی ہے۔ اپنی ذہانت کی وجہ سے بہت سے کام جلدی سیکھ جاتا ہے۔

ایک حکایت: حکایت بیان کی گئی ہے کہ "ملک النوبۃ" نے خلیفہ متوکل کی طرف دو بندر ہدیہ کے طور پر بھیجے۔ جن میں سے ایک بندر درزی کا ہنر جانتا تھا اور دوسرا بندر رنگ سازی کا ہنر جانتا تھا۔ اہل یمن اپنی ضروریات کے لئے بندروں کو سدھالیا کرتے تھے یہاں تک کہ گوشت فروخت کرنے والے اور سبزی بیچنے والے نے بندر کو سدھالیا ہے اور جب وہ کہیں جاتے ہیں تو بندروں کو اپنی دکان پر حفاظت کے لئے چھوڑ دیتے ہیں اور بندر ان کی دکانوں کی حفاظت کرتے رہتے ہیں' یہاں تک کہ ان کے مالک واپس لوٹ آئیں۔ بعض لوگ بندر کو چوری کا طریقہ سکھاتے ہیں' وہ بندر چوری کرنے لگتا ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے قول "الذی احسن کل شیء خلقہ" کے بارے میں فرمایا ہے کہ "خلقہ" کا مطلب "اتقنہ" (اسے مضبوط بنانا) ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (بندر کی سرین) حسین نہیں ہوتی بلکہ وہ مضبوط و محکم ہوتی ہے سو تمام مخلوقات حسین ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ○ (پارہ 30، سورۃ والتین آیت 4)

بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

بندریا ایک بار میں گیارہ' بارہ بچے جنتی ہے۔ بندر بہت غیرت مند حیوان ہے یہ ایسا حیوان ہے کہ یہ زیادہ تر انسان سے ملتا جلتا ہے اور بندر انسانوں کی طرح ہنستا ہے' خوش ہوتا ہے' بیٹھتا ہے' باتیں کرتا ہے' ہاتھوں سے چیزیں لیتا ہے' اور دیتا ہے' بندر کے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا جدا جدا ہونا انگلیوں کے ناخنوں کا ہونا' تلقین و تعلیم کو قبول کرنا۔

بندر کی یہ تمام عادات انسانوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ بندر انسانوں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ بندر چار پاؤں پر چلتا ہے لیکن ضرورت کے وقت یہ اپنے پچھلے دو پاؤں کھڑے کر لیتا ہے۔ نیز بندر کی آنکھوں کی پلکوں کا اوپر نیچے ہونا بھی انسان سے مشابہت رکھتا ہے۔ بندر پانی میں گر جائے تو ڈوب کر ہلاک ہو جاتا ہے جس طرح آدمی پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

بندر کا اپنی مادہ پر غیرت کا اظہار کرنا بھی انسان کی طرح ہے۔ بندریا اپنی اولاد کو گود میں لئے پھرتی ہے جس طرح عورت اپنے بچوں کو گود میں لیے پھرتی ہے۔ بندر میں جب شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کی تکمیل کی فطری سبیل نہیں ہوتی تو یہ اپنے منہ سے خواہش کو پورا کرتا ہے۔ ان تمام خصائل میں بندر انسان سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس بندر کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ جب یہ سوتے ہیں تو ایک دوسرے سے مل کر قطار میں سوتے ہیں اور جب ان پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے تو قطار کے بائیں طرف کا پہلا بندر بیدار ہو جاتا ہے اور زور سے چلاتا ہے جس کی وجہ سے ساتھ والا بندر بھی جاگ جاتا ہے اور پھر وہ بھی یہی کام کرتا ہے اور پھر سارے بندر نیند سے جاگ جاتے ہیں۔ بندر پوری رات میں کئی دفعہ ایسا ہی کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بندر رات کسی ایک جگہ گزارتا ہے اور صبح کسی دوسری جگہ گزارتا ہے۔ بندر میں تعلیم قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے جس کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ اصل میں یزید بن معاویہ کے لئے ایک بندر کو گدھے کی سواری کرنے کی تعلیم دی گئی تھی چنانچہ بندر گدھے پر سوار ہو کر یزید بن معاویہ کے گھر گھوڑے کی طرح چلتا تھا۔ ابن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں احمد بن طاہر بن حرملہ بن اخی حرملہ بن یحییٰ کی روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے رملہ میں ایک بندر دیکھا جو زرگری کا کام کرتا تھا سو جب وہ دھونکنے کا ارادہ کرتا تو وہ آدمی کی طرف اشارہ کرتا یہاں تک کہ وہ آدمی بھٹی میں پھونک مار دیتا تھا۔ الکامل ہی میں محمد بن یوسف بن منکدر کے حالات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم جب بندر کو دیکھتے تو سجدہ میں گر پڑتے تھے۔ (رواہ ابن عدی فی کاملہ)

المستدرک میں ضمام بن اسماعیل کے حالات میں ابوقنبل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ذکر ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: اے لوگو بے شک تمام مال ہمارے لئے ہے اور مالِ غنیمت بھی ہمارا ہی ہے ہم اس میں سے جس کو چاہیں عطا کر دیں اور اس میں سے جس کو چاہیں نہ دیں۔ اس کا کسی ایک نے بھی جواب نہیں دیا۔ جب دوسرا جمعہ آیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح فرمایا جس طرح پہلے جمعہ میں فرمایا تھا۔ اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا۔ جب تیسرا جمعہ آیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اسی طرح فرمایا جس طرح پہلے جمعہ میں فرمایا تھا تو ایک آدمی کھڑا ہوا اس آدمی نے کہا ہرگز نہیں اے معاویہ سن لو بے شک مال ہمارے لئے ہے اور مالِ غنیمت بھی ہمارا ہی ہے اس لئے جو ہمارے اور اس مال کے درمیان آڑے آئے گا ہم اپنی تلواروں کے ذریعے آپ سے قتال کر کے اللہ تعالیٰ کو اس معاملہ میں فیصلہ کرنے والا بنائیں گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد وہ آدمی بلوایا' وہ آدمی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ کہنے لگے کہ آدمی ہلاک ہو گیا۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھلوا دیا سو لوگ اندر داخل ہو گئے۔ لوگوں نے اس آدمی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تخت پر بیٹھا ہوا پایا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے لوگو! بے شک یہ وہ آدمی ہے جس نے مجھے زندہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کرے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب میرے بعد ایسے آئمہ آئیں گے کہ وہ ناجائز بات کہیں گے کہ کوئی ان کی تردید کرنے والا نہ ہو گا۔ وہ آئمہ آگ میں

داخل ہوں گے جس طرح بندر آگے پیچھے قطار در قطار کسی جگہ میں داخل ہوتے ہیں۔ میں نے پہلے جمعہ میں گفتگو کی لیکن کسی نے میری تردید نہیں کی۔ مجھے ڈر ہوا کہ میں بھی کہیں ان آئمہ میں سے تو نہیں ہوں؟ پھر میں نے دوسرے جمعہ میں بھی وہی بات کی سو کسی نے میری تردید نہیں کی۔ میں نے تیسرے جمعہ میں بھی وہی گفتگو کی تو یہ آدمی کھڑا ہوا۔ اس نے میری تردید کی۔ اس آدمی نے مجھے زندگی عطا کی اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھے اب مجھے یقین آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان آئمہ سے (جو جہنم میں داخل ہوں گے) خارج کر دیا ہے۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو انعام دیا اور اس کو گھر جانے کی اجازت دی۔

ابن سبع نے شفاء الصدور میں طبرانی نے اپنی کتاب "معجم الکبیر الاوسط" میں اور حافظ ابو یعلی موصلی نے اس واقعہ کو اسی طرح نقل کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے افراد ثقہ ہیں۔ حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے عجائب المخلوقات میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص دس دن تک لگاتار صبح صبح بندر کے چہرے کو دیکھ لیا کرے تو اس کو سرور حاصل ہوگا اور غم اس کے قریب نہیں آئے گا اور اس کا رزق وسیع ہو جائے گا اور عورتیں اس سے بہت محبت کرنے لگے گیں اور وہ شخص ان عورتوں کو اچھا لگنے لگے گا۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عقیدہ باطل ہے۔

فائدہ: حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابی صالح سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور رسول اکرم، نبی محتشم شاہ بنی آدم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے ساتھ شراب لے کر کشتی پر سوار ہوا تا کہ اس کو فروخت کر سکے اور اس کے ساتھ ایک بندر بھی تھا۔ راوی کہتے ہیں یہ آدمی جب بھی شراب بیچتا تو اس میں پانی ملا دیتا تھا۔ جب آدمی نے شراب بیچ ڈالی تو بندر نے اس کے دیناروں والی تھیلی اٹھالی اور وہ بندر کشتی کے بادبان پر چڑھ گیا۔ وہ بندر تھیلی میں سے ایک دینار نکال کر سمندر میں پھینک دیتا اور ایک دینار کشتی میں پھینک دیتا' یہاں تک کہ بندر نے تھیلی میں موجود تمام مال کو تقسیم کر دیا۔ آدھے دینار سمندر میں پھینک دیئے اور آدھے دینار کشتی میں پھینک دیئے۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دودھ میں پانی نہ ملاؤ کیونکہ تم سے پہلے ایک آدمی دودھ میں پانی ملا کر دودھ کو فروخت کرتا تھا۔ ایک دن ایک آدمی نے ایک بندر خرید لیا۔ اور اس کو لے کر بحری سفر پر روانہ ہوا۔ اور جب کشتی سمندر کے درمیان پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے بندر کے دل میں دنانیر کا خیال پیدا فرمایا۔ بندر نے اپنے مالک کی دیناروں والی تھیلی اٹھائی اور کشتی کے بادبان پر چڑھ گیا۔ بندر نے تھیلی کو کھولا اور اس کا مالک اس کی طرف دیکھ رہا تھا سو بندر نے تھیلی سے ایک دینار نکالا اور سمندر میں ڈال دیا۔ اسی طرح ایک دینار تھیلی سے نکال کر کشتی میں ڈال دیا یہاں تک کہ بندر نے مال کو تقسیم کر دیا۔ بندر نے پانی کی قیمت سمندر میں ڈال دی اور دودھ کی قیمت کشتی میں ڈال دی۔

بیہقی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسے انسان پر ہوا جو دودھ میں پانی ملا کر فروخت کر رہا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے لئے کہا جائے گا کہ پانی کو دو

ودھ سے علیحدہ کرو۔

اصل میں "باب الہمزۃ" میں "الاسود السالخ" میں بھی یہ حدیث گزر چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فائدہ: حاکم نے "المستدرک" میں اصم سے انہوں نے ربیع سے انہوں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے یحییٰ بن سلیم سے انہوں نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (یہ واقعہ آپ کے نابینا ہونے سے پہلے کا ہے) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت: اور ان سے مال پوچھو اس بستی کا کہ دریا کے کنارے تھی۔ (پارہ 9، سورۃ الاعراف آیت: 163) نے مجھے رلا رکھا ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم "ایلہ" کے بارے میں جانتے ہو؟

میں نے کہا "ایلہ" کیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "ایلہ" یہودیوں کی بستی ہے اس بستی کے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار حرام کر دیا تھا۔ ہفتہ کے دن بہت موٹی موٹی اور بڑی بڑی مچھلیاں دریا میں آتی تھیں۔ ہفتہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں یہودیوں کو مچھلیاں پکڑنے میں بڑی محنت اور جان فشانی اٹھانی پڑتی تھی۔ پھر یہودیوں میں سے ایک آدمی نے ہفتہ کے دن ایک مچھلی پکڑ لی۔ اس آدمی نے اس مچھلی کو دریا کے کنارے ایک کھونٹی سے باندھ کر پانی میں چھوڑ دیا' یہاں تک کہ جب ہفتہ کا دن گزر گیا اور دوسرا دن آیا تو اس نے مچھلی کو پکڑ لیا سو اس نے مچھلی کاٹی اور اس کے گھر والوں نے بھی کھائی سو اس شخص کی دیکھا دیکھی اس کے قبیلہ کے دوسرے لوگ بھی اسی طرح مچھلی کا شکار کرنے لگے۔ جب اس شخص کے پڑوسیوں نے مچھلی کو بھوننے کی خوشبو پائی تو وہ بھی انہی کی طرح مچھلی کا شکار کرنے لگے۔ یوں بہت سے یہودی ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے لگے۔ یہودیوں میں تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ وہ تھا جو ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کر کے کھاتا تھا اور دوسرا فرقہ وہ تھا جو لوگوں کو ہفتہ کے دن شکار سے منع کرتا تھا۔ اور تیسرا فرقہ وہ تھا جو منع کرنے والوں کو کہتا تھا کہ تم ایسی قوم کو کس لئے نصیحت کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ہفتہ کے دن شکار کرنے سے منع کرنے والا فرقہ کہتا تھا کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب سے ڈراتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو زمین میں دھنسا دے یا سنگ باری کے ذریعے عذاب میں مبتلا کر دے یا کسی اور عذاب سے تمہیں ہلاک کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم اس شہر میں نہیں رہیں گے جس میں تم رہتے ہو۔ اس فرقہ کے لوگ اس شہر سے نکل گئے۔ پھر یہ لوگ اگلے دن صبح کو پھر واپس آئے تو انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔ ان میں سے ایک آدمی شہر پناہ کے دروازہ پر چڑھ گیا اور شہر میں جھانک کر کہنے لگا' اللہ کی قسم یہاں تو بندر ہیں جو چلا رہے ہیں۔ پھر وہ دیوار سے نیچے اترا اور اس آدمی نے شہر پناہ کا دروازہ کھولا اور داخل ہو گئے۔ بندروں نے اپنے رشتہ داروں کو پہچان لیا لیکن انسان اپنے رشتہ دار کو نہ پہچان سکے (جو بندر بن چکے تھے) راوی کہتے ہیں: بندر اپنے رشتہ داروں کی طرف دوڑ دوڑ کر آتے اور ان سے لپٹ جاتے۔ انسان بندر سے کہتا تو فلاں ہے تو بندر اپنے سر سے اشارہ

کرتا اور رونے لگتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ قصہ سنا کر یہ آیت پڑھی:

پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچالیئے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا بدلا۔ ان کی نافرمانی کا۔ (پارہ 9 سورہ الاعراف آیت 165)

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تیسرے فرقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں وہ تیسرا فرقہ ان کی اس حرکت کو مکروہ جانتا تھا اور اسی لئے وہ دوسرے فرقہ کو کہتا تھا کہ تم اس قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت عذاب دینے والا ہے۔ میرے نزدیک یہ تیسرا فرقہ بھی نجات پانے والوں میں سے ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پسند آیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دو موٹی چادریں منگوا کر اوڑھا دیں۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ نیز ''ایکہ'' مدین اور طور کے درمیان دریا کے کنارے ایک شہر تھا۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ''طبریہ'' نامی بستی کا ہے طبرانی نے اپنی کتاب ''معجم الاوسط'' میں حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل کی ہے حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک عورت آئے گی وہ عورت اپنے شوہر کو (اس حال میں) پائے گی کہ اس کے شوہر کی صورت بندر کی صورت میں تبدیل ہو چکی ہو گی کیونکہ اس کا شوہر اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔

فائدہ: اہل علم کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا ممسوخ (یعنی انسان سے بندر کی صورت اختیار کرنے والوں) کی نسل چلی یا ختم ہو گئی؟ ممسوخ کی نسل چلنے یا منقطع ہونے کے بارے میں دو قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ ہاں ان کی نسل آگے چلی تھی۔ یہ قول زجاج اور قاضی ابوبکر بن عربی مالکی کا ہے۔ جمہور نے کہا ہے کہ ممسوخ کی نسل کا چلنا ناممکن تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ممسوخ تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہے کیونکہ وہ نہ کھاتے تھے اور نہ ہی پیتے تھے۔ پہلے قول کو اختیار کرنے والوں نے (زجاج اور قاضی ابوبکر بن عربی مالکی) کی دلیل حضور پاک صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں سے بہت زیادہ افراد کو ہم نے گم کر دیا اور میں نہیں جانتا کہ ان کا کیا حال ہوا اور میں نہیں دیکھتا ان کو مگر چوہوں کی شکل میں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب ان چوہوں کے سامنے اونٹوں کا دودھ رکھ دیا جاتا ہے تو یہ اسے نہیں پیتے اور جب ان کے سامنے اونٹ کے علاوہ دوسرے جانوروں کا دودھ رکھا جائے تو یہ اس کو پی لیتے ہیں۔ (الحدیث)

اسی طرح امام مسلم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔ ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور تاجدار رسالت، مخزن جود و سخا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے گوہ کا گوشت لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ شاید کہ گوہ ممسوخ میں سے ہو۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں قاضی ابوبکر بن عربی اور زجاج نے دلیل کے طور پر پیش کی ہیں۔ لیکن جمہور اہل علم نے ان حضرات کے قول کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں اس وقت کی ہیں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں معلوم نہ تھا لیکن جب وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرما دیا کہ ممسوخ کی نسل نہیں چلی تو یہ بات ظاہر ہو گئی کہ گوہ اور چوہا ممسوخ میں سے نہیں ہے۔

حدیث میں ذکر ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے بندر اور خنزیر کے بارے میں سوال کیا کہ کیا مسخ شدہ کوئی قوم ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جن اقوام کو ہلاک کیا یا عذاب میں مبتلا کیا اور ان کو مسخ کیا تو ان کی نسل کو ختم کر دیا گیا اور ان سے کوئی نسل نہیں چلی نیز یہ بندر اور خنازیر مسخ شدہ قوم نہیں ہیں بلکہ یہ نسل ان سے پہلے ہی موجود تھی۔

حکم: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک بندر کا کھانا حرام ہے۔ حضرت عکرمہ، عطا، حضرت مجاہد، حضرت حسن اور حضرت ابن حبیب رضی اللہ عنہم مالکی کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جمہور اصحاب نے کہا ہے کہ بندر حرام نہیں ہے اور رہی اس کی بیع تو وہ بھی جائز ہے کیونکہ بندر تعلیم کو قبول کرتا ہے اور سامان وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے۔ ابن عبدالبر نے "التمہید" کے اوائل میں لکھا ہے کہ بندر کا گوشت حرام ہے اور اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے اور اس میں اہل علم کا اختلاف بھی ہے اور ہم نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ اس نے بندر کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہو نیز کتا، ہاتھی اور تمام درندے میرے نزدیک اسی بندر کی طرح ہیں اور ان کا گوشت حرام ہے۔ اس کی دلیل نبی مکرم، شاہ بنی آدم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نہ کہ کسی دوسرے کا قول ہے۔ اور نہ ہی ہم نے اہل عرب و غیر عرب میں سے کسی کو بندر کا گوشت کھاتے دیکھا۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، صلی اللہ علیہ وسلم نے بندر کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ بندر درندہ ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (بندر سے زیادہ زانی) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (بندر سے زیادہ قبیح) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (بندر سے زیادہ نقل اتارنے والا) بندر نقل اتارنے میں مہارت رکھتا ہے۔ خصوصاً جو کام انسان کرتا ہے بندر اس کو دیکھ کر اس کی نقل اتار لیتا ہے۔

خواص: جاحظ نے کہا ہے کہ بندر کا گوشت کتے کے گوشت کے مشابہ ہے بلکہ کتے کے گوشت سے بھی زیادہ برا اور گندہ ہوتا ہے۔ ابن سویدی نے کہا ہے کہ اگر بندر کا دانت انسان کے جسم پر لٹکا دیا جائے تو اس کو گہری نیند نہیں آئے گی اور نہ ہی انسان رات کے وقت ڈر محسوس کرے گا۔ بندر کا گوشت کھانے سے جذام کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔ اگر بندر کی کھال کسی درخت پر لٹکا دی جائے تو اس درخت کو سردی اور برف وغیرہ سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ اگر بندر کی کھال کی چھلنی بنا کر اس میں غلہ کا بیج چھان لیا جائے اور پھر اس بیج کو زمین میں بویا جائے تو کھیتی ٹڈی دل کی آفت سے محفوظ رہے گی۔ اگر کسی انسان کو بندر کا گرم گرم خون پلا دیا جائے تو وہ انسان اسی وقت گونگا ہو جائے گا جب بندر زہر آلود کھانا دیکھ لیتا ہے تو ڈر جاتا ہے اور چلانے لگتا

ہے۔اگر کسی سونے والے آدمی کے سر کے نیچے بندر کا بال رکھ دیا جائے تو وہ ڈراؤنے خواب دیکھنے لگے گا۔

تعبیر: بندر کو خواب میں دیکھنا ایسے شخص پر دلالت کرتا ہے جس میں ہر قسم کے عیوب پائے جاتے ہوں جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ بندر سے لڑائی کر رہا ہے اور بندر کو اس پر غلبہ ہو گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے کوئی مرض لاحق ہو گا لیکن پھر وہ شفا یاب ہو جائے گا۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ بندر کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ شخص اپنی زندگی میں نئی نئی چیزیں پہنے گا جو شخص خواب میں دیکھے کہ بندر اس کو کاٹ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ جو خواب دیکھنے والا ہے کسی آدمی کے ساتھ جھگڑا کرے گا کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی بندر کو ہبہ کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا اس کو دشمن پر فتح حاصل ہوگی جو شخص خواب میں بندر کو اپنے بستر پر دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی یہودی عورت سے زنا کرے گا اسی طرح اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے اور اس کے دستر خوان پر بندر بھی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے شخص نے کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے جس کا اس نے گناہ کیا ہے کوئی نعمت چھن جائے گی۔ جو شخص خواب میں مادہ بندر سے نکاح کرے اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی فحش کام کا ارتکاب کرے گا یا اس کا کسی آدمی سے جھگڑا ہو گا۔ ارطامیدوس نے کہا ہے کہ بندر کو خواب میں دیکھنا بیمار آدمی اور مریض کی بیماری پر دلالت کرتا ہے جاماسب نے کہا ہے کہ جو شخص خواب میں بندر کا شکار کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے شخص کو جادو اور کہانت سے نفع حاصل ہو گا۔ واللہ تعالیٰ علم۔

القردوح

"القردوح" ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب فربہ چیچڑی ہے۔

القرش

"القرش" (قاف کے کسرہ کے اور راء کے سکون کے ساتھ) اس کا مطلب بحری جانوروں میں سب سے بڑا جانور ہے جو سمندر میں کشتیوں کو چلنے سے روک دیتا ہے اور کشتیوں سے ٹکرا کر انہیں توڑ دیتا ہے۔

علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ کے بعض تاجروں سے سنا ہے۔ اس حال میں کہ ہم باب بنی شیبہ کے پاس بیٹھے تھے اور مکہ مکرمہ کا ایک تاجر میرے لئے (میرے سامنے) "القرش" (بحری جانور) کی صفات بیان کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ "القرش" کا چہرہ گول ہوتا ہے اور اس کی چوڑائی اتنی زیادہ ہے کہ جتنا باب بنی شیبہ اور خانہ کعبہ کے درمیان فاصلہ ہے اس جانور کی یہ خصوصیت ہے کہ جب یہ بڑی کشتیوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے مشعلوں کے علاوہ کسی اور چیز سے نہیں بھگایا جا سکتا' جب مشعلوں کی تیز روشنی بجلی کی طرح "القرش" کے چہرہ پر پڑتی ہے تو یہ فرار ہو جاتا ہے اور یہ جانور آگ کے علاوہ کسی چیز سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ عرب کی معزز قوم "قریش" کا نام "قریش" بھی اسی جانور "القرش" کی نسبت سے رکھا گیا ہے شاعر نے کہا ہے کہ

وقریش ھی التی تسکن البحر   بھا سمیت قریش قرشا

تاکل الغث والسمین ولا تترک فیہ لذی جناحین ریشا
ھکذا فی البلاد حی قریش یاکلون البلاد اکلا کمیشا
ولھم اخر الزمان نبیٌّ یکثر القتل فیھم والخموشا

''اور قریش وہ حیوان ہے جو سمندر میں رہتا ہے اور قوم قریش کا نام بھی اسی جانور ''قریش'' کی نسبت سے رکھا گیا ہے''۔

''وہ جانور دبلے اور موٹے جانور کو کھا جاتا ہے اور وہ جانور کسی پروالے جانور کے پروں کو بھی نہیں چھوڑتا۔ یعنی ان کے پر کھا جاتا ہے''۔

''اسی طرح قوم قریش کا بھی شہروں میں یہی حال ہے کہ وہ لوگ شہروں کو جلدی جلدی کھا جاتے ہیں''۔

''اور ان کے لئے آخری زمانہ میں ایک نبی ہوں گے جو ان میں بکثرت قتال کریں گے''۔

ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ ''قریش'' ایک بحری چوپایہ ہے جو تمام جانوروں کو کھا جاتا ہے سو تمام جانور اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ پھر ابن سیّدہ نے پہلا شعر پڑھا مطرزی نے کہا ہے کہ ''القرش'' عربی جانور ہے۔ اسی طرح قریش بھی لوگوں کے سردار ہیں ابوالخطاب بن دحیہ نے قریش کی وجہ تسمیہ کے بارے میں حکایت بیان کی ہے کہ سب سے پہلے قریش نام رکھنے والا کون آدمی ہے اس کے بارے میں اہل علم کے بیس اقوال ہیں۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حدیث میں ذکر ہے کہ حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب' منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ سفاح (جاہلیت) سے پیدا نہیں ہوا۔

حضرت امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال نسب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ۔

محمد خیر جمیع الخلق جاء من الحق لنا بالحق
دعوۃ ابراھیم الخلیل بشارۃ المسیح فی التنزیل
الطیب الاصول والفروع الطاھر المحتد والینبوع
آباؤہ قد طھرت انسابا وشرفت بین الوری احسابا
نکاحھم مثل نکاح الاسلام کذا رواہ النجباء الاعلام
ومن ابی او شک فی ھذا کفر و ذنبہ بما جناہ ما اغتفر
نقل ذا الحافظ قطب الدین عن صاحب البیان والتبیین

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے بہتر ہیں وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے حق کے ساتھ (یعنی دین حق کے ساتھ) مبعوث ہوئے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت ہیں"۔
"آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نسب کے اصول وفروع میں پاک وصاف ہیں"۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد نسب کے لحاظ سے پاک تھے اور تمام مخلوق میں شریف الحسب تھے"۔
"ان کا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کا) نکاح' نکاح اسلام کے مطابق تھا۔ محدثین اور شرفاء نے اسی طرح روایت کیا ہے"۔
"اور جو شخص اس کا انکار کرے یا اس میں شک کرے وہ کافر ہے اور اس کا گناہ معافی کے قابل نہیں ہے"۔
حافظ قطب الدین صاحب البیان والتبیین سے اس فتویٰ کو نقل کیا ہے۔

حکم: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے شیخ جمال الدین اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "قریش" کی حلت کا فتویٰ دیا ہے۔ شیخ محب الدین طبری "شارح تنبیہ" نے "التمساخ" مگرمچھ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا "القرش" حلال ہے۔ ابن الاثیر کی "نہایہ" میں بھی "القرش" کی حلت کی تصریح مرقوم ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ "قریش" جانوروں کو کھاتا ہے لیکن وہ کھایا نہیں جاتا۔ (یعنی اس کے گوشت کو کوئی نہیں کھاتا)۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شاید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کا مطلب یہ ہو کہ "قریش" تو تمام بحری جانوروں کو کھا جاتا ہے لیکن کوئی جانور قریش جانور کو نہیں کھا سکتا "القرش" جانور کا قول حلت' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح اور قرآن کریم کی آیت "القرش" کے حلال ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ "القرش" مچھلی کی ایک قسم ہے اور یہ جانور صرف پانی میں رہتا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "شرح المہذب" میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ ہر وہ جانور جو سمندر میں رہتا ہے۔ وہ حلال ہے اور اہل علم نے جو استثناء کیا ہے وہ صرف ان حیوانات کے لئے ہے جو پانی کے علاوہ خشکی میں بھی زندگی گزارتے ہیں۔

تعبیر: قریش کو خواب میں دیکھنا بلند ہستی اور شرافت نسب پر دلالت کرتا ہے کیونکہ قریش بلند مرتبہ جانور ہے اس سے برتر کوئی جانور سمندر میں موجود نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

القرقس

"القرقس" (بکسر القافین) اس کا مطلب مچھر ہے۔ اصحاب شوافع نے کہا ہے کہ محرم کے لئے موذی جانوروں کا قتل کرنا مستحب ہے۔ جس طرح سانپ' بچھو' خنزیر' پاگل کتا' کوا' چیل' بھیڑیا' چیتا' ریچھ' گدھ' عقاب' پسو (کھٹمل)' بھڑ' چیچڑی' مچھر اور ان جیسے دیگر موذی جانوروں کا قتل کرنا اصحاب شوافع کے نزدیک محرم کے لئے مستحب ہے۔

القرشام والقرشوم والقراشم

"القرشام والقرشوم والقراشم" اس کا مطلب موٹی چیچڑی ہے۔

القرعبلانہ

"القرعبلانہ" اس کا مطلب ایک لمبا کیڑا ہے اس کی تصغیر "قُرَيْعبة" آتی ہے۔ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کہا ہے۔

القرعوش

"القرعوش" اس کا مطب غلیظ (گندی) چیچڑی ہے۔

القرقف:

"القرقف" اس کا مطلب ایک چھوٹا پرندہ ہے۔

القرلی

"القرلی" (قاف کے ضمہ کسرہ اور فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب "ملاعب ظلہ" (ایک بد کنے والا پانی کا پرندہ ہے) عنقریب "باب المیم" میں اس کا ذکر آئے گا۔ جوالیقی نے کہا ہے کہ "القرلی" فارسی زبان کا لفظ ہے اور معرب ہے میدانی نے کہا ہے کہ "القرلی" کا مطلب ایک تیز نگاہ والا چھوٹا سا پرندہ ہے جو کسی بھی چیز کو تیزی سے اچک لیتا ہے۔ یہ پانی کے اوپر پرواز کرتا ہے جونہی اسے پانی میں کوئی مچھلی وغیرہ نظر آتی ہے تو یہ غوطہ لگا کر مچھلی کو پکڑ لیتا ہے۔ اس پرندے کی نظر بہت تیز ہوتی ہے سو اگر یہ پرندہ پانی میں دیکھے تو اسے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں اور ان کے بچوں کی چال تک نظر آتی ہے اگر یہ پانی میں کسی شکار پر حملہ کرے تو اس کا حملہ نا کام نہیں ہوتا۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ پانی کا پرندہ ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (قرلی سے زیادہ اچکنے والا اور طمع رکھنے والا)۔

القرمل

"القرمل" اس کا مطلب بختی اونٹ کا بچہ ہے۔

القرمید

"القرمید" اس کا مطلب "الاروية" (پہاڑی بکری ہے)۔

القرمود

"القرمود" (قاف کے فتحہ کے ساتھ) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب پہاڑی بکرا ہے۔

القرنبی

"القرنبی" اس کا مطلب لمبی ٹانگوں والا ایک کیڑا ہے جو گبریلا کے مشابہ ہوتا ہے یا جسامت میں اس سے (گبریلا سے) بڑا ہوتا ہے۔

القرهب

"اقرهب" (بروزن ثعلب) جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب بوڑھا بیل ہے۔

القزر

"القزر" (قاف اور زاء کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب درندوں کی ایک قسم (کا درندہ) ہے۔

القرم

"القرم" اس کا مونث اونٹ کی ایک قسم کا سانپ ہے۔ اس کی جمع "قروم" ہے "القرم" مردوں میں سے بڑے سردار کو کہا جاتا ہے جو تجربہ کار بھی ہو۔

القرة

"القرة" (قاف کے ضمہ کے ساتھ) حضرت جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب مینڈک ہے۔

القسورة

"القسورة" اس کا مطلب شیر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝

"گویا یہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ پڑے ہیں"۔ (سورۃ المدثر۔ آیت 50)

بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "القسورۃ" کا مطلب "الاسد" شیر ہے۔

ابن طبرزد نے اپنی سند سے روایت کی ہے جو حکم بن عبداللہ بن خطاب تک پہنچتی ہے حکم بن عبداللہ بن خطاب نے زہری سے انہوں نے واقد سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں قیام فرمایا تو قبیلہ بنی تغلب کا ایک آدمی جس کو روح بن حبیب کہا جاتا تھا۔ ان کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے ساتھ ایک شیر بھی تھا۔ جو اس نے پنجرے میں قید کر رکھا تھا' یہاں تک کہ اس (روح حبیب) نے اس پنجرے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے اس کے دانت یا ناخن تو نہیں توڑے؟ روح حبیب نے کہا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "الحمدللہ" میں نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کوئی شکار اس وقت تک قید نہیں ہوتا مگر

یہ کہ وہ اپنی تسبیح میں کمی کر دے ''اے قسورۃ (شیر) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر پھر اس کے بعد حبیب بن روح نے شیر کو آزاد کر دیا۔ اصل میں بات الغین میں الغراب کے تحت اسی مثال کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''القسورۃ'' کو عربی زبان میں ''الاسد'' اور حبشہ کی زبان میں ''القسورۃ'' اور فارس کی زبان میں ''سیر'' (یعنی شیر) کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''القسورۃ'' فصولۃ کے وزن پر ''القسر'' سے ہے اور یہ بارعب شیر کا نام ہے کیونکہ شیر درندوں میں سے رعب و بدبہ رکھنے والا درندہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''القسورۃ'' کا مطلب ظالم آدمی ہے۔

القشبۃ

''القشبۃ'' جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب باندریا ہے اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بندریا کی چھوٹی اولاد کو ''القشبۃ'' کہتے ہیں۔

القصیری

''القصیری'' یہ مقصور (کم کیا گیا) بھی ہے اور مصغر بھی ہے اس کا مطلب ''افاعی'' سانپ کی ایک قسم ہے۔

القط

''القط'' اس کا مطلب بلی ہے مؤنث کے لئے ''قطۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع قطاط اور قططہ آتی ہے ابن درید نے کہا ہے کہ میں اس لفظ کو صحیح عربی لفظ خیال نہیں کرتا۔ میں (امام علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ ابن درید کا قول غلط ہے کیونکہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھ پر جہنم پیش کیا گیا (مجھے جہنم دکھایا گیا) میں نے دیکھا کہ جہنم میں ایک ایسی عورت ہے جو دنیا میں بلی کی مالکہ تھی۔ اس نے اس کو رسی سے باندھ رکھا تھا۔ نہ تو وہ بلی کو کھانا وغیرہ دیتی تھی اور نہ ہی اس کی رسی کو کھولتی تھی (کہ وہ از خود اپنی خوراک کا بندوبست کرے)۔

القطا

''القطا'' اس کا مطلب ایک معروف پرندہ ہے اس کا واحد ''قطاۃ'' آتا ہے اس کی جمع کے لئے ''قطوات'' اور ''قطیات'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحج والاطعمۃ'' میں لکھا ہے کہ ''قطا'' کا مطلب ''الحمام'' کبوتر کی ایک قسم کا نام ہے۔
حکم: ''قطا'' کا کھانا بالاجماع حلال ہے۔ رافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اہل علم نے ''کتاب الحج'' میں ذکر کیا ہے کہ ''قطا'' حمام (کبوتر) کی ایک قسم ہے۔ اگر کوئی محرم ''قطا'' کو احرام کی حالت میں قتل کر دے تو اس پر فدیہ کے طور پر ایک بکری واجب ہے اگرچہ اس کی طرح ہی دستیاب کیوں نہ ہو۔
شیخ محب الدین طبری نے کہا ہے کہ حضرت امام جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''قطا'' کو ''حمام'' کی ایک قسم قرار دیا

گیا ہے۔لیکن مشہور اس کے خلاف ہے (یعنی ''قطاء'' کی ایک قسم نہیں ہے)۔

خواص: اگر ''قطا'' (پرندے) کی ہڈیوں کو جلا دیا جائے اور ان ہڈیوں کی راکھ کو زیتون کے تیل میں ملا کر جوش دیا جائے اور پھر اس کو کسی ایسے شخص کے سر پر لیپ کر دیا جائے جس کو کسی زہریلے سانپ نے ڈسا ہو اور زہر کے اثر سے آدمی کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کو ''داء الثعلب'' (ایک بیماری جس کی وجہ سے مریض کے سر کے بال جھڑ جاتے ہیں) کے مریض کے سر پر لیپ کر دیا جائے تو ان (دونوں) کے بال دوبارہ نکل آئیں گے۔ابن زہر نے کہا ہے کہ اس نسخہ کو آزمایا جا چکا ہے۔اس پرندے کا گوشت دیر سے ہضم ہوتا ہے اور غذائیت کے لحاظ سے ردی ہوتا ہے۔اگر قطاء پرندے کے سر کو خشک کر لیا جائے اور پھر اسے کسی نئے اونی کپڑے کے ٹکڑے یا تھیلی میں رکھ کر عورت کی ران پر سوتے ہوئے باندھ دیا جائے تو وہ عورت نیند کی حالت میں ہی اپنے تمام پوشیدہ راز بتا دے گی۔اگر نر قطا اور مادہ قطا کے پیٹ کو چیر دیں اور پھر نر اور مادہ قطا کے پیٹ کو پکا کر اس کی چربی کسی شیشی میں جمع کر لیں اور پھر اس چربی سے کسی انسان کے جسم پر مالش کر دی جائے اس حال میں کہ جس کے جسم پر مالش کی جارہی ہے اسے اس کا علم نہ ہو تو وہ شخص (جس کے جسم پر مالش کی گئی ہے) مالش کرنے والے آدمی سے محبت کرنے لگے گا۔

خاتمہ: ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ حضور پاک، نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کے لئے مسجد بنوائی اگر چہ وہ قطاء کے انڈے دینے کے گڑھے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (رواہ ابن حبان وابن ماجہ)

صحیح مسلم میں ذکر ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (رواہ مسلم)

تعبیر: قطاء کو خواب میں دیکھنا سچی اور فصیح بات اور محبت والفت پر دلالت کرتا ہے۔بسا اوقات قطاء کو خواب میں دیکھنا ایسی حسین وجمیل عورت پر دلالت کرتا ہے جسے اپنے حسن کا احساس بھی نہ ہو لیکن اس میں محبت والفت نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

القطّا

"القطّا" (طاء مشدد کے ساتھ) قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک بڑی مچھلی ہے۔اہل علم نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس مچھلی کی پسلی کی ہڈی سے عمارتیں اور پل وغیرہ تعمیر کئے جاتے ہیں۔اگر اس مچھلی کی چربی برص کے داغوں پر لگائی جائے تو برص کے داغ ختم ہو جائیں گے۔

القطاصی

"القطاصی" (قاف کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب ''الصقر'' شکرا ہے۔یہ ان پرندوں میں سب سے بڑا پرندہ

ہے جن کے ذریعے شکار کیا جاتا ہے نیز یہ شکاری پرندوں میں سے حسین وجمیل پرندہ ہے۔

قطرب

"قطرب" اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جو ساری رات گھومتا رہتا ہے اور سوتا نہیں ہے۔ اہل عرب مثال کے طور پر کہتے ہیں۔ (قطرب سے زیادہ چکر لگانے والا) (قطرب پرندے سے زیادہ جاگنے والا)۔

محمد بن مستنیر نحوی صاحب مثلث کا لقب "قطرب" تھا محمد بن مستنیر نحوی کا تعلق اہل عرب سے تھا اور یہ علم کے حریص تھے۔ محمد بن مستنیر اپنے استاد سیبویہ کے درس میں تمام طالب علموں سے پہلے ہی صبح سویرے حاضر ہو جاتے تھے۔ ایک دن ان کے ستاذ سیبویہ نے ان سے زایا نہیں ہو تم مگر (رات کو چکر لگانے والا پرندہ) سو اسی وقت سے ان کا لقب "قطرب" پڑ گیا۔ محمد بن مستنیر قطرب کا انتقال 206ھ میں ہوا۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ "القطرب والقطروب" کا نز "السعالی" (غول بیابانی) کی قسم سے ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "القطرب والقطروب" کا مطلب "القطرب" ہے اور القطرب ایک کیڑا ہے جو مسلسل چلتا رہتا ہے اور کوشش کے باوجود آرام نہیں کر پاتا۔

امام محمد بن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "القطرب" کا مطلب ایک جانور ہے جو سرزمین مصر میں لوگوں کو نظر آتا ہے بسا اوقات اگر اس جانور کو محسوس ہو جائے کہ اس کا مدمقابل بہادر ہے تو یہ اس پر حملہ نہیں کرتا اور اگر اسے محسوس ہو کہ اس کا مدمقابل کمزور ہے تو یہ اس پر حملہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو کاٹ لیتا ہے۔ جس شخص کو یہ جانور کاٹ لے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اہل مصر جب کسی شخص پر "قطرب" کو حملہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اس آدمی سے پوچھتے ہیں کیا تمہیں قطرب نے کاٹ لیا ہے یا تم پر ڈر طاری ہو گیا ہے۔ اگر وہ شخص کہتا ہے کہ میں "منکوح" ہوں یعنی مجھے قطرب نے کاٹ لیا ہے تو وہ لوگ اس کی زندگی سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے قطرب کے حملہ کرنے سے ڈر ہو گیا ہے تو پھر لوگ اس کا علاج کرتے ہیں۔ محمد بن ظفر نے کہا ہے کہ اہل مصر اس جانور سے ڈرنے کے بارے میں تفصیلی گفتگو نہیں کرتے۔

"القطرب" کا مطلب چور، چوہا، بال گرا ہوا، بھیڑیا، جاہل آدمی اور مالخولیا کی ایک قسم ہے۔ حدیث شریف میں ذکر ہے کہ "لا یلقین احد کم جیفة لیل قطرب نهارا" علامہ میری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کلام ہے جس کو آدم بن ابی ایاس عسقلانی نے "کتاب الثواب" میں موقوفاً روایت کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مرفوع روایت ہے۔ اہل علم نے حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ قطرب (ایک قسم کا کیڑا ہے) جو دن کے وقت آرام نہیں کرتا اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی پوری رات نہ سوئے تو وہ میت کے بدبودار جسم کی طرح ہے اور آدمی دن کے وقت آرام نہ کرے تو وہ ایک قسم کے کیڑے کی طرح ہے۔ یعنی وہ آدمی دن کے وقت دنیا کے کاموں میں سرگرداں رہتا ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو وہ تھکا ہوتا ہے۔ وہ پوری رات سویا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صبح اس حال میں کرتا ہے گویا کہ وہ میت اور بدبودار جسم ہے جو حرکت نہ کر سکتا ہو۔

القشعبان

"القشعبان" (برزون مہرجان) "العباب" میں ذکر ہے کہ اس کا مطلب گبریلے کی طرح کا ایک کیڑا ہے۔

القعود

"القعود" اس کا مطلب وہ اونٹ ہے جس کو چرواہے نے سواری اور سامان وغیرہ اٹھانے کے لئے مخصوص کیا ہو۔ اس کی جمع کے لئے "اقعدہ' قعد' قعدان' اور قعائد' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "القعود" کا مطلب "القلوص" (یعنی وہ اونٹنی جس پر پہلی مرتبہ سواری کی جائے) ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ "القعود" کا مطلب وہ اونٹ کا بچہ ہے جو ابھی جوان نہ ہوا ہو۔ نیز "القعود" کا مطلب وہ اونٹنی کا بچہ ہے جس نے اپنی ماں کا دودھ پینا ترک کر دیا ہو۔

القعقع

"القعقع" (بروزن فلفل) اس کا مطلب سفید اور سیاہ رنگ کا ایک موٹا پانی کا پرندہ ہے جس کی چونچ لمبی ہوتی ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کے رنگ میں سفیدی اور سیاہی ہوتی ہے۔

القعید

"القعید" (قاف کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب وہ ٹڈی ہے جس کے پر ابھی مکمل طور پر نہ نکلے ہوں۔

القلو

"القلو" (قاف کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب وہ گدھا ہے جو خفیف (ہلکی) چال چلتا ہو۔

القلقانی

"القلقانی" حضرت جوہری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا مطلب فاختہ کی طرح کا ایک پرندہ ہے۔

القلوص

"القلوص" اس کا مطلب شتر مرغ ہے جو (جسامت میں) لونڈی کے بچے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "قلص" اور "قلائص" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جس طرح "قدوم" کی جمع کے لئے "قدم وقدائم" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عدوی نے کہا ہے کہ "القلوص" کا مطلب اونٹنی کا وہ بچہ ہے۔ جس پر سواری کی جائے' جب وہ دو سال کا ہو جاتا ہے تو "ناقۃ" کہلاتا ہے۔ ابن مبارک نے "الزھد" میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے "الرقائق" میں نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنی سرکش اونٹنی پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے دور سے ہی سلام کیا۔ جب وہ حضور تاجدار رسالت' مخزن جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونے لگا تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے تو

اس کی اونٹنی اسے لے کر بھاگ گئی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات پر ہنس دیئے۔ اس شخص نے تین مرتبہ ایسا ہی کیا (جب وہ حضور پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب ہوا تو اس کی اونٹنی اسے لے کر بھاگ گئی) پھر اس کی اونٹنی نے اس شخص کو اس کی کھوپڑی سے پکڑ کر قتل کر دیا۔ حضور سید المبارکین راحت العاشقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! بے شک اعرابی کو اس کی سرکش اونٹنی نے قتل کر دیا ہے جبکہ وہ اس اونٹنی کو ہنکانے کی کوشش کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' اور تمہارے منہ بھی اس کے (اعرابی) کے خون سے آلودہ ہیں۔'' ابن مبارک نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا ہے اسی طرح ''الاحیاء'' میں بھی یہ حدیث ذکر ہے۔

القلیب

''القلیب'' (بروزن سکین) اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ اسی طرح قلوب بروزن خنوص بھی ہے۔

القمری

''القمری'' ایک مشہور پرندہ ہے اس کے لقب کے لئے ابوزکری' ابوطلہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں یہ اچھی آواز والا پرندہ ہے۔ اس کی مؤنث کے لئے ''قمریة'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کے مذکر کو ''ساق حر'' کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''قماری'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ غیر منصرف ہے ابن سمعانی نے ''الانساب'' میں لکھا ہے کہ ''القمرة'' ایک شہر ہے جو اپنی سفیدی کے لحاظ سے ''الجص'' (گچ چونا وغیرہ) کے مشابہ ہے اور میرا (علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کا گمان ہے کہ ''القمرة'' نامی شہر مصر میں ہے۔ حجاج بن سلیمان بن افلح القمری مصری کا تعلق بھی اسی شہر ''القمرة'' سے تھا۔ حجاج بن سلیمان بن افلح قمری مصری نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ اور حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حجاج بن سلیمان بن افلح قمری مصری کی 198ھ میں اچانک موت واقع ہو گئی تھی۔ حجاج بن سلیمان بن قمری مصری سے محمد بن سلمہ المرادی اور دوسرے اہل علم نے حدیث روایت کی ہے کہتے ہیں کہ ''القمری'' ایک ایسا پرندہ ہے جس کی نسبت ''القمرة'' نامی شہر کی طرف ہے۔ ''صاحب المجمل'' نے اس طرح بیان کی ہے۔ ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ ''القمری'' حمام (کبوتر) کی قسم کا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔ اس کی مؤنث کے لئے ''قمریة'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''قماری'' اور ''قمر'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے جب اپنی زوجہ محترمہ عاتکہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو طلاق دے دی تو آپ نے یہ اشعار پڑھے تھے

اعاتك لا انساك ما ذر شارق — وما ناح قمری الحمام المطوق

ولم ار مثلی طلق الیوم مثلها — ولا مثلها من غیر جرم یطلق

اعاتك قلبی کل یوم ولیلة — الیك بما تخفی النفوس معلق

لها خلق جزل ورأی و منصب — و خلق سوی فی الحیات و منطق

''اے عاتکہ جب تک سورج طلوع ہوتا رہے گا اور طوق دار قمری کبوتر نوحہ کرتا رہے گا کہ میں تجھے نہیں بھلا سکتا''۔

''اور میں نے اپنی مثل کوئی آدمی نہیں دیکھا جس نے آج عاتکہ جیسی بیوی کو جس نے کوئی جرم نہیں کیا طلاق دے دی''۔

''اے عاتکہ میرا دل دن رات اس الفت و محبت کی بنا پر جو دل میں چھپی ہوئی ہے تیری طرف متوجہ رہتا ہے''۔

''اس کے لئے اچھے اخلاق' درستی رائے اور بلند مرتبہ ہے اور یہ تمام اچھے اوصاف اس کی زندگی اور گفتگو میں ظاہر ہوتے ہیں''۔

جب حضرت عبدالرحمٰن کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے کی یہ حالت معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لے۔ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب قماری کا مذکر مر جاتا ہے تو اس کی مؤنث اس کے بعد کسی اور نر کو جفتی کے لئے قریب نہیں آنے دیتی اور اپنے نر کے غم میں نوحہ کرتی رہتی ہے' یہاں تک کہ اس غم کی وجہ سے مادہ کی موت ہو جاتی ہے۔

فائدہ: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی آیا اس آدمی نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں قمریوں کی خرید و فروخت کرتا ہوں۔ میں نے ایک دن ایک آدمی کو ایک قمری فروخت کی۔ وہ قمری خریدار نے مجھے واپس کر دی اور کہنے لگا کہ تیری قمری بولتی نہیں۔ میں نے قسم کھائی کہ اگر میری قمری برابر آواز نہ کرے تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیری بیوی کو طلاق ہو گئی ہے۔ اور اب تمہارے لئے اس کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی راستہ نہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت چودہ سال کے تھے۔ اس آدمی سے فرمانے لگے کہ کیا تیری قمری اکثر وقت چیختی ہے یا خاموش رہتی ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا نہیں بلکہ وہ اکثر وقت بولتی رہتی ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہاری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا اے لڑکے تمہیں یہ جواب کہاں سے ملا ہے؟ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بے شک آپ نے ہی مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ زہری نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! بے شک ابوجہم اور معاویہ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رہے معاویہ وہ تو فقیر ہیں ان کے پاس مال نہیں ہے اور رہے ابوجہم تو وہ اپنی گردن سے لاٹھی نہیں اتارتے''۔

(حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) اصل میں حضور دافع رنج و ملال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم تھی کہ ابوجہم کھاتے بھی ہیں سوتے بھی ہیں اور آرام کرنے کے علاوہ دوسری ضروریات زندگی بھی پوری کرتے ہیں۔ لیکن حضور نبی محتشم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابوجہم اپنی گردن سے لاٹھی نہیں اتارتے) یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجازاً فرمائے تھے۔ اہل عرب دو فعل میں سے ایک فعل کو مانند مداومت قرار دیتے ہیں اس لئے میں نے (امام شافعی رحمۃ اللہ

علیہ نے) بھی ایسا ہی کیا اور اسی حدیث سے استدلال کیا کیونکہ اس آدمی کی قمری اکثر وقت سکوت کی بجائے بولتی رہتی ہے۔ اسی لئے میں نے اس کے دو فعل یعنی سکوت اور صیاح میں سے اغلب فعل آواز نکالنے کو دائمی قرار دیا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل سن کر حیران ہوئے اور ان سے (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے) فرمایا اب تمہیں فتویٰ دینے کی اجازت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سال سے فتویٰ دینا شروع کر دیا۔

ایک عجیب بات: ابن خلکان اور ابن کثیر نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے بعض بادشاہ جب ہندوستان چھوڑنے لگے تو انہوں نے جاتے وقت سلطان محمود بن سبکتگین کو بہت سے تحفے دیئے جن میں قمری کی طرح ایک پرندہ بھی تھا۔ اس پرندے کی خصوصیت یہ تھی کہ اگر اس پرندے کی موجودگی میں کسی آدمی کے سامنے زہر آلود کھانا ہوتا تو اس پرندے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے جس سے اس شخص کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ کھانا مضر ہے اور وہ آنسو اس کی آنکھ سے گرتے ہی ٹھوس شکل اختیار کر لیتے۔ ان خشک آنسوؤں کو کھرچ کر اٹھا لیا جاتا اور پھر پیس کر سفوف زخموں پر چھڑک دیا جاتا تو زخم ٹھیک ہو جاتے۔

قمری کا شرعی حکم: اس پرندے کا کھانا کبوتر کی طرح بالا جماع حلال ہے کیونکہ یہ کبوتر کی ہی ایک قسم ہے جیسے پہلے گزرا۔

تعبیر: قمری کو خواب میں دیکھنا دیندار عورت پر دلالت کرتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قمری کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے مرد سے دی جاتی ہے جو عمدہ آواز میں اشعار پڑھنے والا ہو۔ یہودیوں نے کہا ہے کہ جو شخص خواب میں قمری' بلبل یا ان کی طرح کا کوئی پرندہ دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بھلائی حاصل ہوگی۔ اگر خواب دیکھنے والے نے سفر کا ارادہ کیا ہو تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ ضرور سفر پر جائے گا اور اگر خواب دیکھنے والا کسی غم میں مبتلا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ خواب دیکھنے والے کے غم کو دور فرما دے گا اور اگر اس کی کوئی حاجت ہوئی تو وہ بھی عنقریب پوری ہو جائے گی۔ اگر کسی نے بہار کے موسم میں قمری کو خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کی پرانی خواہش پوری ہو جائے گی۔ حاملہ عورت کا خواب میں قمری کو دیکھنا لڑکے پر دلالت کرتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

القمعة

"القمعة" (حرکت کے ساتھ) اس کا مطلب وہ مکھی ہے جو سخت گرمی کے موسم میں اونٹوں اور ہرنوں پر سوار ہو جاتی ہے اور ان کے جسموں کے ساتھ چپک جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "گدھا اپنے سر کو حرکت دے رہا ہے" جاحظ نے کہا ہے کہ یہ کتا مکھی کی ایک قسم ہے کفایہ میں لکھا ہے کہ "القمع" کا مطلب نیلے رنگ کی بڑی مکھی ہے۔

القمعوط والقمعوطہ

"القمعوط والقمعوطہ" ابن سیدہ نے کہا ہے۔ کہ اس کا مطلب ایک کیڑا ہے۔

القمل

''القمل''اس کا مطلب ایک مشہور کیڑا ہے جو جوں ہے۔اس کا واحد''قملۃ''ہے اسی طرح واحد کے لئے''قمال''کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ابن سیدہ نے کہا ہے کہ "القمل"قملۃ کی جمع ہے اور اصل میں اس کیڑے کے لئے "القمل" (قاف کے کسرہ کے ساتھ) لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ "القملۃ" (مادہ جوں) کے لقب کے لئے ام عقبقہ اور ام طلیحۃ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں مذکر جوں کی کنیت''ابوعقبہ''ہے۔بہت سی جوؤں کے لئے "بنات عقبۃ"اور''بنات الدردز''کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔''الدردز''کا مطلب''الخیاطۃ''(درزی) ہے جوں کو''الدردز''(درزی) سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ درزی کے سلے ہوئے دو کپڑوں کے درمیان کی سلائی بھی جوؤں کی طرح دکھائی دیتی ہے۔اس لئے جوں کا نام''الدردز''رکھ دیا گیا ہے۔''قملۃ الذراع''کا مطلب ایک کیڑا ہے جو ٹڈی کی طرح اڑتا ہے۔اس کی جمع''قمل''آتی ہے۔جوہری کا یہی قول ہے "القمل''ایک معروف کیڑا ہے۔جو اس میل اور گندگی سے پیدا ہوتا ہے جو انسانوں کے کپڑوں یا جسم یا پرندے کے پروں انسانی بالوں وغیرہ میں پائی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ جگہ جہاں جوں موجود ہو بدبودار ہو جاتی ہے۔

جاحظ نے کہا ہے کہ بسا اوقات انسان "قمل الطباع" (ایسا انسان جس کے جسم پر متواتر جوئیں پیدا ہوتی ہیں) ہوتا ہے اگر چہ وہ صاف رہے'خوشبو لگائے اور ہر روز کپڑے تبدیل کرتا ہو)۔

جس طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک مرتبہ حج میں ایسا واقعہ پیش آیا (جوئیں انہیں تکلیف دے رہی تھیں) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ریشمی لباس پہننے کی اجازت طلب کی تو ہمیں ریشمی لباس پہننے کی اجازت دی گئی۔راوی کہتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم کو ریشمی لباس کی شدید ضرورت تھی (کیونکہ جوئیں انہیں تکلیف دے رہی تھیں) اس لئے ان دونوں حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ریشمی لباس پہننے کی اجازت ملی۔ حالانکہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بنی مغیرہ کے کسی آدمی کو دیکھا کہ اس نے ریشمی قمیص پہن رکھی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو مارنے کے لئے درہ اٹھایا۔بنی مغیرہ کے آدمی نے کہا کیا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ریشم کا لباس نہیں پہنا تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری ماں مرے کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جیسا ہے۔

جاحظ نے کہا ہے کہ جوں کی یہ طبعی خاصیت یہ ہے کہ یہ جس جگہ پیدا ہوتی ہے یا رہتی ہے اس چیز کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ چنانچہ سرخ بالوں کی جوں سرخ'سیاہ بالوں کی جوں سیاہ'اور سفید بالوں کی جوں سفید ہو گی۔چنانچہ جب بالوں کا رنگ تبدیل ہوتا ہے تو بالوں میں پائی جانے والی جوں کا بھی رنگ تبدیل ہو جاتا ہے کہتے ہیں کہ جوں ایسا حیوان ہے جس کی مادہ اپنے نر سے بڑی ہوتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جوں کے بچے بھی ہوتے ہیں اور یہ بچے جوں کے انڈوں سے ہوتے ہیں۔جس طرح''باب الصاد''میں ذکر کیا گیا ہے حاکم نے اپنی المستدرک کے اوائل میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! لوگوں میں سب سے زیادہ مصیبت کس کو اٹھانی پڑی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ مصائب اٹھانے پڑے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر اس کے بعد کن کو؟ حضور مکی مدنی سرکار سرکار ابد قرار بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علماء کرام کو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس کے بعد کن کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صالحین کو اور ان میں سے کسی کو جوؤں کی اذیت میں مبتلا کیا گیا یہاں تک کہ جوؤں نے ان کو اذیت دے کر قتل کر ڈالا اور ان صالحین میں سے بعض کو فقر کے ذریعے آزمایا گیا یہاں تک کہ ان میں سے بعض کے پاس سوائے ایک عباء کے جو ان کے جسم پر ہوتی تھی اور کوئی کپڑا نہ تھا لیکن پھر بھی ان صالحین میں سے ہر ایک مصائب پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرتا جس طرح تم میں سے کوئی انعام ملنے پر خوشی کا اظہار کرتا۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح مسلم کی شرط پر صحیح الاسناد ہے "القمل" (جوں) مرغیوں کبوتروں میں پائی جاتی ہے اور اسی طرح جوں بندوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ رہی "قملة النسر" (گدھ کی جوئیں) تو وہ پہاڑی مقامات پر رہتی ہیں۔ فارسی میں گدھ کی جوں کو "ورہ" کہا جاتا ہے۔ یہ جون جب کسی کو کاٹ لے تو اس کو قتل کر دیتی ہے یہ جوں (گدھ کی جوں) "القمل" (عام جوں) سے بڑی ہوتی ہے۔ اس کا نام "قملة النسر" ہے کیونکہ یہ گدھ میں پائی جاتی ہے۔

فائدہ: اہل علم کا بنی اسرائیل پر مسلط کی جانے والی "القمل" (جوں) کے بارے میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ وہ "اسوس" (سرسری) تھی جو گندم (کے دانہ) سے نکلتی ہے مجاہد سدی قتادہ اور کلبی نے کہا ہے کہ وہ اڑنے والی ٹڈی تھی جس کے پر ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے وہ "الدبا" تھی "الدبا" کا مطلب ایک چھوٹی ٹڈی ہے جس کے پر نہیں ہوتے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ "بنات الجرد" (ٹڈیوں کے بچے) تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ "الحمنان" تھی۔ الحمنان کا مطلب ایک قسم کی چیچڑی ہے۔ ابوزید نے کہا ہے کہ وہ "البراغیث" (پسو) ہے۔

حضرت حسن اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ وہ سیاہ رنگ کے چھوٹے کیڑے تھے۔ عطاء الخراسانی نے کہا ہے کہ وہ مشہور معروف (کیڑا) "القمل" (جوں) تھا۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ اپنا عصاء لے کر "اعفر جھیل" کی طرف گئے جو مصر کے ایک گاؤں میں واقع تھی جسے "عین شمس" کہا جاتا ہے سو آپ نے "اعفر جھیل" پر موجود ٹیلہ پر اپنا عصاء مارا۔ وہ ٹیلہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ان ٹکڑوں نے جوؤں کی شکل اختیار کر لی اور وہ پورے مصر میں پھیل گئیں اور مصر کے کھیتوں اور باغوں میں جو کچھ بھی تھا سب کو کھا گئیں۔ اس کے بعد وہ جوئیں لوگوں کے کپڑوں میں داخل ہو گئیں اور ان کے جسموں کے ساتھ چمٹ گئیں۔ ان جوؤں نے ان کو کاٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اہل مصر کا کوئی بھی آدمی کھانا کھاتا تو اس کے کھانے میں جوئیں بھر جاتیں کہا جاتا ہے کہ قبطی لوگ جوؤں کی اذیت سے زیادہ اور کسی اذیت میں مبتلا نہیں ہوئے کیونکہ جوئیں ان کے کھانے کی چیزوں مشروبات رہنے کی

جگہ، کپڑوں، بالوں، آنکھوں اور پلکوں کے ساتھ اس طرح چمٹ گئیں تھیں کہ گویا ان کے چیچک نکل آئی ہو۔ جوؤں کی وجہ سے نہ تو وہ سو سکتے تھے اور نہ ہی آرام کر سکتے تھے۔ وہ تمام لوگ چیختے چلاتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہم توبہ کرتے ہیں۔ آپ علیہ السلام ہمارے لئے اپنے رب عزوجل سے دعا کریں کہ وہ ہم پر سے اس مصیبت کو دور کر دے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر سے جوؤں کا عذاب سات دن بعد دور کر دیا۔ (یعنی وہ لوگ اس عذاب میں سات دن مبتلا رہے) نیز یہ عذاب ان پانچوں نشانیوں میں سے تھا جو اس آیت میں ذکر کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور گھن (یا بھی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں۔

(پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت 133)

یہ پانچ عذاب اب ان (قبطیوں) پر یکے بعد دیگرے نازل ہوتے رہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ ان پر ہر عذاب ایک ہفتہ تک مسلط رہتا اور ہر دو عذابوں کے درمیان ایک ماہ کا وقفہ کر دیا گیا تھا۔ حضرت ابن عباس، حضرت سعید بن جبیر، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم اور محمد بن اسحٰق نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جب جادوگر ایمان لے آئے اور فرعون مغلوب ہو کر واپس ہوا نیز فرعون اور اس کے متبعین نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور وہ اپنے کفر اور بنی اسرائیل کی اذیت رسانی پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک کے بعد ایک عذاب نازل کر دیا اور ان کو پہلے قحط اور پھلوں کی کمی کے ذریعے عذاب میں مبتلا کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس (فرعون اور اس کی قوم کے پاس) چار نشانیاں۔

"الید" (ہاتھ)

"والعصا" (عصاء)

"والسنین" (قحط سالی)

"ونقص الثمرات" (پھلوں کی کمی)

کے ساتھ آئے تو فرعون اور اس کی قوم نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور اپنے کفر پر اصرار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ "اے میرے رب تیرے بندے فرعون نے زمین میں سرکشی بغاوت اور غرور پر کمر باندھ رکھی ہے اور اس کی قوم نے تیرے وعدے کو توڑ دیا ہے۔ اے میرے رب تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دے تاکہ یہ ان کے لئے اور میری قوم بنی اسرائیل کے لئے نصیحت اور ان کے بعد آنے والوں کے لئے عبرت ہو"۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان پر بارش کا طوفان نازل کیا۔ بنی اسرائیل اور قبطیوں کے گھر ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے لیکن بارش کے طوفان کا پانی صرف قبطیوں کے گھر میں داخل ہوا یہاں تک کہ قبطیوں میں سے جو لوگ کھڑے ہوتے پانی ان کی گردن تک پہنچ جاتا اور جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے لیکن بنی اسرائیل کے گھروں میں طوفان کے پانی کا

ایک قطرہ بھی داخل نہیں ہوا اور پانی قبطیوں کی زمینوں میں کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے قبطی زراعت وغیرہ سے محروم ہو گئے۔ پانی کے طوفان کا عذاب قبطیوں پر ایک ہفتہ تک مسلط رہا۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطا رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قبطیوں پر آنے والے طوفان کا مطلب موت ہے وہب نے کہا ہے کہ "الطوفان" کا مطلب طاعون ہے جو مصر سے یمن تک پہنچ گیا تھا۔ قبطیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم سے یہ عذاب دور کر دے۔ اگر ہمارے اوپر سے یہ عذاب دور ہو گیا تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے اور ہم ضرور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سے طوفان کا عذاب دور کر دیا اور ان کے لئے اس سال وہ تمام چیزیں اگا دیں جو اس سے پہلے ان کے لئے نہیں اگیں تھیں۔ مثلاً غلہ، پھل اور چارہ وغیرہ سو قبطیوں نے کہا یہ پانی ہمارے لئے ایک نعمت ثابت ہوا ہے لیکن اس کے باوجود قبطی ایمان نہیں لائے۔ اور وہ ایک ماہ تک سکون سے رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیوں کو بھیج دیا۔ ان پر عذاب نازل کیا سو ٹڈیاں ان کے کھیتوں کی پیداوار اور ان کے پھلوں اور درختوں کے پتوں کو کھا گئیں، یہاں تک کہ ٹڈیاں ان کے گھروں کے دروازوں، گھروں کی چھتوں، لکڑی، کپڑے، کھانے پینے کا سامان اور دروازوں کی کھونٹیوں وغیرہ کو جو لوہے کی تھیں کو بھی کھا گئیں۔ اس عذاب کی وجہ سے قبطی سخت تکلیف میں گرفتار ہو گئے۔ اور بھوکے مرنے لگے لیکن ٹڈیوں نے بنی اسرائیل کی کسی بھی چیز کو نقصان نہیں دیا۔ قبطی مایوس ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو خوشامد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجئے تاکہ وہ اس عذاب کو ہم سے دور کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ٹڈیوں کا عذاب دور کر دیا۔ قبطی سات دن تک ٹڈیوں کے عذاب میں مبتلا رہے۔

مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میدان میں کھڑے ہوئے اور آپ علیہ السلام نے اپنے عصاء سے مشرق اور مغرب کی طرف اشارہ فرمایا تو ٹڈیاں جہاں سے آئیں تھیں اسی طرف لوٹ گئیں۔ قبطی اپنے کفر پر قائم رہے۔ اور انہوں نے اسی حالت میں ایک مہینہ آرام سے گزارا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر جوؤں کو بھیجا سو قبطی جوؤں کے عذاب سے بہت تنگ ہوئے اور جب مایوس ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو خوشامد کرنے لگے اور سوال کرنے لگے کہ اس عذاب کو ہم سے دور کر دیجئے اور کہنے لگے کہ ہم توبہ کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی کو وہ جوؤں کے عذاب کو اٹھا لے۔ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر سے جوؤں کا عذاب اٹھا لیا۔ بعد اس کے کہ قبطی سات دن تک اس عذاب میں رہے تھے۔ قبطیوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور برے اعمال کی طرف لوٹ گئے۔ قبطیوں نے ایک ماہ سکون سے گزارا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈکوں کو بھیج دیا۔ ان کے گھر مینڈکوں سے بھر گئے۔ مینڈک قبطیوں کے بستروں، کھانے پینے کی اشیاء اور برتنوں میں داخل ہو گئے سو اگر کوئی آدمی اپنے کھانے یا برتن سے مینڈک نکالتا تو مینڈک دوبارہ اس میں داخل ہو جاتا، یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی کلام کرتا تو مینڈک کود کر اس کے منہ میں گھس جاتا۔ اسی طرح ان کی ہانڈیوں میں سالن و دیگر چیز پکاتے ہوئے آ کر گر جاتے۔ ان کے گندھے ہوئے آٹے میں مینڈک گھس جاتے اور اگر کوئی شخص سوتا تو مینڈک اس کے بدن

اور چارپائی پر بہت زیادہ جمع ہو جاتے' یہاں تک کہ اس کے لئے کروٹ لینی مشکل ہو جاتی اور وہ آدمی خوفزدہ ہو کر چیخنا شروع کر دیتا۔ قبطی مایوس ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے آپ اپنے رب سے دعا کریں اور وہ ہم سے یہ عذاب دور کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی سو اللہ تعالیٰ نے ان سے مینڈکوں کا عذاب اٹھالیا۔ قبطی سات دن تک اس عذاب میں مبتلا رہے۔ اس کے بعد قبطیوں نے ایک ماہ سکون سے گزارا پھر انہوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور کفر کی طرف لوٹ گئے۔

سو اللہ تعالیٰ نے ان پر خون کا عذاب ڈال دیا۔ دریائے نیل میں پانی کی بجائے خون بہنے لگا۔ ان کے شہروں کے تمام کنویں اور چشمے خون سے بھر گئے۔ انہوں نے اس معاملہ کی شکایت فرعون سے کی ایک قبطی نے کہا کہ ہمارے پینے کا پانی نہیں ہے۔ فرعون نے کہا اصل میں تم پر جادو کیا گیا ہے۔ فرعون نے ایک قبطی اور اسرائیلی کو ایک برتن پر پانی پینے کے لئے جمع کیا۔ اسرائیلی کی طرف برتن میں پانی بھر گیا اور جس طرف سے قبطی پانی پینا چاہتا تھا وہاں خون ہو گیا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کو طلب کیا اور ایک قبطی عورت کو بلایا اور ایک برتن میں بنی اسرائیل کی عورت سے پانی بھروایا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کی اس عورت نے برتن میں پانی بھرا تو وہ پانی ہی رہا خون نہیں بنا۔

فرعون نے قبطی عورت سے کہا کہ وہ اس برتن سے پانی پی لے لیکن اس بنی اسرائیل کی عورت کے ہاتھ سے پیئے۔ جب قبطی عورت نے برتن کو ہاتھ لگایا اور پانی پینے کے لئے برتن کو اپنی طرف جھکایا تو برتن کا پانی خون میں بدل گیا۔ لیکن بنی اسرائیل کی عورت کی طرف کا پانی خون میں نہیں بدلا۔ قبطیوں نے بہت کوشش کی بنی اسرائیل کی مدد سے ہماری پیاس بجھ جائے لیکن ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔ چنانچہ ایک قبطی عورت جو پیاس کی وجہ سے پریشان تھی۔ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت سے کہا کہ وہ اپنے منہ میں پانی بھرے اور پھر وہ پانی اس کے منہ میں ڈال دے۔ بنی اسرائیل کی عورت نے اپنے منہ میں پانی بھر کر اس قبطی عورت کے منہ میں ڈالا لیکن پانی قبطی عورت کے منہ میں جاتے ہی خون ہو گیا۔ نیز فرعون بھی پیاس کی شدت سے مضطرب ہو گیا یہاں تک کہ اس نے درختوں کی شاخوں کو چاٹنا شروع کر دیا تاکہ ان سے تری حاصل ہو سکے لیکن درخت کی ان ٹہنیوں سے فرعون کو صرف نمک اور کھار کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ قبطی ایک ہفتہ تک اس حالت میں رہے۔ وہ نہیں پیتے تھے مگر خون' وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب عزوجل سے دعا کریں کہ وہ ہم سے اس خون کے عذاب کو دور کر دے۔ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے پاس بھیج دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر سے خون کا عذاب دور کر دیا لیکن وہ ایمان نہیں لائے۔

سو اسی لئے اللہ عزوجل نے فرمایا: پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھا لیتے۔ (پارہ 9 سورہ الاعراف آیت 135)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس عذاب کا مطلب پانی کا طوفان' ٹڈی' جوں' مینڈک اور خون کا عذاب ہے لیکن حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ''الرجز'' کا مطلب طاعون ہے یہ چھٹا عذاب تھا۔ (جو پانچ عذابوں کے علاوہ تھا جو آیت میں بیان ہوئے ہیں) جن میں قبطیوں کو مبتلا کیا گیا تھا' یہاں تک کہ ایک دن میں قبطیوں کے ستر ہزار آدمی اس عذاب

(طاعون) کی وجہ سے مر گئے تھے۔

حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سے روایت بیان کی حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے اپنے والد محترم کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (طاعون ایک عذاب ہے) جو بنی اسرائیل یا تم سے پہلے کی امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ جب تم سنو کہ کسی خطہ (شہر، ملک وغیرہ میں طاعون کی بیماری پھیلی ہوئی ہے تو تم اس خطہ میں نہ جاؤ اور اگر تم اس خطہ میں ہو تو وہاں سے بھاگ جاؤ)۔ (رواہ عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما)

قبطیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گزارش کی کہ وہ اس عذاب کو دور کرنے کے لئے اپنے رب سے دعا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے اپنے رب عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس عذاب کو دور کر دیا۔ لیکن قبطی اپنے وعدے سے پھر گئے اور ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ نے کفر اور سرکشی کی وجہ سے فرعون اور اس کے سرداروں کو سمندر میں غرق کر دیا۔

اصل میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کی غرقابی کے بارے میں "باب الحاء" میں الحصان کے تحت بھی گزر چکا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور محمد بن منکدر نے فرمایا ہے کہ فرعون نے چار سو سال تک حکومت کی۔ اور اس کی عمر چھ سو بیس برس تھی۔ نیز اس مدت میں اس نے کسی قسم کی اذیت محسوس نہیں کی اگر فرعون کو چھ سو بیس برس میں ایک دن بھی بھوک کی یا ایک رات بخار کی یا ایک ساعت جسم میں کسی درد کی تکلیف ہوتی تو فرعون ہرگز ربوبیت کا دعویٰ نہ کرتا علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصاء کے ساتھ "اعفر جھیل" کی طرف چلے۔ انہوں نے جھیل کے کنارے پر موجود ٹیلے پر اپنا عصاء مارا جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور ٹیلے کے ان ٹکڑوں نے جوؤں کی شکل اختیار کر لی اور پھر یہ جوئیں پورے مصر میں پھیل گئیں۔ پھر وہ مصری قبطی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنے رب عزوجل سے دعا کریں کہ وہ ہم سے اس عذاب کو دور کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا لیکن اس کے باوجود قبطی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف لوٹ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈکوں کا عذاب مسلط کر دیا۔ مینڈک ان کے بستروں، کپڑوں میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی گفتگو کرتا تو مینڈک اچھل کر اس کے منہ میں گھس جاتے سو قبطیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گزارش کی کہ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب کو دور کر دیا لیکن قبطی پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر خون کا عذاب مسلط کر دیا۔ ان کا پانی خون میں تبدیل ہو گیا۔ ایک قبطی آدمی پانی کی تلاش میں کنویں پر گیا اس نے کنویں میں ڈول ڈال کر پانی نکالنا چاہا لیکن اس کے ڈول میں پانی کی بجائے خون تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر "الرعاف" کا عذاب بھی مسلط کیا تھا۔

فائدہ: حضور اکرم نور مجسم، شفیع معظم، نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوں کو کھجور کی گٹھلی کے ذریعے قتل کرنے سے منع فرمایا کیونکہ کھجور کی گٹھلی کو ضرورت کے وقت اہل عرب کھالیا کرتے تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھجور کی گٹھلی کی تخلیق اس مٹی سے ہوئی تھی جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد بچ گئی تھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھجور کی گٹھلی جانوروں کی غذا بھی ہے۔

حکم: جوں کو کھانا حرام ہے جب محرم (جس نے احرام باندھا ہو) کے بدن یا کپڑوں میں جوئیں پڑ جائیں تو محرم کے لئے ان جوؤں کو اپنے بدن سے ہٹانا یا کپڑوں سے ہٹانا مکروہ نہیں ہے۔ اگر محرم جوں کو قتل کردے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ لیکن محرم کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے سر اور داڑھی سے جوئیں نکالے۔ اگر محرم نے ایسا کیا اور اس نے سر اور داڑھی سے جوئیں نکال کر ان کو قتل کر دیا تو اس پر صدقہ واجب ہوگا۔ اگر چہ ایک لقمہ ہی کیوں نہ ہو۔

اکثر اہل علم کا یہ قول ہے کہ یہ صدقہ تو صرف مستحب ہوگا یہ بھی کہا گیا ہے کہ صدقہ واجب ہوگا لیکن یہ صدقہ جوں کے فدیہ کے طور پر نہیں ہے کہ جوں کے کھانے کی حلت پر دلالت کرے بلکہ یہ صدقہ اس آرام وسکون کے بدلے میں ہے جو محرم کو سر اور داڑھی سے جوئیں نکالنے پر حاصل ہوا ہے۔ امام ترمذی نے ایک مفید بات بیان کی ہے کہ جب کوئی آدمی رفع حاجت کے وقت جوں وغیرہ کو پائے تو اسے قتل نہ کرے بلکہ اس کو زمین میں دفن کردے۔ اصل میں مروی ہے کہ جو شخص قضائے حاجت کے وقت جوں کو قتل کر دیتا ہے تو شیطان اس کے بالوں میں شب باشی کرتا ہے سو شیطان اس آدمی کو چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رکھتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو آدمی قضائے حاجت کے وقت جوں کو قتل کر دے تو وہ ہمیشہ غموں میں گھرا رہے گا۔

فتاویٰ قاضی خان میں ذکر ہے کہ جوں کو زندہ پھینکنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن ادب یہ ہے کہ جوں کو قتل کر دیا جائے۔

مسئلہ: جوؤں کو دور کرنے کے لئے ریشم کا لباس پہننا جائز ہے کیونکہ ریشم کی خاصیت یہ ہے کہ جوں اس کے قریب نہیں آتی۔ حضور اکرم نور مجسم، شفیع معظم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو جوؤں کی اذیت سے محفوظ رہنے کے لئے ریشم کا لباس پہننے کی اجازت دی تھی جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ سفر میں ریشمی لباس نہ پہنچا جائے۔ شیخ ابو محمد جوینی اور ابن صلاح نے کہا ہے کہ سفر میں بھی ریشمی لباس پہن سکتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ریشم کا لباس پہننا مطلقاً ناجائز ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ قول بعید ہے۔

مسئلہ: اگر مصلیٰ (نماز پڑھنے والا) اپنے کپڑوں میں جوں یا پسو دیکھے تو شیخ ابو حامد کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا ان سے غافل ہو جائے انہیں ہلاک نہ کرے سو اگر وہ نمازی ان کو اپنے ہاتھ سے جھاڑ دے یا روکے رکھے یہاں تک کہ وہ نماز سے غافل ہو جائے تو ایسا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر نمازی نے نماز کے دوران جوں اور پسو کو قتل کر دیا تو جلد کے علاوہ خون کی رخصت سے جوں، پسو کا خون معاف ہے۔ نماز نہیں ٹوٹے گی اور اگر نمازی نے نماز کے دوران جوں یا پسو کو قتل

کر دیا تو ان کی جلد نمازی کے ناخنوں یا کپڑوں کے ساتھ چمٹ گئی تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

لیکن شیخ ابو حامد کا ایک قول یہ ہے کہ نماز کے دوران نمازی کے لئے جوں اور پسو کو قتل کر دینا اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح نماز کے دوران بچھو اور سانپ کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں سو اگر نمازی نے نماز کے دوران جوں اور پسو کو اپنے ہاتھ سے روکے رکھا تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

قمولی نے کہا ہے کہ نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جوں کو مسجد سے باہر پھینک دے۔ کیونکہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں جوں پائے تو اسے چاہئے کہ جوں کو اپنے کپڑوں ہی میں روکے رکھے یہاں تک کہ وہ مسجد سے باہر نکل آئے (یعنی مسجد سے باہر نکل کر جوں کو پھینک دے)۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں صحیح سند کے ساتھ مکہ مکرمہ کے شیخ جن کا تعلق ''قبیلہ قریش'' سے تھا سے ایک حدیث میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے اپنے کپڑوں میں جوں کو پایا سو اس نے جوں کو پکڑ لیا تا کہ جوں کو مسجد ہی میں پھینک دے۔ تو حضور اکرم، نور مجسم، شفیع المذنبین، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو بلکہ تم جوں کو اپنے کپڑوں میں لوٹا دو، یہاں تک کہ تم مسجد سے باہر نکل جاؤ۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی طرح کی ایک روایت نقل کی ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے کپڑوں میں جوں کو دیکھا اس حال میں کہ وہ آدمی مسجد میں موجود تھا۔ تو اس نے جوں کو پکڑ کر خاک میں دفن کر دیا۔

پھر کہا: ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا ہمارے زندوں اور مردوں کی۔ (پارہ 29 سورہ المرسلت آیت 25،26)

مجاہد سے بھی اسی کی طرح روایت مروی ہے کہ حضرت مالک بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دوران نماز پسو اور جوں کو قتل کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے نماز کے دوران حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جوں کو قتل کرتے ہوئے دیکھا لیکن وہ جوں سے کھیلتے نہیں تھے۔

اسی طرح بزار، طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جوں کو پائے تو اسے چاہئے کہ وہ جوں کو دفن کر دے۔ ابو عمر بن عبد البر نے ''التمہید'' میں لکھا ہے کہ جوں اور پسو کے بارے میں ہمارے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ وہ کھانا جس میں جوں اور پسو گر کر مر جائیں نہیں کھانا چاہئے کیونکہ جوں اور پسو دونوں ناپاک ہیں۔ اور یہ دونوں ایسے حیوان ہیں جو جاندار کے خون پر زندگی گزارتے ہیں۔ یہ جاندار کا خون چوستے ہیں اور یہی ان کی غذا ہے۔ اس لئے یہ دونوں ناپاک ہیں۔ اسی طرح سلیمان بن سالم قاضی کندی افریقی فرماتے ہیں: اگر پانی میں جوں مر جائے تو اس پانی کو نہ پیا جائے بلکہ پھینک دیا جائے اور اگر گوندھے ہوئے آٹے میں جوں مر جائے تو اس آٹے کی پکی ہوئی روٹی نہ کھائی جائے۔ اگر جوں کسی جامد چیز میں گر کر مر جائے تو جہاں جوں

پڑی ہوئی ہے۔اس جگہ سے اس کے اردگرد سے وہ جامد چیز نکال کر پھینک دی جائے جس طرح چوہے کے جامد چیز میں مرجانے پر کیا جاتا ہے۔

خواص: جاحظ نے کہا ہے کہ مجذومین (جزام کے مریض) کے کپڑوں میں جوئیں پیدا نہیں ہوتیں۔ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کی حکمت یہ ہے کہ مجذومین کو جوؤں سے شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے جزام کے مریض کے جسم اور کپڑوں میں جوؤں کی پیدائش کو روک دیا ہے۔اگر کوئی آدمی زندہ جوں کو پھینک دے تو وہ آدمی نسیان کے مرض میں مبتلا ہو جائے گا۔اسی طرح ابن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں حضرت ابی عبداللہ حاکم بن عبداللہ ایلی کے حالات میں ایک صحیح روایت نقل کی ہے کہ حضور شاہِ مدینہ' قرارِ قلب وسینہ' فیض گنجینہ' صاحب معطر پسینہ' صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ خصائل نسیان میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

چوہے کا جھوٹا کھانا۔

جوں کو زندہ چھوڑ دینا۔

رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

قطار کو توڑ دینا۔

گوند چبانا

ترش سیب کھانا۔

ایک روایت میں ہے:

ترش سیب کھانا۔

چوہے کا جھوٹا کھانا۔

اور جوں کو زندہ پھینک دینا نسیان پیدا کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جوں کو زندہ پھینک دے وہ غم میں مبتلا ہو جائے گا۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبروں کی تختیاں پڑھنا' عورتوں کے درمیان چلنا' جس کو کھانسی دی جائے اس کو دیکھنا۔ہرا دھنیا کھانا اور گرم روٹی کھانا نسیان پیدا کرتا ہے۔ نیز حلوہ میٹھے کھانے' شہید پینے اور ٹھنڈی روٹی کھانے سے ذہن تیز ہوتا ہے۔عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سیاہ رنگ کے جوتے پہننا بھی نسیان پیدا کرتا ہے۔

عورت کے پیٹ میں بچہ یا بچی کے معلوم کرنے کا طریقہ: اگر کوئی آدمی یہ معلوم کرنا چاہے کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی تو اسے چاہئے کہ ایک جوں اپنی ہتھیلی پر رکھ لے اور پھر حاملہ عورت اپنا دودھ نکال کر ایک قطرہ اس پر ڈال دے۔اگر جون دودھ کے قطرہ میں سے رینگ کر باہر نکل آئے تو حمل لڑکی کا ہے اور اگر جوں دودھ کے قطرے سے باہر نہ نکل سکے تو حمل لڑکے کا ہے۔

جوں کے مزید خواص: اگر کسی آدمی کا پیشاب رک جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے بدن کی ایک جوں پکڑ کر اپنے آلہ تناسل کے سوراخ میں رکھ دے اسی وقت پیشاب جاری ہو جائے گا۔ اگر کوئی عورت اپنے سر کے بالوں کو چقندر کے پانی سے دھولے تو اس کے سر میں کبھی جوئیں نہیں پڑیں گی۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنے سر میں روغن قرطم لگالے تو اس کے سر کی تمام جوئیں مر جائیں گی۔ اگر انسان اپنے سر کو سرکہ اور سمندر کے پانی سے دھولے تو انسان کے جسم میں موجود تمام جوئیں ہلاک ہو جائیں گی۔ اگر تل (چھوٹے چھوٹے باریک دانے جن کا رنگ سفید ہوتا ہے) کے تیل میں پارہ ملا کر اور جسم پر ملا جائے تو سر اور کپڑوں میں جوئیں نہیں پڑیں گی۔

تعبیر: جوں کو خواب میں دیکھنے کی چند صورتیں ہیں سو اگر کسی نے خواب میں اپنی نئی قیص میں جوں دیکھی تو اس کی تعبیر مال سے دی جائے گی اور اگر یہی خواب کسی بادشاہ نے دیکھا تو اس کی تعبیر لشکر اور مددگاروں سے دی جائے گی۔ اور اگر اس قسم کا خواب کسی حاکم نے دیکھا تو اس کی تعبیر مال و دولت کی کثرت سے دی جائے گی جو شخص خواب میں اپنے پرانے کپڑے میں جو وہ پہنتا ہے جوں دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا مقروض ہے اور اس کا قرض بڑھنے کا ڈر ہے۔ خواب میں جوں کو زمین پر رینگتے ہوئے دیکھنا دشمن پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ جوں نے اسے کاٹ لیا ہے اور جوں کے کاٹنے کی وجہ سے اسے خارش ہو رہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے آدمی سے قرض خواہ اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کرے گا۔ مادہ جوں کو خواب میں دیکھنا عورت پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ایک آدمی آیا ہے اور اس نے میری قیص میں سے ایک جوں پکڑ لی ہے اور پھر جوں کو زمین پر ڈال دیا ہے۔ حضرت امام ابن سرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس آدمی کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دو گے چنانچہ کچھ دن بعد ایسا ہی ہوا۔ جیسا حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ جوں اس کے سینے پر اڑ رہی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ اس کا نوکر یا اس کا غلام یا اس کا لڑکا بھاگ جائے گا۔ خواب میں بہت سی جوؤں کو دیکھنا قید یا بیماری پر دلالت کرتا ہے۔ بسا اوقات جوں کو خواب میں دیکھنا عیال پر دلالت کرتا ہے۔ جوں کو خواب میں دیکھنا بادشاہ کے لشکر اور اس کے مددگاروں پر دلالت کرتا ہے جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس نے جوں کھالی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی آدمی کی غیبت کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں جوں کھانے کے ساتھ ساتھ اس کا خون بھی دیکھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا مالدار آدمی کی غیبت کرے گا۔ خواب میں جوں کو قتل کرنا دشمنوں کے غضب پر دلالت کرتا ہے۔

القمقام

"القمقام" اس کا مطلب چھوٹی چھوٹی چیچڑیاں ہیں جو جوؤں کی ہی ایک قسم ہیں۔ جو بالوں کی جڑوں میں سختی کے ساتھ چپک جاتی ہیں۔ اس کے واحد کے لئے "قمقامة" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کا نام "العامة الطبوع" بھی ہے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔

قندر

"قندر" علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب خشکی اور پانی میں پایا جانے والا ایک جانور ہے جو بڑی بڑی نہروں میں رہتا ہے یہ جانور مچھلی کو کھاتا ہے یہ جانور خشکی میں سمندر کے کناروں پر اپنا گھر بناتا ہے اس کے گھر میں دو دروازے ہوتے ہیں اس حیوان کو 'جند بادستر' بھی کہتے ہیں اصل میں جیم کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

القندس

"القندس" ابن دحیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب پانی کا کتا ہے اس کا تفصیلی ذکر کاف کے باب میں آئے گا۔

القنعاب

"القنعاب" اس کا مطلب "سنجاب" کی طرح کا ایک حیوان ہے جو پہاڑی بکرے کی ایک قسم ہے۔

القنفذ

"القنفذ" (فاء کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب خشکی کا ایک حیوان (سیہی) ہے اس کی کنیت کے لئے ابوسفیان اور ابوالشواک کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی مادہ کی کنیت کے لئے "ام دلدل" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "القنافذ" ہے اس جانور کو رات کے وقت بکثرت نکلنے کی وجہ سے "العساعس" بھی کہا جاتا ہے۔ نیز "القنفذ" کو "انقد" بھی کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم "قنفذ" ہے جو سرزمین مصر میں پائی جاتی ہے اور یہ چوہے کے برابر ہوتی ہے دوسری قسم "دلدل" ہے جو عراق اور شام میں پائی جاتی ہے اور یہ "کلب قلطی" کے برابر ہوتی ہے ان دونوں اقسام میں وہی فرق ہے جو "الجرذ" (چوہے کی قسم) اور "الفار" چوہا میں ہوتا ہے کہتے ہیں کہ جب "القنفذ" جانور (سیہی) کو بھوک لگتی ہے تو یہ الٹے سر انگور کی بیلوں پر چڑھ جاتا ہے سو یہ جانور انگور کے خوشے کاٹ کر زمین کے نیچے پھینک دیتا ہے۔ پھر یہ جانور نیچے اتر جاتا ہے اور ان خوشوں کو اپنی ضرورت کے مطابق کھالیتا ہے۔ اگر اس جانور کے بچے بھی ہوں تو یہ انگور کے باقی خوشے اپنے کانوں میں لٹکا کر اپنے بچوں کے لئے لے جاتا ہے۔ یہ جانور صرف رات کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ یہ جانور سانپ کھانے کا بہت شوقین ہوتا ہے۔ نیز اس جانور کو سانپ کھانے کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا جب اس جانور کو سانپ ڈس لیتا ہے تو یہ پودینہ کھالیتا ہے جس کی وجہ سے یہ جانور شفایاب ہو جاتا ہے۔ اس پر سانپ کے زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ اس جانور کے منہ میں پانچ دانت ہوتے ہیں۔ خشکی کا نر "قنفذ" (سیہی) کھڑا ہو کر جفتی کرتا ہے اور جفتی کرتے وقت نر قنفذ کی پشت مادہ قنفذ کے پیٹ کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔

حضرت امام طبرانی نے اپنی "معجم الکبیر" میں اور حافظ ابن منیر الحلبی و دیگر محدثین نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ اندھیری رات میں جبکہ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ آج مجھے عشاء کی نماز حضور پاک صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع مل

جائے تو یہ میرے لئے باعث غنیمت ہوگا۔ میں نے ایسا ہی کیا کہ نماز کے لئے چل پڑا۔ حضور انور شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا قتادہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! (اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں) پھر میں نے کہا کہ میں نے یہ سمجھ کر کہ آج کی رات نمازیوں کی تعداد تھوڑی ہوگی تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں گا۔ اللہ کے رسول' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جب نماز سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صاحب معراج' صاحب قرآن' صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تھی اور فرمایا کہ یہ شاخ تمہارے آگے دس چراغوں کا کام کرے گی اور تمہارے پیچھے بھی دس چراغوں جتنی روشنی دے گی۔ حضور نبی مکرم' صاحب جودونوال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک شیطان تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے گھر میں گھس گیا ہے۔ تم اس شاخ کے ساتھ واپس جاؤ یہ شاخ تمہارے لئے روشنی فراہم کرے گی' یہاں تک تم اپنے گھر میں پہنچ جاؤ گے۔ گھر میں پہنچ کر شیطان کو گھر کے ایک کونہ میں پاؤ گے۔ تم اس شاخ سے اس شیطان کو مارنا۔ راوی کہتے ہیں میں مسجد سے باہر نکلا تو شاخ شمع کی طرح روشن ہوگئی' میں اس شاخ کی روشنی میں اپنے گھر میں پہنچ گیا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو دیکھا تو وہ سوئے ہوئے تھے۔ میں نے گھر کے کونے کی طرف دیکھا تو اس میں ایک قنفذ (سیہی) تھا' پس میں نے اس کو کھجور کی شاخ سے اسے مارا اور وہ گھر سے باہر نکل گیا۔

حضرت امام احمد اور بزار نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جن راویوں سے یہ روایت نقل کی ہے وہ تمام راوی صحیح (ثقہ) ہیں۔

فائدہ: حضرت امام بیہقی نے ''دلائل النبوۃ'' کے آخر میں حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ جن کا نام سماک ابن خرشہ ہے سے روایت کی ہے کہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم' نبی محتشم' شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ جب میں بستر پر سونے کے لئے لیٹا تو میں نے ایک آواز سنی جیسے چکی چلنے کی آواز ہو اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھنانے کی آواز ہو اور مجھے بجلی کی چمک جیسی چمک دکھائی دی۔ میں نے سر اٹھایا تو مجھے میرے گھر کے صحن میں ایک سیاہ سایہ نظر آیا جو بلند ہوتا اور پھیلتا جا رہا تھا۔ میں نے اس سیاہ سایہ کے قریب جا کر اس کی جلد کو چھوا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے سیہی کی جلد ہو۔ اس کے بعد میرے چہرے پر ایک آگ کی سی لپٹ آ کر لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابودجانہ تمہارے گھر میں جن ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ اور قلم طلب فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ (درج ذیل کلمات) لکھیں۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم هذا كتاب من محمد رسول رب العالمين الى من يطرق الدار من العمار والزوار الاطارقا يطرق بخير اما بعد فان لنا ولكم فى الحق سعة فان كنت عاشقا مولعا اوفاجرا مقتحما فهذا كتاب الله ينطق علينا وعليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون ورسلنا يكتبون ماتمكرون اتركوا صاحب كتابى هذا وانطلقوا الى عبدة الا صنام

والی من یزعم ان مع اللہ الھا آخر لا الہ الا ھو کل شی ھالك الا وجھه له الحکم والیه ترجعون حم عسق تفرق اعداء اللہ وبلغت حجة اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم"۔

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم' نور مجسم' صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خط لے لیا اور اسے لپیٹ کر اپنے گھر لے آیا اور رات سوتے وقت اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا' میں رات کو سویا ہوا تھا کہ مجھے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی جس سے میری آنکھ کھل گئی۔ چیخنے والا کہہ رہا تھا اے ابودجانہ تم نے ان کلمات کے ذریعے ہمیں جلا دیا ہے تجھے اپنے صاحب کی قسم اس خط کو اپنے پاس سے ہٹا لے۔ ہم تیرے گھر میں یا تیرے پڑوس میں جہاں بھی یہ خط ہوگا وہاں نہیں آئیں گے۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: اللہ کی قسم اس خط کو میں نہیں ہٹاؤں گا یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لے لوں۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنوں کی چیخ وپکار کی وجہ سے میں رات بھر نہ سو سکا' یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ دوسرے دن صبح کے وقت میں نے حضور پاک' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کی بات بتائی۔ حضور پرنور' شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابودجانہ اب تم اس خط کو وہاں سے ہٹا دو اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے وہ جن قیامت تک اس دردناک عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ (رواہ البیہقی)

حکم: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "قنفذ" کا کھانا حلال ہے کیونکہ اہل عرب اسے بہت رغبت سے کھاتے ہیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قنفذ کی اباحت کا حکم دیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "قنفذ" حلال نہیں ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (قنفذ یعنی سیہی سے زیادہ گھومنے والا) کیونکہ قنفذ (سیہی) رات کے وقت بکثرت گھومتی رہتی ہے اس لئے یہ مثال مشہور ہوگئی۔

خواص: اگر سیہی کا پتا بدن کے اس حصہ پر مل دیا جائے جس حصہ کے بال اکھاڑنے ہوں تو پھر وہاں دوبارہ کبھی بال نہیں اگیں گے اگر سیہی کے پتا کو سرمہ کے طور پر آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو آنکھوں کی سفیدی ختم ہو جاتی ہے اگر سیہی کے پتا کو گندھک میں ڈال کر برص پر لگایا جائے تو برص ختم ہو جائے گا۔ اگر سیہی کا پتا پانی میں حل کر کے پی لیا جائے تو جذام' سہال اور پچش کے لئے نافع ہے اگر سیہی کے پتا کو عرق گلاب میں ملا کر اس کا ایک قطرہ کسی بہرے آدمی کے کان میں ڈال دیا جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ بشرطیکہ کئی دن تک یہ عمل کیا جائے۔

سیہی کا گوشت کھانا' سل' جذام' برص' تشنج جیسے موذی امراض کے لئے نفع بخش ہے۔ اگر سیہی کی چربی' خون اور اس کے پنجر کی مالش کسی ایسے شخص کے کی جائے جو عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے جنسی طور پر کمزور ہو تو آدمی شفایاب ہو جائے گا۔ اگر سیہی کی تلی شراب میں ملا کر اس آدمی کو پلائی جائے جو تلی کے درد میں مبتلا ہو تو وہ آدمی ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر سیہی کا گردہ خشک

کر کے سیاہ چنے کے پانی میں ملا کر پیس لیں اور پھر یہ اس آدمی کو پلایا جائے جو عسر البول کے مرض میں مبتلا ہو تو وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر سیہی کو قتل کر کے اس کا سر کسی ایسی تلوار کے ساتھ کاٹ لیا جائے جس کے ذریعے کسی انسان کو قتل نہ کیا گیا ہو اور پھر اس کو کسی مجنون یا مصروع یا کسی حواس باختہ کے جسم پر لٹکا دیا جائے تو وہ شفایاب ہوگا۔ اگر زندہ سیہی کے داہنے پاؤں کے گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا جائے اور اس ٹکڑے کو کتان کے کپڑے میں لپیٹ کر ایسے شخص کے جسم پر لاعلمی میں لٹکا دیا جائے جو ٹھنڈے اور گرم بخار میں مبتلا ہو تو اس کا بخار ختم ہو جائے گا۔ جو بستر پر پیشاب کرنے کا عادی ہو اگر سیہی کا پیشاب شراب میں ملا کر کسی ایسے آدمی کو تین دن پلایا جائے جو اپنے مرض سے عاجز آ چکا ہو تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر سیہی کا دل ایسے شخص کے بدن پر لٹکایا جائے جسے چوتھیا بخار ہو تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر جذام کے مریض کے جسم پر سیہی کی چربی کی مالش کر دی جائے تو وہ اس کو فائدہ دے گی۔

تعبیر: قنفذ (سیہی) کو خواب میں دیکھنا مکر، دھوکہ، تجسس، احتقار (کسی کو حقیر سمجھنا) شر، تنگ دلی، جلدی غصہ آنے اور رحمت کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔ بسا اوقات سیہی کو خواب میں دیکھنا ایسے فتنے پر دلالت کرتا ہے جو جنگ کا باعث بننے والا ہو۔ (واللہ اعلم)

القنفذ البحری

''القنفذ البحری'' اس کا مطلب سمندری سیہی ہے۔ حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ سمندری سیہی کا اگلا حصہ بری سیہی کی طرح اور پچھلا حصہ مچھلی کی طرح ہوتا ہے۔ اس کا گوشت بہت اچھا ہوتا ہے ابن زہر نے کہا ہے کہ سمندری سیہی کے گوشت سے ''عسر البول'' کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس کے بہت زیادہ بال ہوتے ہیں اور نرم ہوتے ہیں۔

القنفشۃ

''القنفشۃ'' اہل بادیہ (دیہاتی لوگوں) کے نزدیک اس کا مطلب ایک معروف کیڑا ہے ابن سیدہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

القہبی

''القہبی'' (قاف کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب نر چکور ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ''العنکبوت'' مکڑی ہے۔

القمیبۃ

''القمیبۃ'' اس کا مطلب سفید اور سبز رنگ کا ایک پرندہ ہے جو مکہ مکرمہ میں پایا جاتا ہے یہ پرندہ چکور کی ایک قسم ہے۔ ابن سیدہ نے اسی طرح کہا ہے۔

القوافر

''القوافر'' اس کا مطلب مینڈک ہے۔ اصل میں باب الضاد میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

القواع

''القواع'' اس کا مطلب خرگوش ہے۔

القوب

''القوب'' اس کا مطلب پرندے کا چھوٹا بچہ ہے ''القائبة'' انڈے کے چھلکے کو کہتے ہیں۔

القوبع

"القوبع" (قاف کے ضمہ اور باء کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب سیاہ رنگ کا ایک پرندہ ہے جس کی دم سفید ہوتی ہے۔ یہ پرندہ اکثر اپنی دم کو حرکت دیتا رہتا ہے۔

القوثع

"القوثع" (ثا کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب "الظلیم" نر شتر مرغ ہے۔ "باب الضاد" میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

القوق

"القوق" (قاف کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب لمبی گردن والا پانی کا ایک پرندہ۔ "العباب" میں اسی طرح ذکر ہے۔

قوقیس

"قوقیس" حضرت امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جو سرزمین ہند میں پایا جاتا ہے۔ اس پرندے کی خصوصیت یہ ہے کہ جب اس پر شہوت کا غلبہ ہوتا ہے اور اس کی جفتی کا وقت آتا ہے تو یہ اپنے گھونسلہ میں بہت سی لکڑیاں اور خشک گھاس جمع کر لیتا ہے پھر نر اپنی چونچ کو اپنی مادہ کی چونچ سے رگڑتا ہے یہاں تک کہ ان دونوں کی چونچ ٹکرانے سے ایک آگ پیدا ہوتی ہے جو گھاس وغیرہ کو بھی لگ جاتی ہے اور اس طرح یہ دونوں نر اور مادہ آگ کی لپیٹ میں آ کر جل جاتے ہیں۔ جب بارش کا پانی ان پرندوں کی راکھ پر گرتا ہے تو اس راکھ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں پھر ان کیڑوں کے بال و پر نکل آتے ہیں پھر وہ اڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں پھر ان بچوں کا نر اپنے مادہ سے چونچ ٹکراتا ہے یہاں تک کہ ان کی چونچ کے ٹکرانے سے آگ پیدا ہوتی جس کی لپیٹ میں آ کر یہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔

قوقی

"قوقی" (پہلے قاف پر ضمہ اور دوسرے قاف پر کسرہ ہے) اس کا مطلب ایک عجیب و غریب قسم کی مچھلی ہے جس کے سر پر ایک کانٹا ہوتا ہے جو بہت مضبوط ہوتا ہے یہ مچھلی اس کانٹے کے ذریعے دشمن کو مارتی ہے۔ ملاحوں نے حکایت بیان کی ہے کہ یہ مچھلی جب بھوکی ہوتی ہے تو یہ کسی نہ کسی جانور پر گر جاتی ہے اور وہ جانور اس مچھلی کو کھا جاتا ہے پھر یہ مچھلی اس جانور کی آنتوں اور معدہ میں اپنا کانٹا مارنا شروع کر دیتی ہے جس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے اور اسی تکلیف کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے جب مچھلی کو محسوس ہوتا ہے کہ جانور کی موت واقع ہو چکی ہے تو یہ اس جانور کا پیٹ چیر کر باہر نکل آتی ہے اور جانور کو اپنی غذا بنا لیتی ہے۔ جب شکاری اس مچھلی کو شکار کرنا چاہتا ہے تو یہ اپنا کانٹا مار کر کشتی کو پانی میں ڈبو دیتی ہے جس کی وجہ سے شکاری بھی ہلاک ہو جاتے ہیں اور یوں یہ مچھلی ان شکاریوں کو کھا جاتی ہے۔ ملاح اس مچھلی کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ ملاح اس مچھلی کے حملہ سے بچنے کے لئے کشتی پر اس مچھلی کی کھال چڑھا دیتے ہیں کیونکہ اس مچھلی کا کانٹا اس کی کھال پر اثر نہیں کرتا۔ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

قید الاوابد

"قید الاوابد" اس کا مطلب عمدہ گھوڑا ہے۔ اس گھوڑے کو "قید الاوابد" اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے شکاری جانوروں کو اپنی گرفت سے نہیں نکلنے دیتا۔ جنگلی جانوروں کو "الاوابد الوحوش" کہتے ہیں۔ امرؤالقیس نے کہا ہے کہ

"ایک مضبوط گھوڑے کے ذریعے جو وحشی جانوروں کی قید ہے"۔

قیق

"قیق" (پہلے قاف پر کسرہ ہے) اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جو جسامت میں فاختہ کے برابر ہوتا ہے۔ اہل شام اس پرندے کو "ابزریق" کہتے ہیں۔ یہ پرندہ لوگوں سے مانوس ہوتا ہے اور جلد ہی تعلیم و تربیت کو قبول کر لیتا ہے۔ اصل میں "باب الزاء" میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

ام قثعم

"ام قثعم" (قاف کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب شتر مرغ، مکڑی، بجو، شیرنی وغیرہ ہے۔

ابو قیر

"ابو قیر" ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک معروف پرندہ ہے۔

ام قیس

"ام قیس" اس کا مطلب بنی اسرائیل کی گائے ہے۔ اصل میں "باب الباء" میں اور "باب العین" میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب الکاف

الکبش

"الکبش" مینڈھے کو کہا جاتا ہے اس کی جمع کے لئے "الکبش اور کباش" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

حدیث میں مینڈھے کا تذکرہ: محدثین کی ایک جماعت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم، شاہ بنی آدم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی جن کا رنگ سفید مائل ہوتا ہے۔ حضور سید السابقین، سراج السالکین، راحت العاشقین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے "بسم اللہ و اللہ اکبر" کہہ کر ان دونوں کے پہلوؤں پر پاؤں رکھا۔ (الحدیث)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 ذی الحجہ کو دو سینگ دار خصی مینڈھے ذبح کئے جن کے رنگ سفید مائل بہ سیاہی تھے۔ جب ان مینڈھوں کو قبلہ رخ لٹایا تو یہ کلمات کہے "انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما آنا من المشرکین الی قوله وانامن المسلمین" پھر فرمایا "اللهم منك والیك من محمد وامتك بسم الله والله اکبر۔

(اے اللہ یہ تیرے لئے ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ بہت بڑا ہے) پھر مینڈھوں کو ذبح کر دیا۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم)

ابن سعد نے اپنے "طبقات" میں روایت نقل کی ہے کہ حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں ایک ڈھال ملی جس پر ایک مینڈھے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضور شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تصویر پر اپنا دست مبارک رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس ڈھال پر مینڈھے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ نیز ایک اور روایت میں ہے کہ اس ڈھال پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضور شاہ خوشخصال، دافع رنج وملال صلی اللہ علیہ وسلم کو بری معلوم ہوئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا تھا۔ (رواہ ابن سعد فی الطبقات)

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین، رحمت للعالمین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بعض نبیوں پر وحی نازل فرمائی ہے اور حکم دیا کہ ان لوگوں سے فرما دیجئے جو ماسوائے دین کے فقیہ بنے پھرتے ہیں۔ علم حاصل کرتے ہیں مگر اس علم پر عمل نہیں کرتے اور آخرت کے بدلے دنیا طلب کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو

دکھانے کے لئے مینڈھے کی اون کے کپڑے بناتے ہیں لیکن ان کے دل ایلوے سے زیادہ تلخ ہیں اور ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں۔ آپ فرمادیں کہ وہ مجھے دھوکہ دے رہے ہیں اور مجھ سے مذاق کرر ہے ہیں۔ میں ضرور ان پر ایسی آفت مسلط کروں گا جس کے دور کرنے میں حکیم بھی عاجز و حیران ہو جائیں گے۔ (رواہ ابی داؤد وابن ماجہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار، بی بی آمنہ کے لال، سرکار ابد قرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو سامنے سے آتے دیکھا کہ وہ دو مینڈھوں کی کھال پہنے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اس شخص کی طرف دیکھو کہ اس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے منور فرمایا ہے اصل میں میں نے دیکھا تھا کہ اس کے والدین اس کو بہترین کھانا کھلاتے تھے اور پلاتے تھے اور میں نے اسے ایسے لباس میں دیکھا تھا جو سو درہم میں خریدا گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اس کو اس حال میں پہنچا دیا ہے کہ جسے تم دیکھ رہے ہو۔ (رواہ البیہقی فی الشعب)

حضرت خباب بن ارت فرماتے ہیں: میں نے حضور صاحب کائنات، صاحب معراج، صاحب معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ ہمارا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے وہ بھی ہیں جو وفات پا گئے اور انہوں نے دنیا میں اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھایا اور ان میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ اب غزوہ احد میں شہید ہوئے سو ہم نے ان کے کفن کے لئے ایک اون کے کپڑے کے سوا کچھ نہ پایا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر دہ اونی کپڑا آپ کے جسم پر ڈالا گیا تو وہ اس قدر چھوٹا تھا کہ اگر ہم آپ کے سر کو ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا رہ جاتا۔ اس حالت کو دیکھ کر حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ کپڑے سے مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس دے دو۔ اور ہم میں وہ بھی ہیں جن کا پھل پختہ ہو گیا اور اب وہ اس کو توڑنے والے ہیں۔ (رواہ البخاری ومسلم)

اس کا مطلب دنیا میں حاصل ہونے والی فتوحات ہیں جو نبی اکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حاصل ہوئیں۔

قرآن کریم میں مینڈھے کا تذکرہ: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ "وفدیناہ بذبح عظیم" اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عوض میں ذبح ہونے کے لئے جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا تھا۔ اس مینڈھے کو "عظیم" کہنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ مینڈھا چالیس سال تک جنت میں پھرتا رہا۔ اس واسطے اس کو عظیم کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ مینڈھا وہی ہے جسے ہابیل بن آدم علیہ السلام نے نذر میں چڑھا دیا تھا اور اس کی نذر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درست مبارک سے اتمام کو پہنچ جاتی تو یہ بھی ایک سنت قائم ہو جاتی اور مسلمانوں کو اپنے بیٹے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ذبح کرنے پڑتے۔

ذبح کے بارے میں اہل علم کا اختلاف: اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ذبح کا حکم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے تھا یا حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لئے۔ اہل علم کی ایک جماعت جن میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عباسؓ حضرت مسروقؒ حضرت عکرمہؒ حضرت عطاءؒ حضرت زہری اور حضرت سدی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ ان تمام حضرات کا مسلک یہ ہے کہ ذبح کا حکم حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لئے تھا اس لئے یہ واقعہ شام کے ملک میں پیش آیا تھا۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔

چنانچہ اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک ذبح کا حکم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے تھا سو اہل علم نے اس پر درج ذیل دلائل پیش کئے۔

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری ذبح کے قصہ سے فراغت کے بعد اور اس کے ساتھ دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"سو ہم نے خوشخبری دی اسے (حضرت سارہ) کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بیٹے یعقوب کی"۔

سو اگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح تسلیم کیا جائے تو اس آیت پر یہ اعتراض (نعوذ باللہ) وارد ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پشت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کا وعدہ فرمایا تو پھر حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم کیسے دیا جا رہا ہے؟

دوسری دلیل: محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک یہودی عالم سے جو مسلمان ہو گئے تھے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ تو اس نے جواب دیا حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ پھر اس کے بعد اس نو مسلم یہودی عالم نے کہا کہ اے امیر المومنین! یہودی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر یہودی صرف مسلمانوں سے حسد رکھنے کی وجہ سے اس قصہ کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ یہودی حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اپنا باپ سمجھتے ہیں۔

تیسری دلیل: حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں جو مینڈھا اللہ عزوجل نے بھیجا تھا اس کے سینگ بہت دیر تک خانہ کعبہ میں لگے رہے اور ان پر بنی اسمٰعیل (قریش) کا قبضہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حجاج بن یوسف کے درمیان جنگ ہوئی اور حجاج کی آتش بازی سے خانہ کعبہ کو آگ لگ گئی تو دوسرے سامان کے ساتھ یہ سینگ بھی جل کر خاک ہو گئے۔ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان سینگوں کو خانہ کعبہ کے ساتھ لٹکے ہوئے دیکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اسلام کے شروع ہی سے مینڈھے کے سینگ خانہ کعبہ کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے لیکن کوئی بھی ان کو خانہ کعبہ سے جدا نہ کر سکا۔

چوتھی دلیل: عرب کے مشہور ادیب حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو عمرو بن علاء سے سوال کیا کہ

حضرت اسحٰق علیہ السلام ذبیح تھے یا حضرت اسماعیل علیہ السلام؟ تو ابوعمرو نے کہا: اے اصمعی! تمہاری عقل کہاں جا رہی ہے حضرت اسحاق علیہ السلام مکہ میں کب رہے۔ البتہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدائش سے لے کر وفات تک مکہ مکرمہ میں رہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ہی اپنے والد محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔

پانچویں دلیل: محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھنے کا ارادہ فرماتے تھے تو براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچ جاتے اور وہاں شام تک قیام فرما کر رات کو واپس اپنے گھر "حبرون" آ جاتے۔ چنانچہ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے والد محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے اللہ کی عبادت اور اس کی حدود کی تعظیم کے بارے میں جو امیدیں وابستہ تھیں ان کو پورا کرنے کی طاقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اندر پیدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب کے ذریعے حکم دیا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو میرے راستے میں ذبح کر دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذی الحجہ کی آٹھویں شب میں یہ خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا آپ سے کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اللہ کی طرف سے یہ خواب ہے یا شیطانی وسوسہ ہے۔ اسی وجہ سے آٹھ ذی الحجہ کو "یوم الترویہ" شک کا دن کہا جاتا ہے۔

جب رات ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہی خواب دوبارہ دیکھا' جب صبح ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس یقین کے ساتھ بیدار ہوئے کہ قربانی کا حکم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ 9 ذی الحجہ کو "یوم عرفہ" کہنے کا یہی سبب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذبح کرنے کا پکا ارادہ فرمایا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبح کرنے کے لئے ایک مینڈھا بھیج دیا۔

فائدہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم' نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو موت کو ایک سفید مینڈھے کی شکل میں جنت اور جہنم کے درمیان لا کر کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اے اہل جنت تمہیں کبھی بھی موت نہیں آئے گی اور تم ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے اور اے اہل جہنم تمہیں اب کبھی موت نہیں آئے گی۔ تم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔ پھر رسول پرنور' شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ وانذرھم یوم الحسرۃ اذقضی الامر ترمذی کی روایت میں ہے کہ اہل جنت اور اہل جہنم سے کہا جائے گا کہ کیا تم لوگ اسے جانتے ہو؟ وہ سب کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے۔ اس مینڈھے کو لٹایا جائے گا اور اسے ذبح کر دیا جائے گا۔

نیز ترمذی ہی کی روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لئے حیات ابدی کا فیصلہ فرما دیا تو اگر کوئی خوشی سے مرتا تو اہل جنت مر جاتے اور اسی طرح جہنمیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے حیات ابدی کا فیصلہ فرما دیا تو اگر کوئی غم سے مرتا تو اہل جہنم مر جاتے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے مینڈھے کو ذبح کرنے والے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ہوں گے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ذبح کیا جائے گا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے نام میں حیات ابدی کی طرف اشارہ ہے۔ ''کتاب الفردوس'' کے مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام موت کے مینڈھے کو ذبح کریں گے۔ واللہ اعلم

دوسرا فائدہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ابونعیم کی کتاب ''الحلیۃ'' میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک گھر ساتویں آسمان میں ہے جسے ''البیضاء'' کہا جاتا ہے۔ اس مکان میں مومنین کی روحیں مرنے کے بعد جمع ہوتی ہیں۔ جب اہل دنیا میں سے کوئی مومن مر جاتا ہے اور اس کی روح ''البیضاء'' میں پہنچتی ہے تو دوسری روحیں اس سے دنیا کے حالات کے بارے میں پوچھتی ہیں جس طرح پردیسی آدمی اپنے ہم وطن سے اپنے گھر والوں کے بارے میں سوال کرتا ہے۔

تیسرا فائدہ: بونی نے اپنی کتاب ''اللمعۃ النورانیۃ'' میں ایک عجیب وغریب راز کی بات لکھی ہے کہ جب کسی انسان کو قتل یا عذاب وغیرہ سے اپنی جان کا اندیشہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ''تندرست توانا مینڈھا جو قربانی کے جانوروں کی طرح جملہ عیوب سے پاک ہو اس کو کسی سنسان جگہ پر قبلہ رخ کر کے جلدی سے ذبح کرے۔ نیز ذبح کرتے وقت یہ کلمات کہے ''اللھم ھذا لك ومنك اللھم انه فدائی فتقبله منی'' نیز اس مینڈھے کے خون کو مٹی میں دفن کر دے تاکہ اس کا خون کسی کے پاؤں کے نیچے نہ آئے اور اس کے بعد اس کے گوشت کے ساٹھ حصے کرے اور سری' پائے' کلیجی' کھال وغیرہ بھی تقسیم کر دے لیکن اس کے گوشت میں سے نہ تو خود کھائے اور نہ ہی اپنے اہل وعیال ورشتہ داروں کو کھلائے بلکہ فقراء ومسکین میں سارا گوشت تقسیم کر دے۔ بونی کہتے ہیں کہ یہ عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کے کرم وفضل سے اس کے سر سے وہ مصیبت دور ہو جائے گی۔ یہ عمل متفق علیہ اور مجرب ہے۔

سوا گر ڈر پہلے سے کم ہو تو اس صورت میں ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ کلمات کہے ''اللھم انی استکفنی الامر الذی اخافه بھم وھؤلاء اسلك بانفسھم وارواجھم وعزائمھم ان تخلصنی مما اخاف واحذر'' انشاء اللہ اس عمل سے اس کی تکلیف دور ہو جائے گی یہ عمل بھی مجرب اور متفق علیہ ہے۔ اہل طریقت اس پر عمل کرتے ہیں۔

مینڈھوں کو آپس میں لڑانے کا شرعی حکم: مینڈھوں کو مرغیوں کی طرح آپس میں لڑانا حرام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی من حدیث مجاہد)

''کتاب الکامل'' میں غالب بن عبداللہ جزری کی سوانح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث مذکور ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ''ان اللہ تعالیٰ لحن من یحرش بین البھائم'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے

جانوروں کو آپس میں لڑانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اس حدیث کی بناء پر حلیمی نے تحریش (جانوروں کو آپس میں لڑانے) کو حرام ومنع قرار دیا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول تحریم کا ہے اور دوسرا قول کراہت کا ہے۔

خواص: مینڈھے کے طبی فوائد درج ذیل ہیں۔

1۔ اگر مینڈھے کا خصیہ تل کر اس شخص کو کھلا دیا جائے جو رات کو بستر پر پیشاب کر دیتا ہے تو انشاء اللہ شفا نصیب ہوگی۔ بشرطیکہ اس کے کھانے پر مداومت کرے۔

2۔ اگر کوئی عورت ولادت کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مینڈھے اور گائے کی چربی ''آب گندنا'' میں ملا کر عورت کی اندام نہانی میں رکھی جائے تو انشاء اللہ ولادت کی تکلیف دور ہو جائے گی اور بچہ آسانی سے پیدا ہو جائے گا۔

3۔ اگر مینڈھے کا گردہ نسوں سمیت نکال کر دھوپ میں خشک کر کے روغن زنبق میں ملا کر اس جگہ ملا جائے جہاں پر بال نہ اگتے ہوں تو اس جگہ بال نکل آئیں گے۔

4۔ اگر مینڈھے کا ''پتا'' عورتوں کی چھاتیوں میں ملا جائے تو دودھ نکلنا بند ہو جائے گا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرق النساء کے علاج کے لئے عربی سیاہ مینڈھے کی دم کی تعریف کی ہے لیکن یہ مینڈھا نہ بہت بڑا ہو اور نہ بہت چھوٹا ہو بلکہ درمیانہ ہو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مینڈھے کی دم کے تین حصے کر کے ایک حصہ کو روزانہ ابال کر تین دن تک پیا جائے۔ (رواہ احمد بن حنبل)

اس حدیث کو حاکم وابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ''حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرق النساء کی شفاء میں ہے کہ مینڈھے کی دم لے کر تین حصے کئے جائیں اور پھر ان میں سے ہر ایک حصہ ایک ایک دن (تین دن تک) روزانہ نہار منہ پیا جائے''۔ (رواہ ابن ماجہ والحاکم)

عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ یہ علاج ان دیہاتیوں کے لئے زیادہ مفید ہے جو خشکی کی وجہ سے ''عرق النساء'' کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔

تعبیر: خواب میں مینڈھے کو دیکھنا شریف آدمی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ابن آدم کے بعد مینڈھا ''اشرف الدواب'' ہے۔ اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلہ میں اس کا فدیہ دیا گیا تھا۔ اگر کسی آدمی نے خواب میں اپنے پاس مینڈھے کا خصیہ دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو کسی شریف آدمی کا مال حاصل ہوگا یا کسی شریف آدمی کی لڑکی سے اس کا نکاح ہوگا۔ اگر کسی نے بلا ضرورت خواب میں مینڈھا ذبح کیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی بڑے آدمی کو قتل کرے گا۔ نیز اگر اس نے خواب میں کھانے کے لئے مینڈھا ذبح کیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی بڑے شخص کے ظلم سے نجات پائے گا اور اگر بیمار آدمی خواب میں مینڈھے کو کھانے کے لئے ذبح کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ تمام تفکرات والجھنوں سے نجات پائے گا اور اگر خواب میں مینڈھے کو کھانے کے لئے

دیکھنے والا قیدی ہے تو اس کو قید سے رہائی ملے گی اور اگر خواب دیکھنے والا مقروض ہے تو اس کا قرض ادا ہو جائے گا اور اگر بیمار ہے تو شفا نصیب ہوگی۔ واللہ اعلم

الکرکند

"الکرکند" گینڈے کو کہا جاتا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اسماعیل بن محمد الامیر کے ہاتھ کی بنی گینڈا کی ایک تصویر دیکھی۔ گینڈا "چین و ہند" کے جزائر میں پایا جاتا ہے۔ گینڈے کی لمبائی سو ہاتھ اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ گینڈے کے تین سینگ ہوتے ہیں ایک سینگ اس کی پیشانی پر اور باقی ایک ایک اس کے دونوں کانوں پر ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گینڈے کے سینگ بہت مضبوط ہوتے ہیں اور یہ اپنے سینگوں سے ہاتھی کو مار کر اس کو سینگوں پر اٹھا لیتا ہے اور آرام سے مردہ ہاتھی کو سینگوں پر لٹکائے پھرتا ہے۔ گینڈے کا بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں چار سال تک رہتا ہے۔ جب ایک سال پورا ہو جاتا ہے تو بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے اپنا سر باہر نکال لیتا ہے اور ارد گرد کے درخت چر لیتا ہے۔ جب چار سال پورے ہو جاتے ہیں تو یہ ماں کے پیٹ سے نکل کر بجلی کی تیزی سے ماں سے دور بھاگ جاتا ہے تاکہ اس کی ماں اس کو چاٹ نہ سکے۔ اس لئے کہ گینڈے کی ماں کی زبان پر بہت موٹا کانٹا ہوتا ہے اگر وہ اپنے بچے کو چاٹ لیتی ہے تو ایک ہی لحہ میں بچے کا گوشت ہڈیوں سے جدا ہو جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے چین کے بادشاہ جب کسی کو سخت سزا دینا چاہتے ہیں تو اس شخص کو مادہ گینڈے کے سامنے ڈالنے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ مادہ گینڈا چند لمحوں میں اس کے تمام جسم کو چاٹ لیتی ہے اور پھر اس آدمی کے جسم پر ہڈیوں کے ڈھانچے کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہتا۔

جاحظ کے نزدیک "الکرکند" کی بجائے "الکرکدن" ہے۔ گینڈے کو "حمار ہندی اور حریش" بھی کہا جاتا ہے۔ گینڈا ہاتھی کا دشمن ہوتا ہے۔ گینڈے کی پیدائش کی جگہ بلاد ہند اور نوبہ ہیں۔

گینڈے کے سر میں ایک بڑا سینگ ہوتا ہے جس کے وزن کی وجہ سے یہ اپنا سر بہت زیادہ اوپر نہیں اٹھا سکتا اور ہمیشہ اس کا سر جھکا ہوا رہتا ہے۔ نیز یہ سینگ گینڈے کے سر یا پیشانی پر بہت ہی مضبوطی سے قائم ہوتا ہے اور اس سینگ کی نوک بہت ہی تیز ہوتی ہے۔ گینڈا اسی سینگ کے ذریعے ہاتھی کا مقابلہ کرتا ہے اور ہاتھی کے دونوں دانت اس سینگ کے مقابلے میں کچھ فائدہ نہیں دیتے۔ چنانچہ اگر گینڈے کے سینگ کو لمبا پھیلا دیا جائے تو اس میں مختلف قسم کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں کہیں مور کی تصویر کہیں ہرن کی تصویر کہیں مختلف قسم کے پرندوں اور درختوں اور کہیں آدمیوں کی شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ اور کہیں صرف سیاہ رنگ نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ان عجیب وغریب نقشوں کی وجہ سے گینڈے کے سینگوں کی تختیاں بنا کر ان کو شاہی تختوں اور کرسیوں پر لگایا جاتا ہے اور سوداگر لوگ گینڈے کے سینگ سے بنی ہوئی تختیوں کو بہت بھاری قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔ اہل ہند کا خیال ہے کہ جس جنگل میں گینڈا ہوتا ہے اس میں دور دور تک کوئی دوسرا جانور نہیں رہتا یہاں تک کہ جنگلی جانور اپنی اور گینڈے کی رہائش کے درمیان ہر سمت سے سو فرلانگ کا فاصلہ رکھتے ہیں۔

گینڈے کا شرعی حکم: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گینڈا حلال ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم کے نزدیک گینڈا حرام ہے۔

خواص: گینڈے کے خواص درج ذیل ہیں:

1۔ گینڈے کے سینگ کے سر پر موڑ کے مخالف جانب ایک شاخ ہوتی ہے اس کے خواص بڑے عجیب وغریب ہیں۔ اس کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اگر اس میں جھانک کر دیکھا جائے تو اس میں گھڑ سوار کی شکل نظر آتی ہے۔ یہ چیز بادشاہوں کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہوتی۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعے ہر قسم کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

2۔ اگر درد قولنج کا مریض اس شاخ کو اپنے ہاتھ میں لے لے تو وہ جلد شفایاب ہو جائے گا۔ نیز اگر عورت ولادت کی تکلیف کے وقت اس شاخ کو اپنے ہاتھ میں لے لے تو فوراً ولادت ہو جائے گی اور اگر اس شاخ کو پیس کر کسی مرگی والے مریض کو پلا دی جائے تو فوراً افاقہ ہو جائے گا۔

3۔ اسی طرح جو شخص اس شاخ کو اپنے پاس رکھے گا وہ اگر گھوڑے پر سوار ہو تو گھوڑا اس کو نہیں گرائے گا۔

4۔ اگر اس شاخ کو گرم پانی میں ڈال دیا جائے تو پانی فوراً ٹھنڈا ہو جائے گا۔

5۔ اگر گینڈے کی داہنی آنکھ کسی انسان کے بدن پر لٹکا دی جائے تو اس کی ساری تکلیف دور ہو جائے گی اور جنات اور سانپ اس کے قریب نہیں آئیں گے۔

6۔ گینڈے کی بائیں آنکھ تپ لرزہ میں مفید ہے۔

7۔ گینڈے کی کھال سے تلواریں بنائی جاتی ہیں اور گینڈا کی کھال سے بنی ہوئی کھال پر تلوار اثر انداز نہیں ہوتی۔

خاتمہ: ابوعمر بن عبدالبر نے "کتاب الامم" میں لکھا ہے کہ اہل چین کا سب سے قیمتی زیور گینڈے کے سینگ سے تیار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں طرح طرح کے نقوش ہوتے ہیں۔ ان سینگوں کی پٹیاں بنائی جاتی ہیں۔ گینڈے کے سینگ سے بنی ہوئی ایک پٹی کی قیمت چار ہزار مثقال سونے تک پہنچ جاتی ہے۔ اہل چین کے نزدیک یہ سونے سے بھی زیادہ قیمتی سمجھا جاتا ہے۔ اہل چین سونے کے مقابلہ میں گینڈے کے سینگ سے بنے زیورات کو قیمتی سمجھتے ہیں اور سونے سے اہل چین اپنے گھوڑوں کے لگام اور کتوں کی زنجیریں بنواتے ہیں۔

ابوعمر بن عبدالبر کہتے ہیں کہ اہل چین سفید رنگ مائل بہ زردی ہوتے ہیں اور ان کی ناک چپٹی ہوتی ہے۔ اہل چین زنا کو مباح سمجھتے ہیں اور یہ زنا سے بالکل انکار نہیں کرتے۔ چنانچہ آفتاب برج حمل میں پہنچتا ہے تو اہل چین کے ہاں ایک عید منائی جاتی ہے جس میں یہ لوگ سات دنوں تک خوب کھاتے ہیں اور پیتے ہیں۔ اہل چین کی مملکت بہت وسیع ہے اہل چین کی مملکت میں تین سو شہر اور بکثرت عجائبات ہیں۔

چین کی آبادی کی اصل اس طرح ہے کہ عامور بن یافث بن نوح علیہ السلام سب سے پہلے اس سرزمین پر آئے اور انہوں نے اور ان کی اولاد نے بہت سے شہر آباد کئے اور ان شہروں میں طرح طرح کے عجائبات رکھے۔ عامور نے چین میں

تین سو سال تک حکومت کی پھر اس کے بعد عامور کا بیٹا صاین بن عامور بادشاہ بنا اور اس نے دو سو سال تک حکومت کی چنانچہ صاین کے نام پر اس سلطنت کا نام "صین پڑ گیا اور بعد میں "صین" کو چین کہا جانے لگا۔

صاین بن عامور نے اپنے باپ کی شکل کا سونے کا ایک بت بنوایا اور اسے سونے کے ایک تخت پر رکھوا دیا۔ اس قوم نے اس بت کی پرستش شروع کر دی اور پھر صاین کے بعد آنے والے تمام بادشاہوں نے عبادت کا یہ طریقہ جاری رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ صابی مذہب کے موجد یہی لوگ ہیں۔ ابوعمر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ چین کے عقب میں برہنہ لوگوں کی ایک قوم آباد تھی۔ اس قوم کے بعد افراد تو اپنے بالوں سے اپنی ستر پوشی کرتے ہیں بلکہ بعض افراد ایسے ہیں جو سورج کے طلوع ہوتے ہی بھاگ کر غاروں میں داخل ہو جاتے ہیں اور غروب آفتاب تک غاروں میں رہتے ہیں۔ اس قوم کے افراد کی خوراک سانپ کی چھتری کی قسم کی ایک جڑی بوٹی اور بحری مچھلیاں ہیں۔ چنانچہ ان تفصیلات کے بعد ابوعمر بن عبدالبر نے اپنی کتاب میں یاجوج ماجوج کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر بن عبدالبر نے اپنی کتاب کا اختتام اس حدیث پر کیا ہے کہ "حضور اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کی دعوت یاجوج ماجوج تک پہنچی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں میرا گزر یاجوج ماجوج پر ہوا تو میں نے ان سے کہا میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا"۔

(رواہ ابوعمر بن عبدالبر فی کتاب الامم)

<u>تعبیر:</u> گینڈے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ظالم و جابر بادشاہ سے دی جاتی ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گینڈے کو خواب میں دیکھنا جنگ اور جھگڑے کی علامت ہے۔ واللہ اعلم

الکرکی

"الکرکی" اس کا مطلب بڑی بطخ ہے۔ اس کی جمع "الکراکی" آتی ہے۔ اس کا لقب، ابوعریان، ابوعنیا، ابوالعیز، ابونعیم اور ابوالھصیم آتی ہے۔

"الکرکی" ایک بڑا آبی پرندہ ہے جس کا رنگ خاکی ہوتا ہے اور اس کی ٹانگیں پنڈلیوں سمیت لمبی ہوتی ہیں۔ اس کی مادہ جفتی کے وقت نہیں بیٹھتی اور نر و مادہ جفتی سے جلدی فارغ ہو جاتے ہیں۔ یہ پرندہ امراء کے لئے بہت مفید ہے کیونکہ یہ طبعاً بہت چوکنا اور محافظ واقع ہوا ہے۔ چنانچہ یہ پرندہ پہرے داری کا فرض باری باری انجام دیتا ہے۔ جس کی باری ہوتی ہے وہ آہستہ آہستہ گنگناتا رہتا ہے تاکہ دوسروں کو معلوم ہو کہ وہ اپنا پہرہ داری کا فرض انجام دے رہا ہے۔ جب اس کی باری ختم ہو جاتی ہے تو دوسرا نیند سے جاگ جاتا ہے اور بالکل اسی طرح پہرہ دینے لگ جاتا ہے یہ ان پرندوں کی طرح ہیں جو موسم کے لحاظ سے اپنی رہنے کی جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ پرندہ گرمیاں کسی مقام پر اور سردیاں کسی دوسرے مقام پر گزارتا ہے اور بعض اوقات یہ پرندہ نقل مکانی کے سلسلے میں ہزاروں میل کا سفر طے کرتا ہے اس پرندے کی کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جو پورا سال ایک ہی جگہ پر رہتی ہیں۔ بطخ کی فطرت میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا بہت پایا جاتا ہے۔

اس قسم کی بطخیں علیحدہ علیحدہ پرواز نہیں کرتیں۔ بلکہ ایک قطار میں ایک ساتھ اڑتی ہیں۔ بطخوں کی اس قطار میں ایک "قار"

بڑی بطخ سب سے آگے رہتی ہے اور باقی پیچھے ہوتی ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد یہ ترتیب بدل جاتی ہے اور مقدم کی ڈیوٹی بھی پاسبانی کی طرح باری باری انجام دیتی ہیں یہاں تک جو شروع میں سب سے آگے ہوتی ہے وہ بعد میں سب سے پیچھے ہو جاتی ہے۔ بڑی بطخ کی فطرت میں یہ عنصر پایا جاتا ہے کہ جب اس کے ماں باپ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کی اولاد ان کی مددگار ہوتی ہے۔ ابوالفتح کشاجم اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ۔

اتـخـذ فـي خـلة الـكـراكـي   اتـخـذ فيك خـلة الـوطـواط

انـا ان لـم تبـرنـي فـي غـنـاء   فـبـري تـرجـوا جواز الصـراط

''تو میرے لئے ''قار'' (بڑی بطخ) کی عادت اختیار کر اور میں تیرے لئے چمگادڑ کی عادت اپناؤں گا''۔

''اگر تو میرے ساتھ بھلائی کرے تو قیامت کے دن تو پل صراط سے گزرنے کی امید کر سکتا ہے''۔

سو''خلته الوطواط'' کے معنی یہ ہیں کہ چمگادڑ پرواز کے وقت اپنے بچوں کو اپنے جسم کے ساتھ چمٹائے رہتی ہے اور انہیں اپنے جسم سے علیحدہ نہیں کرتی۔ علامہ قزوینی کہتے ہیں کہ بڑی بطخ بعض وقت اپنی ایک ٹانگ پر کھڑی رہتی ہے اور اگر دوسری ٹانگ زمین پر رکھتی ہے تو بہت آہستہ آہستہ سے رکھتی ہے اس خوف سے کہ کہیں وہ زمین میں نہ دھنس جائے۔ مصر کے بادشاہ اور امراء بڑی بطخ کے شکار میں بہت زیادہ مال خرچ کرتے ہیں۔

فائدہ: ابن ابی الدنیا اور دیگر محدثین حضرات نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم، شفیع معظم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو کیسے پتا چلا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ اور اس علم کے آپ کے پاس کیا ذرائع تھے؟ حضور شاہِ بنی آدم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ایک زمین پر اترا اور دوسرا آسمان میں لٹکا رہا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہی وہ شخص ہیں؟ اس کے ساتھی نے جواب دیا ہاں یہی ہیں اس نے جو لٹکا تھا اپنے ساتھی سے کہا ان کا ان کی امت کے ایک شخص سے وزن کرو سو میرا وزن میری امت کے ایک شخص کے ساتھ کیا گیا تو میرا وزن زیادہ رہا۔ لٹکے ہوئے فرشتے نے کہا کہ اسے سو مردوں کے ساتھ ان کا وزن کیا جائے؟ میرا وزن ایک سو مردوں کے ساتھ کیا گیا تو میرا وزن زیادہ رہا۔ پھر لٹکے ہوئے فرشتے نے کہا انہیں ایک ہزار افراد کے ساتھ تولا جائے؟ تو میرا وزن ایک ہزار افراد کے ساتھ کیا تو میرا پلڑا بھاری رہا۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے فرشتے سے کہا ان کا پیٹ چاک کرو۔ میرا پیٹ چاک کیا گیا میرا دل نکالا گیا۔ میرے دل سے شیطانی غذا اور جما ہوا خون نکال دیا گیا۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ان کے شکم کو پانی سے بھر کے دھو ڈالو۔ پھر ایک فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا ان کے پیٹ کو ٹانکے لگا دو۔ چنانچہ دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر میرے شکم کو ٹانکے لگا دیئے اور میرے کندھوں کے درمیان مہر نبوت قائم کر دی۔ جس طرح اب تم دیکھ رہے ہو۔ پھر اس کے بعد وہ فرشتے میرے پاس سے چلے گئے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم

مبارک پر مہر نبوت نہیں تھی۔ چنانچہ اس مہر نبوت کی صفات کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے اور اس سلسلے میں علماء کے بیس اقوال ہیں۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ مہر نبوت ایک پچھنے جیسا نشان ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مہر نبوت کے اردگرد تل تھے اور ان پر سیاہ بال تھے اور کسی نے کہا ہے کہ مہر نبوت سیب کی شکل وصورت کی تھی اور اس پر "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

حکم: بڑی بطخ تمام اہل علم کے نزدیک حلال ہے۔

خواص: بڑی بطخ کا گوشت سرد وخشک ہے اور اس میں چکنائی نہیں ہوتی۔ نیز اس بڑی بطخ کا گوشت بہترین تصور کیا جاتا ہے جو باز کے ذریعے شکار کی گئی ہو۔ اس بطخ کا گوشت محنتی لوگوں کے لئے مفید ہوتا ہے مگر دیر سے ہضم ہوتا ہے چنانچہ اس کے مضر اثرات کو گرم مصالحوں سے دور کیا جا سکتا ہے۔ بڑی بطخ کا گوشت کھانے سے گاڑھا خون پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ گوشت گرم مزاج والوں اور نوجوانوں کے لئے بہت مفید ہے بڑی بطخ کا گوشت کھانے کا بہترین وقت موسم سرما ہے۔ بڑی بطخ کا گوشت کھانے کے بعد شہد کے حلوہ سے منہ میٹھا کرنا پسندیدہ ہے اور اس طرح گوشت ہضم ہو کر پیٹ سے آسانی سے نکل جاتا ہے۔ بڑی بطخ کا گوشت کھانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک یا دو دن کے وقفے کے بعد کھایا جائے کیونکہ لگاتار گوشت کا استعمال درست نہیں ہے۔ بڑی بطخ کو پکانے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی ٹانگوں میں پتھر باندھ کر لٹکا دیا جائے تا کہ اس کا گوشت نرم پڑ جائے اور پھر اس کے بعد اس کو خوب پکایا جائے۔ بڑی بطخ کا پتا گنجا پن دور کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر بڑی بطخ کا پتا اور دماغ "زنبق" میں ملا کر اس آدمی کے دماغ میں ڈالا جائے جس کو "نسیان" کی بیماری ہو تو اس کی بیماری دور ہو جائے گی اور اس کو تمام بھولی ہوئی باتیں یاد آ جائیں گی۔ اگر کسی شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کے بدن پر بالکل بال نہ اگیں تو اس کو چاہئے کہ تھوڑا سا "ذراریح" (ایک قسم کا گوشت) اور اس کے ہم وزن بڑی بطخ کی ہڈی کا گودا لے کر آپس میں اچھی طرح ملا کر اس جگہ لگائے تو جہاں پر یہ گوشت لگایا جائے گا وہاں بال نہیں نکلیں گے۔

تعبیر: بڑی بطخ کو خواب میں دیکھنا اس کی تعبیر مسکین وغریب آدمی سے دی جاتی ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑی بطخ کی کثیر تعداد کا مالک ہو گیا ہے یا اس کو بڑی بطخ کی بہت زیادہ تعداد کسی نے تحفہ میں دی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس شخص کو مال حاصل ہوگا۔ اگر کسی نے خواب میں بڑی بطخ کو پکڑا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بد خلق کا داماد بنے گا۔

الکروان

"الکروان" (کاف پر زبر اور راء مہملہ کے ساتھ) یہ بطخ کی طرح کا ایک پرندہ ہے۔ جو رات بھر نہیں سوتا' کروان کے معنی نیند کے ہیں' چنانچہ اس کا نام اس کی ضد ہے۔ کیونکہ یہ اپنے نام کے برعکس رات بھر نہیں سوتا "الکروان" کے مؤنث کے لئے "کروانۃ" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس کی جمع "کروان" کاف کے کسرہ کے ساتھ آتی ہے جس طرح کہ "ورشان" ہے۔

لنا یوم الکروان یوم تطیر الابسات ولا نطیر
فاما یومھن فیوم سوء تطار دھن بالعرب الصقور
واما یومنا فنظل رکبا وقوفا ما نحل ولا نسیر

''ہمارے لئے ایک دن ہے اور ایک دن ''کروان'' کے لئے بھی ہے لیکن ''کروان'' خشک میدانوں میں پرواز کر سکتے ہیں مگر ہم پرواز نہیں کر سکتے''۔

''کروان'' کا دن برا ہے کیونکہ شکاری پرندے ان کو لڑ کر بھگا دیتے ہیں''۔

''اور ہمارا دن ہمارے لئے باعث نحوست ہے کہ ہم اونٹوں پر سوار برابر کھڑے رہتے ہیں کہ نہ تو ہم اتر سکتے ہیں اور نہ ہی واپس جا سکتے ہیں''۔

سوان اشعار میں عمرو بن ہند کی طرف اشارہ ہے کہ اس لئے کہ عمرو بن ہند نے طرفہ اور ملتمس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا سو عمرو نے ایک خط ملتمس کو اور ایک طرفہ کو دیا کہ ان خطوط کو ایک عامل مکعبر کی طرف پہنچا دیں۔ عمرو بن ہند کے مکعبر کے لئے ان خطوط میں ملتمس اور طرفہ کو زندہ درگور کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔ طرفہ قتل کر دیا گیا اور ملتمس بچ گیا کیونکہ اس نے مضمون پڑھ لیا تھا چنانچہ ملتمس کا خط عرب میں مثال بن گیا۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں ''کتاب الزکاۃ'' کے آخر میں اس خط کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ عیینہ بن حصن فزاری اور اقرع بن حابس تمیمی نبی اکرم' نورِ مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حاجت طلب کی۔ حضور اکرم' صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حاجت پوری کرنے کا حکم دیا اور اس بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطوط لکھوائے اور ان دونوں کے حوالے کر دیئے۔ اقرع نے خط لیا اور اسے اپنے عمامہ میں لپیٹ کر اپنی قوم کی طرف چل دیا۔ لیکن عیینہ نے اپنا خط لے لیا اور نبی اکرم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا! اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ دیکھتے ہیں کہ میں آپ کا خط لے کر اپنی قوم کی طرف جا رہا ہوں لیکن مجھے نہیں پتا کہ اس خط میں کیا لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کی مثال تو وہی ہوئی جو ملتمس کے خط کی تھی۔ رسولِ انور' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے پاس اس قدر مال ہو جو اسے دوسروں سے سوال کرنے سے مستغنی کر دے لیکن وہ پھر بھی دوسروں سے سوال کرے تو ایسا شخص اپنے حق میں دوزخ کی آگ کی کثرت کرتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کیا چیز ہے جو اس کو سوال سے مستغنی کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قدر کھانا جو اس کی صبح و شام کھانے کے لئے کافی ہو۔

کروان کا شرعی حکم: ''کروان'' کے حلال ہونے پر تمام اہل علم کا اجماع ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (کروان سے زیادہ بزدل) یہ مثال اس لئے دی جاتی ہے کہ جب شکاری ''کروان'' کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ ''کروان زمین پر اتر آتی ہے اور شکاری اس کو کپڑا ڈال کر پکڑ لیتا ہے'' نیز یہ عجیب و غریب مثال ہے۔

خواص: علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''کروان'' کا گوشت اور چربی کھانے سے قوت باہ میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔

الکلب

''الکلب'' کتے کو کہا جاتا ہے مؤنث کے لئے ''کلبۃ'' اور جمع کے لئے ''اکلب'' اور ''کلاب'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ابن سیدہ نے اسی طرح لکھا ہے کہ بعض اہل علم نے ''کلب'' کی جمع کے لئے ''کلابات'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

''کلاب'' رسولِ اکرم' نبی محتشم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ایک شخص کا نام ہے۔ نبی اکرم' نورِ مجسم' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا شجرہ نسب یوں ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن عصر بن کنان بن خزیمہ بن مدرکہ بن بیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

کتا نہایت محنتی اور وفادار جانور ہے۔ اس کا شمار نہ درندوں میں اور نہ ہی بہائم (مواشی) میں ہوتا ہے۔ بلکہ ان دونوں کے بین بین ایک خلق مرکب واقع ہوا ہے کیونکہ گر اس کی طبیعت درندوں جیسی ہوتی تو یہ انسانوں سے مانوس نہ ہوتا اور اگر اس کی طبیعت ''بہائم'' جیسی ہوتی ہے تو یہ گوشت نہ کھاتا لیکن حدیث شریف میں اس پر بھیمہ کا ہی کا اطلاق ہوا ہے۔

کتے کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ اصلی' 2۔ سلوقی۔

سلوقی: سلوق کی طرف منسوب ہے جو ملک یمن کے ایک شہر کا نام ہے لیکن باعتبار طبیعت دونوں قسمیں برابر ہیں۔

کتے کو احتلام اور کتیا کو حیض آتا ہے نیز کتیا ساٹھ دن میں اور بعض اوقات ساٹھ سے بھی کم دنوں میں حاملہ ہو جاتی ہے۔ کتیا کے بچے پیدائش کے وقت اندھے ہوتے ہیں۔ کتیا کے بچوں کی آنکھیں پیدائش کے بارہ دن بعد کھلتی ہیں۔ کتا اپنی مادہ سے پہلے حد بلوغ کو پہنچ جاتا ہے کتیا کو ایک سال پورا کرنے کے بعد شہوت ہوتی ہے اور بعض اوقات اس سے بھی کم مدت میں شہوت ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ جب کتیا مختلف رنگوں کے کتوں سے ہم جفت ہوتی ہے تو اس کے بچوں میں بھی تمام ہی جفت ہونے والے کتوں کا رنگ آ جاتا ہے۔ کتوں کے اندر نشانات قدم کے پیچھے چلنے اور بو سونگھنے کا جو ملکہ ہے وہ دوسرے جانوروں میں نہیں پایا جاتا لیکن کتے کے اندر بعض خرابیاں بھی ہیں اور یہ ہیں کہ کتے کو ناپاک کھانا تروتازہ گوشت سے بھی زیادہ پسند ہے چنانچہ کتا اکثر گندی چیزیں ہی کھاتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات کتا اپنی کی ہوئی قے کو بھی دوبارہ کھا لیتا ہے۔ کتے اور بجو میں بہت زیادہ دشمنی ہے سو اگر کتا چاندنی رات میں کسی بلند مقام یا کسی مکان پر ہو اور اس کے سائے پر بجو کا قدم پڑ جائے تو کتا نیچے گر جاتا ہے اور بجو کتے کو پکڑ کر کھا لیتا ہے۔ اگر کتے کو بجو کی چربی کی دھونی دی جائے تو کتا پاگل ہو جائے گا۔ اس طرح اگر انسان اپنے پاس بجو کی زبان رکھ لے تو اس پر نہ کتے بھونکیں گے اور نہ ہی حملہ آور ہوں گے کتے کی فطرت میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ اپنے مالک کا محافظ ہوتا ہے اور اپنے مالک کی غیر موجودگی میں اس کے گھر کے حفاظت بلکہ ہر حال میں حفاظت کرتا ہے کتا رات کو جاگتا رہتا ہے اور اگر کبھی نیند کی حالت میں کتے کو جگانے کی ضرورت پڑے تو وہ اپنے مالک کے ایک اشارے پر نیند

سے جاگ جاتا ہے۔ کتا زیادہ تر دن میں سوتا ہے کیونکہ دن کے وقت پہرہ داری کی ضرورت کم پڑتی ہے۔ کتا نیند کی حالت میں بھی گھوڑے سے زیادہ سننے والا ''عقعق'' سے زیادہ چوکنا ہوتا ہے۔ نیز کتا سوتے وقت پلکوں کو بالکل بند نہیں کرتا بلکہ نیچے کی طرف جھکا لیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتے کا دماغ انسانی دماغ کے مقابلے میں زیادہ سرد ہوتا ہے کتے کی ایک عجیب وغریب طبیعت یہ ہے کہ یہ بڑے اور بارعب لوگوں کا اکرام کرتا ہے اور ان پر بھونکتا نہیں اور بعض اوقات ان کو دیکھ کر راستے سے بھی ہٹ جاتا ہے لیکن کالے اور غریب لوگ خاص طور پر میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے لوگوں پر خوب بھونکتا ہے۔ کتے کی فطرت میں دم ہلانا' اپنے مالک کو خوش رکھنا اور اپنے مالک سے محبت ظاہر کرنا موجود ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کتے کو بار بار دھتکارنے کے بعد بھی بلایا جائے تو یہ فوراً دم ہلاتا ہوا چلا جاتا ہے۔

کتے میں تادیب' تعلیم وتلقین قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے اور یہ تعلیم کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے' یہاں تک کہ اگر کتے کے سر پر چراغدان رکھا ہوا ہو اور ایسی حالت میں اس کے سامنے کھانے والی چیز ڈال دی جائے تو کتا اس کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کتے کے سر سے چراغدان اتار دیا جائے تو وہ ضرور اس کھانے والی چیز کی طرف متوجہ ہوگا۔

کچھ خاص دنوں کتے کو امراض سوداوی لاحق ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے کتے کے اندر ایک قسم کا جنون پیدا ہو جاتا ہے۔ جسے ''ہڑک'' کہتے ہیں اس مرض کی علامت یہ ہے کہ کتے کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور ان میں تاریکی چھا جاتی ہے۔ نیز کتے کے کانوں میں استرخاء پیدا ہو جاتا ہے' زبان کا لٹک جانا' رال بکثرت بہنا' ناک کا بہا' سر کا نیچے لٹک جانا اور ایک طرف کو ٹیڑھا ہو جانا' دم کا سیدھا ہو کر دونوں ٹانگوں کے درمیان میں آ جانا اور چلنے میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو جانا وغیرہ۔ جنون کی حالت میں کتے کو بھوک لگتی ہے لیکن کچھ نہیں کھاتا اور پیاس محسوس ہوتی ہے لیکن پانی نہیں پیتا اور بعض اوقات کتا پانی سے اس قدر ڈر محسوس کرتا ہے کہ کبھی کبھی پانی کے ڈر سے کتے کی موت ہو جاتی ہے۔ جنون کی حالت میں جب کوئی جاندار چیز کتے کے سامنے آتی ہے تو یہ اس کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے جنون کی حالت میں صحت مند کتے بھی اس کے قریب نہیں آتے اور اگر کبھی کوئی کتا اس کے سامنے آ جائے تو یہ ڈر کی وجہ سے اپنی دم ہلاتا ہے اور اس کے سامنے بالکل ساکت ہو جاتا ہے اگر کوئی پاگل کتا کسی انسان کو کاٹ لے تو وہ آدمی امراض ردیہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور وہ کتے کی طرح پاگل بھی ہو جاتا ہے۔ نیز کتے کی طرح انسان کو بھی بھوک اور پیاس لگتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ کچھ نہیں کھاتا اور نہ ہی پیتا ہے بلکہ پانی سے اس طرح ڈرتا ہے' جس طرح مجنون کتا ڈرتا ہے اور جب یہ مرض کسی آدمی کو پوری طرح لاحق ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے بول وبراز کے وقت کوئی چیز کتے کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی صورت میں خارج ہوتی ہے۔ ''الموجز فی الطب'' کے مصنف کا قول ہے کہ کتے کا پاگل پن جذام کی طرح ایک قسم کا مرض ہے جو کتوں' بھیڑیوں' گیدڑوں' نیولوں اور لومڑیوں کو لاحق ہو جاتا ہے۔ نیز گدھے اور اونٹ بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ باؤلے کتے کا کاٹا ہوا انسان کے علاوہ ہر چیز کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے کیونکہ انسان بعض اوقات علاج ومعالجہ کرنے سے بچ جاتا ہے۔ لیکن دوسرے جانوروں کی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے۔ حضرت امام قزوینی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ''عجائب المخلوقات'' میں لکھا ہے کہ حلب کے علاقہ میں کسی بستی میں ایک کنواں ہے جس کو ''بیر الکلب'' کہتے

ہیں اس کنویں کے پانی کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر کتے کا کاٹا ہوا آدمی اس پانی کو پی لیتا ہے تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے یہ کنواں مشہور ومعروف ہے۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس بستی کے رہنے والے بعض افراد نے یہ خبر دی ہے کہ اگر چالیس دن گزر جانے سے پہلے کوئی مریض اس کنویں کا پانی پی لے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے اور اگر چالیس دن کے بعد کنویں کا پانی پیئے تو پھر اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بستی کے لوگوں نے یہ بات بھی بیان کی کہ ایک مرتبہ تین مجنون آدمی ہماری بستی میں آئے ان میں دو مریض تو ایسے تھے کہ انہوں نے چالیس دن کی مہلت پوری نہیں کی تھی اور ایک مریض چالیس دن گزار چکا تھا۔ ان تینوں مریضوں کو پانی پلایا گیا۔ ان میں دو مریض تو اچھے ہو گئے لیکن جو مریض مرض کی حالت میں چالیس دن گزار چکا تھا اس کو کچھ افاقہ نہ ہوا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

سلوقی کتے کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی ہرن کو قریب سے یا دور سے دیکھ لیتا ہے تو سلوقی کتے میں ہرن کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ سلوقی کتا قطار میں چلنے والے ہرن کو پہچان لیتا ہے اور سلوقی کتے کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قطار میں سب سے آگے چلنے والا ہرن کون سا ہے اور سب سے پیچھے چلنے والا ہرن کون سا ہے؟

نیز سلوقی کتے کو ہرن کی چال سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کتنے ہرن نر ہیں اور کتنے مادہ ہیں۔ کتے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ مردار اور بے ہوش انسان کی بھی شناخت کر لیتا ہے۔ چنانچہ اہل روم اپنے مردے کو اس وقت تک دفن نہیں کرتے جب تک کہ وہ کسی کتے سے اس کی موت کی تصدیق نہیں کرا لیتے۔ کتا جب مردہ کو سونگھتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ انسان مردہ ہے یا بے ہوش۔

چنانچہ کہا جاتا ہے کہ تشخیص کا یہ ملکہ سلوقی کتے کی ایک قسم میں پایا جاتا ہے جسے ''قلطی'' کہا جاتا ہے۔ یہ کتا جسامت اور ہاتھ پاؤں کے لحاظ سے بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ نیز اس قسم کے کتے کو ''الصینی'' (چینی) بھی کہا جاتا ہے۔ سلوقی کتیا سلوقی کتے کے مقابلے میں بہت جلد تعلیم قبول کر لیتی ہے جبکہ تیندوے کتے کا معاملہ اس کے برعکس ہے نیز سیاہ رنگ کے کتے میں صبر کی کمی ہوتی ہے۔

<u>حدیث شریف میں کتے کا تذکرہ:</u> حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک' مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقتول آدمی کو دیکھا حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیسے قتل ہوا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ اس شخص نے بنی زہرہ کی بکریوں پر حملہ کر کے ان کی ایک بکری پکڑ لی تھی۔ بنی زہرہ کے محافظ کتے نے اس پر حملہ کر دیا اور اس آدمی کو قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے اپنے آپ کو ہلاک ہی نہیں کیا بلکہ دیت کو بھی ضائع کر دیا اور اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اپنے بھائی کی خیانت کا مرتکب ہوا سو یہ کتا اس آدمی سے بہتر ہے۔ (فضل الکلاب علی کثیر من لبس الثیاب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: امانت دار کتا خیانت کرنے والے دوست سے بہتر ہے کہتے ہیں کہ حرث بن صعصعہ کے کچھ دوست تھے جو اس سے کبھی بھی علیحدہ نہیں ہوتے تھے اور وہ ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک دن حرث اپنے دوستوں کے ساتھ شکار کے لئے چلا گیا لیکن اس کا ایک دوست اس کے ساتھ نہ گیا اور اس کے گھر ہی پر رہ گیا۔ وہ حرث کی بیوی کے پاس پہنچا۔ اس نے حرث کی بیوی کے ساتھ کھانا کھایا اور شراب نوشی کی پھر حرث کی بیوی اور اس کا دوست بستر پر لیٹ گئے۔ جب حرث کے کتے نے ان دونوں کو اس حالت میں دیکھا تو ان پر حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ جب حرث شکار سے واپس آیا اور اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنے دوست اور اپنی بیوی کو ایک جگہ مرا ہوا پایا۔ اسے سارے واقعہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ اور اس کی زبان پر یہ اشعار جاری ہو گئے

وما زال یرعی ذمتی و یحوطنی ویحفظ عرسی والخلیل یخون

فیاعجبا للخل یهتك حرمتی ویاعجبا للكلب كيف يصون

''کتے کی تو یہ شان ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کی رعایت کرتا ہے اور مجھے احتیاط دلاتا رہے لیکن دوست کی یہ حالت ہے کہ وہ میرے ساتھ خیانت کا معاملہ کرے''۔

''ایسے دوست پر تعجب ہے جو میری بے حرمتی کرے اور ایسے کتے پر تعجب ہے کہ کیسے اس نے میری آبرو کی حفاظت کی''۔

امام ابوالفرج بن جوزی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک آدمی سفر کے لئے نکلا سفر کے دوران یہ ایک قبہ کے قریب سے گزرا جو بہت خوبصورت تھا اور اس کی تعمیر بہت سلیقہ سے کی گئی تھی۔ نیز اس قبہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ وہ اس قبہ کی تعمیر کی وجہ معلوم کرے تو وہ اس گاؤں میں داخل ہو کر اس کے بارے میں دریافت کرے۔ وہ آدمی اس گاؤں میں داخل ہوا اور اس نے گاؤں کے رہنے والوں سے قبہ کی تعمیر کے بارے میں سوال کیا تو کوئی بھی اس کے بارے میں جواب نہ دے سکا۔ اس شخص کو ایسے آدمی کا پتا چلا جس کی عمر دوسو برس تھی۔ اس آدمی نے اس بوڑھے آدمی سے قبہ کے بارے میں پوچھا تو بوڑھے آدمی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا تھا کہ اس گاؤں میں ایک زمیندار رہتا تھا۔ نیز اس زمین دار کے گھر میں ایک کتا تھا جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا تھا اور سفر وحضر' نیند و بیداری میں کسی وقت بھی اس سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ نیز اس زمیندار کے گھر میں ایک اپاہج گونگی لونڈی بھی تھی۔ ایک دن وہ زمیندار کہیں سیر کے لئے گیا تو اس نے اپنے کتے کو گھر ہی میں باندھ دیا تا کہ وہ اس کے ساتھ نہ جا سکے اور جانے سے پہلے زمیندار نے اپنے باورچی کو حکم دیا کہ میرے لئے دودھ کا کھانا تیار کر کے رکھنا۔ زمیندار اس کھانے کا بے حد شوقین تھا۔ باورچی نے زمیندار کا پسندیدہ کھانا تیار کر کے ایک بڑے پیالے میں ڈال کر اس گونگی لونڈی اور کتے کے قریب رکھ دیا۔ نیز وہ باورچی اس پیالہ کو ڈھانپے بغیر چلا گیا۔ ایک بڑا ناگ آیا اور اس نے اس پیالہ میں سے پی لیا اور پھر بھاگ گیا۔ چنانچہ کچھ دیر بعد جب زمیندار واپس آیا تو اس نے اپنا پسندیدہ کھانا کھانے کے لئے اٹھایا تو گونگی' لونڈی نے بڑے زور سے تالی بجائی اور زمیندار کو ہاتھ کے اشارے سے کھانا کھانے سے منع کیا لیکن زمیندار گونگی لڑکی کی بات نہ سمجھ سکا۔ زمیندار نے کھانے کے لئے دوبارہ پیالہ میں ہاتھ ڈالا تو کتا زور زور سے بھونکنے لگا اور زور زور سے اپنی زنجیر

توڑنے لگا قریب تھا کہ کتا اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتا۔

زمینداراس پر حیران ہوا اور کہنے لگا آخر یہ کیا معاملہ ہے؟ زمیندار اٹھا اور پیالہ رکھ کر کتے کے پاس گیا اور اسے کھول دیا۔ کتا زنجیر سے آزادی پاتے ہی پیالہ پر چھپٹا اور اسے گرا دیا۔ زمیندار نے کتے کو زور سے تھپڑ مارا، جب کتے نے دیکھا کہ ابھی بھی پیالہ میں دودھ باقی ہے تو اس نے فوراً اپنا منہ اس پیالہ میں ڈال دیا اور بچا ہوا دودھ پی گیا۔ چنانچہ دودھ جب کتے کے حلق سے نیچے اترا تو کتا تڑپنے لگا اور اس حالت میں اس کی موت ہوگئی۔ زمینداراس پر حیران ہوا۔ زمیندار نے گونگی لونڈی سے پوچھا کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ گونگی لونڈی نے اشاروں سے زمیندار کو سمجھایا کہ اس دودھ میں سے ایک بڑا ناگ دودھ پی چکا ہے جس کے زہر کی وجہ سے کتے کی موت ہوگئی اور کتا اسی وجہ سے تمہیں دودھ کے پینے سے روک رہا تھا۔ زمیندار سارے معاملے کو سمجھ گیا تو اس نے باورچی کو بلا کر ڈانٹا کہ اس نے کھانے کو کھلا ہوا کیوں رکھا تھا۔ زمیندار نے اس کتے کو دفن کر دیا اور اس کے اوپر یہ قبہ تعمیر کرا دیا اور اس قبہ پر یہ کتبہ لگا دیا جسے تم نے دیکھا ہے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "بھجۃ المجالس وانس المجالس" میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ خواب کی تعبیر کتنے عرصہ تک مؤخر رہتی ہے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پچاس سال تک اس لئے نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ چتکبرا کتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پی رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ لی کہ ایک آدمی آپ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرے گا۔ شمر بن جوشن نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور شمر کے جسم پر برص کے داغ تھے۔ پچاس سال کے بعد اس خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس کتاب میں قیمتی باتیں اخذ کی ہیں۔ انہی قیمتی باتوں میں چند باتیں درج ذیل ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب: حضور سید السابرکین، سراج السالکین، راحت العاشقین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ایک انگور کا خوشہ لٹا ہوا دیکھا جو حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا۔ حضور شافع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کس کے لئے ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ ابوجہل کے لئے ہے۔ حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ جواب شاق گزرا۔ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت سے ابوجہل کا کیا واسطہ بخدا ابوجہل جنت میں کبھی بھی داخل نہیں ہوسکتا۔ جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر مومن حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خواب کی تعبیر معلوم ہوئی کہ جنت میں انگور کے خوشہ کا مطلب ابوجہل کے بیٹے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ تھے۔

ایک شامی کا خواب: اہل شام میں سے ایک شخص حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملازم تھا۔ اس آدمی

نے کہا: اے امیر المؤمنین میں نے خواب دیکھا ہے کہ چاند اور سورج آپس میں لڑ رہے ہیں اور ستاروں کی ایک جماعت سورج کے ساتھ اور ایک چاند کے ساتھ ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو کس کے ساتھ ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ چاند کے ساتھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے معزول کر دیا اور کہا کہ میں تجھے نوکر نہیں رکھ سکتا اس لئے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی اس نشانی کا ساتھ دیا جو مٹنے والی ہے۔ یہ شخص جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ قتل ہوا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خواب: ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تین چاند آ کر آپ کے حجرہ مبارک میں گرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب اپنے والد محترم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عائشہ! اگر تیرا خواب سچا ہے تو تین بزرگ ہستیاں تیرے حجرے میں مدفون ہوں گی۔ حضور اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عائشہ! یہ تیرے خواب کا پہلا چاند ہے اور یہ سب سے بہترین ہستی ہیں۔ نیز باقی دو چاند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔ امالی ابی بکر القطیعی میں حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ہمارے سامنے سے ایک کتا گزرا سو ابھی اس کے قدم آگے نہیں بڑھے تھے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ جب حضور رؤف الرحیم، سراج السالکین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کتے کے لئے کس نے بددعا کی تھی؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اس کتے کے لئے بددعا کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے کیا کہا تھا؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ میں نے یہ کلمات کہے تھے:

"اللهم انی اسالك بان لك الحمد لا اله الا انت المنان بديع السموات والارض ياذالجلال واكرام اكفنى هذا الكلب بماشئت"

حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسم اعظم کے ذریعے دعا مانگی ہے سو جو آدمی بھی اس اسم اعظم کے ذریعے دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ جو بھی سوال کرتا ہے اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔ علامہ میری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث سنن اربعہ، مسند احمد، حاکم اور ابن حبان کی کتب احادیث میں موجود ہے لیکن حاکم اور ابن حبان میں کتے کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے افادہ کیا ہے کہ اوپر ذکر کی گئی نماز عصر کی تھی اور جمعہ کا دن تھا اور کتے کے لئے بددعا کرنے والے صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے سعد! اصل میں تو نے ایسے دن، ایسی گھڑی اور ایسے الفاظ سے دعا مانگی ہے کہ ان کے ذریعے تم زمین و آسمان والوں کے لئے بھی دعا کرتے تو وہ بھی قبول ہوتی۔ اے سعد! تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ (رواہ الطبرانی)

برے ہم نشین کی صحبت زہر قاتل ہے: حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الزہد" میں حضرت جعفر بن سلیمان

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جعفر فرماتے ہیں: میں نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتا دیکھا' میں نے کہا: اے ابو یحییٰ آپ نے کتا کیوں رکھا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ برے ہم نشین سے بہتر ہے۔

خوفِ خدا: ''مناقب امام احمد'' میں ذکر ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ ''ماوراء النہر'' میں ایک آدمی ہے جس کے پاس تین احادیث ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں وہ احادیث سننے کے لئے ''ماوراء النہر'' پہنچا تو میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو کتے کو کھانا کھلانے میں مصروف تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور پھر کتے کو کھانا کھلانے میں مصروف ہو گئے۔ امام صاحب نے اپنے دل میں یہ بات محسوس کی کہ شیخ کو میری طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا لیکن وہ کتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جب شیخ کتے کو کھانا کھلا چکنے کے بعد حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا آپ کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی ہوگی کہ میں آپ کو چھوڑ کر کتے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جی ہاں! بوڑھے آدمی نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث ابوزناد نے بیان کی ہے۔ ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضور شاہ ابرار شفیع روز شمار بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی امید لے کر آئے اور وہ شخص اس کی امید توڑ دے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی امید توڑ دے گا اور امید کو منقطع کرنے والا آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (رواہ ابوالزناد عن الاعراج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

پھر اس کے بعد اس بوڑھے آدمی نے فرمایا ہمارے علاقے میں کتا نہیں ہوتا لیکن یہ کتا کہیں سے میرے پاس اس حال میں آیا کہ اسے سخت بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے اس ڈر سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے اپنی رحمت سے محروم نہ کر دے۔ میں نے اس کتے کو کھانا کھلا دیا۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس بوڑھے آدمی کی یہ بات سن کر کہا کہ میرے لئے یہی حدیث کافی ہے' میں اس کے بعد کے پاس سے واپس آ گیا۔ (مناقب امام احمد)

''رسالہ قشیری' باب الجود والسخاء'' میں ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک دن اپنی کسی جاگیر کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے کسی نخلستان میں قیام فرمایا۔ اس نخلستان میں ایک حبشی غلام کام کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے دیکھا کہ جب حبشی کا کھانا آیا تو اس کے کھانے میں تین روٹیاں تھیں اور حبشی نے ایک روٹی کتے کو ڈال دی۔ کتے نے روٹی کھا لی۔ پھر اس کے بعد حبشی نے دوسری روٹی بھی کتے کو دیدی۔

کتے نے اسے بھی کھا لیا۔ پھر اس کے بعد حبشی نے تیسری روٹی بھی کتے کے سامنے ڈال دی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے غلام! تجھے ہر روز کتنا کھانا ملتا ہے؟ غلام نے کہا میرے لئے وہی کھانا تین روٹیاں ہیں جو آپ نے دیکھیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم نے وہ تین روٹیاں کتے کو کیوں کھلا دیں؟ غلام نے کہا کہ ہمارے علاقے میں کتے نہیں ہوتے۔ یہ کتا کہیں دور سے اس حال میں آیا کہ اسے سخت بھوک محسوس ہو رہی ہے سو مجھے یہ بات ناپسند تھی

کہ میں اسے اس حال میں واپس بھیج دوں کہ وہ بھوکا ہی ہو۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو آج کے دن کیا کھائے گا؟ غلام نے جواب دیا کہ بھوکا ہی رہوں گا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ غلام سخاوت کی بدولت خود بھوک کی مشقت برداشت کرے گا کیونکہ اس نے کتے کو بھوک کی تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا۔ اصل میں یہ غلام مجھ سے زیادہ سخی ہے۔ اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو آزاد کر دیا اور جس نخلستان میں وہ غلام کام کر رہا تھا اسے بھی خرید لیا اور وہ نخلستان غلام کو ہبہ کر دیا۔ (ھذا ما فی رسالۃ القشیری فی الباب الجود والسخاء)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصل میں اس سے پہلے ہم نے ''باب الحاء المھملہ'' میں ''الحمار'' کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ شیطان مردود سے' کیونکہ گدھا اور کتا ان بلاؤں کو دیکھ کر بولتے ہیں۔ جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے اور جب رات کا وقت ہو جائے تو گھروں سے بھی کم نکلو کیونکہ رات میں کیڑے مکوڑے نکل آتے ہیں۔ (رواہ الحاکم)

ایک عجیب وغریب حکایت: ''کتاب البشر بخیر البشر'' میں ذکر ہے کہ مالک بن نفیع فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرا اونٹ بھاگ گیا۔ میں اپنی سانڈنی پر سوار ہو کر اونٹ کی تلاش میں نکلا اور میں نے اونٹ کو پالیا اور اس کو لے کر گھر کی طرف چل دیا اور رات بھر چلتا رہا اور صبح ہو گئی۔ میں نے اپنے دونوں اونٹوں کو بٹھایا اور انہیں ایک ہی رسی سے باندھ دیا۔ پھر اس کے بعد میں ایک ٹیلے پر آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ اور میری آنکھوں میں نیند غالب ہو گئی تو میں نے کسی غیبی پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ اے مالک' اے مالک! اگر تو اس جگہ کو کھودے جہاں تیرا اونٹ بیٹھا ہوا ہے تو تجھے وہاں سے ایسی چیز حاصل ہو گی جس سے تو خوش ہو جائے گا۔ مالک بن نفیع فرماتے ہیں میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اونٹ کو اس جگہ سے ہٹا کر زمین کھودنی شروع کر دی۔ اس زمین سے ایک بت نکلا جو عورت کی شکل کا تھا اور زرد پتھر سے تیار کیا گیا تھا اور اس بت کا چہرہ روشن تھا۔ میں نے اس بت کو نکال کر کپڑے سے صاف کیا اور سیدھا کھڑا کر دیا اور اس کے سامنے سجدہ میں گر گیا پھر میں کھڑا ہوا اور اس بت کے لئے ایک اونٹ ذبح کیا اور اونٹ کا خون بت پر چھڑک دیا۔ اور میں نے اس بت کا نام ''غلاب'' رکھ دیا۔ پھر میں نے اس بت کو اپنی سانڈنی پر رکھا اور گھر کی طرف چل دیا۔ جب میں گھر پہنچا تو میری قوم کے لوگوں کو اس بت کے بارے میں پتا چلا تو وہ میرے گھر جمع ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس بت کو ایسی جگہ نصب کر دیں جہاں قوم کے تمام لوگ اس کی عبادت کر سکیں۔ میں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور میں نے اس بت کو اپنے گھر میں ایک جگہ رکھ دیا اور میں نے بت کی عبادت کے لئے اپنی ذات کو خاص کر لیا۔ میں ہر روز اس بت کے لئے ایک بکری کی قربانی کرنے لگا یہاں تک کہ میں نے ساری بکریاں اس بت کے لئے ذبح کر دیں۔ جب میرے پاس کچھ نہ بچا تو میں نے اپنی بے بسی کو بت کے سامنے پیش کیا کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ میری نذر میں ناغہ ہو۔ میرا شکوہ سن کر بت کے اندر سے آواز آئی۔ اے مالک' اے مالک' مال کے ختم ہونے پر افسوس نہ کر بلکہ ''مقام الطوی الارقم'' پر جا کر ایک کالے کتے کو پکڑ کر لا جو وہاں پر خون چاٹ رہا ہو گا۔ اور اس کتے کے

ذریعے شکار کر تو تجھے مال حاصل ہو گا۔ مالک کہتے ہیں بت کے کہنے پر میں ''طوی الارقم'' گیا' میں نے دیکھا کہ وہاں ایک خوفناک شکل کا کتا کھڑا ہے۔ میں کتے کو دیکھ کر ڈر گیا اور اسی وقت کتے نے ایک جنگلی بیل پر حملہ کیا اور اسے ہلاک کر کے اس کا خون پینے لگا۔ میں اس صورتحال کو دیکھ کر ڈر گیا لیکن بت کی ہدایت کے مطابق ہمت کر کے کتے کی طرف بڑھا چونکہ کتا اپنے مارے ہوئے شکار میں مصروف تھا وہ مجھ سے غافل رہا۔ میں نے کتے کے گلے میں رسی ڈال دی اور پھر اس کو اپنی طرف کھینچا تو وہ میرے قریب آ گیا۔ میں اس کتے کو لے کر اونٹنی کے پاس آیا اور پھر کتے اور اونٹنی کو لے کر جنگل کے بیل کی طرف آیا اور اس بیل کے گوشت کے ٹکڑے اونٹنی پر لاد دیئے اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔ کتا اسی میں بندھا ہوا میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور پھر سفر کے دوران کتے کو ایک مادہ ہرن نظر آئی تو وہ اس کی طرف لپکا اور میرے ہاتھوں سے رسی چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔ کتے نے رسی چھڑا دی اور مادہ ہرن پر حملہ کر دیا۔ میں دوڑتا ہوا گیا اور مادہ ہرن کو کتے کے منہ سے چھڑا لیا اور بہت خوش ہو کر گھر پہنچا۔ میں نے مادہ ہرن ''غلاب'' بت پر چڑھا دی اور بیل کا گوشت برادری والوں میں بانٹ دیا۔ میں نے پرسکون رات گزاری۔ صبح ہوئی تو میں کتے کو لے جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ جب جنگل میں گیا تو کتے کے سامنے جو جانور بھی آتا وہ اس کو پکڑ لیتا اور کتے کے حملہ سے ہرن' گورخر اور جنگل کا کوئی جانور بھی نہ بچ سکا۔ کتے کے کارناموں سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں کتے کی خوب خاطر تواضع کرنے لگا اور کتے کا نام میں نے ''سحام'' (کالو) رکھ دیا' میں نے ایک عرصہ اسی طرح عیش وعشرت میں گزارا۔ ایک دن میں کتے کے ساتھ جنگل میں شکار کر رہا تھا کہ میرے قریب سے ایک شتر مرغ گزرا میں نے کتے کو شتر مرغ پر چھوڑ دیا لیکن شتر مرغ بھاگ گیا' میں نے شتر مرغ کو پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ قریب تھا کہ کتا اس شتر مرغ پر حملہ کرتا کہ اچانک ایک عقاب نے کتے پر حملہ کیا اور پھر لوٹ کر میری طرف آیا۔ میں نے عقاب کو مارنے اور بھگانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں بھاگا۔ میں نے اپنا گھوڑا روک لیا۔ کتا بھی عقاب کی ٹانگوں کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا۔ عقاب اڑ کر میرے سامنے والے ایک درخت پر بیٹھ گیا اور وہاں سے کتے کو اس کے نام سے پکارنے لگا۔ کتے نے کہا لبیک۔ عقاب نے کہا بت ہلاک ہو گئے اور اسلام کا ظہور ہوا تو مسلمان ہو جا اور سلامتی کے ساتھ نجات حاصل کر لے۔ ورنہ کہیں بھی ٹھہرنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ پھر عقاب اڑ گیا۔ میں نے کتے کی طرف دیکھا تو وہ بھی مجھے کہیں نظر نہ آیا۔ یہ میری اس کتے کے ساتھ آخری ملاقات تھی۔

(کتاب البشر بخیر البشر)

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''دومتہ الجندل'' کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چندروز بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتی ہوئی میرے پاس آئی۔ اس عورت کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ جادو کے بارے میں اس کے دل میں خلجان پیدا ہو گیا تھا۔ جسے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دور کرنا چاہتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اسے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے تو وہ رونے لگی اور مجھے اس عورت کے بہت زیادہ رونے پر رحم آ گیا۔ وہ عورت کہہ رہی تھی کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے سوال کیا تیرا معاملہ کیا ہے؟ اس عورت نے کہا میرا شوہر کہیں لاپتا ہو گیا ہے۔ اور میں ایک بڑھیا

کے پاس گئی اور میں نے اپنا حال بیان کیا۔ اس بڑھیا نے کہا کہ اگر تو وہ کام کرے گی جس کا میں تجھے حکم دوں گی تو تمہارا شوہر تمہارے پاس آ جائے گا میں نے کہا کہ میں تمہارا حکم مانوں گی۔

سو جب رات ہوئی تو وہ بڑھیا دو کالے کتوں کے ساتھ میرے پاس آئی میں اس بڑھیا کے حکم پر میں ایک کتے پر سوار ہو گئی اور دوسرا کتا بھی ساتھ رہا۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کتوں نے مجھے بابل شہر میں پہنچا دیا۔ میں نے دو آدمیوں کو سر کے بل لیٹے ہوئے دیکھا ان دونوں نے مجھ سے کہا تیری کیا حاجت ہے؟ وہ عورت کہتی ہے میں نے کہا میں یہاں اس لئے آئی ہوں تا کہ جادو سیکھ سکوں۔ ان دونوں آدمیوں نے کہا ہم یہاں آزمائش کے لئے رکھے گئے ہیں۔ لہٰذا تو جادو سیکھ کر کفر کی مرتکب نہ ہو۔ بلکہ یہاں سے واپس چلی جا۔ میں نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور میں نے کہا میں واپس نہیں جاؤں گی۔ ان دونوں مردوں نے کہا کہ یہ تندور ہے سو تو اس تندور میں جا کر پیشاب کر آ' وہ عورت کہتی ہے میں اس تندور کے پاس گئی تو اس کو دیکھتے ہی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں ڈر گئی۔ میں تندور میں پیشاب کئے بغیر دونوں آدمیوں کے پاس آ گئی۔ ان دونوں آدمیوں نے مجھ سے کہا تو نے تندور میں پیشاب کیا؟ میں نے کہا ہاں' سوان دونوں آدمیوں نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں کوئی چیز نظر آئی؟ میں نے کہا مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی' ان دونوں آدمیوں نے کہا کہ تم جادو نہ سیکھو بلکہ واپس چلی جاؤ اور کفر نہ کرو۔ میں نے واپس جانے سے انکار کر دیا پھر اس کے بعد دونوں آدمیوں نے مجھے تندور میں پیشاب کرنے کا حکم دیا۔ میں تندور کے پاس گئی تو ڈر گئی اور پیشاب کئے بغیر واپس آ گئی۔ ان دونوں آدمیوں نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے تندور میں پیشا کیا؟ میں نے جواب دیا ہاں۔ ان دونوں آدمیوں نے کہا تو واپس چلی جا اور کفر کی مرتکب نہ ہو عورت نے جانے سے انکار کر دیا۔ پھرا ن دونوں آدمیوں نے مجھ سے کہا تندور میں پیشاب کر کے آ۔ میں تیسری مرتبہ تندور کے پاس گئی اور ہمت کر کے پیشاب کر دیا۔ چنانچہ جوں ہی پیشاب سے فارغ ہوئی تو میں نے دیکھا ایک شہسوار آہنی زرہ پوش میرے اندر سے نکلا اور آسمان کی بلندیوں کو عبور کرتا چلا گیا۔ اس کے بعد میں ان دونوں آدمیوں کے پاس آئی تو ان کو اس بارے میں بتایا سوان دونوں نے کہا تم نے سچ کہا اور وہ شہسوار تیرا ایمان تھا جو تجھ سے رخصت ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب تو یہاں سے چلی جا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا ان آدمیوں نے تجھے جادو سکھایا تھا یا نہیں؟ عورت کہنے لگے ہاں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو جو چاہے گی ہو جائے گا۔ یہ گیہوں کے دانے ہیں ان کو گھر جا کر بو دے' میں نے وہ دانے لے لئے اور گھر جا کر ان کو بو دیا۔ پھر میں نے ان سے کہا اگ جاؤ تو وہ اگ گئے۔ پھر میں نے ان سے کہا پک جاؤ تو وہ پک گئے' یہاں تک کہ میں نے ان دانوں کو حکم دیا کہ پکی پکائی روٹی کی صورت اختیار کر لو تو انہوں نے پکی پکائی روٹی کی صورت اختیار کر لی۔ مجھے اپنی اس حالت پر ندامت ہوئی اور میں نے جادو کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ اللہ کی قسم اے ام المومنین! آئندہ میں کبھی یہ کام نہیں کروں گی۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے اس کے بارے میں سوال کیا انہوں نے مجھے اس کے بارے میں کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ نیز صحابہ کرام نے مجھ سے صرف یہی فرمایا کہ اگر تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہوتا تو تیری کچھ مدد کرتے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ہشام بن عروہ جو اپنے والد کے واسطے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے راوی ہیں۔ فرماتے ہیں: چونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نہایت متقی تھے اور وہ کسی بھی دینی معاملے میں کسی قسم کی رائے زنی سے اجتناب کرتے تھے اس لئے انہوں نے اس عورت کے بارے میں کسی قسم کا فتویٰ دینے میں معذوری کا اظہار کر دیا لیکن اگر وہ عورت اس زمانے میں ہوتی اور ہمارے پاس آتی تو نتیجہ اس سے مختلف ہوتا۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سحر اور ایمان دل کے اندر جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جس آدمی کے دل میں ایمان ہوگا وہ جادوگر نہیں ہو سکتا۔ اس مسکینہ عورت کی حالت سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ اس بے چاری کو شیطانی خواہشات اور نفس امارہ نے کیسے ہلاکت میں ڈال دیا اور اس کی اس مصیبت کا کوئی تدارک نہیں ہو سکا۔ تمام معاصی کا یہی نتیجہ ہے کہ ان کی وجہ سے ذلت اٹھانی پڑتی ہے اور قید کی سختیاں برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ عذاب کی سختی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اصل میں کسی شاعر نے اس کے بارے میں خوب کہا ہے۔

اذا ما دعتك النفس يوما لحاجة وكان عليها الخلاف طريق

فخالف هواها ما استطعت فانما هواها عدو والخلاف صديق

''جب تیرا نفس کسی دن تجھ سے کوئی حاجت طلب کرے اور تجھے اس کی مخالفت کا کوئی ذریعہ بھی حاصل ہو''۔

''تو تو اپنی طاقت کے مطابق نفس کی مخالفت کر کیونکہ نفس کی خواہشات کے ساتھ تیری دشمنی اور نفس کی مخالفت تیرے لئے درست ثابت ہوگی''۔

تذنیب: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جادو کی حقیقت بھی ہے اور اس کی تاثیر بھی ہے۔ بعض لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جادو برحق ہے اور اس کی تاثیر بھی ہے کیونکہ قرآن مجید کے ظاہری معنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جادو کا ثبوت ملتا ہے۔

مازری کہتے ہیں کہ جادو کی تاثیر کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک جادو کی تاثیر اس قدر زیادہ ہے کہ یہ خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جادو کی تاثیر اس قدر بڑھا کر بیان کی ہے جتنی اس کے نزدیک ہو سکتی ہے۔ اگر جادو کی تاثیر اس سے بھی زیادہ ہوتی تو قرآن میں ضرور اس کا تذکرہ کیا جاتا۔ کیونکہ اگر کسی شخص کے وصف کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہو تو اس کے اعلیٰ احوال کی مثل بیان کی جاتی ہے۔ لیکن اشعریین کا مذہب یہ ہے کہ جادو میں میاں بیوی کی تفریق سے بھی زیادہ اثر موجود ہے۔ مازری کہتے ہیں کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ جادو میں اثر پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور جادو کا اثر ایک قسم کی عادت ہے جو اللہ تعالیٰ کی جاری کی ہوئی ہے چنانچہ آیت قرآنی میں سحر کی وجہ سے جو میاں اور بیوی کے درمیان جدائی کا ذکر آیا ہے وہ عدم زیادتی تاثیر پر نص نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جادوگر کو کافر کہا گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور سلیمان (علیہ السلام) نے کفر نہیں کیا''۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کے اس قول کی تردید ہے کہ بنی اسرائیل جو جادو کرتے

تھے۔اس کے بارے میں ان کی یہ رائے تھی کہ ہمیں جادو کا علم حضرت سلیمان علیہ السلام نے سکھایا ہے۔حضرت امام مالک' حضرت امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی دوسری دلیل اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے:"ہم آزمائش کے لئے ہیں سوتم کفر نہ کرو"۔اس آیت میں ہاروت و ماروت ما مقولہ ہے کہ جو لوگ ان دو فرشتوں سے جادو سیکھنے کے لئے آتے تھے تو وہ ان کو سمجھاتے وقت یہ کہتے تھے کہ تم جادو سیکھ کر کافر نہ بنو۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جادوگر کو کافر اس وقت کہا جائے گا جبکہ اس کے کسی قول یا فعل سے کفر ظاہر ہو اور جادوگر اگر توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:سحر زندقہ ہے اور زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں روادوروایتیں ہیں۔

ایک روایت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے اور دوسری روایت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے متفق ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:ساحرہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے قید کر دیا جائے گا۔

فائدہ:علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:ارشاد باری تعالیٰ:

وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ○

اوران کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے۔غار کی چوکھٹ پراے سننے والے اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھر جائے۔(پارہ15،سورۃ الکھف آیت 18)

اہل علم کا اختلاف ہے کہ اصحاب کہف کا کتا کوئی اور چیز تھا۔اکثر مفسرین کے نزدیک اصحاب کہف کا کتا دراصل کتا ہی تھا کوئی دوسری چیز نہ تھی۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کا کتا دراصل کتا نہیں تھا بلکہ وہ ایک شیر تھا کیونکہ لفظ''کلب'' کا اطلاق شیر پر بھی ہوتا ہے۔کیونکہ نبی اکرم'نور مجسم'شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب کے حق میں یہ بددعا کی تھی۔

''اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے''۔سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کے نتیجہ میں عتبہ کو ایک شیر نے آ کر پھاڑ ڈالا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اصحاب کہف کا کتا سیاہ رنگ کا تھا ایک روایت میں ہے کہ سرخ رنگ کا کتا تھا اور اس کا نام''قطمیر'' تھا۔

مقاتل کہتے ہیں کہ وہ ایک زرد رنگ کا کتا تھا۔علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اصحاب کہف کا کتا زرد مائل بہ سرخی تھا۔حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ خلنجی رنگ کا کتا تھا۔بعض مفسرین کے نزدیک اصحاب کہف کا کتا آسمانی رنگ کا اور

بعض کے نزدیک سفید رنگ کا تھا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کے کتے کا رنگ سیاہ تھا اور بعض کے نزدیک اس کا رنگ سرخی مائل تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کا نام ''ریان'' تھا۔ امام اوزاعی کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کے کتے کا نام ''مشیر'' تھا۔ سعید حمال کے مطابق اس کا نام ''حران'' تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا نام ''بسیط'' اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے نزدیک اصحاب کہف کے کتے کا نام ''صیھا'' تھا۔ وہب کے نزدیک اصحاب کہف کے کتے کا نام ''نقیا'' تھا۔

ایک فرقہ کے نزدیک ''کلبھم'' کا مطلب اصحاب کہف کا باورچی تھا۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اصحاب کہف ہی کا ایک فرد تھا جس کو غار کے دروازے پر بطور ''طلیحہ'' بٹھا دیا گیا تھا۔ لہٰذا اس کو مجازاً کتا کہہ دیا گیا تھا کیونکہ حراست کتے ہی کا خاصہ ہے۔ اس طرح اس ستارہ کو بھی جو برج جوزا کا تابع ہے ''کلب'' کہا جاتا ہے۔

ابو عمر و مطری نے اپنی کتاب ''الیواقیت'' اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت جعفر صادق بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کلبھم کی بجائے کالبھم پڑھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصحاب کہف میں سے ہی کسی کا نام تھا۔

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ چوپاؤں میں سے اصحاب کہف کے کتے حضرت عزیر علیہ السلام کے گدھے اور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے علاوہ اور کوئی بھی جانور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ط

اور کچھ کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا۔ (پارہ 15 سورۃ الکہف آیت 22)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ قف

آپ فرمائیں میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے۔ انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے۔ (پارہ 15 سورۃ الکہف آیت 22)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی ''اعلیت'' اور تھوڑے سے لوگوں کے لئے عالمیت کا ثبوت ہے ابن عطیہ نے کہا ہے کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں نے 469ھ میں ابوالفضل بن جوہری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص اہل خیر سے محبت رکھتا ہے وہ ان سے برکت حاصل کرتا ہے۔ اصحاب کہف کے کتے نے بھی اہل فضل سے محبت رکھی اور ان کی صحبت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ذکر فرمایا۔

چنانچہ لفظ ''الوصید'' کے بارے میں جو سورۂ کہف میں ہے۔ مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ''فناء الکہف'' یعنی صحن خانہ ہے۔ حضرت سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ ''الوصید'' کا مطلب مٹی ہے جبکہ سعدی کے نزدیک ''الوصید'' کا مطلب دروازہ ہے اور حضرت مجاہد کا یہی قول ہے۔ نیز عطاء کا بھی یہی قول ہے عتبی کہتے ہیں کہ ''الوصید'' کا مطلب غار کے اوپر اور نیچے کی عمارت ہے جو اس قول سے نکلی ہے۔

چنانچہ اس قول "الملئت" کے معنی رعب کے ہیں۔ اور اس کا مطلب غار کی وہ وحشت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھ دی تھی تا کہ کوئی شخص ان تک نہ پہنچ سکے اور نہ ہی ان کو دیکھ سکے۔

ثعلبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کہف کو دیکھنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ اصحاب کہف کو نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ آپ اپنے صحابہ میں سے چار شخص ان کے پاس روانہ کر دیں۔ تا کہ وہ آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیں اور اصحاب کہف آپ پر ایمان لے آئیں۔ نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اپنے لوگوں کو اصحاب کہف کے پاس کیسے بھیجوں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اپنی چادر بچھا دیں اور ان کے چاروں کونوں پر اپنے چاروں صحابہ کرام کو بٹھا دیں اور اس ہوا کو طلب فرمائیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کی گئی تھی اور اس کو اپنی اطاعت کا حکم فرما دیں۔ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ وہ ہوا ان چاروں حضرات کو اس غار کے دروازے پر اڑا کر لے گئی۔ جب صحابہ کرام نے غار کے منہ سے پتھر ہٹایا تو کتے نے بھونکنا شروع کر دیا۔ جب کتے نے صحابہ کرام کو دیکھا تو خاموش ہو گیا اور اپنے سر سے غار میں داخل ہونے کے لئے اشارہ کیا سو چاروں حضرات غار میں داخل ہوئے اور کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ تو اصحاب کہف کھڑے ہو گئے اور کہا "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" صحابہ کرام نے اصحاب کہف سے فرمایا اے نوجوانوں کے گروہ اللہ کے نبی محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اصحاب کہف نے جواب دیا کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبول کرنے پر سلام پہنچتا رہے۔ یہ کہہ کر اصحاب کہف پھر سو گئے اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک اس حالت میں رہیں گے کہا جاتا ہے کہ جب امام مہدی علیہ السلام مبعوث ہوں گے تو وہ اصحاب کہف کو سلام کہیں گے اور اصحاب کہف زندہ ہو کر سلام کا جواب دیں گے اور پھر سو جائیں گے اور جب قیامت قائم ہو گی تو اس وقت جاگیں گے۔

پھر اس کے بعد ہوا نے چاروں صحابہ کو حضور اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اصحاب کہف کے بارے میں پوچھا۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اصحاب کہف سے ہونے والی گفتگو کا ذکر کیا۔ حضور نبی مکرم، رسولِ انور، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میرے اور میرے اصحاب و انصار کے درمیان جدائی نہ ڈالنا اور میرے اصحاب و انصار کی مغفرت فرما اور ان کی بھی مغفرت فرما جو میرے اہل بیت اور اصحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں۔

اصحاب کہف کا غار میں پناہ لینے کا سبب کیا تھا اس کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ محمد بن اسحٰق فرماتے ہیں: اہل انجیل یعنی نصاریٰ کے عقائد میں خرابی پیدا ہو چکی تھی اور ان کے معاصی حد سے تجاوز کر گئے تھے اور وہ اس قدر سرکش ہو چکے تھے کہ وہ بت پرستی اور شیاطین کے نام پر قربانی کرنے لگے تھے لیکن اس کے باوجود نصاریٰ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو دین مسیحی پر قائم تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ نصاریٰ کے بادشاہ کا نام دقیانوس تھا جو بت پرست تھا اور شیاطین کو نذر چڑھاتا

تھا۔ یہ بادشاہ ایک مرتبہ اصحاب کہف کے شہر "افسوس" میں گیا سو بادشاہ جب اس شہر میں پہنچا تو اہل ایمان اس شہر سے بھاگ گئے کیونکہ بادشاہ نے وہاں پہنچ کر شہر کے لوگوں کو جمع کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بت پرستی کو اختیار کر لیں۔ یا پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ کچھ لوگ بت پرست بن گئے لیکن ایمان والوں نے بت پرستی سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے ان کو قتل کرادیا اور ان کے سروں کو شہر کے دروازہ پر لٹکا دیا۔ اہل ایمان میں ایک گروہ اصحاب کہف بھی تھا۔ اس گروہ کو جب اہل ایمان کے قتل کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ بہت پریشان ہو گئے۔ انہوں نے نماز، روزہ، تسبیح اور دعا کو اختیار کیا۔ اس گروہ کی تعداد آٹھ تھی اور یہ سب اپنی قوم کے اشراف لوگ تھے۔ جب دقیانوس بادشاہ کو اس گروہ کا علم ہوا تو اس نے ان کو بلا کر دو باتوں کا اختیار دیا کہ یا تو بت پرستی قبول کر لیں یا قتل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اصحاب کہف میں سے ایک آدمی جس کا نام "مکسلمینا" تھا اور وہ عمر میں بھی سب سے بڑا تھا نے بادشاہ کو جواب دیا کہ ہمارا معبود تو وہ ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے اور ہر چیز سے بزرگ و برتر ہے۔ ہم اس کے علاوہ کسی کو معبود نہیں بنا سکتے۔ بادشاہ نے کہا کہ مجھے تمہاری وجہ سے رحم آتا ہے ورنہ میں تم سب کو ابھی قتل کرا دیتا۔ میں تمہیں مہلت دیتا ہوں کہ تم اپنے معاملہ میں غور و فکر کرو اور عقل سے کام لو۔ بادشاہ نے اصحاب کہف کو جانے کی اجازت دے دی اور یہ لوگ اپنے اپنے گھر واپس آ گئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے گھر سے زادراہ لی اور ایک جگہ جمع ہو گئے اور سب ایک غار کی طرف روانہ ہو گئے۔ اصحاب کہف میں سے کسی کا کتا بھی ان کے ساتھ ساتھ چلتا گیا اور ان کے ساتھ اس غار میں پہنچ گیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ کتا اصحاب کہف میں سے کسی کا نہیں تھا بلکہ وہ ان کو راستے میں ملا تھا۔ اصحاب کہف نے اس کتے کو بھگا دیا لیکن وہ کتا پھر ان کے پیچھے چلا گیا۔ اصحاب کہف نے کتے کو بھگانے کے لئے سختی کی تو کتا اپنے پچھلے پاؤں پر کھڑا ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے لگا اور پھر اصحاب کہف سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تم مجھ سے خوف نہ کرو میں اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں سو تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو جب تم لوگ آرام کرو گے میں تمہاری حفاظت کروں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اصحاب کہف رات کے وقت فرار ہوئے تھے اور ان کی تعداد سات تھی۔ راستہ میں ان کا گزر ایک چرواہے پر سے ہوا جس کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ اس چرواہے نے اصحاب کہف کے دین کو اختیار کر لیا اور ان کے ساتھ چل دیا سو یہ سب لوگ غار میں پہنچ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے اپنے کھانے کا انتظام "ملیخا" نامی نوجوان کے سپرد کر دیا۔ یہ نوجوان بہت خوبصورت تھا اور یہ مسکینوں کا لباس پہن کر بازار جاتا اور کھانا وغیرہ خرید کر لاتا اور یہی نوجوان اپنے ساتھیوں کی جاسوسی کا کام کرتا تھا۔ ایک عرصہ تک تمام لوگ اسی طرح رہتے رہے۔

ایک دن "ملیخا" نے یہ خبر سنائی کہ بادشاہ اب بھی ہماری تلاش میں نکلا ہوا ہے۔ یہ خبر سن کر ملیخا کے ساتھی ڈر گئے اور غمگین ہو گئے۔ اسی حالت میں وہ ایک دن ایک دوسرے کو نصیحت کر رہے تھے کہ یکا یک اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی اور وہ سب کے سب سو گئے اور ان کا کتا جو اس وقت غار کے منہ پر پاؤں پھیلائے بیٹھا ہوا تھا وہ بھی ان کے ساتھ سو گیا۔ بادشاہ نے سنا کہ وہ پہاڑ میں چھپے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ایک دیوار تعمیر کر کے پہاڑ کی آمد و رفت

کا راستہ بند کر دیا جائے تا کہ وہ لوگ بھوک اور پیاس کی شدت سے مر جائیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق وہ جاگ رہے تھے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کا طاری کر دی تھی اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ ان کا اکرام کرے اور اپنی مخلوق کے لئے ان کو اپنی قدرت کاملہ کی نشانی قرار دے۔تو اللہ تعالیٰ نے دقیانوس کے ذریعے اصحاب کہف کو دنیا کی نظروں سے اوجھل کرا دیا اور ان کی ارواح کو بصورت نیند قبض کر لیا اور فرشتوں کو ان کے دائیں بائیں کروٹیں دلانے پر مامور فرما دیا۔چنانچہ دقیانوس بادشاہ کے گھرانے میں اس وقت دو مرد مومن تھے۔ان دونوں مومن مردوں نے اصحاب کہف کے نام ونسب اور دوسرے حالات ایک سیسہ کی تختی پر کندہ کرا کر محفوظ کرا دیئے۔پھر اس تختی کو ایک تانبے کے صندوق میں رکھ کر اس صندوق کو ایک مکان میں حفاظت سے رکھ دیا۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ اصحاب کہف نوجوان تھے اور انہوں نے گلوں میں طوق اور ہاتھوں میں کنگن پہنے ہوئے تھے اور ان کی زلفیں لمبی تھیں۔ان کے پاس ایک شکاری کتا تھا۔ایک دن وہ عید منانے کے لئے نکلے اور اپنے ساتھ ایک بت پوجا کے لئے لے لیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو نور سے منور کر دیا۔ان افراد میں بادشاہ کا ایک وزیر بھی تھا۔وہ سارے نوجوان مومن ہو گئے۔لیکن ہر ایک نے اپنے مکان کو اپنے دوسرے ساتھی سے چھپائے رکھا۔ان میں سے ایک نوجوان نکلا اور درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا۔اس کو دیکھ کر دوسرا نوجوان بھی اس کے پاس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ تمام افراد اس کے نیچے بیٹھ گئے۔لیکن ان میں سے کسی نے بھی اپنے راز کو ظاہر نہیں کیا۔ان میں سے بعض افراد نے اپنے بعض افراد سے کہا کہ ہمارے یہاں جمع ہونے کی کیا وجہ ہے؟ ہر ایک نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی اور کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔آخر کار ان میں سے ایک نوجوان نے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی اور اس کے بعد دوسرے تمام افراد نے اپنے مومن ہونے کا اظہار کر دیا۔
جب ان تمام افراد کو معلوم ہوا کہ ہم سب ایک ہی اسلام میں جڑے ہوئے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے۔لیکن ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم کسی غار میں پناہ لے لیں۔وہاں اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت کی بارش فرمائے گا اور ہمارے کام آسانی ہو جائیں گے۔وہ ایک غار میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ ان کا کتا بھی تھا۔اصحاب کہف اس پہاڑ میں 309 سال رہے۔جب ان کے گھر والوں نے ان کو نہ پایا تو ان کا نام تختی پر لکھوا کر شاہی خزانہ میں جمع کرا دیا۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اصحاب رقیم'' کے بارے میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔وہب فرماتے ہیں:
مجھ کو حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی مکرم، شاہِ بنی آدم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رقیم'' کا تذکرہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تین آدمی اپنے گھروں سے ناراض ہو کر باہر نکلے۔راستہ میں بارش آ گئی تو وہ بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں داخل ہو گئے۔بارش کی تیزی سے پہاڑ سے ایک بڑا پتھر لڑھک کر اس غار کے منہ پر آ گرا جس سے غار کے منہ سے نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔اس منظر کو دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا اب ہمیں اپنی اپنی زندگی میں کئے جانے والے نیک اعمال کو یاد کر کے ایک دوسرے کو سنانا چاہئے۔شاید کہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کی برکت سے ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے ایک اچھا کام یہ کیا

تھا کہ ایک مرتبہ میرے یہاں مزدور کام کر رہے تھے اور میں نے ان کی صبح سے شام تک کی مزدوری مقرر کی تھی۔ ایک دن ان میں سے ایک مزدور اس وقت آیا جب آدھا دن گزر چکا تھا۔ میں نے اس کی مزدوری آدھی کر دی۔ وہ مزدور آدھی مزدوری پر ہی کام کرنے لگا لیکن اس نے آدھے دن میں اپنے ساتھیوں سے زیادہ کام کیا میں نے اسے پورے دن کی مزدوری دے دی۔ اس کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ تو نے اسے پورے دن کی مزدوری دے دی۔ میں نے جواب دیا اے اللہ کے بندے میں نے تیری مزدوری میں تو کوئی کمی نہیں نہ کی۔ اور میرا مال ہے جس کو چاہے دوں اور جس کو چاہے نہ دوں' وہ آدمی ناراض ہو گیا اور اپنے کام کا معاوضہ چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کی رقم گھر کے کسی کونہ میں رکھ دی پھر کچھ دیر بعد میرے پاس سے ایک بچے والی گائے گزری تو میں نے اس گائے کو اس کے مالک سے بات چیت کر کے اس مزدور کی رقم سے خرید لیا۔ اس گائے کے بچہ کو میں نے پالا اور وہ جب گائے ہو گئی اور پھر وہ گابھن ہو کر بیاہی اور اس طرح اس کی نسل بڑھتی رہی۔ کچھ سال بعد ایک بوڑھا میرے پاس آیا لیکن میں اس کو پہچانتا نہیں تھا۔ وہ بوڑھا کہنے لگا کہ آپ کے ذمہ میرا کچھ حق ہے اور پھر اس نے تفصیل بتا کر مجھے یاد دلایا۔ جب میں نے اس کو پہچان لیا تو میں نے کہا میں تو تمہاری تلاش میں تھا۔ میں نے اس بوڑھے کے سامنے وہ گائے اور اس کی تمام اولاد لا کر کھڑی کر دی اور اس سے کہا یہ تیری مزدوری ہے۔ اس بوڑھے آدمی نے کہا آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں تم سے مذاق نہیں کر رہا۔ بلکہ یہ تمہارا حق ہے۔ اس میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ پھر اس کے بعد میں نے اس کو گائے کی خریداری کا واقعہ سنایا۔ وہ بوڑھا آدمی خوش ہوا اور اپنا مال لے کر اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ گیا۔ اس آدمی نے کہا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ وہ کام میں نے تیری رضا کے لئے کیا تھا۔ تو اس پتھر کو ہمارے اوپر سے اٹھا لے۔ پس وہ پتھر چٹخا اور ایک تہائی ہٹ گیا' یہاں تک کہ غار میں اس قدر روشنی ہو گئی کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اس کے بعد ان میں سے ایک دوسرا شخص کہنے لگا کہ میں نے بھی ایک نیک کام کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے شہر میں مہنگائی ہوئی تو تمام لوگ اس مہنگائی سے پریشان ہو گئے۔ لیکن میرے یہاں اللہ کا فضل تھا سو میرے پاس ایک عورت آئی اور مجھ سے خیرات مانگنے لگی۔ میں نے اس عورت سے کہا تمہیں خیرات تب ملے گی کہ تم میرے ساتھ ہم بستری کرو گی۔ اس عورت نے انکار کر دیا اور واپس چلی گئی۔ دوسرے دن پھر آئی اور خیرات مانگنے لگی میں نے اس سے کہا کہ تمہیں خیرات اسی صورت میں ملے گی کہ تم میرے ساتھ ہم بستری کرو گی۔ اس عورت نے انکار کر دیا اور واپس چلی گئی۔ اس عورت نے اپنے خاوند سے اس بات کا ذکر کیا تو اس کے خاوند نے کہا کہ تو ایسا کر لے کیونکہ اس سے تیرے بچے بھوک سے نجات پائیں گے۔ وہ دوبارہ میرے پاس آئی اور اللہ کا واسطہ دے کر مجھ سے خیرات طلب کرنے لگی۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھے اس وقت تک خیرات نہیں ملے گی۔ جب تک تو میرے ساتھ ہم بستری نہیں کرے گی۔ اس مرتبہ وہ عورت راضی ہو گئی اور گر پڑی۔ میں نے اس عورت سے کام کا ارادہ کر لیا تو وہ ڈرنے لگی' میں نے پوچھا کہ تم کیوں کانپ رہی ہو اس نے کہا اللہ کے خوف سے کانپ رہی ہوں میں نے کہا کہ اس سختی اور مصیبت سے بھی تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے اور افسوس ہے مجھ پر کہ باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت کے میں اس سے بے خوف ہوں۔ تو میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور اپنے کئے پر نادم ہوا۔ میں نے اس عورت کو مال دے کر رخصت کر دیا۔

اے اللہ! اگر اس دن میرا یہ فعل تیرے نزدیک تیرے ڈر کی وجہ سے تھا تو آج تو ہمیں اس پتھر کے ڈر سے نجات عطا فرما۔ وہ پتھر ایک حصہ اور کھسک گیا اور غار میں روشنی اور ہوا کا اضافہ ہو گیا۔ اس کے بعد تیسرے شخص نے کہا میرے والدین بوڑھے اور ضعیف تھے اور میں نے بکریاں پال رکھی تھیں۔ میرا روزانہ کا معمول تھا کہ میں اپنے والدین کو پہلے کھلاتا پلاتا تھا اور پھر بکریاں چرانے جنگل میں چلا جاتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ بارش کی وجہ سے مجھے جنگل میں رکنا پڑا اور پھر رات کو گھر گیا۔ اور میں نے بکریوں کا دودھ دوہا اور بکریوں کو کھلا ہی چھوڑ کر اس دودھ کو لے کر والدین کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان کو دودھ پلا سکوں جب میں اپنے والدین کے پاس گیا تو وہ دونوں سو رہے تھے۔ میں نے ان کو نہیں جگایا۔ میں دودھ لے کر ان کے قریب بیٹھ گیا کہ اگر وہ خود بخود جاگے تو میں ان کو دودھ پیش کروں۔ نیز میری بکریاں بھی بغیر بندھی ہوئی تھیں اور یہ کام بھی خطرہ سے خالی نہ تھا۔ اس کشمکش میں صبح ہو گئی اور میں ہاتھ میں دودھ کا برتن لئے ہوئے اپنے والدین کے پاس بیٹھا رہا اور جب وہ بیدار ہوئے تو میں نے ان کو دودھ پلا دیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے اس تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا تو پھر ہمیں اس پتھر سے نجات دلا دے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بیان کرتے وقت مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ سن رہا ہوں۔ جوں ہی اس تیسرے آدمی نے دعا ختم کی تو پہاڑ سے ''طاق طاق'' کی آواز آئی اور غار بالکل کھل گیا اور تینوں افراد غار سے باہر آ گئے۔ (رواہ نعمان بن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رقیم'' عمان اور ایلہ کے درمیان فلسطین کے قریب ایک وادی ہے اور وہ یہ وادی ہے جس میں ''اصحاب کہف'' کی خواب گاہ ہے۔ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''الرقیم'' ''اصحاب کہف'' کے شہر کا نام تھا۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''الرقیم کا مطلب وہ تختی ہے جس پر اصحاب کہف کے نام لکھے ہوئے تھے جو محفوظ کر دیئے گئے تھے''۔

کلب الماء

''کلب الماء'' اس کا مطلب پانی کا کتا ہے تحقیق ''باب القاف'' میں ہے کہ پانی کے کتے کا مطلب ''القندس'' ہے عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ پانی کا کتا معروف ہے اور یہ مشہور حیوان ہے۔ اس کے ہاتھ' پاؤں کی نسبت لمبے ہوتے ہیں۔ یہ جانور اپنے بدن کو کیچڑ میں لتھڑا لیتا ہے۔ مگر مچھ اسے مٹی خیال کر کے اس سے غافل ہو جاتا ہے تو یہ جانور مگر مچھ کے پیٹ میں گھس جاتا ہے اور اس کی آنتوں کو کاٹ کر کھا جاتا ہے پھر مگر مچھ کا پیٹ پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ اس کتے کی خاصیت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کے کتے کی چربی اپنی پاس رکھے تو وہ مگر مچھ کے حملہ سے محفوظ رہے گا۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ ''جند بادستر'' (ایک آبی جانور) کی جلد کی خاصیت بھی یہی ہے۔ جند بادستر کا خصیہ دوا کے لئے مشہور ہے۔ اس کی تفصیل باب الجیم میں گزر چکی ہے۔

حکم: حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے پانی کے کتے کا گوشت کھانے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو انہوں نے

فرمایا: اس کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا ذکر عام مچھلیوں کے حکم میں گزر چکا ہے کہ چار کے علاوہ وہ سب حلال ہیں اور پانی کا کتاب ان چار میں سے نہیں ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پانی کے کتے کا گوشت حلال نہیں ہے کیونکہ یہ خشکی کے کتے کی طرح ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔

طبی خواص: اگر پانی کے کتے کا خون زیرہ سیاہ میں حل کر کے پی لیا جائے تو یہ بخار کے لئے بے حد نافع ہے۔ نیز پیشاب کے قطرات آنے اور پیشاب میں سوزش کے لئے بھی مفید ہے۔ پانی کے کتے کا مغز آنکھوں میں سرمہ کے طور پر استعمال کرنا آنکھوں کے لئے بے حد مفید ہے۔ اس جانور کا پتا زہر قاتل ہے۔ ابن سینا نے کہا ہے کہ اس جانور کا خصیہ سانپ کے ڈسے ہوئے کے لئے نافع ہے اور اس کی جلد کے موزے نقرس کا مریض پہن لے تو شفایاب ہو جائے گا۔

الكلثوم

''الکلثوم'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ہاتھی ہے۔ خاء کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الكلكسة

''الکلکسة'' بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس کا مطلب نیولا ہے لیکن دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ یہ نیولے کے علاوہ کوئی اور جانور ہے۔

طبی خواص: اس جانور کی لید جب خشک ہو جائے تو اسے سرکہ میں ملا کر چیونٹیوں کے بلوں میں لگا دیا جائے تو وہاں سے چیونٹیاں بھاگ جائیں گی۔ دمقراطیس کی کتاب میں لکھا ہے کہ بے شک ''الکلسکة'' اپنے منہ سے انڈا دیتا ہے۔

الكميت

''الکمیت'' اس کا مطلب نہایت سرخ رنگ کا گھوڑا ہے اور گھوڑے کو کمیت نہیں کہا جاتا یہاں تک کہ اس کی گردن پیشانی اور دم کے بال سیاہ ہوں۔ اگر یہ بال بھی سرخ ہوں تو پھر اس کو ''اشقر'' کہتے ہیں۔ اگر ''کمیت'' اور ''اشقر'' کے درمیان کا رنگ ہو تو اسے ''الورد'' کہتے ہیں اس کی جمع ''الوردان'' آتی ہے۔

الكندارة

''الکندارة'' یہ ایک معروف مچھلی ہے۔ جس کی پشت پر ایک بڑا کانٹا ہوتا ہے۔

الكنعبة

''الکنعبة'' اس کا مطلب ''الناقة العظمية'' بڑی اونٹنی ہے عنقریب اس کا ذکر نون کے باب میں آئے گا۔

الكنعدو الكعند

''الکنعدو الکعند'' جوہری نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک قسم کی مچھلی ہے۔

الکندش

''الکندش'' اس کا مطلب سرخ رنگ کا کوا ہے۔''ابوالمغطش جثمی'' نے کہا ہے کہ عورت کو زیادہ بولنے کی وجہ سے ''الکندش'' سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

الکھف

''الکھف'' اس کا مطلب بوڑھی بھینس ہے۔اصل میں اس کا تفصیلی ذکر جیم کے باب میں گزر چکا ہے۔

الکودن

''الکودن'' اس کا مطلب گدھا ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ گدھے پر بوجھ لادا جاتا ہے اور بیوقوف کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ ''الکوذن'' گدھے کو کہتے ہیں۔بعض اہل علم کے نزدیک ''الکودن'' سے مراد خچر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ''الکودن'' (بے وقوف) کو کچھ حصہ نہیں دیا۔ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''اعطاہ دون سھم العراب'' اس کو عقلمند کے حصہ سے کم دیا۔

اس حدیث کو طبرانی نے نقل کیا ہے کہ اس کی اسناد میں ابو بلال اشعری راوی بھی ہے جو ضعیف ہے۔

الکوسج

''الکوسج'' اس کا مطلب ایک سمندری مچھلی ہے جس کی سونڈ آرے کی طرح ہوتی ہے یہ مچھلی اپنی سونڈ کے ذریعے شکار کرتی ہے۔اگر یہ مچھلی انسان کو پالے تو اس کے دو ٹکڑے کر کے کھا جاتی ہے اس مچھلی کو ''القرش'' اور ''الـلـخم'' بھی کہا جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر اس مچھلی کو رات کے وقت شکار کر لیا جائے تو اس کے پیٹ سے ایک خوشبودار چربی نکلتی ہے۔اور اگر دن کے وقت اس مچھلی کا شکار کیا جائے تو پھر خوشبودار حاصل نہیں ہوتی۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''الکوسج'' مچھلی کی ایک قسم ہے جو پانی میں پائی جاتی ہے اور یہ خشکی کے شیر سے بھی زیادہ شریر ہوتی ہے۔یہ مچھلی پانی کے اندر حیوان کو اپنے دانتوں سے اس طرح کاٹ لیتی ہے جس طرح تیز تلوار کسی چیز کو کاٹ ڈالتی ہے۔علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے اس مچھلی کو دیکھا ہے یہ مچھلی ایک ہاتھ یا دو ہاتھ لمبی ہوتی ہے اس مچھلی کے دانت انسانی دانتوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔سمندری جانور اس مچھلی سے دور بھاگتے ہیں۔بصرہ کے دریائے دجلہ میں ایک خاص وقت میں یہ مچھلی بکثرت پائی جاتی ہے۔

حکم: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس مچھلی کا کھانا حرام ہے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابو حامد نے کہا ہے کہ مگرمچھ اور الکوسج حرام ہیں۔کیونکہ یہ انسانوں کو کھاتے ہیں اور یہ کچلیوں والے نہیں۔حالانکہ ہمارے مذہب

(امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب) کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حلال ہوں۔ نیز ''القرش'' کا شرعی حکم ''باب القاف'' میں بیان کر دیا گیا ہے۔

الکھول

''الکھول'' ازہری نے کہا ہے کہ کاف کے فتحہ اور ھاء کے ضمہ کے ساتھ ''الکھول'' کا مطلب مکڑی ہے۔ اصل میں شین کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب اللام

لأى

"لأی" بروزن "لعی" یہ ایک جنگلی بیل ہے اس کی جمع "العاء" آتی ہے جس طرح جبل کی جمع اجبال ہے۔اس کی مؤنث کے لئے "لاۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔اصل میں باب الباء میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "الملائی" کا مطلب گائے ہے۔

اللباد

"اللباد" (لام کے پیش کے ساتھ) زبیدی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے۔ جو زمین پر رہتا ہے نیز اگر اس پرندے کو اڑایا جائے تو یہ نہیں اڑتا۔اس کا ذکر نون کے باب میں آئے گا۔

اللبوۃ

"اللبوۃ" اس کا مطلب "الاسد" ہے اس کی مؤنث شیرنی ہے۔ابن سکیت نے کہا ہے کہ "اللبأۃ واللبوۃ" میں باء ساکن ہے۔شیرنی کو "العرس" بھی کہا جاتا ہے۔

تعبیر: شیرنی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بادشاہ کی بیٹی یعنی شہزادی سے دی جاتی ہے۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ شیرنی سے جماع کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بڑی مصیبت سے نجات حاصل ہوگی اور اس کا مرتبہ بلند ہوگا اور اسے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوگا سو اگر خواب دیکھنے والا بادشاہ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ کو جنگ میں کامیابی حاصل ہوگی اور وہ بہت سے ممالک کو فتح کرے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیرنی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر درندے کی تعبیر کی طرح ہے۔ واللہ اعلم

اللجاء

"اللجاء" اس کا مطلب ایک قسم کا کچھوا ہے جو خشکی اور تری دونوں میں رہتا ہے یہ کچھوا بڑا عجیب وغریب طریقے سے شکار کرتا ہے اس قسم کا کچھوا جب تک کسی پرندے وغیرہ کا شکار نہیں کر لیتا تدبیر میں لگا رہتا ہے۔ کچھوا پانی میں غوطہ لگاتا ہے پھر مٹی میں اپنا جسم لوٹ پوٹ کر لیتا ہے پھر گھاٹ پر پرندے کی گھات میں بیٹھ جاتا ہے سو پرندے پر کچھوے کا اصلی رنگ مخفی رہتا ہے اور وہ اسے مٹی سمجھ کر پانی پینے کے لئے اس پر بیٹھ جاتا ہے۔ کچھوا پرندے کو منہ میں دبا کر پانی میں غوطہ لگاتا ہے یہاں تک کہ پرندے کی موت ہو جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس قسم کا کچھوا خشکی پر انڈے دیتا ہے اور اپنی نگرانی میں اس کی پرورش کرتا ہے۔

ارسطاطالیس نے ''النعوت'' میں لکھا ہے کہ کچھوے کا جو انڈا خشکی کی طرف گرتا ہے وہ خشکی میں رہتا ہے اور جو انڈا سمندر میں چلا جاتا ہے۔ وہ سمندر میں ہی نشو ونما کے تمام مراحل طے کرتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس قسم کا کچھوا بڑے بڑے سانپوں کو اپنا لقمہ بنالیتا ہے۔ بحری کچھوے کی زبان اس کے سینے میں ہوتی ہے۔ سین کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

حکم: علامہ بغوی نے کچھوے کو حرام قرار دیا ہے اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''شرح المہذب'' میں کچھوے کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

طبی خواص: ارسطو نے کہا ہے کہ کچھوے کا تازہ کلیجہ کھانا جگر کے امراض میں بے حد نفع بخش ہے۔ اس کا گوشت ''السطباج'' (ایک قسم کا کھانا) کی طرح پکایا جائے اور اگر استسقاء کا مریض اس کا شوربہ پی لے تو اس کو بہت فائدہ ہوگا۔ کچھوے کا گوشت دل کو تقویت دیتا ہے اور گیس خارج کرتا ہے۔

تعبیر: کچھوے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر پاک دامن عورت سے دی جاتی ہے۔ نیز کچھوے کو خواب میں دیکھنا آئندہ سال میں دولت ملنے کی طرف اشارہ ہے۔ بسا اوقات کچھوے کو خواب میں دیکھنا دشمن سے حفاظت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ لوگ کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی کی زرہ تیار کر کے لڑائی میں پہنا کرتے تھے۔

اللحکاء

''اللحکاء'' ازہری نے کہا ہے کہ لام کے ضمہ اور حاء کے فتحہ کے ساتھ اس کے بعد کاف' الف اور ہمزہ ہے۔

اسے ''للحکاء'' بھی کہا جاتا ہے ابن قتیبہ نے ادب الکاتب میں اس لفظ کو حاء کے فتحہ اور لام کے سکون اور ہمزہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ لفظ ''الکحکۃ'' ہے اس کا مطلب چکنے بدن کی چھپکلی کی طرح کا ایک جانور ہے۔ جو ریت میں اس طرح چلتا ہے جیسے آبی پرندہ پانی پر دوڑتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا مطلب مچھلی کی شکل کا ایک جانور ہے جو ریت میں رہتا ہے۔ جب یہ انسان کو دیکھتا ہے تو ریت میں چھپ جاتا ہے۔ ابن السکیت نے کہا ہے کہ یہ چھپکلی کی طرح کا جانور ہے جو نیلگوں اور چمکدار ہوتا ہے جس کی دم چھپکلی کی طرح لمبی نہیں ہوتی اور جس کے پاؤں چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ یہی قول زیادہ اچھا ہے۔ صیدلانی اور الرویانی نے کہا ہے کہ یہ انسانی انگلیوں کی طرح کا جانور ہے جو ریت میں چلتا ہے پھر ریت میں ہی گھس جاتا ہے۔

حکم: اس جانور کا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ یہ چھپکلی کی ایک قسم ہے۔

اللخم

''اللخم'' (لام کے ضمہ اور خاء کے سکون کے ساتھ) اس کا مطلب ایک قسم کی مچھلی ہے۔ جسے ''الکوسج'' اور ''القرش'' بھی کہا جاتا ہے۔

حکم: ظاہری طور پر یہ مچھلی حلال ہے ابو السعادات المبارک بن محمد بن الاثیر نے اپنی ''نھایۃ غریب الحدیث'' میں حضرت

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ "اللخم" حلال ہے اور یہ ایک قسم کی سمندری مچھلی ہے۔ اس کو "القرش" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا ذکر "القرش" کے تحت "باب القاف" میں بھی ہو چکا ہے۔

اللعوس

"اللعوس" اس کا مطلب بھیڑیا ہے بھیڑیئے کا یہ نام اس کے جلدی کھانے کی وجہ سے رکھا گیا ہے کیونکہ عربی میں "لعس" کے معنی "جلدی کھانے کے ہیں"۔

اللعوة

"اللعوۃ" (لام کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب کتیا ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں (فلاں کتیا سے بھی زیادہ بھوکا ہے۔)

اللقحة

"اللقحۃ" یہ لفظ لام کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے لیکن لام کے کسرہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ کاف پر فتحہ ہے۔ اس کا مطلب وہ اونٹنی ہے جو دودھ دیتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب وہ اونٹنی ہے جو بچے دیتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم ہوگی اور آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ "دوہ" رہا ہوگا۔ دودھ کا برتن اس آدمی کے منہ تک نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (رواہ مسلم)

اللقوة

"اللقوۃ" اس کا مطلب مادہ باز ہے "لقوہ" ایک مرض کا نام ہے جس میں مریض کا چہرہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ نیز تیز رفتار اونٹنی کے لئے بھی "لقوۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اللقوۃ حجاج بن یوسف کا لقب تھا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف ثقفی بغدادی کی وفات 259ھ کو ہوئی۔

اللقاط

"اللقاط" اس کا مطلب ایک مشہور پرندہ ہے اس کا یہ نام اس لئے پڑ گیا ہے کہ یہ زمین سے دانہ چگتا ہے۔

حکم: "اللقاط" حلال ہے عبادی نے کہا ہے کہ "اللقاط" حلال ہے لیکن شرح مہذب میں ذکر ہے کہ پنجوں والا "لقاط" اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی وہ ذی مخلب ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ لقاط کا مطلب وہ پرندہ ہے جو دانہ چگتا ہے لیکن یہ استثناء صحیح نہیں ہے۔

اللقلق

"اللقلق" (سارس) اس کا مطلب لمبی گردن والا ایک عجمی پرندہ ہے۔ اہل عراق کے نزدیک اس کا لقب "ابو خدیج" آتا ہے۔ اس کی جمع "اللقالق" آتی ہے یہ پرندہ سانپ وغیرہ کھاتا ہے۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاشکال" میں لکھا ہے کہ اس

پرندے کی ذہانت کی دلیل یہ ہے کہ یہ اپنے دو گھونسلے بناتا ہے۔ سال کا کچھ حصہ ایک گھونسلہ میں اور سال کا کچھ حصہ دوسرے گھونسلہ میں گزارتا ہے۔ جب یہ پرندہ فضاء کی تبدیلی کی وجہ سے وبائی امراض کے پھیلنے کے اثرات محسوس کرتا ہے تو یہ اپنا گھونسلہ چھوڑ دیتا ہے اور اس علاقے سے چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ پرندہ ایسے حالات میں اپنے انڈے بھی گھونسلہ میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کیڑے مکوڑوں کو بھگانے کے لئے ایک طریقہ یہ ہے کہ سارس کو گھر میں پال لیا جائے۔ کیڑے مکوڑے اس گھر سے بھاگ جاتے ہیں جس گھر میں سارس ہو اگر کیڑے مکوڑے ظاہر بھی ہو جائیں تو سارس ان کو قتل کر دیتا ہے۔

حکم: سارس کی حلت وحرمت کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول شیخ ابو محمد کا ہے کہ سارس بھی الکر کی طرح ہے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو صحیح کہا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ سارس حرام ہے۔ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے اور عبادی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اس پر دلیل بھی پیش کی ہے کہ "سارس" سانپ وغیرہ کو کھاتا ہے اور پرواز کے دوران اپنے پروں کو پھیلا کر رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اولم یروا الی الطیر فوقھم صافات"

شرح المہذب اور "الروضۃ" میں ذکر ہے کہ سارس حرام ہے "اللقلق" (سارس) پانی کے پرندوں میں سے ہے۔

خواص: اگر سارس کا بچہ ذبح کر لیا جائے اور اس بچے کا خون مجذوم کے جسم پر لگایا جائے تو مجذوم کو بہت فائدہ ہوگا۔ اگر سارس کا دماغ (مغز) ایک دانق کے بقدر لے لیا جائے اور اس میں خرگوش کا "انفحہ" ہم وزن ملا کر آگ پر پگھلا لیں اور کسی کا نام لے کر اس کو کھایا جائے تو کھانے والے کی محبت اس آدمی کے دل میں پیدا ہو جائے گی جس کا نام لیا جائے گا۔ ہرمس نے کہا ہے کہ جو شخص ہرمس کی ہڈی کو اپنے پاس رکھتا ہے اس کے غم دور ہو جائیں گے۔ اگرچہ عشق کا غم ہی کیوں نہ ہو۔ جو شخص سارس کی داہنی آنکھ کا ڈھیلا اپنے پاس رکھے گا وہ نیند سے بیدار نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس سے سارس کی آنکھ کا ڈھیلا ہٹا دیا جائے جو شخص سارس کی آنکھ کو اپنے پاس رکھ لے اور پانی میں داخل ہو جائے تو وہ آدمی پانی میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ اچھی طرح تیر بھی نہ سکتا ہو۔

تعبیر: سارس کو خواب میں دیکھنا ایسی قوم پر دلالت کرتا ہے جو مشارکت کو پسند کرتی ہے۔ اگر انسان خواب میں دیکھے کہ کسی جگہ بہت سے سارس جمع ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس جگہ چور ڈاکو جمع ہیں اور لڑائی کرنے کے لئے دشمن اس جگہ پر موجود ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سارس کو خواب میں دیکھنا کسی کام میں رکنے کی نشانی ہے جو شخص خواب میں سارس کو متفرق دیکھے تو اگر وہ آدمی سفر کا ارادہ رکھتا ہے یا مسافر ہے تو یہ اس کی بھلائی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ سارس گرمیوں میں آتے ہیں۔ سارس کو خواب میں دیکھنا مسافر کی اپنے وطن خیریت کے ساتھ واپسی اور مقیم کے لئے خیریت سے سفر کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ (واللہ اعلم)

اللحق

"اللحق" اس کا مطلب سفید بیل ہے۔ باب الثاء میں "الثور" کے تحت اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اللهم

"اللھم" اس کا مطلب عمر رسیدہ (لمبی عمر والا) بیل ہے اصل میں اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس کی جمع "لھوم" آتی ہے۔

اللوب والنوب

"اللوب والنوب" (پہلا لام کے ضمہ کے ساتھ اور دوسرا لفظ نون کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب شہد کی مکھیوں کی جماعت (گروہ) ہے۔ حضرت ریان بن قسور رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم "وادی شوحط" میں تشریف فرما تھے۔ میں نے رسولِ انور شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے ساتھ شہد کی مکھیاں تھیں ہم نے انہیں پال رکھا تھا اور وہ ایک چھتہ میں رہتی تھیں۔ ہمیں اس میں سے شہد اور موم حاصل ہوتا تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اور جو زندہ بچی تھیں ان کا بھی حشر نشر کر دیا۔ یعنی اس شخص نے آگ جلائی تو مکھیاں بھاگ گئیں لیکن اپنے چھتے میں انڈے چھوڑ گئیں۔ اس آدمی نے چھتہ کاٹا اور چل دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ملعون ہے وہ ملعون ہے۔ جس نے کسی قوم کی ملکیت چرائی اور ان کو نقصان پہنچایا۔ کیا تم نے اس آدمی کا پیچھا نہیں کیا۔ اس کا حال معلوم نہیں کیا؟ حضرت ریان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ ایسی قوم (ہذیل) کی پناہ میں داخل ہو گیا جو ہمارے پڑوسی ہیں۔ نبی مکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صبر کرو" تم صبر کرو۔ تم جنت پر ایسی نہر پر پہنچو گے جس کی وسعت عقیقہ اور یحقہ کے درمیان فاصلہ کے برابر ہے۔ اس نہر سے گرد و غبار سے صاف و شفاف شہد جاری ہوگا۔ اس طرح جو نہ کسی "لوب" (شہد کی مکھی) کا قے ہوگا اور نہ کسی "نوب" شہد کی مکھی کے منہ کا لعاب ہوگا۔

الغليم

"الغلیم" اس کا مطلب اونٹ ہے "اللوشب" "بروزن کوکب" اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ اصل میں "الذئب" کے تحت باب الذال میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اللياء

"اللیاء" اس کا مطلب ایک قسم کی سمندری مچھلی ہے جس کی کھال سے زرہ تیار کی جاتی ہے سو جو شخص بھی اس زرہ کو پہن لے اس پر ہتھیار کا اثر نہیں ہوگا اور نہ ہی تلوار اس کو کاٹ سکتی ہے۔

اللیث

''اللیث''اس کا مطلب شیر ہے اس کی جمع ''لیوث''آتی ہے اس کا ذکر لام کے باب میں ہوگا۔

اللیل

''اللیل''اس کا مطلب ''الکروان''(ایک قسم کا پرندہ) کا بچہ ہے اہل عرب کہتے ہیں (فلاں لیل کے بچے سے زیادہ بزدل ہے)ابن فارس نے ''المجمل''میں لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ لیل ایک پرندے کا نام ہے لیکن میں اس کو نہیں پہچانتا۔ واللہ اعلم

باب المیم

المارية

''المارية'' اس کا مطلب بھٹ تیتر ہے جو ریگستانی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ نیز نیل گائے کو بھی ''المارية'' کہا جاتا ہے۔ اہل عرب کا قول ہے کہ (اس سے لے لو اگر چہ اس کی قیمت ماریہ کے دونوں بالیوں کے برابر ہی کیوں نہ ہو یعنی وہ چیز مہنگی ہی کیوں نہ ہو) سو''ماریہ'' کا مطلب ماریہ بنت ظالم بن وہب ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ماریہ نے اپنے کان کی بالیاں خانہ کعبہ کے لئے ہدیہ کی تھیں اور ان بالیوں کے اوپر کبوتر کے انڈے کے برابر دو موتی جڑے ہوئے تھے کہ اس سے پہلے لوگوں نے ایسی بالیاں نہیں دیکھی تھیں اور ان بالیوں کی قیمت سے زیادہ کسی اور چیز کی قیمت نہیں تھی یعنی یہ بالیاں بہت مہنگی تھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے ''المارية'' کا مطلب ماریہ قبطیہ ہیں۔ اس کا ذکر المقوقس کے تحت آئے گا۔

المازور

''المازور'' اس کا مطلب ایک بابرکت پرندہ ہے جو بحر مغرب (بحر مراکش) کے اطراف میں پایا جاتا ہے۔ کشتی چلانے والے اس پرندے سے نیک شگون لیتے ہیں۔ یہ پرندہ سمندر کے پرسکون ہونے پر ساحل سمندر پر انڈے دیتا ہے۔ کشتی چلانے والے اس انڈے کو دیکھتے ہیں تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ بے شک سمندر پرسکون ہو گیا ہے جب کشتی کسی خطرناک جگہ یا کسی مضر چوپایہ کے قریب پہنچ جائے تو یہ پرندہ کشتی کے سامنے اڑتا رہتا ہے سو یہ پرندہ کبھی کشتی کے اوپر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی اڑ جاتا ہے گویا کہ وہ کشتی والوں کو بتا رہا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر کرلیں۔ کشتی چلانے والے اس پرندے کو پہچانتے ہیں۔ تحفۃ الغرائب میں اسی طرح ذکر ہے۔

الماشية

''الماشية'' (مویشی) اس کا مطلب اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ ہے اس کی جمع ''المواشی'' آتی ہے ان جانوروں کو چرنے کے لئے چلنے کی وجہ سے ''الماشية'' کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی کثرت نسل کی وجہ سے ان کو ''الماشية'' کہا جاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سورج غروب ہو جائے تو تم اپنے مویشیوں اور اپنے بچوں کو کھلانا چھوڑ دو یہاں تک کہ رات کی تاریکی دور ہو جائے۔ (رواہ مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار رسول بے مثال صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جنگل میں مویشیوں کے پاس جائے تو اگر ان کے پاس ان کا مالک ہو تو اس سے دودھ دوہنے کی اجازت لے۔ اگر وہ اسے اجازت دے دے تو وہ دودھ دوہ کر پی لے اور اگر وہاں کوئی ایک آدمی بھی نہ ہو تو وہ تین مرتبہ آواز دے سو اگر کوئی ایک شخص بھی اس کی آواز کا جواب دے تو وہ اس سے دودھ دوہنے کی اجازت مانگے اگر اس کی آواز کا کوئی آدمی بھی جواب نہ دے تو وہ دودھ دوہ لے اور پی لے لیکن اپنے ساتھ نہ لے جائے۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بعض اہل علم جن میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو اسحٰق علیہ الرحمۃ بھی شامل ہیں کا اس حدیث پر عمل ہے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ حسن کا سمرہ سے سماع صحیح ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار بی بی آمنہ کے لال سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی کسی کے مویشی سے دودھ نہ دوہے مگر یہ کہ مویشی کا مالک اسے دودھ دوہنے کی اجازت دے دے کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے کھانے پینے کے کمرے میں جا کر اس کی الماری توڑ کر کوئی اس کا کھانا اٹھالے اسی طرح مویشیوں کے تھن لوگوں کی غذا کا خزانہ ہیں۔ لہٰذا کوئی کسی کے مویشی سے اس کی اجازت کے بغیر دودھ دوہے۔ (رواہ مسلم وبخاری)

مسئلہ: اگر مویشی کسی کی کھیتی تباہ کر دے اور اس کا مالک اس کے ساتھ نہ ہو سو اگر مویشی نے یہ کام دن کے وقت کیا تو پھر اس کے مالک پر تاوان نہیں ہوگا اور اگر مویشی نے رات کے وقت کسی کی کھیتی کو برباد کیا تو مویشی کے مالک پر ضمان واجب ہوگا۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں نقل کی ہے۔ حضرت حرام بن سعید ابن محیصہ سے مروی ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی کسی قوم کے کھیت میں داخل ہو گئی۔ اس نے کھیت کو برباد کر دیا۔ حضور پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فیصلہ یہ صادر فرمایا کہ بے شک دن کے وقت مال والوں پر اپنے مال کی حفاظت کرنا ضروری ہے اور رات کے وقت مویشی والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مویشی کی حفاظت کریں۔ (رواہ ابوداؤد)

مالك الحزين

"مالك الحزين" جوہری نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک قسم کا آبی پرندہ ہے۔ ابن بری نے "حواشی" میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب "البلشون" (بگلا) ہے جس کے پاؤں اور گردن لمبی ہوتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ "مالک الحزین" دنیا کا عجوبہ ہے اس لئے کہ یہ پانی نہروں، چشموں اور تالابوں وغیرہ کے قریب بیٹھا رہتا ہے۔ جب نہروں، چشموں، تالابوں کا پانی خشک ہو جاتا ہے تو یہ پانی کی خشکی پر غمگین ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غم کی وجہ سے پانی پینا بھی چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ پیاس کی وجہ سے اس کی موت ہو جاتی ہے۔ یہ پرندہ اس ڈر سے پانی نہیں پیتا کہ اس کے پانی پینے سے مزید پانی کم ہو جائے گا۔ کہا جاتا ہے اسی قسم کا معاملہ ایک کیڑے جگنو کا بھی ہے جو رات کے وقت چراغ کی طرح چمکتا ہے اور دن کو اڑتا ہے اس کے پر سبز رنگ کے ہوتے ہیں اور بدن ملائم ہوتا ہے۔ اس کی غذا مٹی ہے لیکن یہ بھی پیٹ بھر کر مٹی نہیں کھاتا اس ڈر سے کہ کہیں زمین کی مٹی ختم نہ ہو جائے۔ یہ جگنو بھوکا رہنے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے "مالک الحزین" کے بہت سے فائدے ہے

ہیں۔ یہ پرندہ پانی پر جم کر بیٹھنے کی وجہ سے ''مالک'' کہلاتا ہے اور پانی کے خشک ہو جانے پر غمگین ہونے کی وجہ سے ''الحزین'' کہلاتا ہے۔ توحیدی نے اپنی کتاب ''الامتاع والموانسۃ'' میں لکھا ہے کہ ''مالک الحزین'' پانی کے سانپوں کا شکار کر کے کھاتا ہے کیونکہ یہی اس کی غذا ہے۔ یہ پرندہ پانی میں اچھی طرح تیر بھی نہیں سکتا۔ اگر اسے شکار نہیں ملتا اور بھوکا ہو تو سمندر کے کنارے اڑتا رہتا ہے سو جونہی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اس کے قریب جمع ہو جاتی ہیں تو یہ جلدی سے انہیں پکڑ لیتا ہے' جتنی پکڑی جاتی ہیں پکڑ لیتا ہے۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے۔

خواص: اس پرندے کا گوشت ٹھنڈا' غلیظ اور دیر ہضم ہوتا ہے۔ اس پرندے کے گوشت کے شوربے کو پینے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

المتردیۃ

''المتردیۃ'' اس کا مطلب وہ جانور ہے جو کسی کنویں یا کسی اونچی جگہ میں گر جائے تو اس کی موت ہو جاتی ہے۔

حکم: اس قسم کے جانور کا کھانا بالاجماع حرام ہے۔

المجثمۃ

''المجثمۃ'' (جیم کے فتحہ اور ثاء مشدد کے ساتھ) اس کا مطلب وہ جانور ہے جسے باندھ کر چھوڑ دیا جائے اور بھوک کی وجہ سے اس کی موت ہو جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے ''الجلالۃ'' (گندگی کھانے والے جانور) ''المجثمۃ'' (گر کر مرنے والے جانور) ''الخطفۃ'' (باندھ کر چھوڑ دیا جائے والا جانور جبکہ اس کی موت ہو جائے) کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

المثاء

''المثاء'' اس کا مطلب اونٹ کا چھوٹا بچہ ہے۔ اصل میں اس کا ذکر فا کے باب میں گزر چکا ہے۔

المربع

''المربع'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک بدشکل آبی پرندہ ہے۔

المرء

''المرء'' اس کا مطلب آدمی ہے جیسے تو کہے (یہ نیک آدمی ہے) اس لفظ کی ''المراء'' آتی ہے بعض اہل علم کے نزدیک بھیڑیئے کو بھی ''مراء'' کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

المرزم

''المرزم'' اس کا مطلب ایک آبی پرندہ ہے جس کی گردن اور پاؤں لمبے ہوتے ہیں اور اس کی چونچ ٹیڑھی ہوتی ہے۔ نیز اس کے پروں کے کنارے کا کچھ حصہ سیاہ ہوتا ہے یہ پرندہ اکثر مچھلی کھاتا ہے۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے۔

المرعة

''المرعة'' (میم کے ضمہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب خوبصورت رنگ والا پرندہ ہے جو کھانے میں لذیذ ہوتا ہے یہ پرندہ بٹیر کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''مرع'' کا لفظ (میم کے ضمہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ) استعمال ہوتے ہیں۔ ثعلب کا یہ قول ہے۔ ابن سکیت نے کہا ہے کہ ''المرعة'' تیتر کی طرح کا ایک پرندہ ہے۔

حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے۔

خواص: ابن زاہر نے کہا ہے کہ اگر اس پرندے کا پیٹ چاک کر کے (جسم میں) چھپے ہوئے تیر اور کانٹوں کی جگہ پر رکھ دیا جائے تو تیر اور کانٹے بغیر کسی مشقت و تکلیف کے نکل جائیں گے۔

مسهر

''مسھر'' ہرمس نے کہا ہے کہ یہ ایک ایسا پرندہ ہے جو پوری رات نہیں سوتا اور دن میں اپنی روزی تلاش کرتا رہتا ہے۔ یہ پرندہ رات کو سریلی آواز میں بار بار بولتا رہتا ہے۔ جو بھی اس پرندے کی آواز سنتا ہے مست ہو جاتا ہے اور اس کی آواز کی لذت سے سننے والے کو نیند اچھی طرح نہیں آتی۔

خواص: اگر اس پرندے کا دماغ (مغز) سایہ میں خشک کر کے باریک پیس کر ایک درہم کے ہم وزن روغن بادام میں ملا لیں اور اسے کسی کو سونگھا دیں تو اسے نیند نہیں آئے گی اور وہ سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا' یہاں تک کہ دیکھنے والا یہ خیال کرے گا کہ شراب پینے کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی ہے۔ جو آدمی اس پرندے کا سر اپنے ہاتھ میں رکھے یا تعویز بنا کر پہن لے تو اس کا خوف ختم ہو جائے گا اور اس پر مدہوشی طاری ہو جائے گی۔

المطية

''المطیة'' اس کا مطلب اونٹنی ہے۔ نیز سواری کے لئے بھی ''المطیة'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کی جمع ''مطایا'' اور ''مطی'' آتی ہے جوہری نے کہا ہے کہ ''المطی'' واحد ہے اور اس کی جمع ''المطایا'' آتی ہے جو مذکر و مؤنث دونوں کو شامل ہے۔

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال' مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دنیا کو گالی نہ دو (برا بھلا نہ کہو) کیونکہ یہ مومن کے لئے عمدہ سواری ہے جس پر سوار ہو کر وہ جنت میں جائے گا اور اس کے ذریعے آگ سے نجات پائے گا۔ (رواہ الطبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم دنیا کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ تم اس میں نماز پڑھتے ہو روزے رکھتے ہو اور اسی دنیا میں تم دوسرے اعمال کرتے ہو"۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" کہ اگر کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق درمیان مطابقت کیسے ہوگی جبکہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا اور اس کی تمام چیز ملعون نہیں البتہ اللہ کا ذکر اور اس کی معاون چیزیں اور عالم یا متعلم (اللہ کے نزدیک ملعون ہیں) سو اس کا جواب وہ ہے جو شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے "الفتاوی الموصیلۃ" کے آخر میں نقل کیا ہے کہ بے شک دنیا ملعون اس لحاظ سے ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو اختیار کرے اور اس کی بغاوت پر اتر آئے۔ اصل میں باء کے باب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

اختتامیہ: شیخ الاسلام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اسناد صحیح کے ساتھ جامع ترمذی کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب لوگ علم حاصل کرنے کے لئے دور دراز سے اپنی سواریوں پر سفر کریں گے۔ وہ لوگ مدینہ کے عالم کے علاوہ کسی کو علم میں زیادہ نہیں پائیں گے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ سفیان بن عیینہ سے منقول ہے کہ اس عالم مدینہ کا مطلب حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب لوگ علم حاصل کرنے کے لئے اونٹوں پر سفر کریں گے اور وہ لوگ مدینہ کے عالم کے علاوہ کسی کو علم میں زیادہ نہیں پائیں گے۔ (رواہ النسائی والحاکم)

المعراج

"المعراج" (بجو) اس کا مطلب ایک عجیب وغریب بڑا جانور ہے۔ جو خرگوش کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس جانور کا رنگ زرد ہوتا ہے اور اس کے سر پر ایک سیاہ سینگ ہوتا ہے جو بھی درندہ یا چوپایہ اس جانور کو دیکھ لیتا ہے بھاگ جاتا ہے۔ حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "جزائر البحار" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

المعز

"المعز" (میم کے فتحہ کے ساتھ) یہ بکری کی ایک قسم ہے۔ یہ بالوں والا اور چھوٹی دم والا جانور ہے یہ جانور بھیڑ سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کی مؤنث "ماعزۃ" آتی ہے اور اس کی جمع مواعز آتی ہے۔ اس کی کنیت ام السخال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ تم فرار ہو جاتے ہو جس طرح "معز" شیر کی آواز سن کر بھاگ جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ "حضور اکرم نور مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم "معز" کے ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ یہ نفیس مال ہے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ صاف کر دیا کرو۔ یعنی وہاں سے کانٹے اور پتھر وغیرہ ہٹا دیا کرو"۔ (الحدیث)

بکری نادانی میں ضرب المثل ہے۔ بکری کو دودھ کی کثرت کی وجہ سے بھیڑ پر فضیلت حاصل ہے۔ بکری کی کھال بھیڑ کی کھال سے موٹی ہوتی ہے۔ بکری کے پچھلے حصہ پر جتنا گوشت کم ہوتا ہے اتنا ہی اس کی چربی میں اضافہ ہوتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بکری کی "الیۃ" (چوڑی دم) اس کے پیٹ میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھیڑ کی کھال کو باریک بنایا ہے لیکن اس کے بال گھنے کر دیئے ہیں اور بکری کی جلد کو موٹا بنا کر اس کے بالوں کو کم کر دیا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو لطیف و خبیر ہے۔

خواص: بکری کا گوشت نسیان، غم اور بلغم پیدا کرتا ہے۔ نیز بکری کا گوشت پتا میں حرکت پیدا کرتا ہے لیکن جس آدمی کو پھنسیاں نکل رہی ہوں اس کے لئے بکری کا گوشت بے حد نفع بخش ہے۔ اگر سفید بکری کے سینگ کو خشک کر کے کسی کپڑے میں لپیٹ کر سونے والے آدمی کے سر کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے تو جب تک یہ سینگ اس کے سر کے نیچے رہے گا وہ نیند سے نہیں جاگے گا۔ اگر بکری کا پتا گائے کے پتا کے ساتھ ملا کر روئی کی ایک بتی میں لگا کر کان کے سوراخ میں رکھ دیا جائے تو بہرہ پن ختم ہو جائے گا اور کان سے نکلنے والا پانی بھی بند ہو جائے گا۔ اگر آدمی پلکوں کے اندرونی حصہ کے بال اکھاڑنے کے بعد بکری کا پتا سرمہ کے طور پر لگائے تو دوبارہ پلکوں کے اندر بال نہیں اُگیں گے۔ نیز بکری کے پتا کو سرمہ کے طور پر آنکھ میں استعمال کرنا آنکھ کے جالے کے لئے مفید ہے اور بینائی میں اضافہ کرتا ہے۔ اگر فیل پا (بیماری) میں بکری کے پتا کی مالش کی جائے تو بیماری ختم ہو جائے گی۔ بکری کی ہڈیوں کا گودا کھانے والا غم، نسیان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے پتا میں تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ ابن سینا نے کہا ہے کہ بکری کی مینگنی کنٹھ مالا کو زائل کر دیتی ہے اور اگر کوئی عورت بکری کی مینگنی اونی کپڑے میں رکھ کر استعمال کرے تو اس کی شرمگاہ سے نکلنے والا خون بند ہو جائے گا اور لیکوریا کا مرض بھی ختم ہو جائے گا۔

ابن مقرض

"ابن مقرض" (نیولے کی طرح کا ایک جانور) (میم کے ضمہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک سیاہ رنگ کا جانور ہے جس کی پشت لمبی ہوتی ہے۔ نیز اس جانور کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔ یہ جانور چوہے سے چھوٹا ہوتا ہے اور کبوتروں کو قتل کر دیتا ہے اور کپڑوں کو کترتا ہے۔ اسی لئے اس کو "ابن مقرض" کہا جاتا ہے۔

حکم: رافعی نے "ابن عرس" کے شرعی حکم کے تحت اس کی حلت کی دو صورتیں بیان کی ہیں

پہلی صورت نیولے کے حلال ہونے کی یہ ہے کہ یہ "دلق" (ایک جانور) ہے "المبھمات الصحیح" نامی کتاب میں بھی یہ ذکر ہے۔ "ابن مقرض" حلال ہے اور "ابن عرس" (نیولا) حرام ہے۔ اصل میں دال کے باب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ واللہ الموفق

المقوقس

"المقوقس" (فاختہ) اس کا مطلب کبوتر کی طرح کا ایک جانور ہے جس کی گردن میں طوق ہوتا ہے اور اس کے رنگ میں سفیدی میں سیاہی کی آمیزش ہوتی ہے "المقوقس" مصر کے بادشاہ جریج بن مینا قبطی کا لقب بھی ہے۔ مقوقس بادشاہ ہرقل سے پہلے گزرا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہرقل، مقوقس کی عزت کرتا تھا لیکن جب اس نے مقوقس کا میلان اسلام کی طرف دیکھا تو اس سے قطع تعلق کر لیا۔ مقوقس نے حضور سید المبارکین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کے طور پر ایک گھوڑا بھی دیا تھا جس کو "لزاز" کہا جاتا تھا۔ اور ایک خچر بھی دیا تھا جس کو "الدلدل" کہا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک گدھا اور ایک خصی غلام بھی دیا تھا۔ جس کا نام "مابور" تھا۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اصل میں ابن مندہ اور ابو نعیم وغیرہ نے مقوقس کو رسولِ اکرم، نورِ مجسم، صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ مقوقس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کی موت نصرانیت پر ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مصر فتح ہوا تھا۔

طبرانی میں ہے کہ ابونامی غلام حضرت ماریہ قبطیہ کا چچازاد بھائی تھا اور ان دونوں میں باہم مناسبت زیادہ تھی۔ ایک دن حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو گفتگو کرتے دیکھ لیا تو دل میں کھٹک پیدا ہوئی۔ حضور رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم نورِ مجسم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ حضور شہنشاہ خوشخصال، دافع رنج وملال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ اس دوران حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا حمل سے تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر چلے یہاں تک کہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے تو وہاں غلام کو پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف تلوار لہرائی تاکہ اسے قتل کر دیں۔ لیکن غلام نے اپنے بدن سے کپڑے ہٹا دیئے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ غلام کا عضو ہی کٹا ہوا ہے تو رسولِ اکرم، نورِ مجسم، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور ان کو اس کی خبر دی۔ حضور شفیع المذنبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر کیا تمہیں پتا ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ماریہ اور اس کے رشتہ دار غلام کو اس بات سے بری کر دیا ہے جو آپ کے دل میں کھٹک رہی تھی۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے بشارت دی ہے کہ ماریہ کے پیٹ میں جو لڑکا ہے میرا ہے اور میری طرح کا ہے کہ میں اس لڑکے کا نام ابراہیم رکھوں اور اپنی کنیت ابوابراہیم رکھوں۔ اگر مجھے وہ کنیت بدلنی ناگوار نہ ہوتی جس سے لوگ مجھے پہچانتے ہیں تو میں ضرور اپنی کنیت ابوابراہیم رکھ لیتا جس طرح کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ابوابراہیم کے نام سے پکارا تھا۔ اسی غلام نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اس کی وفات حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کے نماز جنازہ کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور خود اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس غلام کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (رواہ الطبرانی)

مقوقس کی وفات اس وقت ہوئی جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے۔ مقوقس کو "کنسیۃ ابی یحنس" میں دفن کیا گیا تھا۔ مقوقس کی وفات نصرانیت پر ہی ہوئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن بلتعہ کو بطور قاصد مقوقس کی طرف بھیجا تھا حاطب کہتے ہیں کہ جب مجھے حضور صاحب شریعت، مختار کل کائنات، مخزن جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کی طرف بھیجا تو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر مقوقس کے پاس گیا اور مقوقس کے ہاں ایک رات ٹھہرا

اس کے بعد مقوقس نے اپنے آدمیوں کو جمع کر کے مجھے پیغام بھیجا کہ میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ سومقوقس نے کہا کہ تمہارا صاحب نبی ہے۔ حاطب کہتے ہیں میں نے کہا کیوں نہیں' ہاں ضرور وہ نبی ہیں' مقوقس نے کہا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟ میں نے کہا ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں۔ مقوقس نے کہا کہ اگر واقعی وہ اللہ کے رسول ہیں تو انہوں نے اپنی قوم کے مخالفین کے لئے بددعا کیوں نہیں کی جنہوں نے ان کو اپنے وطن سے بے وطن کر دیا؟ حاطب کہتے ہیں میں نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں؟ مقوقس نے کہا ہاں۔ حاطب کہتے ہیں میں نے کہا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے جب انہوں نے ان کو تکلیف دی اور صلیب پر چڑھانے کا برا ارادہ کیا' کیوں بددعا نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے۔ مقوقس نے کہا' بہت خوب! تم خود بھی دانا ہو اور جس کے پاس سے آئے وہ بھی دانا ہے''۔

المکاء

''المکاء'' (میم کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جس کی آواز سیٹی جیسی ہوتی ہے اور یہ باغوں میں بولتا رہتا ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ ایک سفید رنگ کا پرندہ ہے جو حجاز میں پایا جاتا ہے۔ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ ایک جنگلی پرندہ ہے جو انڈے دینے کے لئے عجیب انداز کا گڑھا کھودتا ہے۔ یہ پرندہ سانپ کا دشمن ہے اور سانپ کے انڈے اور بچے کھا جاتا ہے۔ ہشام بن سالم نے بیان کیا ہے کہ ایک سانپ نے ''المکاء'' پرندے کے انڈے کھائے تھے۔ مکاد پرندہ سانپ کے سر پر منڈلاتا رہا اور اس کے قریب ہوتا رہا یہاں تک کہ جب سانپ نے منہ کھولا تو مکاء پرندہ نے ایک کانٹا دار پودا جو اس نے اپنے منہ میں لے رکھا تھا۔ سانپ کے منہ میں ڈال دیا' وہ کانٹے دار پودا سانپ کے حلق میں پھنس گیا اور سانپ کی موت واقع ہو گئی۔

المکلفة

"المکلفة" اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جاحظ نے کہا ہے کہ عقاب بری عادت والا پرندہ ہے۔ عقاب تین انڈے دیتا ہے' جب ان انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو یہ دو بچوں کی پرورش کرتا ہے اور ایک کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ''المکلفة'' پرندہ اس پڑے ہوئے بچے کو اٹھا لیتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے۔ اسی لئے اس کو "المکلفة" کہا جاتا ہے۔ اس پرندے کو ''سر العظام'' بھی کہتے ہیں۔ عقاب کی اس حرکت کی وجہ سے لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ لوگوں نے کہا ہے کہ عقاب دو انڈے دیتا ہے بعض لوگوں کے نزدیک عقاب تین انڈے سیتا ہے لیکن تین بچوں کے رزق کی تلاش کو بھاری سمجھ کر ایک بچے کو نیچے گرا دیتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عقاب اس طرح کی حرکت کرتا ہی نہیں لیکن جب عقاب کو شکار کرنے میں اس کو کمزوری محسوس ہوتی ہے جس طرح نفاس والی عورت کمزوری محسوس کرتی ہے۔ تو تب ایسی حرکت کرتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقاب بری عادت والا پرندہ ہے جس طرح پہلے گزرا ہے اور بچہ کی پرورش تکالیف پر صبر کئے بغیر ممکن نہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عقاب لالچی پرندہ ہے

اس لئے یہ اپنے بچوں کو پھینک دیتا ہے اور گرے ہوئے بچے کو "المکلفة" اٹھالیتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے۔

الملکة

"الملکة" (بروزن سمکتہ) اس کا مطلب ایک قسم کا سانپ ہے جس کی لمبائی ایک ہاتھ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے سر پر تاج کی طرح سفید لکیریں ہوتی ہیں لیکن جب یہ سانپ زمین پر رینگتا ہے تو جس گھاس وغیرہ پر اس کا گزر ہوتا ہے وہ جل جاتی ہے۔ اگر کوئی پرندہ اس کے اوپر سے اڑ کر جا رہا ہو تو وہ اس پر گرتا ہے جب یہ سانپ رینگتا ہے تو اس کے رینگنے کی آواز سن کر تمام جانور بھاگ جاتے ہیں۔ اگر کوئی درندہ یا کوئی اور جانور اس سانپ کو کھالے تو وہ مر جاتا ہے۔ یہ سانپ انسانوں کو کم ہی دکھائی دیتا ہے۔

خواص: اس سانپ کے اندر عجیب وغریب تاثیر پائی جاتی ہے کہ جو شخص بھی اس سانپ کو قتل کرتا ہے اس کی سونگھنے کی قوت فوراً ختم ہو جاتی ہے اور پھر اس کا علاج بھی نہیں ہو سکتا۔

المنارة

"المنارة" اس کا مطلب منارہ کی شکل کی ایک سمندری مچھلی ہے جو سمندر سے نکل کر کشتی پر گر پڑتی ہے اور کشتی کو توڑ دیتی ہے اور اس کے سواروں کو سمندر میں ڈبو دیتی ہے۔ جب انسان اس کی آہٹ محسوس کرتے ہیں تو نرسنگھا اور سلنجی وغیرہ بجاتے ہیں تا کہ یہ مچھلی ان سے دور رہے۔ ابو حامد اندلسی نے کہا ہے کہ سمندر میں یہ مچھلی کشتی والوں کے لئے بہت بڑی آفت ہے۔

المنخنقة

"المنخنقة" اس کا مطلب وہ حلال جانور ہے جس کے گلے میں رسی کا پھندا لگایا جائے یہاں تک کہ اس کی موت ہو جائے اہل عرب جانور کا خون روکنے کے لئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ وہ خون کو کھاتے تھے اور اس کا نام انہوں نے "الفصیدہ" (وہ خون جسے آنتوں میں بھر کر بھون لیا جائے) رکھا تھا۔ اہل عرب کہتے ہیں کہ بے شک گوشت جما ہوا خون ہے سو اللہ تعالیٰ نے "المنخنقة" کو حرام قرار دیا کیونکہ اس میں خون رک جاتا ہے۔

حضرت امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ذبیحہ کے پیٹ کا بچہ "منخنقة" سے الگ ہے کیونکہ "جنین" کی موت سانس رکنے کی وجہ سے ہوئی۔ نہ کہ گلا گھونٹ کر خون کو بہنے سے روک دیا جائے یہاں تک کہ جانور سانس رکنے کی وجہ سے مر جائے تو وہ حلال ہوگا کیونکہ شرعی طور پر جانور کو ذبح کرنے کا جو تقاضا ہے وہ پورا ہو گیا ہے اور خون رکنے کا کوئی اثر وہاں موجود نہیں ہے۔ جیسے شکاری جانوروں سے شکار کیا ہوا جانور وغیرہ۔ دھار دار چیز کا شکار جس کو ذبح نہ کیا جا سکتا ہو یا تیر کا شکار۔ یہ سب حلال ہیں۔ اگرچہ ان میں خون رک گیا ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ حرمت کا خطرہ بھی ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ جواب ہمارے شیخ سنوی نے دیا ہے لیکن ان جانوروں کا خون نہیں نکلا وہ "منخنقة" کی طرح ہو گیا۔ نیز ذبح کے وقت گلا گھونٹ کر مارے گئے۔ جانور اور شکاری درندہ کے شکار کے شرعی حکم میں فرق اس لئے ہے کہ شکار میں ذبح اصلی پر

قدرت نہیں ہے اس لئے ذبح اضطراری کافی ہے۔اور "منخنقة" میں ذبح اصلی پر قدرت ہے اس لئے یہاں ذبح اضطراری کافی نہیں ہوگی۔واللہ اعلم۔

المنشار

"المنشار" اس کا مطلب بحر اسود میں پائی جانے والی مچھلی ہے جو جسامت میں پہاڑ کی طرح ہوتی ہے۔اس مچھلی کے سر سے لے کر دم تک پیٹھ پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں جو آرہ کے دندانہ کی طرح ہوتے ہیں اس مچھلی کے ایک دندانہ کی لمبائی دو ذراع ہوتی ہے اور اس کے سر کی دائیں اور بائیں طرف دو بڑے کانٹے ہوتے ہیں ہر کانٹے کی لمبائی دس ذراع ہوتی ہے۔یہ مچھلی اپنے ان دونوں کانٹوں کی مدد سے سمندر کا پانی دائیں بائیں سمت میں چیرتی ہوئی آگے بڑھ جاتی ہے جس سے ایک خوفناک آواز سنائی دیتی ہے۔یہ مچھلی اپنے منہ اور ناک سے پانی کی پچکاری نکالتی ہے۔وہ پانی آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔اور پھر کشتی وغیرہ پر بارش کے قطروں کی طرح گرتا ہے۔جب یہ مچھلی کشتی کے نیچے گھستی ہے تو اس کو توڑ دیتی ہے' جب کشتی والے اس مچھلی کو دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگتے ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ مصیبت دور کر دیتا ہے۔عجائب المخلوقات میں بھی اسی طرح ذکر ہے یہ مچھلی عام مچھلیوں کی طرح ہوتی ہے۔واللہ اعلم

الموقوذة

"الموقوذة" زجاج نے کہا ہے کہ اس کا مطلب وہ جانور ہے جو چوٹ وغیرہ سے ہلاک ہوا ہو۔اس جانور کا کھانا حرام ہے۔نیز اسی کے حکم میں اس تیر کا شکار بھی ہے جس میں دھار وغیرہ نہ ہو اور پتھر وغیرہ سے ہلاک ہونے والا شکار بھی اسی حکم میں داخل ہے۔یعنی حرام ہے۔اصل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے پرندے کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو بندوق کے ذریعے شکار کیا گیا ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ "مقید" ہے یعنی وہ "موقوذ" کے حکم میں داخل ہے۔

الموق

"الموق (میم کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایسی چیونٹی ہے جس کے پر ہوں۔عنقریب انشاء اللہ اس کا ذکر آئے گا۔

المول

"المول" اس کا مطلب چھوٹی مکڑی ہے۔

المھا

"المھا" (میم کے فتحہ کے ساتھ) اس کی جمع کے لئے "امھاة" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کا مطلب نیل گائے ہے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب نیل گائے کی ایک قسم ہے جس کی مادہ حاملہ ہوتی ہے تو نر سے دور بھاگتی ہے۔اس جانور کی طبیعت میں شہوت کی کثرت ہوتی ہے اور شہوت کی کثرت کی وجہ سے ایک نر دوسرے نر پر چڑھ جاتا ہے۔"المھا" (نیل

گائے) پالتو بکری کی طرح ہوتی ہے اس کی سینگیں بہت سخت ہوتی ہیں عورت کے موٹاپے اور حسن و جمال کو نیل گائے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

خواص: نیل گائے کا گوشت گردہ کے درد کے لئے نافع ہے اگر نیل گائے کے سینگ کا ایک ٹکڑا کوئی آدمی اپنے پاس رکھے تو درندے اس کے قریب نہیں آئیں گے اگر کسی گھر میں "المھا" کے سینگ یا کھال کی دھونی دی جائے تو وہاں سے سانپ بھاگ جائیں گے۔ اگر "المھا" کے سینگ کا کوئلہ کیڑے لگے ہوئے دانت میں لگانے سے درد ختم ہو جاتا ہے اگر المھا کے بالوں کی دھونی گھر میں دی جائے تو گھر سے چوہے اور گبریلے بھاگ جائیں گے۔ اگر "المھا" کے سینگ جلا کر چوتھیا بخار میں مبتلا شخص کے کھانے میں ملا کر اس کو کھلا دیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا بخار ختم ہو جائے گا۔ "المھا" کے سینگ جلا کر پیس کر مشروب میں ملا کر پینے سے قوت باہ میں اضافہ ہوگا اور اعصاب کو مضبوط کرتا ہے اگر اس کے سینگوں کو پیس کر نکسیر والے کی ناک میں ڈال دیا جائے تو خون بند ہو جائے گا۔ اگر "المھا" کے سینگوں کو جلایا جائے یہاں تک کہ وہ راکھ میں بدل جائیں اور پھر اس راکھ کو برص پر دھوپ میں مالش کریں تو اللہ کے حکم سے برص ختم ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص المھا کے سینگوں کی راکھ کو ایک مثقال کے برابر سونگھ لے تو اسے لڑائی میں غلبہ حاصل ہوگا۔

تعبیر: "المھا" کو خواب میں دیکھنا سردار، عبادت گزار اور زاہد آدمی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں نیل گائے کی آنکھ دیکھی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے سرداری ملے گی یا اسے موٹی، خوبصورت کم عمر عورت ملے گی۔ اگر کسی نے خواب میں "مہاۃ" (نیل گائے) کا سر دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے سرداری، مال غنیمت اور حکومت حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے دیکھا کہ وہ نیل گائے کی طرح ہو گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ جماعت سے الگ ہو کر بدعت میں مبتلا ہو جائے گا۔ (واللہ الموافق)

المھر

"المھر" اس کا مطلب گھوڑے کا بچہ ہے اس کی جمع "امھار، مھاراۃ" آتی ہے اور مؤنث کے لئے "مھرۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حدیث میں ذکر ہے کہ بہتر مال کثیر النسل گھوڑے اور کھجوروں سے لدے ہوئے درختوں کے جھنڈ ہیں"۔

اشارہ

ابو عبداللہ بن حسان بسری صاحب کرامات اولیاء میں سے ہیں ان کے احوال عجیب و غریب ہیں۔ ایک بار ابو عبداللہ بن حسان بسری سفر میں جا رہے تھے۔ جب آپ ایک جنگل میں پہنچے تو آپ کا گھوڑا جس پر آپ سوار تھے مر گیا۔ آپ نے فرمایا "اے اللہ ہمیں یہ گھوڑا عاریتاً عطا فرمائیے" تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردہ گھوڑا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بسر کے مقام پر گئے اور آپ نے گھوڑے کی زین کھولی سو اسی وقت گھوڑا مردہ ہو کر گر پڑا۔ ابن سمانی نے "الانساب" میں لکھا ہے کہ ابو عبداللہ بصرہ کے ایک قصبہ "شام" کے رہنے والے تھے۔ ابن اثیر نے کہا ہے کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے بلکہ ابو عبداللہ کا تعلق

''بسر'' سے ہے جو ایک مشہور گاؤں ہے۔ اصل میں حافظ ابوالقاسم بن عطاء دمشقی نے بھی ''تاریخ دمشق'' میں لکھا ہے کہ ابوعبداللہ ''بسر'' نامی گاؤں کے رہنے والے تھے۔

ملاعب ظله

"ملاعب ظله" اس کا مطلب ایک بدکنے والا پانی کا پرندہ ہے جسے ''القربی'' کہتے ہیں اس کا ذکر قاف کے باب میں ہو چکا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس پرندے کا نام ''خاطف ظلہ'' بھی ہے۔

علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ابن سلمہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے جسے ''الرفراف'' کہا جاتا ہے جب وہ پانی میں سایہ دیکھ لے تو سائے کی طرف لپکتا ہے تاکہ اس سایہ کو پکڑے۔

ابو مز ینة

"ابو مزینة" اس کا مطلب انسانی شکل کی سمندری مچھلی ہے جو اسکندریہ کے علاقوں میں پائی جاتی ہے اس مچھلی کی شکل وصورت انسان کی شکل وصورت کی طرح ہوتی ہے اس مچھلی کی کھالیں لیس دار اور چکنی ہوتی ہیں۔ اس قسم کی تمام مچھلیوں کے جسم آپس میں ایک دوسرے کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ مچھلیاں چیخ و پکار بھی کرتی ہیں اور جب یہ سمندر کے ساحلوں پر نکل کر لوگوں کی طرح چلنے لگتی ہیں تو شکاری ان مچھلیوں کو پکڑ لیتے ہیں یوں یہ مچھلیاں رونے لگتی ہیں تو شکاری ان کے ساتھ رحم کا معاملہ کرتے ہیں اور ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابنة المطر

"ابنة المطر" ''مرصع'' میں ذکر ہے کہ اس کا مطلب ایک سرخ رنگ کا کیڑا ہے جو بارش کے بعد نمودار ہوتا ہے جب نمی خشکی میں تبدیل ہو جاتی ہے تو اس کیڑے کی موت ہو جاتی ہے۔

ابو المليح

''ابو الملیح'' اس کا مطلب شکرا ہے۔ اس کا حکم ''باب الصاد'' میں گزر چکا ہے۔

ابن ماء

"ابن ماء" مرصع میں ذکر ہے کہ یہ پانی کے پرندے کی ایک قسم ہے اس لفظ کا اطلاق ان پرندوں پر ہوتا ہے جو پانی سے مانوس ہوتے ہیں۔ ''ابن ماء'' کا اطلاق کسی خاص قسم پر نہیں ہوتا۔ برخلاف ابن عرس (نیولا) اور ابن آوی (گیدڑ) کے کیونکہ یہ دو مختلف مخصوص اقسام کے نام ہیں۔

باب النون

الناب

"الناب" یہ انسان کی جمع ہے۔ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "الناس" کا اطلاق بسا اوقات جنات اور انسان پر بھی ہوتا ہے۔ مفسرین کی زیادہ تعداد نے اللہ تعالیٰ کے قول:

اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی۔ (پارہ 24 سورۃ المومن آیت 57) کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہاں "الناس" کا مطلب مسیح دجال ہے۔ ان مفسرین کے قول کے مطابق اس آیت کے علاوہ قرآن پاک میں کہیں پر "مسیح دجال" کا ذکر نہیں ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کے قول:

جس دن آپ کے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی۔ کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا۔ جو پہلے ایمان نہ لائی تھی۔

(پارہ 8 سورۃ الانعام آیت 158)

میں "آیات ربک" سے مراد مسیح دجال ہے۔ لیکن مشہور قول یہ ہے کہ "آیات ربک" کا مطلب سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے (یعنی اس وقت ایمان کسی ایسے شخص کے لئے نفع بخش نہیں ہوگا جو سورج کے مغرب سے نکلنے سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا)۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص یہ قسم اٹھائے کہ وہ لوگوں سے کلام نہیں کرے گا سو اگر اس نے کسی ایک بھی انسان سے کلام کیا تو اسے اس قسم کا کفارہ دینا پڑے گا جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ وہ روٹی نہیں کھائے گا۔ اگر اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی کھالیا تو وہ حانث ہوگا۔

الناضح

"الناضح" اس کا مطلب وہ اونٹ ہے جس پر پانی لاد کر لایا جائے۔ اس اونٹ کو "الناضح" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس اونٹ پر پانی لاد کر لایا جاتا ہے اس کی مؤنث "ناضحة" اور جمع "نواضح" آتی ہے۔

"اعمش" کو شک ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جب غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک کی شدت محسوس ہوئی تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے پانی لادنے والے اونٹوں کو ذبح کر کے کھالیں اور ان کی چربی تیل کے طور پر اپنے بدن پر مل لیں۔ حضور پاک' مدینے

کے تاجدار' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایسا کرلو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر ایسا ہوگا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ آپ لوگوں سے ان کے بچے ہوئے کھانے پینے کا سامان منگوا کر برکت کی دعا کریں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی ان کے لئے کافی کر دے گا۔ حضور مکی مدنی سرکار' بی بی آمنہ کے لال' سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ایسا ہی کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کا ایک دستر خون منگوایا۔ اس دستر خوان کو بچھا دیا' لوگوں سے ان کے بچا ہوا کھانا لانے کو کہا۔ کوئی ایک مٹھی توشہ لے کر آنے لگا تو کوئی ایک مٹھی کھجور لانے لگا۔ کوئی ..ن کا ٹکڑا' یہاں تک کہ دستر خوان پر معمولی چیزیں اکٹھی ہو گئیں۔ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی۔ فرمایا تم اپنے اپنے برتن اور تھیلے یہاں سے بھرلو۔ سب اپنے اپنے برتن اور تھیلے بھرنے لگے' یہاں تک کہ لشکر میں موجود ہر برتن اور تھیلا بھر گیا۔ پھر ان لوگوں نے اس میں سے کھایا اور خوب سیر ہو گئے۔ پھر بھی تھوڑا سا کھانا بچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ" (جو شخص بھی اس کلمہ کو پڑھے گا) وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اسے جنت سے نہیں روکے گا۔ (رواہ مسلم)

حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضور مکی مدنی سرکار' بی بی آمنہ کے لال' سرکار ابد قرار' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلے۔ ہم نے سفر کے دوران عجیب و غریب منظر دیکھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا ایک باغ ہے جس پر میرا اور میرے اہل و عیال کا گزر بسر ہوتا ہے اور اس میں میری دو اونٹنیاں بھی ہیں سو ان دو اونٹنیوں نے ہمیں باغ میں جانے سے روک رکھا ہے اور میں ان کے قریب جانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضور اکرم' نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ایک باغ میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کے مالک سے کہا دروازہ کھولو۔ مالک نے کہا کہ اس وقت دونوں اونٹنیوں سے خطرہ ہے۔ حضور سراج السالکین' محبوب رب العالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروزاہ کھولو جب دروازہ میں حرکت ہوئی تو دونوں اونٹنیاں خوفناک قسم کی آواز نکالتے ہوئے آگے بڑھیں۔ جب دروازہ کھلا تو دونوں اونٹنیوں کے حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بیٹھ گئیں۔ پھر دونوں اونٹنیوں کے حضور شاہ ابرار' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم سر پکڑ کر ان کے مالک کے سپرد کر دیا اور فرمایا ان دونوں سے کام لو اور اچھی طرح انہیں چارہ دیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا آپ کو جانور سجدہ کرتے ہیں۔ حضور ہمیں بھی اجازت دیں تاکہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ تو حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال' دو عالم کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک سجدہ ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات کے لئے ہے جس کو موت نہیں آئے گی اور اگر تم میں سے کسی کو ایک کو (اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے) سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (رواہ الحافظ ابو نعیم)

حضرت یعلیٰ بن مرہ کہتے ہیں کہ ہم حضور پاک' مدینے کے تاجدار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہم نے ایک اونٹ دیکھا جس پر پانی لایا جا رہا تھا۔ جب اونٹ نے حضور اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو

بلبلانے لگا۔ اس نے اپنی گردن اور نکیل زمین پر رکھ دی۔ حضور مدینے کے تاجدار، شفیع روز شمار، مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ ٹھہر گئے اور فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ اونٹ کا مالک آیا۔ حضور پاک، مختار کل کائنات، رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اونٹ ہمیں فروخت کر دو۔ مالک نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے لئے یہ اونٹ ہبہ کرتے ہیں لیکن یہ ایسے خاندان کا اونٹ ہے جس کے پاس اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ حضور پاک، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹ نے مجھ سے زیادہ کام لئے جانے اور چارہ کم ملنے کی شکایت کی ہے۔ تم اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ (اس کی طاقت کے مطابق کام لو اور چارہ اچھی طرح دیا کرو تا کہ اس کا پیٹ بھر جائے)۔ (رواہ الحافظ ابونعیم)

ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اونٹ حضور شاہ ابرار، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال میں کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اونٹ نے حضور شہنشاہ خوشخصال صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔

ایک روایت میں ہے حضور شہنشاہ ابرار، شفیع روز شمار، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میرے مالک نے چالیس سال تک (ایک روایت میں ہے) بیس سال تک مجھ سے کام لیا اور میں اب بوڑھا ہو گیا اور مجھے چارہ کم دیا اور کام زیادہ لیا اور اب ان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ مجھے ذبح کر دیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا ہم اس اونٹ کو ذبح نہیں کریں گے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اونٹ کو اچھا چارہ دو یہاں تک کہ یہ اپنی مدت پوری کرے (یعنی طبعی موت سے دوچار ہو جائے)۔

الناقة

"الناقة" اس کا مطلب مادہ اونٹنی ہے۔ اونٹنی کے لئے "ام بو، ام حائل، ام حوار، ام السقب اور ام مسعود" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اونٹنی کو بنت الفحل، بنت الفلاۃ، اور بنت النجائب بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر پر تھے۔ ایک آدمی نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹنی کا مالک کہاں ہے؟ ایک آدمی نے کہا میں ہوں۔ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے حق میں تمہاری لعنت قبول کر لی گئی ہے۔ (رواہ الاحمد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور ایک انصاری خاتون اونٹنی پر تھی۔ اس نے اونٹنی پر لعنت بھیجی۔ حضور شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی پر جو کچھ ہے اسے اتار دو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعون ہو گئی ہے۔ (رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مٹیالے رنگ کی وہ اونٹنی اب بھی میری نگاہوں میں گھوم جاتی ہے کہ لوگوں کے درمیان چلتی پھرتی ہے مگر کوئی اسے نہیں چھیڑتا۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ حضور صاحب شریعت، مختار کل کائنات، مخزن جود وسخا، تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹنی کو چھوڑنے کا حکم دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی کے بارے میں اس کی مقبولیت معلوم ہو گئی تھی۔ اگر ہمیں بھی کسی محنت کرنے والے کی لعنت کی مقبولیت معلوم ہو جائے تو ہم اسے حکم دیں گے

کہ وہ اپنے جانور کو چھوڑ دے۔ لیکن وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے سو کسی لعنت کرنے والے کو یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ وہ جانور کو کھلا چھوڑ دے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لعنت کرنے والی عورت اور دوسرے لوگوں کو سزا کے طور پر یہ حکم دیا کہ اونٹنی کو چھوڑ دو اس حکم کا مطلب یہ تھا کہ اونٹنی پر سواری نہ کرو۔ اس کے علاوہ کسی اور جگہ اونٹنی یا لعنت کئے گئے جانور کا استعمال مثلاً بیچنے' کھانے وغیرہ میں ممانعت نہیں فرمائی۔ یہ تمام کام جائز ہی ہوں گے اس لئے کہ نہی صرف سواری کرنے والے سے ہے یا اس سفر میں سوار ہونے سے ممانعت تھی ورنہ دوسرے سفر میں سواری کی ممانعت نہیں تھی۔ لعنت کرنے والے آدمی کو شریعت میں پسند نہیں کیا گیا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لعنت کرنے والوں کا کوئی سفارشی نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کے حق میں کوئی گواہی دینے والا ہوگا۔

(رواہ مسلم)

ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' شافع روز شمار' دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن لعن طعن نہیں کرتا اور (اپنے منہ سے) فحش اور بکواس نہیں نکالتا۔

سنن ابو داؤد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جود وسخا' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان پر چڑھتی ہے لیکن آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں' وہ لعنت آسمان سے زمین کی طرف لوٹتی ہے اور پھر زمین کے دروازے اس کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر دائیں بائیں گھومتی ہے' جب اس کو جگہ نہیں ملتی تو یہ اس شخص کی طرف لوٹ جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے۔ اگر وہ اس کا حقدار ہوتا ہے تو اس پر اتر جاتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (رواہ ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی الھذیل نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی بکری پر لعنت کرے تو اس کا دودھ نہ پیئے اور جب کوئی آدمی مرغی پر لعنت کرے تو اس کے انڈے نہ کھائے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد "ناقة اللہ" میں مخلوق کی اضافت خالق کی طرف مخلوق کے مرتبہ کو بڑھانے کے لئے کی گئی ہے "ناقة اللہ" کا مطلب حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے۔

جمہور کا قول ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے سوال کیا کہ آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ اس چٹان جسے کاثبہ کہا جاتا ہے سے ایک بڑی کوکھ والی اونٹنی کو پیدا کرے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو چٹان پھٹ گئی اور اس سے ایک بڑی اونٹنی نکلی۔ مروی ہے کہ چٹان میں ایسی حرکت پیدا ہوئی جس طرح جانور میں بچہ دینے کے وقت حرکت پیدا ہوتی ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے لوگ اس منظر کو دیکھ رہے تھے پھر وہ اونٹنی گھاس چرتی اور پانی پیتی رہی۔ قدار بن سالف جو شقی انسان تھا اس نے اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر ہاتھ بڑھا کر تلوار ماری اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔

مروی ہے کہ قوم ثمود کے سردار جندع بن عمرو نے کہا: اے صالح! ہمارے لئے اس چٹان سے جو حجر کے ایک کنارے پر ہے جسے "کاتبۃ" کہا جاتا ہے ایک ایسی اونٹنی نکال جس کی کوکھ بڑی ہوئی اور وہ حاملہ ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے رب سے دعا کی۔ تو چٹان میں حرکت پیدا ہوئی جس طرح جانور میں بچے کی پیدائش کے وقت حرکت پیدا ہوتی ہے سو چٹان پھٹ گئی تو اس سے ایک بڑی کوکھ والی حاملہ اونٹنی برآمد ہوئی۔ نیز اس اونٹنی کے پہلو میں کوئی ہڈی پسلی نہیں تھی۔ قوم ثمود کے لوگ اس منظر کو دیکھ رہے تھے پھر اونٹنی نے ایک بچہ جنا جو اس اونٹنی کے برابر تھا۔ جندع بن عمرو اور اس کی قوم میں سے ایک گروہ یہ منظر دیکھ کر ایمان لے آیا حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کے لوگوں سے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے۔ ایک دن پانی پینے کی باری اس کی ہوگی اور ایک دن تمہاری ہوگی۔ کچھ مدت تک اونٹنی اور اس کا بچہ قوم ثمود کی سرزمین پر رہے۔ اونٹنی گھاس وغیرہ چرتی اور پانی پیتی رہی' جب اونٹ کی باری کا دن ہوتا تو وہ حجر کے ایک کنویں میں جس کو "بیئر الناقۃ" کہا جاتا تھا اپنا منہ رکھ دیتی تھی اور اپنا سر نہیں اٹھاتی تھی' یہاں تک کہ کنویں سے سارا پانی پی جاتی تھی اور کنویں میں ایک قطرہ بھی نہیں بچتا تھا۔ پھر وہ اونٹنی اپنا سر اٹھاتی اور لوگوں کے لئے اپنے پاؤں پھیلا دیتی اور لوگ اپنی مرضی کے مطابق اس اونٹنی کے تھنوں سے دودھ دوہ لیتے تھے۔ اور دودھ پیتے تھے اور برتنوں میں بھر کر ذخیرہ بھی کر لیتے تھے۔ پھر اونٹنی دوسرے راستے سے لوٹ جاتی تھی۔ اونٹنی گرمی کے موسم میں وادی کے اوپر کے حصہ میں رہتی تھی۔ اور دوسرے مویشی اس اونٹنی کے ڈر سے نشیبی حصہ کی طرف بھاگ جاتے تھے۔ جہاں گرمی بہت زیادہ ہوتی تھی اور زمین پر گھاس وغیرہ بھی نہیں ہوتی تھی۔ جب سردی کا موسم آتا تو اونٹنی وادی کے نشیبی حصہ میں آ جاتی تھی اور دوسرے مویشی بھاگ جاتے۔ قوم ثمود کے لئے یہ آزمائش اور اپنے جانوروں کے لئے اذیت نا قابل برداشت تھی۔ انہوں نے اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کی اور یہی چیز ان کے لئے اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کا سبب بنی۔ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے لئے قدار بن سالف تیار ہو گیا اور یہ اولین بدبخت تھا۔ اس کے چہرہ میں سرخ اور زرد رنگ کی ملاوٹ تھی یہ چھوٹے قد کا تھا اور اس کے ہاتھ' پاؤں بھی چھوٹے تھے۔ اس کی ماں کا نام "قریرۃ" تھا مروی ہے کہ یہ اپنے باپ کا نہیں تھا حرامی تھا۔ ایک بوڑھی عورت جس کو عنیزہ کہا جاتا تھا کے یہاں اونٹ' بیل اور بکریاں بہت زیادہ تھیں اور اس کی کئی خوبصورت لڑکیاں بھی تھیں۔ قدار بھی اپنی قوم میں طاقتور اور باعزت تھا۔ اس بوڑھی عورت نے قدار سے کہا کہ تم اس اونٹنی کو قتل کرو تو تم میری جس لڑکی کو پسند کرو گے میں تم سے اس کی شادی کر دوں گی۔ قدار اونٹنی کو لے کر چل پڑا اور اونٹنی کے آنے کے راستے میں ایک درخت کی جڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ جب اونٹنی وہاں سے گزری تو قدار نے اس پر حملہ کیا اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ قرآن کریم نے اس کو "فتعاطی فعقر" کے الفاظ سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر تلوار ماری اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ اونٹنی بھاگی اور اس نے آواز نکالی تا کہ اس کا بچہ حملے سے چوکنا ہو جائے۔ بچہ وہاں سے بھاگ گیا' یہاں تک کہ وہ ایک مضبوط پہاڑ پر پہنچ گئی جس کو "منو" کہا جاتا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو قوم کے پاس تشریف لائے تو قوم کے لوگ اس معاملہ پر آپ سے معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی اس اونٹنی کی کونچیں فلاں نے کاٹی ہیں اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تم اس اونٹنی کے بچہ کو تلاش کرو۔ اگر تم نے اس بچے کو تلاش کر لیا تو شاید تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ وہ اونٹنی کے بچہ کی تلاش میں نکلے تو انہیں پہاڑ پر اونٹنی کا بچہ دکھائی دیا۔ جب قوم ثمود کے لوگوں نے چاہا کہ وہ پہاڑ پر چڑھ کر اس بچے کو پکڑ لیں تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو حکم دیا کہ آسمان کی طرف بلند ہو جا یہاں تک کہ کوئی بھی اس پہاڑ پر نہیں پہنچ سکا۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''قدار'' قاف کے ضمہ کے ساتھ ہے ''المهذب'' کے باب ''باب الھولنة'' میں ذکر ہے کہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والے آدمی کا نام 'عیز ار بن سالف ہے یہ ان کا وہم ہے نیز اس بات کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اونٹنی کی کونچیں بدھ کے دن کاٹی گئیں تھیں۔ قوم ثمود جمعرات کو اس حال میں بیدار ہوئی کہ ان کے چہرے زرد ہو چکے تھے گویا کہ ان پر خلوق (ایک قسم کی خوشبو جس کا زرد رنگ ہوتا ہے) کا لیپ کر دیا گیا ہو۔ اس قوم کے ہر مرد، عورت، بچے، بوڑھے تمام اس مصیبت میں مبتلا ہو گئے اور انہیں اللہ کے عذاب کا یقین ہو گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اس کو اس بات کی اطلاع دی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ظہور چہروں کے رنگ بدلنے سے ہوگا۔ ان میں سے بعض نے بعض کا چہرہ دیکھا تو چہرے کا رنگ بدلا ہوا نظر آیا، جب شام ہو گئی تو وہ تمام لوگ چیخنے لگے اور کہنے لگے کہ موت کے انتظار کا ایک دن گزر گیا۔ جب جمعہ کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے اس طرح سرخ ہو گئے کہ ان پر خون لگا ہوا ہے، جب شام ہوئی تو لوگ رونے لگے اور کہنے لگے کہ موت کے انتظار کے دو دن گزر گئے ہیں، جب ہفتہ کی صبح ہوئی تو ان لوگوں کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ گویا کہ ان پر تارکول کا لیپ کر دیا گیا ہو۔ جب شام ہوئی تو وہ لوگ رونے لگے اور کہنے لگے موت کا وقت آ چکا ہے۔ اتوار کے دن آفتاب کے اجالے کا پھیلنا تھا کہ آسمان سے ایک چیخ سنائی دی جس میں روئے زمین کی ہر خوفناک آواز اور ہر کڑک اور ہر گرج کی آوازیں شامل تھیں۔ اس چیخ کی آواز سے ان کے سینے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھٹنوں کے بل ہی زمین میں دفن ہو گئے تھے۔ قوم ثمود سے جو گروہ حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لایا ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام ان ایمان لانے والوں کے ساتھ ''حضرموت'' کی طرف ہجرت کر گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اس بستی میں گئے اور اس جگہ آپ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو اس وجہ سے اس بستی کا نام حضرموت (موت حاضر ہو گئی) پڑ گیا۔ اہل علم کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی وفات مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

حکم: ''الناقة'' اونٹنی کا شرعی حکم ''الابل'' اونٹ کی طرح ہے اونٹنی حلال ہے۔

تعبیر: ''الناقة'' کو خواب میں دیکھنا عورت پر دلالت کرتا ہے سو اگر کسی نے خواب میں بختی اونٹنی دیکھی تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ اسے عجمی عورت حاصل ہوگی اور اگر خواب دیکھنے والے نے خواب میں غیر بختی اونٹنی دیکھی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے عربی عورت حاصل ہوگی۔ اور اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی کسی نیک عورت سے شادی ہوگی۔ اگر خواب دیکھنے والا شادی شدہ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ بعض اوقات اس کی تعبیر لڑکی کی پیدائش سے بھی دی جاتی ہے جو شخص خواب میں اونٹنی کے ساتھ اس کا بچہ بھی دیکھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے

ظہوراورعوام الناس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں ایسی اونٹنی کو دیکھنا جس پر بوجھ لدا ہو خشکی کے سفر کی دلیل ہے۔اور بھگائی ہوئی اونٹنی دیکھنا سفر میں لوٹ جانے کی خبر ہے اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت سی اونٹنیوں کا دودھ دوھ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی علاقے کا حاکم ہوگا اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے گا۔

ایک خواب: امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ہے جو بختی اونٹنیوں سے دودھ دوھ رہا ہے پھر میں نے دیکھا کہ اونٹنیوں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون نکل رہا ہے۔حضرت امام ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ خواب میں دودھ دوہنے والا شخص عجمیوں پر حاکم ہو گا اور ان سے زکوٰۃ وصول کرے گا۔(یہ دودھ ہے) پھر وہ آدمی ان لوگوں پر ظلم کرے گا اور ان کے مال غصب کر لے گا (یہ خون ہے) سو بعد میں ایسا ہی ہوا۔

اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ وہ اونٹنی کی کونچیں کاٹ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنے کام پر نادم ہوگا یا وہ مصیبت میں مبتلا ہوگا۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواب میں اونٹنی پر سوار ہونا عورت کے ساتھ نکاح پر دلالت کرتا ہے۔اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اونٹنی، خچر یا اونٹ بن گئی ہے تو اگر خواب دیکھنے والے کی بیوی ہے تو وہ کبھی حاملہ نہیں ہوگی اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کی اونٹنی مر گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی موت ہو جائے گی یا اس کا سفر رک جائے گا۔

بسا اوقات اونٹنی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر جھگڑالو عورت سے بھی دی جاتی ہے۔اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اونٹنی شہر میں داخل ہوگئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس شہر میں فتنہ وفساد پھیل جائے گا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ (پارہ 27 آیت القمر آیت 27)

ہم ناقہ (اونٹنی) بھیجنے والے ہیں۔ان کی جانچ کو۔

الناموس

"الناموس" اس کا مطلب مچھر ہے۔"باب الباء" میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ابو حامد اندلسی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک کیڑا ہے جو انسان کو کاٹتا ہے۔جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "الناموس" اس کا مطلب آدمی ہے جو راز دار ہو۔اہل کتاب حضرت جبرائیل علیہ السلام کو "الناموس" کہتے تھے کہ کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رازدارانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرتے رہے۔

حدیث میں ورقہ بن نوفل کا قول ذکر ہے کہ (کہ یہ وہی ناموس (جبرائیل فرشتہ) ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا تھا) اصل میں باب الفاء میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الناھض

"الناھض" اس کا مطلب عقاب کا بچہ ہے۔عین کے باب میں "العقاب" کے تحت اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

النباج

"النباج" اس کا مطلب زور زور سے بولنے والا ہد ہد ہے۔ اس کا ذکر ھاء کے باب میں آئے گا۔

النبر

"النِبر" (نون کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک کیڑا ہے جو چیچڑی کی طرح ہوتا ہے لیکن یہ کیڑا چیچڑی سے زیادہ چھوٹا ہوتا ہے۔ جب یہ کیڑا جانور کے بدن پر رینگتا ہے تو جانور کے جسم پر سوجن ہو جاتی ہے۔ اس کی جمع کے لئے "نبار اور انبار" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "النبر" ایک درندہ ہے۔

النجیب

"النجیب" اونٹوں، گھوڑوں، اور انسانوں میں سے عمدہ نسل والوں کو "النجیب" کہتے ہیں اس کی جمع کے لئے "نجباء انجاب اور نجائب" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ عبداللہ بن عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ اصل میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے پچیس حج کئے اس حال میں کہ آپ پیدل چلتے اور اونٹنیاں آپ کے آگے آگے چلتی تھیں۔ (رواہ الحاکم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول انور شافع روز شمار دو عالم کے مالک ومختار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہر نبی کو سات شریف اور مددگار دوست عطا کئے گئے اور مجھے چودہ دوست "حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عمر، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت سلیمان، حضرت عمار، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عطا کئے گئے۔ (رواہ احمد و بزاز اور طبرانی وابن عدی وغیرہم)

ایک حدیث میں ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ شریف تاجر سے محبت کرتا ہے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ "سورۃ انعام نجائب القرآن" ہے یعنی قرآن کریم کی افضل ترین سورت ہے۔

النحام

"النحام" اس کا مطلب بطخ کی طرح کا ایک پرندہ ہے اس کا واحد "نحامۃ" ہے یہ پرندے الگ الگ بھی اڑتے ہیں اور ایک ساتھ بھی اڑتے ہیں۔ جب یہ پرندے کسی جگہ رات گزارنے کا ارادہ کرتے ہیں تو سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اس پرندے کے نر سو جاتے ہیں۔ مادہ نہیں سوتی اور نر کے لئے رات گزارنے کی جگہ بناتی ہے۔ جب مادہ ایک نر سے الگ ہو جاتی ہے تو دوسرے نر کے پاس چلی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اس قسم کے پرندے کی مادہ جفتی کی بجائے نر کے چوگا دینے سے انڈے دیتی ہے۔ جب مادہ انڈے دے لیتی ہے تو پھر وہاں سے چلی جاتی ہے اور نر انڈوں کے پاس رہتا ہے اور ان پر بیٹ کر دیتا ہے سو نر کی بیٹ ہی انڈوں کو سینے کا کام کرتی ہے۔ جب انڈوں کو سینے کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو انڈوں سے چوزے نکل آتے ہیں۔ اس کے بعد مادہ آتی ہے اور چوزوں کی چونچ میں پھونک مارتی ہے یہاں تک کہ مادہ کی پھونک ان بچوں میں روح کا کام

کرنے لگتی ہے۔ پھر اس کے بعد نر و مادہ دونوں مل کر بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ نر سخت طبیعت اور بے وفا ہوتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ اس کے بچے اپنی غذا حاصل کرنے کے قابل ہو گئے ہیں تو انہیں مار کر بھگا دیتا ہے۔ ان کی ماں بچوں کے ساتھ چلی جاتی ہے اور پھر انڈے دینے سے پہلے نر کے قریب نہیں آتی۔

حکم: ''النحام'' کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔ ابن نجار نے تاریخ بغداد کے حاشیہ پر ایک حدیث نقل کی ہے کہ ''حضور کائنات کے محبوب' بی بی آمنہ کے لال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پرندہ لایا گیا جسے ''نحام'' کہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا اور اسے پسند فرمایا اور فرمایا اے اللہ: اس وقت میرے پاس اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص کو پہنچادے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ دروازے پر (پہرہ دار) تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے انس میرے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کیجئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام میں مصروف ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دھکا مارا اور اندر داخل ہو گئے۔ اور فرمایا کہ یہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ) ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آڑ بن گئے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا اے اللہ جس سے یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) دوستی اور محبت رکھیں تو بھی اس شخص سے محبت فرما۔ (رواہ ابن النجار)

ابن عدی میں جعفر بن سلیمان ضبعی کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ بھنا ہوا پرندہ چکور تھا۔ جعفر بن میمون کے حالات میں ذکر ہے کہ وہ پرندہ سرخاب تھا۔

النحل

''النحل'' اس کا مطلب شہد کی مکھی ہے اصل میں ذال کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے کہ حضور اکرم' نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نساء کی تفسیر میں فرمایا کہ شہد کی مکھی کے علاوہ تمام مکھیاں جہنم میں داخل ہوں گی۔

اس کے واحد کے لئے ''نحلۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے یحییٰ بن وثاب نے ''وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحَلِ'' حاء کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے لیکن جمہور کے نزدیک ''وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ'' حاء کے سکون کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ زجاج نے کہا ہے کہ اس کا نام ''نحل'' اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مکھی سے شہد نکالتا ہے اور یہ مکھی انسانوں کے لئے عطیہ خداوندی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ (پارہ 14 سورۃ النحل آیت 68)

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا۔

سو شہد کی مکھی نے جان لیا کہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ بے آب و گیاہ میدان کی بجائے بارش کے مقامات ہیں۔ شہد کی مکھی بارش سے سرسبز ہونے والے علاقوں میں ہر قسم کے عمدہ پھولوں کے اردگرد گھومتی ہے اور پھر ان کا رس چوس کر اپنا لعاب بناتی ہے سے عمدہ قسم کا شہد تیار کرتی ہے۔ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عید الفطر کو ''یوم الرحمۃ'' (رحمت کا دن) اس

لئے کہا جاتا ہے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی اور شہد بنانے کا طریقہ سکھایا۔ تو اللہ تعالیٰ کے کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شہد کی مکھی بڑی عبرت ہے اور یہ ذہین' ہوشیار اور بہادر حیوان ہے۔ یہ جانور اپنے انجام سے باخبر اور سال کے موسموں سے واقف ہوتا ہے اور اسے بارش کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اپنے کھانے پینے کے انتظامات کرتی ہے اپنے بڑے کی اطاعت کرتی ہے اور اپنے امیر وقائد کا فرمانبردار ہوتی ہے۔ یہ جانور عجیب وغریب کاریگر اور نرانی طبیعت کا مالک ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ شہد کی مکھی کی نو اقسام ہیں جس میں سے چھ قسمیں ایسی ہیں جن میں ایک دوسرے کا باہم رابطہ ہوتا ہے اور ایک جگہ اکٹھی بھی ہو جاتی ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ شہد کی مکھی کی غذا عمدہ پھل اور میٹھی رطوبت ہے جو پھولوں اور پتیوں سے حاصل ہوتی ہے شہد کی مکھی ان سب کو اکٹھا کر کے شہد تیار کرتی ہے اور اپنا چھتہ بھی بناتی ہے لیکن اس کے لئے چکنی رطوبت جمع کرتی ہے جس کو موم کہتے ہیں۔ یہ رطوبت اسے شمع سے حاصل ہوتی ہے۔ شہد کی مکھی سے اپنی سونڈ سے چوس کر نکالتی ہے اور اسے اپنی ران پر جمع کر کے اپنی پیٹھ پر منتقل کرتی ہے۔ اس طرح یہ مکھی اپنے کام میں مصروف رہتی ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ قرآن کریم بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شہد کی مکھی پھولوں سے غذا حاصل کرتی ہے جو اس کے پیٹ میں جا کر شہد کی صورت اختیار کر لیتی ہے پھر اس کے بعد اپنے منہ سے اس کو نکالتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاس شہد کا خزانہ جمع ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔ (پارہ 14، سورۃ النحل آیت: 69)

اللہ تعالیٰ کا قول "من کل الثمرات" کا مطلب بعض پھل ہیں۔ شہد کے رنگ کا اختلاف شہد کی مکھی اور اس کی غذا کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات غذا کے فرق سے شہد کا ذائقہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ صحیحین کی مشہور حدیث میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قول "جرست نحلة العرفط" کا مفہوم یہی ہے کہ مکھی نے مغافیر (ایک قسم کا گوند کا درخت) کی شاخ میں چھتہ لگایا ہوگا۔ اس لئے شہد میں مغافیر کے درخت کی خوشبو آ رہی ہے۔

<u>شہد کی مکھی کی خصوصیات</u>: شہد کی مکھی اپنے معاش کے لیے یہ تدبیر کرتی ہے کہ جب اسے کہیں صاف جگہ ملتی ہے تو وہاں سب سے پہلے چھتہ کا وہ حصہ تیار کرتی ہے جس میں شہد جمع کرنا ہے پھر ایک گھر بناتی ہے جس میں "رانی" مکھی رہتی ہے پھر نر مکھیوں کے لئے جگہ بناتی ہے جو معاش کے لئے کوشش نہیں کرتے۔

نر مکھیاں مادہ مکھیوں سے چھوٹی ہوتی ہیں۔ مادہ مکھیاں چھتہ کے خانوں میں شہد جمع کرتی ہیں اور ایک ساتھ اڑ کر فضا میں بکھر جاتی ہیں۔ اس کے بعد شہد لے کر چھتہ میں واپس آ جاتی ہیں جبکہ نر مکھی پہلے چھتہ تیار کرتی ہے پھر اس میں تخم ریزی کرتی ہے اور تخم ریزی کے بعد اس پر اس طرح بیٹھی رہتی ہے کہ جس طرح پرندے انڈے سیتے ہیں اور اس عمل سے اس تخم سے ایک سفید

کیڑا نمودار ہوتا ہے۔اس کی نشوونما ہوتی رہتی ہے۔ کیڑا اپنی خوراک خود ہی تیار کر لیتا ہے۔شہد کی مکھیوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جب یہ مکھی کسی کے اندر کسی قسم کی خرابی دیکھتی ہے تو اسے چھتہ سے علیحدہ کر دیتی ہے یا پھر اسے قتل کر دیتی ہے اور اکثر تو چھتہ کے باہر ہی اس کو مار دیتی ہے۔''رانی'' مکھی چھتہ سے باہر نہیں نکلتی مگر اس کے ساتھ مکھیوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔اگر ''رانی'' مکھی پرواز نہ کر سکے تو دوسری مکھیاں اسے اپنی پیٹھ پر بٹھا کر اڑا کر لے جاتی ہیں۔رانی مکھی کی ایک خاصیت یہ ہے کہ اس کے پاس ڈنگ نہیں ہوتا جس سے کسی کو ڈس کر اذیت میں مبتلا کر سکے۔

رانی مکھیوں میں سب سے افضل مکھی وہ ہوتی ہے جس کا رنگ سرخی مائل بہ زردی ہو اور سب سے بے کار وہ مکھی ہوتی ہے جس کی سرخی میں سیاہی ملی ہو۔شہد کی مکھیاں جمع ہو کر تقسیم کار کر لیتی ہیں سو بعض مکھیاں شہد تیار کرتی ہیں اور بعض موم بناتی ہیں۔ بعض پانی لاتی ہیں اور بعض چھتہ تیار کرتی ہیں۔شہد کی مکھی کا گھر (چھتہ) بڑا عجیب وغریب ہوتا ہے کیونکہ یہ مسدس شکل کا بنا ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کا ٹیڑھا پن نہیں ہوتا گویا کہ اس نے انجینئرنگ سے اس شکل میں چھتہ بنایا ہو۔ پھر اس چھتہ میں مسدس دائرے ہوتے ہیں جن میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔اس وجہ سے یہ تمام دائرے ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اور یوں دکھائی دیتے ہیں کہ تمام دائرے ایک ہی شکل کے ہوں کیونکہ تین سے لے کر دس تک کا کوئی بھی دائرہ مسدس شکل کے علاوہ ایسا نہیں بن سکتا کہ ایک دوسرے کے درمیان کشیدگی نہ ہو۔شہد کی مکھی نے مسدس شکل کے چھوٹے چھوٹے دائروں کو ملا کر ایک ہی ڈھانچہ بنا دیا ہوتا ہے۔ نیز شہد کی مکھی نے اپنے چھتے کو بنانے کے لئے کسی قسم کا کوئی آلہ اور پرکار وغیرہ استعمال نہیں کیا بلکہ یہ لطیف وخبیر ذات کی ترتیب کا اثر ہوتا ہے جس نے شہد کی مکھی کی طرف الہام کیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں۔

(پارہ14، سورۃ النحل آیت:68)

سو شہد کی مکھی کس طرح اپنے رب کے حکم کو بجا لاتی ہے اور اپنے رب کے حکم کے مطابق نہایت عمدگی کے ساتھ پہاڑوں، درختوں اور لوگوں کے مکانات میں چھتہ بناتی ہے سو آپ شہد کی مکھی کو ان تین جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ چھتہ بناتے ہوئے نہیں دیکھیں گے۔شہد کی مکھی اکثر پہاڑوں میں چھتہ بناتی ہے۔ کیونکہ آیت میں پہاڑوں میں چھتہ بنانے کا حکم پہلے ہے پھر درختوں پر چھتہ بنانے کا حکم ہے اور پھر لوگوں کے گھروں میں چھتہ بنانے کا حکم ہے۔اس حکم کو پورا کرنے میں شہد کی مکھی درختوں اور مکانات میں بہت کم چھتہ بناتی ہے جبکہ پہاڑوں میں بہت زیادہ چھتہ بناتی ہیں۔تم دیکھو گے کہ شہد کی مکھی کسی عمدگی کے ساتھ پہلے اپنا چھتہ تیار کرتی ہے پھر پھلوں اور پھولوں سے رس وغیرہ چوس کر اپنے گھر میں جمع کر لیتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے پہلے گھر بنانے کا حکم اور پھر کھانے کا حکم دیا ہے۔''احیاء'' میں ذکر ہے کہ تم دیکھو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی طرف کیسے وحی کی یہاں تک شہد کی مکھی نے پہاڑوں میں چھتہ بنایا اور اس نے کیسے اپنے لعاب سے موم اور شہد نکالا کہ ایک (موم) میں روشنی ہے دوسرے (شہد) میں شفا ہے پھر اگر کوئی شہد کی مکھی کے کاموں میں غور کرے تو اسے حیرت ہوگی کہ شہد کی مکھی کیسے پھولوں اور شگوفوں سے رس چوستی ہے اور گندی اور بدبودار چیزوں سے پرہیز کرتی ہے اور کس طرح اپنے بڑے کا جو اس کا سردار

ہوتا ہے اتباع کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے امیر کو بھی ان میں عدل وانصاف کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے یہاں تک کہ ان کا امیر چھتہ میں گندگی لانے والی مکھیوں کو دروازہ پر ہی ہلاک کر دیتا ہے۔ دشمنوں سے دشمنی دوستوں سے دوستی ان کی فطرت میں داخل ہے۔ تم سب کو چھوڑ وصرف اس کے چھتہ پر غور کرو کہ شہد کی مکھی نے اسے موم سے تیار کیا ہے اور اس نے تمام شکلوں میں مسدس شکل کو اپنے گھر کے لئے چنا ہے۔ شہد کی مکھی نے اپنے گھر کے لئے گول، چکور اور مخمس شکل کی بجائے مسدس شکل کو چنا ہے اس لئے کہ مسدس کی شکل میں کوئی ایسی خصوصیت موجود نہیں ہے یہاں تک کہ انجینئر کا ذہن بھی نہیں پہنچ سکتا تھا اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ اور وسیع گول شکل بنے یا جو اس کے قریب قریب ہے سو اگر شہد کی مکھی مربع کو اختیار کر لیتی تو بہت سی خالی جگہ رہ جاتی ہے کیونکہ شہد کی مکھی کی شکل گول اور لمبی ہوتی ہے اور چھتہ گول بنانے کی صورت میں خانوں سے باہر بہت سی جگہ بیکار ہو جاتی۔ کیونکہ گول شکلیں اگر ایک ساتھ ملائی جائیں تو باہم مل کر یکجا نہیں ہو سکتیں بلکہ درمیان میں کچھ خالی جگہ بچ جائے گی سو تم دیکھو کہ اس چھوٹے سے جانور کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کس قدر لطف واحسان کا معاملہ فرمایا ہے اور اس کی زندگی کی ضروریات اسے مہیا کر دی ہیں۔ تاکہ وہ خوشگوار طریقہ سے زندگی بسر کر سکے شہد کی مکھیوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ ایک دوسری کے ساتھ لڑتی ہیں اور ایک دوسری کو قتل کر دیتی ہیں۔ اگر شہد کی مکھیوں کے چھتہ کے پاس کوئی دوسرے چھتہ کی مکھی آ جائے تو یہ اس کو ڈنگ مارتی ہے اور بعض اوقات وہ مکھی جس کو ڈنگ لگا ہو مر جاتی ہے۔ شہد کی مکھی کے مزاج میں صفائی ستھرائی بھی بہت ہے۔ اگر چھتہ کے اندر کوئی مکھی مر جائے تو زندہ مکھیاں اسے باہر نکال دیتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں چھتے میں سے اپنا پاخانہ بھی صاف کر دیتی ہیں۔ تاکہ چھتہ میں بد بو نہ پھیلے۔ شہد کی مکھیاں ربیع وخریف دونوں موسموں میں اپنے کام میں مصروف رہتی ہیں۔ شہد کی مکھیاں موسم ربیع میں جو شہد تیار کرتی ہیں وہ عمدہ ہوتا ہے چھوٹی مکھیاں بڑی مکھیوں سے زیادہ محنتی ہیں۔ چھوٹی مکھیاں صاف اور عمدہ پانی پیتی ہیں وہ اس قسم کا پانی تلاش کرتی ہیں چاہے جہاں سے مل جائے۔ چھوٹی مکھیاں بھوک کے مطابق شہد کھاتی ہیں۔ جب چھتہ میں شہد کم ہو جائے تو اپنی جان کے ڈر سے اس میں پانی ملا دیتی ہیں کیونکہ جب چھتہ میں شہد کم ہو جائے تو مکھیاں خود ہی اپنا چھتہ تیار کر دیتی ہیں۔ اگر چھتہ میں اس وقت کوئی رانی مکھی یا نر مکھی موجود ہو تو اسے کو قتل کر دیتی ہے۔

یونان کے ایک حکیم نے اپنے تلامذہ (شاگردوں) سے کہا تھا کہ تم چھتے میں رہنے والی شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ۔ شاگردوں نے کہا کہ شہد کی مکھی چھتے میں کیسے رہتی ہے؟ استاد نے کہا کہ شہد کی مکھی چھتے میں نکمی مکھی کو نہیں چھوڑتی بلکہ اسے اپنے چھتہ سے نکال دیتی ہے۔ کیونکہ وہ بے قصد اس کی جگہ کو تنگ کر دیتی ہے اور شہد کھا کر ختم کر دیتی ہے۔ شہد کی مکھی اس بات سے بھی واقف ہوتی ہے کہ کون سی مکھی ٹھیک کام کرتی ہے اور کون سی مکھی نکمی ہے؟ شہد کی مکھی اپنی جلد اتارتی ہے جس طرح سانپ اپنی کینچل اتارتا ہے۔ شہد کی مکھیوں کو سریلی اور اچھی آواز سے لذت ملتی ہے۔

شہد کی مکھیوں کو "السوس" (ایک بیماری ہے جس میں گھن جیسے باریک کیڑے ان کے جسم کو کھاتے رہتے ہیں) ضرر پہنچاتی ہے۔ اس کی دوا یہ ہے کہ مکھیوں کے چھتہ میں ایک مٹھی نمک چھڑ دیا جائے اور ہر ماہ ایک بار چھتہ کھول کر اس میں گائے کے گوبر

کی دھونی دیں۔

شہد کی مکھیوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے چھتہ سے اڑ کر غذا حاصل کرنے کے لئے جاتی ہیں اور جب واپس آتی ہیں تو ہر مکھی اپنے ہی خانہ میں جاتی ہے اس میں بالکل غلطی نہیں کرتی۔ مصر میں لوگ کشتیوں میں مکھیوں سے بھرے چھتے لے کر سفر کرتے ہیں اور جب وہ درختوں اور پھولوں سے ہرے بھرے علاقے میں جاتے ہیں تو وہاں ٹھہر کر مکھیوں کے چھتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں سو مکھیاں چھتے سے باہر نکل جاتی ہیں اور دن بھر پھولوں سے رس چوس کر اکٹھا کرتی ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو مکھیاں کشتی کی طرف لوٹ آتی ہیں اور ہر مکھی چھتے میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاتی ہیں۔

ابو سبرہ ہذلی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک حدیث بیان کی جس کو میں نے سمجھا ہے اور جس کو اپنے ہاتھوں سے لکھ کر محفوظ کر لیا ہے وہ یہ ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ وہ حدیث ہے جس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے بدکلامی کرنے والے بدترین پڑوسی اور قطع رحمی کرنے والے سے محبت نہیں رکھتا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے کہ وہ اپنے چھتے سے نکلتی ہے تو وہ پاک چیزیں کھاتی ہے پھر کھایا ہوا گرا دیتی ہے۔ نہ کسی کو نقصان دیتی ہے اور نہ توڑ پھوڑ کرتی ہے۔ مومن بھی اپنے کام سے کام رکھتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور حلال رزق کھاتا ہے۔ مومن کی مثال سونے کی اس سرخ ٹکڑے کی سی ہے جو آگ میں ڈالا جائے لیکن نہ تو اس کا رنگ تبدیل ہو اور نہ اس کے وزن میں کمی ہو۔ مومن بھی اسی طرح ہے۔ (رواہ المستدرک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم فخر بنی آدم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جس کی غذا میٹھا اور کڑوا (پھل وغیرہ) ہوتا ہے۔ (رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط)

حضور کرام نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن شہد کی مکھی کی طرح ہے جس کی غذا پاک ہوتی ہے اور پاک جگہ بیٹھتی ہے۔ اور جب کھایا ہوا گراتی ہے یعنی بیٹ وغیرہ تو نہ توڑ پھوڑ کرتی ہے اور نہ کسی کو اذیت پہنچاتی ہے۔ (رواہ الامام احمد وابن ابی البشر والطبرانی)

حضرت ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مومن کو شہد کی مکھی سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں میں "فہم وفراست" کسی کو تکلیف نہ دیتا ہے۔

وعدہ پورا کرنا۔

دوسروں کو نفع دینا۔

قناعت کرنا۔

دن میں تلاش معاش۔

گندگی سے دور رہنا۔

حلال کمائی کھانا۔

اپنی کمائی کھانا۔

امیر کی اطاعت کرنا۔ وغیرہ کاموں میں مشابہت رکھتی ہے۔ نیز تاریکی' بادل' آندھی' دھواں' بارش اور آگ وغیرہ جیسی آفات شہد کی مکھی کے کام کو روک دیتی ہیں۔ اسی طرح غفلت کی تاریکی' شک کے بادل' فتنوں کی آندھیاں' حرام مال کا دھواں' مالداری کا پانی اور خواہشات نفسانی کی آگ جیسی آفات مومن کے کام کو روک دیتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ تم لوگوں میں اس طرح رہو جس طرح پرندوں میں شہد کی مکھی رہتی ہے کہ تمام پرندے اسے معمولی اور کمزور سمجھتے ہیں لیکن اگر پرندوں کو شہد کی مکھی کے پیٹ کا شہد اور اس کی برکت وفوائد کا علم ہو جائے تو وہ اسے معمولی نہ سمجھیں۔ تم لوگوں کے ساتھ اپنے حلم اور زبان سے میل جول کرو لیکن اپنے اعمال اور دلوں کو ان سے الگ رکھو۔ آدمی کے لئے وہی ہے جو وہ عمل کرے گا اور قیامت کے دن ہر آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہو۔ (رواہ مسند الدارامی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دنیا کی مذمت میں فرمایا ہے کہ دنیا میں چھ قسم کی چیزیں ہیں۔

مطعوم۔

مشروب۔

ملبوس۔

مرکوب۔

منکوح۔

مشموم۔

سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے جو مکھی کا لعاب ہے' سب سے عمدہ پینے کی چیز پانی ہے جس میں اچھے برے سب برابر کے حصہ دار ہیں' سب سے اچھا لباس ریشم ہے' سب سے عمدہ خوشبو مشک ہے جو ایک جانور کا خون ہے' سب سے افضل سواری گھوڑا ہے' سب سے بہترین منکوح عورت ہے جو پیشاب کرنے کی جگہ ہے اور ایسی جگہ سے نکلی ہے اس کی پیدائش بھی پیشاب والی جگہ سے ہوئی ہے۔

نکتہ: جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی میں زہر اور شہد کو جمع کر دیا ہے شہد کی مکھی میں زہر اور شہد کا اجتماع اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے اسی طرح مومن کے اعمال خوف و رجاء سے مرکب ہوتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک' ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہد ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور قرآن پاک سینوں میں پائی جانے والی بیماری کے لئے شفاء ہے۔ تمہارے

لئے ضروری ہے کہ قرآن اور شہد سے شفا حاصل کرو"۔ (رواہ ابن ماجہ والحاکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شفیع المذنبین' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح نہار منہ شہد چاٹ لے تو اسے کوئی بڑی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ (رواہ ابن ماجہ)

نقاش نے ابی وجرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ شہد کو بطور سرمہ استعمال کرتے تھے اور ہر بیماری میں شہد بطور دوا استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار ہوئے تو انہوں نے فرمایا میرے پاس پانی لاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: "اور ہم نے آسمان سے بابرکت والا پانی نازل کیا"۔ پھر فرمایا شہد لاؤ اور قرآن کریم کی آیت (واوحی ربك الی النحل) پڑھی۔ پھر فرمایا میرے پاس زیتون لاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زیتون کو ملایا پھر نوش فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا بخش دی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور شاہِ مدینہ' راحت قلب وسینہ' فیض گنجینہ' صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا کہ میرے بھائی کو دست آرہے ہیں۔ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا۔ پھر حضور دافع رنج وملال' صاحب جود ونوال' بی بی آمنہ کے لال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر اور کہنے لگا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اسے شہد پلایا ہے لیکن شہد کی وجہ سے دست میں اضافہ ہوگیا ہے۔ حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔ (تیسری مرتبہ بھی یہی حکم دیا) پھر چوتھی مرتبہ وہ شخص حضور رسول اکرم' شفیع معظم' فخر بنی آدم' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد اقرار' شافع روز شمار' دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ۔ اس آدمی نے عرض کیا: میں نے اس کو شہد پلایا لیکن اس کے دستوں میں اضافہ ہوگیا۔ حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جود وسخا' تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ تم اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے اپنے بھائی کو پھر شہد پلایا۔ تو وہ صحت یاب ہوگیا۔

(رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی)

فائدہ: اصل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں اعتراض کیا گیا ہے جس میں دست کا علاج شہد کو بتلایا گیا ہے۔ حضور صاحب کائنات' صاحب معجزات' صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عود ہندی کو لازم پکڑو کیونکہ یہ سات بیماریوں کے لئے شفاء ہے اور ان بیماریوں میں سے ایک بیماری "ذات الجنب" بھی ہے۔ حضور سید المبارکین' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جہنم کے سانس لینے سے ہوتا ہے سو تم اسے پانی سے بجھاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلونجی سوائے موت کے ہر بیماری کے لئے دوا ہے۔ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب' منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھمبی "من" (من وسلویٰ وہ کھانا جو بنی اسرائیل پر اترا تھا) کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفاء ہے۔ (الحدیث)

اعتراض کرنے والے نے کہا کہ اطباء کا اس بات پر اجماع ہے کہ شہد دست آور ہے۔ اسہال کا علاج شہد سے کیسے ممکن ہے؟ نیز اطباء کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ بخار والے شخص کے لئے ٹھنڈے پانی کا استعمال خطرناک ہے اور ٹھنڈا پانی اسے ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے۔ کیونکہ ٹھنڈا پانی مسامات کو بند کر دیتا ہے جس کی وجہ سے بخار باہر نکلنے سے رک جاتا ہے اور حرارت جسم کے اندر لوٹ جاتی ہے۔ یہ ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے اسی طرح اطباء ذات الجنب کے مریض کے لئے کلونجی کا استعمال ممنوع قرار دیتے ہیں کیونکہ اس میں بہت زیادہ حرارت ہوتی ہے جو مریض کے لئے خطرناک ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حدیث پر اعتراض کرنے والے نے جہالت کا مظاہرہ کیا ہے اور یہ نادانی اور کم علمی کا نتیجہ ہے ہم یہاں احادیث کی تشریح کے ساتھ ساتھ اطباء کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں تا کہ اعتراض کرنے والے کی آنکھوں سے جہالت کا پردہ ہٹ جائے اور اسے صحیح بات معلوم ہو جائے۔

احادیث کی وضاحت: جان لے کہ علم طب میں بہت سی تفصیلات کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً کبھی کے مریض کے لئے ایک وقت میں ایک چیز دوا ہوتی ہے اور کبھی وہی چیز مرض کا سبب بن جاتی ہے اور ایسا کسی خارجی عارض کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً عارضی غصہ جس سے اس کے مزاج میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا علاج کارگر نہیں ہوتا یا فضا میں حرارت یا ٹھنڈک کی وجہ سے دوا کا مناسب اثر نہیں ہوتا۔ اگر کسی حال میں طبیب کسی مریض میں کسی دوا سے شفاء کا احساس کرلے تو اسی ایک دوا سے ہر حال میں ہر مرض کا علاج ہو جائے یہ ضروری نہیں ہے۔ اطباء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عمر' موسم' وقت' عادت' غذا (جو پہلے کھائی ہے) مناسب تدبیر اور طبیعت کی دفاعی قوت وغیرہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک ہی مرض کا علاج مختلف ہو جاتا ہے سو جان لے کہ دست آنے کے بہت سے اسباب ہیں جن میں سے ایک وجہ بدہضمی اور کھانے کی بے احتیاطی ہے۔ اس قسم کے دست میں اطباء کی یہ رائے ہے کہ ایسے مریض کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے نیز اگر مریض کمزور نہ ہو اور اس قسم کے دست کو روک دینا نقصان دہ ہو تو اس سے دوسری بیماری پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو مریض کو دست آور دوا دینی چاہئے۔ جب اتنی بات طے شدہ ہے تو پھر وہ مریض جس کے لئے حضور شاہ ابرار' ہم غریبوں کے غمخوار رسول انور' صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسہال میں شہد کے استعمال کا حکم دیا تھا تو ہمیں مان لینا چاہئے کہ وہ شخص بدہضمی اور کھانے کی بداحتیاطی کی وجہ سے دست کا شکار تھا۔ اس مریض کا علاج یہی تھا کہ اس کے دست آنے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے یا اس میں اضافہ کر دیا جائے سو حضور شہنشاہ خوشخصال' دافع رنج وملال' دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مریض کے لئے شہد کا علاج تجویز کیا پھر شہد پلانے سے دست زیادہ آنے لگے۔ شکایت کرنے پر حضور شاہِ مدینہ قرار قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریض کو شہد پلاؤ یہاں تک کہ پیٹ کے اندر کا فاسد مادہ ختم ہو گیا اور دست خود بخود بند ہو گئے۔

سو جو دلائل ہم نے ذکر کئے ہیں ان سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ شہد سے علاج اطباء کے یہاں رائج ہے۔ معترض طب کے اصولوں سے ناواقف ہے اس لئے ہم نے حدیث کی تصدیق کے لئے اطباء کے اقوال کو نقل کیا ہے۔

اسی طرح حضور شہنشاہِ مدینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''بخار جہنم کے سانس

لینے سے ہوتا ہے۔لہٰذا اسے پانی سے بجھاؤ" پر بھی اعتراض کیا گیا ہے سوہم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ عمر' موسم مریض اور آب وہوا کے اختلاف سے علاج کے طریقے بھی بدل جاتے ہیں۔ نیز نبی کریم رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں "الماء البارد" (ٹھنڈا پانی) کے الفاظ موجود ہیں۔حضور دافع رنج وملال' صاحب جودونوال' آمنہ کے لال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کو پانی سے بجھاؤ" پانی کی حرارت اور ٹھنڈک کا ذکر نہیں کیا۔اطباء نے اس بات کو مانا ہے کہ صفراوی بخار میں مبتلا مریض کا علاج مریض کو ٹھنڈا پانی پلانے' بلکہ برف کا پانی پلانے اور اسی ٹھنڈے پانی سے مریض کے ہاتھ' پاؤں دھونے سے کیا ہے۔کیا بعید ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال' صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی قسم کے بخار کا علاج پانی تجویز کیا ہے۔

اسی طرح اعتراض کرنے والے شخص کا ذات الجنب میں عود ہندی سے شفاء کا انکار بھی باطل ہے۔اس لئے کہ بعض اطباء نے کہا ہے کہ ذات الجنب اگر بلغم کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج "قسط" (عود ہندی) ہے اصل میں جالینوس اور دوسرے ماہر اطباء نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ عود ہندی سینے کے درد کے لئے نافع ہے۔حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جود وسخا' تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عود ہندی کو لازم پکڑو اس میں سات قسم کے امراض کی دوا ہے جس میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے۔(الحدیث)

سو تمام ماہر اطباء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ عود ہندی حیض اور پیشاب جاری کرتی ہے زہر کا اثر کم کرنے میں مفید ہے۔شہوت میں اضافہ کرتی ہے اگر عود ہندی کو شہد کے ساتھ ملا کر پیا جائے تو کدو دانے اور پیٹ کے کیڑوں کے لئے نافع ہے۔عود ہندی کو سیاہ جھائیوں پر مل دینے سے جھائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔معدے اور جگر کی برودت کے لئے مفید ہے۔موسمی اور باری باری آنے والے بخار کے لئے بے حد مفید ہے اس کے علاوہ عود ہندی اور امراض کے لئے بھی نافع ہے۔عود کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم بحری اور دوسری قسم ہندی ہے۔بحری عود سفید رنگ کی ہوتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسط عود کی ان دو قسموں کے علاوہ اور بھی قسمیں ہیں۔

بعض حکما نے کہا ہے کہ عود بحری' عود ہندی سے عمدہ ہوتی ہے۔نیز عود ہندی بحری میں عود ہندی کے مقابلہ میں حرارت کم ہوتی ہے۔بعض حکماء نے کہا ہے کہ قسط عود کی دونوں قسمیں (بحری وہندی) تیسرے درجہ کی خشک اور گرم ہیں لیکن عود ہندی میں عود بحری کے مقابلہ میں حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ابن سینا نے کہا ہے کہ قسط عود میں تیسرے درجہ کی حرارت اور خشکی پائی جاتی ہے۔اصل میں اطباء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اوپر دیئے گئے عود ہندی کے بارے میں یہ تمام فوائد ہم نے حکماء کی کتابوں سے نقل کئے ہیں لیکن حضور پاک' صاحب لولاک' مدینے کے تاجدار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی جملے میں عود ہندی کی افادیت بیان فرمادی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عود ہندی میں سات بیماریوں کی شفاء ہے ان میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے۔

(الحدیث)

حضور کی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "کلونجی سوائے موت کے ہر مرض کے لئے دوا ہے"۔ اصل میں اطباء نے کلونجی کے بہت سے فائدے اور عجیب وغریب خاصیتیں لکھی ہیں۔ جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ حکیم جالینوس نے کہا ہے کہ کلونجی سوجن کو ختم کر دیتی ہے اور اگر کلونجی کو کھالیا جائے یا پیٹ پر لیپ کیا جائے تو پیٹ کے کیڑے ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اگر کلونجی کو پکا کر ایک کپڑے میں باندھ کر سونگھا جائے تو زکام کے لئے نافع ہے۔ نیز کلونجی چیچک میں بھی فائدہ مند ہے جس میں جسم پر نشان پڑ جاتے ہیں۔ کلونجی باہر نکلے ہوئے اور جلد کے اندر پھیلے ہوئے۔ صمہ وغیرہ کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ اگر حیض چربی کی وجہ سے رک گیا ہے تو کلونجی کھانے سے حیض جاری ہو جاتا ہے۔ اگر کلونجی کو سر درد کا مریض اپنی پیشانی پر مل لے تو اس کا سر درد ختم ہو جاتا ہے۔ کلونجی پیشاب جاری کرتی ہے۔ دودھ بڑھاتی ہے۔ اگر کلونجی کو سرکہ میں ملا کر بلغمی ورم پر پٹی باندھ دی جائے تو ورم دور ہو جاتا ہے۔ دانت کے درد میں کلونجی کی کلی کرنا بے حد فائدہ مند ہے۔ کلونجی زہریلی مکڑی کے کاٹنے میں نافع ہے، کلونجی کی دھونی دینے سے سانپ اور بچھو وغیرہ بھاگ جاتے ہیں بلغمی اور سوداوی بخار میں بے حد مفید ہے۔ زکام کے لئے گلے میں کلونجی کا لٹکانا بھی فائدہ مند ہے۔ موسمی بخار میں بھی نفع بخش ہے اور دوسری گرم دواؤں سے اس کا اثر ختم نہیں ہوتا۔ کلونجی بغیر کسی چیز میں ملائے اور کبھی ملا کر استعمال کی جاتی ہے۔ نبی اکرم نور مجسم، شفیع معظم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھمبی "من" (من وسلویٰ وہ کھانے جو بنی اسرائیل کی طرف اترتے تھے) سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔

(الحدیث)

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کھمبی کا پانی مطلقاً آنکھوں کے لئے شفاء ہے سو جس کی آنکھوں میں تکلیف ہو وہ کھمبی کا پانی نچوڑ کر آنکھوں میں ڈالے تو شفاء یاب ہوگا۔ میں نے اپنے زمانے کے بہت سے دوسرے اہل علم نے اس بات کا مشاہدہ کیا ہے جو شخص اندھا ہو گیا ہو اور وہ کھمبی کو سرمہ کے طور پر استعمال کرے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آتی ہے۔

علامہ میری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان احادیث سے جو تفصیلات معلوم ہوئیں ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم دین ودنیا کے علوم میں ماہر تھے اور ان احادیث سے علم طلب کی صحت اور کسی نہ کسی درجہ میں علاج ومعالجہ کرنے کا بھی جواز معلوم ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں طرح طرح کے رموز واسرار رکھ دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے البتہ یہ انسان کی عقل وفہم اور اس کے ادراک ووجدان کی کوتاہی ہے کہ وہ کسی مرض کی دوا معلوم نہ کرے۔ (واللہ اعلم)

حکم: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے شہد کی مکھی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اصح قول کے مطابق شہد کی مکھی کا کھانا حرام ہے مگر اس

کا شہد حلال ہے' بالکل اسی طرح جیسے عورت کا دودھ حلال ہے لیکن اس کا گوشت حرام ہے۔ بعض متقدمین نے شہد کی مکھی کا کھانا مباح قرار دیا ہے۔ جس طرح ٹڈی کا کھانا حلال ہے۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ نیز شہد کی مکھی کے قتل کو متقدمین نے حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس حرمت کی دلیل یہ ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ (الحدیث)

فورانی نے "الابانۃ" میں لکھا ہے کہ شہد کی مکھی کو قتل کرنا مکروہ ہے لیکن قیاس اس بات کا متقاضی ہے کہ شہد کی مکھی کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اس کا ڈنگ بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ اور دیگر جانوروں پر حملہ کر کے انہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ شہد کی مکھی کے قتل کی حرمت اس لئے ہے کہ جب اس کو قتل کرنے سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا پھر بلاوجہ کسی جاندار کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ؟

اور دوسری بات جو اصل الاصول ہے کہ حضور تاجدار رسالت مخزن جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی کو ہلاک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (الحدیث)

شہد کی مکھی کا بیچنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ مکھی کوئی مال نہیں ہے جس طرح بھیڑوں کا بیچنا حرام ہے لیکن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مکھیوں کو دو شرطوں کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ خریدار دیکھ لے کہ مکھیوں کی تعداد کتنی ہے؟

دوسری شرط یہ ہے کہ مکھیوں کو چھتہ میں ہی فروخت کیا جائے۔ اگر چہ کچھ مکھیاں چھتہ سے باہر آ جا رہی ہوں۔ کیونکہ انسان ان کو غذا فراہم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ خود اپنی کمائی کھاتی ہیں۔ لہٰذا شہد کی مکھیوں کا چھتہ سے باہر آنا ضروری ہے لیکن اگر تمام مکھیاں فضا میں اڑ رہی ہوں۔ تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی شہد کی مکھیوں کی خرید و فروخت ناجائز ہوگی۔

خواص: شہد گرم خشک ہے عمدہ شہد وہ ہے جو چھتہ کی موم سے الگ نہ کیا گیا ہو۔ شہد دست آور' پیشاب جاری کرتا ہے اور قے میں اضافہ کرتا ہے۔ پیاس لگاتا ہے' صفراء بن کر گرم خون پیدا کرتا ہے۔ اگر شہد کو پانی میں ملا کر پیا جائے تو اس کا جھاگ نکال دینے سے اس کی حرارت ختم ہو جاتی ہے اور مٹھاس کم ہو جاتی ہے اور فائدہ بھی کم ہوتا ہے لیکن غذائیت میں اضافہ ہو جاتا ہے' پیشاب جاری کرنے میں زیادہ مفید ہے' سب سے عمدہ شہد موسم خریف کا ہوتا ہے جس کی مٹھاس عمدہ ہوتی ہے اور زیادہ شہد موسم ربیع میں ملتا ہے جو سرخی مائل ہوتا ہے۔ شہد کی مضرت کو کھٹا سیب ختم کر دیتا ہے جو چیزیں جلدی خراب ہو جاتی ہیں اور دھواں وغیرہ کا اثر نہ جاتا ہو تھوڑا سا مشک ملا کر سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو نزول الماء کے لئے نافع ہے۔ اگر سر میں شہد کی مالش کی جائے تو جوئیں اور اس کے انڈے اور بچے وغیرہ مر جاتے ہیں۔ کتے کے کاٹنے میں شہد کا چاٹنا بہت فائدہ مند ہے۔ پکی ہوئی شہد زہر کے لئے نافع ہے۔ شہد کی مکھی کی موم کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص بھی اسے اپنے پاس رکھے اور بعض نے کہا ہے کہ اسے کھالے تو اسے بے چینی ہو جائے گی لیکن احتلام نہیں ہوگا۔ (یعنی احتلام سے محفوظ رہے گا)۔

تعبیر: شہد کی مکھی کو خواب میں دیکھنا اس کی تعبیر خطرہ اور مال جمع کرنے سے دی جاتی ہے اگر کسی نے خواب میں مکھیوں کا

چھتہ دیکھا اور اس سے شہد نکالا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے حلال مال حاصل ہوگا۔ اگر اس نے خواب میں پورا شہد نکال لیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی قوم پر ظلم کرے گا اور اگر اس نے خواب میں پورا شہد نہیں نکالا بلکہ مکھیوں کے لئے کچھ حصہ چھوڑ دیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اگر وہ حاکم یا اپنا حق وصول کرنے کا دعویدار ہے تو اپنے معاملہ میں انصاف کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ شہد کی مکھیاں اس کے سر پر بیٹھ گئیں ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کو سرداری اور حکومت ملے گی۔ اگر بادشاہ نے اس قسم کا خواب دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی ملک پر قبضہ کرے گا اسی طرح ہاتھ میں مکھیوں کے بیٹھنے کی بھی یہی تعبیر ہے۔ کسانوں کا خواب میں شہد کی مکھی کو دیکھنا خیر پر دلالت کرتا ہے لیکن فوجی اور غیر کسانوں کو خواب میں شہد کی مکھی کا دیکھنا جنگ پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ مکھیوں کی آواز اور ان کا ڈنگ مارنا اس قسم کی چیز ہے۔ شہد کی مکھی کا خواب میں دیکھنا لشکر پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ اپنے امیر کی اتباع کرتی ہے جس طرح لشکر کے لوگ اپنے امیر کی اتباع کرتے ہیں جو شخص خواب میں شہد کی مکھی کو قتل کردے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کا دشمن اسے قتل کردے گا۔ خواب میں کسان کے لئے مکھیوں کا قتل کرنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ اس کی روزی اور معاش کی علامت ہے۔ خواب میں شہد کی مکھی کو دیکھنا اس کی تعبیر علماء و مصنفین سے بھی دی جاتی ہے۔ خواب میں شہد کو دیکھنے کی تعبیر ایسے مال سے دی جاتی ہے جو بغیر محنت کے حاصل ہوگا یا اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو کسی مرض سے شفا نصیب ہوگی۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ لوگوں کو شہد کھلا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ لوگوں کو عمدہ کلام سنائے گا اور اچھی آواز میں قرآن مجید سنائے گا جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ شہد چاٹ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی عورت سے شادی کرے گا کیونکہ حضور نبی کریم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا تھا (کہ تم رفاعہ سے الگ ہوسکتی ہو) یہاں تک وہ تمہارا مزہ چکھ لے۔ اور تم اس کا ذائقہ چکھ لو۔ (الحدیث)

خواب میں شہد کا کھانا محبوب سے ملاقات اور بوس و کنار پر دلالت کرت ہے۔ حضرت امام ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شہد رزق حلال ہے اس لئے آگ اسے نہیں چھوئے گی جو شخص خواب میں اپنے سامنے شہد رکھا ہوا دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے پاس وسیع علم ہوگا اور لوگ اس سے علم سننے کی خواہش کا اظہار کریں گے۔ اگر کسی نے خواب میں صرف شہد دیکھا تو اس کی تعبیر مالِ غنیمت سے دی جائے گی اور خواب میں شہد برتن میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا صاحب علم ہے یا اس کی تعبیر مال حلال سے دی جائے گی۔

النحوص

"النحوص" (نون کے فتحہ اور حاء کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب بانجھ گدھی ہے۔ اس کی جمع کے لئے نحص اور نحاص کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

النسر

"النسر" گدھ اس کا مطلب ایک معروف پرندہ ہے اس کی جمع قلت "النسر" اور جمع کثرت "النسور" آتی ہے۔ اس کی

کنیت کے لئے "ابوالابرد' ابوالاصبع' ابومالک' ابوالمنہال' اور ابویحییٰ" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اس کی مؤنث کو "ام قشعم" کہا جاتا ہے۔اس پرندے کو "نسر" اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چیز (یعنی گوشت وغیرہ) کو نچوڑ کر نگل جاتا ہے۔یہ ایک مشہور پرندہ ہے۔حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ گدھ چیختے ہوئے کہتا ہے (اے ابن آدم یعنی انسان تو من پسند زندگی گزار لے سو بے شک موت سے تیری ملاقات ضرور ہوگی) میں (علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ گدھ کا یہ قول اس کی لمبی عمر کی وجہ سے ہے۔کہا جاتا ہے کہ گدھ لمبی عمر والا پرندہ ہے گدھ کی عمر ایک ہزار سال ہوتی ہے۔گدھ چونچ سے شکار کرنے والا پرندہ ہے۔یہ پنجوں سے شکار نہیں کرتا' گدھ کے پنجوں کے ناخن بہت تیز ہوتے ہیں' بعض گدھ مرغ کی طرح جفتی کرتے ہیں۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گدھ کی مادہ اپنے نر کو دیکھنے کی وجہ سے انڈے دیتی ہے' گدھ انڈا نہیں سیتا ہے' گدھ کی مادہ کسی اونچی جگہ پر جہاں سورج کی روشنی جاتی ہو انڈے دے کر انڈوں سے الگ ہو جاتی ہے' سو سورج کی حرات انڈوں کو سینے کے کام آتی ہے۔

گدھ بہت تیز نظر والا پرندہ ہے اور یہ چار سو فرسخ سے مردار کو دیکھ لیتا ہے۔اسی طرح گدھ کی سونگھنے کی قوت بھی بہت تیز ہوتی ہے۔گدھ تمام پرندوں میں تیز اڑنے والا ہے' اور اس کے باوز بھی تمام پرندوں کے بازوں سے مضبوط ہوتے ہیں' یہاں تک کہ گدھ ایک ہی دن میں مشرق سے مغرب تک کا سفر کر لیتا ہے۔جب گدھ کسی جگہ مردار کو دیکھ لیتا ہے تو وہاں جاتا ہے اور اگر مردار کو عقاب کھا رہا ہو تو جب تک عقاب مردار کھاتا رہتا ہے گدھ عقاب کے ڈر سے مردار نہیں کھاتا بلکہ تمام شکاری پرندے عقاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔گدھ نہایت لالچی اور حریص ہوتا ہے۔جب گدھ کسی مردار پر اترتا ہے تو اس سے اتنا زیادہ کھا لیتا ہے کہ پھر فوراً اڑ نہیں سکتا' یہاں تک کہ گدھ کئی بار اچھل کود کرتا رہے گا اور پھر آہستہ آہستہ فضا کی طرف بڑھتا ہے اور پھر ہوا کے دوش پر پہنچ کر پرواز کرتا ہے۔بسا اوقات اس حالت میں ایک کمزور انسانی بچہ بھی گدھ کا شکار کر لیتا ہے۔گدھ کی مادہ اپنے انڈوں اور بچوں کے بارے میں چمگادڑ سے ڈرتی رہتی ہے۔وہ اپنے گھونسلہ میں چنار کے درخت کا پتا بچھا دیتی ہے تا کہ چمگادڑ اس کے گھونسلے کے قریب نہ آ سکے۔مادہ گدھ اپنے نر کی جدائی پر غمگین ہو جاتی ہے' جب اس گدھ کا نر یا مادہ دوسرے سے جدا ہو جائے تو دوسرا غم کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔جب گدھ کی مادہ کے انڈے دینے کا وقت ہوتا ہے تو گدھ سرزمین ہند کی طرف جاتا ہے اور وہاں سے اخروٹ کی شکل کا پتھر لاتا ہے۔مادہ کے اوپر یا اس کے نیچے رکھ دیتا ہے' جس کی وجہ سے مادہ آسانی سے انڈا دیتی ہے۔جس طرح گھنٹی کی آواز ہو۔بالکل اسی طرح کا قول علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے عقاب کے بارے میں بھی نقل کیا ہے جو کہ "باب العین" میں ہم نے ذکر کر دیا ہے۔شکاری پرندوں میں گدھ ہی بڑا جسم رکھنے والا پرندہ ہے۔گدھ پرندوں کا سردار ہے' جس طرح کہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نفحات الازھار ولمحات الانوار" میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے حبیب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے۔انہوں نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے۔انسانوں کے سردار حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور بنی آدم کے سردار آپ ہیں۔روم کے سردار حضرت صہیب (رضی اللہ عنہ) ہیں' فارس کا سردار رمضان ہے دونوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔کلام کا سردار عربی کلام ہے' عربی کلام کا

سردار قرآن مجید اور قرآن کا سردار سورۂ بقرہ ہے۔ (لمحات الازھار و الحات الانوار)

حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک' بی بی آمنہ کے لال' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اے میرے رب مجھے اپنی مخلوق میں سے اپنے نزدیک معزز شخص کی خبر دیجئے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میری مرضیات کی طرف ایسی تیزی سے بڑھتا ہے جس طرح گدھ اپنی خواہشات کی طرف بڑھتا ہے۔ (رواہ الطبرانی فی معجمہ الاوسط)

حدیث کا باقی کا حصہ انشاء اللہ "النمر" کے تحت نقل کیا جائے گا۔

علی بن ہارون عبدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق شکر یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور جس شخص کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے گی وہ جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے ذکر کی طرف اس طرح لپکتے ہیں جس طرح گدھ مردار کی طرف لپکتا ہے۔ (شعب الایمان بیہقی)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بے شک بخت نصر کا مسخ پہلے شیر کی شکل میں ہوا' سو شیر درندوں کا بادشاہ ہو گیا۔ پھر بخت نصر کا مسخ گدھ کی شکل میں ہوا' سو گدھ پرندوں کا بادشاہ بن گیا' پھر بخت نصر کا مسخ بیل کی شکل میں ہوا' سو بیل چوپاؤں کا بادشاہ بن گیا' بخت نصر کا مسخ ساٹھ سال تک ہوتا رہا لیکن اس کا دل انسان ہی کا رہا اسی لئے وہ تمام مسخ شدہ صورتوں میں انسانی عقل کے مطابق کام کرتا رہا اور اس کا مالک اس وقت تک باقی رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو انسانی شکل میں بدل دیا تو اس کی روح بھی لوٹا دی۔ بخت نصر نے توحید کی دعوت دی اور کہا اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام معبود باطل ہیں۔ وہب بن منبہ سے کہا گیا کہ کیا بخت نصر کی موت اسلام کی حالت میں ہوئی۔ حضرت دانیال علیہ السلام اور ان کے ساتھی بخت نصر کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار تھے۔ یہودیوں کو اس پر حسد ہوا اور وہ بخت نصر سے کہنے لگے کہ دانیال جب پانی پی لیتے ہیں تو ان کا پیشاب پر کنٹرول نہیں رہتا یہ بات ان کے ہاں بہت عار کی تھی۔ بخت نصر نے اس بات کی حقیقت جاننے کے لئے ان یہود کے لئے کھانا تیار کرایا۔ تو انہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا بخت نصر نے دربان سے کہا کہ تم دیکھو حاضرین میں سے سب سے پہلے جو بھی پیشاب کرنے کے لئے باہر نکلے اسے کلہاڑے سے قتل کر دو۔ اگر وہ کہے کہ میں بخت نصر ہوں تو تم کہنا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ بخت نصر نے مجھے تیرے قتل کا حکم دیا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد سب سے پہلے پیشاب کرنے کے لئے بخت نصر ہی کھڑا ہوا جب دربان نے اندھیرے میں اسے دیکھا تو اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں بخت نصر ہوں دربان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے کیونکہ مجھے بخت نصر نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ پھر دربان نے کلہاڑے سے وار کر کے بخت نصر کو قتل کر دیا۔

نمرود کا قصہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک ظالم نمرود نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تو کہنے لگا کہ اگر وہ بات جو ابراہیم (علیہ السلام) نے کہی ہے سچ ہے تو

میں ضرور آسمان تک چڑھ جاؤں گا اور جان لوں گا کہ اس میں (آسمان میں) کیا ہے۔

پھر نمرود نے گدھ کے چار چوزے (بچے) منگوائے۔ اس نے ان کی تربیت کی۔ یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئے۔ پھر نمرود نے ایک تابوت بنوایا جس میں ایک دروازہ اوپر کی طرف اور ایک دروازہ نیچے کی طرف لگوایا۔ نمرود اس تابوت میں ایک آدمی کے ساتھ بیٹھ گیا اور تابوت کے کناروں پر لکڑی کے ڈنڈے لگا کر اس میں گوشت کے لوتھڑے لٹکا دیئے۔ اور تابوت سے ان گدھوں کے پاؤں میں اتنی لمبی رسی باندھ دی کہ وہ گوشت تک نہ پہنچ سکیں اور ڈنڈے اس طرح لگائے کہ ضرورت کے وقت ان کو اوپر نیچے کیا جا سکتا تھا۔ گدھ اڑے اور گوشت کی لالچ میں اوپر چڑھنے لگے یہاں تک کہ پورا دن ختم ہو گیا گدھ فضاء کی طرف بڑھتے رہے۔ نمرود نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اوپر والا دروازہ کھولو اور آسمان کی طرف دیکھو کہ کیا ہم آسمان کے قریب آ گئے ہیں۔ نمرود کے ساتھی نے دروازہ کھولا اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ بے شک آسمان اپنی حالت پر ہے (یعنی آسمان کا فاصلہ اتنا ہے جتنا پہلے تھا) پھر نمرود نے اپنے ساتھی سے کہا کہ نیچے کا دروازہ کھولو اور زمین کی طرف دیکھو کیا صورتحال ہے؟ اس نے نمرود کے حکم کی تعمیل کی اور کہا کہ میں زمین کو سمندر کے پانی کی طرح اور پہاڑوں کو دھویں کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ گدھ دوسرے دن بھی اڑتے رہے اور بلندیوں کی طرف بڑھتے رہے یہاں تک کہ تیز ہوا ان دو پرندوں کی پرواز میں آ گئی۔ نمرود نے اپنے ساتھی سے کہا کہ دونوں دروازوں کو کھولو اور صورتحال کا جائزہ لو۔ نمرود کے ساتھی نے تابوت کے اوپر والا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آسمان پہلی حالت پر ہے جب زمین کو دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ زمین تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ پھر اس کے بعد ایک آواز آئی (اے سرکش تو کہاں جانا چاہتا ہے)۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس تابوت میں ایک لڑکا بھی تھا جو تیر کمان اٹھائے ہوئے تھا۔ اس لڑکے نے تیر چلایا جو تیر اس حال میں اس کی طرف واپس آیا کہ اس کے ساتھ خون لگا ہوا تھا اور خون سمندر کی ایک مچھلی کا تھا۔ جو اڑ کر اوپر پہنچ گئی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تیر کو لگنے والا خون ایک پرندے کا تھا۔ لڑکے نے کہا میں نے آسمان کے معبود کا (نعوذ باللہ) خاتمہ کر دیا۔ راوی کہتے ہیں پھر نمرود نے اپنے ساتھی سے کہا کہ وہ لکڑی کے ڈنڈوں کو جن کے ساتھ گوشت کے ٹکڑے ہیں۔ نیچے گرا دے سو اس نے ایسا ہی کیا گدھ تابوت کو لے کر نیچے اترنے لگے۔ گدھ اور تابوت کے اڑنے کی آواز پہاڑوں نے سنی تو ان پر خوف طاری ہو گیا اور انہوں نے (پہاڑوں نے) خیال کیا کہ آسمان سے کوئی آفت نازل ہوئی ہے اور قیامت قائم ہو گئی ہے۔ خوف کی اس حالت کی وجہ سے پہاڑ لرزنے لگے اور قریب تھا کہ وہ اپنی جگہ سے لرز جاتے۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ (پارہ 13، سورۃ ابراہیم، آیت: 46)

اور ان کا داؤ (فریب) کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ''ان کان'' دال کے ساتھ ''کاد'' پڑھا ہے جبکہ عام قرآت ''وان کان'' ہی ہے۔ ابن جریج اور کسائی کی قرآت کے مطابق ''لتزول'' میں پہلے لام پر زبر اور دوسرے لام پر پیش ہے۔ لتزول ہے جبکہ عام

قرآت میں پہلے لام پر زیر اور دوسرے لام پر زبر ہے یعنی لتذل ہے۔

حضرت جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نسر کا مطلب قبیلہ ذی الکلاع کا بہت ہے۔ یہ قبیلہ حمیر کی سرزمین میں رہتا تھا۔ ''یغوث'' نامی بت قبیلہ مذحج کا تھا اور ''یعوق'' نامی بت قبیلہ ہمدان کا تھا۔ یہ تمام بت قوم نوح کے بزرگوں کی صورت پر بنائے گئے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا ٥ (پارہ29،سورۃ نوح آیت:23)

نہ چھوڑ و یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

تتمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور سید المبارکین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے شب معراج میں آسمان دنیا پر لے جایا گیا تو میں ''جنت عدن'' میں داخل ہوا میرے ہاتھ میں ایک سیب گرا، جب میں نے اس سیب کو اپنی ہتھیلی پر رکھا تو وہ ایک ایسی خوبصورت حور میں تبدیل ہو گیا جس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اس حور کی آنکھوں کی پتلیاں گدھ کے اگلے بازوؤں کی طرح تھیں، میں نے اس سے کہا تو کس کے لئے ہے؟ اس حور نے کہا کہ میں آپ کے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے ہوں۔

حکم: گدھ کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ گندا پرندہ ہے گندگی اس کی غذا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (فلاں گدھ سے بھی زیادہ لمبی عمر والا ہے) اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں (گدھ کے لئے ہیشگی ہے) ''لبد'' لقمان بن عاد کے دور کا آخری گدھ تھا۔ لقمان بن عاد اصغر کو ان کی قوم (قوم عاد) نے مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں۔ قوم عاد کا مطلب وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔ جب یہ لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو معاویہ بن بکر کے ہاں قیام کیا۔ ان کا گھر حرم کے باہر مکہ مکرمہ کی آبادی کے کنارے پر تھا۔ انہوں نے ان کا اکرام کیا۔ کیونکہ قوم عاد سے معاویہ بن بکر کا ماموں کا سسرالی رشتہ تھا۔ قوم عاد کے لوگ ایک مہینہ تک معاویہ بن بکر کے ہاں رہے۔ جب معاویہ بن بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ لوگ یہاں زیادہ دیر تک رہنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کی قوم نے انہیں اس لئے بھیجا ہے تا کہ یہ ان پر آنے والی مصیبت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں تو حضرت معاویہ بن بکر نے اس پر ناگوار کا اظہار کیا اور سوچا کہ میرے ماموں اور سسرال تباہ ہو جائیں گے اور یہ لوگ یہیں ٹھہرے رہیں گے۔ یہ میرے مہمان بھی ہیں۔ اب میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ معاویہ بن بکر نے اپنی دو کنیزوں سے اس معاملہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا ہمیں ایسا شعر لکھ دیجئے جس کے کہنے والے کا کسی کو علم نہ ہو۔ اور ان اشعار میں ان لوگوں کو وہ کام یاد دلایئے جس کے لئے وہ یہاں آئے ہیں۔ شاید یہ بات ان کے لئے یہاں سے جانے کی وجہ بن جائے۔ معاویہ بن بکر نے اشعار کنیزوں کو لکھ کر دیئے، جب کنیزوں نے اشعار قوم عاد کے لوگوں کے سامنے پڑھے تو یہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ ہمیں ہماری قوم نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہاں بھیجا تھا۔ جس میں وہ مبتلا ہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس وقت حرم میں داخل ہو کر اپنی قوم کے لئے بارش طلب کریں۔ مرثد بن سعد جو حضرت ہود علیہ السلام پر خفیہ طور پر ایمان لا چکے تھے کہنے لگے کہ اللہ کی

قسم تمہاری دعا سے بارش نہیں مل سکتی یہاں تک کہ تم اپنے نبی کی اطاعت کرو (ان پر ایمان لے آؤ) اور اپنے رب کے طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اگر ایسا کر لو گے تو تمہیں سیراب کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد مرثد بن سعد نے اپنا ایمان ظاہر کر دیا اور ایک شعر پڑھا جس میں اس کے اسلام لانے کا ذکر تھا۔ قوم عاد کے لوگوں نے معاویہ بن بکر سے کہا کہ تم مرثد بن سعد کو ہمارے ساتھ جانے سے روک لو تا کہ یہ ہمارے ساتھ مکہ نہ جا سکیں کیونکہ اس نے حضرت ہود علیہ السلام کے دین کو اختیار کر لیا ہے اور ہمارے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ پھر یہ لوگ مکہ مکرمہ جانے کے لئے نکلے تا کہ بارش کے لئے دعا کر سکیں' تو جب یہ لوگ مکہ کی طرف مڑ گئے تو مرثد بن سعد' معاویہ کے گھر سے نکلے یہاں تک کہ ان لوگوں کے دعا مانگنے سے پہلے ان کے پاس پہنچ گئے۔ جب مرثد بن سعد حرم مکہ میں قوم عاد کے پاس گئے تو وہ لوگ دعا کرنے لگے۔ مرثد بن سعد کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ دعا قبول فرما اور قوم عاد کا وفد جس چیز کا سوال کر رہا ہے۔ اس میں مجھے شامل نہ کرنا۔ چنانچہ قیل بن عنز قوم جو عاد کے وفد کا سردار تھا۔ قوم عاد کے وفد نے یہ دعا مانگی "اے اللہ قیل کی دعا قبول فرما اور اس کی دعا سے ہمیں بھی حصہ عطا فرما' قیل نے یہ دعا کی "اے ہمارے معبود "اگر حضرت ہود علیہ السلام" سچے ہیں۔ تو ہمیں سیراب کر دے کیونکہ قحط سالی نے ہمیں ہلاک کر دیا ہے"۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تین بادل سفید' سرخ اور سیاہ' بھیجے۔ پھر ایک منادی کرنے والے نے بادلوں نے پیچھے سے آواز دی۔ اے قیل اپنے اور اپنی قوم کے لئے ان بادلوں میں سے بادل چن لے۔ قیل نے کہا میں نے سیاہ بادل کو چن لیا ہے کیونکہ اس میں پانی زیادہ ہوتا ہے۔ منادی کرنے والے نے آواز دی کہ تو نے خاک اور راکھ کو منتخب کیا ہے۔ اب قوم عاد میں سے کوئی ایک بھی نہیں بچے گا' یہاں تک کہ اللہ نے سیاہ بادلوں کو جسے قیل نے چنا تھا۔ چلایا اور وہ عذاب جو اس بادل میں تھا ایک وادی کی طرف سے جسے "المغیث" کہا جاتا تھا قوم کے سامنے آیا۔ جب قوم عاد نے بادل کو دیکھا تو خوش ہو کر کہنے لگے کہ بادل ہمارے لئے بارش برسائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ یہ ہوا ہے جس میں تمہارے لئے عذاب ہے جس کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو۔ قوم عاد میں سے سب سے پہلے ایک عورت جسے "مہدد" کہا جاتا تھا اس نے ہلاک ہونے والی ہوا کو دیکھا' جب اس عورت نے ظاہر طور پر اس مہلک ہوا کو دیکھا تو وہ چلائی پھر بے ہوش ہو گئی۔ جب اسے افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تو نے کیا دیکھا ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے آگ سے شعلوں کی طرح ایک ہوا دیکھی جس کے آگے کچھ آدمی ہیں جو اسے کھینچ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر (قوم عاد) اس ہوا کو سات رات اور سات دن تک مسلط کر دیا۔ اس آگ نے قوم عاد کو ہلاک کر دیا' یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں رہا۔

چنانچہ حضرت ہود علیہ السلام اور مومنین قوم عاد سے الگ ہو کر ایک پناہ گاہ میں چلے گئے۔ پس ہوا کا گزر ان لوگوں پر ہوتا تو وہ نرم ہو جاتی جس کی وجہ سے طبیعت خوشگوار ہو جاتی تھی لیکن قوم عاد پر یہ ہوا بہت تیز چلتی تھی اور ان کو زمین و آسمان کے درمیان لے جا کر پہاڑوں پر پھینک دیتی تھی۔ جس سے ان کے دماغ بکھر جاتے تھے۔ اور جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے تھے' یہاں تک کہ پوری قوم ہلاک ہو گی جب قوم عاد ہلاک ہو گئی تو لقمان بن عاد کو اختیار دیا گیا کہ چاہو تو خاکستری رنگ کی ہرنوں سے زیادہ دودھ دینے والی سات گایوں کی عمر کے برابر تمہیں عمر دے دی جائے یا سات گدھوں کی عمر اس طرح کہ جب ایک گدھ مر

جائے تو دوسرا اس کا جانشین ہو جائے۔ لقمان بن عاد نے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے لمبی عمر کی دعا مانگی تھی۔ اس نے گدھوں کو اختیار کر لیا۔ لقمان بن عاد انڈے سے نکلنے والے چوزے (گدھ کے بچے) کو پالتا یہاں تک کہ وہ گدھ اسی برس تک زندہ رہتا اسی طرح سات گدھ جیتے رہے۔ ساتویں گدھ کا نام "لبد" تھا جب لبد بوڑھا ہو گیا اور اڑنے کے قابل نہ رہا تو لقمان اس گدھ سے کہتا تھا اے لبد! اٹھ، وہ اٹھ جاتا تھا۔ جب لبد ہلاک ہو گیا تو لقمان بن عاد کی موت ہو گئی۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو قوم عاد پر ریت کے تودے برسانے کا حکم دیا' جب ہوا نے قوم عاد پر ریت کے تودے برسائے تو قوم عاد کے لوگ سات رات اور آٹھ دن تک ریت کے ان تودوں کے نیچے دبے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا تو ہوا نے ان پر سے ریت کے تودوں کو ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف ایک سیاہ پرندہ بھیجا' وہ پرندہ ان کو اٹھا اٹھا کر سمندر میں ڈالتا جاتا یہاں تک کہ پوری قوم کو اس پرندہ نے سمندر میں غرق کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر حضر موت کے مقام "کثیب احمر" میں ہے' عبدالرحمٰن بن سابط کہتے ہیں کہ رکن حطیم اور زمزم کے قریب ننانوے انبیاء کرام کی قبریں ہیں۔ ان میں حضرت ہود علیہ السلام' حضرت شعیب علیہ السلام' حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

خواص: اگر گدھ کا دل بھیڑیئے کی جلد میں رکھ کر کسی آدمی کی گردن میں لٹکایا جائے تو وہ لوگوں کا محبوب بن جائے گا اور لوگوں پر اس کا ڈر رہے گا۔ اگر وہی شخص بادشاہ کے پاس کسی حاجت سے جائے گا تو حاجت پوری ہو جائے گی اور اس کو درندہ تکلیف نہیں دے گا۔ اگر گدھ کا پر کسی ایسی عورت کے نیچے رکھ دیا جائے جو دردزہ میں ہو تو ولادت میں آسانی ہو جائے گی اور بچہ جلد پیدا ہو جائے گا۔ اگر گدھ کی سب سے بڑی ہڈی ایسا شخص اپنے گلے میں پہن لے جو بادشاہوں اور آقاؤں کے زیر تسلط (غلام) ہے تو وہ ان کے غضب سے محفوظ رہے گا اور ان کے یہاں محبوب ہو جائے گا۔ اگر گدھ کے بائیں ران کی ہڈی ایسا شخص پہن لے جو بہت دیر سے اسہال کے مرض میں ہو تو وہ شفایاب ہو جائے گا اگر گدھ کے پاؤں کے پٹھے اور بائیں حصہ کے لئے بائیں پاؤں کا پٹھا استعمال کیا جائے اور اسی طرح اگر کسی نے گھر میں گدھ کے پر سے دھونی دی جائے تو وہاں سے تمام کیڑے مکوڑے بھاگ جائیں گے اور اگر گدھ کا کلیجہ جلا کر پی لیا جائے تو قوت باہ میں اضافہ ہوگا۔ اگر گدھ کے انڈوں کو لے کر آپس میں ایک دوسرے پر ماریں اور ٹوٹ جانے پر ان کو آپس میں ملا دیں اور پھر اس مواد کو تین دن تک آلہ تناسل پر ملا جائے تو عجیب وغریب قوت حاصل ہوگی۔ اگر گدھ کا پتا ٹھنڈے پانی میں ملا کر آنکھوں میں سات مرتبہ سرمہ کے طور پر لگایا جائے اور آنکھوں کے ارد گرد مل دیا جائے تو آنکھوں سے بہنے والے پانی کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اگر گدھ کی چونچ کا اوپر والا حصہ کپڑے میں لپیٹ کر کسی انسان کی گردن میں لٹکا دیا جائے تو سانپ' بچھو وغیرہ اس کے قریب نہیں آئیں گے۔

تعبیر: گدھ کو خواب میں دیکھنا بادشاہ پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ گدھ اس سے جھگڑا کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ بادشاہ اس سے ناراض ہو جائے گا اور اس پر کسی ظالم کو مسلط کر دے گا۔ یہ تعبیر اس لئے دی جاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے گدھ کو دوسرے پرندوں پر مسلط کر دیا تھا۔ پرندے گدھ سے ڈرتے رہتے تھے۔ جو شخص خواب

میں دیکھے کہ وہ کسی مطیع گدھ کا مالک بن گیا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بہت بڑا ملک حاصل ہوگا۔لیکن اگر اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ فرمانبردار گدھ کا مالک بنا اور گدھ اڑ گیا اس حال میں کہ وہ اس سے ڈرتا بھی نہیں تھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے آدمی کا معاملہ خراب ہو جائے گا اور وہ ظالم بادشاہ بن جائے گا۔جو شخص خواب میں گدھ کا بچہ پائے تو اس کے ہاں ایسے بچے کی پیدائش ہوگی جو بڑا اور باوقار آدمی بنے گا۔اگر دن میں یہی خواب دیکھے تو خواب دیکھنے والا بیمار ہو جائے گا۔اگر خواب میں اس شخص نے گدھ کے بچے کو نوچ دیا تو اس کی تعبیر اس کے مرض کی طوالت سے دی جائے گی۔خواب میں ذبح کئے ہوئے گدھ کو دیکھنا بادشاہ کی موت پر دلالت کرتا ہے۔اگر کوئی حاملہ عورت گدھ کو خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر دودھ پلانے والی عورتوں اور دائیوں سے دی جائے گی۔ یہودیوں نے کہا کہ گدھ کو خواب میں دیکھنا انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے دی جائے گی۔ابراہیم الکرمانی نے کہا ہے کہ خواب میں گدھ کے دیکھنے کی تعبیر بہت بڑے بادشاہ سے دی جاتی ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گدھ کی شکل کا ایک پرندہ بنایا ہے جو پرندوں کو رزق فراہم کرنے پر مقرر ہے۔ جاماسب نے کہا ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھے یا گدھ کی آواز سنے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا شخص کسی سے جھگڑا کرے گا۔ابن المقری نے کہا ہے کہ جو شخص خواب میں گدھ کا مالک بن جائے یا اس پر غلبہ پالے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے عزت وبادشاہت حاصل ہوگی اور دشمنوں پر فتح حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اسے لمبی عمر حاصل ہوگی سو اگر خواب میں دیکھنے والا محنت ومشقت کرنے والا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ لوگوں سے الگ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرے گا اور تنہا زندگی گزارے گا اور کسی کے پاس نہیں جائے گا۔اگر خواب دیکھنے والا بادشاہ ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا اور کبھی ان سے مصلحت کر کے ان کے شر اور مکر وفریب سے محفوظ رہے گا اور ان کے اموال واسلحہ سے نفع اٹھائے گا۔اگر خواب دیکھنے والا عام آدمی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنے شایان شان مرتبہ حاصل کرے گا یا اسے مال ملے گا اور دشمنوں پر غلبہ حاصل کرے گا۔بعض اوقات گدھ کو خواب میں دیکھنا بدعت وگمراہی پر دلالت کرتا ہے۔

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا ۝ وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ (پارہ:29 سورۃ نوح آیت:23)

نہ چھوڑو یغوث اور یعوق اور نسر کو اور بے شک انہوں نے بہتوں کو بہکایا۔

مادہ گدھ کو خواب میں دیکھنا زنا کار عورت اور ولد الزنا پر دلالت کرتا ہے بعض اوقات گدھ کو خواب میں دیکھنے سے اس کی تعبیر موت سے بھی دی جاتی ہے۔واللہ اعلم

النساف

"النساف"(نون کے فتحہ اور سین مشدد کے ساتھ)ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جس کی چونچ بڑی ہوتی ہے۔

النسناس

''النسناس'' محکم میں ذکر ہے کہ اس کا مطلب انسانوں کی شکل کی طرح کی ایک مخلوق ہے جو انہیں کی نسل سے ہے۔ صحاح میں ہے اس کا مطلب ایسی مخلوق ہے جو ایک پاؤں پر اچھل اچھل کر چلتی ہے۔ مسعودی نے ''مروج الذہب'' میں لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا حیوان ہے جس کی شکل وصورت انسان کی طرح ہوتی ہے اس جانور کی صرف ایک آنکھ ہوتی ہے یہ جانور پانی سے نکلتا ہے اور گفتگو بھی کرتا ہے۔ اگر یہ جانور انسان پر غلبہ پالے تو اسے قتل کر دیتا ہے۔ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاشکال'' میں لکھا ہے کہ یہ ایک مستقل امت ہے جن میں سے ہر ایک کو انسان کا آدھا جسم' آدھا سر' ایک آنکھ' ایک ہاتھ' ایک پاؤں ملا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ایک انسان کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا ہو۔ اس قسم کی مخلوق دریائے چین کے جزیروں میں پائی جاتی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ ''النسناس'' کو کھاتے ہیں اور یہ ایک ایسی مخلوق ہے جن میں سے ہر ایک کے لئے ایک ہاتھ' ایک پاؤں' آدھا سر' اور آدھا جسم ہوتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مخلوق کا تعلق ''ارم بن سام'' کی نسل سے ہے۔ اس مخلوق میں عقل نہیں ہوتی یہ مخلوق بحر ہند کے ساحل کے نزدیک مکانوں میں رہتی ہے اہل عرب اس مخلوق کا شکار کرتے ہیں اور ان کو کھاتے ہیں۔ یہ مخلوق عربی زبان میں گفتگو کرتی ہے اور اپنی نسل بھی بڑھاتی ہے اور اہل عرب کی طرح اپنی نسل کے نام رکھتی ہے یہ مخلوق اشعار بھی کہتی ہے ''تاریخ الصناء'' میں ذکر ہے کہ ایک تاجر آدمی سفر کرتے ہوئے ''نسناس'' قوم کے ملک (رہنے کی جگہ) میں پہنچا۔ اس نے ان کو دیکھا کہ وہ ایک پاؤں پر اچھل اچھل کر چل رہے ہیں اور درختوں پر چڑھ رہے ہیں اور کتوں سے بھاگ رہے ہیں کہ کہیں وہ کتے انہیں پکڑ نہ لیں۔

ابونعیم نے ''الحلیۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انسان ختم ہو گئے اور ''نسناس'' باقی رہ گئے۔ آپ سے کہا گیا۔ نسناس کیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ ایسی مخلوق ہے جو انسانوں کی طرح ہے پر انسان نہیں ہے۔ (رواہ ابونعیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت مروی ہے کہ ''المجالسۃ للدنیوری'' میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ابھی اسی روایت کی طرح نقل کیا گیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''النسناس'' کا مطلب یاجوج ماجوج ہے یہ بھی کہا ہے کہ ''النسناس'' ایسی مخلوق ہے جو کچھ چیزوں میں انسانوں کی طرح ہے لیکن کچھ چیزوں میں انسان سے مختلف ہے اور یہ بنی آدم (انسانی نسل) میں سے نہیں ہے۔ اس کے بارے میں ایک حدیث میں ہے کہ قوم عاد کے ایک قبیلہ نے اپنی نبی کی نافرمانی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکلوں کو تبدیل کر کے ''النسناس'' بنا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں ہے یہ پرندوں کی طرح دانہ وغیرہ چگتے ہیں اور چوپاؤں کی طرح چرتے ہیں۔

حکم: قاضی ابوطیب اور شیخ ابوحامد نے فرمایا ہے کہ ''النسناس'' کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ انسانوں کی طرح ہے اسی طرح شیخ محب الدین طبری نے ''شرح التنبیہ'' میں لکھا ہے کہ وہ جانور جس کو عام لوگ ''النسناس'' کے نام سے پکارتے

ہیں بندر کی ایک قسم ہے۔ جو پانی میں نہیں رہتا۔

سو اس جانور کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ خلقت' عادات' ہوشیاری اور عقلمندی میں بندر کی طرح ہوتا ہے۔ رہا حیوان بحری تو اس کی حلت وحرمت کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہ دوسری مچھلی کی طرح حلال ہے۔ اس قول کو رویانی اور دوسرے اہل علم نے اختیار کیا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جانور حرام ہے۔ شیخ ابو حامد اور قاضی ابوطیب نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ان دونوں کے نزدیک یہ جانور مچھلی کے علاوہ سب جانوروں سے مستثنیٰ ہے۔ اختلاف میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ اگر ہم کہیں کہ مچھلی کے علاوہ پانی کے سب جانور حرام ہیں تو پھر "النسناس" بھی حرام ہوگا اگر ہم کہیں کہ پانی کے تمام جانور مچھلی کی طرح حلال ہیں تو پھر "النسناس" کی حلت وحرمت میں دو صورتیں ہوں گی۔ پہلی صورت یہ ہوگی کہ "النسناس" حرام ہے جس طرح مینڈک' کیکڑا' مگرمچھ حرام ہیں۔ دوسری صورت یہ ہوگی کہ "النسناس" حلال ہے جس طرح پانی کا کتا اور پانی کا انسان حلال ہے۔ یہ بات حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے زیادہ قریب ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "النسناس" وحشی چوپایہ ہے جس کا شکار کیا جاتا ہے اور کھایا جاتا ہے اور یہ انسان کی طرح ہوتا ہے۔ اس جانور کے لئے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں ہوتا ہے اور یہ انسان کی طرح گفتگو کرتا ہے۔ یہ قول کہ اس کا شکار بھی کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ جس طرح پہلے دینوری نے ابی اسحٰق کی روایت نقل کی ہے کہ "النسناس" کا شکار بھی کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ میدانی نے بھی اس طرح نقل کی ہے۔ یہ اقوال اس بات کا ثبوت ہیں کہ "النسناس" حلال ہے۔

تعبیر: النسناس کو خواب میں دیکھنا ایسے شخص پر دلالت کرتا ہے جو کم عقل ہے اور خودکشی کرنے والا ہے اور وہ ایسا کام کرے گا جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا۔ (واللہ اعلم)

النسنوس

"النسنوس" اس کا مطلب ایسا پرندہ ہے جو پہاڑوں پر رہتا ہے اور اس کا سر بڑا ہوتا ہے۔

النعاب

"النعاب" فتویٰ ابن صلاح میں ذکر ہے کہ اس کا مطلب "اللقلق" (کوا) ہے۔

حکم: صحیح قول کے مطابق کوے کا کھانا حرام ہے جس طرح اس کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے۔ دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے "المجالسۃ" کے دسویں حصہ کے شروع میں خوص ابن حکیم سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام دعا کرتے وقت فرمایا کرتے تھے (اے کوے کو اس کے گھونسلے میں رزق پہنچانے والے)۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ کوا جب اپنے انڈوں کو سینے کے بعد توڑتا ہے تو اس سے سفید بچے نکلتے ہیں' جب کوا ان کو اس حالت میں دیکھتا ہے تو ان سے نفرت کرنے لگتا ہے اور ان سے الگ ہو جاتا ہے سو یہ بچے اپنا منہ کھول کر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایک مکھی بھیجتا ہے جو ان کے پیٹ میں داخل ہو جاتی ہے۔ یہی مکھی ان بچوں کی غذا بن جاتی ہے اور برابر اسی طرح ان کو غذا ملتی رہتی ہے' یہاں تک کہ

بچوں کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ جب بچوں کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے تو کوا ان کے پاس لوٹ آتا ہے اور انہیں غذا پہنچاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ مکھی کو اٹھا لیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس شخص کی محبت کا بھی سوال کرتا ہوں اور اس عمل کا بھی سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ اپنی محبت کو میرے لئے میری جان' میرے اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے''۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور اکرم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ''اے اللہ میرے بیٹے سلمان کے ساتھ بھی اسی طرح معاملہ فرما جس طرح کا معاملہ تو نے میرے ساتھ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ اے داؤد! اپنے بیٹے سے کہہ دو کہ وہ میرے لئے اسی طرح بن جائے جس طرح تم میرے لئے ہو۔ پھر میں بھی اس کے ساتھ وہی معاملہ کروں گا جو تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صبح نماز فجر پڑھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اپنے حجرے سے باہر تشریف نہیں لائے۔ یہاں تک کہ قریب تھا ہم سورج کو طلوع ہوتا دیکھ لیتے۔ حضور پرنور' شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ نماز کے لئے اقامت کہی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر نماز پڑھائی' جب حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو بلند آواز سے ہمیں پکارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو۔ پھر حضور محسن کائنات' صاحب جود و نوال صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ حضور شفیع المذنبین' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وہ بات بتانا چاہتا ہوں جس نے صبح مجھے آنے سے روک لیا تھا۔ (وہ قصہ یہ ہے) ''میں رات کو جاگا' میں نے وضو کیا اور جتنا مقدر میں تھا نماز پڑھی پھر مجھے نیند آنے لگی اور میں سو گیا۔ اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نہایت حسین و جمیل صورت میں میرے سامنے ہیں اور وہ فرما رہے ہیں: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے عرض کیا پروردگار میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ملاء الاعلیٰ'' کس معاملے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کفارات اور درجات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضور اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب ''ملاء الاعلیٰ'' کفارات و درجات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جماعت میں شرکت کی غرض سے پاؤں سے چل کر جانا (فرض) نمازوں

کے بعد مسجد میں بیٹھنا ناگواریوں کے باجود اچھی طرح وضو کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے بعد "ملاء الاعلی" کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کھانا کھلانے، نرم گفتگو کرنے، رات کو نماز پڑھنے (کے ثواب کے سلسلہ میں) جبکہ ساری مخلوق سو رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! سوال کیجئے؟ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "اے اللہ میں تجھ سے بھلائیاں کرنے اور برائیاں چھوڑنے کی توفیق طلب کرتا ہوں (اور اس بات کی توفیق طلب کرتا ہوں کہ) میں مسکینوں سے محبت کروں اور اس بات کا سوال کرتا ہوں) تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو اس سے پہلے مجھے اپنے پاس بلا لے (اے اللہ) میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے چاہنے والوں کی محبت اور تیری محبت سے قریب کرنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں"۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (خواب) حق (سچا) ہے۔ تم اسے پڑھو اور یاد کرلو۔ امام عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ (رواہ الترمذی)

النعام

"النعام" اس کا مطلب ایک معروف پرندہ شتر مرغ ہے۔ مذکر و مؤنث کیلئے دونوں کے لئے "النعام" کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع "نعامات" آتی ہے اس کی کنیت "ام البیض اور ام ثلاثین" آتی ہے شتر مرغ کے پورے گروہ کے لئے "بنات الھیق" اور "بنات الظلیم" کے الفظ استعمال ہوتے ہیں۔ جاحظ نے کہا ہے کہ اہل فارس (ایرانی) اس پرندے کو "اشتر مرغ" کہتے ہیں۔ جس کا مطلب "اونٹ اور پرندہ" ہے۔

اہل عرب شتر مرغ کے پاؤں کو اونٹ کی طرح (حنف) ٹاپ کہتے ہیں۔ جس طرح اونٹنی کو اہل عرب "قلوص" کہتے ہیں اسی طرح شتر مرغ کی مادہ کو بھی "قلوص" کہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ کیونکہ شتر مرغ، اونٹنی کی طرح ہوتے ہیں۔ بعض اہل عرب کا خیال ہے کہ شتر مرغ اللہ تعالیٰ کے یہاں سینگ مانگنے کے لئے گیا تو فرشتوں نے شتر مرغ کے کان بھی کاٹ لئے۔ اس لئے شتر مرغ کو (مظلوم) کہا جاتا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ رائے فاسد اعتقاد کی وجہ سے قائم ہوئی ہے۔ کیونکہ شتر مرغ کے پیدائشی طور پر کان ہی نہیں تھے بلکہ وہ بہرا ہوتا ہے لیکن دور ہی سے شکاری کا پتا لگا لیتا ہے اور جہاں بھی سن کر کسی چیز کا پتا لگانے کی ضرورت ہو وہاں یہ اپنی ناک سے کام لیتا ہے۔

متکلمین کے نزدیک شتر مرغ کی طبیعت حیوانات کی سی ہے۔ پرندوں کی سی نہیں ہے۔ اگرچہ شتر مرغ انڈے دیتا ہے اور اس کے بازو اور پر بھی ہوتے ہیں جس طرح متکلمین نے چمگادڑ کو پرندوں میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ چمگادڑ گابھن ہو کر بچے بھی دیتی ہے اور اس کے کان بھی باہر کی طرف نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کے پر نہیں ہوتے۔ پھر بھی اڑتی ہے۔ اس لئے چمگادڑ کو پرندوں میں شمار کیا گیا ہے۔ چمگادڑ کو پرندوں میں اس لئے شمار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ

"میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے

حکم سے پرندہ بن جاتا ہے"۔(سورۂ آل عمران آیت:49)

اس پرندے کا مطلب چمگادڑ ہے۔

اسی طرح مرغی کو بھی پرندوں میں شمار کیا جاتا ہے۔حالانکہ مرغی پرواز نہیں کرتی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ پرندہ (شتر مرغ) اونٹ اور مرغی کی مخلوط نسل ہے۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔

شتر مرغ کے بارے میں عجیب وغریب بات یہ بھی ہے کہ جب یہ انڈے دیتا ہے تو وہ اتنے لمبے اور باریک ہوتے ہیں کہ اگر اس انڈے پر کوئی دھاگہ پھیلا دیا جائے تو دونوں ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور آپ کو ایک انڈا دوسرے سے الگ نظر نہیں آ سکتا کیونکہ انڈا دھاگے کی طرح باریک ہوتا ہے۔شتر مرغ کا جسم بیک وقت کئی انڈوں کو نہیں ڈھک سکتا اس لئے یہ ہر انڈا باری باری سیتا ہے۔جب شتر مرغ اپنے انڈے کو چھوڑ کر کھانے کی تلاش میں نکلتا ہے تو اپنے انڈے کو بھول جاتا ہے اور اگر اسے کسی دوسرے شتر مرغ کا انڈا مل جائے تو اسی کو سینے لگتا ہے۔اس خیال سے کہیں اس کو چھوڑ کر چلا جائے تو کوئی اس کا شکار نہ کر لے۔

شتر مرغ کی حماقت ضرب المثل ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شتر مرغ اپنے انڈوں کو تین حصوں میں تقسیم کر لیتا ہے۔ان میں سے کچھ انڈوں کو سیتا ہے اور کچھ کی زردی کھا لیتا ہے اور کچھ انڈوں کو چھوڑ دیتا ہے اور پھر انہیں ہوا میں چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ ان انڈوں میں سڑنے کے بعد کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔یہ کیڑے شتر مرغ کے بچوں کے لئے غذا کا کام دیتے ہیں۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پاس گندم کے کچھ دانے لے کر آئے اور فرمایا یہ آپ اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کا رزق ہے۔ کھڑے ہو جایئے اور زمین جوتئے اور اس میں یہ دانے بو دیجئے۔حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ تک گندم کا دانہ اتنا بڑا تھا کہ وہ شتر مرغ کا انڈا ہو جب لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا تو گندم کا دانہ کم ہو کر مرغی کے انڈے کے برابر ہو گیا۔پھر کم ہو کر کبوتر کے انڈے کے برابر ہو گیا۔پھر عزیز مصر کے زمانے میں "بندقة" (ایک قسم کا درخت جس کا پھل چنے سے ذرا بڑا ہوتا ہے) کے برابر ہو گیا۔

ابن خالویہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی حیوان ایسا نہیں ہے جو نہ سنتا ہو اور نہ کبھی پانی پیتا ہو مگر شتر مرغ ایسا حیوان ہے کہ جو نہ تو سنتا ہے اور نہ پانی پیتا ہے۔

شتر مرغ کی ہڈیوں میں گودا نہیں ہوتا۔اگر شتر مرغ کا ایک پاؤں زخمی ہو جائے تو دوسرے پاؤں سے بھی یہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔گو وہ بھی پانی نہیں پیتا لیکن اس میں سننے کی قوت ہوتی ہے۔شتر مرغ کی حماقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب یہ شتر مرغ شکاری کو دیکھتا ہے تو اپنا سر ریت کے تودے میں داخل کر لیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو شکاری سے چھپا لیا ہے۔شکاری آسانی سے اس کا شکار کر لیتا ہے۔شتر مرغ پانی کو ترک کر دینے میں بے پناہ قوت صبر رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر تیز ہوا چل پڑے تو ہوا کے مخالف سمت میں بڑی تیزی کے ساتھ دوڑتا ہے۔شتر مرغ ہڈی، کنکر، پتھر اور لوہا وغیرہ

نگل جاتا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس کے معدہ میں جا کر پانی ہو جاتی ہیں' یہاں تک کہ لوہا بھی پگھل جاتا ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ شتر مرغ کے پیٹ میں پتھر پگھل جاتا ہے اور یہ اس کے پیٹ کی شدت وحرارت کی وجہ سے ہے تو اس نے خطا کھائی۔ اگر محض شتر مرغ کے پیٹ کی حرارت سے پتھر وغیرہ پگھل جاتا ہو تو ہانڈی میں پتھر رکھ کر پکانے سے گل جانا چاہیے حالانکہ اگر پتھر کو کئی دن بھی پکایا جائے تو پتھر ہانڈی میں نہیں گل سکتا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حرارت کے ساتھ کوئی دوسری طبعی چیز بھی شتر مرغ میں موجود ہے۔ جو پتھر وغیرہ کو اس کے معدہ میں گلا دیتی ہے۔ جس طرح کتے اور بھیڑیے کے معدہ میں ہڈی گل جاتی ہے لیکن کھجور کی گٹھلی نہیں گلتی اور جس طرح اونٹ کانٹے دار درخت کے پتے اور کانٹے کھالیتا ہے چاہے کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں لیکن اگر اونٹ جو کھالے تو لید کرتے ہی جو صحیح وسالم نکال دیتا ہے کیونکہ اونٹ کا معدہ جو کو ہضم نہیں کرتا۔ جب شتر مرغ کسی چھوٹے بچے کے کان میں کوئی سوتی یا بالی لٹکی ہوئی دیکھ لیتا ہے تو اسے اچک کر نگل جاتا ہے اس طرح شتر مرغ آگ کے انگارے بھی نگل لیتا ہے۔ جب آگ کے انگارے اس کے معدہ میں جاتے ہیں تو ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ انگارے اس کے معدہ پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ شتر مرغ میں دو خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔

پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایسی چیز جو بطور غذا استعمال نہیں کی جاتی شتر مرغ اسے کھالیتا ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ایسی چیزوں کو شتر مرغ بلا تکلف کھالیتا ہے اور ہضم بھی کر لیتا ہے اور یہ بات ناممکن نہیں ہے کیونکہ سمندل (ایک قسم کا کیڑا جو آگ میں رہتا ہے) آگ ہی میں انڈے دیتا ہے اور بچے سیتا ہے۔ اگر اس کو آگ سے باہر نکال دیا جائے تو اس کی موت ہو جاتی ہے۔ جس طرح پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

حکم: شتر مرغ کا کھانا بالاجماع حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے شتر مرغ کی حلت کی دلیل یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فیصلہ کیا ہے کہ جب کوئی محرم یا غیر محرم شتر مرغ کو حرم میں قتل کر دے تو اس کے بدلے ایک اونٹ دینا پڑے گا۔ حضرت عثمان' حضرت ابن عباس' حضرت زید بن ثابت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح مروی ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو نقل کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل علم کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے اکثر اساتذہ کا بھی یہی قول ہے لیکن شتر مرغ کو اونٹ کی طرح قرار دینا شتر مرغ کے قتل پر اونٹ کا فدیہ لازم کرنا ہم نے قیاس سے ثابت کیا ہے۔ یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اہل علم کا شتر مرغ کے انڈے کو ضائع کر دینے کے بارے میں اختلاف ہے۔ اگر کوئی محرم حرم میں شتر مرغ کے انڈے کو ضائع کر دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

حضرت عمر' حضرت ابن مسعود' حضرت شعبی' حضرت نخعی' حضرت زہری' حضرت امام شافعی' حضرت امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہم اور جو دوسرے اصحاب رائے کے نزدیک اس صورت میں انڈا ضائع کرنے والے پر انڈے کی قیمت واجب ہوگی۔

حضرت ابوعبیدہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ایک دن کا روزہ یا ایک مسکین کو کھانا کھلانا واجب

ہے۔حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس صورت میں اونٹ کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا۔جس طرح آزاد عورت کے پیٹ کے بچہ کو مار ڈالنے سے ایک غلام یا لونڈی کا دینا واجب ہوتا ہے جس کی قیمت اصل دیت کے دسویں حصہ کے برابر ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ انڈا شکار کا ایک حصہ ہے جس کی جانوروں میں کوئی مثال نہیں ملتی سو ہم نے انڈے کی قیمت واجب کر دی ان تمام چیزوں کی طرح جن کو محرم ضائع کر دے اور اس کی طرح نہ مل سکے تو قیمت واجب ہوگی۔ نیز ابن ماجہ اور دار قطنی نے یہ روایت نقل کی ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شتر مرغ کے انڈے کے بارے میں جس کو محرم ضائع کر دے فرمایا کہ (محرم پر) انڈے کی قیمت واجب ہے''۔

تمام محدثین نے ابوالمہزم کو ضعیف قرار دیا ہے' یہاں تک کہ شعبہ نے کہا ہے کہ ابوالمہزم کو درہم دے دو تو یہ تمہیں ستر (70) حدیثیں سنائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور پرنور' شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے شتر مرغ کے انڈوں کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ ہر انڈے کے بدلے ایک دن کا روزہ واجب ہے۔امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ اس حدیث کو مستند نقل کرتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے مہذب میں ذکر ہے کہ انڈا شکار سے نکلا ہے جس سے اس قسم کا جانور پیدا ہوتا ہے کہ ضمان دینا ضروری ہے۔جس طرح کہ پرندے کے جوڑے کا ضمان ہوتا ہے۔اگر انڈا توڑ دیا تو اس انڈے کا کھانا محرم کے لئے حلال نہیں ہے۔البتہ غیر محرم کے لئے اس ٹوٹے ہوئے انڈے کو کھانے کے بارے میں دو قول ہیں لیکن صحیح قول یہ ہے کہ غیر محرم کے لئے ٹوٹے ہوئے انڈے کا کھانا حلال ہے کیونکہ ٹوٹے ہوئے انڈے میں روح نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کو ذبح کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔اگر غیر محرم شتر مرغ کے علاوہ کسی حلال پرندے کے انڈوں کو توڑ ڈالے تو اس پر ضمان نہیں ہوگا کیونکہ شتر مرغ کے انڈے کا خول فروخت کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے کسی پرندے کا انڈا بے قیمت ہوتا ہے۔

کتاب ''مناقب الشافعی رحمۃ اللہ علیہ'' میں ذکر ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اگر کسی آدمی کا شتر مرغ دوسرے آدمی کے موتی نگل جائے تو پھر وہ کیا کرے؟ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اسے کوئی حکم نہیں دیتا البتہ اگر موتی کا مالک عقلمند ہے تو وہ شتر مرغ کو ذبح کر کے اپنا موتی نکال لے۔پھر اس (موتی کے مالک) پر شتر مرغ کے زندہ اور ذبح ہونے کی حالت کے درمیان کی قیمت واجب ہوگی۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (فلاں شتر مرغ کی طرح ہے یہ پرندہ ہے نہ اونٹ) یہ مثال ایسے شخص کے لئے استعمال کی جاتی ہے جس میں نہ تو کوئی بھلائی ہو نہ ہی شر ہو۔

کسی طرح اہل عرب کہتے ہیں کہ (شتر مرغ سے زیادہ پیاسا) شتر مرغ پانی نہیں پیتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آخری حج کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کے ساتھ

حج کیا تھا ہم ایک وادی میں سے گزرے تو میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو اونٹ پر سوار تھا اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا

جزی الله خیراً من امام و بارکت	ید الله فی ذاك الادیم الممزق
فمن یسع او یرکب جناحی نعامة	لیدرك ما قدمت الامس یسبق
قضیت امورا ثم غادرت بعدھا	بوائق فی اکمامھا لم تفتق

''اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دے امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو اور ان کی کھال کو بھی جو خنجر سے پار ہو گئی ہے''۔

''جو شخص دوڑے یا شتر مرغ کے باوزوں پر سوار ہو کر چلے تا کہ وہ ان کاموں کو پالے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں ہوئے تو وہ پیچھے رہ جائے گا''۔

''آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں بڑے کاموں کا فیصلہ کیا پھر اپنے غلاموں میں ایسے مصائب چھوڑ دیئے جو ابھی تک حل نہیں ہو سکے''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس اونٹ پر سوار کو اس وقت کوئی بھی پہچان نہ سکا' ہم اس کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے کہ وہ جن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حج سے واپس ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ (یعنی ابو لؤلؤ نے زخمی کیا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔)

خواص: شتر مرغ کا پتا زہر قاتل ہے۔ شتر مرغ کی ہڈیوں کا گودا کھانے والا آدمی ''سل'' کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر شتر مرغ کا پاخانہ جلا دیا جائے اور اس کی راکھ کو تیل میں حل کر کے چہرے اور سر کے پھنسیوں پر مل دیا جائے تو تمام پھنسیاں ختم ہو جائیں گی۔ اگر شتر مرغ کے انڈے کا چھلکا سرکہ میں ڈال دیا جائے تو وہ سرکہ میں تیرتا رہے گا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہلتا رہے گا اگر کوئی شخص وہ لوہا جسے شتر مرغ نے کھا لیا ہو تو شتر مرغ کے پیٹ سے نکال کر چھری یا تلوار بنالے تو اس شخص کو کبھی کوئی کام سپرد نہیں کیا جائے گا اور کوئی بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا۔

تعبیر: شتر مرغ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر بدوی عورت سے دی جاتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ شتر مرغ کو خواب میں دیکھنا نعمت پر دلالت کرتا ہے۔ جو شخص خواب میں خود کو شتر مرغ پر اپنے آپ کو سوار دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ وہ ڈاک گھوڑے پر سوار ہو گا یعنی ڈاکیہ بنے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت خواب میں شتر مرغ پر خود کو سوار دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہو گی کہ وہ خصی آدمی سے شادی کرے گی۔ شتر مرغ کو خواب میں دیکھنا بہرے آدمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ شتر مرغ کبھی سن نہیں سکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شتر مرغ کو خواب میں دیکھنا موت پر دلالت کرتا ہے۔ بسا اوقات ایک شتر مرغ کو خواب میں دیکھنا ایک نعمت پر دو کو دو نعمتوں پر تین نعمتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ واللہ اعلم

النعثل

''النعثل'' (بروزن جعفر) اس کا مطلب نر بجو ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن آپ رضی اللہ عنہ کو ''نعثل'' کے

نام سے پکارتے تھے۔

النعجة

"النعجة" اس کا مطلب مادہ بھیڑ یا ہے اس کی جمع "نعاج اور نعجات" آتی ہے۔اس کے لقب کے لئے "ام الاموال اور ام ضروة" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ "النعجة" کا اطلاق مادہ ہرن اور نیل گائے پر بھی ہوتا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: حضور پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ "نعجة" (بھیڑ) گزری۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ جانور ہے جس میں اور جس کے بچوں میں برکت ہے"۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث انتہائی درجہ کی منکر ہے۔بعض اوقات "نعجة" کا لفظ عورت کے لقب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اب کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں۔بے شک یہ میرا بھائی۔(پارہ:23،سورۃ ص،آیت:23)

"التمهيد" میں نعجہ ہے کہ مبرد سے اللہ تعالیٰ کے قول "ان هذا اخى تسع وتسعون نعجة ولى نعجة واحدة" کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ تو فرشتے ہیں اور فرشتوں کے لئے بیویاں نہیں ہوتیں؟ مبرد نے کہا ہے کہ ہم تمہیں مدتوں سے یہ مثالوں میں سمجھاتے رہتے ہیں (زید کو عمرو نے مارا) سو کیا زید ہر وقت عمرو کو مارتا رہتا ہے بلکہ یہ مثال ہے اسی طرح اگر "نعجة" کا مطلب بیاری لیتے ہو تو وہ یہ مسئلہ بھی بطور مرض اور تقدیر کے ہے اگر بالفرض ایسا ہو کہ فلاں کے پاس ننانوے بیویاں ہیں اور میری ایک ہی بیوی ہو اور وہ اسے بھی مجھ سے لے لے تو کیا فیصلہ ہوگا؟ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کے بارے میں ایک حدیث منقول ہے۔حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک اعرابی آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حنین کے دن رش میں حضور پاک تاجدار رسالت شہنشاہ بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اس حال میں کہ میرے پاؤں میں موٹی چپل تھی۔میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک کچل دیا جس سے نبی پاک سیاحِ افلاک شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف محسوس ہوئی۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کوڑے سے مجھے ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا "بسم اللہ" تم نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

راوی کہتے ہیں میں پوری رات اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا کہ میں نے حضور مکی مدنی سرکار بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی اور میری رات کیسے گزری اللہ ہی کو اس کا علم ہے۔جب ہم نے صبح کی تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے فلاں کہاں ہے؟

راوی کہتے ہیں میں نے دل میں کہا اللہ کی قسم یہ وہی معاملہ ہے جو کل میرے ساتھ پیش آیا تھا۔راوی کہتے ہیں میں ڈرتے ہوئے آگے بڑھا۔حضور مکی مدنی سرکار سرکار ابد قرار ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بے شک تم نے کل اپنی چپل سے میرا پاؤں کچل دیا تھا جس سے مجھے تکلیف ہوئی تھی میں نے تمہیں کوڑے سے مارا تھا۔یہ اسی (80) بھیڑیں ہیں (کوڑے کے بدلے میں) تم انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ۔(مسند دارمی)

خواص: بھیڑ کے سینگ کو لے کر اس پر تین مرتبہ یہ آیت

"یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تود لو آن بینها وبینه امدًا بعیدًا" (پارہ:3، سورۃ ال عمران: آیت:30)

جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضری پائے گی اور جو برا کام کیا امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا۔

پڑھ کر دم کر دیا جائے اور پھر اس سینگ کو کسی سونے والی عورت کے سر کے نیچے رکھ دیا جائے اس حال میں کہ اس عورت کو اس کی خبر نہ ہو تو اس سے جو بھی بات پوچھی جائے گی وہ بتا دے گی اور اگر اسے اس بات کا پتا ہو تو وہ بات کو چھپا نہیں سکے گی۔

بھیڑ کا پتا جلا کر تیل میں ملا لیا جائے اور پھر اس کو بھوؤں پر لگایا جائے تو بھوؤں پر بہت زیادہ بال اگ جائیں گے اور ان کی سیاہی میں بھی اضافہ ہو جائے گا اگر بھیڑ کے دودھ سے کسی کاغذ پر تحریر لکھی جائے تو صاف ظاہر نہیں ہوں گے لیکن جب اس کاغذ کو پانی میں ڈال دیا جائے۔ تو اس کاغذ پر سفید تحریر ظاہر ہو جائے گی اگر کوئی عورت اپنی اندام نہانی میں بھیڑ کا بال رکھ دے تو اس کو حمل نہیں ٹھہر سکے گا۔ (واللہ اعلم)

تعبیر: خواب میں موٹی بھیڑ کو دیکھنا شریف اور مالدار عورت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عورتوں کو عربی میں "نعجة" بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ بھیڑ کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے کوئی عورت حاصل ہوگی۔ خواب میں بھیڑ کے بال اور اس کے دودھ کو دیکھنا مال پر دلالت کرتا ہے جو شخص خواب میں دیکھے کہ بھیڑ اس کے گھر میں داخل ہو گئی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس سال اسے بے پناہ نفع حاصل ہوگا۔ حاملہ بھیڑ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مال اور خوشحالی سے دی جاتی ہے۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس کی بھیڑ دنبہ بن گئی ہے تو اگر خواب دیکھنے والا شادی شدہ ہے۔ تو اس کی بیوی کبھی حاملہ نہیں ہوگی۔ نیز اس تعبیر پر مادہ جانور کی تعبیر قیاس کر لیں۔ خواب میں بہت ساری بھیڑوں کو دیکھنا نیک وصالح عورتوں کی طرف اشارہ ہے۔ بسا اوقات اس کی تعبیر رنج وغم سے دی جاتی ہے۔ نیز خواب میں بہت ساری بھیڑوں کو دیکھنا اس کی تعبیر بیویوں سے ہاتھ دھونے اور عہدہ سے معزول ہونے سے بھی دی جاتی ہے۔

النعبول

"النعبول" (نون کے پیش کے ساتھ) ابن درید اور دوسرے اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب ایک پرندہ ہے۔

النعرة

"النعرۃ" اس کا مطلب ایک موٹی چیونٹی ہے جس کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں اور اس کی دم کے پاس ڈنگ بھی ہوتا ہے جس سے وہ چارپایوں کو ڈستی ہے۔ بسا اوقات یہ چیونٹی گدھے کی ناک سے گھس کر دماغ کی طرف چڑھ جاتی ہے اور پھر گدھا اس کو وہاں سے نکال نہیں سکتا۔

حکم: اس چیونٹی کا کھانا حرام ہے۔

النعم

''النعم'' اہل لغت کے نزدیک اس کا مطلب اونٹ اور بکریاں ہیں خواہ وہ نر ہوں یا مادہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ

ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جوان کے پیٹ میں ہے۔ (پارہ:14، سورۃ النحل آیت:66)

اس کی جمع ''انعام'' ہے۔ اور جمع الجمع کے لئے ''اناعیم'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

فقہاء کے نزدیک ''النعم'' کا مطلب اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکریاں وغیرہ ہیں۔ ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ ''النعم'' کا لفظ صرف اونٹ کے لئے خاص ہے۔ نیز ''الانعام'' کا لفظ اونٹ، گائے، بھینس اور بکری و بھیڑ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے قول

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ○ (یٰسین آیت:71)

اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے ان کیلئے پیدا کیا تو یہ ان کے مالک ہیں۔

کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ''انعام'' کا مطلب اونٹ، گائے، بھینس، بکری، گھوڑی، خچر اور گدھا وغیرہ ہیں۔ مالکون کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے مطیع ہیں۔ یعنی تم ان کے مالک ہو اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری بدولت ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے حق میں یہ ''سرخ اونٹ'' سے بھی بہتر ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث علم سیکھنے اور سکھانے کی طرف دلالت کرتی ہے۔ نیز اس حدیث سے اہل علم کا مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی دین کی طرف رہنمائی کرنا جو دین کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ سرخ اونٹ کی قدر و قیمت سے اونٹ والے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا مقام و مرتبہ کتنا بلند ہوگا جن سے لوگوں کی کثیر تعداد ہدایت حاصل کرتی ہے۔

مویشیوں میں بہت سے فائدے میں مویشیوں میں کسی قسم کا ہتھیار خطرناک نہیں ہے جس طرح کے درندوں کے دانت، پنجے اور سانپ اور بچھوؤں کے زہریلے دانت اور ڈنگ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کے لئے ایسا کوئی ہتھیار پیدا نہیں کیا کیونکہ لوگوں کو مویشیوں کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مویشیوں میں بھوک، پیاس، تھکن برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کی ہے۔ نیز مویشیوں کو مستقل مزاج بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کو انسان کا مطیع بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ہم نے انہیں اس طرح اس کے بس میں کر دیا کہ ان میں سے کسی پر یہ سوار ہوتے ہیں کسی کا یہ گوشت کھاتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کے سینگوں کو ان کے لئے بطور ہتھیار بنایا تا کہ وہ ان کے ذریعے دشمنوں سے اپنی حفاظت کر سکیں۔ مویشیوں کی خوراک گھاس ہے اس لئے حکمت الٰہی کا تقاضا تھا کہ مویشیوں کے منہ کو کشادہ اور ان کے دانتوں کو تیز اور داڑھوں کو مضبوط بنایا جائے تا کہ وہ اس سے دانہ چارہ وغیرہ اچھی طرح چبا کر کھا سکیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کو انسانوں کے لئے بطور نعمت پیدا فرمایا اور اس نعمت کو شمار بھی کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ○ وَ لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○

اور نہیں، ان کے لئے نرم کر دیا تو کسی پر سوار رہتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں کئی طرح کے نفع اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر نہ کریں۔ (پارہ 23، سورۃ یٰسین آیت: 72،73)

زمانہ جاہلیت کے لوگ ان مویشیوں سے فائدہ حاصل کرنے کے راستوں کو بند کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی فکر کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ (پارہ 7، سورۃ المائدہ، آیت: 103)

اللہ نے مقرر نہیں کیا کان چرا ہوا اور نہ بجار (خوب تندرست اونٹنی) اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔

''البحیرۃ'' اونٹنی جب پانچ بچے جن دیتی ہے تو (زمانہ جاہلیت کے لوگ) اس کے کان کو پھاڑ دیتے تھے اور اس پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام سمجھتے تھے اس کے بعد نہ تو اس کا بال کاٹتے اور نہ اسے کہیں چرنے اور پانی پینے سے روکتے خواہ کہیں سے بھی کھائے پیئے۔

پھر اگر اس کا پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس اونٹنی کو ذبح کر دیتے اور تمام مرد اور عورتیں اس اونٹنی کا گوشت کھاتے اور اگر پانچواں بچہ مادہ ہوتو اس اونٹنی کا کان پھاڑ کر اسے چھوڑ دیتے اور عورتوں پر اس کا دودھ اور اس سے کسی بھی طرح کا فائدہ اٹھانا حرام قرار دیا جاتا اور اس اونٹنی سے صرف مرد ہی فائدہ حاصل کر سکتے تھے لیکن جب وہ اونٹنی مر جاتی تو پھر تمام عورتوں کے لئے حلال ہو جاتی تھی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ (بحیرۃ کا مطلب یہ ہے کہ) جب اونٹنی مسلسل بارہ مادہ بچے دیتی تو زمانہ جاہلیت کے لوگ اسے چھوڑ دیتے سو نہ تو اس پر کوئی سوار ہوتا اور نہ ہی اس کے بال کاٹتے تھے اور مہمان کے علاوہ کوئی فرد اس اونٹنی کا دودھ بھی نہیں پی سکتا تھا۔ پھر وہ اونٹنی مادہ بچہ جنتی تو اس اونٹنی کے بچہ کا کان پھاڑ کر اسے بھی اس کی ماں کے ساتھ اونٹوں میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ نہ تو اس پر کوئی سوار ہوتا تھا نہ ہی اس کے بال کاٹتا اور نہ ہی مہمان کے سوا کوئی اس کا دودھ استعمال کر سکتا تھا۔ اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جاتا تھا جو اس کی ماں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اس کی تفسیر کے مطابق ''بحیرۃ'' سائبہ (آزاد چھوڑی ہوئی اونٹنی) کی مادہ اولاد ہوئی۔ ''السائبہ اس کا مطلب وہ اونٹنی ہے جسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ دور جاہلیت کا کوئی شخص جب بیمار ہو جاتا یا اس کا کوئی رشتہ دار کہیں غائب ہو جاتا تو وہ نذر مانتا کہ اگر مجھے اللہ نے شفا دے دی یا میرا گمشدہ رشتہ دار لوٹا دیا تو میری یہ اونٹنی (اللہ کے لئے) آزاد ہے۔ پھر اس اونٹنی کو ''بحیرۃ'' کی طرح پانی پینے یا چرنے سے کوئی نہیں روکتا تھا اور نہ ہی اس پر کوئی

سواری کرتا تھا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "السائبہ" اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ اور پھر اس پر کوئی بھی سوار نہیں ہوتا تھا۔ نیز "البحیرۃ" اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیا جاتا تھا۔ لوگوں میں سے اس پر کوئی بھی سوار نہیں ہوتا تھا۔ محمد بن اسحاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم، شاہ بنی آدم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اکثم بن جوزی خزاعی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے اکثم میں نے عمرو بن لحی کو آگ (جہنم) میں پانی آنتیں گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے اس سے زیادہ تمہاری طرح اور تم سے زیادہ اس کی طرح کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ اصل میں میں نے اس کو آگ (جہنم کو) اس حال میں دیکھا کہ جہنمی اس کی آنتوں کی بو سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ حضرت اکثم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا اس کی طرح ہونا میرے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم مومن ہو اور وہ تو کافر تھا۔ (رواہ ابن اسحق)

عمرو بن لحی ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا اور بتوں کو نصب کیا اور "بحیرہ" سائبہ اور الحام" کی ایجاد کی۔

"الوصیلۃ" اس کا تعلق بکریوں سے ہے اس کی صورت یہ ہے کہ (زمانہ جاہلیت میں) جب بکری تین بچے دے دیتی تھی یا پانچ بچے دے دیتی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سات بچے دیتی تھی اور اس کا آخری بچہ اگر نر ہوتا تو اسے معبودوں کے گھر (بت خانہ) میں ذبح کر دیا جاتا اور تمام مرد اور عورتیں اس کا گوشت کھاتے تھے۔ اگر وہ آخری بچہ مادہ ہوتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ (ذبح نہیں کرتے تھے) نیز اگر بکری نر و مادہ دونوں ایک ساتھ جنتی تو نر کو مادہ کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور اس کو ذبح نہیں کرتے تھے اور اس مادہ بچہ کا دودھ عورتوں پر حرام کر دیا جاتا تھا۔ اگر کوئی بچہ مر جاتا تو مرد اور عورت مل کر اس بچہ کے گوشت کو کھاتے تھے۔

"الحام" (اونٹ) جب اس کے نطفے سے دس بچے پیدا ہو جاتے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے جب اونٹ دس سال تک جفتی کر چکا ہوتا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اونٹ کا بچہ، بچہ دے دیتا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اس اونٹ کے بچہ کا بچہ سواری کے قابل ہو جاتا تھا تو (زمانہ جاہلیت میں) اس اونٹ پر کوئی بوجھ وغیرہ نہیں لادا جاتا تھا اور نہ اسے کسی جگہ گھاس چرنے اور پانی پینے سے روکا جاتا تھا جب وہ اونٹ مر جاتا تو تمام مرد اور عورتیں اس کو کھاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام اشیاء کو کسی مرد اور عورت کے لئے حرام نہیں فرمایا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ

"اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا، نہ سائبہ، نہ وصیلہ اور نہ حام"۔ (سورۃ المائدہ، آیت: 104)

یہ تمام کام جاہلیت کے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان تمام جاہلیت کے کاموں سے منع فرمایا ہے۔

النغر

"النغر" (نون کے ضمہ اور غین کے فتحہ کے ساتھ) جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب چڑیوں کی طرح کا

ایک پرندہ ہے جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے۔اس کی جمع "الغران" آتی ہے اس کی مؤنث "نغرۃ" ہے۔اہل مدینہ اس پرندے کو "البلبل" کہتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بہترین اخلاق والے تھے اور میرا ایک ماں شریک بھائی جس نے دودھ پینا چھوڑ دیا تھا۔اسے عمیر کہا جاتا تھا۔حضور اکرم شاہِ بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے تو فرمایا: اے عمیر! تمہاری "نغیر" (بلبل) کا کیا ہوا۔(رواہ البخاری ومسلم)

شیخ الاسلام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں بہت سے فائدے ہیں اس حدیث سے اس شخص کے لئے کنیت کا جواز معلوم ہو گیا جس کے ہاں اولاد نہ ہو۔ بچہ کو بھی کنیت سے پکارا جا سکتا ہے۔یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی شخص کو کنیت کے ساتھ پکارنا ٹھیک ہے نیز کلام میں بلا تکلف مسجع جملوں کے استعمال کا جواز بھی معلوم ہو گیا۔نیز بچوں سے پیار و محبت کا معاملہ کرنے کا جواز بھی ثابت ہو گیا۔اس حدیث سے حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرمانا معلوم ہوا۔اس حدیث سے رشتہ داروں کی زیارت کا جواز بھی معلوم ہو گیا ہے۔کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ابو عمیر کی والدہ حضرت ام سلیم نبی کریم رؤف الرحیم سراج السالکین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محارم میں سے تھیں (یعنی رضاعی خالہ اور بعض اہل علم کے مطابق نسبتی خالہ تھیں)۔

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض مالکیہ نے حرم مدینہ میں شکار کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔اس لئے کہ حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ وہ بلبل حرم مدینہ سے شکار کی ہوئی تھی بلکہ وہ مدینہ سے باہر "حل" (ایسی جگہ جہاں شکار کرنا حلال ہو) کا شکار تھی اور اس کو حرم مدینہ میں لایا گیا تھا اور جس نے احرام باندھا ہو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ "حل" سے شکار کر کے اس کو حرم میں لے جا کر رکھے مگر حرم سے شکار نہ کرے کیونکہ "حرم" سے شکار کرنا جائز نہیں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث منقول ہیں جن سے حرم مدینہ میں بھی شکار کرنے کی حرمت معلوم ہوتی ہے۔اس حدیث میں محض احتمال کی بنیاد پر دوسری صریح احادیث کو ترک کرنا اور ان حدیثوں سے اس حدیث کا معارضہ جائز نہیں ہے۔نیز اس حدیث میں اس بات کی دلیل بھی موجود ہے کہ بچہ پرندے سے کھیل سکتا ہے۔علامہ ابو العباس قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ علماء نے بچے کو پرندے سے کھیلنے کی اجازت دی ہے۔اس شرط پر کہ وہ پرندے کو پنجرہ میں بند کر کے کھیلے۔پرندے کو تکلیف دینا اور اس سے کھیلنا جائز نہیں ہے۔اس لئے کہ حضور پاک مدینے کے تاجدار شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے۔بعض اہل علم نے کہا ہے کہ علامہ ابو العباس قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پرندے کو پنجرے میں روک کر رکھنا جائز ہے۔ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے پرندے کو پنجرے میں قید کرنے سے منع کیا ہے۔

بلبل کا شرعی حکم: بلبل کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ چڑیوں کی ایک قسم ہے۔

النغف

"النغف" اس کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے۔ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ یہ سفید کپڑے کی طرح ایک کیڑا ہے یہ بھی کہا گیا ہے

کہ یہ ایک لمبا کیڑا ہے جو سیاہ اور سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ کیڑا زمین میں کھیتی باڑی کو قطع کرتا ہے (یعنی نقصان پہنچاتا ہے)۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو ظاہر کرے گا۔ اس کے بعد وہ (اللہ تعالیٰ) ان کی گردنوں میں لگنے والا "نـــــغف" (کیڑا) بھیجے گا۔ وہ سارے ایک ہی وقت میں مر جائیں گے"۔ (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو توشہ دان کی طرح جھاڑا تو ان کے جسم سے باریک باریک کیڑے جیسی چیزیں نکلیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے دو مٹھی اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میری داہنی مٹھی میں ہے یہ جنت میں جانے والے ہیں اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں اور فرمایا جو میری بائیں مٹھی میں یہ دوزخی ہیں اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

النفار

"النفار" اس کا مطلب ایک قسم کی چڑیا ہے اس کو "الـــنـفـار" اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انسان کو دور ہی سے دیکھ کر بھاگ جاتی ہے۔

النقاز

"النقاز" اس کا مطلب ایک چھوٹی چڑیا ہے نیز چڑیوں کے بچوں کو بھی "النقاز" کہا جاتا ہے۔

النقد

"النقد" اس کا مطلب چھوٹی بکری ہے۔ اس کے واحد کے لئے "نقدۃ" چھوٹی بکری کی اون ہوتی ہے۔

النکل

"النکل" اس کا مطلب سدھایا ہوا طاقتور گھوڑا ہے حدیث میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ مضبوط سدھائے ہوئے گھوڑے پر بہادر ماہر شخص کو پسند کرتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مضبوط گھوڑا جو حملہ کرتا ہو پھر مڑتا ہو اور پھر حملہ کرتا ہو اس گھوڑے پر سوار ہو کر اس قسم کا حملہ کرنے والا پھر مڑ کر حملہ کرنے والا بہادر شخص اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "فاء" کے باب میں "الفرس" کے تحت اس کا تفصیلی ذکر گزر چکا ہے۔

النمر

"النمر" (نون کے فتحہ اور میم کے کسرہ کے ساتھ) درندوں کی ایک قسم چیتا ہے جو شیر کی طرح ہوتا ہے لیکن شیر چیتے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کی جلد پر سفید اور سیاہ نقطے ہوتے ہیں۔ یہ شیر سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ غصہ کے وقت یہ اپنے نفس پر کنٹرول نہیں کر سکتا یہاں کہ وہ غصہ کی شدت کی وجہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے گا۔ اس کی جمع کے

لئے ''انمار' انمر' نمور' نمار کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اس کی مؤنث ''نمرۃ'' آتی ہے اس کے لقب کے لئے ''ابوالابرد' ابوالاسود' ابوجعرۃ' ابوجہل' ابوخطاف' ابورقاش' ابوسہل' ابوعمرۃ' ابوالمرسال کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔
اس کی مؤنث کو ''ام الابرد' ام رقاش'' کہتے ہیں۔ چیتے کا مزاج درندوں کے مزاج جیسا ہوتا ہے۔ چیتے کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کا چیتا بڑے جسم اور چھوٹی دم والا ہوتا ہے اور دوسری قسم کا چیتا بڑی دم اور چھوٹے جسم والا ہوتا ہے۔ چیتا جانوروں کا دشمن ہوتا ہے۔ چیتا بہت متکبر ہوتا ہے جب چیتا پیٹ بھر کر کھا لیتا ہے۔ تو تین دن تک سوتا رہتا ہے۔ لیکن دوسرے درندوں کی طرح چیتے کے جسم سے بدبو نہیں آتی۔ جب چیتا بیمار ہو جائے تو وہ چوہا کھا لیتا ہے۔ جس سے چیتے کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ جاحظ نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ چیتا شراب نوشی کو پسند کرتا ہے سو اگر شراب کو جنگل میں رکھ دیا جائے تو چیتا شراب پی کر مست ہو جاتا ہے۔ اس طرح شکاری اس کا شکار کر لیتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب چیتے کی مادہ بچہ جنتی ہے تو اس کے گلے میں سانپ لپٹ جاتا ہے اور وہ سانپ اسے (چیتے کی مادہ کو) ڈستا رہتا ہے لیکن چیتے کی مادہ سانپ کو قتل نہیں کرتی درندوں میں چیتے کو شیر کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہے۔ چیتا کمزور سینے والا' لالچی اور ہر وقت حرکت کرنے والا درندہ ہے۔ چیتا گوشت کو نوچ نوچ کر کھاتا ہے۔ نیز چیتا شکار کو اچک لینے میں بہت بہادر ہے۔ چیتے کی چھلانگ بہت لمبی ہوتی ہے۔ بعض اوقات چیتا اونچائی میں چالیس گز چھلانگ لگا لیتا ہے اور جب چیتا کودنے پر قادر نہیں ہوتا تو کوئی چیز نہیں کھاتا۔ چیتا دوسرے درندوں کا کیا ہوا شکار نہیں کھاتا۔ نیز چیتا مردار سے بھی اپنے آپ کو دور رکھتا ہے۔

طبرانی نے معجم الاوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ حضور شاہِ مدینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ' صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے معزز شخص کی خبر دیجئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میری مخلوق میں معزز شخص وہ ہے جو میری مرضیات کی طرف ایسی تیزی سے بڑھتا ہے جیسے گدھ اپنی خواہشات کی طرف بڑھتا ہے اور وہ شخص جو میری مخلوق میں معزز ہے۔ میرے نیک بندوں سے ایسی ہی محبت کرتا ہے جس طرح انسانی بچے کھلونوں سے کرتے ہیں اور وہ شخص جو میری مخلوق میں معزز ہے میری حرمتوں کی آبروریزی کرنے پر ایسے ہی غضبناک ہو جاتا ہے جس طرح چیتا غضبناک ہو جاتا ہے۔ جب چیتا غضبناک ہو جاتا ہے تو وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ شکاری کم ہیں یا زیادہ (یعنی چیتا بلا خوف شکاریوں پر حملہ کر دیتا ہے)۔

اس روایت میں محمد بن عبداللہ بن یحییٰ بن عروہ نام راوی متروک ہیں۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''النمر'' گدھ کے تحت بھی اس روایت کے بعض حصہ کو نقل کیا گیا ہے۔

حکم: چیتے کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ ایک نقصان دینے والا درندہ ہے۔

حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی مکرم' شفیع معظم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں رہتے جس کے پاس چیتے کی کھال ہو'' اس روایت میں ''وقعة'' کے الفاظ ہیں یعنی فرشتے اس جماعت میں داخل نہیں ہوتے جس کے پاس چیتے کی کھال ہو۔

شیخ ابوعمرو بن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ چیتے کی کھال دباغت سے پہلے ناپاک ہے چاہے چیتے کو ذبح کیا گیا ہو یا نہ ذبح کیا گیا ہو۔ اس کھال کا استعمال ناپاکی کی طرح منع ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دباغت سے پہلے چیتے کی کھال کا استعمال قطعی طور پر اس جگہ پر ممنوع ہے جہاں ناپاکی سے بچنا واجب ہو جس طرح نماز وغیرہ۔

کیا چیتے کی کھال کا استعمال مطلقاً بھی حرام ہے۔ اس سلسلہ میں دو قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ مطلقاً استعمال جائز ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ چیتے کی کھال کا استعمال مطلقاً بھی حرام ہے۔ لیکن دباغت کے بعد کھال پاک ہو جاتی ہے لیکن چیتے کا بال ناپاک ہی ہوگا کیونکہ وہ اصل کے تابع ہوگا۔ اور اس کی اصل ناپاک ہے۔ اس طرح غیر استعمال شدہ چیز کا استعمال بھی ممنوع ہو جائے گا کیونکہ حدیث میں عام طور پر استعمال کرنے کی چیز ''کھال'' کے استعمال کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے ''لاترکبوا النمور'' تم چیتوں پر سواری نہ کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال بچھانے سے منع فرمایا۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ چیتا درندوں میں سے ایک درندہ ہے سو یہ احادیث قوی و معتبر ہیں اور ان میں تاویل فاسد اور درست نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی ان احادیث کے خلاف کوئی حدیث کہیں سے لاتا ہے تو وہ اس کی متاع گمشدہ ہے اور وہ اس سے تسلی حاصل کر لے لیکن صحیح بات وہی ہے جو ہم نے نقل کر دی ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں کہ (تو آستین سمیت لے اور کمر کس لے اور چیتے کی کھال پہن لے) یہ الفاظ کسی کام میں خوب محنت اور لگن پیدا کرنے کے لئے کسی کو کہے جاتے ہیں۔

خواص: جب کسی جگہ چیتے کا سر دفن کر دیا جائے تو وہاں بہت سے چوہے جمع ہو جائیں گے۔ چیتے کا پتا سرمہ کے طور پر آنکھوں سے میں لگانے سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہوتا ہے اور آنکھوں سے نکلنے والا پانی بند ہو جاتا ہے۔ نیز چیتے کا پتا زہر قاتل ہے اگر کسی شخص کو ایک دانق کے ہم وزن چیتے کا پتا کسی چیز میں ملا کر پلا دیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ارسطو نے ''طبائع الحیوان'' میں اسی طرح لکھا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ چیتا انسان کی ہڈیوں' کھوپڑی کو دیکھتے ہی بھاگ جاتا ہے۔ اگر چیتے کے بالوں کی کسی گھر میں دھونی دی جائے تو وہاں سے بچھو بھاگ جاتے ہیں۔ چیتے کی چربی پگھلا کر پرانے گہرے زخموں پر لگانے سے زخم صاف اور ٹھیک ہو جاتے ہیں جو شخص چیتے کا گوشت پانچ درہم کی مقدار کھالے تو اسے زہریلے سانپوں خصوصاً ''افعی'' سانپ کا زہر تکلیف نہیں دے گا۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ چیتے کے جسم کا ہر حصہ زہر قاتل کا کام کر سکتا ہے۔ خصوصاً چیتے کا پتا' صحیح بات یہ ہے کہ اگر چیتے کا عضو تناسل پکا لیا جائے اور اس کا شوربہ ایسا شخص پی لے جسے پیشاب کے قطرے آتے ہوں اور جس کے مثانہ میں تکلیف ہو تو ان کے لئے نافع ہے۔

اگر بواسیر کا مریض چیتے کی کھال پر بیٹھ جائے تو اس کا مرض ختم ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص چیتے کی کھال کا ٹکڑا اپنے پاس

رکھے تو لوگوں میں بارعب ہو جائے گا چیتے کا ہاتھ اور اس کے پنجے اگر کسی جگہ دفن کر دیئے جائیں تو وہاں چوہے نہیں رہ سکتے۔ اگر کسی انسان نے چیتے کو قتل کر دیا ہو تو چوہے اس شخص کو تلاش کرتے رہتے ہیں تاکہ چوہے اس آدمی پر پیشاب کریں سو اگر وہ چوہے پیشاب کر لیں تو اس آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اس شخص کی حفاظت و نگرانی کی جائے۔ صاحب ''عین الخواص'' اور دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے جسم پر گوہ کی چربی مل لے اور وہ چیتا کے پاس جائے تو چیتا اس سے بھاگ جائے گا۔

تعبیر: چیتے کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ظالم بادشاہ یا ایسے شان و شوکت والے دشمن سے دی جاتی ہے جس کی دشمنی واضح ہو۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے چیتے کو قتل کر دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ چیتے کی صفات کے حامل دشمن کو قتل کرے گا جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ چیتے کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے مال و دولت حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ چیتا اس پر سوار ہو گیا (غالب ہو گیا ہے) تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بڑی سلطنت حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ چیتے کی مادہ سے جماع کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ کسی ظالم قوم کی عورت سے نکاح کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ چیتا اس کے گھر آ گیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے گھر پر کوئی فاسق شخص حملہ کرے گا۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے چیتے یا تیندوے کا شکار کر لیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ ان جانوروں مطلب چیتا اور تیندوے کے غصہ کے برابر اس کو فائدہ حاصل ہوگا۔

ارطامیدوس نے کہا ہے کہ چیتے کو خواب میں دیکھنا مرد پر دلالت کرتا ہے اور عورت پر بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ چیتے کا رنگ مختلف ہوتا ہے اور چیتا نہایت چالاک اور مکار ہوتا ہے۔ بعض اوقات چیتے کو خواب میں دیکھنا بیماری یا آشوب چشم پر دلالت کرتا ہے۔ خواب میں چیتے کی مادہ کا دودھ دیکھنا دشمنی کی علامت ہے اور خواب میں چیتے کی مادہ کا دودھ پینے کی تعبیر یہ ہو گی کہ خواب دیکھنے والے کو نقصان پہنچے گا۔

النمس

''النمس'' ایک چوڑے بدن کا (نیولے کی صفت کا) چھوٹا جانور ہے جو یوں دکھائی دیتا ہے کہ سوکھے ہوئے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ یہ مصر میں پایا جاتا ہے باغبانوں کو جب سانپ سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو اس جانور کو اپنے ساتھ رکھ لیتے ہیں کیونکہ یہ سانپ کو قتل کر دیتا ہے اور اسے اپنی غذا بنا لیتا ہے۔ حضرت جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ''نمس'' ایک ایسا حیوان ہے جس کی دم لمبی اور ہاتھ پاؤں چھوٹے ہوتے ہیں یہ جانور چوہے اور سانپ کو شکار کر کے کھا جاتا ہے مفضل بن سلمہ نے کہا ہے کہ ''النمس'' کا مطلب ''الظربان'' بلی جیسا ایک بدبودار جانور ہے''۔ جاحظ نے کہا ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ''النمس'' کا مطلب مصر میں پایا جانے والا ایک کیڑا ہے جو سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے جس طرح چوہا سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے۔ جب سانپ ''النمس'' پر لپٹ جاتا ہے تو ''النمس'' بار بار سانس لے کر اپنے بدن کو پھیلا لیتا ہے جس کی وجہ سے سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ النمس کا مطلب ''ابن عرس'' (نیولا) ہے نیولا کو ''النمس'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ''النمس'' کے معنی چھپانا ہے ''نمس الصائد'' کے الفاظ اس وقت بولے جاتے ہیں جب شکاری شکار کرنے کے لئے گھاٹ میں چھپ جائے۔ اس طرح ''النمس'' بھی سانپ کے شکار کے لئے گھاٹ لگا کر بیٹھا رہتا ہے اور بسا اوقات ''النمس'' اپنے آپ کو مردہ ظاہر کر کے ہاتھ پاؤں بے حس و حرکت کر دیتا ہے یہاں تک کہ سانپ آ کر نمس کو چاٹنے لگتا ہے اور نمس سانپ کا شکار کر لیتا ہے۔

''النمس'' کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس میں گندگی پائی جاتی ہے۔ حضرت امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحج'' میں لکھا ہے کہ ''النمس'' کی بہت سی اقسام ہیں۔ مختلف متضاد اقوال کو جمع کرنا اس قول کی بنیاد پر آسان ہو جاتا ہے۔

اگر نمس کی دھونی کسی ایسے گنبد پر دی جائے جہاں کبوتر رہتے ہوں تو وہاں سے کبوتر بھاگ جائیں گے ''نمس'' کا پتا انڈے کی سفیدی میں ملا کر آنکھ پر لیپ کر دیا جائے تو آنکھ کی حرارت ختم ہونے کے ساتھ ساتھ آنکھ سے آنسو نکلنا بھی بند ہو جائے گا۔ ''النمس'' کا خون ایک قیراط کے بقدر عورت کے دودھ میں ملا کر مجنون کی ناک میں ٹپکایا جائے اور اس کی دھونی مجنون کو دے دی جائے تو مجنون کو افاقہ ہوگا۔ ''النمس'' کا عضو تناسل پکا کر اگر کوئی ایسا شخص پی لے جسے پیشاب کے قطرے آتے ہوں تو شفایاب ہو جائے گا۔ ''النمس'' کی داہنی آنکھ اگر موسمی بخار میں مبتلا شخص کے گلے میں لٹکا دی جائے تو بخار ختم ہو جائے گا اور اگر بائیں آنکھ بھی لٹکا دی جائے تو بخار واپس آ جائے گا۔

''النمس'' کا دماغ اگر مولی کے عرق میں حل کر کے اس میں روغن گلاب ملا لیا جائے تو پھر یہ کسی انسان کو لگا دیا جائے تو وہ اسی وقت بیمار ہو جائے گا اور اس کے بدن میں خارش ہونے لگے گی۔ اس کا علاج یہ ہے کہ پارہ کے تیل میں ''النمس'' کا پاخانہ خشک کر کے اس انسان کے بدن پر مل دیا جائے تو بیماری اور خارش ختم ہو جائے گی۔ اگر ''نمس'' کا پاخانہ پانی میں گر جائے اور کوئی انسان اس پانی کو پی لے تو وہ انسان رات اور دن ہر وقت ڈرتا رہے گا اور یوں دکھائی دے گا گویا کہ شیاطین اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہوں۔

تعبیر: ''النمس'' کو خواب میں دیکھنا زنا پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ مرغیاں چراتا ہے اور ان کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ اگر کسی نے خواب میں ''النمس'' نیولوں کا پورا گروہ دیکھا تو اس کی تعبیر عورتوں سے دی جائے گی۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ نیولے سے جھگڑ رہا ہے یا وہ خواب میں نیولے کو اپنے گھر میں دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ انسان سے جھگڑا کرے گا۔ واللہ اعلم۔

النمل

''النمل'' اس کا مطلب ایک معروف جانور ہے اس کی کنیت کے لئے ابو مشغول کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ نیز مادہ کی کنیت ام نوبۃ اور ام مازن آتی ہے۔ اس کی مادہ کے لئے ''نملۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور نملۃ کی جمع نمال آتی ہے۔ چیونٹی کو کثرت حرکت اور قلت قوائم کی وجہ سے ''النملۃ'' کہا جاتا ہے۔ چیونٹی کے باہم جوڑے نہیں ہوتے اور ان میں جماع کا طریقہ بھی نہیں ہوتا بلکہ چیونٹی کے جسم سے ایک معمولی چیز نکلتی ہے جو بڑھتے بڑھتے انڈے کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اسی سے چیونٹی

کی نسل بڑھتی ہے۔ ہر انڈے کو ضاد کے ساتھ ''البیض'' کہتے ہیں۔لیکن چیونٹی کے انڈے کو ظاء کے ساتھ ''البیظ'' کہا جاتا ہے۔
چیونٹی رزق کی تلاش میں بڑی بڑی تدبیریں کرتی ہے۔ جب وہ کسی چیز کو پالیتی ہے تو دوسری چیونٹیوں کو بلالیتی ہے تاکہ وہ سب مل کر خوراک کھائیں اور اٹھا کرلے جائیں کہا جاتا ہے کہ چیونٹی یہ کام سرانجام دیتی ہے اور تمام چیونٹیوں کی سردار ہوتی ہے۔اس سردار چیونٹی کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ موسم سرما کی خوراک موسم گرما میں جمع کرلیتی ہے اور رزق جمع کرنے میں یہ چیونٹی عجیب وغریب تدبیریں کرتی ہے۔ جب یہ چیونٹی کوئی ایسی چیز جمع کرتی ہے جس کے بارے میں اسے ڈر ہو کہ وہ چیز اگ آئے گی تو چیونٹی اس چیز کو دو ٹکڑے کر دیتی ہے لیکن دھنیا وغیرہ کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے کیونکہ چیونٹی کو دھنیا کے بارے میں پتا ہے کہ اس کے دونوں حصے اگ جاتے ہیں۔ چیونٹی جب دانہ میں بدبو اور سڑانڈ محسوس کرتی ہے تو اسے بل سے باہر لے آتی ہے اور دانہ کو زمین پر بکھیر دیتی ہے۔ چیونٹی یہ کام چاند کی روشنی میں کرتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ چیونٹی کی زندگی کی بقاء کا انحصار کھانے پر نہیں ہے کیونکہ چیونٹی کے جسم میں ایسا معدہ نہیں ہے جس میں کھانا جائے بلکہ اس کے جسم کے دو حصے ہوتے ہیں اور وہ دونوں حصے الگ الگ ہوتے ہیں۔ چیونٹی جب دانہ کاٹتی ہے تو اس سے ایک قسم کی بو نکلتی ہے۔ چیونٹی اس بو کو سونگھ کر قوت حاصل کرتی ہے اور یہی قوت اس کے لئے کافی ہے۔ اصل میں العقعق اور الفار (چوہے) کے بیان میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے کہ انسان، عقعق چوہے اور چیونٹی کے علاوہ کوئی جانور اپنی خوراک ذخیرہ نہیں کرتا ''الاحیاء'' میں ''کتاب التوکل'' میں بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ بلبل بھی اپنی خوراک جمع کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عقعق اپنی خوراک جمع کرنے کے لئے خفیہ جگہ کو چنتا ہے لیکن پھر وہ اس جگہ کو بھول جاتا ہے۔ چیونٹی کے سونگھنے کی قوت بہت تیز ہوتی ہے۔ چیونٹی کی ہلاکت کے اسباب میں سے ایک سبب اس کے پروں کا نکل آنا ہے۔ جب چیونٹی اس حال میں پہنچ جاتی ہے تو پرندوں کی زندگی میں خوش حالی آجاتی ہے۔ کیونکہ وہ اڑتی ہوئی چیونٹیوں کا شکار کر لیتے ہیں۔ چیونٹی کے چھ پاؤں ہوتے ہیں جن کے ذریعے یہ زمین کو کھود کر اپنا گھر تیار کرتی ہے۔ جب چیونٹی اپنا بل بناتی ہے تو اسے ٹیڑھا کر کے بناتی ہے تاکہ بارش کا پانی وہاں تک نہ جا سکے بسا اوقات چیونٹی اپنا گھر دو منزلہ بناتی ہے تاکہ بارش کا پانی نہ پہنچ سکے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ''الشعب'' میں لکھا ہے کہ عدی بن حاتم طائی چیونٹیوں کے لئے روٹی کے ٹکڑے بکھیرتے تھے اور کہتے تھے کہ چیونٹیاں ہماری پڑوسنیں ہیں اور پڑوسی ہونے کی وجہ سے ان کا ہم پر حق ہے۔ عنقریب انشاء اللہ جانوروں کے بیان میں اس قسم کی بات آنے والی ہے کہ فتح بن سحرب زاہد چیونٹیوں کے لئے روٹی کے ٹکڑے بکھیرتے تھے اور چیونٹیاں ان ٹکڑوں کو کھا جاتی تھیں لیکن جب دس محرم کا دن آتا تو چیونٹیاں روٹی کے ٹکڑوں کو نہیں کھاتیں تھیں۔ حیوانات میں کوئی ایسا جانور نہیں ہے جو اپنے جسم پر اپنی طاقت سے دوگنا بوجھ اٹھا کر بار بار لے جائے لیکن چیونٹی ایک ایسا جانور ہے جو کئی گنا بوجھ اٹھانے پر راضی ہو جاتی ہے یہاں تک وہ کھجور کی گٹھلی بھی اٹھا لیتی ہے۔ حالانکہ اس کو کھجور کی گٹھلی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا لیکن چیونٹی کی حرص اسے کھجور کی گٹھلی اٹھانے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر چیونٹی زندہ رہ جائے تو یہ کئی سالوں کی خوراک جمع کر لے لیکن اس کی عمر زیادہ سے زیادہ ایک سال ہوتی ہے۔ چیونٹی کی عجیب وغریب خصوصیت یہ ہے کہ یہ زمین کے اندر اپنے رہنے کی جگہ بناتی ہے جس میں گھر اور

ان کے کمرے اور دہلیزیں ہوتی ہیں۔ نیز ایسے لٹکے ہوئے خانے بھی ہوتے ہیں جن میں چیونٹیاں سردی کے موسم کے لئے چیزیں جمع کرتی ہیں۔ چیونٹی کی ایک قسم کو "ذر فارسی" بھی کہتے ہیں یہ ایسی چیونٹی ہے جو دوسروں کو تکلیف دینے میں بھڑ کی طرح ہوتی ہے۔ چیونٹی کی ایک قسم کو "نمل الاسد" کہتے ہیں اس قسم کی چیونٹی کا سر شیر کے سر کی طرح ہوتا ہے اور پچھلا حصہ چیونٹی کی طرح ہوتا ہے۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے ٹھہرے تو ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا۔ انہوں نے سامان، بستر وغیرہ اٹھانے کا حکم دیا۔ سامان، بستر وغیرہ اٹھالیا گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ چیونٹیوں کو آگ میں جلا دیا جائے۔ ان کے حکم کے مطابق چیونٹیوں کو آگ میں جلا دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ آپ نے تمام چیونٹیوں کو آگ میں جلانے کی بجائے ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہ جلایا۔
(رواہ بخاری و مسلم و سنن ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "نوادر الاصول" میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی علیہ السلام پر اس لئے عتاب نہیں فرمایا کہ انہوں نے چیونٹیوں کو آگ میں جلا دیا تھا بلکہ عذاب کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے مجرم (چیونٹی جس نے اللہ کے نبی کو کاٹ لیا تھا) کے ساتھ ساتھ غیر مجرم (چیونٹیوں) کو بھی آگ میں جلانے کی سزا دی تھی۔

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ نبی حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ اے پروردگار! تو کسی بستی والوں پر ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب نازل فرماتا ہے حالانکہ ان میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر گرمی مسلط کر دی یہاں تک کہ وہ ایک درخت کی طرف آرام کرنے کے لئے آئے اور اس درخت کے پاس چیونٹیوں کا سوراخ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نیند غالب کر دی۔ جب انہوں نے نیند کا لطف پایا تو ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نے وہاں موجود تمام چیونٹیوں کو اپنے پاؤں سے مسل دیا اور ان کو ہلاک کر دیا۔ اور ان چیونٹیوں کے گھروں کو جلا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو اس واقعہ کی نشانی دکھلا دی کہ کس طرح ایک چیونٹی نے کاٹا اور دوسری چیونٹیوں کو بھی اس کی سزا ملی۔

اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا نیک و بد دونوں کو ملتی ہے سو یہ سزا نیک و بد کے لئے رحمت اور گناہوں سے پاکی اور باعث برکت ہو جاتی ہے اور برے لوگوں کے لئے یہ سزا عذاب اور انتقام بن جاتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ نے چیونٹیوں کے جلانے پر اپنے نبی کو تنبیہ کی لیکن حدیث میں کوئی ایسا نقطہ نہیں ہے جو چیونٹیوں کو ہلاک کرنے اور جلانے کی ممانعت اور کراہت پر دلالت کرتا ہو۔ اس لئے کہ جو چیز بھی انسان کے لئے تکلیف کا باعث ہو اس کو روکنا اور اس سے اپنے آپ کو بچانا انسان کے لئے جائز ہے اور مومن کی حرمت سے بڑھ کر کسی مخلوق کی حرمت نہیں ہے اور اگر کسی مومن کو کسی مومن سے جان کا خطرہ ہو تو اس کو مار کر بھگانا یا ضرورت کے وقت اس کو قتل کرنا بھی جائز ہے۔ تو ضرورت کے وقت

کو ہلاک کرنا کیسے جائز نہ ہوگا۔ حالانکہ ان کو مومن کے لئے پھیلا دیا گیا ہے اور بعض اوقات کیڑے مکوڑے انسان کو تکلیف دیتے ہیں۔ جب کیڑے مکوڑے مومن کو تکلیف دیں تو مومن کے لئے ان کا قتل کرنا جائز ہے۔

نیز حدیث میں موجود "فھلا النملة واحد" کے الفاظ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اذیت دینے والے کیڑے مکوڑے (موذی جانور) کو قتل کرنا جائز ہے۔ ہر وہ قتل جو تکلیف کو دور کرنے اور فائدہ کے لئے کیا جائے۔ اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔

سو چیونٹیوں کو جلانے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تنبیہ کیوں کی؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو بتانا چاہتا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو اس میں موجود نیک و بد سب عذاب کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے چیونٹیوں کو آگ میں جلانے کا حکم اس لئے دیا ہوگا کہ شاید ان کی شریعت میں جانوروں کو آگ میں جلا کر سزا دینا جائز ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو تنبیہ کی ہے وہ اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے ایک چیونٹی کے کاٹنے پر اسی ایک چیونٹی کو جلانے کی بجائے سب چیونٹیوں کو آگ میں کیوں جلایا؟

ہماری شریعت (شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں کسی جانور کو آگ میں جلانا جائز نہیں ہے کیونکہ "حضور سید المبارکین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو آگ میں جلا کر سزا دینے سے روکا ہے"۔ نیز حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: آگ کے ذریعے صرف اللہ تعالیٰ ہی سزا دیتا ہے"۔ حضرت امام علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی بندہ کے لئے حیوان کو آگ میں جلانا جائز نہیں ہے مگر جب کوئی انسان کسی انسان کو آگ میں جلائے، وہ آدمی جس کو آگ میں جلایا گیا ہے مر جائے تو مقتول کے وارثوں کے لئے مجرم قاتل کو آگ میں جلا کر قصاص لینا جائز ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک "لاقود الا بالسیف" یعنی قصاص صرف تلوار سے لیا جاتا ہے کی بناء پر تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قصاص لینا بھی جائز نہیں ہے)۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ہمارے مذہب کے مطابق چیونٹیوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورے کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کو حضرت امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہاں جس چیونٹی کو قتل نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ بڑی چیونٹی ہے جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کی تھی۔ خطابی نے اور بغوی نے "شرح السنۃ" میں اس طرح نقل کیا ہے لیکن چھوٹی چیونٹی جسے "الذر" کہتے ہیں۔ اس کو قتل کرنا جائز ہے لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلا وجہ چیونٹی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کو ہٹانے اور اس کے نقصان سے بچنے کی قتل کے علاوہ کوئی صورت نہ ہو تو پھر چیونٹی کو قتل کرنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ ابن ابی زید نے مطلقاً چیونٹی کے قتل کو جائز قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ چیونٹی سے اذیت پہنچے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس اللہ کے نبی کے چیونٹیوں کو جلانے پر اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کی وجہ یہ ہے کہ ان کو صرف ایک ہی چیونٹی نے تکلیف دی تھی لیکن انہوں نے تمام چیونٹیوں کو انتقام کے طور پر آگ میں جلا دیا۔ حالانکہ اللہ کے نبی کی شایانِ شان تو یہ ہے کہ وہ صبر کرتے ہیں اور درگزر سے

کام لیتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نبی علیہ السلام نے یہ محسوس کیا کہ چیونٹیوں کی یہ قسم بنی آدم (انسانوں) کے لئے تکلیف دہ ہے اور بنی آدم کی حرمت سے اعلیٰ وارفع ہے۔اس خیال کی تصحیح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تنبیہ فرمائی۔واللہ اعلم

دار قطنی نے اور طبرانی نے ''معجم الاوسط'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر چلنے والی چیونٹی کی چال کو تاریک رات میں فرسخ سے دیکھ رہے تھے۔اسی طرح حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نوادر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ اور انہوں نے (معقل بن یسار نے) بھی اس حدیث کو حضور پاک' سیاح افلاک' شاہ ابرار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔راوی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ذکر کیا۔حضور شہنشاہ خوش خصال' ہم غریبوں کے غمخوار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شرک تمہارے درمیان چیونٹی کے قدموں کی آہٹ سے بھی ہلکا ہے۔میں تمہیں ایک عمل بتاتا ہوں اگر تم اس کو کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے چھوٹا اور بڑا شرک دور فرمادے گا۔تم یہ کلمات تین مرتبہ پڑھا کرو''۔

''اللھم انی اعوذبك ان الشرك بك شیأ وانا اعلم واستغفرك لماتعلم ولا اعلم''

''اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں کہ میں جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھراؤں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس گناہ سے جس کو تو جتنا ہے اور مجھے اس کا علم نہیں''۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: حضور کی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا ان میں سے ایک عابد ہے اور دوسرا عالم ہے۔حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' ہم غریبوں کے غمخوار' صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ شخص پر ہے''۔

پھر حضور صاحب معراج' صاحب کائنات' صاحب جودونوال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والوں (اہل علم) کے لئے دعائے رحمت کرتی ہیں''۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرنے والا ہو اور لوگوں کو اس علم کی تعلیم دینے والا ہو۔اس کی آسمان کے فرشتوں میں بہت شہرت ہوتی ہے''۔مروی ہے کہ وہ چیونٹی جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کی تھی اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک بیر ہدیہ میں پیش کیا۔چیونٹی نے وہ بیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہتھیلی پر رکھ دیا اور کہا کہ ہم اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی اسی کی دی ہوئی چیز ہدیہ کرتے ہیں اور اگر کوئی غنی ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں

اور اگر اس اعلیٰ و برتر ذات کو اس کے شایان شان ہدیہ پیش کیا جائے تو سمندر بھی حق ادا نہ کر سکے لیکن ہم اس اللہ تعالیٰ کی خدمت میں وہ ہدیہ پیش کرتے ہیں جو ہمیں محبوب ہے تاکہ وہ ہم سے راضی ہو جائے اور ہدیہ دینے والے کی قدر دانی کرے۔ یہ معمولی چیز ایک شریف نے آپ کو ہدیہ دی ہے ورنہ اس سے بہتر ہماری ملکیت میں کوئی چیز نہیں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی میزبانی اور دعا کی برکت سے یہ چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ شکر گزار اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والی ہیں۔

مروی ہے کہ ایک آدمی نے مامون الرشید سے کہا کہ کھڑے ہو کر میری بات سنیئے۔ مامون اس شخص کے لئے کھڑے نہیں ہوئے۔ اس آدمی نے کہا: اے امیر المومنین بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک چیونٹی کی بات سننے کے لئے کھڑا کیا تھا اور اللہ کے نزدیک میں چیونٹی سے زیادہ حقیر نہیں ہوں اور آپ بھی اللہ کے نزدیک حضرت سلیمان علیہ السلام سے زیادہ معزز نہیں ہیں۔ مامون الرشید نے اس آدمی سے کہا کہ تو نے سچ کہا ہے پھر مامون اس شخص کے لئے کھڑا ہو گیا اور اس کی بات سنی اور اس کی حاجت پوری کی۔

فائدہ: علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے ارشاد:

یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے کی وادی پر آئے۔ ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔

(پارہ:19، سورۃ النمل، آیت:18)

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "وادی النمل" کا مطلب ملک شام میں ایک وادی ہے جہاں چیونٹیوں کی کثرت ہے۔

ایک حکایت: مروی ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تمہارا جی چاہے مجھ سے سوال کرو؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے اور اس وقت وہ بچے تھے۔ س حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے کہا کہ تم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرو کہ جس چیونٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کی تھی وہ نر تھی یا مادہ؟ لوگوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا لیکن حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کرنے والی چیونٹی مادہ تھی۔ ان سے کہا گیا آپ لوکہا گیا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے قول "قالت" سے کیونکہ اگر نر چیونٹی ہوتی تو اللہ تعالیٰ "قال" کا لفظ استعمال کرتے۔ یعنی قال نملۃ فرماتے۔

علامہ میری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "النملۃ" "حمامتہ" کے وزن پر ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس چیونٹی نے (جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کی تھی) اپنے بلوں میں گھس جانے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے ناز و نعم کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری نہ کریں۔ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ دنیاداروں کی مجالس سے بچنا چاہئے۔

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا کہ تم نے چیونٹیوں سے کیوں کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ؟ کیا

تجھے میری طرف سے ظلم کا خطرہ تھا؟ چیونٹی نے کہا نہیں بلکہ مجھے ڈر تھا کہ چیونٹیاں آپ علیہ السلام کے لشکر' آپ کے جاہ و جمال اور حسن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ نہ موڑ لیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرنے لگیں۔

حضرت ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کرنے والی چیونٹی کا جسم بھیڑیئے کی طرح کا تھا اور وہ لنگڑی تھی اور اس چیونٹی کے دو پر تھے۔ مقاتل نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کی گفتگو تین میل کی دوری سے سن لی تھی۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ چیونٹی نے دس مختلف اندازوں میں چیونٹیوں کو پکار کر کہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے آگاہ کیا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنے بلوں میں داخل ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکری بے خبری میں تمہیں مسل ڈالیں۔

مشہور یہ ہے کہ وہ چھوٹی چیونٹیاں ہی تھیں چیونٹی کے نام میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ چیونٹی جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے گفتگو کی تھی اس کا نام "طاحیۃ" تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام "حرمی" تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس وادی کی چیونٹیاں بھیڑیئے کی طرح تھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس وادی کی چیونٹیاں بختی اونٹوں کی طرح تھیں۔

حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "التعریف والاعلام" میں لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ چیونٹی کے لئے کسی خاص نام کا کیسے تصور کر لیا گیا؟ حالانکہ چیونٹیاں ایک دوسرے کا نہیں نام رکھتیں اور نہ ہی کسی آدمی کے لئے ممکن ہے کہ وہ کسی چیونٹی کا نام رکھ سکے تا کہ آدمی چیونٹیوں میں فرق نہیں کر سکتے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دوسری جنسوں میں بھی نام رکھنا ممکن ہے جس طرح بجو کے ناموں میں ثعالۃ' اسامہ اور جعفار وغیرہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بجو کی چھ قسمیں ہیں نہ کہ ان کے شخصی اور امتیازی نام' کیونکہ اس قسم کے ہر بجو کو "ثعالہ یا" "اسامہ" کہتے ہیں۔ اسی طرح بجو کی ایک قسم کو "جھار" کہتے ہیں اور اس قسم کے بہت سے نام ہیں جس طرح ابن عرس' ابن آذی وغیرہ لیکن چیونٹی کے لئے اس قسم کے نام کا ذکر یہاں نہیں چل رہا کیونکہ شخصی اور امتیازی نام کا ذکر ہے۔ اس کے باوجود اگر ان کی بات کو مان لیا جائے تو یہ ڈر ہے کہ تورات یا زبور یا دوسرے آسمانی صحیفوں میں اس کا ذکر آیا ہو اور وہاں اسے اس نام سے ذکر کیا گیا ہو جس سے یہ مشہور ہو گئی یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ نام رکھ دیا ہو جس کی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے آنے والے انبیاء علیہم السلام نے اس چیونٹی کے نام کو جان لیا۔ یہ بھی ڈر ہے کہ چیونٹی کا خاص نام "النمل" اس کی گفتگو اور اس کے ایمان کی وجہ سے رکھ دیا گیا ہو۔ ہمارے قول "ایمانها" (چیونٹی کا ایمان) کی دلیل چیونٹی کا قول "وھم لایشعرون" ہے جو قرآن مجید میں نقل کیا گیا ہے۔ چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہ کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر بے خبری میں تمہیں مسل نہ ڈالے۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدل اور ان کے لشکر کی شرافت کا تقاضا تو یہی ہے کہ چیونٹی یا اس سے برتر کسی جانور کو تکلیف نہ دیں لیکن شاید بے خبری میں وہ تمہیں روند نہ ڈالیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی بات سنی تو خوشی سے مسکرائے۔ اس لئے مسکرانے کی تاکید

قرآن مجید میں ضاحکا سے کی گئی ہے۔ ورنہ تبسم کبھی خوشی کی وجہ سے کبھی غصہ کی وجہ سے اور کبھی مذاق اڑانے کے لیے ہوتا ہے اور جو تبسم خوشی کی وجہ سے ہو وہ تبسم "ضحک" کہلاتا ہے اور کوئی بھی نبی کسی دنیاوی چیز سے خوش نہیں ہوسکتا بلکہ وہ اپنی اصل سے خوش ہوتا ہے سو چیونٹی کے قول وھم لایشعرون میں دین اور عدل کی طرف اشارہ ہے (جس سے اس چیونٹی کا ایمان ثابت ہوتا ہے)۔

فائدہ: حضرت ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ہم غریبوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء بنت عبداللہ سے فرمایا کہ "حفصہ کو" "رقیۃ النملۃ" کی بھی تعلیم دے دو جس طرح تم نے اس کو تعویذ لکھنا سکھایا ہے۔

"النملۃ" اس کا مطلب پہلو میں نکلنے والی پھنسیاں ہیں جن کے جھاڑ پھونک کے لئے عورتیں کچھ کلمات پڑھتی ہیں جنہیں ہر سننے والا جانتا تھا کہ ان کلمات سے کوئی ضرر و نفع نہیں ہوسکتا۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

"العروس تحتفل وتحنضب وتكتحل وكلي شيء تفتول غير أن لاتعصي الرجل" نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات فرما کر ان کلمات سے جھاڑ پھونک کی اجازت دی ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے بعض حفاظ آئمہ کی کتب میں یہ تحریر دیکھی ہے کہ "رقیت النملۃ" کا ایک عمل یہ بھی ہے کہ جھاڑ پھونک کرنے والا آدمی تین دن لگاتار روزہ رکھے۔ پھر وہ ہر روز صبح طلوع شمس کے وقت یہ کلمات کہہ کر جھاڑے"

"قسطری وانبرجی فقد نوہ بنوہ بربطش ریبقت اشف ایھا الجرب بالف لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم"

وہ شخص اپنے ہاتھ میں کوئی خوشبودار تیل لے کر پھنسیوں پر مل دے اور جھاڑ پھونک کے بعد خوشبودار تیل پھنسیوں پر ملنے سے پہلے پھنسیوں پر تھوک دے۔

دارقطنی اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی محتشم مدینے کے تاجدار شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم چیونٹی کو قتل نہ کرو" کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن استسقاء کے لئے نکلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی اپنی گردن کے بل اپنے پاؤں کو اٹھا کر کہہ رہی ہے "اے اللہ ہم تیری مخلوق ہیں اور ہم تیرے احسان سے مستغنی نہیں رہ سکتے۔ اے اللہ ہمیں اپنے گناہگار بندوں کے گناہوں کی وجہ سے سزا نہ دیجئے۔ اے اللہ! ہمارے لئے بارش برسا ہمارے لئے اس بارش کے ذریعے درخت اگا دے اور ہمیں ان درختوں کے پھلوں سے رزق عطا فرما۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم لوٹ جاؤ تمہیں دوسروں کی دعا کی بدولت بارش مل جائے گی۔

فوائد: خلال نے کہا ہے کہ ہمیں عبداللہ بن احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالصمد بن عبدالوارث نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوعبداللہ الکواز نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ مجھے حبیبہ

نے خبر دی جو احنف بن قیس کی لونڈی ہے (حبیبہ کہتی ہیں کہ) ایک دن احنف بن قیس نے دیکھا کہ ان کو وہ چیونٹی کو قتل کر رہی ہیں۔ احنف بن قیس نے کہا تم اس کو قتل نہ کرو۔ پھر (احنف بن قیس نے) ایک کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد یہ کلمات پڑھے۔

"انی احرج علیکن الاخرجتن من داری فاخرجن فانی اکرہ ان تقتلن فی داری"

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد چیونٹیاں وہاں سے نکل گئیں۔ اس دن کے بعد وہاں کوئی چیونٹی نظر نہیں آئی۔

حضرت عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بھی اپنے والد محترم کو دیکھا کہ وہ بھی یہی عمل کرتے تھے اور میرے والد محترم کرسی پر بیٹھنے سے پہلے وضو کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر میں نے دیکھا کہ بڑی بڑی سیاہ چیونٹیاں بھی اس عمل کے بعد بھاگ جاتی تھیں پھر اس کے بعد وہ وہاں نظر نہیں آئیں۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے بعض مشائخ کی تحریروں میں چیونٹیوں کو بھگانے کے لئے یہ عمل دیکھا (پڑھا) ہے کہ مندرجہ ذیل ناموں کو ایک صاف برتن میں لکھ کر پانی سے دھولیا جائے اور پھر پانی چیونٹیوں کے بلوں میں چھڑک دیا جائے تو چیونٹیاں بھاگ جائیں گی اور ان کا پتا بھی نہ چلے گا۔ وہ اسماء یہ ہیں "الحمدللہ باھیا شراھیا سأریکم باھیا شراھیا" علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ عمل بھی بعض تصنیفات میں دیکھا ہے کہ چار ٹھیکریوں پر یوں درج ذیل کلمات لکھ کر اس مکان کے چاروں کونوں میں رکھ دیا جائے تو جہاں چیونٹیاں ہوں گی۔ اس عمل سے بھاگ جائیں گی۔ یا مرجائیں گی۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

واذقالت طائفة منھم یااھل یثرب لامقام لکم فارجعوا لاتسکنوفی منز لنا فتفسدوا اللہ لایصلح وعمل المفسدین الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذرالموت فقال لھم اللہ موتوا فماتوا کذالك یموت النمل من ھذا المکان ویذھب بقدرۃ اللہ" ۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ چیونٹیوں کو بھگانے کا ایک اور عمل بھی ہے کہ جس کو ہم نے نفع بخش پایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بکری کی ہڈی پر درج ذیل کلمات لکھ کر چیونٹیوں کے بلوں پر رکھ دیا جائے تو چیونٹیاں بھاگ جائیں گی وہ کلمات یہ ہیں۔

"ق ول ہ ال ح ق ول ہ ال م ل ك اللہ اللہ اللہ وما لنا ان لانتوکل علی اللہ فقد ھدانا سبلنا ولنصبرن علی ماآذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون قالت نملة یاایھاالنمل ادخلوا مساکنکم ولایحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لایشعرون ۔ اھیا شر اھیا ادونائی آل شدالی ارحل ایھا النمل من ھذا المکان بحق ھذا الأسماء وبالف لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ف ف ج م م خ م ت"

اس طرح یہ عمل بھی فائدہ مند ہے کہ مٹھائی یا شہد یا شکر یا اسی قسم کی دوسری میٹھی چیزیں جس برتن میں ہوں اس برتن کے

منہ پر یہ کلمات "هذا لو کیل القاضی" یا یہ کلمات "هذالرسول القاضی" یا یہ کلمات "هذا الغلام القاضی" پڑھ کر برتن پر ہاتھ پھیر دیا جائے تو چیونٹیاں اس برتن کے قریب نہیں آئیں گی اصل میں اس عمل کو بار بار آزمایا جا چکا ہے۔ اور اس کا مشاہدہ بھی کیا جا چکا ہے۔

حکم: جس چیز کو چیونٹی اپنے منہ یا ہاتھوں میں لئے ہوئے ہو اس کا کھانا مکروہ ہے۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جو حافظ ابونعیم نے "الحلیۃ" میں نقل کی ہے کہ "صالح بن خوات بن جبیر اپنے والد اور دادا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم شاہِ بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کے کھانے سے منع فرمایا ہے جس کو چیونٹی نے اپنے منہ اور ہاتھوں میں اٹھایا ہو" نیز چیونٹی کا کھانا بھی حرام ہے۔ کیونکہ اس کے قتل سے روکا گیا ہے اور چیونٹی کو بغیر مارے کھانا ممکن نہیں۔ حضرت امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے چیونٹی کی خرید وفروخت کے بارے میں ابوالحسن العبادی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ چیونٹیوں کی بیع "عسکر مکرم" میں جائز ہے کیونکہ چیونٹیوں کے ذریعے نشہ آور چیزوں کا علاج ہوتا ہے اور نصیبین (ایک جگہ کا نام) میں بھی چیونٹیوں کی خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ نصیبین میں چیونٹیوں کے ذریعے ٹڈیوں کو بھگایا جاتا ہے عسکر مکرم سے مراد "اہواز" کی ایک بستی ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں۔

"چیونٹی سے زیادہ حریص"

"چیونٹی سے زیادہ پیاسا"

اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں۔

"چیونٹی سے زیادہ کمزور، چیونٹی سے زیادہ کثیر، چیونٹی سے زیادہ طاقتور"

ایک حکایت: سیرت ابن ہشام میں غزوۂ حنین کے سلسلہ میں حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر ہے۔ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے قوم کی شکست سے پہلے جب کہ لوگ لڑائی میں مصروف تھے دیکھا کہ کالے اور بہترین نسل کے گھوڑے آسمان سے اتر رہے ہیں، یہاں تک کہ وہ گھوڑے ہماری قوم کے درمیان آ گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ گھوڑے سیاہ چیونٹیوں کی شکل میں میدان جنگ میں پھیل چکے ہیں۔ اور میدان ان سیاہ چیونٹیوں سے بھر گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ سو اس کے بعد مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں رہا کہ یہ فرشتے ہیں اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب کفار کی قوم کی شکست لازم ہو چکی ہے۔

خواص: اگر چیونٹیوں کے انڈے لے کر خشک کر لئے جائیں تو پھر ان کو جسم کے کسی حصہ پر لگایا جائے تو وہاں بال نہیں آئیں گے۔ اگر چیونٹی کے انڈوں کو کسی قوم کے درمیان پھینک دیا جائے تو وہ الگ ہو جائے گی یعنی بھاگ جائے گی۔ اگر چیونٹی کے انڈے ایک درہم کے برابر کسی چیز میں ملا کر کسی آدمی کو پلا دیئے جائیں تو وہ آدمی اپنی شرمگاہ پر قابو نہیں پا سکے گا اور اس کی شرمگاہ سے ریح نکلتی رہے گی۔ اگر چیونٹی کے بل کو گائے کے گوبر سے بند کر دیا جائے تو چیونٹی اسے نہ کھول سکے گی بلکہ وہاں سے بھاگ جائے گی۔ اسی طرح اگر بلی کا پاخانہ چیونٹی کے سوراخ پر رکھ دیا جائے تو چیونٹی اپنے سوراخ کو کھول نہیں سکے گی اور وہاں بھاگ جائے گی۔

سے بھاگ جائے گی۔ اگر چیونٹی کے سوراخ کو مقناطیس سے بند کر دیا جائے تو چیونٹیاں ہلاک ہو جائیں گی۔ اسی طرح اگر سفید زیرہ پیس کر چیونٹیوں کے سوراخ میں ڈال دیا جائے تو چیونٹیاں باہر نہیں نکل سکیں گی۔ اسی طرح آب سماق اگر کسی گھر میں چھڑک دیا جائے تو وہاں سے مچھر بھاگ جائیں گے اگر ایک قطرہ تارکول چیونٹیوں کے سوراخ میں ڈال دیا جائے تو چیونٹیوں کی موت واقع ہو جائے گی۔ اگر گندھک پیس کر چیونٹیوں کے سوراخ میں ڈال دی جائے تو چیونٹیاں ہلاک ہو جائیں گی۔ اگر کسی چیز کے پاس حائضہ عورت کے حیض کے کپڑے کو لٹکا دیا جائے تو چیونٹیاں اس کے قریب نہیں آئیں گی۔

قوت باہ کا نسخہ: اگر ساٹھ بڑے چیونٹوں کو پکڑ کر روغن پارہ سے بھری ہوئی شیشی میں ڈال لیا جائے اور پھر شیشی کا ڈھکن بند کر کے کسی ایسی جگہ میں جہاں کوڑا وغیرہ پڑا رہتا ہو ایک رات اور ایک دن تک گاڑ دیں پھر اس شیشی کو نکال کر اور تیل صاف کر کے اسے آلہ تناسل پر ملیں تو قوت باہ میں اضافہ ہوگا اور دیر تک امساک کرنا آسان ہو جائے گا۔

تعبیر: خواب میں چیونٹیوں کو دیکھنا کمزور اور حریص افراد پر دلالت کرتا ہے خواب میں چونٹیوں کو دیکھنے کی تعبیر لشکر اور اولاد سے بھی دی جاتی ہے۔ نیز چونیٹوں کو خواب میں دیکھنا زندگی پر دلالت کرتا ہے سو جو شخص خواب میں دیکھے کہ چیونٹیاں کسی گاؤں یا شہر میں داخل ہوگئی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ کوئی لشکر گاؤں یا شہر میں داخل ہوگا جو خواب میں دیکھے کہ چیونٹیاں بھاری بوجھ لاد کر اس گھر میں داخل ہو رہی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے بہت زیادہ مال حاصل ہوگا۔ جو شخص خواب میں بستر پر چیونٹیاں دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کی اولاد کثرت سے ہوگی۔ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ چیونٹیاں کسی مکان سے اڑ کر جا رہی ہیں تو اگر اس جگہ کوئی مریض ہے تو اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ یا وہاں سے لوگ سفر کر کے کہیں اور چلے جائیں گے اور وہ اذیت میں مبتلا ہوں گے۔ چیونٹی کو خواب میں دیکھنا رزق کی وسعت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ چیونٹیاں صرف اسی گھر میں داخل ہوتی ہیں جہاں بہت زیادہ رزق ہو۔ اگر کوئی مریض خواب میں دیکھے کہ اس کے جسم پر چیونٹیاں چل رہی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کی موت ہو جائے گی کیونکہ چونٹی زمین میں رہنے والی مخلوق ہے جس کا مزاج سرد ہے۔ جاما سب نے کہا ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس کے مکان سے چیونٹیاں نکل رہی ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو غم لاحق ہوگا۔ واللہ اعلم۔

النہار

"النہار" اس کا مطلب سرخاب کا بچہ ہے اہل عرب کہتے ہیں کہ (سرخاب کے بچے سے بھی زیادہ احمق)۔

بطلیوسی نے "شرح الکاتب" میں لکھا ہے کہ اصل میں اہل لغت نے "النہار" کے معنی میں اختلاف کیا ہے کچھ اہل علم نے کہا ہے کہ "النہار" کا مطلب بھٹ تیتر کا بچہ ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ "النہار" کا مطلب "نر الو" ہے۔ اس کی مادہ کو صیف کہا جاتا ہے۔

بعض کے نزدیک "النہار" کا مطلب "نر سرخاب" ہے اور اس کی مادہ کو "لیل" کہا جاتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ "النہار" کا مطلب سرخاب کا بچہ ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہی قول صحیح ہے۔ واللہ اعلم

النھاس

"النھاس" (نون مشدد کے ساتھ) اس کا مطلب شیر ہے۔

النھس

"النھس" اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جو لٹورے کی طرح کا ہوتا ہے مگر یہ پرندہ لٹورے کی طرح رنگین نہیں ہوتا۔ یہ پرندہ اپنی دم کو حرکت دیتا رہتا ہے اور چڑیوں کا شکار کرتا ہے۔ اس کی جمع "نھسان" آتی ہے جس طرح "المرد" کی جمع "مردان" آتی ہے۔ ابن سیّدہ نے کہا ہے کہ "النھس" لٹورے کی ایک قسم ہے نیز اس کو "النھس" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ گوشت نوچ کر کھاتا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شرجیل بن سعد کو دیکھا کہ انہوں نے "اسواق" میں ایک "نھس" کا شکار کیا اور اس کے بعد اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر چھوڑ دیا۔ (رواہ احمد و معجم طبرانی)

"الاسواق" حرم مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے جس کو حضور اکرم شاہ بنی آدم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ نے شکار کو اس لئے چھوڑ دیا ہوگا کیونکہ حرم مدینہ منورہ کا شکار بھی حرم مکہ کے شکار کی طرح حرام ہے۔

حکم: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "النھس" حرام ہے جس طرح درندے حرام ہیں کیونکہ "النھس" درندوں کی طرح نوچ کر گوشت کھاتا ہے۔

النھام

"النھام" (نون کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے قصہ میں اس پرندے کا ذکر کیا ہے۔ حضرت امام جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "النھام" کا مطلب پرندے کی ایک قسم ہے۔

النھسر

"النھسر" (بروزن جعفر) اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "النھسر" کا مطلب خرگوش کا بچہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ "النھسر" کا مطلب بجو ہے۔

النواح

"النواح" اس کا مطلب قمری کی طرح ایک پرندہ ہے "النواح" اور قمری کے احوال ایک جیسے ہیں لیکن یہ قمری سے زیادہ

گرم مزاج ہوتا ہے اور اس کی آواز قمری کی آواز سے دھیمی ہوتی ہے۔ یہ پرندہ آواز کے لحاظ سے بالکل ایسا ہے گویا خوش الحان سریلی آوازوں والے پرندوں کا بادشاہ ہو۔ یہ پرندہ اپنی سریلی آواز کے ذریعے تمام پرندوں کو بولنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی آواز بہت سریلی ہوتی ہے اور تمام پرندے اس کی آواز سننے کے شوقین ہوتے ہیں۔ نیز اس پرندہ پر اپنی ہی آواز سے مستی چھا جاتی ہے۔

النوب

"النوب" (نون کے پیش کے ساتھ) اس کا مطلب شہد کی مکھیاں ہیں اس لفظ کا کوئی واحد نہیں ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا واحد "نائب" ہے۔

النورس

"النورس" اس کا مطلب سفید رنگ کا آبی پرندہ ہے جسے "زمج الماء" بھی کہا جاتا ہے۔ زاء کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

النوص

"النوص" (نون کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب جنگلی گدھا ہے۔

النون

"النون" اس کا مطلب مچھلی ہے اس کی جمع کے لئے "نینان" اور "انوان" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جس طرح "حوت" کی جمع "حیتان" اور "احوات" آتی ہے۔ اصل میں کتاب کے شروع میں "باب الباء" میں لفظ "بالام" کے تحت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی یہ روایت گزر چکی ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک یہودی نے اہل جنت کے تحفہ کے بارے میں سوال کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جنتیوں کو جنت میں کھانے کے لئے تحفہ کے طور پر) مچھلی کا کلیجہ کا ٹکڑا ملے گا۔ (رواہ مسلم والنسائی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ جو سمندروں کی تاریکیوں میں مچھلیوں کے اختلاف سے واقف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھ، قلم نے کہا میں کیا لکھوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تقدیر لکھ، قلم نے اس دن سے قیامت تک آنے والے تمام حالات اور تمام چیزیں لکھ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ پانی سے بھاپ اٹھی اور اس سے آسمان بن کر ظاہر ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے "النون" مچھلی کو پیدا فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس مچھلی پر بچھا دیا۔ زمین مچھلی کی پشت یعنی پیٹھ پر تھی۔ مچھلی نے کروٹ بدلنا چاہی تو زمین ہلنے لگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے زمین پر پہاڑوں کو پیدا کر دیا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس جلدی سے اس مچھلی کی طرف گیا جس کی پیٹھ پر اللہ تعالیٰ نے پوری

زمین رکھ دی تھی۔ ابلیس نے اس مچھلی کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ ''اے ''لوتیا'' (مچھلی کا نام) کیا تو جانتی ہے کہ تیری پیٹھ پر کتنے لوگ، کتنے جانور، درخت اور پہاڑ ہیں سو اگر تو ان سب کو جھاڑ کر اپنی پیٹھ سے گرا دے تو ضرور تجھے آرام ملے گا۔ مچھلی نے ارادہ کیا کہ ایسا ہی کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک کیڑا بھیجا، وہ کیڑا اس مچھلی کی ناک میں داخل ہو گیا اور اس کے دماغ تک چلا گیا۔ مچھلی اس کیڑے کی تکلیف سے اللہ سے گریہ وزاری کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو مچھلی کے دماغ سے نکلنے کا حکم دیا، وہ کیڑا مچھلی کے دماغ سے باہر نکل آیا۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ مچھلی اس کیڑے کو دیکھتی رہتی ہے اور وہ کیڑا اس مچھلی کو دیکھتا رہتا ہے۔ اگر مچھلی پھر حرکت کا ارادہ کرے تو پھر کیڑا اس کے دماغ میں داخل ہو جائے گا جس طرح پہلے داخل ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس مچھلی کا نام (جس کی پیٹھ پر اللہ تعالیٰ نے زمین رکھ دی تھی) ''یہموت'' ہے۔

مسند درامی میں حضرت مکحول کی یہ روایت ذکر ہے کہ حضرت مکحول فرماتے ہیں: رسولِ انور شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جس طرح کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ پھر حضور اکرم، نورِ مجسم، بی بی آمنہ کے دلبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں''۔ (فاطر، آیت: 28) تلاوت فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین کی مخلوقات اور مچھلیاں سمندر میں اس عالم کے لئے دعائے خیر کرتی رہتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی بات بتاتا ہے''۔ (رواہ الدرامی)

حضرت خولہ بنت قیس زوجہ حمزہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ دونوں فرماتے ہیں کہ حضور صاحب شریعت، ہم غریبوں کے سرور، صاحب جود و نوال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اپنے قرض خواہ کے پاس اپنے حق کا مطالبہ کرنے کی غرض سے جاتا ہے اس کے لئے زمین کی مخلوقات اور پانی کی مچھلیاں دعائے رحمت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے اور جو قرض خواہ اپنے قرض دار کے حق کی ادائیگی سے قدرت کے باوجود ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔ ایسے آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہر دن ایک گناہ لکھتا رہتا ہے۔ (رواہ البیہقی)

ابو بکر بزار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسولِ انور، شاہِ بنی آدم، مخزن جود و سخا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے قرض خواہ کے پاس اپنے حق کا مطالبہ کرنے کی غرض سے جاتا ہے اس کے لئے زمین کی مخلوقات اور پانی کی مچھلیاں رحمت کی دعا کرتی ہیں اور اس کے لئے اس کے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

دینوری نے ''المجالسۃ'' کے چھٹے حصے کے شروع میں ہی امام اوزاعی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے یہاں ایک شکاری تھا جو مچھلیوں کا شکار کرتا تھا۔ وہ شکاری ہر روز شکار کے لئے جاتا تھا۔ اور جمعہ کے دن جمعہ کا احترام بھی اس شکاری کے لئے شکار سے مانع نہیں بنتا تھا۔ ایک دن وہ شکاری اپنے خچر سمیت زمین میں دھنس گیا۔ لوگ اس کو

دیکھنے کے لئے نکلے تو خچر بھی زمین میں دھنس گیا تھا اور خچر کے کانوں اور دم کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔

''ذوالنون'' مچھلی والے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یونس بن متی علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے تاریکیوں میں پکارا تھا۔

''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین''

کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ (پارہ: 17، سورۃ الانبیاء، آیت: 87)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مستجاب الدعوات تھے۔ ان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تم کو ایسا کلمہ بتلاتا ہوں جو بھی مصیبت زدہ اس کلمہ کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور فرما دے گا اور جو مسلمان بندہ بھی اس کلمہ کے ذریعے دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔ وہ کلمہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے:

''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین'' (رواہ الترمذی)

''الظلمات'' جمع ہے۔ اس کا مطلب مچھلی کے پیٹ کی تاریکی رات کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مچھلی کی تاریکی جس کو دوسری مچھلی نے نگل لیا تھا۔ اس بات میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنی مدت تک رہے؟ کہا گیا ہے کہ سات گھڑی حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ بعض کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک رہے، بعض اہل علم کے نزدیک یہ مدت سات دن تک ہے، بعض کے نزدیک چودہ دن تک، حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں قیام کیا۔ نیز حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں دریا کے پانی کی طرح تیر رہے تھے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الزہد'' میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں حصہ دن کا کچھ ٹھہرے۔

وہ اس طرح کہ دوپہر سے کچھ پہلے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے کے قریب مچھلی کو جمائی آئی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے سورج کی روشنی دیکھی تو فرمایا: ''لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین'' حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا اور آپ کی حالت انڈے سے نکلنے والے چوزے کی طرح ہو گئی تھی۔ اس آدمی نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا آپ اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں؟ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہیں کرتا اگر اللہ تعالیٰ مچھلی کے پیٹ میں بازار لگانے کا ارادہ کرے تو وہ (اللہ تعالیٰ) ضرور ایسا کر سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک، غریبوں

کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی (حکم دیا) کہ یونس کے گوشت کو نہ کھائے۔ اور ان کی ہڈی کو نہ توڑے۔ مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا پھر سمندر میں اپنے ٹھکانہ کی طرف چلی۔ جب مچھلی سمندر کی تہہ میں چلی گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے آہٹ سنی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی اس حال میں کہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے کہ یہ آہٹ جو آپ نے سنی سمندر کی مخلوقات کی تسبیح ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی اس حال میں کہ آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ فرشتوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی تسبیح سنی تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم نے دور دراز سرزمین میں نہایت ہلکی آواز سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا بندہ یونس ہے جسے میں نے سمندر میں مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا ہے۔ فرشتوں نے کہا وہ نیک بندہ ہے جس کی طرف سے ہر روز نیک عمل آپ کی خدمت میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک۔ فرشتوں نے اسی وقت حضرت یونس علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا اور مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو ساحل پر ڈال دیا۔

جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

پھر ہم نے اسے میدان پر ڈال دیا اور وہ بیمار ہوا تھا۔ (پارہ:23 سورۃ الصفت آیت 145)

مروی ہے کہ مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو پورے سمندر میں لے کر پھرتی رہی یہاں تک کہ اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو موصل کے کنارے "نصیبین" میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو "عراء" میں ڈال دیا اور "عراء" کا مطلب ایسی زمین ہے جو پہاڑوں، درختوں اور پانی وغیرہ سے خالی ہو۔ اس وقت حضرت یونس علیہ السلام بیمار تھے جس طرح گوشت کے لوتھڑے میں جان پڑنے کے بعد بچہ ہوتا ہے جبکہ اس کے اعضاء اچھی طرح واضح نہ ہوں۔ مگر یہ کہ حضرت یونس علیہ السلام کے اعضاء میں سے کوئی عضو کم نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو ایک کدو کی بیل کا سایہ پہنچا دیا۔ اور ایک پہاڑی بکری کا دودھ عطا فرمایا جو صبح و شام آ کر حضرت یونس علیہ السلام کو دودھ پلایا کرتی تھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کدو کی بیل ہی سے غذا حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کدو کی بیل سے رنگ برنگ کے کھانے اور مختلف چیزیں حاصل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر جو کدو کی بیل اگائی اس کی حکمت یہ تھی کہ کدو کی بیل کے پاس مکھیاں نہیں جاتیں اور کدو کے پتوں کے عرق کو بھی اگر کسی جگہ چھڑک دیا جائے تو وہاں مکھیاں نہیں جاتیں۔ کدو کی بیل کے پتے اس شخص کے لئے نافع ہیں جس کے بدن سے حضرت یونس علیہ السلام کی طرح کھال نکل کر گوشت ظاہر ہو جائے۔

حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت یونس علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کدو کی بیل کو خشک کر دیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بیل پر دیمک کو مسلط کر دیا۔ دیمک نے کدو کی بیل کی جڑیں کاٹ دیں حضرت یونس علیہ السلام نیند سے جاگے تو سورج کی گرمی محسوس ہوئی۔ حضرت یونس علیہ السلام سورج کی گرمی کو

برداشت نہ کر سکے تو اظہار رنج وغم کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی اے یونس! آپ کدو کی ایک بیل کے خشک ہونے پر غم کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن لاکھوں انسانوں کی ہلاکت پر غم کا اظہار نہیں کرتے۔ حالانکہ انہوں نے توبہ کی اور ان کی توبہ قبول بھی ہوگئی تھی۔

فائدہ: دینوری نے ''المجالسۃ'' میں اور ابوعمر بن عبدالبر نے ''التمہید'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شاہ روم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا' جس میں کچھ سوالات پوچھے گئے۔

i۔ سب سے افضل کلام کون سا ہے اور اس کے بعد دوسرا' تیسرا' چوتھا اور پانچواں افضل ترین کلام کون سا ہے؟

ii۔ شاہ روم نے لکھا کہ اللہ کے نزدیک معزز ترین بندہ کون ہے اور سب سے افضل بندی کون ہے؟

iii۔ وہ چار نفوس کون سے ہیں جو ہیں تو روح لیکن انہوں نے اپنے ماؤں کے پیٹ میں اپنے پاؤں نہیں پھیلائے؟

iv۔ شاہ روم نے خط کے ذریعے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ وہ کون سی قبر ہے جو صاحب قبر کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی؟

v۔ شاہ روم نے خط کے ذریعے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ''المجرۃ'' اور ''القوس'' اور اس جگہ کے بارے میں پوچھا جہاں سورج صرف ایک مرتبہ طلوع ہوا ہے نہ کبھی اس سے پہلے طلوع ہوا ہے اور نہ کبھی اس کے بعد اس جگہ طلوع ہوگا؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاہ روم کا خط پڑھا تو فرمایا۔ اللہ تجھے رسوا کرے مجھے ان باتوں کا کیا علم؟

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ہے کہ آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھ کر معلوم کر لیجئے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جوابی خط لکھا کہ

i۔ بے شک سب سے افضل کلام ''لا الٰہ الا اللہ'' کلمہ اخلاص ہے۔ اس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوگا۔ اس کے بعد افضل ترین کلام ''سبحان اللہ وبحمدہ'' ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث ہے۔ اس کے بعد افضل ترین کلام ''الحمد للہ'' کلمہ شکر ہے۔ اس کے بعد افضل ترین کلام ''اللہ اکبر'' اور پانچواں افضل ترین کلام ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' ہے۔

ii۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل ترین بندہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر ان کو تمام چیزوں کے نام سکھائے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے معزز ترین بندی حضرت مریم علیہا السلام ہیں جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے شکم میں پیدا کردہ روح پھونک دی۔

iii۔ وہ چار نفوس جنہوں نے اپنی ماں کے پیٹ میں پاؤں نہیں پھلائے تھے یہ ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام۔

حضرت حوا علیہا السلام

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی

اور وہ مینڈھا جسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو زمین پر گرتے ہی اژدھا بن گیا تھا۔

iv۔ رہی وہ قبر (جو صاحب قبر کو لئے ہوئے چلتی پھرتی ہے)' وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا اور وہ حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے شکم میں لئے سمندر میں گھومتی پھرتی تھی۔

v۔ "المجرۃ" کا مطلب آسمان کا دروازہ ہے اور القوس (دھنک) قوم نوح کے غرق ہونے کے بعد اہل زمین کے لئے امان کی نشانی کو کہتے ہیں۔ وہ جگہ جہاں سورج ایک مرتبہ طلوع ہوا نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ دوبارہ طلوع ہوگا۔ وہ جگہ بحر قلزم کا وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو عبور کرنے کے لئے خشک کر دیا تھا۔

جب یہ خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے وہ خط شاہ روم کی طرف بھیج دیا۔ شاہ روم نے خط پڑھ کر کہا مجھے معلوم تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان سوالات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ایک آدمی اب بھی موجود ہے جس نے ان سوالات کے صحیح صحیح جوابات دے دیئے۔

باب الھاء

الھالع

"الھالع" اس کا مطلب تیز رفتار شتر مرغ ہے شتر مرغ کی مادہ کے لئے "ھالیہ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

الھامة

"الھامة" اس کا مطلب "طیر اللیل" رات کا پرندہ ہے۔ اس پرندے کو "الصدی" بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع کے لئے "ھام" اور "ھامات" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اصل میں یہ بات "البوم" (الو) کے تحت گزر چکی ہے کہ الو کے لئے "الصدی" اور "الصیدح" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ نیز یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ الو پر ان تمام ناموں (بوم صدی ہامہ) کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس پرندے کو "الصدی" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پیاسا ہوتا ہے اور عربی زبان میں "الصدی" کے معنی پیاس کے آتے ہیں۔ اہل عرب کہتے ہیں کہ یہ پرندہ مقتول کی کھوپڑی سے پیدا ہوتا ہے اور برابر مقتول کے خون کا پیاسا ہوتا ہے اور یہ پرندہ کہتا ہے کہ مجھے پلاؤ یہاں تک کہ قاتل سے بدلہ لے لیا جائے۔ تو یہ پرندہ خاموش ہو جاتا ہے۔

"الصدی" کا مطلب پیاس ہے اور "الصادی" کا مطلب پیاسا ہوتا ہے۔ "الصدی" کا اطلاق آواز کی بازگشت پر بھی ہوتا ہے۔ اہل عرب جب کسی شخص کو بددعا دیتے ہیں تو کہتے ہیں (اللہ تعالیٰ اس کی آواز کی بازگشت اس کے کانوں تک واپس نہ کرے) اصل میں پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ "الصدی" کا اطلاق الو کے سر کے مشابہ ہوتا ہے۔ "الصدی" الو کا سر بڑا اور آنکھیں کشادہ ہوتی ہیں۔ اور یہ انسان کے سر کی طرح ہوتا ہے۔ اس لئے انسان کے سر کو بھی "الھامة" کہا جانے لگا جو کہ الو کا نام ہے۔ الو کو "الھامة" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ "الھامة" ھیم سے نکلا ہے اور ھیم ایک قسم کی بیماری ہے جس میں اونٹ کو پانی پلاتے ہیں مگر وہ سیراب نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْھِیْمِ O (پارہ: 27 سورہ الواقعہ آیت 55) جیسے سخت پیاسے اونٹ پئیں۔

ھیم کی جمع "اھیم" ہے بعض لوگوں نے "الھامة" (الو) کو "المصاص" (چوسنے والا) کہا ہے کیونکہ "الو" کبوتر کا خون چوستا ہے۔ بعض الوؤں کو "بومة" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ یہی لفظ "بومة" بولتے ہیں اور بعض "الو" "قوق" کا لفظ بولتے ہیں۔ اس لئے انہیں "قوقہ" کہا جاتا ہے اس کی مادہ کے لئے "ام قویق" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ تمام الو کی اقسام ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا"لا صفر و لا هامة" صفر اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔(رواہ مسلم)

اس حدیث کی دو تاویلیں ہیں۔ پہلی تاویل یہ ہے کہ اہل عرب "الهامة" سے بدفالی لیتے تھے اور "الهامة" ایک مشہور پرندہ ہے جسے طیر اللیل کہا جاتا ہے جس طرح پہلے گزرا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ "البومة" ہے اور یہ جب کسی کے گھر پر گزر جائے تو اہل عرب کہتے ہیں کہ اس گھر کے مالک یا اس کے اہل وعیال کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ تفسیر امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی ہے۔

دوسری تاویل یہ ہے کہ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ اس مقتول کی روح جس کے خون کا بدلہ نہ لیا گیا ہو" هامة" (الو) کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور پھر وہ قبر کے قریب چلاتی رہتی ہے اور کہتی ہے "اسقونی اسقونی من دم قاتل" (مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ" قاتل کے خون سے) جب مقتول کے خون کا بدلہ لے لیا جاتا ہے تو اڑ جاتی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل عرب کا خیال تھا کہ مردہ کی ہڈی الو کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کو "الصدی" کہا جاتا تھا۔ اس حدیث کی اکثر علماء نے یہی تفسیر کی ہے اور یہ مشہور ہے۔ اس بات کا بھی جواز موجود ہے کہ اس حدیث سے دونوں تفسیریں مراد لی جائیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "لاصفر و لاهامة" کے الفاظ فرما کر دونوں سے منع فرمایا ہوگا۔

ابونعیم نے "الحلية" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہاں حضرت کعب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین کیا میں عجیب وغریب واقعہ نہ سناؤں جو میں نے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں پڑھا ہے۔ (وہ واقعہ یہ ہے) کہ بے شک ایک الو حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آیا سو "ہامہ" (الو) نے کہا "السلام علیك یانبی الله" حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا "وعلیکم السلام یا هامة" حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ اے الو! مجھے اس بات کی خبر دو کہ تو دانے وغیرہ کیوں نہیں کھاتا؟ ہامہ (الو) نے کہا: اے اللہ کے نبی! بے شک حضرت آدم علیہ السلام کو دانے کھانے کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے "الو" سے فرمایا کہ تو پانی کیوں نہیں پیتا۔ الو نے کہا کہ اے اللہ کے نبی میں اس لئے پانی نہیں پیتا کہ اس میں (پانی میں) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ڈوب کر ہلاک ہوئی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے الو سے فرمایا کہ تو نے آبادی کو چھوڑ کر ویران علاقے میں کیوں سکونت اختیار کی؟ ہامہ (الو) نے کہا کہ ویران علاقے اللہ کی میراث ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی میراث میں رہتا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے تو یہ ہیں ان کے مکان کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم اور ہمیں وارث ہیں۔ (پارہ:20، سورۃ القصص، آیت:58)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے "الو" سے فرمایا کہ جب تو کسی ویران علاقے میں بیٹھتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ الو نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو اس جگہ خوشی سے رہتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے الو سے فرمایا کہ جب تو آبادی سے گزرتا ہے تو چیختے ہوئے کیا کہتا ہے؟ الو نے کہا کہ میں

کہتا ہوں کہ ہلاکت ہے بنی آدم کے لئے کہ وہ کیسے سو جاتے ہیں۔ حلانکہ مصیبتیں ان کے سامنے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو دن کے وقت کیوں نہیں نکلتا؟ الو نے کہا کہ میں بنی آدمی کے ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی وجہ سے دن کے وقت گھونسلہ سے نہیں نکلتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ تو چیختے ہوئے کیا کہتا ہے؟

الو نے کہا میں کہتا ہوں: اے غافلو! زادراہ تیار کرلو اور اپنے سفر آخرت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے روشنی کو پیدا کیا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ پرندوں میں الو سے زیادہ انسان کا خیر خواہ اور ہمدرد کوئی نہیں ہے اور جاہلوں کے نزدیک ''الو'' سے زیادہ مبغوض ترین پرندے کوئی نہیں ہے۔

ایک مسئلہ: فتاویٰ قاضی میں ذکر ہے کہ جب الو چیخے اور کوئی شخص الو کے چیخنے پر کہے کہ کوئی آدمی مرجائے گا۔ سو بعض اہل علم نے ایسے شخص کے بارے میں فتویٰ دیا ہے کہ وہ شخص کافر ہو جائے گا لیکن بعض نے ایسے شخص کے بارے میں کہا ہے کہ اگر اس شخص نے بدفالی کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہوتو پھر وہ شخص کافر ہو جائے گا اور اگر یونہی کہہ دیئے تو پھر کافر نہیں ہوگا۔ ''الھوام'' کا مطلب حشرات الارض (زمین کے کیڑے مکوڑے) ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہ سانپ جنات میں سے بھی ہوتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں ان کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ ان کو تین مرتبہ تنگی میں مبتلا کرے۔ (رواہ ابوداؤد)

''النہایہ'' میں ذکر ہے کہ تنگی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی (سانپ وغیرہ سے) یہ کہے کہ اگر تو دوبارہ ہماری طرف آیا تو تیرے لئے یہ جگہ تنگ ہو جائے گی۔ اگر ہم تجھے تلاش کر کے بھگائیں یا قتل کر دیں تو ہمیں ملامت نہ کرنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: حضور صاحب شریعت، مختار کل کائنات، مخزن جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے تھے۔ **اعیذ کما بکلمات اللہ التامة من کل شیطان وهامة ومن کل عین لامة** (میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور ہر سانپ، بچھو وغیرہ سے اور ہر قسم کی نظر بد سے)۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو انہی کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے تھے۔ (رواہ البخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ)

خطابی نے کہا ہے کہ ''الھامة'' ''الھوام'' کا واحد ہے اور اس کا مطلب زہریلے جانور سانپ، بچھو وغیرہ ہیں سو اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے اور اہل عرب جس ''ھامة'' (الو) سے بدفالی لیا کرتے تھے وہ تخفیف المیم کے ساتھ ہے اور حدیث میں مذکور ''ھامة'' کا مطلب زہریلے سانپ، بچھو وغیرہ ہیں۔ جس طرح کہ خطابی نے کہا ہے یا ''ھامة''

سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اذیت پہنچانے کا ارادہ کرے۔ "ھامۃ ھیم یھم" سے اسم فاعل ہے۔ جس کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں۔ گویا کہ نبی مکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "ومن کل عین لامۃ" کا مطلب ہر قسم کی نظر بد ہے خطابی نے کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "بکلمات اللہ التامۃ" سے اس بات پر استدلال کرتے تھے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بے شک رسولِ اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مخلوق سے پناہ نہیں مانگتے تھے۔ معلوم ہوا کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

بخاری و مسلم میں حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر ہے۔ حضرت کعب بن عجرۃ فرماتے ہیں: میرے بارے میں قرآن کریم میں یہ آیت فمن کان منکم مریضاً اوبہ اذیً من راسہ "سو جو شخص مریض ہو یا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور اس بناء پر اپنا سر منڈوالے تو اسے چاہئے کہ فدیے کے طور پر روزہ رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے"۔ (البقرہ آیت:196) نازل ہوئی تو میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم نورِ مجسم شفیع معظم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قریب ہو جاؤ۔ میں حضور سید المبارکین سراج السالکین انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا۔ حضور اللہ کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں تمہارے سر کی جوئیں تکلیف دیتی ہیں؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر حضور مکی مدنی سرکار مدینے کے تاجدار بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ روزے کے فدیہ میں یا تو روزہ رکھ لو یا صدقہ کر دو یا قربانی کرو جو بھی تمہارے لئے آسان ہو۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار سرکار ابد قرار بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے (100) رحمتیں پیدا فرمائی ہیں اور ان میں سے ایک رحمت انسان چوپایوں جنات اور حشرات الارض میں تقسیم فرمادی جس سے ان میں باہم مہربانی اور رحمدلی کا معاملہ ہے اور اس رحمت کی وجہ سے جانور اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اور دوسری ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے باقی رکھیں میں عنقریب اس کا ذکر واؤ کے باب میں آئے گا۔

"احیاء" میں جمعہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ بے شک پرندے اور دوسرے جانور ایک دوسرے سے جمعہ کے دن ملاقات کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو (تم پر سلامتی ہو سلامتی ہو آج کا دن بہت اچھا ہے) کہتے ہیں۔ "قوت القلوب" میں بھی اسی طرح ذکر ہے۔

سانپ بچھو وغیرہ سے حفاظت کا عمل: "فردوس الحکمۃ" میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں ایک آیت ہے جو شخص بھی آیت کو پڑھ لے وہ سانپ بچھو وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ وہ آیت درج ذیل ہے۔

"انی توکلت علی اللہ ربی وربکم مامن دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا ان ربی علی صراط مستقیم" (ھود آیت:56)

میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اصل میں باء کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ ابن ابی الدنیا نے "کتاب الدنیا" میں نقل کیا ہے کہ افریقہ کے حاکم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی طرف خط لکھا جس سے حاکم افریقہ نے شکایت کی کہ افریقہ میں سانپ، بچھو وغیرہ بہت زیادہ ہیں۔ حضرت عمرو بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم افریقہ کی طرف لکھا کہ تم میں سے ہر ایک صبح وشام یہ آیت "وما لنا ان لانتو کل علی ا للہ وقد ھدانا سبلنا" پڑھا کرے۔

ایک واقعہ: "کتاب النصائح" میں لکھا ہے کہ ایک سیاح ہر خوفناک چیز کے پاس چلا جاتا تھا جس سے مسافر ڈرتے تھے اور سانپ بچھو اور درندوں سے اپنی حفاظت نہیں کرتا تھا۔ لوگوں کو اس کے اس طرز عمل کی وجہ سے حیرانی ہوئی اور لوگوں نے اسے ڈرایا کہ خود فریبی کی وجہ سے کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جانا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے اپنے معاملہ میں بصیرت حاصل ہے۔ اصل میں واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ تاجر بن کر اپنے دوستوں کے ساتھ سفر کیا تو ایک جگہ دیہاتی چور ہمارے اردگرد رات کو چکر لگایا کرتے تھے اور تاک میں رہتے تھے۔ میں اپنے ساتھیوں میں بہت زیادہ ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ جاگنے والا تھا۔ میں ایک دیہاتی آدمی جس کا نام صلاح الدین تھا' کے ساتھ پہرہ دے رہا تھا۔ جب اس دیہاتی نے میری یہ کیفیت دیکھی تو اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود پڑھو اور اطمینان سے سو جاؤ۔ میں نے اسی طرح کیا اور سو گیا۔ اچانک ایک آدمی مجھے جگانے لگا' میں ڈر کر اٹھ گیا۔ میں نے کہا تو کون ہے؟ اس شخص نے کہا میرے ساتھ رحم کا معاملہ کرو اور میری غلطی معاف کرو' میں نے کہا کیا ہوا؟ اس نے کہا میرا ہاتھ تمہارے سامان کے ساتھ چپک گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس دیہاتی چور نے وہ گٹھڑی پھاڑ دی تھی جس پر میں سر رکھ کر سویا ہوا تھا اور وہ چور اس گٹھڑی میں ہاتھ ڈال کر کپڑے نکالنا چاہتا تھا۔ مگر اپنا ہاتھ باہر نہ نکال سکا۔ میں نے اپنے سر کو نیند سے بیدار کیا اور اس سے معاملہ کی خبر دی اور اس سے گزارش کی کہ وہ اس شخص (چور) کے لئے دعا کرے سو سردار نے کہا کہ تم دعا کرنے کے زیادہ حقدار ہو کیونکہ تمہاری ہی وجہ سے اس کو مصیبت لاحق ہوئی ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس چور کے لئے دعا کی تو اسے مصیبت سے نجات مل گئی اور اس آدمی کا ہاتھ چھوٹ گیا۔ آج بھی وہ ہاتھ میں نہیں بھول سکا جس میں دبنے کی وجہ سے خون کی سیاہی نظر آ رہی تھی۔ (کتاب النصائح)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "کتاب النصائح" میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضور اللہ کے محبوب' دانائے غیوب منزہ عن العیوب' کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر (80) مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے (80) سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم کیسے کہیں؟ (یعنی ہم کس طرح درود بھیجیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو "اللھم صلی اللہ محمد عبدك ونبيك وحبيبك ورسولك النبى الامى وعلىٰ آله وصحبه وسلم"۔

غار ثور کا واقعہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ غار ثور میں نبی کریم' رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ پہنچے تو وہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار کے اندر داخل ہوئے اور اس میں منہ کے بل لیٹ گئے۔ حضور پاک' صاحب لولاک' نبی محتشم' دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے چاہا کہ اگر غار میں کوئی موذی جانور ہو تو میں اپنی جان قربان کر کے آپ کو بچالوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قیمتی چادر تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو پھاڑا اور اس کے ٹکڑوں سے غار ثور کے موجود سوراخوں کو بند کر دیا مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر دیا۔

تعبیر: الو کو خواب میں دیکھنا زانیہ عورت پر دلالت کرتا ہے۔ نیز الو کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر فرمانبردار عورت سے دی جاتی ہے۔

حکم: ''الو'' کا کھانا حرام ہے۔

الهبع

''الهبع'' اس کا مطلب اونٹنی کا آخری بچہ ہے مطلب جو اونٹنی اس بچہ کے بعد کوئی اور بچہ نہ جنے۔ اس کی مؤنث ''هبعة'' آتی ہے۔ اس کی جمع کے لئے ''هبعات'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

الهبلع

''الهبلع'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب سلوقی (یعنی سلوق کے علاقے کا کتا) ہے اصل میں لفظ ''الکلب'' کے تحت ''باب الکاف'' میں (کتے کا) تفصیلی تذکرہ ہو چکا ہے۔

الهجاة

''الهجاة'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب مینڈک ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ مینڈک کو ''هاجة'' کہتے ہیں۔

الهجرس

''الهجرس'' اس کا مطلب لونڈی کا بچہ ہے اُس کی جمع ''هجارس'' آتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ''ریچھ'' کا بچہ ہے ابو زید نے کہا ہے کہ ''الهجرس'' کا مطلب بندر ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عیینہ بن حصن الفزاری نے رسول اکرم' نور مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا پاؤں پھیلایا ہوا تھا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا (اے لومڑی کے بچہ کی آنکھ) تو نے اپنا پاؤں رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پھیلایا ہوا ہے۔

''الاستیعاب'' میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عامر بن طفیل اور ''اربد'' جناب رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے مدینہ کی کھجوروں میں سے اپنے حصہ کا سوال کیا؟ نبی اکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ میں ضرور آپ کے

لئے مدینہ کو مضبوط گھوڑوں اور جری نوجوان شہسواروں سے بھر دوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عامر بن طفیل کے شر سے میری حفاظت فرما۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے نیزہ اٹھایا اور ان کے ذریعے ان دونوں (عامر بن طفیل اور اربد) کے سر میں ضرب لگانے لگے اور فرماتے جاتے۔ (اے لومڑی کے بچو! تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ) سو عامر نے کہا تم کون ہو۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسید بن حضیر ہوں۔ عامر نے کہا تمہارے والد تم سے بہتر تھے۔ حضرت اسید نے فرمایا بلکہ میں تم سے بہتر ہوں اور میرے والد سے تم کو کیا واسطہ؟ میرے باپ کی موت کفر پر ہوئی تھی (حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ "الھجوس" کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "الھجرس" کا مطلب لومڑی ہے) جب اربد اور عامر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس لوٹے اور وہ دونوں ایک راستہ میں جا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی تو اس بجلی نے اربد کو جلا دیا اور اربد کے اونٹ کو بھی جلا دیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عامر کی گردن میں طاعون کا مرض پیدا کر دیا۔ طاعون کے مرض نے عامر قتل کر دیا۔ اور عامر اپنی موت کے وقت بنی سلول کی ایک عورت کے گھر تھا۔ یہ قصہ ان الفاظ "یا بنی عامرہ فدۃ کغدۃ البعیر و موتا فی بیت سلولیہ" سے مشہور ہو گیا۔ یعنی عامر کو اونٹ کی طرح طاعون کا مرض لاحق ہو گیا اور اس کی موت سلولی عورت (قبیلہ سلول سے تعلق رکھنے والی) کے گھر میں ہوتی۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مستغفری نے اپنی کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں عامر بن طفیل کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عامر بن طفیل نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ وہ اسے کچھ کلمات سکھا دیں تا کہ وہ ان کے مطابق زندگی گزار سکے۔ حضور اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عامر سلام کو رواج دو' بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور اللہ سے حیا کرو' جس طرح کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔ جب تم کوئی برائی کرو تو اس کے بعد نیکی کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ عامر بن طفیل اسلام نہیں لایا تھا اور اس کے بارے میں یہ قول کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ صرف دھوکہ ہے۔ کیونکہ عامر نے ایک لمحہ کے لئے بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اہل نقل (صحابہ کی تاریخ کو نقل کرنے والی جماعت اہلِ علم) کا اس کے بارے میں (یعنی عامر ایمان نہیں لایا تھا) کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اربد جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ یہ حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ حضرت لبید رضی اللہ عنہ شاعر تھے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام لانے کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے لیکن آپ نے کوئی شعر نہیں کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت لبید رضی اللہ عنہ سے شاعری چھوڑنے کی وجہ پوچھی تو حضرت لبید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے سورۂ بقرہ اور آل عمران کا علم عطا فرمایا ہے تو میں اس وقت سے شعر نہیں کہتا۔ یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت لبید رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں پانچ سو درہم بڑھا دیتے۔ اس کے بعد حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ اڑھائی ہزار درہم ہو گیا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلاف آیا۔ تو آپ نے ارادہ کیا کہ حضرت لبید رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں پانچ سو درہم کم کر دیئے جائیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت لبید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے وظیفہ سے

پانچ سو درہم کا جو اضافہ کیا ہے تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت لبید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اب میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے اور میرے انتقال کے بعد میرا معمولی وظیفہ اور اس میں ہونے والا اضافہ آدھا ہو جائے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس جواب سے رقت طاری ہو گئی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت لبید رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں کمی کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد چند ہی دن گزرے تھے کہ حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت لبید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد صرف ایک ہی شعر کہا تھا اور وہ یہ ہے

الحمد لله اذ لم یاتنی اجلی حتی لبست من الاسلام سربالا

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ میری موت نہیں آئی یہاں تک کہ میں نے جامۂ اسلام زیب تن کیا (یعنی اسلام قبول کر لیا)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

ولقد سئمت من الحیاة وطولها و سؤال هذا الناس کیف لبید

''اور میں اکتا گیا ہوں اپنی زندگی اور اس کی طوالت سے اور لوگوں کے اس سوال سے کہ اے لبید تو کیسا ہے؟''

الهجرع

''الهجرع'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ''سلوقی کتا'' ہے۔

الهجین

''الهجین'' اس کا مطلب وہ اونٹ یا آدمی ہے جس کا باپ عربی النسل اور ماں غیر عربی النسل یعنی عجمی نسل ہو۔

الهد هد

''الهدهد'' (یعنی دونوں ہاؤں پر پیش اور دونوں دالوں پر سکون) یہ ایک معروف پرندہ ہے۔ جس کے جسم پر مختلف رنگ کی دھاریاں (لکیریں) ہوتی ہیں۔ اس کے بہت سے رنگ ہوتے ہیں۔ اس کے لقب کے لئے ''ابو الاخبار' ابو ثمامہ' ابو الربیع' ابو روح' ابو سجاد اور ابو عباد کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس پرندے کو ''الهد هد'' بھی کہا جاتا ہے۔ ہدہد ایسا پرندہ ہے۔ جو بدبودار ہونے کے ساتھ ساتھ بدبو کو پسند بھی کرتا ہے۔ اسی لئے یہ اپنا گھونسلہ گندے مقامات پر بناتا ہے۔ نیز یہ عادت اس کی تمام جنسوں میں پائی جاتی ہے۔ اہل عرب کا ہدہد کے بارے میں یہ خیال ہے کہ یہ زمین کے نیچے پانی کو اس طرح دیکھ لیتا ہے جس طرح انسان گلاس کے اندر پانی دیکھ لیتا ہے۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ یہ پرندہ پانی کے سلسلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا رہبر تھا۔ اسی لئے اس کی عدم موجودگی میں اس کی تلاش کی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس سے ہدہد کی غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حج کی نیت سے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کا ارادہ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے رخت سفر باندھا اور انسان' جنات' شیاطین' پرندے اور دوسرے

جانوروں کو اپنے ساتھ لیا جس کی وجہ سے آپ کا لشکر سو فرسخ کے دائرے میں پھیل گیا۔ ہوا نے ان کو اٹھا لیا۔ جب آپ حرم میں پہنچ گئے تو آپ نے حرم مکہ میں قیام فرمایا جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام حرم مکہ میں قیام کے دوران ہر روز پانچ ہزار اونٹنیاں' پانچ ہزار بیل' اور بیس ہزار بکریاں ذبح فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پاس موجود قوم کے سرداروں سے فرمایا بے شک یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی عربی پیدا ہوں گے اور ان کی یہ صفت ہوگی اور ان کا رعب و دبدبہ ایک ماہ کی مسافت تک پہنچ جائے گا۔ حق کے معاملہ میں ان کے نزدیک اجنبی اور رشتہ دار برابر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں انہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نقصان نہیں دے گی۔ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی وہ نبی کس دین پر ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا دین حنیف پر اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو ان کے زمانے کو پائے گا اور ان پر ایمان لے آئے گا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہمارے اور ان نبی کے خروج کے درمیان کتنی مدت کتنی ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ایک ہزار سال سو جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ میری بات ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ وہ نبی تمام نبیوں کے سردار اور خاتم الرسل ہوں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام مکہ میں رہے' یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے حج کے مناسک مکمل کر لئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کے وقت مکہ مکرمہ سے نکلے اور یمن کی طرف چلے۔ آپ صنعاء کے مقام پر زوال کے وقت پہنچے۔ یہ ایک مہینہ کی مسافت تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ''الصنعاء'' کی حسین و جمیل زمین دیکھی تو وہیں پڑاؤ ڈالنا پسند کیا تاکہ نماز ادا کریں اور کھانا وغیرہ کھا لی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پڑاؤ ڈالا تو ہدہد نے دل ہی دل میں کہا کہ بے شک حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہاں پڑاؤ ڈال لیا ہے۔ ہدہد نے آسمان کی طرف فضاء میں بلند ہو کر دنیا کے طول و عرض کا جائزہ لیا اور دائیں بائیں نظر ڈالی۔ ہدہد کو بلقیس کا باغ نظر آیا۔ ہدہد سبزہ دیکھ کر وہاں پہنچ گیا۔ وہاں ایک یمنی ہدہد بھی موجود تھا۔ سلیمانی ہدہد نے یمنی ہدہد سے ملاقات کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کا نام ''یعفور'' تھا۔ یمنی ہدہد نے ''یعفور'' سے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟ یعفور نے کہا میں شام سے آیا ہوں۔ اور میرے ساتھ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام بھی ہیں۔ یمنی ہدہد نے کہا سلیمان (علیہ السلام) کون ہیں؟ یعفور نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنات' انسان' شیاطین' پرندوں' جانوروں اور ہوا کے ''بادشاہ ہیں'' اور یعفور نے یمنی ہدہد سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان و شوکت اور ان چیزوں کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کر دیں تھیں۔ یعفور نے یمنی ہدہد سے کہا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ یمنی ہدہد نے کہا کہ میں اسی شہر کا ہوں اور یہاں کی ملکہ کا نام بلقیس ہے جس کے ماتحت بارہ ہزار سپہ سالار ہیں اور ہر سپہ سالار کے ساتھ ایک لاکھ جنگ جو سپاہی ہیں پھر یمنی ہدہد نے کہا کیا تم میرے ساتھ چلو گے تاکہ تم ملکہ بلقیس کا محل دیکھو۔ یعفور نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں نماز کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو پانی کی ضرورت پڑے تو مجھے تلاش نہ کریں۔ یمنی ہدہد نے کہا کہ اگر تم اپنے صاحب (حضرت سلیمان علیہ السلام) کو ملکہ بلقیس کی خبر دو گے تو وہ خوش ہو جائیں گے۔ یعفور یمنی ہدہد کے ساتھ چل پڑا اور اس نے بلقیس کی سلطنت کا جائزہ کیا۔ یعفور حضرت سلیمان علیہ السلام کی

طرف عصر کے بعد واپس ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جہاں پڑاؤ ڈالا تھا وہاں پانی نہیں تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی تو ہدہد کو غائب پایا۔ حضرت سلیمان نے پرندوں کے سردار گدھ کو بلایا۔ آپ علیہ السلام نے گدھ سے ہدہد کے بارے میں پوچھا۔ گدھ کو ہدہد کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے غصہ کی حالت میں فرمایا کہ میں ہدہد کو ضرور سزا دوں گا۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ ال سلام نے عقاب کو بلایا اور عقاب پرندوں کا سردار ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی وقت ہدہد کو میرے پاس لاؤ۔ عقاب ہوا میں اڑا۔ عقاب اتنی بلندی پر گیا کہ دنیا اسے ایسے نظر آنے لگی جس طرح آدمی کے ہاتھ میں پیالہ نظر آتا ہے۔ پھر عقاب دائیں اور بائیں طرف متوجہ ہوا تو اسے یمن کی طرف سے ہدہد آتا ہوا دکھائی دیا۔ عقاب نے ہدہد کو پکڑنا چاہا تو ہدہد نے اسے اللہ کا واسطہ دے کر کہا کہ میں تجھے اس ذات کے واسطے سے سوال کرتا ہوں تو مجھ پر رحم فرما۔ اور میرے ساتھ برائی کا ارادہ نہ کرے۔ عقاب نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر اس سے کہا تیرا برا ہو تیری ماں تجھ کو روئے۔ بے شک اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے قسم کھالی ہے کہ وہ ضرور تجھے سزا دیں گے یا ذبح کر دیں گے۔

ہدہد نے کہا کہ کیا اللہ کے نبی نے اس قسم میں استثناء نہیں فرمایا ہے؟ عقاب نے کہا کیوں نہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یا وہ ہدہد اپنی غیر حاضری کی کوئی واضح دلیل پیش کرے ہدہد نے کہا تب تو میں نے نجات پالی۔ پھر اس کے بعد ہدہد اور عقاب اڑے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ جب ہدہد اور عقاب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ جب ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب ہوا تو اس نے اپنی دم اور اپنے بازو ڈھیلے کر دیئے اور تواضع ظاہر کرنے لگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کا سر پکڑا اور اسے اپنی طرف کھینچا۔ ہدہد نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ اللہ کے سامنے جوابدہی کے لئے کھڑے ہونے کو یاد کریں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ سن کر کانپ اٹھے اور ہدہد کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے اس کی غیر حاضری کی وجہ پوچھی؟ ہدہد نے بلقیس کی سلطنت کے بارے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی۔

پرندوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی سزا: حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ''کہ میں ضرور اس کو سزا دوں گا''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کو ان کے مناسب حال سزا دیتے تھے تا کہ ان کے ہم جنس سزا سے عبرت حاصل کریں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کو یہ سزا دیتے تھے کہ ان کے پر اور ان کی دم نوچ دیتے تھے اور ان کو دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔ اب اس حال میں پرندہ نہ تو چیونٹیوں سے اپنا بچاؤ کر سکتا تھا اور نہ کیڑے مکوڑوں سے اپنی حفاظت کر سکتا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پرندوں کو تارکول لگا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا تھا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ پرندے کو چیونٹیوں کے آگے ڈال دیا جاتا تھا اور چیونٹیاں اس کو کھا جاتی تھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پرندے کو سزا کے طور پر پنجرے میں بند کر دیا جاتا تھا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ پرندے اور اس کے ہم جنس میں جدائی کر دی جاتی تھی' یہ بھی کہا گیا ہے کہ پرندے کے لئے سزا کے طور پر دوسری جنس کے پرندوں کے ساتھ سکونت اختیار کرنا لازم قرار دیا جاتا یا غیر ہم جنس کے ساتھ پرندے کو سزا کے طور پر پنجرے

میں قید کر دیا جاتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پرندے کے لئے اپنے ہم جنس کی خدمت لازم کر دی جاتی تھی' یہ بھی کہا گیا ہے کہ پرندے کا جوڑا کسی بوڑھے پرندے کے ساتھ لگا دیا جاتا تھا۔

ایک حکایت: علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بیان کی ہے کہ ایک دن ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی میزبانی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ میری ہی ضیافت کا ارادہ؟ ہدہد نے کہا نہیں بلک آپ کی اور آپ کے پورے لشکر کی فلاں دن فلاں جزیرے میں میزبانی کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ حاضر ہوئے۔ ہدہد نے پرواز کی اور اس نے ایک ٹڈی کا شکار کیا اور اسے ہلاک کر کے سمندر میں پھینک دیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! آپ اپنے لشکر کے ساتھ تناول فرمائیں۔ جس کے حصہ میں گوشت نہ آئے اسے شوربہ تو مل ہی جائے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کا لشکر اس عجب وغریب مہمانی کو ایک سال تک یاد کر کے ہنستے رہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو کیوں ذبح نہیں کیا؟ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو سزا کے طور پر اس لئے ذبح نہیں کیا تھا کیونکہ ہدہد اپنے والدین کا فرمانبردار تھا۔ ہدہد بڑھاپے میں اپنے والدین کے لئے رزق تلاش کرتا اور ان کو بچوں کو طرح رزق کھلاتا تھا۔ جاحظ نے کہا ہے کہ ہدہد نہایت وفادار' وعدہ پورا کرنے والا اور محبت کرنے والا پرندہ تھا۔ جب ہدہد کی مادہ غائب ہو جائے تو یہ مادہ کی جدائی کے غم میں کچھ نہیں کھاتا اور نہ ہی کھانے پینے کی چیزیں تلاش کرتا ہے۔ اور یہ لگاتار چیختا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی مادہ اس کی طرف لوٹ آئے۔ اور اگر ہدہد کی مادہ کسی حادثہ کا شکار ہو جائے اور واپس نہ آئے تو وہ اپنی مادہ کے بعد کبھی بھی کسی اور مادہ سے جفتی نہیں کرتا اور پوری زندگی اپنی مادہ کی جدائی میں روتا رہتا ہے ہدہد مادہ کی جدائی میں بھوکا رہنے کی وجہ سے قریب الرگ (مرنے کے قریب) ہو جاتا ہے اور اس حالت میں ہدہد کو آسانی کے ساتھ پکڑا جا سکتا ہے۔

"الکامل" اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "شعب الایمان" میں ذکر ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وسیع سلطنت سے نوازا تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو پال رکھا تھا اور ہر وقت اس کا خیال رکھتے تھے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سفر میں پانی کی ضرورت پڑتی تھی اور ہدہد پانی کو زمین کے نیچے دیکھ لیتا ہے جس طرح انسان گلاس کے اندر پانی دیکھ لیتا ہے۔ ابن الازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اے علم والے ٹھہر جائیے ہدہد زمین کے نیچے پانی کو کیسے دیکھ لیتا ہے حالانکہ وہ ایک انگلی کے فاصلہ پر زمین کے نیچے چھپے جال کو نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تقدیر غالب آتی (موت کا وقت قریب آتا) ہے تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ (رواہ الکامل والبیہقی فی شعب الایمان)

نافع بن ازرق خوارج کے ایک فرقہ کا بانی تھا۔ اس فرقہ کو "ازارقہ" کہا جاتا تھا۔ یہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتا تھا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم بنائے جانے سے پہلے امام عادل تھے۔ یہ فرقہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان حکم

بنائے گئے تھے) بھی کافر قرار دیتا ہے اور یہ فرقہ بچوں کے قتل کو جائز سمجھتا ہے اور یہ لوگ مرد و زن پر تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہیں کرتے اور محصنہ عورت پر زنا کی تہمت لگانے والے پر حد جاری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ان کے بہت سے عقائد ہیں۔

امام ابوقلابہ کا واقعہ: کہا جاتا ہے کہ امام حافظ ابوقلابہ جن کا نام عبدالملک بن محمد رقاشی ہے' کی ماں نے حمل کی حالت میں خواب دیکھا کہ ان کے پیٹ سے ایک ہد ہد پیدا ہوا ہے۔ کسی نے ان کو خواب کی تعبیر بتلائی کہ اگر تم اپنے خواب میں سچی ہو تو تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بہت زیادہ نمازیں پڑھے گا۔ اس نے ایک بچہ جنا' جب وہ بچہ بڑا ہوا تو وہ ہر روز چار سو رکعتیں پڑھتا اور اس بچے (امام ابوقلابہ نے) نے اپنے حفظ سے ساٹھ ہزار حدیثیں بیان کی ہیں۔ اس بچے (امام ابوقلابہ رضی اللہ عنہ) کی وفات 276ھ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

حکم: صحیح بات یہ ہے کہ ہد ہد کا کھانا حرام ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہد ہد کی بو کی وجہ سے اس کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہد ہد کا کھانا حلال ہے کیونکہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں فدیہ کا وجوب منقول ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فدیہ کا واجب ہونا ان شکاروں میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (ہد ہد سے زیادہ قوت بصارت رکھنے والا) ہد ہد کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ ہد ہد زمین کے نیچے پانی کو دیکھ لیتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے (ہد ہد سے زیادہ سجدہ کرنے والا)۔

خواص: اگر ہد ہد کے پروں کی دھونی گھر میں دی جائے تو وہاں سے کیڑے مکوڑے بھاگ جائیں گے۔ اگر بھولنے والا شخص اپنی گردن میں ہد ہد کی آنکھ لٹکالے تو اسے بھولی ہوئی چیز یاد آ جائے گی۔ اس طرح اگر ہد ہد کا دل بھون کر سنداب میں ملا کر کھالیا جائے تو قوتِ حافظہ اور ذہن کے لئے بے حد نفع بخش ہے اور اس کے بعد بھولنے والا شخص ہد ہد کا دل کھالے تو اسے کچھ بھی نہیں بھولے گا۔ نیز ہد ہد کا دل ذہن کو تیز کرنے والی ادویات میں سب سے عمدہ ہے اور اس کا کھانا نقصان دہ ہے اگر کوئی آدمی دس ہد ہد لے کر ان کے پر نوچ لے اور ان پروں کو کسی مکان یا دکان میں ڈال دے تو وہ مکان یا دکان ویران ہو جائے۔ جو شخص ہد ہد کی آنتیں لے کر کسی ایسے شخص پر لٹکا دے جس کی نکسیر آئی ہو تو شفایاب ہو جائے گا۔ اور جو شخص مردہ ہد ہد کی چونچ لے کر ہد ہد کی کھال کو چونچ پر چڑھا دے اور اس کو اپنے پاس رکھ لے تو جب تک یہ چونچ اس کے پاس رہے گی اس کی کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوگی۔ نیز اگر یہ آدمی ہد ہد کی چونچ کے ساتھ کسی بادشاہ کے پاس جائے تو وہ اس کو خوش آمدید کہے گا۔ اور اس کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے گا اور اس کی حاجات کو پورا کرے گا اور جو شخص ہد ہد کے گھونسلہ کی مٹی لے لے اور اسے قید خانہ میں ڈال دے تو جیل میں موجود تمام قیدی اسی وقت باہر آ جائیں گے۔ اگر ہد ہد کا ایک پنجہ لے کر کسی بچہ کی گردن میں لٹکا دیا جائے تو وہ بری نظر سے محفوظ رہے گا اور ہمیشہ عافیت کے ساتھ رہے گا لیکن اگر یہ ہد ہد کا پنجہ اس کی گردن میں لٹکا رہے جو شخص ہد ہد کی دم لے کر اس پر تھوڑا سا خون لگالے پھر اس دم کو کسی درخت کے اوپر لٹکا دے تو درخت کبھی بھی بار آور نہیں ہوگا۔ اگر اس دم کو کسی انڈے دینے والی مرغی کی گردن میں لٹکا دیا جائے تو وہ مرغی انڈے دینا بند کر دے گی اگر اس دم کو کسی شخص کے گلے میں

لٹکا دیا جائے جسے نکسیر کی شکایت ہو تو وہ شفایاب ہو جائے گا جو شخص ہدہد کی زبان لے کر روغن کنجد میں ڈال دے اور پھر اس زبان کو اپنی زبان کے نیچے رکھ لے تو آدمی جس سے بھی کسی ضرورت کا مطالبہ کرے تو وہ اس کی ضرورت پوری کرے۔ اگر کوئی شخص ہدہد کے پر اپنے پاس رکھے تو لڑائی کے دوران اس کو اپنے دشمن پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اور اس کی تمام حاجات پوری ہوں گی ا ور وہ جس کام کا بھی ارادہ کرے گا اسے کامیابی حاصل ہوگی۔ ہدہد کا گوشت قولنج کے مرض کے لئے بے حد مفید ہے۔ ہدہد کا دماغ نکال کر آٹے میں ملالیا جائے اور آٹے کو گوندھ کر اس کی روٹی بنا کر سائے میں خشک کر لی جائے اور پھر یہ روٹی کسی آدمی کو کھلا دی جائے اور روٹی کھلانے والا یہ الفاظ کہے اے فلاں بن فلاں میں نے تجھے ہدہد کھلایا ہے اور تجھے اپنی بات سننے والا اور فرمان بردار بنالیا ہے تاکہ تو میرے پاس اسی طرح حاضر رہے جس طرح ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر رہتا تھا۔ روٹی کھانے والا روٹی کھانے والے سے محبت کرنے لگے گا۔ اگر کوئی آدمی ہدہد کی کھال لے کر اپنے بائیں بازو پر باندھ لے اور ہدہد کی چونچ اور زبان لے کر اور پھر ہرن کی کھال میں یہ کلمات "**فطیطم مار نور مانیل وصعانیل**" لکھ کر ہدہد کی چونچ اور زبان کو اس کھال میں رکھ دے اور پھر اس کھال کو سرخ' کالے یا سرمگیں رنگ کے اون کے دھاگے سے باندھ کر جس شخص کی محبت چاہے اس کے آنے جانے والے دروازہ کے نیچے اس کو دفن کر دے تو مطلوب میں اتنی ہی محبت اور الفت پیدا ہو جائے جتنی وہ چاہتا ہے۔ اگر ہدہد کے خون کے ایک قطرہ کو ایسی آنکھ میں ٹپکا دیا جائے جس میں بال اگ آیا ہو تو وہ بال ختم ہو جائے گا۔ اگر ہدہد کو ذبح کر کے اس کا دماغ نکال لیا جائے اور دماغ کو خشک کرنے کے بعد باریک پیس کر پسی ہوئی مصطگی رومی میں ملالیا جائے اور پھر اکیس عدد ورق آس کوٹ چھان کر اس میں ملا دیئے جائیں پھر اس کے بعد یہ سفوف جس شخص کو سونگھا دیا جائے گا وہ سونگھانے والے آدمی سے محبت کرنے لگے گا۔ اگر تمام بالوں کو سیاہ کرنے کا ارادہ کرو تو ہدہد کی آنتیں لے کر ان کو خشک کرلو اور پھر ان آنتوں کو روغن کنجد میں ملا کر اس شخص کے ڈاڑھی یا سر کے بالوں میں تین دن تک یہ تیل ملا کر لگائیں تو بال کالے ہو جائیں گے ہدہد کا خون بہت گرم ہوتا ہے اگر ہدہد کے خون کا ایک قطرہ کسی ایسے شخص کی آنکھ میں ٹپکا دیا جائے جس کی آنکھ میں سفیدی ہو تو وہ سفیدی دور ہو جائے گی اگر کسی مجنون کو ہدہد کے تاج کی دھونی دی جائے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ اگر ہدہد کے گوشت کی دھونی کسی نامرد یا جس پر جادو کا اثر ہو دے دی جائے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر ہدہد کا دل بھون کر سنداب وغیرہ کے ساتھ کھالیا جائے تو حافظہ کے لئے بے حد نفع بخش ہے۔ اگر کوئی شخص ہدہد کے بائیں بازو کے تین پر لے کر کسی مکان کے دروازے پر تین دن تک سورج نکلنے سے پہلے جھاڑو دے اور جھاڑو دیتے وقت یہ کہے کہ "جس طرح اس مکان کے دروازے سے گرد وغار دور ہو گیا ہے اسی طرح فلاں بن فلانہ اس مکان سے دور ہو جائے" سو اس عمل کے بعد وہ شخص مکان سے نکل جائے گا اور پھر کبھی بھی اس مکان میں واپس نہیں آئے گا۔ اگر ہدہد کے بائیں بازو کو جلا کر اس کی راکھ کسی شخص کے راستہ میں بکھیر دی جائے تو جو بھی اس راکھ پر پاؤں رکھے گا وہ راکھ بکھیرنے والے شخص سے محبت کرنے لگے گا۔ اگر کوئی شخص ہدہد کے بازو کا ایک پر اور ہدہد کی چونچ چمڑے وغیرہ میں بند کر کے اپنی گردن میں لٹکا لے اور لٹکاتے وقت مطلوب اور اس کی والدہ کا نام لے تو وہ شخص جس کا نام لیا گیا ہے اس شخص سے بے حد محبت کرنے لگے گا۔ نیز ہدہد

کے بائیں بازو کا سب سے بڑا پر مقبولیت کے لئے ہے (یعنی اگر کوئی شخص اس کو اپنی گردن میں لٹکا لے تو مذکورہ شخص بے حد مقبول ہو جائے گا۔

تعبیر: ہدہد کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ایسے مالدار عالم سے دی جاتی ہے جس کی برائیاں بیان کی جاتی ہوں سو جو شخص خواب میں ہدہد کو دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اسے عزت و دولت حاصل ہوگی۔ اگر کسی آدمی نے خواب میں ہدہد سے گفتگو کی تو اسے بادشاہ کی طرف سے بھلائی حاصل ہوگی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝

''میں سبا کے بارے میں یقینی خبر لے کر آیا ہوں''۔ (النمل آیت:22)

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس آدمی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے ہدہد کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے آدمی کے پاس کوئی مسافر آئے گا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہدہد کو خواب میں دیکھنا ایسے ہوشیار جاسوس پر دلالت کرتا ہے جو بادشاہ تک حادثات کی سچی خبر دیتا ہو بعض اوقات ہدہد کو خواب میں دیکھنا خوف سے امن پر دلالت کرتا ہے۔

ابن المقری نے کہا ہے کہ ہدہد کو خواب میں دیکھنا کسی آباد گھر کے گرنے یا کسی آبادی چیز کے برباد ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ بعض اوقات ہدہد کا خواب میں دیکھنا سچے قاصد اور بادشاہ سے قریب یا جاسوس یا کسی جھگڑالو عالم پر دلالت کرتا ہے۔ ہدہد کو خواب میں دیکھنا مصائب سے نجات کی طرف اشارہ ہے۔ بعض اوقات ہدہد کو خواب میں دیکھنا اللہ تعالیٰ کی معرفت پر دلالت کرتا ہے اور کبھی کبھی ہدہد کو خواب میں دیکھنا نماز' روزہ پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کسی پیاسے آدمی نے خواب میں ہدہد کو دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو پانی مل جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الھدی

''الھدی'' اس کا مطلب وہ جانور ہیں جو مکہ مکرمہ میں حج کے دوران قربانی کے لئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ

''اور اپنے سر نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے''۔ (سورۃ البقرۃ آیت:196)

لفظ ''ھدی'' تخفیف اور تشدید دونوں طرح اس معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ نیز حضور سید المبارکین' سراج السالکین' محبوب رب العالمین' انیس الغریبین صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال جو اونٹ ھدی کے طور پر لے گئے تھے اور ان کو نحر کیا تھا اور ان کی تعداد ایک سو تھی۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم نے فرمایا ہے کہ ان اونٹوں کی تعداد ستر (70) تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کی تعداد سات سو تھی سو ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے نحر ہوا تھا یہ روایت غریب ہے۔

حضرت مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے یہ روایت ملی ہے کہ حضرت حکیم بن

حزام رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اوران کے ساتھ سوغلام' سواونٹ' سو گائیں اور سو بکریاں تھیں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے غلاموں کو آزاد کر دیا اور جانوروں کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو ذبح کر دیا جائے۔ چنانچہ جانوروں کوذبح کر دیا گیا۔(رواہ الطبرانی فی مرسلا)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم نورمجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ہدی کے طور پر ایک بکری لے گئے۔(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بکری کے لئے قلادہ مستحب ہے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بکری کے لئے قلادہ مستحب نہیں ہے بلکہ قلادہ صرف اونٹوں اور گائیوں کے لئے خاص ہے۔

مسئلہ: اہل علم کا اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر ہدی نفل ہو تو ہدی لانے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسری ہدی کے جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھالے۔اسی طرح تمام نفلی قربانیوں کا یہی حکم ہے۔جس طرح کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم' نورمجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں ایک سو اونٹ بطور ھدی لے گئے اوران میں تریسٹھ اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کئے۔پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے جانور ذبح کرنے کا حکم دیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باقی جانور ذبح کئے۔پھر حضور انور نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ ہر اونٹ سے ایک گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر ایک ہانڈی میں پکا لیا جائے۔اس کے بعد اس ہانڈی میں گوشت اور کچھ شوربہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا۔(الحدیث)

وہ قربانی جو شرعی طور پر بندہ مومن پر واجب ہے۔مثلاً دم تمتع اور دم قران یا حج فاسد کرنے کی وجہ سے قربانی واجب ہو یا حج کے فوت ہونے کی بناء پر (قربانی) واجب ہو یا شکار وغیرہ کے معاوضہ پر قربانی واجب ہو تو اس کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس قسم کی کسی بھی قربانی میں سے قربانی کرنے والے کے لئے جانور کو ذبح کرنے کے بعد گوشت وغیرہ کھانا جائز نہیں ہے۔اسی طرح نذر کے ذریعے جو قربانی بندہ مومن نے اپنے ذمہ واجب کر لی ہو اس کا گوشت بھی قربانی کرنے والا شخص نہیں کھا سکتا۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جزا میں دی گئی اور نذر کی قربانی میں سے قربانی کرنے والا کچھ بھی نہ کھائے اور اس کے علاوہ ہر قسم کی قربانی کے جانور کا گوشت کھالے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "فدیۃ الاذیٰ" جزا میں دی گئی اور نذر کے علاوہ ہر واجب قربانی کا گوشت کھانا قربانی کرنے والے کے لئے جائز ہے۔اصحاب رائے نے کہا ہے کہ دم تمتع اور دم قران میں سے کوئی کھانا اس کے لئے جائز ہے لیکن دوسری واجب قربانیوں میں سے قربانی کرنے والا خود کچھ بھی نہیں کھا سکتا۔واللہ اعلم۔

الھدیل

''الھدیل'' اس کا مطلب نر کبوتر ہے ''الھدیل'' کبوتر کی آواز کو بھی کہا جاتا ہے۔ قمری کی آواز کو بھی ''الھدیل'' کہا جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''الھدیل'' حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں کبوتر کا ایک چوزہ (بچہ) تھا سو کسی شکاری پرندے نے اس کا شکار کر لیا تو کبوتر اس کے غم میں روتے رہے اور قیامت تک روتے رہیں گے۔

الھرماس

''الھرماس'' (ھاء کے کسرہ کے ساتھ) یہ شیر کا ایک نام ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ خطرناک درندے کو ''الھرماس'' کہتے ہیں ''الھرماس'' حضرت ابن زیاد باہلی کا نام ہے۔ جو حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور بصرہ کے رہنے والے تھے انہوں نے بہت لمبی عمر پائی تھی۔ نیز انہوں نے حضور پاک صاحب لولاک سیاح افلاک ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے ایک حدیث ابوداؤد میں اور دوسری نسائی میں ذکر ہے۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ ''الھرمس'' (ھاء کے کسرہ کے ساتھ) گینڈے کو کہتے ہیں یہ ہاتھی سے بڑا ہوتا ہے۔

الھر

''الھر'' اس کا مطلب بلی ہے اس کی جمع ''ھررۃ'' آتی ہے جس طرح ''قرد'' کی جمع ''قردۃ'' آتی ہے اس کی مؤنث کے لئے ''ھرۃ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شیر کے خواص میں یہ بات گزر چکی ہے کہ بلی کی پیدائش شیر کی چھینک سے ہوئی۔

حضرت امام احمد اور بزار اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کے کچھ ثقہ شاگردوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہو کر پانی پی رہا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس طرح (کھڑے ہو کر) پانی نہ پیو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تمہارے ساتھ بلی پانی پیئے اس شخص نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اصل میں تمہارے ساتھ شیطان پانی پی چکا ہے۔

''تاریخ ابن النجار'' میں محمد بن عمر حنبلی کے حالات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ان کو برأت کی خوشخبری سنا رہا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس ذات کی قسم! مجھے اپنوں اور بیگانوں نے چھوڑ دیا ہے یہاں تک کہ بلی نے بھی مجھے چھوڑ دیا ہے مجھے کھانا اور پانی وغیرہ بھی نہیں ملتا تھا میں بھوکی ہی سو جاتی تھیں۔ میں نے آج ہی رات خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا۔ اس نوجوان نے کہا آپ کیوں خوفزدہ ہیں؟ میں نے کہا کہ میں اپنے بارے میں لوگوں کی بری باتیں سن کر خوفزدہ ہوں تو اس نوجوان نے کہا کہ آپ ان کلمات کے ذریعے دعا کریں تو آپ کا غم دور ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس نوجوان سے کہا کہ وہ کلمات کون سے ہیں؟ تو اس نوجوان نے کہا کہ آپ یہ دعا پڑھا کریں۔

''یاسابغ النعم ویادامع النقم ویافارج الغمم ویاکاشف الظلم ویا اعدل من حکم ویا حسیب

من ظلم ویا ولی من ظلم ویااوّل بلا بدایة ویا آخر بلانهایة ویامن له اسم بلا کنیة اجعل لی من أموری فرجاً ومخرجاً"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میری آنکھ کھلی تو میں آب ودانہ سے بالکل آسودہ تھی۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے میری برأت نازل فرمادی اور میرا غم بھی دور ہو چکا تھا۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شیطان ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کے دوران نمودار ہوا۔ عبدالرزاق نے کہا کہ شیطان بلی کی صورت میں نمودار ہوا۔ حضور مکی مدنی سرکار سرکار ابد قرار ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شیطان نے میری نماز توڑنے کی بہت کوشش کی سو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ عطا فرمایا' میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم لوگ اسے صبح اچھی طرح دیکھ لیتے۔ مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی (کہ اے میرے پروردگار! میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی دوسرے کو نصیب نہ ہو) اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو میرے پاس سے ناکام واپس کردیا۔ حضرت ابن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم شاہِ بنی آدم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اور اسی کو "الاستیعاب" میں حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار' بی بی آمنہ کے لال' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے بارے میں وصیت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ایک عورت کو صرف اس لئے عذاب دیا گیا کہ اس نے بلی کو باندھ دیا تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الزھد" میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضور شفیع المذنبین' سراج السالکین' رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس عورت کو آگ میں دیکھا کہ وہ اپنے جسم اگلے اور پچھلے حصے کو نوچ رہی تھی اور عذاب میں مبتلا کی جانے والی عورت کافرہ تھی۔ جس طرح کہ بزار نے اپنی مسند میں اور حافظ ابو نعیم نے تاریخ اصبہان میں اور امام بیہقی نے "البعث والنشور" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت اپنے کفر اور ظلم کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت کافرہ تھی۔ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے عذاب میں مبتلا کی جانے والی عورت کے کافرہ ہونے کی نفی کی ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شاید دونوں حضرات یعنی قاضی عیاض اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہما کو اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں مل سکی۔

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابو ہریرہ! آپ نے وہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک عورت کو ایک بلی کو ستانے کی وجہ سے جہنم میں عذاب دیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں! میں نے رسولِ اکرم' نورِ مجسم' شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مومن اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ معزز ہے کہ اس کو صرف ایک بلی کو ستانے کی وجہ سے عذاب دیا جائے۔ وہ عورت

جس کو عذاب دیا گیا ہے۔ اس ظلم کے ساتھ ساتھ وہ کافرہ تھی۔ اے ابوہریرہ! جب حضور صاحب شریعت' مختار کل کائنات' مخزن جود وسخا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرنا چاہیں تو غور وفکر کر لیا کریں کہ حدیث کیسے بیان کرنی چاہئے۔ (رواہ ابوداؤد)

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا۔ اس شخص نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابوبکر! کیا تو جانتا ہے کہ میں نے کس عمل کی بدولت تیری مغفرت کی ہے؟ میں نے عرض کیا میرے صالح اعمال کی بدولت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا عبادت میں میرے اخلاص کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا عبادت میں میرے اخلاص کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے عرض کیا میرے' حج' روزے' نماز کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ان چیزوں کی وجہ سے تیری مغفرت نہیں کی' میں نے عرض کیا نیک لوگوں کے پاس میرے ہجرت اور طلب علم کے لئے مسلسل سفر کی بدولت تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب یہی چیزیں تو مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہیں۔ اور ان کو میں نے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ اور میرا گمان تھا کہ آپ انہی چیزوں کی بدولت میری مغفرت فرمائیں گے اور مجھ پر رحم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ان تمام چیزوں میں سے کسی چیز کی بدولت تیری بخشش نہیں کی' میں عرض کیا۔ میرے اللہ تو نے کس عمل کی بدولت میری مغفرت فرمائی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یاد ہے جب تو بغداد کی سڑکوں پر چل رہا تھا۔ تو نے وہاں ایک بلی کا بچہ پایا (دیکھا) جسے ٹھنڈک نے کمزور کر دیا تھا اور وہ بلی کا بچہ ٹھنڈک سردی برف سے بچنے کے لئے ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف چل رہا تھا۔ تو نے اس پر رحم کھا کر اسے اٹھا لیا اور اسے اپنے چوغہ میں ڈال لیا تا کہ وہ سردی سے بچ جائے اور اسے تکلیف سے نجات مل جائے۔ (شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:) میں نے عرض کیا جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس بلی کے بچے پر رحم کھانے کی وجہ سے تیری مغفرت فرما دی ہے۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا نام دلف بن جحدر تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا اصلی نام جعفر بن یونس خراسانی تھا۔ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سردار' عالم' نیک اور محدث تھے۔ نیز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے۔ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ابتدائی دور میں "دنیاوند" کے حاکم تھے بعد میں "خیر النساج" کی مجلس میں جا کر توبہ کی۔ خیر النساج صاحب حال بزرگ تھے۔ ان پر اکثر وجد طاری رہتا جس کی وجہ سے ہر وقت مست اور یاد خدا میں ڈوبے رہتے تھے اور اس وجد کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ پھر اس کے بعد ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ دنوں تک رہے اور ان سے فیض حاصل کیا۔ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا وصال 334ھ کو ہوا انہوں نے 87 سال عمر پائی۔

کامل ابن عدی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ذکر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کرم شاہ بنی آدم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بلی آتی تھی تو حضور شہنشاہ مدینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے پانی کا برتن جھکا دیتے تھے۔ وہ بلی پانی پی

لیتی تھی۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضوفرماتے تھے۔ (کامل ابن عدی)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو بیان کر کے فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے عجیب وغریب حدیثیں تلاش کیں اس نے جھوٹ بولا جس نے ''کیمیاء'' کے ذریعے مال حاصل کرنے کا ارادہ کیا وہ فقیر ہو گیا۔ جس نے علم کلام کے ذریعے دین کو سمجھنا چاہا وہ زندیق (بے دین) ہو گیا۔ حاکم ابو عبداللہ کی کتاب ''مناقب شافعی رحمۃ اللہ علیہ'' میں ذکر ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو آدمیوں نے ایک بلی کا مقدمہ کسی قاضی کے پاس پیش کیا۔ ہر فریق یہ دعویٰ کر رہا تھا کہ بلی اور اس کے بچے میرے ہیں۔ قاضی نے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا کہ دونوں کے گھر کے درمیان میں بلی اور اس کے بچوں کو چھوڑ دیا جائے تو بلی اور اس کے بچے جس کے گھر میں داخل ہو جائیں وہی ان کا مالک ہوگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں وہاں سے بھاگ نکلا اور دوسرے لوگ بھی وہاں سے بھاگ نکلے لیکن بلی ان دونوں میں سے کسی ایک کے گھر میں بھی داخل نہیں ہوئی۔

ایک عجیب وغریب واقعہ: کہتے ہیں کہ مروان جعدی جو ''حمار'' کے لقب سے مشہور تھا بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا جب کوفہ میں سفاح (بنو عباسیہ کے پہلے حکمران) کا ظہور ہوا اور اس کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت خلافت کی۔ اس کے بعد سفاح نے مروان کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا اور روانہ کیا' سو مروان کو شکست ہوئی یہاں تک کہ وہ بھاگ کر ابوصیر پہنچ گیا۔ ابوصیر ایک گاؤں ہے جو ''باخوم'' کے قریب واقعہ ہے۔ مروان نے کہا ہے کہ اس بستی کا نام کیا ہے؟ اس سے کہا گیا کہ اس بستی کا نام ''ابوصیر'' ہے۔ مروان نے کہا (سو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے) پھر وہ ایک گرجا میں داخل ہوا۔ اسے معلوم ہوا کہ اس کے کسی خادم نے اس کی مخبری دی ہے۔ مروان نے خادم کو سزا دینے کا حکم دیا۔ خادم کا سر قلم کر دیا گیا اور اس کی زبان کھینچ کر نکال دی گئی اور زمین پر ڈال دی گئی۔ ایک بلی آئی اس نے اس کی زبان کھالی۔ پھر کچھ مدت بعد ہی عامر بن اسماعیل نے اس گرجا کا محاصرہ کیا۔ مروان گرجا کے دروازہ سے باہر نکلا اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس کے لشکر نے اسے گھیر لیا تھا اور جنگی طبل بج رہے تھے۔ مروان کی زبان پر حجاج بن حکیم سلمی کا یہ شعر جاری تھا

یترکن من ضربوا کأن لم یولد ۔۔۔ وھو متقلدین صفائحا ھندیۃ

''اور وہ ہاتھوں میں ایسی ہندی تلواریں لئے ہوئے ہیں جن کی خصوصیت یہ ہے کہ جس پر ان تلواروں کا وار ہوتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوا تھا''۔

پھر اس کے بعد مروان لڑنے لگا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ عامر بن اسمٰعیل نے مروان کا سر کاٹنے کا حکم دیا۔ مروان کا سر کاٹ دیا گیا اور اس کی زبان کھینچ کر نکال دی گئی اور زمین پر ڈال دی گئی۔ وہی بلی آئی جس نے مروان کے خادم کی زبان کھالی تھی۔ اس نے مروان کی زبان اٹھائی اور کاٹ لی۔

عامر بن اسماعیل نے کہا کہ عجائبات دنیا میں سے یہ واقعہ عبرت کے لئے کافی ہے کہ مروان کی زبان بلی کے منہ میں ہے۔ عامر بن اسماعیل اس کے قتل کے بعد گرجا میں داخل ہوا' وہ مروان کے فرش پر بیٹھ گیا جس وقت گرجا پر حملہ ہوا تھا اس وقت مروان

رات کا کھانا کھا رہا تھا۔ جب مروان نے محاصرین کا شور وغل سنا تو اس نے کھانا چھوڑ دیا تھا۔ عامر بن اسماعیل نے وہ کھانا کھایا اور مروان کی لڑکی کو طلب کیا یہ مروان کی سب سے بڑی لڑکی تھی۔ اس لڑکی نے حاضر ہو کر کہا: اے عامر بے شک گردش زمانہ نے مروان کو اس کے فرش سے اتار دیا ہے اور تجھے اس کے فرش پر بٹھا دیا ہے یہاں تک کہ تو نے اس کا رات کا کھانا بھی کھالیا اور تو نے مروان کے چراغ سے روشنی حاصل کر لی اور اس کی لڑکی کو ہمکلام بنایا۔

تجھے نصیحت کرنے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے یہی باتیں کافی ہیں۔ عامر لڑکی کی گفتگو سے شرمندہ ہوا اور اس نے لڑکی کو واپس کر دیا۔ مروان کا قتل 133ھ میں ہوا۔

حکم: صحیح قول کے مطابق بلی کا کھانا حرام ہے۔ لیث بن سعد نے کہا ہے کہ بلی کا کھانا حلال ہے۔ ابوالحسن ابوشجی نے بھی اس قول کو اختیار کیا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوالحسن ہمارے آئمہ میں سے ہیں۔ ابوالحسن کہتے ہیں کہ بلی پاک جانور ہے اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ لوگوں نے دعوت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول کی اور وہاں تشریف لے گئے پھر دوسرے لوگوں نے آپ کی دعوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دعوت قبول نہیں کی اور وہاں تشریف نہیں لے گئے۔ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک فلاں کے گھر میں کتا ہے اس لئے میں نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فلاں کے گھر میں بلی ہے (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کیوں تشریف لے گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی ناپاک نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے پاس آتی جاتی رہتی ہے۔ (رواہ الامام احمد والدارقطنی والحاکم والبیہقی)

حضرت امام مسلم' امام ابوداؤد' امام ترمذی' امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ "حضور اکرم شاہِ بنی آدم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے"۔

علامہ دمیری نے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب شوافع نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ بلی پاک ہے اور اس سے نفع اٹھایا جاتا ہے اور اس میں بیع کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں۔ اس کی خرید وفروخت جائز ہے جس طرح گدھے اور خچر کی خرید وفروخت جائز ہے۔

حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا پہلا جواب ابوالعباس بن القاص' خطابی' قفال وغیرہ کا قول ہے کہ حدیث میں جس بلی کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے اس کا مطلب جنگلی بلی ہے۔ اس کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے نفع نہیں اٹھایا جا سکتا۔

حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور نہی سے مراد نہی تنزیہی ہے (علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے) کہ یہی دو جواب قابل اعتماد ہیں نیز خطابی اور ابن عبدالبر کا یہ قول ہے کہ یہ حدیث (جس میں بلی کے پاک ہونے کا ذکر ہے) ضعیف ہے سو خطابی اور ابن عبدالبر کا یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ یہی حدیث صحیح مسلم میں صحیح سند کے ساتھ

مذکور ہے۔

ایک مسئلہ: اگر کسی نے بلی پال رکھی ہے جو پرندوں کو پکڑتی رہتی ہے اور ہانڈیاں الٹ دیتی ہے تو اگر یہ بلی کسی کا کچھ نقصان کر دے تو کیا اس کے مالک پر ضمان ہوگا یا نہیں؟

اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ ہاں نقصان کی صورت میں بلی کے مالک پر ضمان واجب ہوگا جو بلی رات کے وقت نقصان کرے یا دن کے وقت کیونکہ جب یہ بلی نقصان کرنے کی عادی ہے تو مالک پر لازم ہے کہ وہ اس بلی کو باندھ کر رکھے۔ یہی حکم ہر اس جانور کا ہے جو نقصان کرنے کا عادی ہو۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر بلی نقصان کرنے کی عادی نہ ہو تو پھر نقصان کی صورت میں بلی کے مالک پر ضمان واجب نہیں ہوگا۔ یہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ عام طور پر لوگ بلی وغیرہ سے اپنے سامان کھانے وغیرہ کی حفاظت کرتے ہیں اور بلی کو باندھا نہیں جاتا۔ امام الحرمین نے بلی کے نقصان کرنے کی صورت میں مالک پر ضمان کے بارے میں چار صورتیں نقل کی ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ مالک پر ضمان واجب ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مالک پر ضمان واجب نہیں ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بلی کے مالک کو رات کے نقصان کا ضمان دینا ہوگا دن کا نہیں۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ دن کے نقصان کا تو مالک ضمان دے گا لیکن رات کے نقصان کا مالک ضمان نہیں دے گا کیونکہ رات کے وقت لوگ اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں اگر بلی نے کسی زندہ کبوتر یا اسی طرح کے کسی جانور کو پکڑ لیا تو بلی کا کان اینٹھنا اور اس کے منہ پر مارنا جائز ہے تاکہ وہ اس (کبوتر وغیرہ) کو چھوڑ دے۔ اگر بلی نے کبوتر کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن روکنے کی وجہ سے بلی ہلاک ہوگئی تو اس صورت میں بلی کو ہلاک کرنے والے آدمی پر ضمان واجب ہوگا۔ اگر بلی کچھ نقصان کر کے کسی کو تکلیف پہنچا دیتی ہے تو اس حال میں کسی آدمی نے نقصان سے بچاؤ کرتے ہوئے بلی کو قتل کر دیا تو اس پر ضمان واجب نہیں ہوگا۔ جس طرح کہ حملہ آور کو روکنے کے لئے قتل کرنے سے قصاص واجب نہیں ہوتا۔ اگر بلی کو بلاوجہ قتل کر دیا جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ صحیح قول یہی ہے کہ بلاوجہ بلی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور قتل کرنے والے پر تاوان واجب ہوگا۔

قاضی حسین نے کہا ہے کہ اس کا قتل کرنا جائز ہے اور بلی کو قتل کرنے والے پر ضمان واجب نہیں ہے کیونکہ یہ "فواسق خمسہ" میں سے ہے۔ یعنی بلی کا شمار ان پانچ جانوروں میں ہوتا ہے جن کو حرم میں بھی قتل کرنا جائز ہے۔

ایک واقعہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے اہل یمن کے بعض صالحین سے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک بلی شیخ عارف "الھدل" کے پاس آئی تھی وہ اسے اپنے رات کے کھانے میں کھلایا کرتے تھے۔ اس بلی کا نام "لؤلؤۃ" تھا سو ایک رات شیخ کے خادم نے بلی کو مارا وہ بلی مرگئی۔ خادم نے بلی کی لاش کو ایک ویران جگہ میں پھینک دیا تاکہ شیخ کو بلی کے مرنے کی خبر نہ ہو۔ جب شیخ واپس آئے تو دو یا تین رات تک خاموش رہے۔ (بلی کے

بارے میں کچھ نہیں پوچھا) پھر ایک دن خادم سے فرمایا "لؤلؤۃ" کہاں ہے؟ خادم نے کہا کہ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ شیخ نے فرمایا کہ تم بلی کے بارے میں واقعی کچھ نہیں جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟ پھر اس کے بعد شیخ نے "لؤلؤۃ لؤلؤۃ" کہہ کر بلی کو پکارنا شروع کیا' وہ بلی (جس کو خادم نے ہلاک کر دیا تھا زندہ ہو کر شیخ کے پاس) آ گئی سو شیخ نے روزانہ کی طرح اس بلی کو کھانا کھلایا۔

خواص: بلی کے خواص لفظا "السنود" میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

تعبیر: بلی کو خواب میں دیکھنا گھر کے خادم اور محافظ پر دلالت کرتا ہے سو اگر کسی نے خواب میں بلی کو کوئی چیز چھینتے ہوئے دیکھا تو یہ گھریلو چور کی طرف اشارہ ہے خواب میں بلی کا پنجہ مارنا اور کاٹنا گھر کے خادم کی خیانت پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں بلی کا کاٹنا ایک سال بیمار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح خواب میں بلی کا پنجہ مارنا بھی بیماری پر دلالت کرتا ہے اگر اس نے بلی کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ وہ میاؤں میاؤں نہیں کر رہی تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو ایک سال تک خوشحالی حاصل ہوگی۔ جنگلی بلی کو خواب میں دیکھنا ایک سال تک مشقت و پریشانی کی طرف اشارہ ہے جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ بلی کو بیچ رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ اپنا مال خرچ کرے گا۔ یہودیوں نے کہا ہے کہ بلی کو خواب میں دیکھنا حملہ آور اور چوروں پر دلالت کرتا ہے۔ ارطامیدوس نے کہا ہے کہ بلی کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر مکار اور جھگڑالو عورت سے دی جاتی ہے۔

ایک خواب کی تعبیر: ایک عورت حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک بلی نے میرے شوہر کے پیٹ میں سر ڈال کر اس سے ایک گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا ہے؟ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہارے شوہر کے تین سو سالہ درہم چوری ہو گئے ہیں۔ اس عورت نے کہا کہ یہ بات صحیح ہے لیکن آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے یہ بات بلی کے نام کے حروف ابجد کے حساب سے معلوم ہوئی ہے وہ اس طرح کے سین کے عدد ساٹھ ہیں اور نون کے عدد پچاس ہیں۔ اسی طرح واو کے عدد چھ ہیں اور راء کے عدد دو سو ہیں۔ یہ تمام عداد تین سو سولہ ہیں لوگوں نے پڑوس کے ایک غلام پر شک کیا سو غلام کو مارا تو اس نے اقرار کر لیا کہ اس نے مال چرایا ہے۔ علامہ میری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس نے بلی کا گوشت کھایا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ جادو کا علم سیکھے گا۔

الھرنصانۃ

"الھرنصانۃ" اس کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے جس کو "السرفۃ" کہتے ہیں۔ سین کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

ھرثمۃ

"ھرثمۃ" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

الھر ھیر

''الھرھیر'' یہ مچھلی کی ایک قسم ہے مبرد نے کہا ہے کہ ''الھرھیر'' کچھوے اور سیاہ سانپ سے مل کر پیدا ہوا ہے مبرد نے کہا ہے کہ سیاہ سانپ بہت خبیث (خطرناک) ہوتا ہے۔ یہ سانپ چھ مہینے تک سوتا رہتا ہے پھر اگر یہ سانپ کسی کو ڈس لے تو وہ شخص زندہ نہیں رہتا (ہلاک ہو جاتا ہے)۔

الھرزون والھرزون

''الھرزون والھرزون'' اس کا مطلب ''الظلیم'' شتر مرغ ہے خاء کے باب میں اس کا ذکر کر ہو چکا ہے۔

الھزار

''الھزار'' (ہاء کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب بلبل ہے۔ باب الصاد میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الھزبر

''الھزبر'' (ہاء کے کسرہ، زاء کے فتحہ اور باء ساکن کے ساتھ) اس کا مطلب شیر ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی ہے۔ دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا مطلب وحشی بلی ہے جس کا قد بلی کے برابر ہوتا ہے لیکن اس کا رنگ بلی کے رنگ سے مختلف ہوتا ہے اس جانور کے شکار کرنے کے دانت بھی ہوتے ہیں یہ جانور ملک حبشہ میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔

بعض اہل علم نے جوہری کے قول کی تائید کی ہے۔

''الوالھزبر'' یمن کے بادشاہ داؤ بن الملک المظفر یوسف بن عمر کا لقب بھی تھا۔ یوسف بن عمر نے بیس برس سے زیادہ (مدت تک) یمن پر حکومت کی۔ یوسف بن عمر عالم فاضل اور بہادر بادشاہ تھا اور اس کے پاس ایک کروڑ کتابیں موجود تھیں۔ یوسب بن عمر کو ''التنبیہ'' وغیرہ زبانی یاد تھیں لیکن اس کے باوجود یوسف بن عمر کے والد الملک المظفر اور یوسف بن عمر کے بیٹے ''الملک المجاہد'' دونوں علمی اعتبار سے یوسف بن عمر سے بلند مقام پر تھے اور اس سے زیادہ ذہین تھے اور لوگوں میں عمر بن یوسف سے زیادہ بلند مقام رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

الھرعۃ

''الھرعۃ'' اس کا مطلب جوں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ملکہ بلقیس کے عرش پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

ستاتی سنون فی المعضلات ۔۔۔ یراع من الھرعۃ الاجدل

وفیھا یھین الصغیر الکبیر ۔۔۔ و ذوالعلم یسکتہ الأجھل

''عنقریب مصیبت والے سال آئیں گے جن میں بہادر آدمی جوؤں سے خوفزدہ رہیں گے''۔

''اور ان سالوں میں چھوٹا بڑے کو رسوا کرے گا اور علم والے کو جاہل خاموش یعنی لاجواب کر دیں گے''۔

الھف

''الھف'' اس کا مطلب ایک قسم کی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ہیں جنہیں ''الحساس'' بھی کہا جاتا ہے''حاء'' کے باب میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

الھقل

''الھقل'' اس کا مطلب نوجوان شتر مرغ ہے محمد بن زیاد دمشقی کا لقب بھی "الھقل" تھا یہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا کاتب تھے۔ اور یہ بیروت میں رہتے تھے۔ وہاں یہ اس لقب سے مشہور ہو گئے تھے ابن معین نے کہا ہے کہ ملک شام میں محمد بن زیاد دمشقی سے زیادہ معتبر کوئی عالم نہیں تھا نیز لوگوں میں سب سے زیادہ محمد بن زیاد دمشقی ہی حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور فتوؤں کا علم رکھتے تھے۔ محمد بن زیاد دمشقی کا انتقال 79ھ میں ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے محمد بن زیادہ دمشقی کی روایات اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔

الھقلس

''الھقلس'' اس کا مطلب بھیڑیا ہے۔ ''باب الذال'' میں ''الذئب'' کے تحت اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الھمج

''الھمج'' یہ "ھمجۃ" کی جمع ہے اس کا مطلب چھوٹی مکھیاں ہیں جو مچھروں کی طرح ہوتی ہیں یہ مکھیاں بکریوں اور گدھوں کے منہ اور آنکھوں پر بیٹھتی ہیں۔

"الھمج" ہی سے نکلا ہے اس گدھے کو ''ھامج'' کہا جاتا ہے جس کے منہ پر اس قسم کی مکھی بیٹھی ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے "للرعاع من الناس الحمقی انھا ھم الھمج"

(بے وقوفوں کی جماعت کے (رذیل لوگ مکھیوں کی طرح ہوتے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (پاک ہے وہ ذات جس نے چیونٹی اور مکھی کو پاؤں کی دولت سے نوازا)۔

کسی نے کمیل بن زیاد سے کہا کہ اے کمیل دل برتنوں کی طرح ہیں اور سب سے اچھا برتن وہی ہے جس میں اچھی باتوں کا ذخیرہ ہے۔ انسان تین قسم کے ہیں۔

پہلی قسم کا انسان وہ ہے جو عالم بھی ہو اور اپنے علم پر عمل کرنے والا بھی ہو۔

دوسری قسم کا انسان وہ ہے جو نجات دلانے والے راستے کا سیکھنے والا ہے۔

تیسری قسم کا انسان وہ ہے جو کائیں کائیں کرنے والے کی اتباع کرنے والا ہے۔ ''قوت القلوب'' کے مصنف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی تفسیر میں کہا ہے کہ ''الھمج'' کا مطلب وہ پروانہ ہے جو اپنی جہالت کی وجہ سے آگ میں کود پڑتا ہے اور اپنی جان تلف کر دیتا ہے ''الرعاع'' کا مطلب وہ کم عقل آدمی ہے جس کی عقل نہ ہو جو لالچی ہو اور جسے جلدی غصہ

آ جاتا ہو جو خود پسندی میں مبتلا ہو اور غرور کرنے والا ہو۔

قوت القلوب کے مصنف نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ فرما کر آبدیدہ ہو گئے اور پھر فرمایا کہ علم دین اسی طرح کے علماء کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔

الھمع

''الھمع'' اس کا مطلب چھوٹے ہرن ہیں۔

الھمل

''الھمل'' اس کا مطلب وہ اونٹ ہے جس کے ساتھ (نگرانی کے لئے) چرواہا نہ ہو۔ اسی معنی میں ''النفش'' بھی ہے ''النفش'' اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کے ساتھ رات کے وقت نگرانی کے لئے چرواہا نہ ہو۔

الھملع

''الھملع'' اس کا مطلب بھیڑیا ہے شاعر نے کہا ہے کہ۔

''اگر بکریاں بھیڑیئے کے سامنے رہتی ہوں تو ان کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ (کیونکہ بھیڑیا بکریوں کو اپنا شکار بنا لے گا)'' ''المشاء'' اس کا مطلب مال بڑھنا ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ (آدمی مالدار ہو گیا اور اس کے مویشیوں میں اضافہ ہو گیا) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کے قول "ان امشوا و اصبر واعلی الھتکم" میں "امشو" "مشی" چلنے کے معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ ''مشاءۃ'' زیادتی اور اضافے کے معنی میں آتا ہے۔ حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح نقل کیا ہے یہ واقعہ حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کے سفر سے پہلے کا ہے۔

حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے (وحی کے ذریعے) مجھے اطلاع دی ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ جنت میں مریم بنت عمران اور کلثم اخت موسیٰ اور آسیہ زوجہ فرعون سے میرا نکاح کرے گا۔

حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ حضور پاک، نبی محتشم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کا انگور کھلایا۔

الھمھم

''الھمھم'' ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب شیر ہے ''الاسد'' کے تحت اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الھنبر

''الھنبر'' اس کا مطلب بجو کا بچہ ہے۔ ابوزید نے کہا ہے کہ بنی فزارۃ کی لغت میں بجو کے لئے ''ام ھنبر'' کا لفظ

استعمال ہوتا ہے۔ ابوعمر نے کہا ہے کہ ''اصنبر'' کا مطلب گدھا ہے اسی لئے گدھے کو ''ام الصنبر'' کہا جاتا ہے۔ اہل عرب ضرب المثل کے طور پر کہتے ہیں (گدھی سے زیادہ احمق)۔

الھودع

''الھودع ''اس کا مطلب شتر مرغ ہے ''النعامۃ'' کے تحت اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الھوذۃ

''الھوذۃ'' اس کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے قطرب نے کہا ہے کہ اس کا مطلب بھٹ تیتر ہے اس کی جمع کے لئے ''ھوذ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اسی طرح ھوذ بن علی حنفی ایک آدمی کا نام بھی ہے۔ ھوذۃ بن علی حنفی وہ شخص ہے جس کے پاس حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلیط بن عمرو العامری کو اپنا نامہ مبارک دے کر روانہ کیا تھا سو ابن علی نے اس نامہ مبارک کو اعزاز و اکرام سے لیا اور پڑھا۔ پھر اس کے بعد حضور نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جواب لکھا کہ جس چیز کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعوت دی ہے وہ بہت اچھی ہے لیکن میں اپنی قوم کا خطیب اور شاعر ہوں۔ آپ مجھے حکمت میں حصہ دیں۔ حضور اکرم' نورِ مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ حضرت سلیط رضی اللہ عنہ جس نامہ مبارک کے ساتھ ھوذ بن علی حنفی کے پاس گئے تھے اس میں یہ الفاظ درج تھے۔

''اللہ کے نام سے شروع جو رحم کرنے والا اور حد سے زیادہ مہربان ہے یہ خط اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ھوذ بن علی کے نام ہے۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ جان لو بے شک میرا دین عنقریب اونٹوں اور گھوڑوں کے پہنچنے کے آخری حد تک پھیل جائے گا۔ اگر تم اسلام قبول کرو تو مامون ہو جاؤ گے اور تمہاری حکومت برقرار رہے گی۔ جب ھوذ بن علی حنفی نے خط پڑھ لیا تو اس کو احترام کے ساتھ رکھا اور اس کا عمدہ جواب لکھا اور حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد حضرت سلیط بن عمرو کو قیمتی تحائف وغیرہ دیئے اور ھجر ہ کے بنے ہوئے کپڑوں کا ایک جوڑا بھی دیا نیز ھوذۃ نے حضور اکرم' نورِ مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط کا جواب لکھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ھوذۃ نے نصرانیت پر وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

الھوذن

''الھوذن ''ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک پرندہ ہے۔ نیز ''الھوذن'' میں (یعنی ''و'' کی جگہ ''یا'' آ جائے تو اس) سے مراد ایک ایرانی دیہاتی ہے جس کے قول کو اللہ تعالیٰ نے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں) نقل کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ○

بولے اس کے لئے ایک عمارت چنو پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو۔ (پارہ:23، سورۃ الصفت، آیت:97)

اسی شخص کے بارے میں حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی وہ روایت بھی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم شاہِ بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے قیمتی لباس میں جا رہا تھا اور خود پسندی میں مست تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ وہ شخص اسی طرح زمین میں دھنستا چلا جائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (رواہ مسلم)

الهلابع

"الهلابع" (ھاء کے پیش کے ساتھ) اس کا مطلب بھیڑیا ہے اہل عرب کے قول "رجل ھلابع" کا مطلب حریص آدمی ہے۔

الهلال

"الهلال" (ھاء کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب سانپ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب مذکر سانپ ہے اسی طرح اس اونٹ کو (جو کھجلی کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہو) بھی الھلال کہا جاتا ہے۔ نیز "الھلال" سے مراد مشہور "الھلال" (یعنی چاند) ہے۔

الهثيم

"الهثیم" (ھاء کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب سرخاب کا چوزہ ہے۔ اسی سے ایک آدمی کا نام "ھیثم" ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عقاب کے بچے کو بھی "ھثیم" کہتے ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب گدھ کے بچے ہیں۔ "کفایۃ المحتفظ" میں اسی طرح ذکر ہے۔

الهيجمانة

"الھیجمانۃ" اس کا مطلب سرخ چیونٹی ہے اصل میں ذال کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الهيطل

"الھیطل" اس کا مطلب لومڑی ہے اصل میں الثعلب کے تحت ثاد کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الهيعرة

"الھیعرۃ" اس کا مطلب غول بیابانی (بھوتنی) ہے نیز شریر عورت، کم عقل اور پاگل پن کے لئے بھی "الھیعرۃ" کا لفظ

استعمال ہوتا ہے۔

الھیق

"الھیق" اس کا مطلب نر شتر مرغ ہے۔

الھیکل

"الھیکل" اس کا مطلب لمبا اور موٹا گھوڑا ہے۔

ابو ھرون

"ابو ھرون" اس کا مطلب ایک ایسا پرندہ ہے جس کی آواز میں سوز و گداز پایا جاتا ہے اور کوئی بھی اس کی آواز پر فوقیت حاصل نہیں کرسکتا یہ پرندہ ہر وقت چہچہاتا رہتا ہے' یہاں تک کہ رات کے وقت بھی خاموش نہیں رہتا۔ البتہ صبح صادق کے وقت خاموش ہو جاتا ہے۔ پرندے اس کی آواز سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس کے گرد اکٹھے ہوتے ہیں اور بعض اوقات عاشق اس پرندے کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ اس کی آواز سن کر چلنے کی طاقت نہیں رکھتا رک جاتا ہے اور وہیں بیٹھ جاتا ہے اور اس کی درد بھری آواز سن کر رو پڑتا ہے۔ واللہ اعلم

باب الواؤ

الوازع

"الوازع" اس کا مطلب کتا ہے کیونکہ کتا بکریوں سے بھیڑیئے کو بھگا دیتا ہے۔ اس لئے اس کو "الوازع" کہا جاتا ہے اصل میں کاف کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الواق واق

"الواق واق" باب السین میں "السعلاۃ" کے تحت جاحظ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ "الواق واق" ایک قسم کی مخلوق ہے جو کسی درخت اور کسی جانور سے پیدا ہوئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الواقی

"الواقی" (بروزن قاضی) اس کا مطلب "لٹورا" ہے اس جانور کا یہ نام اس کی آواز کی وجہ سے پڑ گیا ہے۔ نیز الواقی پانی کے پرندے کو بھی کہتے ہیں جو اسی قسم کی آواز نکالتا ہے۔

حکم: اس پرندے کی حلت میں وہی اختلاف ہے جو پانی کے پرندے کے بارے میں ہے۔ یہ بات پہلے بیان کر دی گئی ہے کہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ پرندہ حلال ہے۔ مگر "اللقلق" حلال نہیں ہے۔ رافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

الوبر

"الوبر" اس کا مطلب ایک ایسا جانور ہے جو بلی سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس کا رنگ خاکستری ہوتا ہے اس کی دم نہیں ہوتی ہے۔ یہ جانور گھروں میں رہتا ہے اس کی جمع کے لئے "وبور اور وبارۃ اور بارو" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی مؤنث "وبرہ" آتی ہے جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ (اس کی دم نہیں ہوتی) کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دم لمبی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی دم بہت چھوٹی ہوتی ہے لوگ "الوبر" کو بنی اسرائیل کی بکری کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ "الوبر" بنی اسرائیل کی مسخ شدہ بکریاں ہیں کیونکہ "الوبر" کی دم چھوٹی ہونے کی باوجود بکری کی چکی کی طرح ہوتی ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ قول شاذ ہے اور نا قابل توجہ ہے۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: میں خیبر فتح ہونے کے بعد نبی اکرم نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے بھی مال غنیمت میں حصہ عنایت فرمایئے؟ ابن سعید بن العاص نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس کو (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو) مال

غنیمت میں حصہ نہ دیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ابن قوقل کا قاتل ہے (اور مجھے حصہ دینے سے روک رہا ہے) ابن سعید بن العاص نے کہا تعجب ہے اس ''وبر'' پر جو ''قدوم'' پہاڑ کے پاس سے رینگتا ہوا ہمارے پاس آ گیا ہے اور مجھ پر ایک مسلمان کے قتل کا الزام لگا رہا ہے حالانکہ اس مقتول مسلمان کو میرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے اور مجھے اس کے ہاتھوں رسوا ہونے سے بچالیا۔ (رواہ البخاری فی کتاب الجہاد)

ابن سعید کا مطلب ''ابان'' نہیں شارحین نے کہا ہے کہ ''الوبر'' کا مطلب ایک قسم کا جانور ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الوبر'' بلی کی طرح کا ایک جانور ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میرا گمان ہے کہ ''الوبر'' کھایا جاتا ہے (یعنی حلال ہے) ''ضان'' پہاڑ کا نام ہے نیز ''ضال'' لام کے ساتھ بھی مروی ہے۔ ''ینعی'' کا مطلب ''یعیب'' ہے یعنی وہ عیب لگاتا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غزوہ خیبر کے تحت نقل کرتے ہیں کہ ابان بن سعید بن محتشم شاہ بنی آدم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ ابان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تعجب ہے اس ''وبر'' پر جو ''قدوم'' پہاڑ کے پاس سے رینگتا ہوا ہمارے پاس آ گیا ہے اور مجھ پر ایک آدمی کے قتل کا الزام لگا رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس مقتول کو میرے ذریعے عزت بخشی اور مجھے اس کے ہاتھوں رسوا ہونے سے بچالیا۔ (رواہ البخاری)

بعض شارحین نے کہا ہے کہ ''قدوم'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ ''دوس'' کا پہاڑ ہے ''البکری'' نے اپنی معجم میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ اہل علم نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ''قدوم ضان'' ''بالنون'' روایت کیا ہے۔ مگر الہمدانی نے ''قدوم ضال'' ''باللام'' روایت کیا ہے۔ ابن اثیر نے ''نہایہ'' میں لکھا ہے کہ ''الوبر'' ایک جانور ہے جس کی جسامت بلی کے برابر ہوتی ہے اس کی جمع ''وبار'' آتی ہے۔ نیز بلی کو اس جانور سے تشبیہ دینے کا مقصد تحقیر ہے۔ بعض اہل علم نے ''وبر'' سے اونٹ کا بال مراد لیا ہے اس سے بھی تحقیر ثابت کی ہے مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ ابن قوقل کا نام نعمان ہے یہ مسلمان تھے ان کو ابان بن سعید نے اپنے کفر کے زمانہ میں شہید کر دیا تھا اور صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کی درمیانی مدت میں ابان بن سعید نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ابان بن سعید ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی جبکہ حضور دافع رنج وملال، صاحب جود ونوال، بی بی آمنہ کے لال، رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قاصد کے طور پر مکہ مکرمہ بھیجا تھا۔

''وبر'' کا شرعی حکم: اس کا کھانا حلال ہے اور حالت احرام میں ''الوبر'' کا شکار کرنے والے پر فدیہ واجب ہے یہ جانور خرگوش کی گھاس کھاتا ہے۔ ماوردی اور الرویانی نے کہا ہے کہ یہ جانور بڑے چوہوں کے برابر ہوتا ہے۔ مگر اس کی طبیعت میں شرافت ہوتی ہے اور یہ چوہے سے بڑا ہوتا ہے۔ اہل عرب اس جانور کو کھاتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الوبر'' ایک سیاہ جانور ہے جو خرگوش کے برابر اور نیولے سے بڑا ہوتا ہے۔ رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے قریب قریب قول نقل کیا ہے۔ حضرت

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے قریب قریب قول نقل کیا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "الوبر" کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت امام عطاء، حضرت عمرو بن دینار، حضرت ابن المنذر اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے لیکن حضرت حکم، حضرت امام ابن سیرین، حضرت حماد، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اور حنابلہ کے قاضی نے "الوبر" کے کھانے کو مکروہ قرار دیا ہے لیکن ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ "الوبر" کے شرعی حکم کے بارے میں مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قول یاد نہیں ہے۔ میرے نزدیک "الوبر" خرگوش کی طرح ہے اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ "الوبر" خرگوش کی طرح گھاس اور پتے وغیرہ کھاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

الوج

"الوج" قطا (ایک قسم کا پرندہ) اور شتر مرغ کی جماعت کو کہا جاتا ہے۔ باب القاف میں "قطا" اور النون میں "النعام" کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے۔

الوحرۃ

"الوحرۃ" اس کا مطلب چھپکلی کی طرح کا ایک سرخ کیڑا ہے جو زمین سے چمٹا رہتا ہے۔ اس کی جمع کے لئے "وحر" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حضرت امام جوہری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ "الوحرۃ" (حاء کے سکون کے ساتھ) گرگٹ کو کہا جاتا ہے جو چھپکلی کی طرح ہوتا ہے اور زمین سے چمٹا رہتا ہے یا اس کا مطلب چھپکلی کی ایک قسم ہے یہ جانور جب کسی کھانے پینے کی چیز سے گزرتا ہے تو اسے سونگھ لیتا ہے یہ جانور چھپکلی کی طرح ہوتا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو سو ہدیہ لینا کینے کو دور کرتا ہے۔ نہ حقیر سمجھے کوئی پڑوسن دوسری پڑوسن کو اگرچہ وہ اسے بکری کا ایک کھر ہی بطور ہدیہ کیوں نہ بھیجے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے حدیث میں مذکور "وحر الصدور" کے اہل علم نے مختلف مطلب بیان کیے ہیں۔ ایک معنی یہ ہے کہ "وحر الصدور" دل کے وسوسے کو دور کرتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "وحر الصدور" کا مطلب حسد اور غصہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "وحر الصدور" کا مطلب دشمنی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ "وحر الصدور" کا مطلب دل کا کینہ ہے جو دل کے ساتھ اس طرح چمٹا رہتا ہے جس طرح گرگٹ زمین سے چمٹ جاتا ہے۔ اسی طرح امام بخاری اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ "حضور شاہ ابرار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کیونکہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے دل کے کینے دور ہو جاتے ہیں۔ (رواہ البخاری والبیہقی)

"حدیث الملاعنۃ" میں یہ الفاظ ذکر ہیں کہ "اگر وہ سرخ ٹھگنے بدن کا ہے جیسے گرگٹ ہوتا ہے تو اس عورت کے شوہر نے

اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ حدیث میں ذکر ہے کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ اس کے دل سے کینے دور ہو جائیں تو اسے چاہئے کہ بر کے (رمضان) مہینے کے روزے رکھے اور ہر ماہ تین روزے رکھے۔

الوحش

"الوحش" اس کا مطلب وہ تمام جانور ہیں جو خشکی پر رہتے ہیں اور انسان سے مانوس نہیں ہوتے ہیں۔ اس کی جمع "وحوش" آتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وحشی گدھا "ثور وحش" (وحشی بیل) ہر وہ چیز جو انسان سے مانوس نہ ہو وہ "وحش" کے حکم میں داخل ہے۔ پہلے باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ حضور تاجدار رسالت' مالک کون ومکان' رسول بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں اور ان میں سے ایک رحمت تمام مخلوقات میں تقسیم فرمائی ہے جس کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ نیز اسی رحمت کی وجہ سے وحشی جانور اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں۔ باقی جو ننانوے رحمتیں ہیں ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔ (رواہ مسلم)

مروی ہے کہ حضور اکرم نور مجسم' شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ابن آدم! میری عزت اور میرے جلال کی قسم اگر تو اس دنیا سے راضی ہوگا جو میں نے تجھے دے رکھی ہے تو میں تجھے راحت عطا کروں گا اور تو میرے نزدیک محمود ہوگا اور اگر تو میری دی ہوئی چیزوں سے راضی نہیں ہوگا تو میں تجھ پر دنیا کو مسلط کر دوں گا۔ پھر تو اس دنیا میں لاتیں چلاتا پھرے گا جس طرح کہ وحشی جانور لاتیں چلاتے ہیں۔ پھر تیرے لئے وہی ہوگا جو میں تجھے عطا کروں گا اور اس حال میں تو میرے نزدیک مذموم ہوگا"۔

ترمذی شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ ابن آدم کے سعادت مندی یہ ہے کہ اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جائے۔ (احیاء العلوم)

"احیاء العلوم" میں ذکر ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی۔ اے داؤد! تو بھی چاہتا ہے اور میں بھی چاہتا ہوں لیکن ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں سو اگر تو میری چاہت پر راضی ہو جاتا ہے تو میں تیری چاہت بھی پوری کر دیتا ہوں اور اگر تو میری چاہت پر راضی نہیں ہوتا تو میں تجھے تیری چاہت میں تھکا دیتا ہوں پھر اس کے بعد ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں۔

"ابو القاسم اصبہانی" نے "الترغیب والترہیب" میں لکھا ہے کہ قیس بن عبادہ نے کہا ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ وحشی جانور عاشوراء کے دن (دس محرم) روزہ رکھتے ہیں بہت بڑے زاہد نے فرمایا ہے کہ میں روزانہ چیونٹیوں کے لئے روٹی کے ٹکڑے بکھیرتا تھا' جب عاشوراء کا دن آتا ہے تو چیونٹیاں روٹی کے ان ٹکڑوں کو نہیں کھاتی تھیں۔

اختتامیہ: شیخ الاسلام محی الدین نے "الاذکار" میں "باب الاذکار المسافر" "عند ارادۃ الخروج من بیتہ" کے تحت لکھا ہے کہ مسافر کے لئے لازم ہے وہ سفر کے لئے گھر سے نکلتے وقت دو نفل نماز پڑھے۔ اس کی دلیل مقطم بن مقدام رحمۃ اللہ علیہ کی

حدیث ہے کہ حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص سفر کے لئے جاتے وقت ان دو رکعتوں سے افضل کوئی چیز اپنے گھر والوں کے لئے چھوڑ کر نہیں جاتا وہ سفر کے لئے جاتے وقت پڑھ کر جاتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے بعض شوافع نے کہا ہے کہ مسافر کے لئے مستحب ہے کہ وہ پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد "قل اعوذ برب الفلق" پڑھے اور دوسری رکعت میں "قل اعوذ برب الناس" پڑھے اور جب سلام پھیر لے تو آیت الکرسی پڑھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص سفر کے لئے اپنے گھر سے نکلتے وقت آیت الکرسی پڑھ لے گا تو اسے کوئی ناگوار چیز پیش نہیں آئے گی یہاں تک کہ واپس لوٹ آئے۔ نیز یہ بھی مستحب ہے کہ مسافر سورۃ لایلف قریش" پڑھ لے کیونکہ صاحب کشف وکرامت فقہ شافعی کے امام سید ابوالحسن قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سورۃ قریش ہر برائی سے حفاظت ہے۔ ابوطاہر بن جحشویہ نے کہا ہے کہ میں نے سفر کا ارادہ کیا لیکن سفر سے خائف تھا۔ میں حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا تاکہ ان سے دعا کی درخواست کروں تو حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم خود اپنے لئے دعا کرو۔ نیز فرمایا: جو بھی سفر کا ارادہ کرے دشمن یا کسی وحشی جانور سے ڈر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ سورۃ لایلف قریش پڑھے۔ یہ ہر برائی سے حفاظت ہے۔ ابوطاہر کہتے ہیں کہ میں نے سورۃ قریش پڑھ لی۔ مجھے آج تک کوئی خطرہ پیش نہیں آیا۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "المقطم الصحابی" کے الفاظ جو شیخ الاسلام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کئے ہیں یہ ان کا وہم ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے مقطم نام کا کوئی صحابی نہیں ہے۔ طبرانی نے "مقطم بن مقدام صغانی" سے روایت نقل کی ہے لیکن شاید طبرانی کے نسخہ میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے مقطم کو صحابی لکھ دیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "الصغانی" کی نسبت "صغاء یمن" کی بجائے "صغاء الشام" ہے۔ قولہ تعالیٰ "واذا الوحوش حشرت" "اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیئے جائیں گے"۔ (سورۂ تکویر۔ آیت 5)

وقولہ تعالیٰ: اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر دوڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں۔ (پارہ: 7، الانعام، آیت: 38)

اہل علم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا چوپاؤں وحشی جانوروں اور پرندوں کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جانوروں کا حشر ان کی موت ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے "حشرت" کا مطلب "اختلطلت" کیا ہے یعنی تمام جانور ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر چیز کا حشر اس کی موت ہے سوائے جنات اور انسان کے سوا ان دونوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

جمہور اہل علم کا یہی قول ہے کہ تمام جانور قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے یہاں تک کہ مکھی بھی زندہ کی جائے گی اور ایک کو دوسرے سے بدلہ دلوایا جائے گا۔ بے سینگ کے جانوروں کو سینگ والے جانوروں سے بدلہ دلوایا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم مٹی ہو جاؤ سو اس وقت کافر تمنا کرے گا کہ وہ بھی مٹی ہو جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے کافر کی اس حالت کو بیان

کرتے ہوئے فرمایا: ''اے کاش میں مٹی ہو جاتا''۔ (سورۃ النباء۔ آیت 40)

حضرت ابو ہریرہ' حضرت عمرو بن عاص' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم اور مقاتل نے ''حشرت'' کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے بعض تفاسیر میں دیکھا ہے کہ "ویقول الکافر" کا مطلب کافر شخص نہیں بلکہ ابلیس ملعون ہے۔ وہ اس طرح کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر عیب لگایا تھا کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور اس بات پر فخر کیا تھا کہ اس کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ جب ابلیس قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مومنین کو آرام وراحت' رحمت اور عمدہ جنت میں دیکھے گا اور اپنے آپ کو شدید عذاب میں دیکھے گا تو اس وقت وہ تمنا کرے گا کاش کہ وہ مٹی ہو جاتا جس طرح کہ چوپائے' وحشی جانور اور پرندے مٹی ہو گئے ہیں۔

لوگوں کی ایک جماعت نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے۔ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں رسولِ اکرم' نورِ مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم سے چھوٹ کر ایک اونٹ بدک کر بھاگنے لگا۔ ایک آدمی نے اس اونٹ کو تیر مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ان چوپاؤں میں بعض چوپائے جنگلی جانوروں کی طرح وحشی ہوتے ہیں سو جس پر تم غلبہ نہ پاسکو تو اس کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرو (یعنی تیر مار کر زخمی کرو پھر قابو کر لو)۔

اختتامیہ: شیخ قطب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی والدہ ''ام محمد آمنہ'' (جن کی وفات 656ھ میں ہوئی) سے یہ دعا یاد کر لی تھی اور یہ دعا دشمنوں اور شریروں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے نافع ہے۔ دعا یہ ہے۔

"الھم بتلا لونور بھاء محجب عرشك من اعدالی احتجبت وبسطوة الجبروت ممن یکیدنی استترت وبطول حول شدید قوتك من کل سلطان تحصنت وبدیموم قیوم دوام ابدیتك من کل شیطان استعذت وبمکنون سرمن سرسرك من کل هم وغتم تخلصت یا حامل العرش عن حملة العرش یاشدید البطش یا حابس الوحش احبس عنی من ظلمنی واغلب من غلبنی کتب الله لاغلبن أنا ورسلی ان الله قوی عزیز"

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اصل میں میں نے "یاحابس الوحش" کے معنی پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے جو حضور پاک' صاحب لولاک' سیاہ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: قصہ فیل (ہاتھی والوں کا قصہ مشہور ہے) اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعا بھی اپنی والدہ محترمہ سے یاد کر لی تھی اور وہ دعا یہ ہے جو دشمن کی نگاہوں سے روپوش ہونے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

"اللھم انی اسئالك بسر الذات ھوالت الت ھولااله الا الت احتجبت بنور الله وبنور عرش

اللہ وبکل اسم من اسماء اللہ من عدو اللہ ومن کل شر کل خلق اللہ بمائۃ الف الف لاحول ولاقوۃ الا باللہ ختمت علی نفسی ودینی واھلی ومالی وولدی وجمیع ما اعطانی ربی خاتم اللہ القدس المنیع الذی ختم بہ اقطار السموات والارض حسبنا اللہ ونعم الوکیل حسبنا اللہ ونعم الوکیل حسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم"

اس طرح یہ دعا مجرم کی کی نگاہوں سے بچنے کے لئے مفید ہے۔

الودع

"الودع" اس کے واحد کے لئے "ودعۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس کا مطلب ایسا حیوان ہے جو سمندر کی تہ میں رہتا ہے۔ اگر اس جانور کو سمندر سے نکال کر خشکی پر ڈال دیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے یہ جانور چمکدار اور خوبصورت ہوتا ہے۔ یہ پتھر کی طرح سخت ہوتا ہے اس جانور میں سوراخ کر کے عورتیں اور بچے اس کو زینت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

الوراء

"الوراء" اس کا مطلب گائے کا بچہ (بچھڑا) ہے۔ باب الباء میں "البقرہ" کے تحت اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الورد

"الورد" اس کا مطلب شیر ہے شیر کو "الورد" اس لئے کہا جاتا ہے کہ شیر کا رنگ گلاب کی طرح ہوتا ہے۔ اس مشابہت کی وجہ سے اس رنگ کے گھوڑے کو بھی "الورد" کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک موضوع حدیث مروی ہے جس کو ابن عدی اور دیگر لوگوں نے حضرت حسن بن علی بن زکریا بن صالح بن بصری جن کا لقب "ذئب" (بھیڑیا) ہے کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ "حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم شاہِ بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا میرے پسینہ کا ایک قطرہ زمین پر گر گیا۔ اس سے گلاب پیدا ہوا۔ جو میری خوشبو سونگھنے کا ارادہ رکھتا ہو سو اسے چاہیے کہ وہ گلاب کا پھول سونگھ لے"۔

الوردانی

"الوردانی" اس کا مطلب قمری اور کبوتری سے پیدا شدہ ایک پرندہ ہے جس کا رنگ بہت عجیب اور مضحکہ خیز ہے جاحظ نے اسی طرح کہا ہے۔

الورشان

"الورشان" اس کا مطلب قمری ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ "الورشان" کا مطلب فاختہ اور کبوتر سے پیدا شدہ ایک پرندہ

ہے۔ بعض اہل علم اس پرندے کو ''الورشین'' کہتے ہیں۔اس کی کنیت کے لئے ''ابوالاخضر'ابوعمران'ابوالنائحۃ'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اس پرندے کی کئی اقسام ہیں جن میں سے ایک قسم ''النوبی'' ہےاوردوسری قسم کو''مجازی'' کہتے ہیں مگر''النوبی'' کی آواز ''مجازی'' کی آواز سے زیادہ دلکش ہوتی ہے اور''النوبی'' کا مزاج ''مجازی'' کے مزاج کی نسبت سرد اور مرطوب ہوتا ہے''النوبی'' کی آواز دوسری اقسام سے اس طرح عمدہ ہوتی ہے جس طرح سارنگی کی آواز دوسرے باجوں سے عمدہ ہوتی ہے۔

''الورشان'' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنی اولاد پر بہت مہربان ہوتا ہے' یہاں تک کہ بسااوقات جب یہ اپنے بچوں کو شکاری کے ہاتھ میں دیکھتا ہے تو غم کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''الورشان'' بولتے وقت یہ الفاظ کہتا ہے ''لدو اللموت و ابنوا للخراب''

شاعر نے کہا ہے کہ

اس کا (اللہ تعالیٰ کا) فرشتہ ہر روز منادی کرتا ہے کہ دنیا میں جتنی چاہو اولاد پیدا کرلو اور محلات تعمیر کرالو بالآخر سب کا انجام موت ہے''۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ کے''باب کرامات الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ غنہ غلام بیٹھ جاتے۔وہ کہتے (اے ورشان!) اگر تو مجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے تو آ' میری ہتھیلی پر بیٹھ جا' سو''ورشان'' آجاتا اور اس غلام کی ہتھیلی پر بیٹھ جاتا۔

حکم: ''الورشان'' کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے۔

اختتامیہ: حضرت عثمان بن سعید ابوسعد المقری رحمۃ اللہ علیہ ''الورش'' کے لقب سے مشہور ہیں ان کا قد چھوٹا اور بدن موٹا تھا اور آنکھیں سرخ اور نیلی تھیں۔نیز ان کا رنگ بہت سفید تھا۔حضرت عثمان بن سعید ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ بڑی عمدہ آواز سے قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔اسی لئے ان کے شیخ (استاذ) حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا لقب ''الورش'' رکھ دیا تھا۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کرتے تھے اے ورشان پڑھو! اے ورشان یہ کام کرو' حضرت عثمان بن سعید ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرز عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ اسے پسند کرتے تھے۔کہ میرے استاد نے میرا یہ نام رکھا ہے۔اس کے بعد وہ اسی نام ورشان سے مشہور ہو گئے تھے۔پھر کثرت استعمال سے ''الورشان'' کے آخر سے الف اور نون حذف ہو گیا اور ان کا نام ''ورش'' پڑ گیا۔ورش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مصر سے نکلا کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن سیکھوں۔جب میں مدینہ منورہ داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس طالب علموں کی اتنی زیادہ تعداد ہے کہ وہ اب مزید کسی اور طالب علم کو پڑھانے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔نیز ہر طالب علم تیس آیتوں سے زیادہ قرآن نہیں پڑھتا تھا۔حضرت ورش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست سے رابطہ کیا' میں ان کو لے کر حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس شخص نے حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہ آدمی مصر سے آیا ہے تاکہ آپ سے قرآن سیکھ سکے۔حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا آپ دیکھ ہی

رہے ہیں کہ مہاجرین و انصار کے بیٹے کثیر تعداد میں قرآن سیکھنے کے لئے میرے پاس آئے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس مصری آدمی کے لئے کوئی وقت نکال لیں۔ ورشان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا۔ اے بھائی کیا تم مسجد میں رات گزار سکتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ میں نے مسجد میں رات گزاری جب فجر کا وقت ہوا تو حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں آئے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسافر کہاں ہو؟ میں نے کہا جی ہاں میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا پڑھو۔ میں نے پڑھا میری آواز خوبصورت اور بلند تھی۔ میری آواز سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد گونجنے لگی۔ میں نے تیس آیتوں کی تلاوت کی تو حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اشارہ کیا خاموش ہو جاؤ' میں خاموش ہو گیا۔ حلقہ درس میں سے ایک نوجوان طالب علم کھڑا ہوا۔ اس نے کہا: اے خیر و بھلائی سکھانے والے ہم مدینہ منورہ ہی میں آپ کے ساتھ رہتے ہیں اور یہ مہاجر ہے صرف اس لئے آپ کے پاس آیا ہے تا کہ آپ سے قرآن سیکھ سکے۔ میں اپنی باری میں سے دس آیتیں اسے دیتا ہوں اور باقی بیس آیتیں اپنے لئے رکھتا ہوں۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا پڑھو۔ میں نے قرآن پڑھا پھر دوسرا نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے بھی اپنے پہلے ساتھی کی طرح کہا: میں نے دس آیتیں اور تلاوت کیں اور بیٹھ گیا یہاں تک تمام طالب علموں نے قرآت مکمل کر لی تو استاذ نے مجھ سے فرمایا پڑھو۔ میں نے پچاس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ میں نے مدینہ منورہ سے واپسی سے پہلے پورے قرآن کریم کی قرآت سیکھ لی۔

ورش رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 197ھ کو مصر میں ہوئی اور ان کی ولادت 120ھ میں ہوئی۔

خواص: ورشان کے خون کا قطرہ آنکھ میں ٹپکانے سے چوٹ یا بیماری کی وجہ سے آنکھ کا جما ہوا خون ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح کبوتر کا خون بھی آنکھ کے جمے ہوئے خون کو ختم کر دیتا ہے۔ ہرمس نے کہا ہے کہ جو شخص ہمیشہ ''ورشان'' کے انڈے کھاتا رہے گا۔ اس کی قوت جماع میں اضافہ ہو گا اور اس میں عشق کا مادہ پیدا ہو گا۔

تعبیر: ورشان کو خواب میں دیکھنا حقیر آدمی پر دلالت کرتا ہے۔ نیز ورشان کو خواب میں دیکھنا خبروں اور قاصدوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ ''ورشان'' نے حضرت نوح علیہ السلام کو جب وہ کشتی پر سوار ہوئے تھے پانی کی کمی کی خبر دی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''ورشان'' کو خواب میں دیکھنا سچی عورت کی طرف دلالت کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الورقاء

''الورقاء'' اس کا مطلب وہ کبوتر ہے جس کا رنگ مائل بہ سبزی ہو' ''الورقۃ'' کا مطلب وہ سیاہ رنگ ہے جو خاکی رنگ سے ملتا جلتا ہے۔ اسی وجہ سے راکھ کو ''اورق'' اور ''رقاء'' بھیڑیے کو کہا جاتا ہے (صحیح مسلم و بخاری) اور دوسری کتب احادیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بنی فزارۃ کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس شخص نے کہا بے شک میری بیوی نے ایک سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے۔ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس شخص نے کہا جی ہاں! حضور نبی اکرم' نورِ مجسم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اونٹوں کا رنگ کیسا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا ان کا رنگ سرخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ان اونٹوں میں کوئی اونٹ خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس شخص نے کہا جی ہاں' حضور اکرم' شاہِ بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم مجھے بتاؤ سرخ اونٹوں میں سے یہ خاکستری رنگ کا اونٹ کہاں سے آ گیا؟ اس شخص نے کہا شاید کسی رنگ نے اسے کھینچ لیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بیٹے کا بھی یہی معاملہ ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے سواد بن قارب کے قصہ میں لکھا ہے کہ سواد بنت زہرۃ بن کلاب کا رنگ خاکستری تھا۔ اس عورت کا قصہ یوں ہے کہ جب یہ پیدا ہوئی تو اسے اس کے والد نے دیکھا کہ اس کا رنگ خاکستری ہے تو اس کے والد نے حکم دیا کہ اسے زندہ درگور کر دیا جائے کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی لڑکی اس طرح کی پیدا ہوتی تو اس کو ایک قبرستان میں لے جا کر دفن کر دیتے تھے۔ اد بنت زہرۃ کو بھی زندہ درگور کرنے کے لئے قبرستان لے جایا گیا۔ جب قبر کھودنے والے نے اس کے لئے قبر کھود ڈالی۔ اور اسے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کسی پکارنے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے اسے جنگل میں چھوڑ دو سو قبر کھودنے والے نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اسے کوئی نظر نہیں آیا۔ اس نے لڑکی کو دفن کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی' وہ قبر کھودنے والا لڑکی کے والد کے پاس گیا اور جو کچھ اس نے سنا تھا اس کو خبر دی۔ لڑکی کے والد نے کہا بے شک ضرور اس میں کوئی اہم بات ہے۔ لڑکی کو زندہ چھوڑ دیا گیا۔ یہی لڑکی بڑی ہو کر قریش کی کاہنہ (مستقبل کی خبریں دینے والی عورت) بنی۔ اس لڑکی نے ایک دن کہا: اے بنی زہرۃ بے شک تمہارے درمیان ایک ڈرانے والی عورت ہوگی جو ایک ڈرانے والے کو جنم دے گی سو تم اپنی لڑکیوں کو مجھ پر پیش کرو۔ قبیلہ والوں نے اپنی اپنی لڑکیاں کاہنہ کے سامنے پیش کر دیں۔ کاہنہ نے ان لڑکیوں کو دیکھنے کے بعد کچھ نہ کچھ خبر دی جو ایک عرصہ کے بعد ظاہر ہوئی' یہاں تک کہ جب کاہنہ کے پاس حضرت آمنہ بنت وہب کو پیش کیا گیا۔ تو کاہنہ نے کہا یہ نذیرہ ہے اور عنقریب یہ ایک نذیر کو جنم دے گی۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ ایک لمبا قصہ ہے زبیر بن بکار نے اس کو نقل کیا ہے اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''احیاء العلوم'' میں اس قصہ کو نقل کیا ہے۔

الورل

"الورل" (واؤ اور لام پر زبر کے ساتھ) اس کا مطلب گوہ کی شکل کا ایک چوپایہ ہے مگر یہ چوپایہ جسامت میں گوہ سے بڑا ہوتا ہے ''الورل'' کی جمع ''اورال'' اور ورلان آتی ہے۔ اور مؤنث کے لئے "ورلۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ابن سیدہ کا یہی قول ہے۔ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''الورل'' کا مطلب گرگٹ اور چھپکلی سے بڑا ایک جانور ہے جس کی دم لمبی ہوتی ہے۔ یہ تیز چلنے والا جانور ہے۔ لیکن چلتے ہوئے اس کے بدن میں بہت کم حرارت ہوتی ہے۔ عبد اللطیف بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''الورل'' گوہ' الحرباء' سمتہ الارض اور گرگٹ یہ تمام ایک دوسرے کی طرح ہوتے ہیں۔ ''الورل'' کا مطلب ''الحرذون'' سوسمار ہے جانوروں میں ''الورل'' سے زیادہ جماع کرنے والا کوئی جانور نہیں ہے ''الورل'' اور گوہ کی آپس میں دشمنی ہے۔ ''الورل'' جب گوہ پر غالب آ جاتا ہے تو اسے قتل کر دیتا ہے۔ لیکن اس کو کھاتا نہیں۔ جس طرح سانپ گوہ کو قتل کر

دیتا ہے لیکن کھاتا نہیں۔ ''الورل'' اپنے رہنے کے لئے نہ تو گھر بناتا ہے اور نہ ہی سوراخ کھودتا ہے بلکہ وہ گوہ کے سوراخ میں گھس جاتا ہے اور اسے ذلت کے ساتھ وہاں سے نکال کر خود اس سوراخ میں رہنے لگتا ہے۔ ''الورل'' کے بچے گوہ کے بچوں کی نسبت کمزور ہوتے ہیں لیکن یہ گوہ پر غلبہ پالیتا ہے۔ ''الورل'' ظالم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا ظلم سکونت کے لئے سوراخ وغیرہ کھودنے سے روکتا ہے۔ ''الورل'' کے ظالم ہونے کی یہ مثال کافی ہوگی کہ یہ سانپ کے سوراخ پر قبضہ کر لیتا ہے اور اسے نگل جاتا ہے۔ بعض اوقات ''الورل'' کو شکار کر لیا جاتا ہے اور جب اس کے پیٹ کو چاک کیا جاتا ہے تو اس میں ایک بڑا سانپ نکلتا ہے ''الورل'' سانپ کو نہیں نگلتا یہاں تک کہ اس کا سر نوچ کر جسم سے الگ نہ کر دے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''الورل'' کی گوہ سے لڑائی ہوتی ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ ''حرذون' الورل'' نہیں ہے بلکہ یہ ایک دوسرا جانور ہے جو مصر میں رہتا ہے۔ ''حرذون'' بہت خوبصورت ہوتا ہے اور اس کے جسم پر مختلف قسم کے رنگوں کے نقش ونگار ہوتے ہیں۔ ''حرذون'' کا ہاتھ انسان کے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے اور اس کی انگلیوں پر پورے ہوتے ہیں جس طرح انسان کی انگلیوں پر پورے ہوتے ہیں۔ ''الحرذون'' سانپوں کو پکڑنے میں ماہر ہوتا ہے اور ان کو بڑے مزے سے کھاتا ہے ''الحرذون'' سانپوں کو ان کے بل سے نکال دیتا ہے اور پھر ان کے بلوں میں خود رہنے لگتا ہے۔ یہ (حرذون) بڑا ظالم جانور ہے۔

<u>حکم</u>: ''الورل'' کے بارے میں یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ سانپ کھاتا ہے۔ اس کا تقاضا تو یہی ہے کہ سانپ کھانے کی وجہ سے یہ جانور حرام ہے اور متقدمین کے قول سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ اہل عرب کا عمل دیکھیں گے۔ اس لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَا ذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ (المائدہ۔ آیت 4)

اے محبوب آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہوا آپ فرمادیں کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں۔

''لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے کہ تمہارے لئے ساری چیزیں حلال کر دی گئی ہیں''۔

اس آیت میں ''الطیبات'' کا مطلب ''حلال'' نہیں ہے بلکہ ''اطیبات'' سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ چیز تمہارے لئے حلال ہے جس کو اہل عرب پاک سمجھ کر کھاتے ہیں۔ کیونکہ دین عربی ہے اور نبی اکرم' نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم بھی عربی ہیں۔ مگر اس میں معیار شہروں اور بڑی بڑی بستیوں میں رہنے والے لوگ ہوں گے نہ کہ دیہاتی اور خانہ بدوش لوگ' کیونکہ وہ زندہ' مردہ سب کھا جاتے ہیں اور ان میں حلال' حرام' اچھے اور برے کی تمیز نہیں۔ تیرو تنگی اور فراخی کی حالت کا لحاظ کئے بغیر سب کچھ کھا لیتے ہیں۔ اگرچہ حالت اضطرار میں بھوک کی شدت کی وجہ سے بقدر ضرورت حرام بھی کھالینا جائز ہے۔ بعض اہل علم نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک کے اہل عرب کے مزاج کا اعتبار کیا ہے اور انہی کے مزاج کو معیار ٹھہرایا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کا خطاب براہ راست انہی سے تھا۔ ابن عبدالبر نے ''التمہید'' میں لکھا ہے کہ عبدالرزاق نے کہا ہے کہ مجھے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے قبیلہ کے ایک آدمی نے خبر دی ہے وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے خبر دی ہے کہ میں سعید بن

مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس قبیلہ غطفان کا ایک آدمی آیا۔ اس آدمی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ''الورل'' کے بارے میں سوال کیا؟ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (یعنی الورل کا گوشت کھانے میں حرج نہیں) اور اگر تمہارے پاس اس کا گوشت ہو تو اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ عبدالرزاق نے کہا ہے ''الورل'' گوہ کی طرح ہوتا ہے اصل میں ''رفع التمویہ فیمایرد علی التنبیہ'' نامی کتاب میں ''الورل'' کے بارے میں جو بحث کی گئی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ''الورل'' مگرمچھ کا چوزہ ہے کیونکہ مگرمچھ خشکی پر انڈے دیتا ہے سو جب ان انڈوں سے بچے نکلتے ہیں۔ تو کچھ بچے سمندر میں گر جاتے ہیں اور کچھ بچے خشکی پر ہی رہ جاتے ہیں سو جو بچے سمندر میں گر جاتے ہیں وہ مگرمچھ بن جاتے ہیں اور خشکی پر باقی رہنے والے بچے ''الورل'' بن جاتے ہیں اس کی تفصیل کی بنیاد پر ''ورل'' کی حلت وحرمت کے بارے میں دو قول ہو جائیں گے جس طرح مگرمچھ کی حلت وحرمت کے بارے میں دو قول ہیں۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: میں اس قول کی صحت پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ ''الورل'' میں مگرمچھ کی صفات نہیں پائی جاتیں کیونکہ ورل کی جلد مگرمچھ کی جلد کے برعکس نرم ہوتی ہے اسی طرح اگر ''الورل'' مگرمچھ سے ہوتا تو وہ جسامت میں مگرمچھ کے برابر ہوتا لیکن ''الورل'' ڈیڑھ یا دو گز سے زیادہ لمبا نہیں ہوتا اور مگرمچھ دس گز یا اس سے زیادہ لمبا ہوتا ہے۔

ایک اہم وضاحت: جان لو کہ اس کتاب میں بہت سے ایسے حیوانات کا ذکر ہو چکا ہے جن کی حلت وحرمت کے بارے میں گفتگو نہیں کی گئی۔ جس طرح ''الدوبل'' (چھوٹا گدھا) ''القرعبلان'' (ایک قسم کا لمبا کیڑا) ''القرز'' (درندے کی ایک قسم) ''النقنفشیہ'' (ایک معروف کیڑا) ''الورل'' (گوہ کی طرح کا ایک جانور) اور اسی قسم کے دوسرے ان جانوروں کے بارے میں اہل علم نے کچھ عام کلی قاعدے اور کچھ خاص کلی قائدے بیان کئے ہیں کہ ہر کچلی والا درندہ ہر پنجہ سے کھانے والا پرندہ ہر وہ جانور جو گندگی اور پاخانہ وغیرہ کھاتا ہے۔ ہر وہ جانور جس کے قتل سے صاحب شریعت نے روکا ہے یا ہر وہ جانور جس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہو۔ ہر وہ جانور جو ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم کی جوڑی سے پیدا ہوا ہر نوچ کر کھانے والا جانور گوہ یربوع سیہہ نیولا اور تمام کیڑے مکوڑے وغیرہ حرام ہیں۔ اسی طرح حلت کے بارے میں بھی کچھ خاص قواعد ہیں وہ یہ ہیں کہ ہر طوق والا پرندہ ہر چگنے والا پرندہ ہر دانے چگنے والا پرندہ ''اللقلق'' (سارس) اور پانی کے تمام پرندے حلال ہیں۔ ان قواعد کے پیش نظر ''الورل'' حرام ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ ''الورل'' حشرات الارض میں سے ہے اور اس کو الگ بھی نہیں کیا گیا۔ اسی طرح دوسرے حشرات الارض ''جس طرح'' الخلا (چھچھوندر) حرام ہونا چاہیے اگرچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے کھانے میں اجازت منقول ہے یہ تمام دلائل ''الورل'' کے گوشت کھانے کی ممانعت پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح جاحظ اور دوسرے اہل علم کا قول بھی ''الورل'' کے گوشت کھانے کی ممانعت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جانور کے اندر کسی خباثت کی بنیاد پر اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے ورنہ خارجی عارض کی بناء پر اگر جانور کو قتل کرنے کا حکم ہو تو پھر وہ جانور حرام نہیں ہوگا۔ اگر ''ماکول اللحم'' (جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے) جانور کے ساتھ کسی نے وطی کر لی ہو تو اس جانور کو ذبح کرنا واجب ہے اور صحیح قول کے مطابق اس جانور کا کھانا حرام نہیں ہے اور اس کے قتل کا حکم دینے میں مصلحت پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس

جانور (جس سے وطی کی گئی ہو) کو زندہ چھوڑ دیا جائے تو اس سے غلط کاری کی شہرت ہوگی اور جس شخص نے اس جانور کے ساتھ زنا کیا ہے اس کی رسوائی بھی ہوگی۔ اسی طرح اہل علم نے اس اصول کو بھی بیان کیا ہے کہ ہر وہ جانور جس کو قتل کرنے کی شریعت میں ممانعت آئی ہے اس کا مطلب جانور کی شرافت ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدہد کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ ہدہد اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمانبردار تھا۔

ہدہد کے قتل سے منع کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہدہد حرام ہے نیز ہدہد کے بارے میں یہ حکم ''العرد'' لٹورے کی شرعی حکم کو بھی واضح کر دیتا ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں ''العرد'' کو قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے لیکن یہ ممانعت کسی خارجی سبب کی بنیاد پر ہے نہ کہ لٹورے کے اندر پائی جانے والی برائی کی وجہ سے۔ لٹورے کی حلت کا قول راجح قرار پائے گا۔ ان اصول وقواعد کے تحت ہر قسم کے جانور داخل نہیں ہو سکتے اصحاب شوافع نے ایک عمومی قائدہ بیان کر دیا ہے اور وہ قاعدہ ''استطابہ'' اور ''استخباث'' ہے یعنی اہل عرب کا کسی جانور کے بارے میں ذوق وشوق' ان کی رغبت یا بے رغبتی اور ناپسندیدگی' یہ کسی جانور کی حلت اور حرمت کا معیار بنے گی اور اسی پر جانور کی حلت وحرمت کا دارومدار ہوگا۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حلت وحرمت کا بنیادی اصول ''الاستطابۃ'' اور ''الاستخباث'' ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ نیز حلت وحرمت کا بنیادی اصول قرآن کریم کی اس آیت سے اخذ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ط قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ لا (المائدہ ۔ آیت 4)

اے محبوب! آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہوا، آپ فرمادیں کہ حلال کی گئیں، تمہارے لئے پاک چیزیں۔

اس آیت میں ''الطیب'' کا مطلب حلال نہیں ہے بلکہ ''الطیب'' سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہر وہ چیز تمہارے لئے حلال ہے جس کو اہل عرب پاک سمجھ کر کھاتے ہیں اور وہ چیز حرام ہے جس کو اہل عرب (عقلمند لوگ) ناپاک سمجھتے ہیں۔ نیز اہل عرب کی رائے کو ترجیح اس لئے دی گئی ہے کہ قرآن کریم کے مخاطب اہل عرب ہی تھے اور دین عربی (زبان میں نازل ہوا) ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی عربی ہی تھے۔ مگر اس میں معیار شہروں اور بڑی بڑی بستیوں میں سکونت اختیار کرنے والے لوگ ہوں گے نہ کہ دیہاتی اور خانہ بدوش لوگ' کیونکہ وہ زندہ' مردہ سب کھا لیتے ہیں اور ان میں حلال وحرام اور اچھے برے کی تمیز نہیں ہے۔ نیز دیہاتی اور خانہ بدوش لوگ تنگی اور فراخی کی حالت میں بغیر کچھ کھائے پیئے رہ لیتے ہیں۔ بعض اہل علم نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک کے اہل عرب کے مزاج کو معتبر قرار دیا ہے کیونکہ قرآن کریم کے مخاطب براہ راست یہی لوگ تھے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عین کی بات میں گزرا ہوا قصہ بھی اسی قاعدہ کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

وہ قصہ یوں ہے کہ ابوالعاصم عبادی' شیخ ابوطاہر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم (ٹڈی کی ایک قسم) جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے کو حرام سمجھتے تھے اور اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالحسن الماسرجینی ہمارے یہاں تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ ''العصاری'' حلال ہے۔ شیخ ابوالطاہر کہتے ہیں کہ ہم نے ایک تھیلے میں ''العصاری'' بھر

کر دیہات میں بھیجا اور ہم نے اہل عرب سے اس کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے کہا یہ مبارک ٹڈیاں ہیں سو ہم نے ''العصاری'' کی حلت و حرمت کے بارے میں اہل عرب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (یعنی اہل عرب کے قول کو اختیار کر لیا)۔

چنانچہ جب ''استطابت'' اور ''استخبائت'' کے بارے میں اہل عرب کا اختلاف ہو جائے اور اہل عرب کی ایک جماعت ''استطابت'' اختیار کرے اور دوسری جماعت ''استخبائت'' کو اختیار کرے تو اس صورت میں ہم کثیر کی پیروی کرتے ہیں۔ (یعنی جس حکم کی طرف اہل عرب کے افراد کی اکثریت ہوگی اسی کو اختیار کریں گے) اگر دونوں فریق برابر ہو جائیں تو اس سلسلہ میں الماوردی اور ابوالحسن عبادی نے کہا ہے کہ پھر قریش کی پیروی کی جائے گی کیونکہ وہ (قریش) عرب کی بنیاد ہیں اور نبوت کا سلسلہ بھی قریش پر ہی ختم ہوا ہے۔ اگر قریش میں بھی اختلاف ہو تو پھر وہ جانور (جس کی حلت و حرمت معلوم کرنی ہے) قریب قریب شکل و صورت یا عادات و مزاج میں جو اس جانور کی طرح ہوگا اسی کے حکم کو اختیار کیا جائے گا۔ یعنی اگر وہ جانور حلال ہے تو اس جانور کو بھی حلال قرار دیا جائے گا اور اگر وہ جانور حرام ہے تو اس جانور کو بھی حرام قرار دیا جائے گا۔ نیز مشابہت کبھی تو شکل و صورت میں ہوگی، کبھی مزاج و عادات میں اور کبھی یہ مشابہت گوشت کے ذائقہ میں معتبر ہوگی۔ اگر اس جانور (جس کی حلت و حرمت معلوم کرنی ہے) مشابہ جانور حلال و حرام دونوں ہوں گے یا اس جانور کی طرح ہی کوئی جانور نہ ہو تو ایسی صورت میں دو قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ جانور حلال ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ نیز اس جگہ اختلاف کا مدار اس بات پر ہے کہ اشیاء کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں شریعت کا حکم وارد ہونے سے پہلے کیا وہ چیز جائز تھی یا نہیں؟ اس کے بارے میں فقہاء و شوافع میں اصولی اختلاف ہے اس لئے یہاں بھی اختلاف پیدا ہو گیا۔ وہ یہ کہ اصحاب شوافع کی ایک جماعت نے ایسی اشیاء کو جائز قرار دیا ہے کہ اور دوسری جماعت نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ابوالعباس نے کہا ہے کہ جب ہمیں کسی جانور کے حلت و حرمت کا حکم معلوم نہ ہو سکے تو اس جانور کے بارے میں اہل عرب سے معلوم کریں گے۔ پھر اگر اہل عرب اس جانور کو کسی ایسے جانور کے نام سے موسوم کر دیں جو ان کے نزدیک حلال ہو تو یہ جانور بھی حلال ہوگا اور اگر وہ اس جانور کو کسی ایسے نام سے موسوم کر دیں جو ان کے نزدیک حرام ہے تو پھر وہ حرام ہی ہوگا۔ اہل عرب کے یہاں اس جانور کا اگر کوئی نام معلوم نہ ہو سکے تو یہ جانور حلال یا حرام جانوروں میں سے جانور کی طرح ہوگا۔ اسی کا حکم اس جانور کا بھی ہوگا۔ مطلب اگر اس جانور کی طرح کا جانور اگر حلال ہے تو یہ جانور بھی حلال ہوگا اگر حرام ہے تو یہ بھی حرام ہوگا۔ الماوردی نے ''الحاوی'' میں لکھا ہے کہ اگر کوئی جانور بلاد عجم سے ہو تو اس جانور کی طرح یہ قریب تر عربی ملک میں جو جانور ہوگا۔ اسی کا حکم اس جانور کا بھی ہوگا یعنی قریب تر عربی ملک کا جانور جو اس جانور کے مشابہ ہوتا ہے یہ جانور بھی حرام ہوگا اور اگر قریب تر عربی ملک میں کوئی ایسا جانور موجود نہ ہو تو اسلامی شریعتوں سے قریب تر ممالک میں اس جانور کی طرح کا جانور تلاش کیا جائے اور اگر ان ممالک میں بھی اس جانور کی طرح کا کوئی جانور نہیں ملتا تو پھر پہلے دو قول جو ہم نے پہلے ذکر کیے ہیں یہی معتبر ہوں گے یعنی پہلی شریعتوں کے حکم کو باقی رکھا جائے یا باقی نہ رکھا جائے

گا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ اس متعین چیز کے بارے میں دو شریعتوں میں حکم مختلف ہو یعنی ایک شریعت میں اس متعین چیز کو حرام قرار دیا گیا ہو اور ایک شریعت میں اس متعین چیز کو حلال قرار دیا گیا ہو مثلاً اگر ایک متعین چیز کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں تو حلال قرار دیا گیا ہو لیکن اس کے بعد کسی اور نبی کی شریعت میں اسی متعین چیز کو حرام قرار دیا گیا ہو تو اس صورت میں دو احتمال ہیں۔ایک یہ کہ شریعت متاخرہ کے حکم کو اختیار کر لیا جائے دوسرا یہ کہ ہمیں دونوں میں اختیار ہو اس صورت میں کہ یہ بات معلوم نہ ہو کہ دوسری شریعت میں اس کا حرام ہونا معلوم نہ ہو تو اس میں توقف کیا جائے گا اور اشیاء کی اباحت اصلیہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے دونوں صورتیں ثابت ہو جائیں گی۔دوسری بات جس کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس متعین چیز کے بارے میں تحریم و تحلیل کا حکم ان کی تحریف اور تبدیل سے پہلے ثابت ہو اور جب وہ شریعت منسوخ ہو چکی ہو اور اہل کتاب اب بھی اس متعین چیز کو حلال یا حرام سمجھتے ہیں تو ان کے اس قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

خواص: اگر "الورل" کے بال کسی عورت کے بازو پر باندھ دیئے جائیں تو جب تک یہ بال اس عورت کے بازو پر موجود رہیں گے وہ عورت کبھی حاملہ نہیں ہوگی۔"الورل" کا گوشت اور اس کی چربی کھانے سے عورتیں موٹی ہو جاتی ہیں۔نیز "الورل" کی چربی میں جسم میں چھپے ہوئے کانٹوں کو کھینچ کر نکالنے کی زبردست قوت موجود ہوتی ہے۔اگر "الورل" کی کھال کو جلا کر اس کی راکھ کو تیل کی تلچھٹ میں ملا کر کسی بے حس و حرکت عضو پر مل دیا جائے تو اس عضو میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اگر "الورل" کی لید کو چہرے پر لگایا جائے تو چہرے کے داغ اور چھائیوں کے لئے نافع ہے۔

تعبیر: الورل کو خواب میں دیکھنا کسی خسیس، کم ہمت اور بزدل دشمن پر دلالت کرتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

الوزغة

"الوزغة" (واؤ، زاء، غین کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک معروف چوپایہ ہے اور وہ گرگٹ ہے گرگٹ اور چھپکلی کی جنس ایک ہی ہے لیکن چھپکلی گرگٹ سے بڑی ہوتی ہے۔اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گرگٹ موذی جانوروں میں سے ایک جانور ہے۔اس کی جمع کے لئے "وزغ' اوزاغ' وزغان' اور ازغان" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

ابن سیدہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور سید السارکین، خاتم المرسلین، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے گرگٹوں کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو حضور اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب، کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔(رواہ البخاری و مسلم و ابن ماجہ)

حضور رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم، نورِ مجسم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے قتل کا حکم دیا اور اس کا نام "فواسق" (شریر) رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ گرگٹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف آگ میں پھونکیں مار رہا تھا۔(رواہ البخاری و مسلم)

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مسند میں اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ایک صحیح حدیث حضرت ابو ہریرہ

رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہ خوشخصال، دافع رنج وملال، شفیع روزشمار، دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پہلے وار میں گرگٹ کو قتل کر دیا۔ اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جس نے دوسرے وار میں گرگٹ کو قتل کیا اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں پہلے کے سوا (پہلے وار کی نیکیوں سے کم) اور جس نے تیسرے وار میں گرگٹ کو قتل کیا۔ اس کے لئے دوسرے وار کی نیکیوں سے کچھ کم اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور اس روایت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ جس نے گرگٹ کو پہلے وار میں قتل کیا۔ اس کے لئے سو نیکیاں ہیں اور دوسرے وار میں قتل کرنے پر اس سے کم اور تیسرے وار میں قتل کرنے پر اس سے کم نیکیاں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار، رسولِ انور، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گرگٹ کو قتل کرو اگر چہ وہ کعبہ کے اندر بیٹھا ہو۔ اس حدیث کو طبرانی نے نقل کیا ہے۔ لیکن اس کی سند میں عمر بن قیس مکی ضعیف ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے گھر میں ایک نیزہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ آپ اس نیزہ کو کیا کریں گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اس نیزہ سے گرگٹ کو قتل کروں گی کیونکہ نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو گرگٹ کے علاوہ زمین میں موجود ہر چوپایہ آگ کو بجھا رہا تھا گرگٹ آگ میں پھونک مار کر اسے بھڑکا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (رواہ ابن ماجہ)

تاریخ ابن نجار میں فقیہ شافعی عبدالرحیم بن احمد بن عبدالرحیم کے حالات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار، شافع روزشمار، دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی نے گرگٹ کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی سات خطائیں مٹا دے گا یعنی معاف فرما دے گا۔

''الکامل'' میں وہب بن حفص کے حالات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ذکر ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک، صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے گرگٹ کو قتل کر دیا گویا اس نے شیطان کو قتل کر دیا''۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں ''کتاب الفتن والملاحم'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) کسی کا جب بھی کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کیلئے دعا فرماتے۔ جب مروان بن الحکم کو حضور نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یہ گرگٹ کا بیٹا گرگٹ ہے) (ملعون کا بیٹا ملعون ہے) حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے حاکم نے اس کے بعد لکھا ہے کہ محمد بن زیاد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لینا

چاہی تو مروان نے کہا یہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہرقل اور قیصر کی سنت ہے۔ مروان نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہی وہ شخصیت ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ''شخص جس نے اپنے والدین سے کہا تمہارا برا ہو'' نازل کیا ہے۔ اس واقعہ کی خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے فرمایا کہ مروان نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ کی قسم اس سے وہ (عبدالرحمٰن بن ابوبکر) مراد نہیں ہے۔ البتہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت فرمائی تھی اور اس وقت مروان اپنے باپ کی صلب میں تھا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن مرۃ جہنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اور حضرت عمرو بن مرۃ جہنی رضی اللہ عنہ کے پاس مروان کے باپ حاکم کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ حضرت عمرو بن مرۃ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حکم بن عاص نے حضور شاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی؟ نبی اکرم، شاہِ بنی آدم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچان لی اور فرمایا اس کو اجازت دے دو (اندر آنے دو) اللہ تعالیٰ کی اس پر اور اس کے صلب سے نکلنے والے پر لعنت ہو مگر مومن اس سے مستثنیٰ ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں دنیا میں اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا ہے لیکن آخرت میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی وہ چالاک، مکار اور دھوکہ باز ہوتے ہیں اور ان کو دنیا میں بہت زیادہ مال و دولت حاصل ہو جاتا ہے اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ (رواہ الحاکم)

ابن ظفر نے کہا ہے کہ حکم بن عاص لاعلاج مرض میں مبتلا ہو گئے اور اسی طرح ابوجہل بھی لاعلاج مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔

نبی کریم، رؤف الرحیم، سراج السالکین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو ''فویسقا'' کہا ہے اس سے مراد وہ پانچ جانور ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حل وحرم میں قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ فسق کا مطلب اللہ کی اطاعت سے نکل جانا۔ یہ جانور دوسروں کو تکلیف دینے میں حد سے بڑھ گئے اس لئے ان کو فاسق یا فویسق کہا گیا ہے۔ حدیث میں گرگٹ کو پہلے وار میں قتل کرنے پر سو نیکیوں کا حاصل ہونا اور دوسرے وار میں قتل کرنے پر ستر نیکیوں کا حاصل ہونا اور اسی طرح دوسری روایت میں بھی آیا ہے کہ گرگٹ کو قتل کرنے پر اتنی اتنی نیکیاں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان (کہ گرگٹ کو پہلی ضرب میں قتل کرنے پر سو نیکیاں ہیں اور دوسری ضرب پر قتل کرنے پر ستر نیکیاں ہیں) اس فرمان کی طرح ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنے والے کو اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (الحدیث)

یہاں قید اور حصر مراد نہیں ہے کہ اتنی ہی نیکیاں ملیں گی بلکہ یا تو مراد یہاں صرف کثرت ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضور صاحب شریعت، مختار کل کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو گرگٹ کو قتل کرنے پر ستر نیکیوں کی خبر دی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان نیکیوں میں اپنی طرف سے اضافہ فرمایا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اختلاف (ثواب اور اس کی کمی وزیادتی) مارنے والوں کے اخلاص اور نیتوں کے اعتبار سے ہے اور ان کے حالات کے کمال اور نقص کی وجہ سے ہے سو کامل لوگوں کے لئے سو نیکیاں ہیں اور دوسرے لوگوں کے لئے ستر نیکیاں ہیں۔ یحییٰ بن یعمر نے کہا ہے کہ میرے نزدیک سو

گرگٹوں کو قتل کرنا سو غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ یحییٰ بن یعمر نے یہ اس لئے کہا ہے کیونکہ گرگٹ ایک خبیث جانور ہے لوگوں کا اس کے بارے میں خیال ہے کہ یہ سانپوں کا زہر پی کر برتن میں قے کر دیتا ہے۔ انسان اگر اس برتن میں موجود کسی چیز کو استعمال کر لے تو وہ بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ گرگٹ کو پہلی ضرب کے ساتھ قتل کرنے پر نیکیوں کی کثرت کا سبب غالباً یہ ہے کہ گرگٹ کو مارنے میں کوئی وار کرنا اور ایک ہی وار میں کامیاب نہ ہونا صاحب شریعت (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کو بجالانے میں بے پرواہی کی دلیل ہے ورنہ اگر پوری قوت اور پختہ ارادے کے ساتھ وار کیا جائے تو پہلے ہی وار میں انسان گرگٹ کو قتل کر ڈالے گا کیونکہ گرگٹ ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ جس کے قتل کے لئے ایک ہی وار کافی ہے اسی لئے پہلے وار کے ذریعے گرگٹ کو قتل کرنے پر زیادہ ثواب ہے اور دوسرے وار کے ذریعے گرگٹ کو قتل کرنے پر ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ عزالدین بن عبدالسلام نے گرگٹ کو پہلے وار کے ذریعے قتل کرنے پر نیکیوں کی کثرت کی وجہ بیان کی ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ قتل میں بھی احسان کرو کہ کئی واروں میں مارنے سے جانور کو تکلیف زیادہ نہ ہو اور اس مطلب کی صورت میں یہ حکم نبی کریم، سراج الانبیاء، محبوب کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کہ (جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے پر قتل کرو) کے تحت داخل ہو جائے گا۔ اچھے کام میں جلدی کرنی چاہئے۔ اور اس صورت میں یہ اللہ تعالیٰ کا قول (نیکیوں میں جلدی کرو) کے حکم میں داخل ہو جائے گا۔ عزالدین بن عبدالسلام نے کہا ہے کہ معنی کوئی بھی لیا جائے گرگٹ کا قتل مطلوب ہے اور سانپ، بچھو وغیرہ کو ان کے ضرر اور فساد کی زیادتی کی وجہ سے قتل کر ڈالنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ بعض حضرات نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ گرگٹ بہرا ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ گرگٹ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف آگ بھڑکائی تھی۔ اس کو بہرہ کر دیا گیا اور اس کا رنگ سفید کر دیا گیا۔ گرگٹ کی عادت یہ ہے کہ جس گھر میں زعفران کی خوشبو ہو وہاں گرگٹ داخل نہیں ہوتا۔ گرگٹ سانپوں کو پسند کرتا ہے جس طرح بچھو گبریلے کو پسند کرتا ہے۔ گرگٹ منہ کی طرف سے بار آور ہوتا ہے، گرگٹ انڈے دیتا ہے جس طرح سانپ انڈے دیتا ہے گرگٹ سرد موسم میں چار ماہ تک اپنے بل میں بیٹھا رہتا ہے اور اس دوران کوئی چیز نہیں کھاتا۔ سین کے باب میں گرگٹ کا شرعی حکم بیان ہو چکا ہے۔

تعبیر: گرگٹ کو خواب میں دیکھنا ایسے معتزلی آدمی پر دلالت کرتا ہے جو برائی کا حکم دیتا ہو اور نیکی سے روکتا ہو۔ چھپکلی کو خواب میں دیکھنے کی بھی یہی تعبیر ہے۔ بسا اوقات گرگٹ کو خواب میں دیکھنا اس کی تعبیر بدکلام اور فحش گو دشمن سے دی جاتی ہے اور کبھی گرگٹ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر سفر سے دی جاتی ہے۔

الوصع

"الوصع" (واؤ اور صاد کے فتحہ کے ساتھ) اصل میں باب الصاد میں اس کا ذکر ہو چکا ہے اس کا مطلب چڑیا کی ایک قسم کا ایک چھوٹا پرندہ ممولا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بے شک حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ایک بازو مشرق اور دوسرا بازو مغرب میں ہے اور عرش الٰہی حضرت اسرافیل علیہ السلام کے کندھے پر ہے اور کبھی کبھی حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عظمت سے سکڑ جاتے ہیں

یہاں تک کہ (سکڑ کر) الوصع (ممولے) کے برابر ہو جاتے ہیں۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ "الوصع" کا مطلب چھوٹی چڑیا ہے۔ اس کی جمع "وصعان" آتی ہے۔ سہیلی کی کتاب "التعریف والاعلام" میں ذکر ہے کہ فرشتوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا۔ محمد بن حسن نقاش نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے سجدہ کرنے کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کا سرپرست و نگران بنایا گیا ہے۔

الوطواط

"الوطواط" اس کا مطلب چمگادڑ ہے۔ "خاء کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے"۔

حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حماد بن محمد کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حماد بن محمد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خط لکھ کر ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا؟

1۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے اور نہ خون لیکن اس کے باوجود وہ کلام کرتی ہے؟

2۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون لیکن اس کے باوجود وہ دوڑتی ہے؟

3۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون لیکن اس کے باوجود سانس لیتی ہے؟

4۔ وہ کون سی دو چیزیں ہیں جن میں نہ گوشت ہے اور نہ خون لیکن اس کے باوجود جب ان سے خطاب کیا گیا تو ان دونوں نے جواب دیا؟

5۔ وہ کون سا فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا مگر نہ تو وہ جن ہے اور نہ انسان اور نہ فرشتہ؟

6۔ وہ کون سا جاندار ہے جو مر گیا پھر اس کی وجہ سے دوسرا جاندار (جو مر چکا تھا) زندہ ہو گیا؟

7۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے سے پہلے کتنی مدت تک دودھ پلایا تھا اور وہ کون سا دریا ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈالا گیا اور وہ کون سا دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالا گیا؟

8۔ حضرت آدم علیہ السلام کے قد کی لمبائی کتنی تھی آپ علیہ السلام کتنے سال زندہ رہے اور آپ علیہ السلام کا وصی کون تھا؟

9۔ وہ کون سا پرندہ ہے جو انڈے نہیں دیتا اور اسے حیض آتا ہے؟

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلی چیز آگ (جہنم) ہے جو اللہ تعالیٰ سے (کیا کچھ اور بھی ہے) کہے گی۔

2۔ دوسری چیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے۔

3۔ تیسری چیز صبح ہے۔

4۔ چوتھی چیز زمین و آسمان ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ ہم خوشی سے حاضر ہوتے ہیں۔

5۔ پانچویں سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جانے والا فرشتہ کوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت

آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) کی طرف بھیجا تھا۔

6۔ چھٹے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی گائے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔

7۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے دریا میں ڈالنے سے پہلے تین ماہ دودھ پلایا تھا اور جس دریا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا اس کا نام بحر قلزم ہے اور جس دن ان کو دریا سے نکالا گیا وہ جمعہ کا دن تھا۔

8۔ حضرت آدم علیہ السلام کے قد کی لمبائی ساٹھ ذراع تھی اور آپ علیہ السلام کی عمر نو سو چالیس برس تھی۔ اور آپ علیہ السلام کے وصی حضرت شیث علیہ السلام تھے۔

9۔ وہ پرندہ ''الوطواط'' (یعنی چمگادڑ ہے) یہ پرندہ ہے جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا اور پھر اس میں روح پھونکی تھی۔

حکم: چمگادڑ کا کھانا حرام ہے۔ خاء کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

تعبیر: چمگادڑ کو خواب میں دیکھنا اس کی تعبیر حق سے ہٹ جانے اور گمراہ ہونے سے دی جاتی ہے۔ بعض اوقات چمگادڑ کو خواب میں دیکھنا ''ولدالزنا'' (حرامی لڑکے) پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ چمگادڑ کو پرندہ کہا جاتا ہے حالانکہ یہ پرندہ نہیں ہے اور یہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے جس طرح ماں اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے بسا اوقات چمگادڑ کو خواب میں دیکھنا اس کی تعبیر زوال نعمت اور اپنی من پسند چیزوں سے دوری پر دلالت ہے کیونکہ چمگادڑ مسخ شدہ قوم ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ بات کہ چمگادڑ مسخ شدہ قوم ہے عقل سے بالاتر ہے بعض اوقات چمگادڑ کو خواب میں دیکھنا کسی چیز کی دلیل ثابت ہونے سے دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

الوعوع

''الوعوع'' اس کا مطلب ''ابن آوی'' (گیدڑ) ہے۔ ہمزہ کے باب میں ابن آوی کا ذکر ہو چکا ہے۔

الوعل:

''الوعل'' (واؤ کے فتحہ اور عین کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب پہاڑی بکرا ہے اس کا ذکر ہمزہ کے باب میں گزر چکا ہے۔ ''اروی'' کے مؤنث کے لئے ''اروية'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے ''الوعل'' کی جمع ''اوعال'' اور ''وعول'' آتی ہے ابن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں محمد بن اسماعیل بن طریح کے حالات میں لکھا ہے اور محمد بن اسماعیل نے اپنے والد اور دادا کی روایت ذکر کی ہے کہ میرے والد امیہ بن ابی الصلت کی وفات کے وقت اس سے ملنے گئے تو اس کو دیکھا کہ اس پر بے ہوشی طاری ہے۔ پھر جب افاقہ ہوا تو امیہ نے سر اٹھا کر دروازہ کی طرف دیکھا اور کہا میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں میں تو یہیں آپ دونوں کے پاس موجود ہوں۔ میرا خاندان نہ میری مدد کر سکتا ہے اور نہ ہی میرے مال کو فدیہ میں دے کر مجھے چھڑایا جا سکتا ہے پھر اس پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ پھر جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا

کل حی وان تطاول دھرا — آیل امرہ الی ان یزولا
لیتنی کنت قبل ما قد بدالی — فی رؤس الجبال أرعی الوعولا

"ہر شخص کا انجام یہی ہوگا کہ وہ فنا ہو جائے گا اگر چہ وہ لمبی عمر پائے"۔
"کاش کہ میں اس حادثے کے رونما ہونے سے پہلے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بکریاں چرایا کرتا"۔
پھر اس کے بعد اس کی روح قبض ہوگئی یعنی اس کی موت ہوگئی۔

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے صاحبزادے (عبداللہ بن عمرو) نے آپ سے عرض کیا اے ابا جان! آپ ہم سے اس بات کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں کسی عقلمند اور سمجھدار آدمی کی موت کے وقت اس سے ملاقات کرتا اور وہ مجھے موت کی سختیوں سے آگاہ کرتا جسے وہ محسوس کر رہا ہو۔ اے ابا جان! آپ ہی ایسے شخص ہیں جو حالت نزع میں ہیں۔ آپ مجھے موت کی حالت کے بارے میں بتائیے؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے! بخدا مجھے اس وقت یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے آسمان وزمین آپس میں مل گئے ہیں اور پہلو کسی تخت میں ہے اور میں سوئی کے ناکہ میں سانس لے رہا ہوں اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے گویا ایک کانٹے دار شاخ میرے پاؤں سے کھوپڑی کی طرف کھینچی جا رہی ہے پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے

لیتنی کنت قبل ما قد بدالی — فی رؤس الجبال ارعی الوعولا

"اے کاش! میں اس حادثے (موت) کے آنے سے پہلے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بکریاں چرایا کرتا"۔

ایک عجیب وغریب حکایت: عبدالملک بن مروان کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کا محل چونکہ ایک نہر کے کنارے پر واقع تھا۔ عبدالملک بن مروان نے دیکھا کہ دھوبی نہر پر کپڑے دھو رہا ہے۔ عبدالملک بن مروان نے کہا ہے کاش! میں بھی اس دھوبی کی طرح ہوتا کہ ہر روز مزدوری کرتا اور اس سے زندگی بسر کرتا اور یہ خلافت کی ذمہ داری مجھے نہ ملی ہوتی۔ پھر امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر پڑھا

کل حی وان تطاول دھرا — ایل امراہ الی ان یزولا

"ہر شخص بالآخر فنا ہو جائے گا اگر چہ وہ لمبی عمر پائے"

پھر اس کے بعد خلیفہ کو بھی وہی حادثہ پیش آیا جو امیہ کو اس شعر کے پڑھنے سے پیش آیا تھا۔ مطلب شعر پڑھتے ہی خلیفہ کی موت ہوگئی۔ جب ابو حازم کو خلیفہ کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے کہا۔

"الحمدللہ الذی جعلھم فی وقت الموت یمنون مانحن فیہ....."

ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے بادشاہوں کو موت کے وقت اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اس حالت کی تمنا کرتے

ہیں جس حالت میں ہم ہیں اور ہمیں اس حالت کی تمنا کرنے سے روکے رکھا جس میں یہ بادشاہ تھا۔

فارعہ بنت الصلت کا قصہ: ''الاستیعاب'' میں امیہ بن ابی الصلت کی بہن فارعہ بنت ابی صلت کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ فتح طائف کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ فارعہ بنت ابی صلت نہایت ہوشیار، پاکباز اور حسین وجمیل عورت تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عورت پسند آئی۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا! کیا تمہیں اپنے بھائی کے اشعار میں سے کچھ حصہ یاد ہے؟ تو فارعہ نے اپنے بھائی کے یہ اشعار سنائے۔

ما ارغب النفس فی الحیوۃ	وان تحیا طویلاً فالموت لاحقها
یوشك من فرّ من منیّته	یومًا علی غرّۃ یوافقها
من لم یمت غبطة یمت هرما	للموت كأس والمرء ذائقها

''میں اپنے نفس کو زندگی کی طرف راغب نہیں کرتا اور میں اپنے نفس سے کہتا ہوں اگر تو طویل عرصہ تک زندہ رہے گا تب بھی تجھے موت کا سامنا کرنا پڑے گا''۔

''جو شخص موت سے بھاگتا ہے ایک دن اس کو موت کا سامنا کرنا ہی پڑے گا''۔

''جو شخص قابل فخر موت نہیں چاہتا وہ بڑھاپے کی حالت میں ضرور مرے گا اور موت کے شراب کا جام ہر شخص پیئے گا''۔

پھر فارعہ نے یہ شعر پڑھا۔

کل حی وان تطاول دهرا	آیل امره الی ان یزولا

''ہر شخص بالآخر فنا ہو جائے گا اگر چہ وہ لمبی عمر پائے''۔

فارعہ نے کہا یہ شعر پڑھنے کے بعد میرے بھائی کی موت ہوگی۔ رسول اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے بھائی کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں بھیجیں مگر اس نے ان سے روگردانی کی۔ ''شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور اس کا شمار گمراہوں میں ہونے لگا۔

الوعل کی خصوصیات: پہاڑی بکریاں کنکریلی اور پتھریلی زمین کو اپنی رہنے کی جگہ بناتی ہیں پہاڑی بکریاں ایک ہی جگہ اکٹھی رہتی ہیں لیکن جب بچہ جننے کا وقت قریب آتا ہے تو ایک دوسرے سے الگ ہو جاتی ہیں جب پہاڑی بکریوں کے تھنوں میں دودھ جمع ہو جاتا ہے تو وہ خود ہی اسے چوس لیتی ہیں پہاڑی بکری کی قوت جماع جب کمزور ہو جاتی ہے تو وہ ''بلوط'' کے درخت کے پتے کھاتا ہے تو اس کی شہوت میں اضافہ ہو جاتا ہے جب جفتی کے لئے پہاڑی بکرے کو کوئی بکری نہیں ملتی تو یہ اپنے آلہ تناسل کو منہ سے چوس کر منی خارج کر دیتا ہے۔ جب پہاڑی بکرے کے کسی حصہ پر زخم ہو جاتا ہے تو یہ ایک بوٹی تلاش کرتا ہے جو پتھروں میں اگتی ہے یہ اپنے زخموں پر اس بوٹی کا لیپ کر دیتا ہے تو اس کے زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ پہاڑی بکرا جب کسی بلند جگہ سے شکاری کی آہٹ محسوس کرے تو یہ چت لیٹ کر اپنے سینگوں کو سرین کے ساتھ ملا لیتا ہے اور سانس روک کر بلند جگہ سے نیچے کی طرف پھسل جاتا ہے۔ بکرے کے سینگ پتھروں سے بکرے کی حفاظت کرتے ہیں اور چکنے ہونے کی وجہ سے پھسلنے

میں اس کی مدد کرتے ہیں۔

حدیث میں ''الوعل'' کا ذکر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم' رؤف الرحیم' سراج السالکین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فحش گوئی اور بخل کا ظہور نہ ہو جائے اور امانتدار لوگ خیانت نہ کرنے لگیں اور خائن کو امین نہ سمجھا جانے لگے ''وعول'' ہلاک ہو جائیں اور تحوت کا ظہور ہو جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ''الوعول'' اور ''تحوت'' کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الوعول'' سے مراد قوم کے شرفاء ہیں اور ''التحوت'' کا مطلب وہ لوگ ہیں جو شریف لوگوں کے قدموں کے نیچے (ماتحت) تھے لیکن انہیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ (رواہ الترغیب والترہیب)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قوم کے شرفاء کو ''الوعول'' سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ پہاڑی بکریاں پہاڑ کی چوٹی پر رہتی ہیں۔ اس لئے قوم کے شرفاء کو حدیث میں ''الوعول'' سے تشبیہ دی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت امام احمد' حضرت امام ابوداؤد اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک' رسول بے مثال' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جماعت کے ساتھ وادی بطحاء میں تشریف فرما تھے۔ ایک بادل آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بادل کی طرف دیکھا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو اس بادل کا کیا نام ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے کہا جی ہاں یہ ''سحاب'' (بادل) ہے حضور شاہِ مدینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا نام ''الحزن'' اور ''العنان'' ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آسمان وزمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ حضور شاہِ مدینہ' ہم غریبوں کے مددگار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان وزمین کے درمیان ''اکہتر یا بہتر'' سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتوں آسمان شمار کئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساتوں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے جس کے اوپر اور نیچے کے حصہ کے درمیان بھی اسی قدر فاصلہ ہے۔ جتنا کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ اور سمندر کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں اور ہر بکرے کے کھروں اور رانوں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے (پھر حضور پاک' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ان بکروں کی پیٹھ پر عرش ہے اور عرش کے اوپر والے حصہ اور نچلے حصہ کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ یعنی اکہتر' بہتر' تہتر سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' سیاحِ افلاک' مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرش الٰہی کو اٹھانے والوں میں سے ایک انسان کی صورت' دوسرا بیل کی صورت' تیسرا گدھ کی صورت اور چوتھا شیر کی صورت میں ہے۔ (رواہ ابن عبدالبر فی التمہید)

حضرت امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں ذکر ہے کہ حضور شہنشاہِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاملین عرش چار ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور چار کو ان کے ساتھ بڑھا دے گا۔ سنن ابی داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم سراج السالکین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ تمہارے سامنے ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کا حال بیان کروں جس نے عرش الٰہی کو اٹھایا ہوا ہے ان فرشتوں میں سے ہر ایک فرشتہ کے کان کی لو سے اس کے کندھے کے درمیان سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

"الوعول" کا شرعی حکم: پہاڑی بکرے کا کھانا بالاتفاق حلال ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جب کوئی محرم پہاڑی بکرے کو قتل کردے یا کوئی ایسا آدمی جس نے حج کے لئے احرام نہیں باندھا ہو اور وہ حرم میں پہاڑی بکرے کو قتل کردے تو دونوں یعنی محرم اور غیر محرم پر بھی ایک بکری فدیہ کے طور پر واجب ہوگی۔

علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاشکال" میں ابن الفقیہ کا قول نقل کیا ہے۔ ابن الفقیہ کہتے ہیں کہ میں نے "جزیرۃ رانج" میں عجیب وغریب شکل کے جانور دیکھے جن میں پہاڑی بکرے کی طرح بھی ایک جانور تھا جس کا رنگ سرخ تھا اور اس کے جسم پر سفید نشانات تھے نیز یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اس جانور کا گوشت کھٹا ہوتا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر "ابن الفقیہ" کی بات صحیح ہے تو پھر یہ جانور بھی حلال ہی ہوگا کیونکہ یہ ایسے جانور کی طرح ہے جو "ماکول اللحم" ہے۔ واللہ اعلم۔

خواص: پہاڑی بکرے کے خواص "باب الھمزہ میں" "الاروی" کے تحت گزر چکے ہیں۔ البتہ پہاڑی بکرے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی ہڈی کا گودا اس عورت کے لئے نافع ہے جو سیلان الرحم کے مرض میں مبتلا ہو۔ وہ اس طرح کہ عورت پہاڑی بکرے کی ہڈیوں کے گودے کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر اپنی اندام نہانی میں رکھ دے اگر پہاڑی بکرے کے گوشت اور اس کی چربی کو خشک کرکے اس پر ایلوا موتھا، لونگ، زعفران اور شہد ڈال کر سب کو اتنا ملائیں کہ ایک جان ہو جائیں پھر اسے ایک مثقال کے برابر عرق اجوائن میں ملا کر اس شخص کو پلا دیا جائے جس کے مثانہ میں پتھری ہوگئی ہو تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب ہو جائے گا۔

الوقواق

"الوقواق" (بروزن وظفاط) ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب ایک قسم کا پرندہ ہے شاید اسے "القاق" بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر "باب القاف" میں ہو چکا ہے۔

بنات وردان

"بنات وردان" (واؤ کے زبر کے ساتھ) اس کا مطلب ایک قسم کا کیڑا ہے جو نمی والی جگہ میں پیدا ہوتا ہے اور اکثر غسل خانوں اور حوض وغیرہ کے پاس رہتا ہے اس کو "فالیۃ الافاعی" بھی کہا جاتا ہے اس کیڑے کی اقسام میں کالا، سرخ، سفید اور سرخ وسیاہ کیڑا شامل ہے جب یہ کیڑا نمی سے پیدا ہو جاتا ہے تو پھر یہ جفتی بھی کرتا ہے اور یہ کیڑا سفید لمبے انڈے دیتا ہے۔ یہ کیڑا

گندگی سے مانوس ہوتا ہے۔ جاحظ نے کہا ہے کہ ''الحش'' کا مطلب نخلستان ہے لیکن یہاں اس کا مطلب بیت الخلاء ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل مدینہ قضائے حاجت کے لئے نخلستان جایا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اپنے گھروں میں بیت الخلاء بنوا لئے تو وہ قضائے حاجت کے لئے نخلستان جانے کی بجائے بیت الخلاء میں جانے لگے۔ اہل عرب قضائے حاجت کے لئے جانے والے کے لئے صریح الفاظ کی بجائے کنایہ کا استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا بیت الخلاء کو بطور کنایہ ''الحش'' (نخلستان) ''الخلاء'' (میدان) ''المخرج'' (نکلنے کی جگہ) ''المتوضیاء المذہب'' (جانے کی جگہ) ''الغائط'' (نشیبی گڑھا) ''قضاء الحاجۃ'' (حاجت پوری کرنا) وغیرہ کہتے ہیں۔ اسی طرح اہل عرب کہتے ہیں کہ (وہ نجات حاصل کرنے گیا) (وہ فارغ ہونے گیا) یہ تمام الفاظ قضائے حاجت کے لئے جانے والے شخص کے لئے کنایہ کے طور پر بولے جاتے ہیں۔ تاکہ صریحاً گندگی اور نا قابل ذکر چیز کا نام نہ لینا پڑے۔

حکم: اس کیڑے کی گندگی وجہ سے اس کا کھانا حرام ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی حشرات الارض کی طرح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی خرید و فروخت نفع بخش نہیں ہے۔ اگر یہ کیڑا پانی میں گر جائے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ نیز اس قدر بات شریعت میں معاف ہے اسی طرح وہ کیڑے جن کے اندر بہنے والا خون نہیں ہے۔ ان کے پانی میں گر جانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

فرع

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اصحاب شوافع نے کہا ہے کہ جس جانور کے ہلاک کرنے میں نہ کوئی نفع ہو اور نہ نقصان جس طرح ''بنات وردان'' (ایک قسم کا کیڑا) الخنافس' ابھلان' الدود (کیڑا) ''السرطان'' (کیکڑا) ''النعامۃ'' (شتر مرغ) ''العصافیر'' (چھوٹی چڑیا) ''الذباب'' (مکھیاں) ان کو قتل کرنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔ حضرت امام رافعی رحمۃ تعالیٰ علیہ نے ایسے کتے کو بھی اس میں شمار کیا ہے جو کاٹتا نہ ہو۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا ہے کہ چیونٹی شہد کی مکھی' شکرہ' اور مینڈک وغیرہ کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

خواص: ارسطا طالیس نے کہا ہے کہ اگر ''بنات وردان'' کو تیل میں بھون کر اس تیل کو انسان کے کان میں ڈال دیا جائے تو کان کا درد ختم ہو جائے گا۔ یہ تیل پنڈلیوں پر زخم اور جسم کے تمام اعضاء کے زخم کے لئے نفع بخش ہے۔ واللہ اعلم۔

باب الیاء

یاجوج و ماجوج

"یاجوج وماجوج" یہ دونوں لفظ ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح پڑھے جاتے ہیں۔ جو ہمزاہ کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ ان دونوں الفاظ (یاجوج وماجوج) کو "احمة الحر" (گرمی کی شدت) سے مشتق مانتے ہیں اور اسی سے "رجیج النار" بھی ہے۔ "یاجوج وماجوج" گرم مزاج مخلوق ہے۔ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "یاجوج" یفعول کے وزن پر ہے اور "ماجوج" مفعول کے وزن پر ہے جبکہ ان دونوں میں ہمزہ ترک کر دیا جائے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دونوں لفظ مفعول کے وزن پر ہی ہوں کیونکہ یہ دونوں لفظ غیر منصرف ہیں اور اس میں تانیث اور علم نام دوسبب پائے جاتے ہیں کیونکہ یاجوج وماجوج دو قبیلوں کے نام ہیں۔ اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ یہ یاجوج وماجوج عجمی نام ہیں جو مشتق نہیں ہیں۔اسی لئے نہ تو ان میں ہمزہ ہے اور نہ ہی یہ منصرف ہیں کیونکہ ان میں عجمہ اور علم دوسبب ہیں۔

سید اخفش نے کہا ہے کہ "یاجوج" یج سے اور "ماجوج" مج سے نکلا ہے۔قطرب نے کہا ہے کہ جو لوگ "یاجوج" کو ہمزہ کے بغیر پڑھتے ہیں وہ یاجوج کو فاعول کے وزن پر داؤد جالوت کی طرح پڑھتے ہیں اور "یاجوج" کو یج سے نکلا ہوا مانتے ہیں اور اسی طرح "ماجوج" کو مج سے نکلا ہوا مانتے ہیں۔ یاجوج وماجوج کی طرح دوسرے عجمی نام بھی بغیر ہمزہ کے پڑھے جاتے ہیں جس طرح ھاروت ماروت جالوت طالوت اور قارون وغیرہ قطرب کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ اصل میں تو ہمزہ ہی ہو لیکن تخفیف کر کے ہمزہ کے بغیر بھی پڑھ لیا جاتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ دونوں اجۃ سے نکلے ہوں جس کا مطلب "اختلاط" (مل جانے) کے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ "اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائیں گے"۔ (الکہف۔ آیت 99)۔ اس کی تفسیر میں آیا ہے (ایک دوسرے سے مل جائیں گے) شاید لفظ "یج" (جس کے بارے میں اخفش اور قطرب نے ذکر کیا ہے کہ یاجوج اس لفظ یج سے نکلا ہے اصل میں اج ہی ہو کیونکہ کلام عرب میں یا اور جیم کے ساتھ یج کا تلفظ مشکل ہے۔ اس بحث کا اصل یہ ہے کہ "یاجوج وماجوج" کو ہمزہ کے ساتھ پڑھنا اور ہمزہ کے بغیر پڑھنا دونوں جائز ہیں جس طرح کہ پہلے گزر چکا ہے۔ قراء سبعہ اور اکثر اہل علم نے "یاجوج وماجوج" کو ہمزہ کے بغیر پڑھا ہے۔ ان کا نام شدت حرارت سے یاجوج وماجوج پڑ گیا کیونکہ یہ گرم مزاج مخلوق ہے۔ مقاتل نے کہا ہے کہ یاجوج وماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ضحاک نے کہا ہے کہ ترک سے ہے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو احتلام ہو گیا تھا جس کی وجہ سے پانی کا نطفہ مٹی

میں مل گیا۔اس پر حضرت آدم علیہ السلام کو افسوس ہوا سو اس سے جس مٹی میں حضرت آدم علیہ السلام کا نطفہ مل گیا تھا اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کو پیدا فرمایا۔

میں (امام علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کو احتلام نہیں ہوتا تھا۔طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ حضور پاک' صاحب لولاک' مدینے کے تاجدار' شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج ایک امت ہے جس کے چار سو امیر ہیں۔اسی طرح ماجوج بھی ہیں ان میں کوئی فرد اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ اپنی اولاد میں سے ایک ہزار فارس نہ دیکھ لے۔ان کی ایک قسم مبائی میں صنوبر کے درخت کی طرح ہے۔ان کی لمبائی ایک سو بیس گز ہے اور ان میں سے ایک قسم ایسی ہے جو اپنے ایک کان کو بچھا لیتے ہیں اور دوسرے کان کو اپنے اوپر اوڑھ لیتے ہیں۔نہیں گزرتا ان کے سامنے کوئی ہاتھی اور نہ خنزیر مگر یہ اس کو کھا جاتے ہیں۔نیز یاجوج ماجوج اپنی قوم میں سے مرنے والے کو بھی کھا جاتے ہیں۔یہ اتنے تیز رفتار ہیں کہ اگر ان کا اگلا قدم شام میں ہے تو پچھلا خراسان میں ہوگا۔یاجوج ماجوج مشرق کی نہروں اور دریائے طبری کا پانی پی جائیں گے۔اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں داخل ہونے سے روک دے گا۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یاجوج و ماجوج گھاس' پھوس درخت وغیرہ کھاتے ہیں نیز یہ انسانوں میں سے جس انسان پر غلبہ پالیں تو اسے بھی کھا جاتے ہیں لیکن یاجوج و ماجوج مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' بیت المقدس میں داخل ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "یاجوج و ماجوج" کی ایک قسم ایسی ہے جس کی لمبائی ایک بالشت کے برابر ہوتی ہے اور ایک قسم ایسی ہے جو بہت لمبی ہوتی ہے اور ان کے پرندوں کی طرح پنجے بھی ہوتے ہیں۔اور ان کے دانت بھی ہوتے ہیں جس طرح درندوں میں دانت ہوتے ہیں یہ کبوتر جیسی آواز نکالتے ہیں اور چوپاؤں کی طرح جفتی کرتے ہیں اور بھیڑیے کی طرح چلاتے ہیں ان کے بال ان کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ان کے کان بھی ہوتے ہیں ان کے کان روئی دار ہوتے ہیں جس کو وہ سردی میں اپنے اوپر اوڑھ لیتے ہیں اور دوسرا کان کھال کا ہوتا ہے جو گرمی میں ان کے کام آتا ہے یاجوج و ماجوج اس دیوار کو کھودتے ہیں جو حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے بنائی ہے' یعنی سوراخ کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس دیوار کو پھر درست کر دیتا ہے اور یہ معاملہ اسی طرح رہے گا کہ یاجوج و ماجوج دیوار کو کھودتے رہیں گے اور پھر محنت ومشقت سے اس میں سوراخ کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ اس دیوار کو اس کی پہلی حالت کی طرف واپس لوٹا دے گا' یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کہیں گے انشاء اللہ ہم کل اس میں سوراخ کرلیں گے۔اس وقت یاجوج و ماجوج اس دیوار میں سوراخ کرلیں گے اور باہر نکل پڑیں گے۔نیز لوگ یاجوج و ماجوج سے بچنے کے لئے قلعوں میں پناہ لیں گے۔یاجوج و ماجوج آسمان کی طرف تیر چلائیں گے وہ تیر ان کی طرف اس حال میں واپس آئیں گے کہ وہ خون سے بھرے ہوں گے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو "النغف" کے ذریعے ہلاک کر ڈالے گا۔جو ان کی گردنوں کے ساتھ چمٹ جائے گا "النغف" کا مطلب ایک کیڑا ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

فائدہ: شیخ الاسلام محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ سے ''یاجوج و ماجوج'' کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت آدم وحضرت حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں؟ اور ان میں سے ہر ایک کی کتنی عمر ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اکثر اہل علم کے نزدیک یاجوج و ماجوج حضرت آدم وحوا کی اولاد ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کی عمر کی بارے میں کوئی صحیح بات منقول نہیں ہے۔

اصل میں ''الکرکند'' کے تحت ہم نے حافظ ابوعمر بن عبدالبر کے قول کو نقل کیا ہے کہ اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے کہ ''یاجوج و ماجوج'' حضرت یافث بن نوح علیہ السلام کی اولا ہیں۔ نیز یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یاجوج و ماجوج کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت یاجوج و ماجوج تک پہنچائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں میرا گزر یاجوج و ماجوج پر ہوا۔ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے دعوت قبول کرنے سے انکار کردیا''۔

شیخان (بخاری و مسلم) اور نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم، شاہِ بنی آدم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا ''یا آدم'' (اے آدم!) وہ عرض کریں گے ''لبيك وسعديك والخير في يديك'' سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا (اے آدم)! دوزخی لشکر کو نکالو؟ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ اے اللہ دوزخی لشکر کیا ہے؟ ہر ہزار میں سے نوسوننانوے آگ کی طرف اور ایک جنت کی طرف جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی وقت ہوگا جبکہ بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے۔ بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہوگا۔

راوی کہتے ہیں یہ بات حضور صاحب قرآن، صاحب معجزات، صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر گراں بار ہوئی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم میں سے وہ کون آدمی ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے؟ حضور مکی مدنی، سرکار ابد قرار، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ وہ ننانوے (جو آگ میں داخل ہوں گے وہ) ''یاجوج و ماجوج'' میں سے ہوں گے وہ ایک آدمی جو جنت میں داخل ہوگا تم میں سے ہوگا۔ (رواہ البخاری ومسلم ونسائی)

اہل علم نے کہا ہے کہ اس کام کے لئے (دوزخی لشکر کو نکالنے کے لئے) حضرت آدم علیہ السلام کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام انسانوں کے باپ ہیں حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اس حال میں کہ گھبراہٹ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہورہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے ''لا الـٰه الا الله'' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عرب کے لئے اس شر سے ہلاکت ہے جو قریب ہوگیا ہے آج کے دن ''یاجوج و ماجوج'' کو روکنے والی دیوار میں اس کے برابر سوراخ ہوگیا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے گول دائرہ بنا کر دکھایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم صالحین کے ہونے کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے؟ حضور مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر ''برائی'' غالب آجائے گی تو (صالحین کی موجودگی میں بھی تم ہلاک ہو جائے گی)۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''یاجوج وماجوج'' کو روکنے والی دیوار میں کم سوراخ ہونے کا ذکر کیا ہے اور یہ سوراخ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ ''یاجوج وماجوج'' کے دلوں میں یہ بات ڈال دے گا کہ ''انشاء اللہ'' ہم کل اس کو فتح کر دیں گے۔ یعنی سوراخ کر دیں گے۔ جب وہ اللہ کی طرف سے الہام ہونے والی یہ بات کہیں گے تو وہ باہر نکل آئیں گے اسی طرح حدیث میں موجود حضور مکی مدنی سرکار' سرکار ابد قرار' بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ (عرب کے لئے ہلاکت ہے) اس کلمہ ''ویل'' کو اہل عرب ہلاکت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں لیکن مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ویل'' جہنم میں ایک وادی ہے جس میں کافر کو ڈالا جائے گا اور کافر کو اس وادی کی تہہ تک پہنچنے کے لئے چالیس سال لگ جائیں گے۔ (رواہ احمد)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الویل'' کا مطلب ''الشر'' (شر) ہے اسی طرح نبی کریم' نور مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان (جب کہ برائی غالب ہو جائے گی) جمہور نے ''الخبث'' کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ اس کا مطلب فسق وفجور ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الخبث'' کا مطلب زنا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الخبث'' کا مطلب اولاد زنا ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''الخبث'' کے بارے میں گناہ مراد ہوں تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جب فسق وفجور کی کثرت ہو جائے گی تو اس کا نتیجہ عام ہلاکت کی صورت میں رونما ہوگا۔ اگرچہ (ان کے درمیان) صالحین بھی موجود ہوں۔ واللہ اعلم۔

''البزار'' نے یوسف بن مریم حنفی کی ایک روایت نقل کی ہے کہ یوسف بن مریم حنفی کہتے ہی کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے سلام کیا' پھر کہا کیا آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تو کون ہے؟ اس آدمی نے کہا کیا آپ اس آدمی کو جانتے ہیں جو نبی اکرم' نورِ مجسم' شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی تھی کہ اس نے ''الروم'' (ذوالقرنین علیہ السلام کی بنائی ہوئی دیوار) دیکھی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تو وہی آدمی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور ہمیں بھی اس دیوار کا حال سناؤ؟ سو آدمی نے کہا میں ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں کے لوگ لوہے کا کام کرتے تھے۔ میں ایک گھر میں داخل ہوا اور دیوار کی طرف پاؤں کر کے لیٹ گیا۔ جب سورج کے غروب ہونے کا وقت آیا تو میں نے ایک آواز سنی جو اس سے پہلے میں نے نہیں سنی تھی۔ آواز سن کر میں مرعوب ہو گیا سو گھر کے مالک نے مجھے کہا ڈرنے کی ضرورت نہیں یہاں تجھے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا۔ اور یہ آواز ایک قوم کی ہے جو اس وقت اس دیوار سے واپس جا رہے ہیں۔ کیا آپ آسانی کے ساتھ اس دیوار کو دیکھ سکتے ہیں۔ روای کہتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ راوی کہتے

ہیں۔دوسرے دن میں دیوار کو دیکھنے کے لئے گیا تو میں نے دیکھا کہ اس دیوار میں لوہے کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں اور وہ یوں معلوم ہوتی ہیں گویا کہ وہ چٹانیں ہیں اور ان کے درمیان گاڑی گئیں کیلیں کڑیوں کی طرف دکھائی دیتی ہیں۔اس دیوار کو دور سے دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ یمنی چادر ہے۔اس کے بعد میں حضور اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔حضور پاک، شاہِ بنی آدم، نورِ مجسم، رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دیوار کی کیفیت بتلاؤ؟ میں نے عرض کیا وہ دیوار ایسی ہے گویا کہ وہ یمنی چادر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ اس شخص کو دیکھے جس نے ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کو دیکھا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: تم نے سچ کہا۔"الروم" کا مطلب وہ دیوار ہے جس کو اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے بنایا تھا۔جس طرح پہلے گزرا ہے اور اسی طرح جب اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام اپنی سلطنت کا دورہ کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک قوم کو پایا جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ قوم آپ کی بات سمجھنے پر قادر نہ تھی"۔(الاعراف۔آیت 93) جو آپ کی گفتگو سمجھنے سے قاصر تھی لیکن انہوں نے کسی نہ کسی طرح آپ سے شکایت کی کہ "یاجوج وماجوج" نے زمین میں فساد پھیلا رکھا ہے اور یاجوج وماجوج ان مساکین کی بستیوں میں داخل ہو کر گھاس، پتے اور سبزیاں کھا جاتے ہیں اور خشک گھاس اور سبزیاں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس قوم نے شکایت کی کہ وہ لوگوں کو بھی کھا جاتے ہیں۔قوم کے لوگوں نے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ کو خراج دے دیتے ہیں۔آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دیں۔حضرت اسکندر ذوالقرنین نے ان کے مال کی پیشکش کو رد کر دیا اور ان سے جسمانی کام کرنے کی مدد طلب کی۔پھر اس کے بعد حضرت اسکندر ذوالقرنین علیہ السلام نے دو پہاڑوں کے درمیان کے فاصلہ کا اندازہ لگایا تو انہوں نے اس فاصلہ کو سو فرسخ پایا۔حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے لوگوں کو بنیادیں کھودنے کا حکم دیا اور اتنی گہری بنیادیں کھدوائیں کہ زمین سے پانی نکلنے لگا۔پھر چوڑائی میں پچاس فرسخ تک بنیادیں کھودیں گئیں اور ان بنیادوں کو بڑی بڑی چٹانوں سے بھر دیا گیا۔اور پگھلے ہوئے تانبے کو گارا کے طور پر استعمال کیا گیا۔چنانچہ وہ دیوار ایسی تیار ہوگئی کہ وہ زمین کے اندر سے نکلا ہوا پہاڑ ہو۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ بنیادوں اور دیواروں میں پتھروں کی بجائے لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لگائے گئے تھے۔پھر ان لوہے کے ٹکڑوں کے درمیان لکڑیاں اور کوئلے چن دیئے گئے تھے اور بھٹی جلادی گئی تھی، یہاں تک کہ جب لوہے کے ٹکڑے بالکل سرخ ہو گئے تو ان کے اوپر پگھلا ہوا تانبا ڈال دیا گیا جس کی وجہ سے لوہے کے ٹکڑے ایک دوسرے سے جڑ گئے۔اور یوں محسوس ہونے لگا کہ گویا لوہے کا کوئی ٹھوس پہاڑ ہو اور پھر لوہے اور تانبے کی کیلیں گاڑ دی گئیں ہوں۔نیز دیوار کے درمیان میں پیتل بھی لگایا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ دیوار یوں دکھائی دیتی کہ گویا کہ ایک ایسی چادر ہو جس پر نقش ونگار کیا گیا ہو سو دیوار میں موجود چکناہٹ کی وجہ سے یاجوج وماجوج اس دیوار پر چڑھنے کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی اس دیوار میں سوراخ کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔"یاجوج وماجوج" دیوار اور سمندر کے درمیان محصور ہیں۔ان کے آگے سمندر ہے اور ان کے پیچھے یہ دیوار ہے۔وہ ان مچھلیوں کو کھاتے ہیں جو موسم ربیع میں بارش کی طرح ان پر برستی ہیں۔نیز پورا سال "یاجوج وماجوج"

یہی مچھلیاں کھاتے ہیں لیکن یاجوج وماجوج کی کثرت کے باوجود ان کی غذا میں کمی نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

الیامور

"الیامور" ابن سیدہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب پہاڑی بکریوں کی ایک قسم ہے یا اس کی طرح کا کوئی حیوان ہے اس کا ایک سینگ ہوتا ہے جو اس کے سر کے درمیان ہوتا ہے اس کے سینگ کی مختلف شاخیں ہوتی ہیں بعض دوسرے اہل علم نے کا ہے کہ "الیامور" کا مطلب مذکر بارہ سنگھا ہے جس کے سینگ آرے کی طرح کے ہوتے ہیں۔ یہ جانور اکثر عادات میں گورخر کی طرح ہوتا ہے یہ جانور ایسی جگہ رہتا ہے جہاں بہت زیادہ درخت ہوں جب یہ جانور پانی پی لیتا ہے تو اس میں پھرتی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ درختوں کے درمیان اچھلنے کودنے لگتا ہے۔ بعض اوقات اس جانور کے سینگوں کی شاخیں درختوں کی شاخوں میں پھنس جاتی ہیں اور یہ اپنی سینگوں کی شاخوں کو درختوں کی شاخوں سے چھڑا نہیں سکتا۔ یہ جانور چیختا ہے (شکاری) لوگ جب اس جانور کی چیخ سنتے ہیں تو اس کی طرف آتے ہیں اور اس کا شکار کر لیتے ہیں:

یامور کا شرعی حکم: یہ جانور بارہ سنگھا کی طرح حلال ہے۔

خواص: اس جانور کی کھال کی خاصیت یہ ہے کہ اگر بواسیر کا مریض اس پر بیٹھ جائے تو اس کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔

الیؤیؤ

"الیؤیؤ" ایک پرندہ ہے اس کی کنیت ابو ریاح آتی ہے۔ یہ ایک شکاری پرندہ ہے جو شکرہ کی طرح ہوتا ہے۔ باب الصاد میں "الصقر" کے تحت اس کا ذکر گزر چکا ہے اس کی جمع "الیایی" آتی ہے۔ محمد بن زیاد زیادی بھی "الیؤیؤ" کے لقب سے مشہور تھے۔ محمد بن زیادہ زیادی اہل بصرہ کے امام تھے۔ انہوں نے حماد بن زید اور دوسرے اہل عجم سے حدیث روایت کی ہے۔ ابن مندہ نے محمد بن زیاد زیادی کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ حبان نے ان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔

"الیؤیؤ" کا شرعی حکم: اس کا کھانا حرام ہے جس طرح کہ پہلے گزر چکا ہے۔

خواص: اس پرندے کا دماغ اگر خشک کر کے کوزہ مصری میں ملا کر اس میں گوہ کا پاخانہ ملا لیا جائے اور اسے سرمہ کے طور پر آنکھوں میں لگایا جائے تو آنکھ کی سفیدی اللہ کے حکم سے ختم ہو جائے گی۔ اس پرندے کا پتا شہدانہ (ایک قسم کی بوٹی) میں ملا کر ناک میں ٹپکانے سے سر کے درد کے لئے نافع ہے۔

الیحبور

"الیحبوز" اس کا مطلب سرخاب کا بچہ ہے۔ الحباری کے تحت حاء کے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الیعمور

"الیعمور" یہ ایک جنگلی جانور ہے جو انسانوں کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے اس جانور کے دو لمبے سینگ ہوتے ہیں گویا کہ وہ دو آرے ہیں۔ وہ ان سینگوں کے ذریعے درختوں کو کاٹتا ہے جب یہ پیاسا ہوتا ہے تو پانی پینے کے لئے نہر کے پاس جانا چاہتا

ہے لیکن راستے میں گھنے درخت آجاتے ہیں اور یہ جانوران گھنے درختوں کو اپنے سینگوں سے کاٹتا ہے اور پانی پینے کے لئے نہر کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الیعمود'' کا مطلب بارہ سنگھا کی طرح کا ایک جانور ہے اس کے سینگ بارہ سنگھے کے سینگ کی طرح ہوتے ہیں یہ جانور ہر سال بچے دیتا ہے اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے یہ جانور بارہ سنگھے سے زیادہ پھرتیلا ہوتا ہے جوہری نے کہا ہے کہ اس کا مطلب جنگلی گدھا ہے۔

یعمود کا شرعی حکم: اس جانور کی ہر قسم کا کھانا حلال ہے۔

خواص: اس جانور کی چربی کو روغن بلسہ میں ملا کر فالج کے مریض کے جسم پر مالش کی جائے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

فائدہ: علامہ ابوالفراج ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب العرائس'' میں لکھا ہے ک ایک طالبعلم علم حاصل کرنے کیلئے اپنے ملک سے کہیں جارہا تھا۔ راستے میں اس کی ملاقات ایک آدمی سے ہوئی جو اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب طالب علم اس شہر کے قریب گیا جس کے ارادہ سے وہ اپنے ملک سے آیا تھا تو اس آدمی نے طالب علم سے کہا: ہمسفر ہونے کی وجہ سے تجھ پر میرا حق رفاقت لازم ہو گیا ہے اور میں ''قوم جن'' کا ایک آدمی ہوں اور مجھے تم سے ایک کام ہے؟ طالبعلم نے کہا تیرا کیا کام ہے؟ اس آدمی نے کہا جو دراصل جن تھا کہ جب تو فلاں جگہ جائے تو وہاں تو چند مرغیاں پائے گا اور ان مرغیوں کے درمیان ایک مرغا بھی ہوگا۔ تو اس مرغ کے مالک کو ڈھونڈ کر اس سے وہ مرغ خرید لینا اور پھر اس مرغ کو ذبح کر دینا۔ میری تجھ سے یہی حاجت ہے۔ طالب علم نے اس جن سے کہا: اے میرے بھائی! میرا بھی تجھ سے ایک کام ہے؟ جن نے کہا وہ کیا ہے؟ طالب علم نے کہا کہ جب کوئی شیطان کسی جانور پر مسلط ہو جائے اور اس پر کسی عمل کا اثر نہ ہو تو اس کی دوا کیا ہے؟ جن نے کہا اس کی دوا یہ ہے کہ ''یعمور'' کی کھال کا ایک گز لمبا تانت لے کر اس سے آسیب زدہ آدمی کی شہادت کی انگلی خوب جکڑ کر باندھ دی جائے۔ پھر سنداب بری کا تیل لے کر چار قطرے آسیب زدہ آدمی کے داہنے نتھنے میں اور تین قطرے اس کے بائیں نتھنے میں ٹپکا دیئے جائیں تو اس سے آسیب کی موت واقع ہو جائے گی۔ اور پھر اس کے بعد کوئی دوسرا سرکش شیطان اس آدمی پر مسلط نہیں ہوگا۔

طالب علم نے کہا کہ جب میں شہر کی اس جگہ گیا جس کے بارے میں جن نے مجھے کہا تھا تو میں نے وہاں ایک مرغا دیکھا جو ایک بڑھیا کی ملکیت میں تھا۔ میں نے اس بڑھیا سے وہ مرغا مانگا تو بڑھیا نے مرغا فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ کئی بار اصرار کرنے کے بعد اس بڑھیا نے وہ مرغا دگنی قیمت میں مجھے۔ تو میں نے مرغا خریدا اور اس مرغے کا مالک بن گیا۔ جن نے مجھے اشارے کے ذریعے مرغ ذبح کرنے کا حکم دیا' میں نے مرغ کو ذبح کر دیا۔ اس وقت کچھ مرد اور عورتیں ایک گھر سے نکلے وہ مرد اور عورتیں مجھے مارنے لگے اور کہنے لگے: اے جادوگر! میں نے کہا میں جادوگر نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا بے شک جب تم نے مرغ ذبح کیا اس وقت ہماری جوان لڑکی پر جن مسلط ہو گیا ہے اور یہ کہ اس سے الگ ہونے کے لئے تیار نہیں۔ (طالب علم کہتا ہے)' میں نے ان مرد اور عورتوں سے ایک گز لمبی ''یعمور'' کی کھال اور سنداب کا تیل طلب کیا سو یہ وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آئے۔ میں نے تانت کے ذریعے آسیب زدہ لڑکی کی انگلی خوب جکڑ کر باندھ دی۔ جب میں نے یہ عمل کیا تو جن چیخنے لگا اور کہنے لگا کیا میں نے تجھے اس عمل کی تعلیم اس لئے دی تھی کہ تو مجھ پر ہی اس عمل کو آزمانا شروع کر دے پھر میں نے

سنداب کے تیل کے چار قطرے آسیب زدہ لڑکی کے داہنے نتھنے اور تین قطرے اس کے بائیں نتھنے میں ٹپکا دیئے۔ وہ جن اسی وقت مر گیا اور نوجوان لڑکی کو اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔ پھر اس کے بعد اس پر کوئی جن مسلط نہیں ہوا۔

الیعموم

''الیعموم'' اس کا مطلب ایک خوبصورت رنگ والا پرندہ ہے۔ یہ پرندہ حجاز کے نخلستان میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ میرا (امام علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) گمان یہ ہے کہ یہ تیتر کی قسم کا ایک پرندہ ہے۔

یعموم کا شرعی حکم: اس پرندے کا کھانا حلال ہے کیونکہ یہ طیبات میں سے ہے ''الیعموم'' نعمان بن منذر کے گھوڑے کا نام بھی تھا۔ ''الیعموم'' کا مطلب ''الدخان الاسود'' (سیاہ دھواں) بھی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کا قول ''اور کالے دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے''۔ (الواقعہ۔ آیت 43) بھی ہے۔ اہل عرب جب کسی ایسی چیز کو جو انتہائی سیاہ ہو بتانا چاہتے ہیں تو ''اسود یعموم'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الیعموم'' کا مطلب جہنم کا ایک پہاڑ ہے جس کے سائے میں جہنمیوں کو بٹھایا جائے گا اس حال میں کہ نہ تو اس پہاڑ کی مٹی میں ٹھنڈک ہوگی اور نہ ہی اس کا منظر حسین ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الیعموم'' کا مطلب جہنم کا ایک نام ہے ضحاک نے کہا ہے کہ جہنم سیاہ ہے اور اس میں داخل ہونے والے بھی سیاہ ہوں گے۔ اور ہر وہ چیز جو جہنم میں ہوگی سیاہ ہوگی۔ ہم جہنم کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

الیراعۃ

''الیراعۃ'' اس کا مطلب چھوٹا سا پرندہ (جگنو) ہے جب یہ دن کو اڑتا ہے تو عام پتنگوں کی طرح دکھائی دیتا ہے اور جب رات کو پرواز کرتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ چمکنے والا ستارہ ہو یا کوئی چراغ اڑ رہا ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ ''ایراع'' سے مراد مچھر اور مکھی کے درمیان ایک مکھی ہے جو شہ پر سوار ہو جاتی ہے (منہ پر بیٹھ جاتی ہے) لیکن ڈستی نہیں۔ اسی طرح ''الیراعۃ'' کا مطلب شتر مرغ بھی ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں: (یراعۃ سے زیادہ ہلکا)۔

الیربوع

''الیربوع'' (یاء کے فتحہ کے ساتھ) اس کا مطلب ایک ایسا حیوان ہے جس کی ٹانگیں لمبی اور ہاتھ (اگلی ٹانگیں) بہت چھوٹے ہوتے ہیں اس کی ایک دم ''الجرذ'' (چوہے کی ایک قسم) کی دم کی طرح ہوتی ہے اور یہ اپنی دم ایک طرف اٹھا کر رکھتا ہے اور یوں دکھائی دیتا ہے گویا کہ کلی ہو۔ اس کا رنگ ہرن کے رنگ کی طرح ہوتا ہے۔

حیوانات کی نفسیات کے ماہرین نے کہا ہے کہ وہ تمام چوپائے جن میں اللہ تعالیٰ نے خباثت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے وہ ''قصیر الیدین'' (چھوٹے ہاتھوں والے) ہوتے ہیں کیونکہ وہ جب کسی چیز سے خطرہ محسوس کرتے ہیں تو چھلانگ کے ذریعے اپنی حفاظت کرتے ہیں یہ حیوان زمین کے اندر رہتا ہے تا کہ زمین کی نمی اس کے لئے پانی کا کام دے یہ حیوان ہوا کہ پسند کرتا

ہے اور اسے دریاؤں سے کراہت ہوتی ہے اسی لئے یہ اپنا سوراخ اونچی جگہ پر بناتا ہے۔ پھر یہ اپنا گھر بناتا ہے جہاں چاروں طرف سے ہوا لگے اس لئے یہ جانور اپنے بل میں سوراخ رکھتا ہے۔ اس حیوان کے بل میں بنائے جانے والے سوراخ کو النافقاء' القاصعا' الراھطاء کہتے ہیں۔ جب شکاری اس جانور کی تلاش میں ایک سوراخ کے پاس جاتے ہیں تو یہ جانور دوسرے سوراخ سے نکل کر بھاگ جاتا ہے۔ اس حیوان کے گھر کے باہر مٹی ہوتی ہے لیکن اندر گڑھا ہوتا ہے اسی طرح منافق ظاہری طور پر مومن ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں کفر ہوتا ہے۔ جاحظ اور دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ ''المنافق'' نام زمانہ جاہلیت کا کوئی نام نہیں ہے کہ جس نے اپنے دل میں کفر کو چھپا رکھا اور ظاہری طور پر ایمان کا دعویٰ کرتا ہو بلکہ یہ نام (منافق) اصل میں ''النافقاء'' سے نکلا ہے۔ کیونکہ ''النافقاء'' کا مطلب (یربوع کی چھپی ہوئی بل ہے) اسی طرح منافق ظاہری طور پر ایمان کا دعویدار ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں کفر ہوتا ہے اس جانور کی فطری خاصیت یہ ہے کہ یہ نرم زمین پر چلتا ہے تاکہ اس کے قدموں کی آہٹ شکاری سن کر اسے شکار نہ کرلیں۔ خرگوش بھی اسی طرح کرتا ہے یہ جانور جگالی بھی کرتا ہے اور مینگنی بھی کرتا ہے۔ اس جانور کے منہ میں اوپر اور نیچے دانت اور داڑھ بھی ہوتی ہے۔ جاحظ اور حضرت قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''یربوع'' چوہے کی ایک قسم ہے قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ حیوان ان حیوانات میں سے ہے جن کے لئے ایک سردار ہوتا ہے جس کے حکم کی تعمیل کی جاتی ہے چنانچہ جس وقت ان حیوانات کا سرداران کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ سردار کسی چٹان وغیرہ پر کھڑا ہو کر ہر طرف دیکھتا رہتا ہے۔ اگر وہ سردار کسی ایسی چیز کو دیکھ لے جوان کے لئے خطرہ کا باعث ہو تو اپنے دانتوں کو کٹکٹاتا ہے جس سے ایک خاص قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ جب اس قسم کے تمام حیوانات اس آواز کو سن لیتے ہیں تو وہ اپنے بلوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ اگر اس قسم کے حیوانات کا سردار خطرے سے ان کو آگاہ نہ کرے یہاں تک کہ ان سے کوئی حیوان شکار کرلیا جائے تو یہ تمام حیوانات مل کر اپنے سردار پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور اسے قتل کر دیتے ہیں اور اس کی جگہ کسی اور کو سردار بنا لیتے ہیں اس قسم کے حیوانات معاش کی تلاش میں باہر نکلتے ہیں تو سب سے پہلے ان کا سردار باہر نکلتا ہے اور صورتحال کا جائزہ لیتا ہے' جب اسے کوئی خطرناک چیز دکھائی نہیں دیتی تو وہ اپنے دانتوں کو بجانا شروع کر دیتا ہے جس کی آواز اس قسم کے دوسرے حیوانات تک جاتی ہے تو وہ بھی اپنے بلوں سے باہر نکل آتے ہیں۔ ''الیربوع'' میں واؤ اور یا زائدہ ہیں سو ضروری تھا کہ ہم اس جانور کا ذکر ''باب الراء'' میں کرتے لیکن بہت سے لوگوں نے بات کی تھی کہ ''یربوع'' میں واؤ یا زائدہ ہیں اس لئے ہم نے اس کا ذکر یہاں کر دیا ہے۔

الحکم

''الیربوع'' کا کھانا حلال ہے کیونکہ اہل عرب اس کو حلال سمجھتے تھے اور اس کا گوشت کھاتے تھے۔ عطاء' حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہما اور ابوثور کا یہ قول ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''الیربوع'' نہیں کھایا جاتا (یعنی حرام ہے) کیونکہ یہ حشرات الارض میں سے ہے۔

امثال: اہل عرب کہتے ہیں (یربوع کے بچہ سے بھی زیادہ گمراہ)۔

خواص: ''الیربوع'' کا خون لے لیا جائے اور پپوٹوں کے اندر کے بال اکھاڑ کر پپوٹوں پر یربوع کا خون مل دیا جائے تو پپوٹوں پر دوبارہ بال نہیں اگیں گے۔

تعبیر: ''یربوع'' کو خواب میں دیکھنا ایسے آدمی پر دلالت کرتا ہے جو جھوٹی قسمیں کھاتا ہو۔ اگر کوئی خواب میں یربوع سے جھگڑا کرے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کا کسی ایسے انسان سے جھگڑا ہوگا جس میں یربوع جیسی عادات پائی جاتی ہوں گی۔

الیرقان

''الیرقان'' اس کا مطلب ایک کیڑا ہے جو کھیتی میں پیدا ہوتا ہے پھر اس کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے پھر اس کے بعد وہ پرواز کرنے لگتا ہے۔ اس کیڑے کو ''زرع میروق'' بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سیدہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

السیف

''السیف'' اس کا مطلب مکھی ہے اصل میں ذال کے باب میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

الیعر

''الیعر'' (یاء کے ضمہ کے ساتھ) اس کا مطلب بکری کا وہ بچہ ہے جو شیر اور بھیڑیئے کی کھچار کے قریب باندھا جاتا ہے اور اس کے سامنے ایک گڑھا کھود کر اسے گھاس وغیرہ سے چھپا دیتے ہیں۔ جب اس بکری کے بچہ کی آواز کو سنتا ہے تو اس کی تلاش میں اس کی طرف آتا ہے اور وہ گڑھے میں گر جاتا ہے۔ ''الیعر'' کا مطلب ایک چوپایہ ہے جو خراسان میں پایا جاتا ہے۔ یہ چوپایہ محنت و مشقت کے باوجود فربہ ہوتا ہے۔

الیعفور

''الیعفور'' اس کا مطلب ہرن یا نیل گائے کا بچہ ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کا مطلب نر ہرن ہے ''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یعفور نامی گدھے پر سوار ہو کر ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تھے''۔ (الحدیث)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس گدھے کو اس کے خاکستری رنگ کی وجہ سے ''یعفور'' کہا جاتا تھا جس طرح سبز رنگ کے جانور کو ''یعفور'' کہا جاتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم سراج السالکین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کو ''یعفور'' اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس کی چال ہرن کی طرح تھی۔ واللہ اعلم۔

الیعقوب

''الیعقوب'' اس کا مطلب نر چکور ہے جوالیقی نے کہا ہے کہ اس کے معنی میں یہ الفاظ ''الیعقوب'' صحیح عربی کا لفظ

ہے دہا اللہ کے نبی کا نام یعقوب (علیہ السلام) تو یہ عجمی لفظ ہے جس طرح حضرت یوسف' حضرت یونس اور الیسع علیہم السلام عجمی نام ہیں۔ علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کا نام ''یعقوب'' ہو تو یہ عجمہ اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف پڑھا جائے گا۔ لیکن ''الیعقوب'' چکور کے معنی میں منصرف پڑھا جائے گا کیونکہ اس معنی میں یہ خالص عربی لفظ ہے اور اس میں غیر منصرف ہونے کے لئے کوئی سبب موجود نہیں ہے۔

چکور کا شرعی حکم: امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مرغی اور چکور سے پیدا شدہ کسی پرندے کو اگر کوئی محرم حالت احرام میں قتل کر ڈالے تو اس پر جزاء واجب ہوگی۔

الیعملۃ

''الیعملۃ'' اس کا مطلب کام کرنے والا اونٹ یا اونٹنی ہے۔ اس کی جمع ''یعملات'' ہے۔

الیمام

''الیمام'' امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا مطلب جنگلی کبوتر ہے اس کا واحد ''یمان'' ہے نسائی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب وہ پرندہ ہے جو گھروں میں رہتا ہے اور ''الیمامۃ'' ایک لڑکی کا نام بھی ہے جس کی آنکھیں کرنجی ہوتی ہیں۔ یہ لڑکی تین دن کی مسافت کے فاصلہ سے کسی چیز کو دیکھ لیتی تھی جاحظ نے کہا ہے کہ یہ لڑکی لقمان بن غاد کے قبیلہ سے تھی اور اس کا نام عنبر تھا۔ اس کی آنکھیں کرنجی تھیں۔ اس طرح ''الزباد'' نامی عورت بھی کرنجی آنکھوں والی تھی اور ''البسوس'' نامی عورت بھی کرنجی آنکھوں والی تھی۔ یہ (یعنی یمامہ نامی لڑکی) پہلی لڑکی ہے جس نے ''اثمد'' سرمہ کا استعمال کیا تھا۔

فائدہ: ''ابتلاء الاخیار بالنساء الاشرار'' میں لکھا ہے کہ وہ عورتیں جو عرب میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھیں پانچ ہیں۔ وہ پانچ عورتیں درج ذیل ہیں:

زرقاء الیمانۃ البسوس دغتہ ظلمتہ ام قرفۃ

رہی زرقاء جسے اس کی بصارت کی وجہ سے زرقاء الیمانۃ کہا جاتا تھا اور یہ بنی نمیر کی ایک عورت تھی جو یمامہ میں رہتی تھے۔ یہ عورت اندھیری رات میں سفید اور تین دن کی مسافت کی دوری سے گھوڑ سوار کو دیکھ لیتی تھی۔ یہ عورت اپنی قوم پر حملہ کرنے والے لشکر کو دیکھ کر پہلے ہی اپنی قوم کو خبر دے دیتی تھی اور لوگ لشکر کا مقابلہ کرنے لئے تیاری کر لیتے تھے۔ کسی لشکر کے امیر نے اس قوم کے خلاف یہ حیلہ کیا کہ اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ہر شخص درخت کی ایک شاخ کاٹ لے اور اپنے ہاتھ میں لے لے اور اس کی اڑ میں آگے بڑھے۔ زرقاء نے اسے دیکھا تو کہنے لگی بے شک میں درخت کو دیکھ رہی ہوں جو تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ اس قوم نے زرقاء سے کہا کہ اصل میں تیری عقل ماری گئی ہے بھلا درخت کیسے چل سکتا ہے؟ زرقاء نے کہا میں نے جو تمہیں کہا وہی درست ہے۔

سو اس کی قوم نے زرقاء کو جھوٹا کہا قوم نے اس حال میں صبح کی کہ دشمن ان پر حملہ آور ہوا اور اس نے زرقا کو قتل کر دیا۔ دشمن

نے جب زرقاء کی آنکھیں چیز کر دیکھیں تو اس کی آنکھوں کی رگوں میں اثمد کی کثرت تھی کیونکہ زرقاء بہت زیادہ اثمد سرمہ استعمال کرتی تھی۔

رہی بسوس، تو اس بارے میں کہا جاتا ہے کہ "اشئم من البسوس" (بسوس سے زیادہ منحوس) یہ عورت جساس بن مرۃ بن ذھل بن شیبان کی خالہ تھی۔ اس کی ایک اونٹنی تھی جس کی وجہ سے کلیب بن وائل کو قتل کر دیا گیا تھا۔ کلیب بن وائل کے قتل کے باعث قبیلہ بکر اور قبیلہ تغلب کی جنگ چھڑ گئی تھی جسے جنگ بسوس کہا جاتا ہے۔ رہی "دغنۃ" تو اس کے بارے میں یہ مثال مشہور ہے کہ (دغنۃ سے زیادہ احمق) یہ وہ عورت ہے جس کا تعلق بنو عجل سے تھا۔ اس کا نکاح "قبیلہ بنی العنبر" میں ہوا تھا۔ "رہی ظلمۃ تو اس کے بارے میں اہل عرب میں یہ مثال مشہور ہے کہ (ظلمۃ سے زیادہ زانی) یہ قبیلہ ھذیل کی عورت ہے جس نے چالیس سال تک زنا کرایا اور چالیس سال تک حکمران رہی۔ یہ عورت بڑھاپے کی وجہ سے زناء اور حکومت سے معذور ہو گئی تو اس نے ایک بکرا اور ایک بکری خرید لی۔ وہ بکری اور اور بکرے کو جفتی کے لئے چھوڑ دیتی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہے؟ اس نے کہا کہ میں ان دونوں کے درمیان جماع سے پیدا ہونے والی آواز کو سننے کے لئے ایسا کرتی ہوں۔

رہی "ام قرفتۃ" اس کے بارے میں یہ مثال مشہور ہے کہ (ام قرفتہ سے زیادہ محفوظ) یہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر الفزاری کی بیوی تھی۔ اس عورت نے اپنے گھر میں چالیس تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں جن میں سے ہر ایک تلوار اس کے کسی ذی محرم کے لئے تھی۔

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے عورتوں کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو امام ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورتیں فتنوں کے دروازوں کی کنجیاں ہیں، غم کا خزانہ ہیں اگر عورت تیرے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے گی تو تجھ پر احسان جتلائے گی اور تیرے راز کو فاش کر دے گی۔ تیرے حکم کو ٹال دے گی اور تیرے غیر کی طرف مائل ہوگی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورتیں رات کے وقت خوشبو ہیں اور دن کے وقت کانٹا ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی عقلمند آدمی کو کہا گیا کہ تیرا دشمن مر گیا ہے تو اس عقلمند آدمی نے کہا کہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ تم مجھ سے یہ کہتے کہ میرے دشمن نے نکاح کر لیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آدمی تین باتوں سے مجبور ہوتا ہے۔ ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ آدمی اپنی مصلحت کے کاموں میں بیدار رہنے میں کوتاہی کرنے سے، دوسری بات یہ ہے کہ آدمی خواہشات نفسانی کی مخالفت کرنے پر مجبور ہوتا ہے، تیسری بات یہ ہے کہ آدمی عورت کی وہ بات قبول کر لے جس کا اسے علم نہ ہو۔

بعض حکماء نے کہا ہے کہ جہالت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اور عورت سے بڑھ کر کوئی شر نہیں۔

الیھودی

"الیھودی" اس کا مطلب ایک مچھلی ہے جو سمندر میں پائی جاتی ہے۔ "باب الشین" میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

الیوصی

"الیوصی" (یاء اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ اور میم مشدد کے کسرہ کے ساتھ) اس کا مطلب باز کی طرح کا ایک عراقی پرندہ

ہے جس کے بازو "الباشق" (باز) سے لمبے ہوتے ہیں اور یہ پرندہ شکار کرنے میں بہت تیز ہوتا ہے۔

یوصی کا شرعی حکم: یہ پرندہ حرام ہے جس طرح "باب الحاء" میں گزر چکا ہے۔

الیعسوب

"الیعسوب" یہ ایک مشترک اسم ہے جس کا اطلاق طائر (پرندے) پر ہوتا ہے۔ جس طرح ٹڈی کے برابر ایک کیڑے کو بھی "الیعسوب" کہتے ہیں۔ اس کے چار پر ہوتے ہیں لیکن یہ کبھی بھی اپنے پروں کو نہیں سمیٹتا اور یہ کبھی بھی چلتا ہوا دکھائی نہیں دیتا بلکہ یہ کیڑا کسی درخت کی شاخ پر بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے یا اڑتا ہوا دکھائی دے گا۔ حضرت امام جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ ٹڈی سے بڑا ہوتا ہے اور جب یہ گر پڑتا ہے تو اپنے پروں کو نہیں سمیٹتا۔ ابن الاثیر نے کہا ہے کہ "الیعسوب" کا مطلب ایک سبز رنگ کا کیڑا ہے جو موسم ربیع میں اڑتا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ٹڈی سے بڑا ایک پرندہ ہے اگر کہا جائے کہ "الیعسوب" سے مراد ایک سبز رنگ کا کیڑا ہے اگر یہ کہا جائے کہ "الیعسوب" کا مطلب شہد کی (رانی) مکھی ہے تو یہ کہنا بھی جائز ہے "الیعسوب" نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کا نام بھی تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "الیعسوب" ان تین گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا ہے جو غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کی فوج میں موجود تھے۔ "الیعسوب کا اطلاق گھوڑے کی پیشانی پر پائی جانے والی سفیدی پر بھی ہوتا ہے اسی طرح "الیعسوب" کا اطلاق چوکور کی ایک قسم پر بھی ہوتا ہے جاحظ نے کہا ہے کہ "الیعاسیب" کا مطلب بڑی مکھیاں ہیں اسی طرح "الیعسوب" شہد کی مکھیوں کے بادشاہ کو کہتے ہیں۔ یہ مکھی سب مکھیوں کی سردار ہے اور ہر کام اس کے حکم پر ہوتا ہے۔ مثلاً چھتہ میں آنا جانا چھتہ تیار کرنا اور شہد چوس کر لا کر اس چھتہ میں اکٹھا کرنا۔ ہر حال میں مکھیاں اپنی سردار کی اطاعت کرتی ہیں۔ یہ مکھی اپنے ماتحت مکھیوں کا انتظام اسی طرح کرتی ہے جس طرح کوئی بادشاہ اپنی رعایا کا انتظام کرتا ہے یہاں تک کہ جب مکھیاں اپنے چھتہ میں واپس آتی ہیں تو یہ رانی مکھی دروازے پر کھڑی ہو جاتی ہے سو کوئی بھی مکھی دوسری مکھی سے آگے بڑھنے کے لئے مزاحمت نہیں کرتی بلکہ تمام مکھیاں ایک ایک کر کے اپنے چھتہ میں داخل ہو جاتی ہیں اور کوئی بھی مکھی دوسری مکھی کے ساتھ جھگڑا نہیں کرتی۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک امیر تنگ گزرگاہ پر ایک ایک کر کے اپنا لشکر گزارتا ہے۔ شہد کی مکھیوں میں ایک عجیب وغریب خصوصیت یہ بھی ہے کہ ایک ہی چھتہ میں دو امیر جمع نہیں ہو سکتے اور کبھی ایسی صورتحال پیش آ جائے تو شہد کی مکھیاں دو امیروں میں سے ایک امیر کو قتل کر دیتی ہیں اور پھر ایک امیر پر اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ امیر بنانے کی وجہ سے ان کی کسی قسم کی دشمنی نہیں ہوتی اور نہ ہی ایک مکھی دوسری مکھی کو تکلیف دیتی ہے (بلکہ دو امیروں کا ہونا ہی شہد کی مکھیوں کے لئے اذیت کا باعث ہے) نیز شہد کی تمام مکھیاں ایک ہی امیر پر جمع ہو جاتی ہیں امام نسائی نے اپنی کتاب "**عمل الیوم واللیلۃ**" میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی یہ ارادہ کرے کہ وہ مسجد میں سے باہر نکل جائے تو ابلیس اپنے لشکر کو آواز دیتا ہے تو اس کا لشکر اس کے گرد جمع ہو جاتا ہے۔ جس طرح شہد کی مکھیاں رانی مکھی کے گرد جمع ہو جاتی ہیں۔ تم میں سے کوئی شخص مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ یہ کلمات کہے۔

"اللھم انی اعوذبك من ابلیس وجنودہ"

(اے اللہ میں ابلیس اور اس کے لشکر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں) جب کوئی یہ کلمات پڑھ لے گا تو ابلیس اور اس کا لشکر اسے نقصان نہیں دے گا۔ لفظ "الیعسوب" سردار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو جنگ جمل کے دوران زبردست قتال کیا گیا تھا اور اس دن آپ کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا تھا جس میں آپ نے انگوٹھی پہنی ہوئی تھی سو ایک گدھ اس ہاتھ کو اٹھا کر لے گیا اور اس نے اس ہاتھ کو "یمامہ" میں گرا دیا' جب اس انگوٹھی کی وجہ سے لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب کا ہاتھ ہے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ حضرت عبدالرحمٰن قتل ہو گئے ہیں (یعنی شہید ہو گئے) تو لوگوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی سو تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگل جمل کے دن اس ہاتھ کو ایک پرندہ اٹھا کر لے گیا تھا اور اس نے اس ہاتھ کو حجاز میں گرا دیا تھا سو نماز جنازہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو دفن کر دیا گیا تھا۔

لیکن اہل علم کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اٹھا کر لے جانے والا پرندے کون سا تھا اور اس پرندے نے ہاتھ کو کس جگہ گرایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس ہاتھ کو گدھ نے اٹھایا تھا اور اس نے اسی دن (جنگ جمل کے دن) یمامہ میں اس ہاتھ کو گرایا تھا۔ جس طرح پہلے گزرا ہے۔

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو عقاب نے اٹھایا تھا اور پھر اسی دن جنگ جمل کے دن ہی عقاب نے اس ہاتھ کو یمامہ میں گرا دیا تھا۔ حافظ ابوموسیٰ اور دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ پرندے نے اس ہاتھ کو مدینہ منورہ میں گرایا تھا۔

شیخ نے "شرح مہذب" میں لکھا ہے کہ پرندے نے اس ہاتھ کو مکہ مکرمہ میں گرایا تھا۔

صحیح مسلم میں نواس بن سمعان کی طویل حدیث میں ذکر ہے کہ دجال کے ساتھ ساتھ زمین کے خزانے چلیں گے اور یہ زمین کے خزانے دجال کے اردگرد اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں رانی سردار کے اردگرد جمع ہو جاتی ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس گھر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کو کفن دیا گیا تھا اور فرمایا: اللہ کی قسم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مومنین کے سردار ہیں اور ایک پہاڑ کی طرح مضبوط تھے جس کو خشکی کی زبردست آندھیاں اور تند و تیز سمندری ہوائیں بھی نہیں ہلا سکتیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے "الیعسوب" قرار دیا ہے۔ کیونکہ "الیعسوب" رانی مکھی دوران پرواز شہد کی مکھیوں کے آگے ہوتا ہے جب "الیعسوب" پرواز کرتا ہے تو شہد کی مکھیاں اس کے پیچھے پرواز کرتی ہیں۔ نیز "القواصف" سے مراد خشکی کی مہلک ہوا ہے اور "الصواصف" سے مراد سمندر کی مہلک ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً

اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر (تسخیر کیا گیا) کر دی۔ (پارہ:17 سورۃ الانبیاء، آیت:81)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ

پھر تم پر جہاز توڑنے والی آندھی بھیجی تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے۔ (پارہ:15 سورۃ بنی اسرائیل، آیت:69)

کامل ابن عدی حضرت عبداللہ بن واقد الواقضی اور عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کے حالات میں ذکر ہے کہ حضور پاک، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ مومنین کے سردار ہیں اور ''مال'' کفار کا سردار ہے۔

ایک روایت میں ہے ''یعسوب الظلمة'' اور ایک روایت میں ''یعسوب المنافقین'' کے الفاظ مرقوم ہیں۔ یعنی مال کے ذریعے کفار و ظالم اور منافق لوگ مومنین کو نقصان دیتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ''امیر النحل'' بھی کہتے ہیں علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کتاب کا (حیوۃ الحیوان) کا اختتام ہے۔ اس کتاب کی یہ شان ہے کہ اس کا اختتام ''ملك النحل'' (شہد کی مکھیوں کے بادشاہ) پر ہوا جس کے لعاب سے اللہ تعالیٰ نے موم اور شہد نکالا (یعنی پیدا فرمایا) ہے کہ ایک موم روشنی کا کام دیتا ہے اور دوسرے شہد میں شفاء ہے۔

اور اس کتاب کی ابتداء ''ملك الوحشي'' (جنگلی جانوروں کے بادشاہ) یعنی شیر سے ہوئی جو شجاعت میں ضرب المثل ہے۔

''وصلى الله على سيدنا محمد المصطفى ورضي الله تعالى عن آله وعترته وصحبه واهل الفضل والوفا''

مؤلف (یعنی امام علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ہے کہ میں اس کے (حیوۃ الحیوان کے) مسودہ سے فارغ ہوا 773ھ کو۔ اللہ تعالیٰ اس (حیوۃ الحیوان کو) اپنی رضا حاصل کرنے اور اخروی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔

''ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم''

(اور نہیں ہے برائی سے پھرنا اور نیکی کرنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو بلند عظمت والا ہے)

کتاب کا ترجمہ 15-3-2013 بروز جمعۃ المبارک کو مکمل ہوا

تمت بالخیر